عظمتِ باری تعالیٰ کے حوالے سے عظیم علمی شاہکار

شانِ خدا جل جلالہ
بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

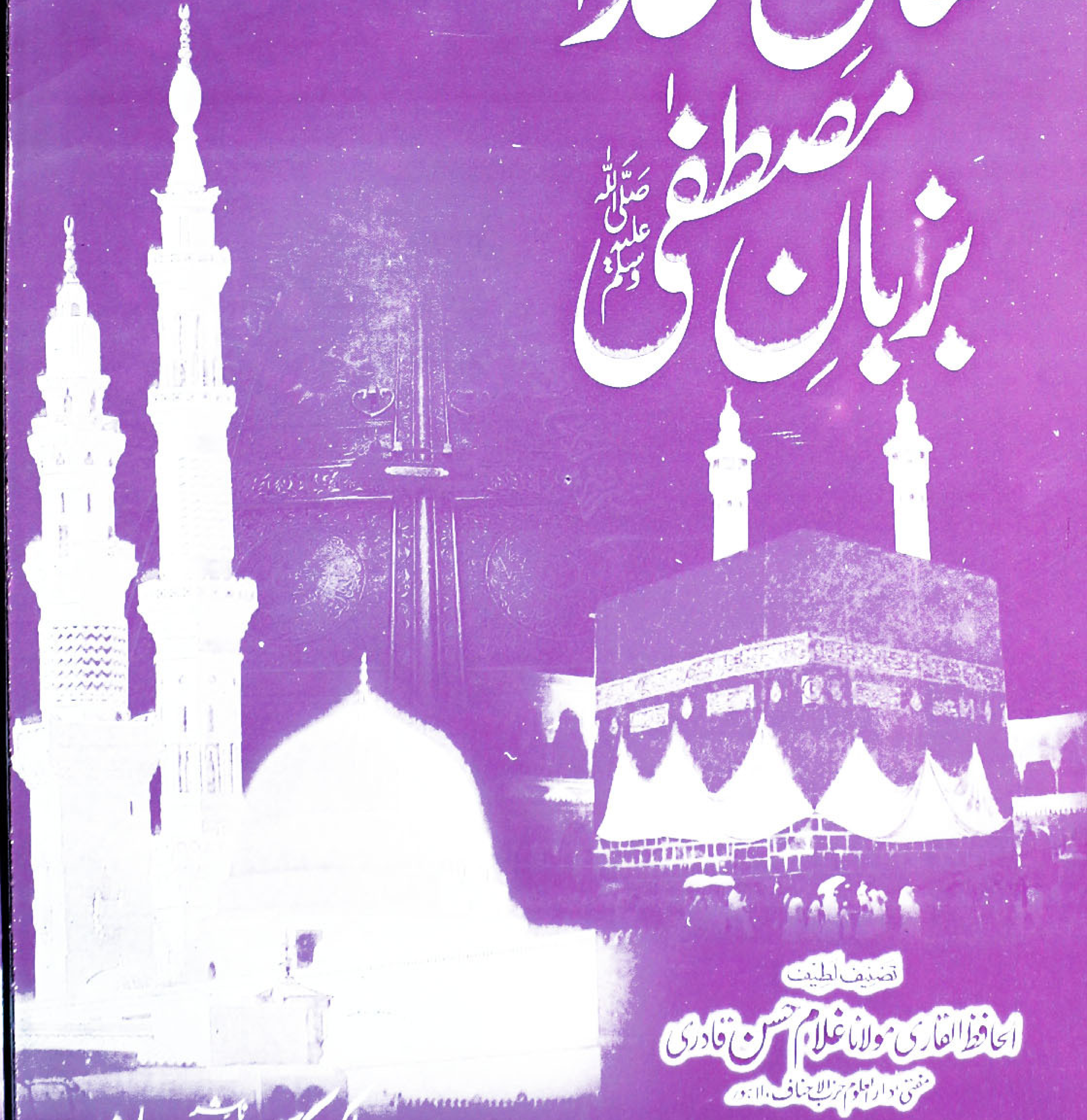


تصنیف لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف، لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

عظمتِ باری تعالیٰ کے حوالے سے عظیم علمی شاہکار

شانِ خدا جل جلالہ بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم



تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری

مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

عظمت باری تعالیٰ
کے حوالے سے عظیم علمی شاہ کار

شانِ خدا جل جلالہ
بزبانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جلد اوّل

تصنیف لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف
شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن، لاہور

ناشر
اکبر بُک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یا رسول اللّٰہ

وعلٰی اٰلك واصحابك یا حبیب اللّٰہ

نام کتاب	....	شانِ خدا (جل وعلا) بزبانِ مصطفیٰ (ﷺ) جلد اوّل
مؤلف	....	الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری مفتی دار العلوم حزب الاحناف' لاہور
پروف ریڈنگ	....	پیر طریقت الحاج قاری محمد اصغر نورانی
صفحات	....	640
تعداد	....	1100
بفرمائش	....	بنت لیاقت نور فاطمہ عطاری' بنت حسن نثار فاطمہ
خصوصی دعا	....	پیر سیّد انوار الحسن کاشف گیلانی (وڑچھ شریف' خوشاب)
کمپوزنگ	....	عبد السلام' قمر الزمان
اشاعت	....	اکتوبر 2012ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	800 روپے (جلد اوّل)

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر
40 اردو بازار لاہور

فہرست (جلد اوّل)

مضامین	صفحہ

رحمتِ خدا جل وعلا بار شادات مصطفیٰ (ﷺ)

پیش لفظ

''الحمد للہ رب العالمین'' کہ میری سب سے پہلی کتاب ''شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ بلفظ انا'' جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے نہایت ہی پذیرائی عطا فرمائی اور اس کے کئی ایڈیشن چند سالوں میں ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے علاوہ بھی بعض ممالک میں چھپ چکی ہے۔ دنیا بھر سے اہل محبت نے اپنے آقا علیہ السلام کی عظمت وشان کو پڑھ کر مجھ جیسے ہیچمداں کو عظیم الشان دعاؤں سے نوازا اور خوب حوصلہ افزائی فرمائی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مختلف موضوعات پہ اس وقت تک ستائیس کتب چھپ کر بازار میں آ چکی ہیں۔ جن میں سے چند کے علاوہ باقی ضخیم کتب میں شمار ہوتی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق و عنایت سے اب ''شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ ﷺ'' نامی کتاب مستطاب کا آغاز کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ احباب کے تقاضے پر جس طرح شانِ مصطفیٰ میں حضور ﷺ کی عظمت وشان کے متعلق جا بجا اشعار لکھے گئے اسی طرح اس کتاب میں حمدیہ اشعار لکھنے کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ کتاب کا آغاز اللہ تبارک وتعالیٰ کے بابرکت ناموں سے کیا گیا ہے۔ ہر نام کے معنی اور ضروری تفصیل لکھی گئی ہے۔ پھر موقع بہ موقع حضور ﷺ کی زبان اقدس سے اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت کے بارے میں نکلنے والے الفاظ خواہ وہ احادیث قدسیہ کی صورت میں ہوں یا احادیث نبویہ کی صورت میں، پھر وہ احادیث ادعیہ واذکار سے متعلقہ ہوں یا رحمت کردگار کے بارے میں انہیں کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ان شاء اللہ العزیز یہ کتاب بھی شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ کی طرح اپنی مثال آپ ہوگی۔ قوی امید تھی کہ شانِ مصطفیٰ ﷺ کی اشاعت کے بعد کسی اور طرف سے شانِ خدا کے موضوع پہ کوئی کتاب ضرور آئے گی، کیونکہ بعض فرقے حضور ﷺ کی عظمت وشان سن کر سمجھتے ہیں کہ اس سے توحید اور شان خداوندی میں کمی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک محبوبانِ خدا کی تنقیص وتوہین کو ہی توحید سمجھا جاتا ہے۔ جیسا کہ تقویۃ الایمان وغیرہا کا مطالعہ کرنے سے اور ان حضرات کی تقاریر سننے سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔ جبکہ الحمد للہ! اپنا تو عقیدہ ہے ذاتِ محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہ

آئینہ ہیں وہ سرِّ حق نمائی کا ... زندہ پرتو ہیں ذاتِ کبریائی کا
مصطفیٰ انتہائے وسعت توحید ... کچھ ٹھکانہ ہے شانِ مصطفائی کا

ثم الحمد للہ! ان حضرات کی طرف سے بھی ایسی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی جس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بھی اس عاجز کو ہی عطا فرمانا تھی کہ اگر شاہ بطحا کی مدح سرائی اہل سنت کے حصے میں آئی ہے تو توحید وشان خداوندی کا سامان بھی اسی دکان سے ملے گا۔

میں ان تمام قارئین کرام سے پرزور التجا کروں گا جنہوں نے میری کتاب شانِ مصطفیٰ ﷺ کا مطالعہ فرمایا ہے کہ وہ میری اس کتاب شانِ خدا کا بھی ضرور مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ! اس میں آپ کو نام نہاد مؤحدین کی خشک توحید نہیں بلکہ عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز توحید کے جلوے دکھائی دیں گے۔ اگرچہ اہل سنت عاشقان مصطفیٰ ﷺ کی طبیعت کا میلان زیادہ عظمت رسالت کے بیانات کی طرف ہوتا ہے کیونکہ رسالت جتنی مضبوط ہوگی توحید اتنی ہی پختہ ہوگی۔ اس لئے کہ رسالت دلیل ہے اور توحید دعویٰ ہے اور دعویٰ کی مضبوطی دلیل کی پختگی سے ہی وابستہ ہے لیکن اس کتاب میں آپ کو توحید باری میں رسالت مصطفوی کے جلوے بھی دکھائی دیں گے اور رسالت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ توحید کی کرنیں بھی دکھائی دیں گی۔ کیونکہ نہ توحید رسالت کے بغیر مکمل ہے اور نہ ہی رسالت توحید کے بغیر قبول ہے۔ اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے۔

اللہ کے اقوال کی پا کر تاکید — ہر واقف توحید نے کی ہے تائید
تفریق کے جھگڑوں میں نہ الجھو اے دوست — توحید رسالت ہے رسالت توحید

کیونکہ

سرکار کو ھادیٔ سبل کہتے ہیں — یا خاصۂ خاصان رسل کہتے ہیں
انور ہوئی تخلیق دو عالم ان سے — سب جز ہیں انہیں مصدر کل کہتے ہیں

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ

کیا مبارک صبح تھی وہ کیا سہانا وقت تھا — کھل کے اک غنچۂ گل نے کہا صل علیٰ
حوریں جنت سے چلی آئیں بصد شوق لقا — چار سو گونجی فضاؤں میں صدائے مرحبا
عرش جھوم اٹھا اُدھر ، سرکار اِدھر پیدا ہوئے

ذرّے نے بڑھ کر ادب سے دی صدا تسلیم کی — قدسیوں نے لیں بلائیں نور با تکریم کی
آپ آئے اور بیت اللہ نے تعظیم کی — دولت رحمت خدائے پاک نے تقسیم کی
مرحبا صل علیٰ خیر البشر پیدا ہوئے

یعنی ہماری توحید یہاں تک نہیں کہ ''مجھ نوں کتا کون دینداا ے؟ بولو اللہ۔ گاں نوں وچھا کون دینداا ے؟ بولو اللہ۔ مرغی نوں انڈا کون دینداا ے؟ بولو اللہ۔ بلکہ آگے تک ہے کہ'' ساڈے نبی نوں نعلین پاک سمیت عرشاں تے کون لے جانداا ے؟ بولو اللہ۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں: اللہ اللہ

تھا عرب والوں کا شیوہ بت پرستی بت گری — بڑھ چکی تھی حد سے ان کی خود سری و سرکشی
کر دیا حق نے ظہور مصدر پیغمبری — گر گئے بت منہ کے بل ٹوٹا طلسم آزری
مصطفیٰ جب لے کے وحدت کا اثر پیدا ہوئے

کوئی در پردہ کرشمہ سازیاں دکھلا گیا — قصرِ کسریٰ گر پڑا قیصر پہ لرزہ آ گیا

نورِ حق ظلمات کی دنیا پہ ہر سو چھا گیا
ابر اٹھا جھوم کر رحمت کا مینہ برسا گیا
خار زاروں میں عجب گل پائے ترا پیدا ہوئے

جن کو یکتائی ملی اوصاف میں تمثیل میں
وصف جن کا تھا رقم توریت میں انجیل میں
جن کے جلوے مستقر تھے دیدہ جبریل میں
روشنی بن کر رہے جو عرش کی قندیل میں
وہ سراپا نور عبداللہ کے گھر پیدا ہوئے

تھے کرم پرودہ کتنے سید خیر البشر
بے کسوں کو جھولیاں بھر بھر دیئے لعل و گہر
شوق سے ادنیٰ غلاموں کو بٹھایا تخت پر
ہو گئی انوؔر مرے آقا کی جن پہ بھی نظر
بے پر و بالی میں ان کی بال و پر پیدا ہوئے

الغرض! اگر ہمیں رمضان، قرآن، ایمان اور خود ربِ رحمان، حضور ﷺ کے صدقے سے ملا ہے تو توحید باری تعالیٰ اور شانِ خدا کے نظاروں کی نعمت بھی ہمیں حضور ﷺ ہی کے دامنِ رحمت سے نصیب ہوئی ہے۔ اسی لئے ہم کسی بھی موضوع پہ قلم اٹھائیں اور وہ جتنا بھی پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہو تو اس کی پیچیدگی اور خشکی کا علاج ہمارے پاس ہے اور وہ ہے شانِ رسالت کی رعنائیوں کی ایمان افروز گولیاں، جن سے مشکل سے مشکل ترین اور خشک سے خشک ترین موضوع میں ''شیریں می آید و تلخی را ربود'' خشکی ختم ہو جاتی ہے اور مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔

وہ پاک محمد صل علی وہ احمد مرسل سیدنا
تخلیق میں وحدت و کثرت کی تفسیر مکمل سیدنا
وہ سرِّ احد وہ سرِّ ازل وہ نورِ خدا بے عکس و بدل
وہ طاہر و اطہر پاک نفس وہ اکرم و افضل سیدنا
تخلیق دو عالم سے پہلے اک نور کی صورت پردے میں
خود حمدِ الٰہی کرتے رہے اک عرصہ مسلسل سیدنا
شاہد ہے ان کی ذاتِ خدا اوصاف و شمائل میں یکتا
تشکیل مکمل سیدنا تکمیل مدلل سیدنا
مقصودِ خدا محمودِ حسیں احمد بھی محمد و حامد بھی
ہر شان میں اعلیٰ اور اولیٰ ہر شکل میں افضل سیدنا
توحید سمجھنا چاہے جو پہلے وہ رسالت کو سمجھے
توحید اک شکل معمے کی ہے اس کا فقط حل سیدنا
ایمان ان کی جاگیر میں ہے قرآن ان کی تفسیر میں ہے
ایمان کا منبع سیدنا قرآن مکمل سیدنا
دیکھو تو کمالِ مصطفوی دل کش خدوخالِ مصطفوی
بے مثل جمالِ مصطفوی ہیں احسن و اجمل سیدنا
میں ان کی فراست کے قرباں میں اسوہ حسنہ کے صدقے
ہر بات اٹل پختہ ان کی ہر وصف میں اکمل سیدنا
خلقت کی ہدایت کے بانی تائید خدا میں لاثانی
خود رہرو منزلِ حقانی خود ہادی اکمل سیدنا
تخلیق بھی ان کی پہلے ہوئی اور ختم انہی پہ نبوت کی
وہ مخفی و اظہر اے انوؔر وہ آخر و اول سیدنا

چونکہ حضور علیہ السلام نے ہی ہمیں خدا کی شان بتائی ہے اور اللہ نے اپنا تعارف حضور علیہ السلام کے حوالے سے کرایا ہے هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ اس لیے یہ حصہ اس کتاب کے شروع میں لانا پڑا۔

اظہارِ تشکر و امتنان

آخر میں اپنے تمام کرم فرماؤں، خیر خواہوں اور محبت وخلوص کے ساتھ حوصلہ افزائی کرنے والوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جو ہر موقع پہ میرے ساتھ اپنے جذبات محبت کا اظہار فرماتے رہتے ہیں ان کی فہرست تو بہت طویل ہے لیکن بہر حال چند نام لینا ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) جگر گوشہ شارح بخاری فخر السادات حضرت صاحبزادہ سیّد مصطفیٰ اشرف رضوی ناظم اعلیٰ مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور (۲) حضرت العلام جانشین شیخ القرآن مفتی محمد وحید قادری صاحب۔ ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور (۳) سید السادات علامہ پیر سید انوار الحسن شاہ کاشف گیلانی صاحب۔ وڑچھہ شریف ضلع خوشاب (۴) جانشین خلیفہ اعلیٰ حضرت صاحبزادہ قاضی محمد مظفر اقبال رضوی مصطفوی، خطیب اونچی مسجد اندرون بھاٹی گیٹ لاہور (۵) پیر طریقت حضرت مولانا قاری محمد اصغر نورانی صاحب (۶) جانشین ابن شرف ملت علیہ الرحمۃ ڈاکٹر علامہ ممتاز احمد سدیدی صاحب لاہور (۷) پیر طریقت ادیب ملت حضرت پیر طاہر حسین قادری صاحب۔ منگانی شریف ضلع جھنگ (۸) استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ عبد الغفور گولڑوی صاحب چوہان روڈ لاہور (۹) استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ اشفاق المصطفیٰ صاحب لنڈا بازار لاہور (۱۰) فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد رضا صاحب (اعطاہ اللہ شفاء کاملًا عاجلًا من کل داء) (۱۱) جانشین افتخار ملت حضرت صاحبزادہ ابرار الحسن شاہ صاحب فیصل آباد (۱۲) امین فیضان خطیب الاسلام صاحبزادہ سید وسیم الحسن شاہ نقوی، حافظ آباد (۱۳) خوشبوئے خطیب الاسلام قاری محمد افضال نقشبندی صاحب فیصل آباد (۱۴) فاتح مرزائیت قاری ریاض احمد فاروقی سیوطی لاہور (۱۵) خطیب عالی شان علامہ ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری (۱۶) صاحبزادہ پیر سیّد طاہر حسین کاظمی صاحب پاکپتن شریف (۱۷) مخلص ومہربان حضرت علامہ قاری غلام رسول قصوری اعوان ٹاؤن لاہور (۱۸) ثناخوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سید ایوب علی طلحہ صاحب (۱۹) علامہ قاری ممتاز حسین اعوان صاحب (۲۰) الحافظ القاری محمد اختر سیالوی گڑھی شاہو لاہور (۲۱) حافظ پیر محمد عثمان نوشاہی گڑھی شاہو لاہور (۲۲) الحاج جناب ملک نثار احمد صاحب صدر انتظامیہ مسجد فاطمۃ الزہراء ریونیو سوسائٹی لاہور (۲۳) جناب قاری وسیم الحسنین نقشبندی صاحب (۲۴) محترم حافظ محمد شفیع غوری صاحب (۲۵) الحاج محمد شریف رضوی صاحب، لاہور بروسٹ والے (۲۶) علامہ قاری مختار علی حیدری صاحب (۲۷) حافظ فراز محمود بن رانا محمود اکرام صاحب (۲۸) جناب جاوید اقبال ہاشمی صاحب (۲۹) عزیز القدر محمد عثمان غنی بن عبد الغنی صاحب (۳۰) حضرت مولانا محمد عبد الرشید قادری رضوی عطاری (چودھری پارک لاہور) (۳۱) حضرت مولانا مفتی مسعود

الرحمٰن بن حضرت مولانا قاری نور الٰہی انور صاحب۔ چاہ پھوواڑہ مزنگ لاہور (۳۲) مقرر شعلہ بیان حضرت مولانا ملازم حسین ڈوگر صاحب آف دنیا پور ملتان' (۳۳) استاذ العلماء حضرت مولانا قاری غلام مرتضیٰ نقشبندی صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور (۳۴) قاری محمد عثمان جامی (۳۵) مولانا حافظ طاہر اقبال صاحب جلالی جلالپور بھٹیاں (۳۶) زینت القراء ثناء خوانِ مصطفیٰ ﷺ قاری خورشید الحسن نعیمی صاحب' (۳۷) الحافظ القادری صاحبزادہ رضاء المصطفیٰ صاحب بن حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ صاحب جلالی جلالپور بھٹیاں' (۳۸) محترم حافظ غلام علی صاحب' جلالپور بھٹیاں' (۳۹) محترم چوہدری شہزاد احمد صاحب کونسلر بھاٹی گیٹ' لاہور' (۴۰) حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ قادری (۴۱) حضرت مولانا قاری غلام فرید تونسوی سانده لاہور'

ہیں جیسے فلک پہ چمکتے ستارے ہمارے یہ ہیں مہرباں ایسے ایسے
خدا کے کرم سے نبی کی عطا سے ہوئے ہم کو ارزاں جہاں ایسے ایسے
زمانے کی دھوپوں سے بچنے کی خاطر ہوئے ہیں عطا سائباں ایسے ایسے
دعائیں ہیں جن کی مجھے مثل تحفہ خدا نے دیئے ارمغاں ایسے ایسے
رفاقت پہ ان کی بجا ہم ہیں نازاں ملے ہیں ہمیں دوستاں ایسے ایسے

(ادیب ملت صلاح الدین سعیدی صاحب)

اللھم صل علٰی سیّدنا و مولانا محمد ما اتصلت العیون بالنظر وتز خرفت الأرضون بالمطر وحج حاج واعتمر ولبی ونحر وطاف بالبیت و قبل الحجر ۔

○

اللھم صل علٰی سیّدنا و مولانا محمد فی الاولین وصل علٰی سیّدنا و مولانا محمد فی الآخرین وصل علٰی سیّدنا و مولانا محمد فی النبیین وصل علٰی سیّدنا و مولانا محمد فی المرسلین و صل علٰی سیّدنا و مولانا محمد فی الملأ الاعلٰی الٰی یوم الدین

○

اللھم صل وسلم وبارك علٰی سیّدنا محمد الذی جعلت رأسه من الھدٰی وحاجبه من التفکر وعینه من النور وسمعه من الطاعة وانفه من الزھد' وفمه من الحکمه وأسنانه من اللؤلو' ولسانه من الصدق ولحیته من الرضا وعنقه من الخضوع ویدیه من السخاء ضدره من الحیاء وقلبه من الاخلاص وکبده من الحنانة وطحاله من الوقار وبطنه من القناعة وفخدیه من الورع وقدمیه من الاستقامة وعلٰی اله وصحبه وسلم ۔ (صلوٰۃ اوصاف النبی صلی الله علیه وسلم عن الشیخ السنوسی قدس سره وقال علیه الرحمةمن حافظ علی هذه الصلوٰۃ المبارکة المشتملة علی اوصاف النبی صلی الله علیه وسلم دخل الجنة من غیر شك)

نشانِ منزل

استاذ العلماء، مولانا الحافظ القاری غلام حسن قادری

مفتی مرکزی دار العلوم حزب الاحناف، شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور اور ان کی تصنیفات

(از حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری خطیب مرید کے مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان)

میری زندگی کا ربع صدی سے زائد عرصہ حضرت داتا گنج بخش فیض عالم، مظہر نور خدا، رحمۃ اللہ علیہ کے سایۂ عاطف میں گزر رہا ہے۔ یومیہ مرید کے سے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، تدریسی فرائض کی انجام دہی کے لئے اسی بابرکت راستہ سے آنا جانا ہوتا ہے، مزار پُر انوار کی زیارت سے شاد کام ہونے کے ساتھ ساتھ سلام پیش کرنے کی سعادت عظمیٰ بھی نصیب ہوتی ہے۔ آپ کے دربار فیض بار کے بالکل قریب ہی لاہور کا مشہور دروازہ بھاٹی ہے۔ اس کے ساتھ ہی پولیس اسٹیشن سٹریٹ سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں جانا میرا معمول ہے۔ بڑی سڑک کی بجائے بھاٹی اور لوہاری دروازوں کے مابین چھوٹی چھوٹی قدیم گلیوں کو راقم امن کے راستے قرار دیتا ہے کیونکہ یہاں اختلاط مرد و زن نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسی پرامن سٹریٹ کے عین درمیان میں ملت اسلامیہ کی ایک نامور علمی شخصیت حضرت مولانا علامہ صوفی اصغر علی روحی صاحب مرحوم پروفیسر اورینٹیل کالج و یکے از بانیان جامعہ نعمانیہ لاہور کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب جامع مسجد مولانا روحی اہل سنت و جماعت ہے۔ اسی محلہ کے باسیوں میں پروفیسر صاحب مرحوم بھی تھے۔ آج کل اس مسجد کی امامت و خطابت کے فرائض، ممدوح اکابر، خطیب العصر، محترم المقام، حضرت العلام مولانا الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری دامت برکاتہ، باحسن وجوہ سرانجام دے رہے ہیں۔ حضرت الموصوف اور راقم الحروف کا مشن اور راستہ ایک ہی ہے۔ بناء علیہ گاہے بگاہے سرراہ علیک سلیک ہوتی رہی۔ ایک عرصہ یوں ہی بیت گیا، سلام دعا کے علاوہ بات آگے نہ بڑھی۔ تاہم موصوف کے خصائل جمیلہ و شمائل جلیلہ نے مجھے ہر ملاقات پر خاصا متاثر کیا، ان کے باطنی اوصاف ان کے ظاہری حسن و جمال پر نمایاں دکھائی دیئے، ان کی عاجزی وانکساری کی تو بات ہی کیا، کئی بار سوچا وقت میسر ہوتا کہ کھل کر تعارف کیا جائے۔ حسن اتفاق کہ قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی اشرفی مدنی علیہ الرحمۃ خلیفۂ اعظم اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے عطا فرمودہ، درود شریف کی کتابت نے یہ خواہش بآسانی پوری کردی، یوں آپ سے ربط و تعلق نے استحکام پایا۔ رفتہ رفتہ ذہنی خلا دور ہوتا چلا گیا اور پھر منزل قرب نے یہاں تک پہنچایا کہ اب حضرت مولانا غلام حسن قادری مدظلہ کے احوال و آثار لکھنے پر روحانی سکون محسوس کر رہا ہوں۔

خیال رہے کہ مجھے کثیر اہل علم وقلم پر لکھنے کی سعادت حاصل ہے جو ہر شعبۂ علم وادب سے تعلق رکھتے ہیں، برصغیر پاک و ہند کی شخصیات پر بھی لکھا اوران کی تصانیف وتراجم پر بھی، اسلاف کے کارناموں کو بھی اجاگر کیا اور اخلاف کی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا، جہاں اساتذہ کرام کی خدمت میں نذرانۂ قلم ادا کیا وہاں تلامذہ کی بھی حوصلہ افزائی میں کسر نہ چھوڑی، یہی وجہ ہے کہ میرے متعدد تلامذہ مقالات ومضامین میں ہی نہیں بلکہ تصانیف وتراجم میں بھی نام پیدا کررہے ہیں۔ (الحمدللہ علی منہ وکرمہ تعالیٰ)

حضرت مولانا علامہ الحافظ القاری مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ، تو میرے خاص احباء میں شامل ہیں، وہ میری ہی نہیں ہر چھوٹے بڑے، اپنے پرائے، بیگانے، یگانے کی قدر ومنزلت کو خوب جانتے پہچانتے ہیں۔ خصوصاً علمائے کرام ومشائخ عظام کے تو دلدادہ ہیں۔ ان کے ادب واحترام اور عزت وتوقیر کو ملحوظ رکھنا فرض قرار دیتے ہیں۔ موصوف کا باطن ان کے ظاہر کی طرح خوبصورت ہے۔ گویا کہ وہ اگر ظاہری طور پر مسند، افتاء وتدریس پر فائز ہیں تو روحانی وباطنی طور پر مسند طریقت کی بھی زینت ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی علمی وعملی زندگی خوب اور محبوب ہے۔ میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ مفتی صاحب مدظلہ کا علم، عمل سے اور عمل، علم سے عبارت ہے۔ حضرت مولانا علامہ مفتی غلام حسن صاحب قادری مدظلہ فی الحال اپنے آپ کو پردۂ اخفاء میں رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ وقت بہت قریب ہے کہ جب ان کے علمی وروحانی فیوض وبرکات سے لوگ برملا بہرہ مند ہوں گے اور اس دور میں ایسے پیکر شرافت کا وجود نعمت سے کم نہیں ہے کیونکہ عصر حاضر میں بعض علمائے کرام کے اعمال وافعال پر جب عوام انگلیاں اٹھا رہے ہوں تو صاحب کردار عالم دین کا وجود مسعود غنیمت ہے جن کی بارگاہ میں لوگ حاضر ہوکر استفادہ کریں مفتی صاحب کے اوصاف حمیدہ و کمالات جمیلہ سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی حیات حسنہ کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو از خود آپ کی عظمت وشوکت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ولادت باسعادت:

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب قادری ایک مذہبی، دینی گھرانے کے چشم چراغ ہیں آپ حافظ آباد کے ایک مشہور گاؤں چک کھرل میں ۳/اکتوبر ۱۹۶۲ء کو میاں محمد حسین بن میاں علی محمد علیہما الرحمتہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے قرآن کریم ناظرہ پڑھا۔ موصوفہ مرحومہ سے گاؤں کے علاوہ اکناف واطراف کے متعدد دیہات کے بچوں نے قرآن کریم پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمتہ نے ۵ جولائی ۲۰۰۴ء بروز پیر انتقال فرمایا۔ جبکہ آپ کے والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ اس سے تقریباً آٹھ ماہ قبل بتاریخ ۷ ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ/۲ نومبر ۲۰۰۳ء کو راہی جنت ہوئے۔

خدا کی ان پہ رحمت ہو محمد کی شفاعت ہو   دعا میری سدا یہ ہے انہیں جنت کی راحت ہو

حفظ قرآن:

کچھ عرصہ مفتی صاحب زید مجدہٗ اپنے والد ماجد کی معیت میں معاشی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے پھر فطرت نے آپ کی علوم و فنون کی طرف رہنمائی فرمائی گویا کہ جس مقصد کے لئے تخلیق فرمائے گئے تھے دست قدرت نے اسی طرف رخ پھیر دیا چنانچہ ۱۹۷۷ء میں آپ جامعہ حنفیہ رضویہ شیخوپورہ میں حفظ القرآن کے لئے داخل ہوئے اور ڈیڑھ سال کی مختصری مدت میں مکمل قرآن

کریم حفظ فرما کر اسی سال مصلّٰی سنایا، جس سے آپ کی عظیم الشان قوت اخذ و حافظہ اور جودت طبع کا پتہ چلتا ہے۔

درسِ نظامی:

امام اہل سنت، مفتی اعظم پاکستان حضرت سیدی ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ المحدثین حضرت سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب محدث الوری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ بانی مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور کے پہلے عرس مقدس کی تقریب سعید کے موقع پر آپ کے استاذ محترم حضرت فقیر سلطانی مولانا غلام رسول قادری سروری رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا اور آپ نے سلاطین علوم وفنون سے سات سال تک جوہر علیہ کو بڑی شان سے وصول کیا اور اسی دار العلوم سے فراغت، دستارِ فضیلت حاصل کی۔ جن عالی مرتبت اساتذہ کرام سے آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کی دولت ابدی کی نعمت پائی ان کے اسمائے گرامی ملاحظہ کیجئے۔

حفظ القرآن کے اساتذہ کرام:

مکرم جناب حافظ بشیر احمد صاحب، قاری امانت علی صاحب، قاری محمد بنیامین صاحب، قاری سعید الرحمٰن صاحب، حافظ فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ محمد اکرم صاحب

تجوید وقرأت:

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ نے تجوید وقرأت کے لئے جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور میں داخلہ لیا اور مفسر قرآن، زینت القراء حضرت علامہ قاری محمد طیب نقشبندی بن محقق اسلام حضرت الحاج محمد علی نقشبندی (علیہ الرحمۃ) سے ایک سال کے عرصہ میں روایت حفص کا کورس مکمل کیا اور جب امتحان کا مرحلہ آیا تو شیخ القرآء حضرت قاری محمد یوسف صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (جامعہ صدیقیہ مستی گیٹ لاہور) نے اول پوزیشن حاصل کرنے پر آپ کو خصوصی انعام سے نوازا جس کا ثبوت آپ کی سند تجوید وقرأت پہ آج بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے استاذ محترم نے نہایت ذوق وشوق کا مظاہرہ فرماتے ہوئے آپ کو سبعہ کی مشہور زمانہ کتاب ''الشاطبیہ'' بھی سبقاً سبقاً پڑھادی۔

درسِ نظامی کے اساتذۂ کرام:

☆ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مہر دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فاضل وشیخ الحدیث مرکزی دار العلوم حزب الاحناف وجامعہ نظامیہ رضویہ لاہور،

☆ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب علیہ الرحمۃ لنڈا بازار والے،

☆ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم خان صاحب سابق وشیخ الحدیث مدرس مرکزی دار العلوم حزب الاحناف، مفتی ادارہ منہاج القرآن لاہور،

☆ حضرت مولانا حافظ محمد یعقوب صاحب نقشبندی اور حضرت مولانا مفتی احمد دین صاحب توگیروی۔

راہِ عمل:

حضرت مولانا علامہ حافظ قاری غلام حسن صاحب زید مجدہٗ نے آغاز ہی سے راہِ عمل اختیار فرمائی تھی۔ دورانِ تعلیم ہی سے آپ نے امامت وخطابت کے فرائض سنبھال لئے تھے۔ چنانچہ ۱۹۸۲ء سے زیر قلم سطور ۲۰۱۲ء تک جامع مسجد حضرت مولانا روحی علیہ الرحمتہ میں انہی مناصب ومراتب پر فائز ہیں۔ نیز شوال ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء سے آپ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی عظمت رفتہ کو بحال کیے ہوئے ہیں۔ جملہ کتب عقلیہ ونقلیہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ تجوید وقرأت سے طلباء کرام کو نوازرہے ہیں۔ نیز ایک عرصہ سے دارالعلوم میں آنے والے سوالات کے شرعی جوابات کی ذمہ داری بھی آپ کی فقاہت پر منحصر ہے۔ تادمِ تحریر آپ کے قلم سے ہزاروں فتوے جاری ہو چکے ہیں۔ درس قرآن وحدیث بھی عرصہ دراز سے مذکورہ بالا مسجد میں دیتے آرہے ہیں۔ آپ نے ستائیس سال کے طویل عرصہ میں درس قرآن مجید مکمل فرمایا اور ۱۹۸۵ء میں درس مشکوٰۃ کا آغاز فرمایا جواب باب المعجزات تک پہنچ چکا ہے۔ ۲۰۰۹ء سے مشہور دینی درس گاہ جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن' لاہور میں دورۂ حدیث شریف (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) تخصص فی الفقہ اور دیگر اسباق پڑھانے کی سعادت حاصل کررہے ہیں' ادارہ کے بانی شیخ القرآن' ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری علیہ الرحمتہ ہیں۔ فن خطابت میں بھی آپ ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ ماہ رمضان میں قرآن کریم سنانا آپ کا خصوصی وظیفہ ہے۔

خطاطی:

علم وقلم کا آپس میں بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ ایک صدی قبل کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ہر عالم عموماً خوشنویس بھی ہوتا تھا۔ مگر نیرنگیٔ دوران دیکھئے اب بہت کم علماء کرام ہیں جن کا خطاط یا خوشنویس ہونا تو کجا معمولی سی بھی خوش خطی سے بہرہ یاب نہیں ہیں بلکہ بعض تو ایسے باکمال ہیں کہ انہیں اپنا لکھا ہوا بھی پڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ حالانکہ خط بھی شخصیت پر اثر ڈالتا ہے اور پھر اس کمپیوٹر کے دور میں خوش خطی تو عنقاء ہوتی جارہی ہے۔ ان حالات میں حضرت مولانا مفتی غلام حسن صاحب قادری کی ذات ستودہ صفات کی طرف آیئے تو دیکھئے گا آپ نے خطاطی میں بھی بڑا نام کمایا ہے۔ نامور اساتذہ فن سے اس کے حصول میں قطعاً پیچھے نہیں رہے۔ خوب سے خوب تر کی طرف رواں دواں ہیں، ہر قسم کے رسم الخط پر عبور رکھتے ہیں، اس میں جہاں اساتذہ کرام کی محنت ومشقت کا تعلق ہے وہاں آپ کی دلجمعی، دلچسپی، محنت اور مسلسل جدوجہد کا بھی بڑا حصہ ہے۔ خط طغریٰ میں بھی عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ ایک دن آپ کی ملاقات کے لئے جامع مسجد مولانا روحی میں حاضر ہوا تو باتوں ہی باتوں میں میرے نام کا ایک نہایت ہی دلکش، خوبصورت بیل سے مزین طغریٰ سامنے رکھ دیا۔ حالانکہ میرے خواب میں بھی نہیں تھا کہ آپ ایسا نادر اور یادگار تحفہ عنایت فرمائیں گے۔ سچ فرمایا محسن اعظم نبی مکرم رسول معظم ﷺ نے ''ہدیے اور تحفے دیتے رہا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔'' چنانچہ یوں سرکار دوعالم ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان محبت میں اضافہ فرمادیا۔ (وللہ الحمد) آپ نے جن اساتذہ فن سے خطاطی سیکھی ان کے نام یہ ہیں:

استاذ الخطاطین الحاج محمد اعظم صاحب منور رقم علیہ الرحمتہ، زینت الخطاط الحاج صوفی خورشید عالم صاحب خورشید رقم علیہ الرحمتہ، استاذ العصر جناب محمد علی زاہد صاحب زید مجدہٗ اور جناب استاذ غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

زیارتِ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً:

حیاتِ دنیوی میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان کے لئے سب سے بڑی تمنا بارگاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ کی حاضری ہے۔ حج وعمرہ کی سعادت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی زیارت کی دولت جسے نصیب ہو جائے میرے نزدیک وہ نہایت امیر ترین ہے اور وہاں کی سچی تڑپ ایک دن ضرور رنگ دکھاتی ہے اور عاشق زار اچانک اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔ خصوصاً مسجد کی خدمت سرانجام دینے والا خواہ موذن ہو یا امام وخطیب بلکہ مسجد کا جاروب کش بھی اس نعمت سے محروم نہیں رہتا۔ حالانکہ بظاہر اس کے وسائل نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اس کے برعکس بکثرت وسائل کے مالک اس سعادت سے کورے رہتے ہیں۔ دراصل بات خلوص، عشق اور قلبی آرزو کی ہے جب طلب صادق ہو تو بات بن جاتی ہے۔

ان کے دریائے کرم میں موج اٹھتی ہے واللہ کوئی دل سے پکارے تو سہی

میرا ذاتی تجربہ ہے، ایک شب میں نے بڑے درد وسوز سے بارگاہ مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میں یوں استغاثہ پیش کیا:

دکھا دو مجھے اپنا شہر مبارک میرے تاجور شہر یار مدینہ
کبھی ہو طواف حرم مجھ کو حاصل کبھی دیکھوں میں سبزہ زار مدینہ

بس پھر کیا تھا کریم آقا علیہ السلام نے مسلسل نوازا اور اب یوں عرض گزار ہوں۔

مشرف گرچہ شد سہ بار تابش ہے حسرت حاضری کی مثل جامی

حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ بھی کشتۂ عشق محبوب کبریاء ہیں۔ نہ جانے روحی مسجد کے در ودیوار نے کتنی بار آپ کے درد بھرے نالے سن کر بارگاہِ حبیب خدا ﷺ میں سفارش کی ہوگی کہ سرکار امام حسن رضی اللہ عنہ کے غلام کو بھی جمال جہاں آرا کی زیارت سے شاد کام کیجئے۔ ہاں ہاں روضۂ مقدسہ کی زیارت بعینہٖ آپ ﷺ کی زیارت سے عبارت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اعلانیہ بشارت سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا: **من زارنی بعد موتی فکانما زارنی وانا حی** ''جس (خوش نصیب ایمان دار) نے میرے روضۂ اطہر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری حیات مبارکہ میں میری زیارت کی۔'' (خلاصۃ الوفاص ۶۱) آخر وہ ساعت سعید آپ کو حرمین شریفین کی روانگی کا مژدۂ جاں فزا سنانے کے لئے آپہنچی۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۸۹ء اور اکتوبر ۲۰۰۶ء رمضان المبارک میں اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ مند ہوئے۔ اب پھر قسمت کا ستارہ چمکا اور ۲۹ر مارچ ۲۰۱۲ء کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ **الحمد للہ رب العالمین**

شرفِ بیعت:

طریقت میں بیعت شرط ہے نیز اکابر اسلام کا یہی معمول چلا آرہا ہے کہ ظاہری علوم وفنون کے ساتھ ساتھ روحانی فیوض و برکات کے حصول کے لئے صحیح العقیدہ صاحب علم وفضل مرشد سے اس سنت مستمرہ کی بھی تکمیل کی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کی بار یابی کے لئے آپ نے قطب الوقت حضرت سلطان غلام باہو رحمۃ اللہ علیہ اولادِ پاک سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا شرف پا کر منازل سلوک سے طے فرمائیں۔

تصانیف:

ثقہ عالم دین میں علوم وفنون کی ترویج واشاعت اور تبلیغ کے لئے تین اوصاف کا پایا جانا از حد ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مدرس ہو یا مصنف یا پھر مقرر ہو۔ خوش بخت ہیں وہ علمائے کرام جو ان تینوں اوصاف سے موصوف ہیں اور وہ خال خال ہی ہیں۔ کئی مصنف و مترجم ہوتے ہیں اور بعض مقررین کی صف میں شامل ہیں۔ حضرت مولانا مفتی غلام حسن قادری مدظلہ ان خوش نصیب علمائے کرام میں شامل ہیں جن میں یہ سبھی اوصاف پائے جاتے ہیں۔ مصنف و مترجم کی حیثیت سے دیکھا جائے تو اس وقت تک آپ کے قلم سے ستائیس کتابیں مارکیٹ میں اپنی حیثیت منوا چکی ہیں۔ آپ بھی ان کتابوں کے نام بمع مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

۱: شرح کلام رضا فی نعت المصطفیٰ المعروف شرح حدائق بخشش:

یہ خوبصورت کتاب امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمتہ والرضوان کے اردو دیوان ''حدائق بخشش'' (۱۳۲۵ھ) کی عشق ومحبت اور درد وسوز سے لبریز جامع شرح ہے۔ اس میں مناقب کے علاوہ تمام نعتوں، قصائد، مناجات، قطعات رباعیات، مخمسات اور درود وسلام کی نہایت عام فہم شرح ہے۔ مشکل الفاظ کے معانی اور مفہوم بالکل سادہ اور سہل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ دوران شرح سینکڑوں دیگر موضوعات پر بھی مواد جمع کیا گیا ہے۔ جس سے کتاب کے حسن میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ کتاب کے شروع میں علامہ سید مرغوب احمد اختر الحامدی کا مضمون ''امام نعت گویاں'' شامل کیا گیا ہے۔ جس سے حضرت رضا بریلوی کی فن شاعری میں مہارت تامہ کا پتہ چلتا ہے۔ اس عاجز (تابش قصوری) کے قلم سے لکھے گئے شارح کے حالات بھی کتاب کا حصہ ہیں۔ صفحات ۱۱۰۸ ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۲: مقام غوث اعظم اعلیٰ حضرت کی نظر میں:

اسے شرح حدائق بخشش کی باقیات میں شمار کرنا چاہیے کہ یہ حدائق بخشش کی وصل اول تا وصل چہارم کی شرح پر مشتمل ہے۔ وصل اول میں نعت نبوی ہے اور بقیہ تین وصلوں میں حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی عربی میں لکھی گئی دو حمدوں کی بھی تشریح ہے۔ شرح کا انداز ہ بالکل وہی ہے جو متذکرہ بالا کتاب میں اپنایا گیا تھا۔

اس کتاب میں حضور پُر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بچپن سے لے کر وفات تک چیدہ چیدہ واقعات کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز حضور والا کے نو نادر عربی قصائد مع اردو اور فارسی میں شعری ترجمہ کے ساتھ شامل کتاب کیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایصال ثواب اور گیارہویں شریف کے مسئلہ کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ آخر کتاب میں زیر بحث لایا گیا ہے۔ صفحات ۴۳۲ ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔

۳: شانِ مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ بلفظ ''انا''

یہ گراں مایہ کتاب حضور سید عالم ﷺ کی ان یک صد احادیث مبارکہ پر مشتمل ہے جن میں آپ ﷺ نے اپنی زبان معجز بیان

سے بلفظ ''انا'' اپنی تعریف خود فرمائی ہے۔ ان احادیث کریمہ کی جامع تشریح کی گئی ہے جس کے ضمن میں سینکڑوں ایسی روایات و احادیث سامنے آ گئی ہیں جن سے پیارے مدنی مکی آقا ﷺ کی شان کا پروقار نقشہ سامنے آتا ہے۔ پھر ان واقعات کو خوبصورت اشعار سے مزین کر کے گویا کتاب کو چار چاند لگا دیئے گئے ہیں جو بلاشبہ قارئین کے ذوق مطالعہ کو دوبالا، سہ بالا، بلکہ چہار بالا کر دیتے ہیں۔ کتاب میں جا بجا بزرگان دین کے واقعات بغرض اصلاح احوال امت پیش کیے گئے ہیں۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے عقائد حقہ کو بڑے پیارے انداز میں بیان کیا گیا ہے جن کا بنظر انصاف مطالعہ قاری کے ذہن کو مطمئن کر دیتا ہے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔ غافل مسلمانوں کو لمحات فکر کے ساتھ متنبہ کیا گیا ہے اور حالات حاضرہ کے آئینے میں بتقاضائے وقت جذبات مسلم کو بیدار کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں حضور سرور کائنات ﷺ کے سرتاپا حلیہ مبارکہ کا بڑا ہی عاشقانہ بیان ہے۔ جسے پڑھ کر ہر خاص و عام جھوم جھوم جاتا ہے اور عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے دل، و دماغ معطر و منور ہو جاتے ہیں۔

ابتدا میں پانچ جید علمائے کرام اور دانشور حضرات کی تقاریظ بھی موجود ہیں اور مولانا قاری حافظ محمد زبیر مجددی سیالکوٹی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنف علام کے حالات زندگی بھی صدر کتاب میں شامل کئے گئے ہیں۔ صفحات ۱۰۰۰ ناشر مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

۴: تقریری نکات:

ایک سو اکابر و اصاغر علماء و خطباء کے خطبات و تقاریر سے ماخوذ حکمت و بصیرت اور شعور و آگہی سے بھرپور علمی، تحقیقی اور اصلاحی نت نئے کام آنے والے سینکڑوں ''تقریری نکات'' جن میں سے ہر نکتہ اپنے اندر بہت سی معلومات افزا باتیں سموئے ہوئے ہے۔ توحید و رسالت، عظمت و شان مصطفیٰ، محبت رسول، سیرتِ سید المرسلین، میلاد النبی ﷺ عقائد اہل سنت و اصلاح احوال امت جیسے موضوعات اس کتاب کا اہم حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ طنز و مزاح کے حوالے سے ایک بڑا ہی دلچسپ قابل مطالعہ باب ''مناظرانہ چٹکلے اور جہانِ ظرافت'' کا ہے، جس میں لطائف علمیہ کے علاوہ بہت سی حقیقت افروز باتیں ہیں۔ یقیناً یہ ایک ایسا باب ہے جسے پڑھ کر ہر خاص و عام بے اختیار محظوظ ہوتا ہے۔ (یاد رہے بعض احباب کی خواہش پر یہ باب کتاب کے پہلے ایڈیشن میں شامل کیا گیا تھا لیکن بعض بزرگوں کے حکم پر دوسرے ایڈیشن سے پورا باب نکالنا پڑا اس طرح بعض علماء کے نکات میں بھی مناسب ترمیم کی گئی ہے) پند و نصائح سے متعلق عربی ادب کے شاہکار تین خطبات بھی شامل کتاب ہیں۔ آخر میں ان علماء و خطباء اور کتب کی فہرست بھی دی گئی ہے جن سے ''تقریری نکات'' نقل کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف کے حالات بھی راقم الحروف نے لکھے ہیں۔ جن سے مصنف کی شخصیت کے علمی و عملی پہلوؤں کا پتہ چلتا ہے۔ صفحات ۲۷۶ ناشر: کرمانوالہ بک شاپ داتا دربار، لاہور۔

۵: اٹھارہ تقریریں:

اس کتاب کا مکمل نام ''زبدۃ الحسن مقالات و خطبات حسن المعروف اٹھارہ تقریریں'' ہے۔ کتاب کے شروع میں حافظ محمد زبیر مجددی کے قلم سے لکھے ہوئے مصنف کے حالات ہیں۔ اس کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ تقاریر کے موضوعات یہ

ہیں۔

۱: فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا۔ ۲: قلب مومن ۳: بچوں کی صحبت ۴: مضامین سورۃ الحجرات۔ ۵: معجزۂ شق القمر ۶: سنت کے دینوی وطبی فوائد ۷: حضور ﷺ کے والدین کریمین ۸: حقوق والدین ۹: حضرت یعقوب علیہ السلام کی علمی شان ۱۰: وسیلے کی برکت ۱۱: محبت ونسبت کا اثر ۱۲: دین اسلام میں مسجد کی اہمیت ۱۳: توبہ واستغفار ۱۴: اسلامی سلام اور اس کا صحیح جواب ۱۵: عیدالفطر کی تقریر ۱۶: عیسائیت (حدیث ہرقل) ۱۷: فیضان اولیاء رحمتہ اللہ علیہم ۱۸: شب برأت۔ صفحات ۶۴۰، ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

۶: کواکب سبعہ:

یہ کتاب سات جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات پر مشتمل ہے۔ ابتداء میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق قرآنی آیات واحادیث دی گئی ہیں۔ اس کے بعد کتاب کا اصل موضوع شروع ہوتا ہے۔ جن سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات اس کتاب میں ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: سید الشہدا ۱ء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ۲: موذن رسول ﷺ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ ۳: شیخ الامت حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ۴: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۵: حضرت سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ ۶: حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۷: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ "کواکب" کا معنی ہے ستارے، لیکن اس سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "اصحابی کالنجوم" میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ صفحات: ۴۳۲ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور۔

۷: الدروس العشرہ فی السورۃ الفاتحہ:

یہ کتاب' چاندنی مسجد ریگل چوک لاہور میں دیئے گئے ماہانہ دس دروس قرآن پر مشتمل ہے۔ پہلا درس تعوذ واستعاذہ کے بارے میں ہے۔ دوسرا درس تسمیہ کا بیان ہے۔ بقیہ سات دروس میں سورۃ فاتحہ کی لاجواب تفسیر ہے۔ کتاب کے آخر میں ماخذ کی فہرست بھی شامل ہے۔

۸: قرآن اور حاملین قرآن:

یعنی قرآنی انسائیکلوپیڈیا۔ جس میں کتاب ہدایت قرآن مجید کے بارے میں معلومات کا بیش بہا خزانہ اور عظیم ذخیرہ ہے۔ کتاب زندہ قرآن حکیم کے مختلف پہلوؤں پہ تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ آئین انسانیت کے کئی گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ لا یزال وقدیم مرقع حکمت کے عجائبات، حیرت انگیز واقعات، حقانیت قرآن پہ غیر مسلموں کے اعترافات اور علوم قرآنی جیسے بے شمار علمی موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ نوع انسانی کے پیام آخریں کے حامل کامل واکمل، سرور کائنات، فخر موجودات، حضور رحمت عالمیاں یعنی صاحب قرآن علیہ السلام کی عظمت پر بھی جابجا نہایت علمی وتحقیقی مواد اس کتاب کے حسین چہرے کا جھومر ہے جو کہ مؤلف کتاب کا سرمایہ حیات اور حاصل زندگی ہے۔ کتاب کے تین حصے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔ پہلے حصے میں عظمت قرآن،

علوم قرآن، واقعات وعجائبات قرآن، وظائف واعمال قرآنی اورادعیہ قرآنیہ کے علاوہ دیگر کئی موضوعات پہ بھی قلم اٹھایا گیا ہے۔
دوسرے حصے میں حفاظ قرآن پاک کی عظمت اوران کے فضائل قرآن وسنت اور علماء امت کی تصریحات سے واضح کیے گئے ہیں۔
تیسرے حصے میں حاملین قرآن یعنی علمائے کرام کا مرتبہ ومقام قرآن وسنت کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔
الغرض یہ بے مثال ولا جواب وباکمال کتاب قرآنی معلومات کے لئے ایک عام قاری سے لے کر ایک عالم تک سب کے لئے بہترین انسائیکلوپیڈیا ہے اور بقول اقبال:

حرف او را ریب نے تبدیل نے آیہ اش شرمندۂ تاویل نے

۹: بوستان سعدی:

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کی ''بوستان سعدی'' کا انتہائی آسان اور شستہ اردو ترجمہ ہے۔ ہر حکایت کے آخر میں سبق بھی دیا گیا ہے تاکہ قاری کو حکایت کا ماحصل سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ صفحات ۲۳۲۔ ناشر: مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور

یادرہے! بوستان سعدی کا ایک ترجمہ جس کی ضخامت دوسو بتیس صفحات ہے اور گلستان سعدی کی طرح غیر مجلد ہے۔ یہ دونوں ترجموں کا حجم برابر رکھنے کے لئے شائع کیا گیا جبکہ دوسرا ترجمہ کچھ تفصیلات کے ساتھ مجلد شائع کیا گیا ہے جس کے صفحات تین سو چھہتر ہیں یہ بھی مشتاق بک کارنر نے شائع کیا ہے تو اس طرح بوستان سعدی نام کی دو کتب ہوگئیں ایک کو صرف ترجمہ سمجھ لیں اور دوسری کو مختصر شرح کا نام دیا جاسکتا ہے۔

۱۰: گلستان سعدی:

حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ''گلستان سعدی'' کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں بھی مذکورہ کتاب جیسا انداز اپنایا گیا ہے۔ صفحات ۲۳۶۔ ناشر: مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔

۱۱: کربل کی ہے یاد آئی:

واقعہ کربلا پر اب تک لکھی جانے والی تمام کتابوں اور اس موضوع پر علمائے اہل سنت کی تقاریر کا خلاصہ، ماحصل اور نچوڑ (سر ورق) اس کتاب کے تین حصے ہیں پہلے دو حصے جن میں اہل بیت رسول ﷺ کا مختصر تذکرہ، واقعہ کربلا کی روئیداد تاریخی حقائق کے ساتھ، عقائد اہل سنت وغیرہ موضوعات کا بیان ہے۔ حصہ سوم میں ''حدیث قسطنطنیہ'' پر مولانا منیر احمد یوسفی صاحب کا رسالہ خلاصۃً شامل ہے۔ جس میں انہوں نے حدیث مذکورہ پر محققانہ بحث کی ہے۔ اس کتاب کا اکثر حصہ سید السادات حضرت مولانا پیر سید یعقوب شاہ صاحب رضوی آف پھالیہ رحمتہ اللہ علیہ کی تقاریر سے ماخوذ ہے۔ (کیونکہ مصنف زمانہ طالب علمی میں حضرت شاہ صاحب کی تقریروں سے بہت متاثر تھے گویا یہ کتاب مصنف کی شاہ صاحب قبلہ سے عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے) صفحات ۲۳۲ ناشر نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

۱۲: یارانِ مصطفیٰ ﷺ مع وارثانِ خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام، خلفائے راشدین مہدیین کے مفصل حالات واقعات وکرامات پر مشتمل کتاب لا جواب، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز خلافت راشدہ کا بھی تفصیلاً بیان ہے۔ صفحات ۸۸۸ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور۔

۱۳: مقام سیدنا ابراہیم علیہ السلام

حضرت سیدنا ومولانا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی حیات مبارکہ پر یہ کتاب مستطاب ہے جس میں آپ کی زندگی پر قرآن و حدیث وتاریخی حقائق کے حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین بڑے امتحانات، آپ علیہ السلام کے مناظرے، سنگ اسود اور چاہِ زم زم کا مفصل بیان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کے بارے میں تحقیق انیق کی گئی ہے۔ کتاب کے آخر میں قربانی اور اس کے مسائل واحکام کا بیان ہے۔ نیز کتاب کے آخر میں ماخذ کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ صفحات ۲۰۸ ناشر: اکبر بک سیلرز اردو بازار، لاہور۔

۱۴: النعمان والرضا:

اس کتاب کا عام فہم نام ''دو عظیم رہنما ابوحنیفہ اور رضا'' ہے جس میں امام الفقہ وشرف الفقہاء سراج الامہ وکاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور فقیہ العشق ومجدد الملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و فقہی مقامات اور عشقی وجبی مراتب کا واضح بیان آپ کو پڑھنے کے لئے ملے گا۔ صفحات: ۲۲۴' ناشر: اسلام بک ڈپو' گنج بخش روڈ لاہور۔

۱۵: الباقیات الصالحات یعنی مقالات وخطبات:

اس کتاب میں مختلف موضوعات پہ پچیس خطبات ومقالات ہیں۔ خطباء ومقررین کے لئے یہ کتاب گراں بہا خزانہ ہے۔ صفحات ۶۰۰، ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

۱۶: فضائل ومسائل نماز:

حال ہی میں اس کتاب کا نیا ایڈیشن شائع ہوا ہے جو نہایت ہی خوبصورت ہے اور پہلے ایڈیشن سے اس کا سائز بھی بڑا ہے۔ اس کتاب میں نماز کے فضائل قرآن وحدیث اور صحابہ کرام' بزرگان دین کے حسین واقعات سے بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب کے دو حصے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں۔ پہلے حصے میں نماز کے فضائل اور دوسرے میں استنجاء، وضو، غسل، اذان، اقامت، نماز، حیض نفاس استحاضہ، نفلی نمازیں، نماز جمعہ وعیدین، نماز جنازہ وغیرہ کے سینکڑوں ضروری مسائل کو فقہ حنفی کی معتبر کتب کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے ہوتے ہوئے اس موضوع پہ کسی دوسری کتاب کی کم ہی ضرورت محسوس ہوگی۔ انشاء اللہ۔ صفحات: ۶۶۰' ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز' گنج بخش روڈ لاہور

۱۷: خصائل و مسائل حج و زیارت

اس کتاب کے بھی دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں شعائر اللہ (حجر اسود، حطیم کعبہ، رکن یمانی، زمزم شریف، صفا و مروہ وغیرہ) کے فضائل، بیت اللہ شریف کی فضیلت، فضائل حج و عمرہ اور سفر حج کی ایک ایک نشانی، مقام اور دیگر لوازمات و مناسبات بیان ہوئے ہیں جبکہ دوسرے حصہ میں حج کے شرائط، اصطلاحات حج، فرائض و واجبات و سنن حج و احرام، طواف کے مسائل اور اس کی اقسام نیز حج و عمرہ سے متعلقہ ہر قسم کے فقہی مسائل بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ مدینہ طیبہ کی حاضری اور وہاں کے متبرک مقامات کا ذکر، پھر کتاب کے آخر میں مختلف مقامات پہ پڑھی جانے والی دعائیں اور بالخصوص طواف کے ہر پھیرے کی علیحدہ علیحدہ دعا کو لکھ دیا گیا ہے۔ صفحات ۳۱۹، ناشر نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

۱۸: فضائل و مسائل صیام و رمضان:

روزے کی فرضیت اور روزہ دار کو ملنے والے انعامات، صیام و رمضان کے خصوصی فضائل، سحری و افطاری کے فضائل احادیث کی روشنی میں اعتکاف، لیلۃ القدر، نیا چاند دیکھنے نیز رویت ہلال اس کتاب کے خصوصی موضوعات ہیں۔ اس کتاب کا دوسرا حصہ بھی مندرجہ بالا عنوانات کے فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ نیز روزے کے مفسدات و مکروہات، روزے کی اقسام اور ہر قسم کے جداگانہ احکام، نماز تراویح کے بارے میں مفصل مسائل اور کتاب کے آخر میں قضاء عمری اور عید الفطر نیز نماز عید کا طریقہ اور دیگر مسائل کا ... اپنے موضوع پہ نہایت ہی جامع کتاب ہے۔ اس کتاب کے کل صفحات ہیں۔ ۳۲۴۔ ناشر: نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، گنج بخش

... تحقیقی مقالے (مسئلہ توحید و شرک):

... توحید و شرک کے حوالے سے دو تحقیقی مقالے جسے پڑھ کر مخالفین اہل سنت کے پھیلائے ہوئے بہت سے بے بنیاد شکوک و شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ صفحات: ۶۴ ناشر اول: قاری محمد اصغر نورانی لاہور، ناشر دوم: انوار لائبریری لاہور، ناشر سوم: اکبر بک سیلرز اردو بازار لاہور۔

۲۰: البرکات:

اس کتاب میں مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد و وظائف کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ صفحات: ۴۸ ناشر قاضی پبلی کیشنز، ذوالقرنین چیمبر، گنپت روڈ، لاہور۔

۲۱: ماں تسکین جاں:

ماں کی عظمت و شان اور والدین کا مرتبہ و مقام نیز ان کے فرائض و حقوق پہ بڑی ایمان افروز کتاب ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں علمی نکات اور خوبصورت اشعار سے اس کتاب کو مزین کیا گیا ہے۔ اس موضوع پہ تقریر کرنے کے لئے اس کتاب میں وافر مواد ہے۔ واقعات و حکایات کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق کو بھی پورا کیا گیا ہے، اپنی ماں کے ساتھ دلی محبت کرنے والوں کے لئے اس

کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ صفحات ۳۰، ناشر: اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

۲۲: بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو

بخاری شریف کی بارہ سو منتخب احادیث کے حوالے اور سینکڑوں احادیث پر مشتمل تقاریر، بالخصوص عقائد و معمولات اہل سنت کو بخاری شریف کی صحیح احادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ کیونکہ مخالفین اہل سنت بات بات پہ بخاری شریف کا نام لے کر عوام الناس اہل سنت پر رعب جماتے ہیں۔

جبکہ ہمارے بزرگوں نے اتنی کچی بنیادوں پر ان عقائد و معمولات کو نہیں اپنایا، بلکہ نہایت ٹھوس اور معتبر دلائل پر ہمارے مسلک کی بنیاد ہے۔ یہ مرتب کے زمانہ طالب علمی کی محنت ہے۔ جو انہوں نے دورۂ حدیث کی کلاس کے دوران حوالہ جات محفوظ کئے اور اب پچیس سال کے بعد اپنے اساتذہ اور دینی مدارس کے طلبا بالخصوص دورۂ حدیث شریف کے طلباء کے اصرار پر بڑی محنت کر کے بعد منظر عام پر لائے ہیں۔ اس محنت کا اندازہ لگانے کے لئے کتاب کا مطالعہ شرط اولین ہے۔ کتاب کے آغاز میں علامہ محمد شریف الحق رضوی صاحب علیہ الرحمتہ کے دو وقیع مضامین ہیں جو امام بخاری اور ان کی صحیح بخاری کے عنوان سے معنون ہیں۔ صفحات 380۔ ناشر: اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اُردو بازار لاہور

۲۳: فیضانِ مسلم شریف:

یہ کتاب بھی متذکرہ بالا کتاب کی طرز پر ہی لکھی گئی ہے۔ اس میں بھی تقریباً بارہ سو احادیث کے حوالے ہیں اور یہ تمام احادیث، مسلم شریف کی ہیں لیکن جن احادیث پر ''بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو'' میں بحث کی گئی ہے۔ ان احادیث کو زیر بحث نہیں لایا گیا اور اگر کوئی ایسی حدیث آ بھی گئی ہے تو اس کا عنوان و تقریر وہ نہیں بلکہ نئے عنوان کے ساتھ نئی تقریر ہے۔ کتاب پڑھنے کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ ابتداء میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کا صحیح مسلم اور امام مسلم کے حوالے سے ایک مضمون شامل کتاب ہے۔ تین سو بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ ناشر: اکبر بک سیلرز، لاہور

۲۴: راہِ ہدایت:

اس کتاب میں صحاح ستہ میں سے دو کتب جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد شریف کی منتخب احادیث کے حوالہ جات ہیں جو کہ دوران تعلیم مصنف نے اپنی ڈائری پہ نوٹ کئے تھے۔ بالکل اسی طرح جس طرح کہ بخاری پڑھو لیکن ساری پڑھو اور فیضان مسلم شریف میں ذکر ہو چکا۔ پھر دونوں کتب اور ان کے مصنفین کا تعارف علامہ غلام رسول سعیدی صاحب کے قلم سے شامل کتاب ہے۔ ترمذی شریف کی منتخب احادیث کے آخر میں ایک سو پچیس فقہی قواعد کو لکھ دیا گیا ہے کیونکہ کتب صحاح میں سے ترمذی شریف ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کا فقہی مسائل سے خاص تعلق ہے تو اس حوالے سے فقہ حنفی کے مشہور قواعد کو لکھا گیا ہے۔ کتاب کے صفحات ہیں۔ ۴۸۰۔ ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

۲۵: نجات کا راستہ

سنن نسائی اور ابن ماجہ کی منتخب احادیث کا یہ کتاب حسین مجموعہ ہے اس طرز پہ جس طرز پہ راہ ہدایت کے اندر ترمذی و ابوداؤد کی منتخب احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ اہل سنت کے معمولات (جن کو بدقسمتی سے اس دور میں بدعات کا نام دے دیا گیا ہے) والی احادیث کو ضرور درج کیا جائے۔ انشاء اللہ اس کتاب میں آپ کو اس سلسلہ میں کافی رہنمائی ملے گی عوام وخواص کے لئے اس مجموعہ کے اندر بڑا مفید مواد ہے جس کا تعلق پڑھنے کے ساتھ ہے بڑے خوبصورت عنوانات، نہایت ہی عاشقانہ نکات اور بڑے پیارے اشعار بھی حسب معمول اس کتاب کا حصہ ہیں۔ کل صفحات ۴۱۵۔ ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔
یاد رہے! صحاح کی ان تمام احادیث کو ایک ہی جلد میں بعنوان "عقائد اہل سنۃ اور احادیث صحاح ستہ" جمع کر دیا گیا ہے جو مندرجہ بالا پتے سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

۲۶: راہ سنت و جنت

یہ کتاب مؤطا امام مالک کی منتخب احادیث پر مشتمل ہے۔ جس میں حرف آغاز و انتساب کے بعد تذکرہ حضرت امام مالک اور مؤطا امام مالک کا ذکر خیر ہے۔ زیادہ تر انہی احادیث کو لیا گیا ہے جو کہ فقہ حنفی کی مؤید ہیں۔ کتاب کے آخر میں ختم نبوت پہ نہایت خوبصورت مواد ہے اور قادیانیوں کی تردید میں کئی صفحات لکھے گئے ہیں۔ علم اور علماء کا موضوع بڑا تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری کے ترجمہ اور حاشیہ سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ کتاب کیا ہے علم وحکمت کا ایک خزانہ ہے جو لوگ حدیث کی بڑی بڑی کتب کا مطالعہ کرنے سے گھبراتے ہیں۔ (وقت کی کمی یا مالی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ان کے لئے یہ کتب ایک نعمت سے کم نہیں ہیں)۔ کتاب کے کل صفحات ہیں ۴۸۸۔ ناشر اکبر بک سیلرز، زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

۲۷: مصباح المشکوۃ

اس کتاب پہ بڑی محنت کی گئی ہے اور مشکوۃ شریف کی سینکڑوں منتخب احادیث پہ تقاریر لکھی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کتاب سے شروع میں فہرست اور حرف آغاز کے بعد حدیث کی قسمیں اور ان کی تعریفات پھر ہر باب کی احادیث بیان کرنے کے بعد اس باب سے متعلقہ نہایت دلچسپ فقہی مسائل جن کو مولانا جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ نے فقہی پہیلیوں (عجائب الفقہ) کی صورت میں ترتیب دیا ہے۔ اسی طرح حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمتہ کی مراۃ شرح مشکوۃ سے جا بجا استفادہ کیا گیا ہے۔ گویا یہ کتاب انہی دو بزرگوں کا فیض ہے۔ فجزاهما الله خير الجزاء . سقى الله ثراهما و جعل الجنة مثواهما . ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذين سبقونا بالايمان ۔ کتاب کے آخر میں مشکوۃ مطبوعہ بیروت سے مکمل فہرست احادیث مشکوۃ شامل کتاب ہے۔ صفحات ۸۳۲' ناشر اکبر بک سیلرز' لاہور

۲۸: صبح دوام زندگی

بچپن سے ہی فکر آخرت اور عالم برزخ نیز موت کا موضوع میرے لئے بڑا ہی اہمیت کا حامل رہا ہے اور اس موضوع پہ عرصہ

دراز سے مواد اکٹھا کر رہا ہوں الحمدللہ: اس موضوع پہ نہایت ہی جامع کتاب تیار ہو کر منظر عام پہ آ چکی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں شرف ملت علیہ الرحمتہ کے جواں سال و جواں بخت صاحبزادے حضرت ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی صاحب کے تاثرات یہ تھے کہ "اس موضوع پہ اس طرح کی خوبصورت اور تحقیقی کتاب ہم اہل سنت پہ قرض تھی جو ہم سب کی طرف سے آپ نے ادا کر دیا ہے۔ نماز جنازہ کے موقع پہ اور ایصال ثواب کی محافل میں مقررین کے لئے نہایت ہی مفید ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ العزیز۔ کتاب کے آخر میں "موت کی یاد" کے عنوان سے دو عربی قصائد بمعہ اردو ترجمہ لکھے گئے ہیں۔ پوری کتاب میں موضوع کے مطابق واقعات اور اشعار آپ کو کثرت کے ساتھ ملیں گے۔ کل صفحات ۴۷۹ ناشر اکبر بک سیلرز زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور۔

۲۹: شانِ خدا بزبان مصطفیٰ ﷺ

اس کتاب کے بارے میں (جو آپ کے ہاتھوں میں ہے) میں زیادہ نہ لکھوں گا۔ قارئین خود بخود فیصلہ کریں گے کہ میں نے کہاں تک موضوع کا حق ادا کیا ہے۔ دراصل شان مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ ﷺ جب منظر عام پہ آئی تو اس وقت سے ہی ذہن میں تھا کہ اس نام پہ شان خدا کے حوالے سے بھی کتاب لکھوں گا۔ ان شاء اللہ۔ الحمدللہ! وہ دن آ گیا کہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں نذر پیش کر رہا ہوں۔ کچھ تعارف اس کتاب کا کتاب کے شروع پیش لفظ میں لکھ دیا ہے۔ وہ بھی ضرور پڑھیں۔ میری کتاب شانِ مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں ایک دوست نے ایک جمعہ میں کچھ اس طرح تبصرہ کیا کہ "کتاب کیا ہے پوری لائبریری ہے" ان شاء اللہ یہ کتاب بھی اس تبصرہ کی حقدار قرار پائے گی۔ خدا تعالیٰ اپنی بارگاہ میں میری اس کاوش کو قبول فرما کر میرے والدین اساتذہ، رشتہ دار جو اس دنیا سے رخصت ہو گئے سب کی مغفرت فرمائے اور کتاب کے ناشر و قاری کو بھی اپنی رحمتوں سے نوازے۔

۳۰: نغمات توحید

یہ کتاب کس طرح وجود میں آ گئی؟ قدرت کا کرشمہ ہی سمجھیں۔ وہ اس طرح کہ شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ (ﷺ) کی تیاری کے سلسلہ میں اپنی طبیعت کے مطابق اس موضوع پہ اشعار کی ضرورت پڑی تو حمد باری تعالیٰ، مناجات اور منظوم دعاؤں کی تلاش کرتا رہا۔ اس سلسلہ میں مجھے سخت حیرانی ہوئی کہ نعت کے موضوع پہ تو سینکڑوں کتابیں نظر آئیں لیکن حمد باری تعالیٰ پہ مجھے کوئی قابل ذکر کتاب نہ مل سکی۔ اس بارے میں غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے کتب خانے بھی پھرے مگر مایوسی ہوئی آخر کار خود ہی کئی سال کے مختلف ماہنامہ جات نعتیہ کتب اور دیگر ذرائع سے اس قدر مواد جمع ہو گیا کہ ارادہ بن گیا کہ اس تشنگی کو بھی دور کر دیا جائے اور علیحدہ سے حمد باری تعالیٰ، مناجات اور منظوم دعاؤں کی شکل میں نغمات توحید کے نام سے ایک کتاب ہو جائے۔ چنانچہ ایک تیر دو شکار والا معاملہ ہو گیا اور جب شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ (ﷺ) کتاب اپنی تکمیل کو پہنچی تو ساتھ ہی نغمات توحید بھی تیار ہو گئی۔ شعری ذوق رکھنے والوں کے لئے ایک عجیب تحفہ ہے جس میں عربی، فارسی، اردو، پنجابی اور سرائیکی منظوم حمدیہ کلام، مناجات اور دعا پر مشتمل آپ کو اس طرح کا مواد ملے گا۔ جس طرح کی آپ کے دل میں آرزوئیں انگڑائیاں لے رہی ہوں گی۔ حضرت ابوبکر صدیق، مولائے کائنات علی المرتضیٰ سے لے کر ماضی قریب اور دور حاضر کے اہل محبت اور شعراء کا کلام اس کتاب کی زینت ہے۔

۳۱-مختصر احادیث مشکوٰۃ

مشکوٰۃ شریف احادیث مبارکہ کا وہ بابرکت مجموعہ ہے کہ جس کی بے شمار شروحات لکھی گئیں اور درسِ حدیث میں سب سے زیادہ بیان ہونے والی کتاب ہے' فقیر نے اپنے ذوق کے مطابق احادیث کا انتخاب اُردو ترجمہ و تخریج کے ساتھ کیا ہے۔ حدیث پہ اعراب کا التزام کیا ہے تا کہ عام قاری کے لیے بھی سہولت ہو۔ ناشر: ہجویری بک شاپ' گنج بخش روڈ لاہور

۳۲-الدّین النصیحہ

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس کتاب میں انسانیت کے بہت سارے طبقات کے لئے دین اسلام کی ناصحانہ تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے' ان شاء اللہ عنقریب شائع ہو رہی ہے

پشیماں ہے ازل سے اس لئے لوحِ گماں میری
نہیں توصیف کے قابل قلم میرا زباں میری

برگرد اب غم بیم و رجا کی کیفیت میں ہوں
کبھی ساحل پہ بھی پہنچیں الٰہی! کشتیاں میری

پس زنداں گرفتار بلا ہوں ایک مدت سے
مسلسل کرب کی حالت میں ہے عمر رواں میری

درو دیوار پر بھی بھوک کے اگنے لگے جنگل
الٰہی! ختم ہو جائیں یہ ساری سختیاں میری

غبار مفلسی میں ہے مرے آنگن کی رعنائی
گھٹا برسے کہ تشنہ ہے ابھی تک ارض جاں میری

بنام مصطفیٰ آسودگی دے میرے بچوں کو
اگر اشکوں سے بھی لکھی گئی ہے داستاں میری

مجھے برگد کے پیڑوں کی گھنی چھاؤں کا موسم دے
تمازت کا ہدف ہیں ادھ جلی سی کھیتیاں میری

ریاض حسین چودھری

(نشانِ منزل کے آخر میں حضرت العلام ادیب اہل سنت مولانا محمد منشاء تابش صاحب زید مجدہ کا محبت نامہ جو مصنف کے نام انہوں نے ارسال فرمایا اور مصنف کی کتاب فضائل و مسائل نماز میں چھپ چکا' حضرت کے بار بار حکم پہ اس کتاب کی بھی زینت بنایا جا رہا ہے)

ہستیٔ او رونقِ بازارِ تست (محبت نامہ)

بخدمت اقدس- سراپائے اخلاص و مروّت' رفیع الدرجت حضرت علامہ مولانا مفتی غلام حسن صاحب قادری زید اقدارکم

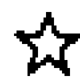
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ- مزاجِ اقدس! بعد از دعواتِ خیریت و عافیت طرفین معروض کہ آپ کی طرف سے حسب معمول دیگر تحائف علمیہ کی طرح آج پھر تازہ تحفہ ''مقالات وخطبات'' کی صورت میں باصرہ نواز ہوا۔ اس یادگار حسین و جمیل کتاب پر آپ کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یوں تو آپ کی تمام تر تصانیف و تراجم اور شروح قابل قدر اور لائق مطالعہ ہیں' عوام و خواص ان کے صوری و معنوی فیوض و

برکات سے حظ وافر اٹھائیں گے۔ سہل اور آسان کلمات سے پورا پورا استفادہ واستفاضہ کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز اس کامیاب مساعی جمیلہ پر ہدیہ تبریک قبول فرمائیں۔ مگر آپ نے پیش لفظ میں یہ کیا لکھ دیا کہ ''میں اپنی اس آخری کوشش کے ساتھ ہی اس جرم سے ''توبہ'' کرتا ہوں۔ (مقالات وخطبات ص۹)

برادرِ مکرم! یہ کوئی نئی بات نہیں' معترضین ہر دور میں ہوئے' حاسدین کی فوج پہلے سے ہی چلی آ رہی ہے۔ وہ آتشِ حسد میں جلتے چلے آ رہے ہیں مگر کام کرنے والے انہیں نظر انداز کرتے ہوئے اپنے مشن کو پروان چڑھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ذرا نام حق کے مصنف حضرت شیخ سیّد شرف الدین بخاری علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کو دیکھئے اور پھر اپنی ''حیاتِ حسن'' کا خلاصہ بنا لیجئے۔

غم دیں خور کہ غمِ غمِ دین است — ہمہ غمہا فروتر ازین است
غم دنیا مخور کہ بیہود است — ہیچکس در جہاں نیا سوداست
من بعجز و قصور معترفم — نے چوں ناداں احمق و خرفم
پیش زیں گفتہ اند اہل سلف — عذرِ من صنف قد استھدف
لیک بر قدر خویش کو شیدن — بہ زِ بیکاری و خموشیدن



نکنی عیب گر تو بتوانی — کہ در و حلہٗ بپوشانی

نامِ حق - نہایت چھوٹی سی کتاب ہے مگر ساڑھے سات صد سال سے عالم اسلام کے مدارس میں بطور نصاب پڑھائی جارہی ہے جبکہ ان کی دیگر تصانیف کی خبر تک نہیں' نیز علم و عالم کا معیار تصانیف پر ہی نہیں۔ کتنے ہی ایسے زبردست علماء ہیں جن کی تصنیف تو کجا ایک رسالہ تک نہیں مگر ان کی محبوبیت ومقبولیت چہار دانگ عالم میں ہے۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلی علیہ الرحمۃ کے حاسدین نے آپ کی عظمت ورفعت سے گھبرا کر گالی گلوچ سے بھرپور خطوط ارسال کئے تو آپ نے ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ کے سامنے رکھے انہوں نے پڑھتے ہی عرض کیا ان نازیبا خطوط لکھنے والوں پر تو مقدمہ کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے معأدحیہ خطوط دکھائے اور فرمایا اگر اُن پر مقدمہ کا مشورہ دیتے ہیں تو ان لوگوں کے لئے انعام کا انتظام کریں جو تعریفی خطوط سے حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے تو معاندین کے بارے یوں درس دیا ہے

ولقد امر علی اللئیم — فمضیت ثمہ قلت لا یعنینی

اس کے برعکس یہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

آنجا کہ زاہداں بہ ہزار اربعین رسند — مستِ شرابِ عشق بیک آہ می رسد

زاہد جہاں ہزاروں چلوں سے پہنچتے ہیں' شرابِ عشق کا مست وہاں ایک ہی آہ میں پہنچ جاتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمۃ باتوں ہی باتوں میں فرمانے لگے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے کسی کتاب میں رقم فرمایا ہے کہ میں نے "اشعۃ اللمعات" صرف تین ماہ میں پایۂ تکمیل تک پہنچائی جبکہ اس کے ساتھ ساتھ متعدد رسائل بھی تصنیف کیے۔ ازیں قبل حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے بائیس سال کی عمر میں تفسیر جلالین شریف (نصف اوّل) صرف بائیس دنوں میں لکھ ڈالی اور مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے صرف آٹھ گھنٹوں میں اپنی شہرہ آفاق عربی تصنیف الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ تصنیف فرمائی حالانکہ آپ علیل اور سفرِ حج میں مصروف تھے۔ وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے (اپنے دین کی خدمت کے لئے) اپنی رحمت سے اسے خاص فرمالیتا ہے۔ وان الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء اور بیشک (اللہ تعالیٰ) جسے چاہتا ہے فضیلتیں عطا فرماتا ہے کیونکہ تمام فضیلتیں اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

بہر حال! آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ قلم سے علم کو اور علم سے قلم کو سجاتے رہیے اور حاسدین کو ان کے حال پر چھوڑ دیئے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے تو ایسے لوگوں کی ایسی کارروائی کو نہایت مثبت رنگ دیتے ہوئے کہا۔

ہستی او رونق بازار تست

مزید فرمایا:

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اُڑانے کے لیے

اس کا وجود تو تیرے بازار کی رونق ہے۔ یعنی جس محفل میں وہ تمہارے بارے تکلیف دہ گفتگو کرے گا گویا کہ وہ از خود تمہاری شہرت کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے۔

آخر میں زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس شعر پر اجازت چاہتا ہوں۔

ہر کہ او در راہِ من خارے نہد من گل نہم
او سزائے خار یا بدمن جزائے گل برم

باقی حالات لائق صد شکر ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ آپ کے قلم کو برق رفتار اور پُر انوار بنائے۔

آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلٰی وصحبہ وبارک وسلم

فقط والسلام مع الاکرام

محمد منشاء تابش قصوری مریدکے

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ ۲۲ اگست ۲۰۰۸ء یوم الخمیس



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیجیے منظومِ تابش تبصرہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہیں غلام حسن کی برکات یہ

السّلام اے مفتیِ دینِ متین — عاشقِ محبوبِ ربُّ العالمین
السّلام اے مسلکِ حق کے نقیب — محو تو ہر لمحہ در ذکرِ حبیب
ترجمانِ اہلِ سنّت السّلام — ناشرِ آیاتِ قرآں السّلام
صاحبِ علم و قلم ذی احترام — السّلام اے مفتیِ دیں السّلام
آپ کی ہیں سب تصانیفِ حسیں — روح پرور، دلپذیر و دلنشیں
کیا بیاں ہو جو ہے "شانِ مصطفیٰ" — درحقیقت از زبانِ مصطفیٰ
ہے "مقامِ غوثِ اعظم" بہتریں — اعلیٰ حضرت کی نظر میں برتریں
"حدائقِ بخشش" کی شرحِ لاجواب — جس کا ہر اک لفظ مثلِ آفتاب
دیکھئے "تقریری نکتے" بے مثال — ایک سو علماء کا فیضِ لازوال
دلنشیں خطبات سے مسرور ہیں — واعظین و خطبا مسحور ہیں
اور تقریریں "اشارہ" خوب ہیں — خوب ہیں محبوب میں مرغوب ہیں
"کواکب سبعہ" ہدایت کے چراغ — "سیرتِ اصحاب" سے دل باغ باغ
"القدوس العاشرہ" کے نور سے — دل کو راحت ہے اسی کا نور سے
"قرآن اور جو حاملِ قرآن ہیں" — درحقیقت مرکزِ فیضان ہیں
"گلستان و بوستان کے ترجمے" — ہیں یقیناً علم کے وہ زمزمے
"کربلا کی یاد آئی دوستو" — درد اک سینے میں پاتی دوستو
"یاران و وارثانِ مصطفیٰ" — بوبکر، فاروق و عثماں مرتضیٰ
ان کے احوالِ حسیں پر یہ کتاب — روح پرور، دلنشیں و لاجواب
ہو بیاں کیا ہے "مقامِ ابراہیم" — نقشِ پا دائم مقامِ ابراہیم

"مسئلے ماہِ صیام" و "حج نماز" — برکات سے معمور سارے دلنواز
کیا لکھوں؟ اس "وقت البرکات" پر — سیدی برکات کے فیوضات پر
مشتمل ہے یہ کتابِ دلنشیں — واہ کیا ہے مفتیِ دینِ متیں
ماں کیا ہے؟ "ماں تو ہے تسکینِ جاں" — جس کی خدمت کا صلہ ہے جاوداں
"صحیح بخاری جب چھپے، ساری پڑھو" — عظمتوں کی سیڑھیوں پر جا چڑھو
فیض تو "فیضانِ مسلم" کا ہے عام — ہے حبیبِ حق کا فرماں لاکلام
لیجئے "راہِ ہدایت" لیجئے — جامِ صہبائے محبت پیجئے
"نجات کا جو راستہ" ہے دیکھ لو — راہِ سنّت، راہِ جنت دیکھ لو
مشکوٰۃ کی "مصباح" جیسی تفسیر ہے — انساں کی اس سے بڑی توقیر ہے
واہ کیا؟ "تسبیح دوامِ زندگی" — زندگی ہے بندگی شرمندگی
ہے نمایاں ہر طرف "شانِ خدا" — اللہ اللہ از زبانِ مصطفیٰ
توحید کے نغمات سے گونجے جہاں — وجد میں آئیں زمین و آسماں
"بوحنیفہ و رضا دو راہنما" — اہلِ سنّت کے ہیں دونوں پیشوا
"مختصر احادیث کا اک تذکرہ" — مشکوٰۃ سے دو نے کیا ہے معرکہ
ہیں نصائحِ دین، عظمت کے نشاں — "الدین النصیحۃ" ہے عمل بیاں
"نامِ محمد کے ہیں قرباں خوب ہے" — جان و دل سے یہ اسمِ محبوب ہے
ہیں "غلام حسن کی برکات یہ" — تعداد میں بتیس ۳۲ تصنیفات یہ
اک نگاہِ لطف تابش کی طرف — گر قبول افتد زہے عز و شرف
السّلام اے ناصرِ شرعِ مبیں — اکتفا کرتا ہوں حضرت میں یہیں

تبصرہ منظومِ تابش کر دیا
ہر ورق الفت سے تو نے بھر دیا

از قلم حقیقت رقم،
حضرت مولانا محمد منشا تابش قصوری
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب مریدکے پاکستان

بیوم ربیع الثانی (ماہِ غوث اعظم علیہ الرحمہ) ۱۴۳۲ھ
بمطابق جمعۃ المبارک ۲۳ فروری ۲۰۱۱ء

انتساب و ایصالِ ثواب

بنام: شیخ القرآن والحدیث، زبدۃ العلماء زینت الفقہاء، رونق مسند افتاء،

''ناصر الدین'' پیر طریقت رہبر شریعت حضرت العلاّم مفتیٔ اسلام

حضرت ڈاکٹر الشاہ مفتی غلام سرور قادری

رضوی مصطفوی، نوری بخاری علیہ رحمۃ اللہ الباری

بانی جامعہ رضویہ وخانقاہ قادریہ نوریہ و ماہنامہ البر ومترجم عمدۃ البیان فی ترجمۃ القرآن۔ ماڈل ٹاؤن لاہور۔

جن کی دینی خدمات سے ملک پاکستان ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک بالخصوص ساؤتھ افریقہ جیسے دور دراز ملک میں بھی مسلک اعلیٰ حضرت اور عقیدۂ اہل سنت کو خوب خوب پذیرائی ملی اور دیگر بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ ساتھ مرزائیوں کو ایسی ایسی شکست کا سامنا کرنا پڑا کہ ان کے بڑے بڑے مربی مناظروں میں شکست کھا کر مرزائیت سے تائب ہوئے اور مفتی صاحب قبلہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت سے بہرہ ور ہو گئے۔

خدا تعالیٰ آپ کے مزار پرانوار پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آپ کا اپنے ہاتھوں سے لگایا ہوا گلستاں (جامعہ رضویہ) ہمیشہ آباد رہے بلکہ دن بدن ترقی کرتا رہے۔ آپ کے صاحبزادگان باہمی پیار ومحبت، اتحاد و یگانگت سے دین کی خدمت کر کے اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ کی روح پرفتوح کے لئے خوشی ومسرت کا تحفہ مسلسل و بدستور بھیجتے رہیں اور ان کی دینی خدمات سے زمانے کو فیض یاب کرتے رہیں۔

میں انتہائی خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے حضرت کے پہلے سالانہ عرس کے موقع پر اپنی اس کتاب کو ان کے بابرکت نام نامی، اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت کے فیض کو عام فرمائے اور ہمیں ان کے فیضان سے مستفیض ہوتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین علیہ والہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

دعا گو وطالب دعا

غلام حسن قادری

خادم الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

2-10-2011

حمد باری تعالیٰ جل وعلا

از: امام المحدثین حضرت سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ

میدانِ حمد خدا میں جب شبدیز قلم کا روانہ ہوا
اول ہی قدم میں چکرا کر وہ تیر قضا کا نشانہ ہوا

غشی عقل جو کہنے لگا حمد اس محمودِ یکتا کی
ہو کر ہکا بکا یکدم بے ہوش ہوا، دیوانہ ہوا

ہے حمد وہی لائق اس کے جو اس نے اپنی حمد ہے کی
یہ تیری زباں اور حمد خدا کیا حمد بھی یک افسانہ ہوا

تھا جان لیا تب ہی ہم نے جب ملک عدم سے اُدھر آئے
جانا ہے اپنے وطن کو پھر وہی آخر اپنا ٹھکانہ ہوا

تھا علم خدا میں مقر اپنا واں چین بھی تھا آرام بھی تھا
جب منزلِ ہجر میں منزل کی بے چینی کو ایک زمانہ ہوا

جب علم خدا سے ہوئے ظاہر بیرنگی نے رنگ انوکھے لئے
کوئی مومن اور یگانہ ہوا کوئی کافر اور بیگانہ ہوا

کبھی بت شکنی کا جلوہ تھا کہیں صنم پرستی کا نقشہ
اسلام کہیں تھا جلوہ نما آباد کہیں بت خانہ ہوا

محبوبی کا جلوہ دکھایا کہیں کہیں عشق کی آگ کو بڑھکایا
کہیں شمع خوبی ہوئی روشن کہیں جلوہ نما پروانہ ہوا

کہیں گل پہ چہکنے لگی بلبل کہیں سرو پہ شور صلصل تھا
کہیں فاختہ کوکو کرنے لگی ہر شے کا نیا ہی ترانہ ہوا

ظاہر دیکھا تو اسے دیکھا باطن دیکھا تو اسے دیکھا
دیوانہ کوئی فرزانہ کوئی ہشیار کوئی مستانہ ہوا

کہیں بادۂ عشق کے مستانے کہیں شوق لقا کے دیوانے
قدرت کے نئے جلوے دیکھے مستانہ کوئی دیوانہ ہوا

کہیں جلوۂ مختسی پیدا کہیں نالۂ عشاق شیدا
کہیں تھا ساقی کہیں جامِ جم کہیں مے تہی کہیں میخانہ ہوا

جب غور سے دیکھا کچھ بھی نہ تھا اوصافِ خدا کا جلوہ تھا
کہیں شانِ رحم ہوئی ظاہر کوئی مراۃ قہر شہانہ ہوا

کہیں بحث حقائق اشیاء تھی اور اس کے ثبوت کے چرچے تھے
کہیں اپنی خودی سے گم ہو کر لا شے ہر شئے کا ترانہ ہوا

کہیں تنزلات خمسہ کا نقشہ تھا دلوں پر کھینچا ہوا
کہیں شان عروجی سے ظاہر یکتائی کا کاشانہ ہوا

تھے لا الہ کے آئینے بے گنتی جن سے حسن ازل
محبوب بنا کبھی عشق بنا کبھی مست کبھی فرزانہ ہوا

ما کان مع اللہ شیء و الان کما کان ربی
اظلال وجودِ حقیقی سے کوئی ساقی کوئی پیمانہ ہوا

کنت کنزاً مخفیا کے اسرار ہوئے جس دم ظاہر
عاشق معشوق اور عشق نما آخر وہی اک جانا نہ ہوا

جب رنگ برنگے جلوؤں سے ہوا جلوۂ وحدت جلوہ نما
جامِ قل ھو اللہ احد پی پی کے ہر اک مستانہ ہوا

کبھی جلوۂ نور ہویدا ہوا کبھی شان کلیمی کے تھے جلوے
کبھی شانِ مجلی ہوئی ظاہر کبھی شورِ محبوبانہ ہوا

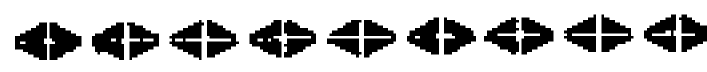
کبھی طبی چرچے ہونے لگے کبھی شان مسیحی کا جلوہ
کبھی آتش نمرودی بھڑکی کبھی ٹھنڈا آتش خانہ ہوا

خلت کی ندا کبھی آنے لگی کبھی شان خلیل اللٰہی تھی
کبھی جوش پہ بادۂ الفت تھی کبھی خم تھا کبھی خمخانہ ہوا

کبھی کفر و شرک کی ظلمت تھی کبھی نور ہدایت تھا پیدا
کبھی ویرانہ معمور ہوا معمور کبھی ویرانہ ہوا

بن جا ہے ان کے پتہ بھی ہل سکتا نہیں حق بات ہے یہ
ہوئے این و آں کے یہ سب پردے اور ماوشما کا بہانہ ہوا

جب نشۂ بیرنگی آیا دیدار رہا نہ وہ دید رہی
مطلوب رہا نہ کوئی طالب وہی اک اکیلا بیگانہ ہوا



نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

(از شیخ القرآن والحدیث والتفسیر حضرت مفتی غلام سرور قادری علیہ الرحمۃ)

جود و سخائے مصطفیٰ اپنی مثال آپ ہے
شاہد ہے اس پہ والضحیٰ لا تنھر خطاب ہے

سورتِ کوثر ہے دلیل عطا حضور ہے جلیل
تحفہ ہے حق کا بے عدیل خیر یہ بے حساب ہے

معطی خدا ہے آپ کا، کس کو پتہ حساب کا
جانے یہ رب جناب کا سادہ سا یہ جواب ہے

نور رب علا بھی ہو خاتم انبیاء بھی ہو
مظہر حق و صفا بھی ہو شان ہی لاجواب ہے

تیری رضا رضائے رب اس نے دیا تمہیں ہے سب
اس کے کرم کے ہو سبب بات ہی بے حجاب ہے

ظاہر ہوئی تمہاری ذات الٹے ہوئے لات و مناۃ
کہتے ہیں یہ ثقہ رواۃ اس کی دلیل کتاب ہے

آرزو ہے یہی مری دیکھوں کبھی گلی تیری
قسمت کریں پھر سے ہری بندہ ترا بے تاب ہے

نور ترا ظہور ہوا انوار کو سارے ڈھانپ لیا
حق نے کہا یہ نور بڑھا اب کفر کا خانہ خراب ہے

نام حضور جب لکھا عرش سکوں پا گیا
درد کی ہے یہ دوا فضل بھی بے حساب ہے

سرور قادری ترا مشکلوں میں ہے گھرا
اس پر کرم کریں ذرا ذات تری مآب ہے



حمدِ خدا کے لئے نعت مصطفیٰ کے لئے

جل وعلا - علیہ التحیۃ والثناء

میری ہستی ایک مشت خاک ہے — مرحلہ درپیش ذکر پاک ہے
نہ مجھے کچھ علم نہ ادراک ہے — نہ طبیعت ہی میری چالاک ہے
جان ہے تن میں مری گھبرا رہی — کلک یاں چلنے میں ہے تھرا رہی
کیا لکھوں وصف جناب پیشوا — پشۂ ناچیز ہوں بے دست و پا
قدر داں کا قحط ہے بے انتہا — نکتہ چیں ہیں جا بجا شکل بلا
اے خدا تیرے سر لطف و کرم — کرتا ہوں آغاز ذکر محتشم

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنے نیک بندوں کو شرف وفضیلت والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) اور سب سے بڑے مزار اقدس (یعنی روضہ رسول ﷺ) کی طرف بلایا۔ ان کے لئے اس راہ کو آسان کر دیا اور توفیق کو ان کا راہنما بنایا تو وہ اپنے مقاصد ومطالب تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس نے ان کو اپنے دروازے پر کھڑا کر کے اپنی بارگاہِ عالی کا قرب بخشا تو ان کو عزت ومرتبہ ملا اور وہ اپنی قسمت پر ناز کرنے لگے۔ اس نے ان کو ضیافت ومہمانی کے ساتھ خاص فرمایا تو انہوں نے ام القری (یعنی مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما) کی حاضری کے لئے بے آب وگیاہ میدانوں کا سفر طے کیا۔ اس نے وہاں کے بیابانوں کے سفر میں ان کے لئے لذت رکھ دی، ان کے دلوں میں ایمان کو نقش فرما دیا اور انہیں اپنی رضا وخوشنودی کا مژدہ سنایا۔ پس انہوں نے بیت اللہ شریف کا مکمل طواف کیا۔ اللہ عزوجل نے وادیٔ منیٰ میں انہیں خوشخبری دی۔ مقام خیف میں خوف ومشقت اور تمام خطرات سے راحت وچین بخشا۔ انہیں فیضان کے لئے میدانِ عرفان پہنچایا تا کہ ان کے گناہوں اور نافرمانیوں کو مٹا دے۔ اس لئے وہ اپنے گناہوں کو چھوڑ کر بارگاہِ الٰہی عزوجل میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے مزدلفہ میں خوشی ومسرت کے ساتھ پاک بارگاہ سے ثواب پایا۔ مشعرحرام کے پاس اللہ عزوجل نے ان کے لئے اپنی رضا کا انعام لکھ دیا۔ اس طرح کہ انہیں جہنم سے نجات عطا فرما دی۔ ان بندوں نے سروں کو برہنہ کر لیا۔ بال منڈوا دیئے۔ اپنے مہربان وبہت زیادہ معاف فرمانے والے مالک ومولیٰ عزوجل کی تسبیح وتقدیس کثرت سے کرنے لگے۔ انہوں نے اللہ عزوجل کے حضور اپنی قربانیاں پیش کیں اور جانوروں کو ذبح کیا تو اللہ عزوجل نے ان سے بہت بڑے اجر وثواب کا وعدہ فرما لیا اور ان کے گناہوں کے دفتروں کو مٹا دیا۔ رمی جمار کے وقت، اللہ عزوجل نے ان کو غموں سے نجات عطا فرمائی۔ پھر جب انہوں نے طوافِ وداع کر لیا اور لوٹنے کا پختہ ارادہ کیا تو اپنے شوق کو مکمل طور پر بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں جلد حاضری کی طرف متوجہ کر دیا۔ وہ نبی مکرم نورِ مجسم، رسولِ اکرم، شہنشاہ بنی آدم ﷺ جن کو اللہ عزوجل نے بے شمار معجزات اور

نشانیاں دے کر مبعوث فرمایا۔ انہیں سب سے اشرف واعلیٰ قبیلے میں پیدا فرمایا۔ ان کے ذریعے مضر اور نزار قبیلوں کو عزت وشرف بخشا۔ ان کے دین کو سب سے سیدھا راستہ اور ان کی شریعت کو صلاح وخیر بنایا۔ پس حروفِ تہجی میں سے ہر حرف ان کے مقام ومرتبہ کی عظمت ورفعت پر گواہ ہے۔ چنانچہ،

حروفِ تہجی میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے

(۱)...... ''الف'' آپ ﷺ کے قد وقامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (۲)...... ''باء'' سے مراد آپ ﷺ کی بہجت یعنی حسن وخوبصورتی ہے جس نے چاند اور سورج کو روشن کیا اور چمکایا۔ (۳)...... ''تاء'' سے مراد تائید ہے جو آپ ﷺ کی ہر شیطان مردود سے حفاظت کرتی ہے۔ (۴)...... ''ثاء'' سے مراد ثبات ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ ہر حال میں ثابت قدم رہے لہٰذا ہمیشہ عدل فرمایا کسی پر ظلم نہ کیا۔ (۵)...... ''جیم'' سے مراد جود ووفا ہے جس کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہے۔ (۶)...... ''حاء'' سے مراد حلم وبزرگی ہے جسے اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے لئے پسند فرمایا۔ (۷)...... ''خاء'' سے مراد اختصاص وصفاء ہے یعنی اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو بے شمار خوبیاں عطا فرما کر ہر طرح کے میلے پن سے پاک وصاف رکھا۔ (۸)...... ''دال'' سے مراد دوامِ احسان یعنی بارگاہِ الٰہی عزوجل سے نیکی وبھلائی پر ہمیشگی کی توفیق عطا ہوئی پس آپ ﷺ کی ہیبت وجلال سے بت اوندھے منہ گر گئے۔ (۹)...... ''ذال'' سے مراد ذلت سے حفاظت ہے یعنی آپ ﷺ کی ذاتِ عالی سے ذلت ورسوائی دور رہی حتیٰ کہ وہ خود ہی حقارت وذلت میں مبتلا ہوگئی۔ (۱۰)...... ''راء'' سے مراد رحمت ہے جس کے ساتھ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ (۱۱)...... ''زاء'' سے مراد آپ ﷺ کا بے مثل، زہد وقناعت ہے۔ (۱۲)...... ''سین'' سے مراد سیادت وسرداری ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق کی سرداری سے سرفراز کر کے ممتاز فرمایا۔ (۱۳)...... ''شین'' سے مراد شفاعت ہے کہ رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین، انیس الغریبین ﷺ بروزِ قیامت گنہگاروں اور نافرمانوں کی شفاعت وسفارش فرمائیں گے۔ (۱۴)...... ''صاد'' سے مراد صیانت وحفاظت ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی ہر عیب سے حفاظت فرمائی اور امانت کی تلوار آپ ﷺ کے ساتھ کر دی۔ (۱۵)...... ''ضاد'' سے مراد ضیاء وانوار ہیں جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے۔ (۱۶)...... ''طاء'' سے مراد طریق اقبال (یعنی راہِ عروج) ہے جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے لئے کھول دی۔ (۱۷)...... ''ظاء'' سے مراد ظلم وگمراہی ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے طفیل آپ ﷺ کی امت کو ظلم وگمراہی سے نکال دیا۔ (۱۸)...... ''فاء'' سے مراد فرحت ومسرت ہے کہ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کی زبان مبارک سے بشارتیں اور خوشخبریاں سن کر مسرور ہوگئی۔ (۱۹)...... ''قاف'' سے مراد قابَ قوسین ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو شبِ معراج اس قرب سے مشرف فرمایا۔ (۲۰)...... ''کاف'' سے مراد کلامِ الٰہی ہے کہ اللہ عزوجل نے جھوٹ سے پاک اپنے لاریب کلام کے ذریعے آپ ﷺ کو عزت وبزرگی عطا فرمائی۔ (۲۱)...... ''لام'' سے مراد لطفِ الٰہی ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ پر شک وشبہ سے منزہ لطف ومہربانی فرمائی۔ (۲۲)...... ''میم'' سے مراد منّ (یعنی احسان) ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو اسرار پر مطلع فرما کر آپ ﷺ پر احسان فرمایا۔ (۲۳)...... ''نون'' سے مراد نورانیتِ مصطفیٰ ﷺ ہے کہ اللہ عزوجل کے نور ہمارے حضور ﷺ کی دنیا میں جلوہ گری ہوتے ہی ایران کا ایک ہزار سال سے شعلہ زن آتش کدہ بجھ گیا۔

(۲۴)......''ھا'' سے مراد ہیبت ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو ایسا رعب و دبدبہ عطا فرمایا جس سے بڑے بڑے طاقتور و شہسوار زیر ہو گئے۔ (۲۵)......''واؤ'' سے مراد وقار ہے کہ آپ ﷺ کمالِ وقار و بردباری سے موصوف ہیں۔ (۲۶)......''یاء'' سے مراد یقین ہے۔ جس کے ذریعے اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں میں امتیاز عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو انبیاء و مرسلین کا ''خاتم'' (یعنی آخری نبی) بنایا اور فضل و فخر کے ساتھ قرآنِ حکیم میں آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات پر یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

محمد رسول اللہ ط والذین معہ اشداء علی الکفار (۲۶، الفتح: ۲۹)

محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔

کرم ہو ارضِ پاکستان پہ اے رحمتِ عالم　　سلامی دے رہا ہے سبز پرچم یا رسول اللہ

(ﷺ)

کون محمد ﷺ ؟ فضل اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عبداللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نعمت اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سبیل اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، آیۃ اللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اعلم باللہ: محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اخشی اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حبیب اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خازنِ مال اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خلیفۃ اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سیف اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صاحب لا الٰہ الا اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عصمۃ اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نور اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حبل اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نورِ عرش اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، رحمۃ اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اتقی اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، انعم اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اسد اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اول خلق اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حزب اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خیر خلق اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مرآۃ جمال اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مطلع انوار اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مخزن اسرار اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حجۃ اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صفوۃ اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ولی اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صفی اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نبی اللہ! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نجی اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خلیل اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کلیم اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، روح اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کلمۃ اللہ خاتم رسل اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کعبہ کا کعبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، راحۃ القلوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کاشف الکروب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، رب کے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، آفتابِ ہدیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ماہ تابِ عطا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، معدنِ اتقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، درِ بحر صفا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، خواجہ ہر دوسرا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شفیع روزِ جزا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، دافع جملہ بلا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نورِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، بے کسوں کے حاجت روا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مطلوب رب الارض والسماء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، آیۃ الکبریٰ من آیاتِ اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، زینت ارض وسما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کائنات کی جاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مغز قرآں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، نورِ ایماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مشعل راہ ہدیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شافع روزِ جزاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،

صاحب جود و عطا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، قاسم رزقِ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، باعث ظہورِ ماسوئی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عاشقوں کے سراج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم محبین کے ماہ تاب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مریدین کے شاہد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مومنوں کی جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، طلب گاروں کے دست گیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سالکوں کے پیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ہر وصف میں بے نظیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عاصیوں کے بشیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سخت دلوں کے نذیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کی وحدانیت کی دلیل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صراطِ مستقیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کافر بھی جنہیں پکاریں یا صادق یا امین وہ ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، راحت و روحِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، زندگانی پرور جان حیات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اول و آخر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، آئینہ جمالِ ذوالجلال محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، وسیلوں کا وسیلہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اصل وجود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سرمایۂ وجودِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، باعث ایجاد عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شمع بزم عالم کون و مکان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اہلِ ایمان کا قبلہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، منبع حسن محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اہل ایمان کا ذکر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، سالکوں کی فکر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوالمومنین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الصادقِ الامین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء و رسل جن پر فخر کریں وہ ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، الفاظ جن پر ناز کریں وہ ہیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،

محمد صلی اللہ علیہ وسلم طالب بھی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبّ بھی ہیں محبوب بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکرم بھی ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محترم بھی ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقصودِ کائنات، محمد صلی اللہ علیہ وسلم باعث تخلیق ارض و سماوات، محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیع بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی و رسول بھی محمد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کریم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم عظیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم قسیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جسیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم وسیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نسیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم حلیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحیم بھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم زین النبیین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سراج العاشقین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سائرُ فوق العرش العظیم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم راحت العاشقین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول المسلمین، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اول خلق اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر رسول اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نورِ عرش اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم روحِ ایمان، محمد صلی اللہ علیہ وسلم مغزِ قرآن، محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانِ جہاں۔

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

زندگیاں ختم ہوئیں قلم ذان ٹوٹ گئے تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

ما ان مدحت محمد المقالتی لکن مدحت مقالتی بمحمد

اعظم میری زبان کہاں اور کہاں وہ ذات نام اپنا ان کے ذکر سے چمکا رہا ہوں میں

خدا در انتظار حمد ما نیست محمد چشم بر راہ ثنا نیست

خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس محمد حامد حمد خدا بس

محمد از تو می خواہم خدارا خدایا از تو عشق مصطفیٰ را

مغز قرآں روحِ ایماں جان دیں ہست حب رحمۃ للعالمین

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُتَفَرِّدِ بِکِبْرِیَائِہٖ وَعَظْمَتِہِ الْمُتَوَحِّدِ بِتَعَالِیْہِ وَ صَمَدِیَّتِہِ الَّذِیْ قَصَّ اَجْنِحَۃَ الْعُقُوْلِ دُوْنَ حِمٰی عِزَّتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلِ السَّبِیْلَ اِلٰی مَعْرِفَتِہٖ اِلَّا بِالْعِجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِہٖ وَ قَصَّرَ اَلْسِنَۃَ الْفُصَحَآءِ عَنِ الثَّنَآءِ عَلٰی جَمَالِ حَضْرَتِہٖ اِلَّا بِمَا اَثْنٰی بِہٖ عَلٰی نَفْسِہٖ وَاَحْصٰی مِنْ سْمِہٖ وَصِفَتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعِتْرَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۔

ہر حمد اللہ ہی کے لئے ہے

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو بہت رحیم وکریم، بہت زیادہ احسان فرمانے والا، عزت والا، ہمیشہ رہنے والا، بلند، غنی، قوت والا، سلطان، سب سے اول کہ جب زمانہ بھی نہ تھا، سب سے آخر کہ جب کائنات نہ ہوگی، باقی رہنے والا کہ جب نہ انسان ہو گا نہ جن، وہ جس نے لوحِ (محفوظ) میں قلم سے مخلوق کی ارواح کے متعلق احکام اور توحید وایمان کی آیات کو لکھا۔

جس نے توفیق کے چراغوں کو اہلِ تصدیق کے دلوں کے لئے جلایا تو انہوں نے وہ جمال دیکھا جس کی مثل کسی انسان کی آنکھ نے نہ دیکھا اور نہ ہی جنوں کو اس کا خیال ہوا۔ اس نے حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی اولاد کو نعمتوں والی زمین میں پیدا کیا، پھران نعمتوں کو ورثاء کے مابین تقسیم کیا۔ کتنے ہی حقیر افراد کو عزت کا تاج پہنایا اور کتنے ہی معززین کو ذلیل کیا۔ اس نے ایک قوم کو عمدہ عادات وخصائل سے نوازا تو دوسری قوم کو غیر مہذب خصائل والا بنایا۔ جو لوگ غیر مہذب تھے اور جن کے دلوں میں کجی تھی، وہ حد سے تجاوز کر گئے، جبکہ عمدہ خوبیوں والے افراد مہذب اور ہدایت یافتہ ہوئے اور ایک دوسرے کو بھائیوں کی طرح بلاتے ہیں، وطن دور بھی ہوں تب بھی خلوصِ دل سے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور بن دیکھے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور ان کے دل ایک دوسرے کے لئے مشارق رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کو گناہ اور خسارے کی جگہوں سے بچاتے ہیں۔ نیکی، ایثار اور فضل واحسان میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں جس طرح خالق کائنات عزوجل نے ان کو اس کا حکم دیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وتعاونوا علی البر والتقوٰی ص ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ص (پ۶، المائدۃ:۲) اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

پاک ہے وہ ذات جو رحمٰن عزوجل ہے، جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا اور اپنی تعظیم کی تعلیم میں بیان کے راز ظاہر کئے، جس نے انسانیت کی جان حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا، انہیں ما کان وما یکون کا بیان سکھایا، ان کی تعلیم کے لئے الہام کی لگی ہوئی لائنوں کو افہام کے قلم سے لکھا، اس نے تمام زمانوں کا انتظام اندازے سے کیا، دن رات میں سے ایک کے بعد دوسرے کو رکھا، سورج اور چاند حساب سے رکھے، پتھر اور مٹی کے ڈھیر اس کی پاکی بولتے ہیں، شمس وقمر اور نجم وشجر اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ یہ ظاہر نشانیاں ہیں جن کو اہل معرفت کی آنکھوں کے لئے آراستہ کیا، اس نے بڑے بڑے عقل والوں کو اپنی قدرت کے بیابان (یعنی جہنم) میں اوندھا گرا دیا۔ پس ڈرنے والے مہربانیوں کے قدموں پر کھڑے ہیں، اچھے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اور عدل وانصاف قائم کرنے والی ذات اعلان فرما رہی ہے: ''ولمن خاف مقام ربه جنّتٰن ۝'' (پ۲۸، الرحمٰن:۴۶) اور جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے، اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔'' اور عارفین ہمیشہ وعدے کی تصدیق وتحقیق کی خدمت پر محافظ ہیں: ''هل جزاء الاحسان الا الاحسان ۝'' (پ۲۷، الرحمٰن:۶۰) نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی۔

جس طرح درخت ٹہنیوں کی وجہ سے زمین پر جھک جاتے ہیں اسی طرح وہ اپنے عبادت خانوں میں سحری کے وقت جھکتے ہیں۔ شوق ان کے دلوں کی سیدھی شاخ کو ہلاتا ہے تو وہ شاخیں بکھر جاتی ہیں، زبان کمزور ہوتی ہے، دل عاجزی کا اظہار کرتا ہے، آنکھیں بہنے لگتی ہیں، ان کا اپنے محبوب کے ساتھ خلوت میں ہونا ان کو دنیاوی نعمتوں سے غافل کر دیتا ہے۔ ان کا سرور ہی ان کے کنگن ہیں، خشوع ہی ان کے تاج ہیں، ان کا خضوع ہی ان کو موتیوں اور مرجان سے آراستہ کرتا ہے، انہوں نے حرص کو بیچ کر قناعت کو لے لیا تو اب بادشاہ کون ہے؟ کیا نوشیروان؟ (نہیں! اس وقت تو اللہ عزوجل کے محبوب بندے، بادشاہ ہوں گے) ان کی زندگی کے ایام طویل ہو گئے اور محب محبوب کے دیدار کا پیاسا ہوتا ہے۔ جب قیامت میں آئیں گے تو انہیں بشارت دینے والے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ اپنا جلوہ دکھائیں گے، اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو جنت آراستہ نہ کی جاتی۔ اللہ عزوجل اپنے محبوب بندوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے: ''يبشرهم ربهم برحمة منه و رضوان (پ۱۰، التوبۃ:۲۱) ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی۔''

اے انسان! ذرا بصیرت کی آنکھ سے دیکھ اور دل کے آئینہ کو صاف کرتا کہ تو دلیل دیکھ پائے، تجھے اللہ عزوجل کے مقبول بندوں سے کیا نسبت ہے؟ سونے والا بیدار رہنے والے کی طرح نہیں ہو سکتا، تیرے اور ان کے درمیان کتنا فرق ہے؟ بزدل کو بہادری سے کیا نسبت ہے؟ تجھ میں وعظ ونصیحت کے لئے کوئی جگہ نہیں کیونکہ تیرا دل خواہشات سے بھرا ہوا ہے، حبیب کی بارگاہ میں شدتِ غم سے حیرانی کے عالم میں کھڑے ہونے والے کی طرح کھڑا ہو جا اور اپنی جبین نیاز کو ایسے جھکا جیسے شرمسار جھکا کر کھڑے ہوتے ہیں اور سچائی کی کشتی پر سوار ہو جا کیونکہ یہ موت طوفان ہے اور خواہشات کے خمار سے نکل آ۔ کب تک تو خواہشات کے نشے میں بے ہوش رہے گا؟ کیا تو باقی رہنے والی شے کو فانی شے کے عوض بیچ دے گا؟ اللہ عزوجل کی قسم! یہ تو گھاٹا ہی گھاٹا ہے۔ اللہ عزوجل کی قسم! اگر تو امید کی وادی پر بلند ہو جائے تو ضرور بہادروں اور گھڑسواروں کو دیکھ لے گا، اگر احباب کی سواریوں پر تیرا گزر ہو تو ضرور اونٹوں کے حدی خوانوں (مخصوص اشعار کے ساتھ اونٹ ہانکنے والوں) کو سنے گا اور اگر تو احباب کے راستے پر ٹھہر جائے تو ضرور سواروں کا مشاہدہ کرے گا۔

گرجتے بادل کڑکتی بجلیاں اور فرشتے اللہ کی حمد کرتے ہیں

سورۂ رعد آیت نمبر ۱۳ میں و الملائکۃ من خیفتہ اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے (بادل سے جو آواز نکلتی ہے اس کے تسبیح کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس آواز کا پیدا ہونا خالق' قادر ہر نقص سے منزہ کے وجود کی دلیل ہے۔ بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ تسبیح رعد سے مراد یہ ہے کہ اس آواز کو سن کر اللہ کے بندے اس کی تسبیح کرتے ہیں جبکہ بعض نے فرمایا رعد ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادل پہ مامور ہے، اس کو چلاتا ہے) اور فرشتے اس کے ڈر سے (اس کی ہیبت وجلال سے) تسبیح کرتے ہیں و یرسل الصواعق اور کڑک بھیجتا ہے (الصواعق صاعقہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے وہ شدید آواز جو آسمان و زمین کے درمیان سے اترتی ہے پھر اس میں آگ پیدا ہو جاتی ہے یا عذاب یا موت اور وہ اپنی ذات میں ایک ہی چیز ہے اور یہ تینوں چیزیں اس سے پیدا ہوئی ہیں۔ (خازن) وھم یجادلون فی اللہ اور وہ اللہ (کے بارے) میں جھگڑتے ہیں۔ (حالانکہ) اس (اللہ) کی پکڑ سخت ہے۔

حضرت صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ خزائن العرفان میں اس کا شانِ نزول اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

''حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرب کے ایک سرکش کافر کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجی تو انہوں نے اس کو دعوت دی، کہنے لگا محمد ﷺ کا رب کون ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو' کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا یا لوہے کا یا تانبے کا' مسلمانوں کو یہ بات بہت گراں گزری اور انہوں نے واپس جا کر سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ ایسا کفر سیاہ دل سرکش دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا! اس کے پاس پھر جاؤ۔ اس نے پھر وہی گفتگو کی اور اتنا اور کہا کہ میں (محمد ﷺ) کی دعوت قبول کر کے ایسے رب کو مان لوں جسے میں نے دیکھا نہ پہچانا۔ یہ حضرات پھر واپس آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس کا خبث تو اور ترقی پر ہے۔ فرمایا: پھر جاؤ' بہ تعمیل ارشاد پھر گئے جس وقت اس سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ ایسی ہی سیاہ دلی کی باتیں بک رہا تھا ایک ابر آیا اور اس سے بجلی چمکی اور کڑک پیدا ہوئی اور بجلی گری اور اس کافر کو جلا دیا۔ یہ حضرات اس کے پاس بیٹھے رہے جب وہاں سے واپس ہوئے تو راہ میں انہیں صحابہ کرام کی ایک اور جماعت ملی وہ کہنے لگے کہیے وہ شخص جل گیا؟ ان حضرات نے کہا کہ آپ صاحبوں کو کیسے معلوم ہو گیا؟ انہوں نے فرمایا سید عالم ﷺ کے پاس وحی آئی ہے: و یرسل الصواعق......الخ۔

حمد وصلوٰۃ کا حسین امتزاج

حمد و ثنا اس کے لئے جو خالق مصطفیٰ ہے صلوٰۃ و سلام اس پر جو حبیب کبریا ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو رب العالمین ہے صلوٰۃ و سلام اس پر جو رحمۃ للعالمین ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو مالک یوم الدین ہے صلوٰۃ و سلام اس پر جو شفیع المذنبین ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو احسن الخالقین ہے صلوٰۃ و سلام اس پر جو خاتم النبیین ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو احکم الحاکمین ہے صلوٰۃ و سلام اس پر جو رؤف و رحیم ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو غفور ورحیم ہے صلوٰۃ و سلام اس پر جو علیٰ خلق عظیم ہے

حمد و ثنا اس کے لئے جو علی وعظیم ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو علیم وقدیر ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو سمیع و بصیر ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو غفور و شکور ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو صاحب فضل عظیم ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو رحیم و ودود ہے
حمد و ثنا اس کے لئے جو رحیم و رحمان ہے
حمد وثنا اس کیلئے جو کہے والضحی والیل اذا سجی ،
حمد وثنا اس کے لئے جو فرمائے وجهك في السماء
حمد وثنا اس کے لئے جو فرمائے ما ینطق عن الھویٰ
حمد وثنا اس کے لئے کہ فرمائے سبحان الذی اسریٰ
حمد وثنا اس کے لئے جو فرمائے ثم دنیٰ فتدلّیٰ
حمد وثنا اس کے لئے جو فرمائے ما زاغ البصر وما طغیٰ
حمد وثنا اس کے لئے جو فرمائے فاوحیٰ الیٰ
حمد وثنا اس کے لئے جو فرمائے الم نشرح لك صدرك
حمد وثنا اس کے لئے جو فرمائے فلا وربك
حمد و ثنا اس کے لئے جس کے آگے جھکے مصطفیٰ
حمد و ثنا اس کے لئے جس کے نام سے ابتدا
حمد وثنا اس کے لئے کہ فرمائے محمد رسول اللہ

صلوٰۃ و سلام اس پر جو رحیم و کریم ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو سراج منیر ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو بشیر و نذیر ہے
صلوٰۃ وسلام اس پر جو جاءکم من اللہ نور ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو خود فضل عظیم ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو صاحب مقام محمود ہے
صلوٰۃ و سلام اس پر جو صاحب قرآن ہے
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کے لئے یعطیك ربك فترضیٰ
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کے لئے قبلة ترضها
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کے لئے الا وحی یوحیٰ
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کے لئے لنریه من اٰیٰتنا
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کے لئے قاب قوسین او ادنیٰ
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کیلئے ما کذب الفؤاد ما رایٰ
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کے لئے عبدہٖ ما اوحیٰ
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کے لئے ورفعنا لك ذکرك
صلوٰۃ وسلام اس پر جس کے لئے لعمرك
صلوٰۃ و سلام اس پر جس پر صلوٰۃ بھیجے خود خدا
صلوٰۃ و سلام اس پر جس کے نام پر ہے انتہا
صلوٰۃ وسلام اس پر کہ فرمائے لا الٰہ الا اللہ

صلوٰۃ بر محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم صل وسلم علٰی اسمر اللون (سفید گندمی رنگ) سیّدنا محمد النبی المصطفیٰ – اللھم صل وسلم علٰی ضخم الراس (سر مبارک اعتدال کے ساتھ کلاں تھا) سیّدنا محمد سیّد الانبیاء ○ اللھم صل وسلم علٰی شعر (گیسوئے مبارک جو کبھی کان کی لو تک اور کبھی کاندھوں تک دراز رہتے تھے) الراس مترسلا الٰی شحمة الاذنین او المنکبین سیّدنا محمد سند الاصفیاء ○ اللھم صل وسلم علٰی رجب الجبهة (کشادہ پیشانی) سیدنا محمد بدر الدجی – اللھم صل وسلم علٰی ازج الحواجب (خم دار ابرو) سیّدنا محمد فکان قاب قوسین او ادنٰی – اللھم صل وسلم علٰی اکحل العینین (سرمگیں آنکھیں) سیّدنا محمد ما زاغ البصر وما طغٰی – اللھم

صل وسلم علیٰ اھدب الاشفار (دراز پلکیں) سیّدنا محمد صاحب الحلم والحیاء – اللھم صل وسلم علیٰ اقنیٰ (اونچی ناک) الانف سیّدنا محمد صاحب العلم واللواء – اللھم صل وسلم علیٰ ضلیع الفم (کشادہ دہن) سیّدنا محمد نِ النبی الامی صاحب جوامع الکلم ○ اللھم صل وسلم علیٰ افلج الاسنان (سامنے کے دندان مبارک کے درمیان باریک ریخ تھی) سیّدنا محمد مولی النعم کنز الکرم ○ اللھم صل وسلم علیٰ لسان الصدق (راست گو) سیّدنا محمد ما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحٰی ○ اللھم صل وسلم علیٰ بدر الوجہ (چہرہ مبارک بدر کامل کی طرح چمکتا تھا) سیّدنا محمد شمس الضحٰی ○ اللھم صل وسلم علیٰ مجتمع (گھنی داڑھی) اللحیۃ سیّدنا محمد نور الھدٰی ○ اللھم صل وسلم علیٰ عریض الصدر (کشادہ سینہ) سیّدنا محمد مصدر اسرار الربوبیۃ ○ اللھم صل وسلم علیٰ سواء البطن (ہموار شکم) ○ سیّدنا محمد مھبط الانوار الالٰھیۃ ○ اللھم صل وسلم علیٰ خط الشعر من الصدر الی السرۃ (سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا) سیّدنا محمد صاحب الوسیلۃ والفضیلۃ ○ اللھم صل وسلم علیٰ طویل الیدین (دونوں دست مبارک دراز تھے) سیّدنا محمد بحر الجود والسخا ○ اللھم صل وسلم علیٰ رحب الراحۃ (فراخ دست) سیّدنا محمد عین الاحسان والعطاء ○ اللھم صل وسلم علیٰ لین الکف (نرم ملائم ہتھیلی) سیّدنا محمد معدن العطاء الجزیل ○ اللھم صل وسلم علیٰ دقیق الانامل (پتلی انگلیاں) سیّدنا محمد صاحب الکوثر والسلسبیل ○ اللھم صل وسلم علیٰ الظھر الشریف (پشت مبارک) سیّدنا محمد اشرف المخلوقین ○ اللھم صل وسلم علیٰ خاتم النبوۃ ○ سیّدنا محمد خاتم النبیین (نبوت کے ختم کرنے والے) اللھم صل وسلم علی الساقین الشریفین (مبارک پنڈلیاں) سیّدنا محمد جمیل الشیم ○ اللھم صل وسلم علیٰ مسیح القدمین (قدرے گہرے تلوے) سیّدنا محمد شفیع الامم ○ اللھم صل وسلم علیٰ املح تام (زیادہ ملیح دلکش) القد (دراز قد) سیّدنا محمد محمود الصفات ○ اللھم صل وسلم علیٰ جسد اللطیف (تمام جسم لطافت حسن میں درجہ کمال پر تھا) سیّدنا محمد مجمع البرکات ○ اللھم صل وسلم علیٰ نور سیّدنا محمد دافع الظلمۃ ○ اللھم صل وسلم علیٰ روح سیّدنا محمد نبی الرحمۃ ○ اللھم صل وسلم علیٰ سیّدنا و مولانا ونبینا محمد نِ النبی الامی صاحب الشفاعۃ الکبریٰ فی یوم الفزع الاکبر صلوٰۃ دائمۃ مقبولۃ تؤدی بھا عنا حقہ العظیم ' وصل وسلم علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی الملٰئکۃ المقربین ' وعلیٰ اھل بیتہ الطاھرین وازواجہ الطیبین امھات المؤمنین وعلی الخلفاء الراشدین وعلی العشرۃ المبشرۃ وعلی الانصار والمھاجرین وعلی الشھداء واصحاب احد و بدر وحنین وعلی سائر الشھداء المرحومین ' وعلیٰ شیوخ الطریقۃ اجمعین وعلیٰ جمیع اولیاء اللہ المقربین وعلیٰ عباداللہ الصالحین ' وعلیٰ جمیع امتہ اجمعین ' وارحمنا معھم برحمتک یا ارحم الراحمین ○ (صلوٰۃ حلیہ)

پہلا باب:

اسماءِ حسنیٰ کے ساتھ دعائے حاجات، بدرگاہ مجیب الدعوات

میرے اللہ اے میرے رحمن — بخش دے یک قلم مرے عصیان
میرے حال پہ کرکے نظر — رحم کر یا رحیم تو مجھ پر
اے ملک دو جہاں کے شہنشاہ — دین و دنیا میں دے عزت و جاہ
میرے قدوس آبِ رحمت سے — دل مرا صاف کر کدورت سے
تندرستی دے یا سلام مجھے — ساتھ صحت کے رکھ مدام مجھے
میرے مؤمن میری اعانت کر — اے مھیمن میری حفاظت کر
کر عزیز جہاں اے عزیز مجھے — کر عطا عزت و تمیز مجھے
کارساز جہاں ہے تو جبار — میرے بگڑے ہوئے بنا دے کار
متکبر ہے تو کبر تجھ کو روا — مجھ کو کبر و غرور سے تو بچا
کر عطا حسن خلق یا خالق — ہمسروں میں کر افضل و فائق
کر بُری تہمتوں سے بری یا باری — خلق میں نہ ہو ذلت و خواری
یا مصور تو نیک صورت دے — نیک سیرت دے نیک طینت دے
ہوں گنہگار بخش یا غفار — الامان تیرے قہر سے قہار
بخش وہاب مجھ کو مال و منال — لطف سے اپنے کر دے مالا مال
مجھ کو یا رزاق بخش رزقِ حلال — تنگی رزق کی مصیبت ٹال
بابِ رحمت تو کھول دے مجھ پر — میرے فتاح مشکلیں حل کر
علم دے یا علیم اور عمل — راز مخفی تمام کر دے حل
زور و قوت دے مجھ کو یا قابض — دشمنوں پر رہوں سدا قابض
مجھ پہ یا باسط ہو تیرا خوان بسیط — تیرا لطف و کرم ہو مجھ پہ محیط
دشمنوں کو مرے دکھا نیچا — تو ہی حافظ ہے اے میرے مولا

دونوں عالم میں مجھ کو یا رافع — رکھ تو فرخندہ بخت خوش طالع
مجھ کو رکھ یا معز عزت سے — باز رکھ یا مذل ذلت سے
کر عطا یا سمیع شنوائی — دے مجھے یا بصیر بینائی
کل حوادث سے یا رقیب بچا — کر قبول اے مجیب میری دعا
میرے واسع مجھے دے خوشحالی — دولت و علم، فارغ البالی
تو مجھے یا حکیم حکمت دے — یا ودود اپنی ہی محبت دے
دے مجھے یا مجید مجد و علا — ہمسروں میں کر امجد و اعلیٰ
روز بعث و نشور یا باعث — ہونا میری نجات کا باعث
تو شہادت دے یا شہید مجھے — راہ میں اپنی کر شہید مجھے
راہِ حق پر چلا مجھے یا حق — نہ پھروں دربدر کبھی ناحق
کام پورا کر اے وکیل مرا — کوئی تجھ سا نہیں کفیل مرا
یا قوی مجھ کو تاب و طاقت دے — زور دے یا متین ہمت دے
یا ولی صاحب ولایت کر — فضل کر مجھ پر اور عنایت کر
تو ہی ہے حمید اور محمود — حمد سے تیری دل رہے خوشنود
علم و عرفان عطا ہو یا محصی — اچھی ہر ابتدا ہو یا مبدئ
قبر سے یا معید روز نشور — تو اٹھا مجھ کو مقبل و مغفور
مجھ کو یا محی کر دے زندہ دل — دے مجھے اپنی یاد والا دل
دل میں پیدا نہ ہو خیال غیر — خاتمہ اے ممیت ہو بالخیر
جب تک اے حی جاں رہے تن میں — ذکر تیرا مہماں رہے تن میں
میرے قیوم رکھ مجھے دائم — دین احمد پہ محکم و قائم
دل غنی کر غنا دے یا واجد — مجھ کو مجد و علا دے یا ماجد
تو ہے واحد پلا مئے وحدت — مست توحید رکھ بصد عزت
یا احد شرک سے بچا مجھ کو — یا صمد کر دے بے ریا مجھ کو
قدرت کاملہ سے اے قادر — کر مجھے نفس پر میرے قادر
مقتدر کر مجھے وہ خوش تقدیر — میرے حق ہو خاک بھی اکسیر
یا مقدم ہو جلد میرا کام — خیر و خوبی سے جس کا ہو انجام

اے حکم اتنا دے مجھے امکان   ہو تیرے حکم سے نہ روگرداں
اے عدیل ہو جب عدالت پر   رحم فرمانا میری حالت پر
میں ہوں بندہ کمال زار و نحیف   لطف سے یا لطیف کر دے لطیف
مجھ کو کر یا خبیر واقف کار   تا کھلیں مجھ پہ سب تیرے اسرار
مجھ کو دے یا حلیم طبع حلیم   ہو عطا یا عظیم خلق عظیم
بخش دے یا غفور میرے قصور   اس جہاں سے مجھے اٹھا مغفور
غم سہوں دل پہ یا سرور کروں   شکر تیرا ہی یا شکور کروں
اے خدائے زمن علی و کبیر   دونوں عالم میں رکھ مری توقیر
رکھ حفاظت سے یا حفیظ مجھے   زار ہوں یا مقیت قوت دے
کر مجھے یا حسیب روزِ حساب   داخل خلد بے حساب و کتاب
دے مجھے یا جلیل جاہ و جلال   کر کرم مجھ پہ اے کریم کمال
بخش جاہ و جلال دے انعام   اے مرے ذوالجلال و الاکرام
میرے مقسط ہے عدل تیرا کام   معدلت گستری ہو میرا کام
بخش دلجمعی مجھ کو یا جامع   کر مجھے علم و فضل کا
اے غنی کر دے مجھ کو مستغنی   میرے مغنی مجھے بنا دے غنی
منع کر میرے دل کو عصیاں سے   تو ہے مانع بچانا شیطاں سے
مجھ کو یا ضار تو ضرر سے بچا   دین و دنیا کے شور و شر سے بچا
یا مؤخر نہ ہو اس میں تاخیر   بہتری کی میری جو ہو تدبیر
روزِ بعثت و نشور یا اوّل   نام نیکوں میں ہو میرا اوّل
ہو میرا وقت زیست جب آخر   کلمہ ہو زباں پہ یا آخر
اپنے فضل و کرم سے یا ظاھر   کر مجھے سرغیب کا ماہر
زنگ آلود ہے مرا باطن   صاف باطن عطا ہو یا باطن
اپنے بندوں میں کر مجھے عالی   اے مرے والی اور متعالی
اپنے احسان و لطف سے یا برّ   نیک کاروں میں مجھ کو شامل کر
کر لے مقبول توبہ تائب   تو ہے توّاب حاضر و غائب
میرے اعمال بد کا نام نہ لے   منتقم مجھ سے انتقام نہ لے

یا عفو درگزر کر گناہوں سے
دیکھنا رحم کی نگاہوں سے
رحم کر یا رؤف ملک و دولت دے
حشمت و جاہ عزو صولت دے
نفع پہنچاتا مجھ کو یا نافع
تو ہے سارے جہان کا نافع
ظلمت جہل دور کرنا یا نور
مجھ کو نورِ یقین سے کر معمور
اے حکم اتنا دے مجھے امکاں
ہو تیرے حکم سے نہ روگرداں
اے عدیل ہو جب عدالت پر
رحم فرمانا میری حالت پر
میں ہوں بندہ کمال زار و نحیف
لطف سے یا لطیف کر دے لطیف
مجھ کو کر یا خبیر واقف کار
تا کھلیں مجھ پہ سب تیرے اسرار
میرے ہادی دکھا وہ راہ ہدیٰ
جس کے رہرو تھے انبیاء اولیاء
انس دے مجھ کو فرض و سنت سے
دور رکھ یا بدیع بدعت سے
تیرا لطف و کرم ہو یا باقی
نہ رہے رنج کی بناء باقی
کر دے اپنے کرم سے یا وارث
مجھ کو دین متین کا وارث
تو ہی ہے یا رشید راہنما
ہر گھڑی مجھ کو نیک راہ دکھا
مشکلوں میں نہ ہو خطور مجھے
کر عطا صبر یا صبور مجھے
میرے ماں باپ پر عنایت ہو
اقرباء پر بھی چشم رحمت ہو
بخش کل امت محمد کو
نیک بندوں کے ساتھ اس بد کو
پڑھ نبی پر سلام اے دانش
نظم کر اختتام اے دانش

اسماء الحسنٰی کے بارے میں ضروری ہدایت

یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام نام بڑے پیارے اور برکت والے ہیں اور جب بھی اور جس قدر بھی انہیں پڑھا جائے اور ان کا وظیفہ کیا جائے بڑی خیر و برکات کا ذریعہ ہے۔ مگر مذکورہ منظوم دعا میں اللہ تعالیٰ کے ہر نام کی مناسبت سے ہر شخص کے حسب حال جو عام فہم دعا ہے اس سے ایمانی و روحانی لطف دوبالا ہو جاتا ہے کیونکہ پڑھنے والے کے دل کی آواز کے ساتھ ان مبارک ناموں کی مناسبت بھی سمجھ میں آ جاتی ہے، جو شخص روزانہ یا جب کبھی ان اسماء مبارکہ کے ساتھ مذکورہ جامع دعا خشوع و خضوع اور دلی توجہ کے ساتھ پڑھے گا' انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے قضاء حاجات، شفاء امراض، دفع بلیات اور حل مشکلات کا بہترین ذریعہ ہوگی۔ یاد رہے کہ دعا سے پہلے اور بعد درود شریف پڑھنا آداب دعا میں سے ہے اور قبولیت کا بہترین وسیلہ ہے۔

مولای صل وسلم دائما ابدا ...... علیٰ حبیبك خیر الخلق کلھم

یہ بھی یاد رہے کہ ہم نے اپنی اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے صفاتی نام جن کو یاد کرنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے

ترجمہ کی سرخی کے ساتھ لکھے ہیں مثلاً الرحمٰن کے بارے میں لکھنا ہے تو سرخی یہ ہوگی ''اللہ تعالیٰ بے حد رحم فرمانے والا ہے'' اور ننانوے ناموں کے بعد خود اس نام کو سرخی کے طور پر لکھ دیا ہے مثلاً العلام جل جلالہ ایسے ہی کسی حدیث میں جو نام آیا ہے وہ لکھ دیا ہے کیونکہ وہ اس کتاب کے موضوع میں شامل ہے۔ آخر میں بعض ناموں کو اختصار کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ پھر تکمیل موضوع کے لئے اللہ تعالیٰ کے مرکب نام جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ان کو لکھا ہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی صفات سلبیہ جن کا ذکر قرآن پاک کی آیات کے حوالے سے ہوا ہے' لکھ کر اسم اعظم کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے جو اقوال بیان کئے ان کو لکھ دیا ہے۔

خیرات من لدن کی مجھے اے علیم دے
عینِ حیات یوں مجھے خلد نعیم دے

تو ذائقہ چکھا مجھے اپنی صفات کا
اپنے کرم سے کچھ تو مجھے بھی کریم دے

مجھ کو بھی شہرِ علم کی خیرات ہو نصیب
مولا مجھے بھی فہم الف لام میم دے

ہو جائے لطف خاص ظلوم و جہول پر
اس بے ہنر کو جوہر نطق کلیم دے

رب جہاں سنائی و عطار کے طفیل
جینے کے واسطے کوئی مقصد عظیم دے

ہر قلب کو نصیب ہو ذوقِ دلِ بلال
بوذر کا جس میں رنگ ہو ایسی گلیم دے

کس درجہ مہربان ہے انسانیت پہ تو
جذبہ یہ آدمی کو بھی ربِّ رحیم دے

ہم سانس لے رہے ہیں فضائے کثیف میں
باغ حبیب کی ہمیں مولا شمیم دے

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بابرکت ناموں کا بیان

یاد رہے! اللہ تبارک وتعالیٰ کے بے شمار نام ہیں جن میں سے لفظ اللہ اس کا ذاتی نام ہے باقی سب صفاتی نام ہیں پھر اللہ جل مجدہ کے صفاتی نام کئی قسم کے ہیں: (۱) وہ صفاتی نام جو صفت سلبی پر دلالت کرنے والے ہیں جیسے قدوس (۲) وہ صفائی نام جو صفت ثبوتیہ حقیقیہ پر دلالت کرنے والے ہیں۔ جیسے علیم قادر (۳) وہ صفاتی نام جو صفت ثبوتیہ اضافیہ پہ دلالت کرتے ہیں جیسے حمید، مالک الملک (۴) وہ صفاتی نام جو صفت فعلیہ پہ دلالت کرنے والے ہیں جیسے خالق، رازق وغیرہ۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام توفیقی ہیں (یعنی جو شریعت نے بتائے ہیں) اس کو انہی ناموں سے پکارا جائے یعنی اپنی طرف سے اللہ کے نام ایجاد نہ کئے جائیں اگرچہ ان کا ترجمہ صحیح ہو یہی وجہ ہے کہ رب کو عالم کہہ سکتے ہیں' عاقل نہیں کہہ سکتے، اس کو جواد کہیں گے سخی نہیں کہہ سکتے، اللہ تعالیٰ حکیم ہے مگر اس کو طبیب نہیں کہہ سکتے۔

یہ بھی یاد رہے کہ لفظ خدا اللہ تعالیٰ کا نام نہیں اس کی صفت مالک کا ترجمہ ہے۔ جیسے پروردگار، پالنہار، بخشنے والا۔ اسی طرح خدا کے بعض نام مخلوق پر بھی بولے جاتے ہیں جیسے رؤف، رحیم اللہ کے نام بھی ہیں اور حضور ﷺ کے نام بھی ہیں لیکن مخلوق کے لئے ان ناموں کے معانی اور ہوں گے۔ جب کسی صفت الٰہی کی تجلی بندے پہ پڑتی ہے تو اس وقت بندے پر وہ نام بولا جاتا ہے۔

اللہ جل مجدہ کے ناموں کو یاد کرنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان للّٰہ تعالیٰ تسعة و تسعین اسما مائة (تاکید و مبالغه فی المنع عن الزیادة و النقصان) الا واحدة من احصاھا دخل الجنة و فی روایة وھو و تریحب الوتر (متفق علیہ مشکوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی ص ۱۹۹) اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو‘ جوان ناموں کی محافظت کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نہ ابتداء کا پتہ نہ انتہا معلوم — مآل زندگی اپنا ہے کیا خدا کو معلوم
نشان منزل جاں کا وہی پتا دے گا — وہی دکھائے تو ہوتا ہے راستہ معلوم
ہمارے علم کی اس قدر حقیقت ہے — ہمیں تو کچھ نہیں معلوم یہ ہوا معلوم
وہ قطرہ جس کے مقدر میں ہے گہر ہونا — بس اس کی موجِ کرم ہی کو ہے بہا معلوم
گرا دی جو ہم نے دیوار اجنبیت کی — ہمیں لگا ہے وہی حرف آشنا معلوم
ملی ہے مخبر صادق سے ہر خبر اس کی — اسی حوالے سے اس کا پتا ہوا معلوم
اک ایک کرکے سبھی اس نے آشکار کیے — وہ راز سینۂ ہستی کہ ہے جو نامعلوم
ہیں اور آسرے جتنے وہ سب ہیں بے معنی — حقیقی ایک ہے بس اس کا آسرا معلوم
دلوں کے بھید سبھی جانتا ہے وہ نیر — اسے ہے میرا کہا اور اَن کہا معلوم
حمد ہے اس کو جو ہے موجود یار — اول و آخر نہاں و آشکار
ہے وہ بے علت سزاوار ثنا — علت و معلول میں اس میں فنا

اللہ تعالیٰ طاق کو پسند فرماتا ہے

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم۔ متفق علیہ‘ یاد رہے: متفق علیہ کا عام فہم ترجمہ بخاری و مسلم ہی کہا جاتا ہے اور مفہوم کے اعتبار سے درست بھی ہے لیکن مشکوٰۃ میں جہاں پہلی بار یہ لفظ آیا ہے وہاں بین السطور اس کا معنی یہ بیان ہوا ہے: وھو الذی اتفق علیه الشیخان من صحابی واحد، متفق علیہ حدیث ہے جو ایک صحابی سے مروی ہو اور اس پر امام بخاری و مسلم کا اتفاق ہو گیا ہو۔ مشکوٰۃ ص ۱۱۔ طاق یعنی وتر کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات و صفات میں لاشریک ہے۔ وہ انہی اعمال کو پسند فرماتا ہے جس میں اخلاص ہو یعنی شرک کا شائبہ نہ ہو اور اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو دنیا سے کٹ کر اس کا ہو رہے۔ غرضیکہ دوسرے لفظ (وتر) میں بہت احتمالات ہیں۔ (مرأۃ)

مرأۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ دلائل الخیرات شریف میں اللہ تعالیٰ کے دوسو نام بیان ہوئے ہیں اور مدارج النبوۃ میں شیخ نے اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام گنوائے ہیں۔ مندرجہ بالا حدیث میں ننانوے وہ نام گنوائے گئے جن کا یاد کرنا جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ ان ناموں میں سے بعض ذاتی ہیں بعض صفاتی بعض افعالی لہٰذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام ننانوے سے زیادہ

ہیں اور نہ یہ کہ ربّ کی صفات کمالیہ تو آٹھ ہیں پھر صفاتی نام زیادہ کیوں ہیں؟ (ج ۳ ص ۳۲۵) حدیث میں ''احصاہا'' کا معنی یہ بھی ہے کہ جو مسلمان ان ناموں کو یاد کرے اور روزانہ ان کا ورد کیا کرے اور یہ بھی کہ ان ناموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرے یا ان ناموں کو حفظ کر لے اور برابر پڑھتا رہے اور ان کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ھو اللہ الذی...... سے شروع کریں اور آخر تک مسلسل پڑھتے جائیں ہر اسم کے آخر پہ ضمہ یعنی پیش پڑھیں اور اس کو دوسرے اسم کے ساتھ ملا دیں جس نام پہ سانس لینے کے لئے رکیں اس کے آخری حرف کو دوسرے کے ساتھ نہ ملائیں اور دوسرا نام الف لام (ال) سے شروع کریں۔ اگر کسی ایک نام کا وظیفہ پڑھنا مقصود ہو تو اس کے شروع میں یا (حرفِ ندا) کا اضافہ کریں مثلاً الرحمٰن کا وظیفہ کرنا ہو تو یا رحمٰن پڑھیں یا الرحمٰن نہ پڑھیں۔ اس حدیث کے حاشیہ میں مرقاۃ کے حوالے سے من احصاھا کا معنی یوں بیان فرمایا گیا ہے: ای امن بھا او عدھا او قرء ھا کلمة کلمة علی طریق الترتیل تبر کا و اخلاصا او حفظ معانیھا و تخلق بمعانیھا۔ یعنی ان ناموں پر ایمان لائے یا ان کو شمار کرے یا ایک ایک کر کے ترتیل کے ساتھ پڑھے' برکت حاصل کرنے کے لئے خلوص کے ساتھ یا ان کے معانی یاد کرے اور ان معانی کے مطابق اپنے اندر عادات پیدا کر لے۔

فتح الباری میں ہے ''احصا'' کا معنی ہے دعا مانگنے والا صرف چند اسماء پہ اکتفانہ کرے بلکہ تمام اسماء کو پڑھ کر دعا مانگا کرے یا ان اسماء کے حقوق پہ قیام اور ان کے مقتضی پہ عمل کرنا مراد ہے۔ مثلاً رازق کہے تو اللہ تعالیٰ کی رزق رسانی پر بھی اعتبار کرے یا اس سے مراد یہ ہے کہ اسماء کے معانی کو بخوبی سمجھا جائے جیسا کہ محاورہ میں فلان ذوحصاۃ کہا جاتا ہے۔ یعنی فلاں شخص صاحب عقل و ہوش ہے۔ قرطبی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ ان تینوں صورتوں میں سے کوئی بھی صورت ہو بشرطیکہ صحت نیت کے بعد ہو' ہر ایک صورت بندے کو جنت میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔ تاہم اکثر علماء نے احصاھا کا معنی حفظھا ہی کہا ہے یعنی ان ناموں کو حفظ کر لے۔ کیونکہ اس معنی کی تائید صحیح مسلم کی ایک روایت سے ہوئی ہے۔ جس میں واضح طور پر احصاہا کی جگہ حفظھا کا لفظ ہے۔

اللہ جل شانہ کے ناموں کے ''احصا'' کے دیگر معانی

یاد رہے کہ اس معنی کی تردید کی گئی ہے کہ صرف نوک زبان پر یاد کر لینا ہی احصاھا کے مقصد کو پورا کر دیتا ہے تاہم فتح الباری میں اس لفظ کے اور بھی چند معانی بیان فرمائے گئے ہیں' بہتر ہے کہ موضوع کو مکمل کرنے کے لئے ان معانی کو بھی بیان کر دیا جائے۔

☆...... احصاھا کے معنی معرفت ہے کیونکہ جو ان اسماء کا عارف ہو گا وہ مومن ہو گا اور جو مومن ہو گا، وہ جنت ہی میں جائے گا۔ معرفت میں اعتقاد کو شامل سمجھو مثلاً جو دہریہ ہے اسے اسم خالق پر اعتقاد نہیں اور جو صرف فلسفی ہے' اسے اسم قادر کے معنی پر یقین نہیں۔

☆...... احصاہا کے معنی عمل کرنا ہیں۔ مثلاً جو اللہ تعالیٰ کو حکیم سمجھتا ہے۔ وہ اس کے جملہ احکام کا بحسب حکمت ہونا بھی تسلیم کرتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو قدوس جانتا ہے وہ اسے جملہ نقائص سے منزہ و پاک بھی اعتقاد کرتا ہے۔ ابوالوفا ابن عقیل نے اسی معنی کو تسلیم کیا ہے۔

☆......ابن ابطال کا قول ہے کہ طریق عمل کے معنی یہ ہیں کہ بعض اسماء تو وہ ہیں جن کی صفات کا اقتداء ہو سکتا ہے مثلاً رحیم و کریم کہ ان صفات پر بندہ خود کو بھی خوگر بنا سکتا ہے اور بعض صفات وہ ہیں جن کا اقتدا ممکن نہیں مثلاً جبار و عظیم وغیرہ۔ ایسے اسماء کے متعلق طریق عمل یہ ہے کہ ان صفات کو اللہ تعالیٰ سے خاص سمجھے' ان کا اقرار کرے اور خضوع و خشوع اختیار کرے۔ جن اسماء سے وعدۂ نعمت ملتا ہو، ان میں طمع و رغبت پیدا کرے اور جن اسماء میں وعید ہو اس جگہ خوف و خشیت کو لازم احوال بنائے حفظھا اور احصاھا کے معنی یہی ہے۔ (فتح الباری ج ۲۶ ص ۲۷)

حمد ہے اس کو کہ درباغ وجود ہر روش ہر رنگ کی اپنی نمود
حمد ہے اس کو با صد زیب وفر ہر زماں ہر شان میں ہے جلوہ گر

میں نثار تیرے کلام پر......

مندرجہ بالا حدیث میں حضور ﷺ کے کلام معجز نشاں میں للہ کا لفظ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام مبارک کے علاوہ ننانوے نام ہیں (جو کہ صفاتی ہیں) جو کہ ذاتی نام کے ساتھ پورے سو ہو جاتے ہیں۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

اہل محبت نے کہا ہے کہ جب صفاتی ناموں کا ورد کرنے سے جنت نصیب ہو جاتی ہے تو ذاتی نام کا ورد کرنے والا مالک جنت کو پالے گا ان شاء اللہ العزیز۔ اسی لئے صوفیاء کرام نے اسم جلالت کا ورد کرنے پہ زور دیا ہے بلکہ ہمارے مرشد کریم سلطان العارفین برہان الواصلین، قدوۃ السالکین نے تو سانسوں کے ساتھ بلکہ خیالات کے ساتھ بھی اسم ذات کا ذکر کرنا نہایت مفید قرار دیا ہے اور آپ کے ابیات کا آغاز ہی اس طرح ہوا ہے۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہو نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

میرا دل نہیں چاہ رہا کہ اس بیت کی تشریح کے بغیر آگے بڑھوں اور تشریح بھی حضرت مرشد کریم کی اولاد میں سے حضرت پروفیسر سلطان الطاف علی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ آپ شرح ابیات باہو میں اس بیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس بیت میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز (المتوفی جمعرات جمادی الاخری ۱۱۰۲ھ) نے اسم اللہ ذات کو چنبیلی کے خوشبودار پھول سے تشبیہ دی اور عارف کامل ہونے کی حیثیت سے اپنے من میں اسم اللہ ذات کو بسا لینے کا اظہار فرمایا' نیز فرماتے ہیں کہ مرشد کامل نے اس شجر معرفت (اسم ذات) کو ان کے من میں بو کر نگہبانی فرماتے ہوئے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی نفی و اثبات کے فیوضات سے آبیاری کی اور گوہر مقصود عرفان اسم اللہ ذات نے (جو چنبے کے خوشبودار پھول کی طرح ہے) آپ کے دل و جاں کو منور و معطر کر دیا۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے...... کیا نہ دیکھا تو نے کہ کیونکر بیان کی اللہ نے مثال بات پاکیزہ (کلمہ طیبہ) کی مانند درخت

پاکیزہ کی کہ جڑ اس کی محکم ہے اور ڈالیاں اس کی بیچ آسمان کے‘ دیتا ہے میوہ اپنا ہر وقت ساتھ حکم پروردگار اپنے کے۔ (ابراہیم:۲۴)

حضرت سلطان العارفین ایک مقام پر فرماتے ہیں جس شخص کے وجود میں کلمہ طیبہ تاثیر کرتا ہے اور اسے نفع دینے لگ جاتا ہے تو کلمہ طیبہ دریا کی طرح اس کے ہر رگ اور ریشے میں جاری ہو جاتا ہے۔ (نور الہدیٰ مترجمہ فقیر نور محمد کلاچوی ص ۳۰)

اسم اللہ ذات کے خوشبودار پھول کو اگانے بسانے کا خیال حضرت سلطان العارفین نے ان الفاظ میں بھی ادا فرمایا ہے

یکی گویم یکی جویم یکی در دل چوگل رویم ہموں یک را بیک پویم غیر الا ہو

میں اسے ذاتِ واحد پکارتا ہوں‘ اسی کو تلاش کرتا ہوں اور اسی ذات کو دل (کے گوشہ) میں سے مثل پھول کے اگاتا ہوں۔ اسی طرح میں اس ذات واحد کو ڈھونڈتا ہوں اور اس کے بغیر کسی کی تلاش نہیں۔

(دیوان باہو فارسی ص:۲)

مولانا روم نے فرمایا:

دید آں مرشد کہ او ادراک داشت تخم پاک اندر زمین پاک کاشت

مرشد نے (جب) دیکھا کہ وہ استعداد رکھتا ہے تو اس کے پاک دل کی زمین میں (اسرارِ معرفت کا) پاک بیج بو دیا۔ (جلال الدین رومی۔ الہام منظوم مثنوی رومی مرتبہ مولوی فیروز الدین دفتر اول مطبوعہ ۱۹۲۸ء ص ۴۔۱۰)

اسی طرح محی الدین شیخ اکبر محمد ابن عربی علیہ الرحمہ بھی اسی عرفان کے فیضان کو راحت و خوشبو سے تشبیہہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں...... خلق خدا کو عرفانِ الٰہی کی غذا دیا کرو تو تم سراپا راحت و خوشبو ہو جاؤ گے۔ (وغذ خلقه تكن روحا و ريحانا ۔ فصوص الحکم مترجم ص:۲۶۸)

حضرت سلطان العارفین اپنے مرشد کامل کی عنایات اور ان سے حصولِ فیوضات کے ذکر کے بعد آخر میں ان کے لئے سلامتی کی آرزو بھی کرتے ہیں۔ بقول خسرو (امیر خسرو دہلوی ۶۰۵ھ۔۶۹۸ھ)

من درویش راکشتی بغمزہ کرم کر دی الٰہی زندہ باشی

(غزلیات)

سید عبدالقادر جیلانی سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار میں فرماتے ہیں۔ ”ولی خدائے تعالیٰ کا خوشبودار پھول ہے‘ اس کی سرزمین میں صدیق (یعنی انبیاء علیہم السلام کے سچے متبعین) اس کو سونگھتے ہیں‘ اس کی خوشبو ان کے دلوں میں اتر کر جاتی ہے تو ان کا جذبۂ شوق اپنے مولا کی طرف بڑھ جاتا ہے۔“

پھر فرمایا: ”تو شریعت کا بیج دل کی زمین میں بوئے کہ اس میں شریعت کا درخت پیدا ہو کر درجات کا پھل لائے۔“

پھر فرمایا: ”توحید کا بیج کسی زندہ دل (مرشد) سے اخذ کرنے سے دل زندہ ہو جاتا ہے۔“ (ص ۳۹،۲۳،۶)

حمد اس کو ہے کہ بے شان و نشان وحدت اپنی کی ہے کثرت سے عیاں
حمد ہے اس کو کہ با چندیں وچوں سب میں ہے اور سب سے بیچون و چگوں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ

لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اسے اسم ذات کہتے ہیں اور اس کے علاوہ باقی سب ناموں کو اسمائے صفات کہتے ہیں۔ یہ لفظ باری تعالیٰ کی ان تمام صفات کو حاوی ہے جن سے وہ متصف ہے۔ کسی بھی ذات کا صحیح ادراک اس کی صفات کو جاننے ہی سے ممکن ہوتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تمام صفات وکمالات کو جانا جائے۔ محض چند صفات کے حوالے سے کسی شخصیت کی جزواً اور ناکمل معرفت تو حاصل ہو سکتی ہے مگر اس کا جامع تعارف ممکن نہیں۔ ''اسم ذات'' شخصیت کی من حیث الکل نشاندہی کرتا ہے۔ اس کی دلالت محض شخصیت کے کسی خاص گوشے یا پہلو سے نہیں ہوتی۔ جب کہ اسمائے صفات میں سے ہر اسم ذات کی کسی نہ کسی ایک صفت کو ہی اجاگر کر سکتا ہے۔ مثلاً قدیر اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت پر دلالت کرتا ہے' علیم اس کی صفت علم پر' حی اس کی صفت حیات پر، کلیم اس کی صفت کلام پر، سمیع وبصیر اس کی صفت سمع وبصر پر، خالق اس کی صفت خلق پر، رب اس کی صفت ربوبیت پر اور رحمان ورحیم اس کی صفت رحمت پر۔ الغرض یہ سب اسماء ذات باری تعالیٰ کی مختلف صفات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اسم ایسا نہیں جو جمیع صفات الوہیت کا احاطہ کر سکے اور اس کو سنتے ہی اس حسن مطلق کا ایسا تصور ذہن میں آسکے، جو من کل الوجوہ مکمل ہو۔ اللہ ہی ایک ایسا نام ہے جس کی دلالت کلی طور پر واجب الوجود پر ہے جو جامع صفات و کمالات ہے۔ یہ ذات حق کی کسی ایک یا چند صفات کی نہیں بلکہ بیک وقت ذات اور اس کی تمام صفات کی نشاندہی کرتا ہے۔ کیونکہ صفات ایک اعتبار سے گویا ذات کا حصہ ہوتی ہیں۔ جب کہ ذات اپنی کسی بھی صفت کا حصہ نہیں ہوتی۔ ذات کے دامن میں اس کی تمام صفات از خود موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے اسم ذات ہی جملہ صفات وکمالات کو پورے طور پر محیط ہوتا ہے۔

شانِ رب کریم قرآن کے آئینہ میں

☆ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشھادۃ ھو الرحمن الرحیمO (الحشر ۵۹: ۲۲)

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر نہاں وعیاں کا جاننے والا، وہی ہے بڑا مہربان رحمت والاO''

☆ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو الملک القدوس السلام المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون O القرآن الحشر ۵۹: ۲۳

''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا، تکبر والا اللہ پاک ہے ان کے شرک سےO''

☆ ھو اللہ الخالق الباریٔ المصور لہ الاسماء الحسنی ط یسبح لہ ما فی السموات و الارض وھو العزیز الحکیمO القرآن ۵۹: ۲۴

''وہی اللہ ہے بنانے والا، پیدا کرنے والا، ہر ایک کو صورت دینے والا، سب اچھے نام اسی کے ہیں جو کچھ آسمانوں اور

زمین میں ہے اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور عزت و حکمت والا ہے o"

☆ قل من رب السموات والارض قل اللہ o القرآن الرعد ١٣ ۔ ١٦

"فرمایئے! کون رب ہے آسمانوں اور زمین کا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی فرما دیجئے! اللہ ہے o"

☆ قل من یرزقکم من السموات والارض ط قل اللہ o القرآن النباء ٣٤ ۔ ٢٤

"(ان کافروں کے سامنے) فرمایئے کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ آپ (خود ہی) فرما دیجئے اللہ ہے o"

ایک مقام پر کفار کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

☆ ولئن سالتھم من خلق السموات و الارض و سخر الشمس والقمر لیقولن اللہ o

القرآن العنکبوت ٢٩ ۔ ٦١

"اور اگر آپ ان سے پوچھیں کس نے بنائے آسمان اور زمین اور (کس نے) کام میں لگائے سورج اور چاند تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے o"

☆ ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتھا ط لیقولن اللہ o

القرآن العنکبوت ٢٩ ۔ ٦٣

"اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے پوچھیں کس نے اتارا آسمان سے پانی؟ پھر اس کے سبب سے زمین کو مردہ ہو چکنے کے بعد زندہ کر دیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے o"

☆ اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ ثم الیہ ترجعون o القرآن الروم ٣٠ ۔ ١١

"اللہ ہے جو پہلے بناتا ہے، پھر دوبارہ بنائے گا۔ پھر تم اسی کی طرف پھیر دیئے جاؤ گے o"

☆ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم o ٣٠ ۔ ٤٠

"اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں روزی دی، پھر تمہیں مارے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا o"

☆ اللہ الذی خلق السموات والارض و ما بینھما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش o

السجدہ ٣٢ ۔ ٤

"اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا o"

علیٰ ہذا القیاس نہ صرف ہر جگہ باری تعالیٰ نے اپنی ذات کا تعارف لفظ اللہ کے حوالے سے ہی کرایا ہے۔ بلکہ ہمیشہ اپنی صفات و کمالات کا ذکر بھی اسی نام سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ قرآن کا یہ انداز بیان نہ صرف اس کے اسم ذات ہونے پر بلکہ اس کی اہمیت، جامعیت اور ہمہ گیریت پر بھی دلالت کرتا ہے۔

یہ اسم ذات (اللہ) قرآن حکیم میں کم و بیش ستائیس سو ایک (2701) مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ اتنی کثرت سے کوئی دوسرا لفظ قرآن میں استعمال نہیں ہوا۔

ہزار بار لکھوں ترا نام جی نہ بھولے
میں تیرا اسم جہاں بھی لکھا ہوا دیکھوں

قلم کو شوق ہے اک بار اور ورد کرے
نظر طواف کرے اشک گرتا گرتا ڈرے

(منیر الحق کعبی بھل پوری)

لفظ اللہ جل جلالہ کا مادۂ اشتقاق

لفظ اللہ اسم علم ہے اور ذات سبحانی کے لئے خاص الخاص ہے۔ علماء راسخین کا قول ہے کہ یہ اسم کسی سے مشتق نہیں۔ قوی مذہب یہی ہے۔ بعض نے اسے مشتق بتایا ہے۔ پھر اختلاف ہے کہ کس مصدر سے مشتق ہے۔ تفسیر کبیر نے چند اقوال نقل کئے ہیں۔

(۱) الھت الی فلان سے مشتق ہے اس کے معنی سکنت الی فلان ہیں۔

تو...... اللہ وہ ہے جس کے نام سے تسکین ہوتی ہے۔

اللہ وہ ہے جو آرامِ دلِ عارفین ہے۔

اللہ وہ ہے جو تسکین قلب مضطرین ہے۔

اللہ وہ ہے کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب سے اس کی شان واضح ہوتی ہے۔

(۲)...... اَلَهُ وَلَهُ سے مشتق ہے جس کے معنی وارفتگی کے ہیں۔ یعنی:

اللہ وہ ہے کہ قلب اس کا والہ وشیدا ہے۔

اللہ وہ ہے کہ ارواحِ پاک اس کی شیفتہ وفریفتہ ہیں۔

اللہ وہ ہے کہ ادراک مخلوقات حیرت پر منتہی ہوتا ہے۔

عرفان اپنی شناخت میں اپنے نقصان کا اقراری ہوتا ہے اور یہی معرفت نقصان اسے بلندترین علم وعرفان تک پہنچاتا ہے۔

(۳)...... الہ لاہ سے مشتق ہے جس کے معنی بلند شان ہیں۔

اللہ وہ ہے جو لوازماتِ مادہ سے برتر واعلیٰ ہے۔

اللہ وہ ہے جو زمان ومکان کے احاطہ سے ارفع وبلند ہے۔

اللہ وہ ہے جو ذوی العقول کے وہم وگمان، فہم وادراک سے بالاتر ہے۔

(۴)...... لاہ یلوہ لاہیا سے مشتق ہے جس کے معنی احتجاب ہیں۔ یعنی

اللہ وہ ہے جس کی ذات عقول سے محجوب ہے۔

اللہ وہ ہے جس کے نور کا انکشاف ارواحِ نوریہ کے لئے ستر کبریٰ ہے۔

اللہ وہ ہے جس کا کمال ہی ناقصین کے لئے حجاب ہے۔

(۵)...... الہ الفصیل سے بنا ہے یعنی بچہ کا اپنی ماں کی طرف احتجاج مند ہونا۔ یعنی:

اللہ وہ ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں۔

اللہ وہ ہے کہ آفات ومصائب میں اسی کی جانب بازگشت کی جاتی ہے۔

اللہ وہ ہے کہ تضرع والحاح ہی کے ذریعہ سے ہماری رسائی اس کی آستان تک ہو سکتی ہے۔

(۶)......اله الۃ (سمع) سے بنا ہے۔محاورہ ہے اَلِهَ اِلٰی فُلَانٍ اس سے ڈرتا رہا۔اله الہ اس کی پناہ ڈھونڈھی۔یعنی

اللہ وہ ہے جو خوف وہراس کے وقت بندوں کی پناہ ہے۔

اللہ وہ ہے جو تمام عالم کی تکیہ گاہ ہے۔

اللہ وہ ہے جس کی حفاظت میں تمام مخلوق اپنے اپنے اعدا کی دستبرد سے محفوظ ہے۔

لفظ اللہ کی لفظی ترکیب

اگر لفظ اللہ کا حرف اول (ھمزہ) نہ لکھا جائے تو للہ بن جاتا ہے۔جس کا معنی ہے۔ہر ایک شے اللہ ہی کی ملک ہے۔قرآن پاک میں ہے لله خزائن السموت والارض ط للہ سے ایک ل کم ہو جائے تو رہ جاوے گا۔جس کا تلفظ ہو ہے۔یہ حرف واحد بھی اسی واحد الاحد کی ذاتِ وحید پر دال ہوگا۔قرآن مجید میں ہے:**قل هو الله احد** اور دوسرے مقام پر ہے **هو الحی لا اله الا هو** ۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کی تعیین میں اسی اسم خاص کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر کلمات الٰہی میں عرفان تام عطا ہوا تھا۔انــنـی انا الله لا اله الا انا......"حق یہ ہے کہ میں ہی تو اللہ ہوں اور کوئی بھی معبود نہیں میں ہی ہوں۔"

کلام الٰہی کے اس فقرہ کو بار بار قلب پر پیش کرو کیونکہ یہ تحقیق وتصدیق کے مرتبہ اعلیٰ پر ہے۔مقام نفی واثبات میں بھی اسی اسم کا اثبات ہوتا ہے:**لا اله الا الله** یعنی

- ☆ یعنی ہر ایک شے جس کا الہ ہونا کبھی مشرکین نے گمان کیا ہو۔
- ☆ ہر ایک معبود باطل جسے بطور معبود پکارا گیا ہو یا پرستش کیا گیا ہو۔
- ☆ ہر شے جو انسان کے دل پر تسلط کر لینے والی ہے۔
- ☆ ہر شے جس کی محبت دیگر انواع محبت پر غالب آسکتی ہے۔
- ☆ ہر شے جو انسان کی ملتجائے آرزو بن سکتی ہے۔
- ☆ ہر شے جس کی نسبت کسی کمال ذاتی کا وہم وگمان کیا جاسکتا ہے۔
- ☆ مر وہم وگمان جو کمال غیر کا تو ہم پیدا کرنے والا ہے۔

ان سب کی نفی کلی کر دی جاتی ہے۔سب کو خنجر لا سے ذبح کر دیا جاتا ہے۔اثبات صرف اسم اللہ کا ہوتا ہے۔ثبوت واثبات میں

فرقِ عظیم ہے۔ وہ جو بذاتِ خود ثابت وحق ہے۔ ذرّہ فانی اُس کا اثبات نہیں کر سکتا۔

اثبات کے معنی تو وہ نسبت صحیحہ وعظیمہ ہے جو قلب مومن کو اس اسم ذات کے ساتھ قائم ودائم ہو جانی چاہیے۔

کلمہ توحید پر نگاہ ڈالو، لا الٰہ الا اللہ کے حرف پر تدبر کرو کہ سارے کلمہ میں کوئی بھی زائد حرف موجود نہیں۔ وہی حروف ہیں جو اسم ذات اللہ کے اندر موجود ہیں۔ انہی کی ترکیب کلمہ توحید کو بنا دیتی ہے۔

اللہ اکبر! حفاظت توحید خالص کے لئے کس قدر اہتمام ہے اور غیرت الٰہیہ کس قدر غیریت سے برتر واقع ہوئی ہے۔

یاد رکھئے! اسم اللہ اختصاص وجود کو مبرہن کرتا ہے اور اسی کا عین حقیقت ہونا آشکارا کرتا ہے۔ باقی سب ممکن الوجود ہیں اور ان سب کا ہست ہونا محض اضافی ہے۔ وہ مخلوق جو عدم اول اور عدم آخر سے محیط ہے۔ وہ مخلوق جس کی ہستی موجودہ میں بھی فنا ہر وقت وہر آن کام کر رہی ہے وہ مخلوق جو لقمہ ہلاکت ہے۔ دراصل حقیقت وجوب وجود سے قطعاً عاری ہے۔

لفظ اللہ کے لفظی خواص

یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ الف' لام تعریف جزو کلمہ بن گیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض کو اس اسم میں الف' لام تعریف ہونے سے بھی انکار ہے۔

یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ اس پر تائے قسم وارد ہوتی ہے۔ ورنہ حرف ت بمعنی قسم اور کسی اسم پر وارد نہیں ہوتا۔

یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ الحمد کا استعمال اسی ذات کے لئے ہے۔ الحمد للہ ہے الحمد للرحمٰن یا الحمد للرحیم وغیرہ نہیں بولا جاتا۔ وجہ یہ ہے کہ جس طرح یہ اسم مسمّٰی کی ذات وصفات سب پر مجموعاً حاوی ہے۔ اسی طرح لفظ "حمد" بھی جملہ لغوت کمال وجلال کا جامع ہے۔ لہٰذا اکامل تر اسم کے لئے کامل تر لغت کی ضرورت تھی۔ یہ اسم اللہ ہی کا خاصہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف (م) شامل کیا جاتا ہے اور وہ حرف ندا کا کام دیتا ہے اور پھر اس کے ساتھ حرف ندا کا شامل نہیں رہتا۔ یعنی یا اللھم نہیں کہہ سکتے۔

اللھم میں حرف میم قوت جمعیت میں کامل ہونے کو واضح کر رہا ہے یعنی اس کا معنی ہوگا۔ یا اللہ میں تجھے تیرے تمام اسماء حسنیٰ کے ساتھ پکارتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی مختلف شانیں حسین جملوں کی شکل میں

☆ اللہ ہی ہے جو احد اور واحد ہے۔ اس کی ذات کے سوا ہر شے کا وجود مرکب ہے اور ہر شے کا ظہور ترکیب کا نتیجہ ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس کے سوا اور کسی کو الوہیت کا شائبہ بھی حاصل نہیں۔

☆ اللہ ہی ہے جو دین خالص کا مالک ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو محبت خالص کا شایان ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کے خزائن اس کے قبضہ میں ہیں۔

☆ اللہ ہی ہے جسے ارض و سما کی وراثت حاصل ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو دلوں کی چھپی ہوئی اور سینوں میں ڈھکی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو تحت ثریٰ اور فوق ثریا کے غیوب کا خود بخود عالم ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو رات کو دن اور دن کو رات سے بدلتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو آسمانوں سے مینہ برساتا اور زمین سے دانہ اگاتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس کی تسبیح وتحمید میں ہر شے لگی ہوئی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جسے ہر شے سجدہ کرتی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو ہر شے کی مقتضائے طبع کو جانتا ہے اور اس کی تکمیل کا سامان فرماتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو نور السموات والارض ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو خاکی بندوں کو نوری پیکروں سے بڑھ کر کمال بخشتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ ایمان وتقویٰ سے اس کی ولا حاصل ہوتی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ صبر واحسان سے اس کی معیت نشوونما پاتی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو توبہ کرنے والوں۔ توکل کرنے والوں۔ عدل کرنے والوں اہل صدق واہل اخلاق سے محبت کرتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ مومن بچہ کی زبان اسی کے نام پر کھلتی ہے اور باایمان انسان کے لب اسی کو دہراتے دہراتے بند ہوتے ہیں۔

☆ اللہ ہی ہے کہ اس کے لئے سجدہ ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ اسی کے نام کے لئے قسم ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو قلوب کا مطلوب ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو ارواح کی جان ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ ہر مومن کا دل اس کی جانب مضطرو بے قرار ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو دعاؤں کو سنتا مرادیں بخشتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ تمام عالم اسی کے نظام کا مسخر ودوام ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو سالکوں کو راہ دکھاتا، طالبوں کو بلاتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے کہ سب ولی۔ سب شہید۔ سب صدیق۔ سب فرشتے۔ سب نبی۔ سب رسول اس کے بندہ ہیں، اس کے حکم کے سامنے سرافگندہ ہیں۔ اس کا حکم مانتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے، ان سب کا بھروسہ اور سہارا اور اعتماد وتوکل اللہ ہی کی ذات پاک پر ہوا کرتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو اپنی رحمت سے سب کو پالتا ہے۔ جو اپنے رحم سے اپنے بندوں کو پیار کرتا ہے جو اپنے فضل سے خاص بندوں کو

بڑھاتا ہے جو اپنی لطف وعطوفت سے سب کے قصوروں کو معاف کرتا ہے۔ جو اپنی عظمت و کبریائی سے سب کو بزرگی وعزت دیتا ہے۔

حمد عالم میں کرے جس کی بھی تو — سب اسی کو پہنچتی ہے موبمو
کیونکہ عالم میں نہیں ہے غیریار — حامد و محمود ہے آپ آشکار
دو جہاں ہے آئینہ رخسار جاں — ذرہ ذرہ سے ہے حسن اس کا عیاں
نقش کی گر حمد تو نے فاش کی — درحقیقت حمد ہے نقاش کی
گر کرے اوصاف وتعریف و صفات — ہیں حقیقت میں وہ سب اوصاف ذات
ہے صفات و ذات اک کب فرق ہے — نور خود خورشید میں بس غرق ہے
موج و کف کو بحر سے دوری ہے کب — اصل کو سایہ سے مہجوری ہے کب
یعنی موج اور بحر سایا دراصل — ایک ہیں رکھتے نہیں آپس میں فصل

ہاں ہاں وہ اللہ ہی ہے......

☆ اللہ ہی ہے جس کے حکم سے موسموں کا تغیر۔ مہر وماہ کا طلوع وغروب۔ شمس وقمر کا کسوف وخسوف ہوتا ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جس کے حکم سے لرزنے والی زمین اب رہائش انسان کے قابل بنی ہوئی ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جس نے بحر مواج کی موجوں کی حد بندی کر دی ہے جو کنارہ سے ایک انچ آگے نہیں بڑھ سکتی۔
☆ اللہ ہی ہے جس نے پہاڑوں کے شکم اپنے مخزن بنائے جس نے پہاڑوں کی نکیلی چوٹیوں کو پانیوں کا ذخیرہ ٹھہرایا ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جو دردمندوں کی دوا ہے جو بے ٹھکانوں کی پناہ ہے جو بے آسروں کی آس ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جس کی رحمت سوتے جاگتے ہر وقت ہمارے پاس ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جو ہمارے کانوں کو شنوائی۔ ہماری آنکھوں کو بینائی اور قلوب کو روشنائی دیتا ہے۔
☆ اللہ ہی وہ اسم ذات ہے جو اسی کی ذات کے لئے مستعمل ہے۔
☆ اللہ ہی وہ اسم ذات ہے جو جملہ صفات کو اپنے اندر موجود رکھتا ہے۔
☆ اللہ ہی وہ اسم ذات ہے کہ صفات اس کے مسمیٰ سے نہ خارج ہیں نہ زائد ہیں۔
☆ اللہ ہی ہے جس کی ذات وصفات میں تفریق ناممکن ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جو بندوں کی ذہنی وفرضی تقسیم ذات وصفات سے منزہ وپاک ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جس کا عرفان عقل اپنے شواہد سے فطرت اپنے معالم سے روح اپنے مدارج سے قلب اپنے حقائق سے اور ایمان اپنی تصدیق سے حاصل کرتا ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جس کے حکم سے فنا ملتی ہے اور جس کے فضل سے بقا ملتی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس کا انصاف رحم کے پردہ میں نور بخش ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جس نے اپنی ذاتِ پاک پر رحمت کو لکھ رکھا ہے۔
☆ اللہ ہی ہے جس نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے۔

فللّٰہ الحمد رب السمٰوٰت و رب الارض رب العلمین ولہ الکبریاء فی السموات و الارض وھو العزیز الحکیم (معارف الاسماء شرح اسماء الحسنیٰ)

اس بابرکت نام کا وظیفہ کرنے کے متعلق لکھا گیا ہے کہ جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا اللہ پڑھے گا اس کے دل سے تمام شبہات دور ہو جائیں گے اور عزم و یقین کی قوت نصیب ہوگی' جو لاعلاج مریض کثرت کے ساتھ یا اللہ کا وظیفہ جاری رکھے اور اس کے بعد شفا کی دعا مانگے اس کو شفا کامل نصیب ہوگی۔ (حصین حصین مترجمہ باضافہ حواشی وفوائد مولانا محمد ادریس مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ)

حمد خلقت کی ہے خالق کی ثناء　　کیونکہ ہے مخلوق کی اس سے بناء
حمد کیا اس کی کرے کوئی بشر　　عقل اور ادراک کے جلتے ہیں پر

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے

☆ اے اللہ! ہم عاجز بندے تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیرے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔
☆ اے اللہ! ہمارے دلوں کو اخلاص کے ساتھ اپنے دین کی طرف پھیر دے۔
☆ اے اللہ! ہمارے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرمادے۔
☆ اے اللہ! ہمیں پکا اور سچا مسلمان بنادے۔
☆ اے اللہ! ہماری مشکلات کو حل فرمادے۔
☆ اے اللہ! ہمیں اسلام پر استقامت نصیب فرما۔
☆ اے اللہ! ہم سے راضی ہو جا ہمیں شیطان اور نفس کے شر سے بچا۔
☆ اے اللہ! ایمان کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرما۔
☆ اے اللہ! ہمارے قدموں کو صراطِ مستقیم پر قائم رہنے والا بنادے۔
☆ اے اللہ! اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق دے۔
☆ اے اللہ! اپنی خاص رحمت نازل فرما اور اپنے قہر و غضب سے بچالے۔
☆ اے اللہ! قیامت کی رسوائی سے بچالینا۔
☆ اے اللہ! اپنے عرش کے سائے میں جگہ عنایت فرمانا۔ قیامت کے روز اپنا دیدار نصیب فرمانا۔
☆ اے اللہ! کل امت محمدیہ کو حشر کی رسوائی سے پناہ عنایت فرما، اسلام کا بول بالا فرما، اسلام کا جھنڈا بلند فرما۔
☆ اے اللہ! تمام مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے بیدار کردے، اسلام کی حفاظت فرما۔ ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔

☆ اے اللہ! قبر کے اندھیرے اور عذاب سے بچانا، منکر نکیر کے سوالات کے وقت ہماری مدد فرمانا، ہمارا نامۂ اعمال ہمارے داہنے ہاتھ میں دینا۔

☆ اے اللہ! ہمیں حلال روزی نصیب فرما، ہمارے کاروبار میں اپنی رحمت سے برکت اور ترقی عطا فرما۔

☆ اے اللہ! ہمیں اخلاص نصیب فرما، ہمارے دلوں سے حسد، بغض اور کینہ دور فرما ہمیں دجال کے فتنے اور موت کی سختی سے اور قبر کے عذاب سے اور قیامت کی گرمی سے اور جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔

☆ اے اللہ! پل صراط کا راستہ آسان کردے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما۔

☆ اے اللہ! تنگدستی اور خوف و گھبراہٹ اور قرض کے بوجھ کو دور فرما۔

☆ اے اللہ! حضور سرورِ کائنات ﷺ کے پیارے طریقے ہم کو سکھا دے اور ان کے پیارے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال کی جلا ہمارے ہر کام میں پیدا کردے۔

☆ اے اللہ! ہمارے بچوں کو علم دین کی دولت سے سرفراز فرما اور نیک و صالح بنا دے۔

☆ اے اللہ! ہم گناہوں کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں صرف تیری رحمت کا آسرا ہے۔ تو ہمیں اپنی رحمت سے بخش دے۔

☆ اے اللہ! اے غفور و رحیم، ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔

☆ اے اللہ! ہم گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو ہماری خطاؤں کو معاف فرما دے۔ ہم گناہوں سے شرمندہ ہیں۔

☆ اے اللہ! جو گناہ جان کر کئے ہیں اور جو انجانے میں ہوئے ہیں سب کو معاف فرما دے۔

☆ اے اللہ! ہمارے مردوں اور عورتوں کو نماز کا پابند بنا دے۔

☆ اے اللہ! ہماری عبادتوں کو قبول فرما۔

☆ اے اللہ! سب مسلمانوں کو نیک بنا دے۔

☆ اے اللہ! ہمیں ہر قسم کی بداخلاقیوں سے بچا۔

☆ اے اللہ! آخرت میں تیرا دیدار نصیب ہو۔

☆ اے اللہ! اسلام کا بول بالا ہو، مسلمانوں کی تمام مشکلیں حل فرما اور ہماری ہر مشکل آسان فرما دے، چین اور راحت عطا فرما۔

☆ اے اللہ! مسلمانوں کو دین و دنیا میں عزت عطا فرما۔

☆ اے اللہ! بیماروں کو شفا عطا فرما۔

☆ اے اللہ! ہمیں دعا مانگنے کا طریقہ اور اپنی عبادت کرنے کا سلیقہ عطا فرما۔

☆ اے اللہ! مسلمانوں کو دیس پردیس میں چین، امن اور سلامتی عطا فرما۔

☆ اے اللہ! کمزوروں کو طاقت عطا فرما۔

☆ اے اللہ! بچھڑوں کو ملا دے اور روٹھوں کو منا دے۔

☆ اے اللہ! ہماری تمام دلی جائز تمناؤں کو پورا فرما۔

☆ اے اللہ! تنگ دستوں کی تنگ دستی کو دور فرما۔

☆ اے اللہ! ہمارے مردوں کی مغفرت فرما ان کی قبروں پر رحمت نازل فرما، ان کی قبروں کو ٹھنڈا رکھ اور ان کو بلندی درجات عطا فرما۔

☆ اے اللہ! ہمیں اچھی صحت دے تاکہ ہم تیری عبادت کر سکیں۔

☆ اے اللہ! مرتے وقت کلمہ نصیب فرما۔ مرنے کے بعد اپنے پیارے نبی ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔ ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

ہر مرض کی شفا ہے اللہ ہو

درد دل کی دوا ہے اللہ ہو — ہر مرض کی شفا ہے اللہ ہو
کب کسی کو بقا ہے عالم میں — کہ طریق فنا ہے اللہ ہو
کیا بشر کیا طیور کیا جنات — ورد اک ایک کا ہے اللہ ہو
فرش سے لے کے تا بعرش بریں — سب میں جلوہ نما ہے اللہ ہو
برگ و اشجار اور گل و غنچہ — سبکے لب پر بپا ہے اللہ ہو
جو کہ ہیں سالکان راہ خدا — دل سے ان کی صدا ہے اللہ ہو
سرو پہ دیکھئے دل قمری — ذوق میں کہہ رہا ہے اللہ ہو
عاملو کیا ہے اس وظیفہ میں — ہر عمل سے سوا ہے اللہ ہو
جملہ ارباب کشف نے دن رات — دل و جان سے کہا ہے اللہ ہو
بس طریقت کے یہ طریقے ہیں — کہ فناء و بقا ہے اللہ ہو
زہد و تقویٰ آئینہ زاہد — لیکن اس کی جلا ہے اللہ ہو
عارفوں کا یہی ہے ورد مدام — عاشقوں کی ندا ہے اللہ ہو
مشکلیں ہو گئیں تمام آسان — جس نے دل سے پڑھا ہے اللہ ہو
جس سے حاصل ہو نور ایمان کا — ہو بہو واعظ ہے اللہ ہو
حشر ہو گا شہید کے ہمراہ — جس کے دل میں بسا ہے اللہ ہو
گر تو اللہ سے ملا چاہے — تو تیرا راستہ ہے اللہ ہو
لوح محفوظ عرش و کرسی پر — خود قلم نے لکھا ہے اللہ ہو
حق تو یہ ہے کہ اپنے مرشد سے — جب سنا ہے سنا ہے اللہ ہو
کیوں نہ مقبول ہو ہر ایک سخن — ورد سید ترا ہے اللہ ہو

....

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب گبروترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کُنی محروم تو کہ بادشمناں نظر داری

اللہ جل ذکرہ کے اسماء متعدد ہونے کی ایک حکمت

بات کہاں سے چلی اور کہاں تک جا پہنچی چونکہ اس کی بات ہے جس کی شان اقدس یہ ہے کہ

اے برتراز خیال و قیاس و گمان و وہم و زھرچہ گفتہ اندشنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر ماھمچناں در اوّل صف تو ماندہ ایم

(گلستان سعدی)

اللہ تعالیٰ کے نام متعدد ہونے کی حکمت ہونے کی ایک حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

''چونکہ رب تعالیٰ کے افعال و صفات بہت ہیں۔ اس لئے اس کے نام بھی بہت ہیں نیز اس کے بندوں کی حاجات بہت ہیں لہٰذا رب کے نام بھی بہت کہ بندہ جو حاجت لے کر آئے اسی نام سے اسے پکارے، بیمار اسے پکارے یا شافی الامراض، گناہ گار پکارے یا غفار، بدکار پکارے یا ستار وغیرہ۔ پھر لکھتے ہیں کہ خیال رہے جتنے نام رب کے ہیں اتنے ہی نام رسول اللہ ﷺ کے بھی ہیں جیسا کہ کتب تصوف دیکھنے والوں پر ظاہر ہے''۔

مطلب مفتی صاحب کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے ناموں کی تعداد میں برابری کو کفر و شرک نہ سمجھ لیا جائے جیسا کہ بعض لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے ہر ایسے موقع پر بڑا سخت فتویٰ لگانے کے درپے ہو جاتے ہیں بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء مبارکہ (سمیع، بصیر، حی، المومن وغیرہ) مخلوق پر بولے جاتے ہیں تو شرک لازم نہیں آتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اگر اپنے محبوب علیہ السلام کو اپنے جتنے نام عطا فرما دیئے ہیں تو یہ بھی کوئی انوکھی بات نہیں جس پر بلا سوچے سمجھے شرک کا فتویٰ لگا دیا جائے۔ اس موضوع کو تفصیل کے ساتھ پڑھنے کے لئے دیکھئے ہمارا رسالہ ''مسئلہ توحید و شرک''

اہلِ محبت و معرفت کا طریقہ

اہل محبت و معرفت نے جہاں بھی خدا کی شان بیان فرمائی ہے وہاں اس کے محبوب ﷺ کی بھی عظمت و شان بیان کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا۔ حضرت سعدی علیہ الرحمہ کو ہی دیکھ لیں اپنی کتاب گلستان کے مقدمہ میں اگر خدا کی شان میں یہ کہتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

تو ساتھ ہی پیارے مصطفیٰ ﷺ کی شان میں یوں لکھتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

شفیع مطاع نبی کریم قسیم جسیم نسیم وسیم
بلغ العلی بکمالہ کشف الدجی بجمالہ حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

بلکہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اگر اپنی اس کتاب کا آغاز نثر میں خدا تعالیٰ کی حمد کے ساتھ کرتے ہوئے لکھا "منت خدائے راعزوجل کہ طاعتش موجب قربت است وشکر اندرش مزید نعمت ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات است و چو برمی آید مفرح ذات پس درھر نفس دو رحمت موجود است و در ہر نعمت شکر واجب

از دست و زبانِ کہ برآید   کز عہدۂ شکرش بدر آید

خدا کا شکر و احسان ہے کہ جس کی اطاعت اس کے قرب کا موجب ہے اور اس کے شکر میں نعمت کا اضافہ ہے۔ (لئن شکرتم لازیدنکم) جو سانس اندر جاتا ہے وہ زندگی کو دراز کرتا ہے اور باہر آتا ہے تو جان کو راحت نصیب ہوتی ہے لہٰذا ایک ہی سانس میں اللہ کی دو نعمتیں ہمیں نصیب ہو رہی ہیں اور ہر نعمت پر شکر ادا کرنا واجب ہے۔

تو حضرت سعدی ساتھ ہی نظم میں خدا کے محبوب ﷺ کی شان میں یوں گویاں ہو کر حضور علیہ السلام کی امت کو تسلی دے رہے ہیں۔

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیباں   چہ باک از موج بحر آں را کہ باشد نوح کشتیباں

اس امت کی دیوار کو کیا غم ہو سکتا ہے جس کے سہارے کیلئے (اے میرے آقا) آپ جیسے (معین و مددگار) ہوں (جیسے) اس کشتی کو سمندر کی موجوں کا کیا خوف جس کے ملاح نوح علیہ السلام جیسے (عظیم الشان رسول) ہوں۔

چونکہ گلستان کتاب میرے سامنے رکھی ہوئی تھی اس لئے مثال کے طور پر یہ کچھ لکھ دیا۔ ورنہ ہر جگہ یہی حالت ہے بس
چپ کر مہر علی ایتھے جائیوں بولن دی

پروردگار انس و جاں خالق جملہ کائنات   ہے جس کے ہاتھ سر بہ سر سلسلۂ مرگ و حیات
آنی و فانی جہاں میں حی و قیوم اس کی ذات   دائم تغیرات میں ہے اسے حاصل ثبات
وہ بدلتا وقت کی ہے ساعتوں کو پے بہ پے   صبح کو روشن دن کرے وہ شام کو تاریک رات
فرش سے فوقِ عرش تک رہتا ہے ہر لب پر مدام   تذکرۂ خیر الانام اور آپ ﷺ ہی کی بات
ہو نہ پائیں گے رقم کلماتِ رب ہرگز اگر   ہوں شجر اقلام اور ہوں روشنائی بحر سات
ہیں سحر دم نغمہ ریز دشت و باغ و راغ میں   طائران خوش نواسب ڈال ڈال پات پات
نعرۂ تکبیر کعبے میں ہوا جس دم بلند   تھرتھرا کر گر گئے سجدے میں سب لات و منات
بت شکن محمود کوئی دوسرا آئے گا کب   آج بھی ہے منتظر ہند کا وہ سومنات
اہل عزیمت کے لئے نیّرؔ ہے یہ پیغامِ حق   قوتِ حق ہی سے ہو گی لشکر باطل کو مات

(ضیاء نیّر)

میں عرض کر رہا تھا کہ ؎ جو تیرے کوچے میں ہے وہی کفن بر دوش ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ "اذان ہو کہ اقامت ہو کلمہ ہو یا نماز......پس ذکر حق ہے ذکر محمد ﷺ ہم تو جب مدرسہ میں داخل ہوئے تھے تو ہمارے استاد صاحب نے ہمیں کریما شروع کرایا تو

جہاں حمد خدا سکھاتے ہوئے یہ اشعار پڑھائے

کریما بہ بخشائے بر حال ما — کہ ہستم اسیر کمند ہوا
نگہدار مارا زراہِ خطا — خطا درگزار و صوابم نما
نداریم غیر از تو فریا درس — توئی عاصیاں را خطا بخش وبس

وہاں سرکار دو عالم ﷺ کی نعت میں یہ اشعار بھی یاد کروائے جو بحمد اللہ آج تک یاد ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک بلکہ قیامت کے بعد تک بھی نہ بھولیں گے۔

زباں تابود در دہاں جائے گیر — ثنائے محمد بود دل پذیر
حبیب خدا اشرف انبیاء — کہ عرش مجیدش بود متکا
سوار جہانگیر یکراں براق — کہ بگذشت ازقصر نیلی اواق

الغرض ہمارا ابتدائی طالب علم شان خدا اور عظمت مصطفیٰ ﷺ پہ چاہے تو کئی گھنٹے تقریر کرسکتا ہے جبکہ دوسری طرف دیکھئے اور صرف ایک حوالہ ہی دیکھتے رہ جایئے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کے موضوع کے ساتھ کس قدر بخل سے کام لیا جارہا ہے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

ایک طرف ہمارے فارسی کے طالب علم کا یہ حال ہے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ پہ چاہے تو گھنٹوں تقریر کرلے دوسری طرف ایک جماعت کے حکیم الامت اور مجدد الملت کے خلیفۂ اجل خواجہ عزیز الحسن صاحب' تھانوی صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں کہ دارالعلوم کے ایک بڑے جلسۂ دستار بندی میں بعض حضرات اکابر نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کے لئے حضور سرور عالم ﷺ کے فضائل بیان کئے جائیں تاکہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو اور موقع بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں (ظاہر ہے سب کی نظریں حکیم الامت اور مجدد الملّت کی طرف اٹھیں کہ آپ سے بڑھ کر اس موضوع کو کون بیان کرسکتا ہے۔) سب نے درخواست پیش کی تو حضرت والا نے باادب عرض کیا اس (موضوع) کے لئے روایات کی ضرورت ہے اور وہ روایات مجھ کو مستحضر (ذہن میں حاضر) نہیں۔ (اشرف السوانح حصہ اول ص ۷۶ مطبوعہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر) بہ بین تفاوت از کجا تا بکجا است۔ اس موقع پر اگر یوں کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

شاہِ بطحا کی مدح سرائی اہل سنّت کے حصے میں آئی — بگڑی آقا نے سب کی بنائی اپنی قسمت جگائے ہوئے ہیں

آج اس جماعت کے لوگ اپنے آپ کو دین کا ٹھیکیدار اور توحید کا علم سردار گردانتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے ان کے نزدیک دین تصویر کے صرف ایک رُخ کا نام ہے کہ جس میں صرف توحید ہی توحید ہو بلکہ ان کی توحید بھی تبھی بیان ہوسکتی ہے کہ شان رسالت میں توہین جس قدر زیادہ ہوگی اتنی ہی ان کی توحید پختہ ومکمل ہوگی ذرا دل پہ ہاتھ رکھ کر ایمان سے بتاؤ کہ یہ وہی توحید نہیں ہے جس نے ابلیس کو مردود بنایا تھا؟ پھر آپ کس طرح محبوب بن سکتے ہیں؟ جبکہ ہمارے ہاں دین صرف حمد خدا کا نام نہیں ساتھ نعت مصطفیٰ بھی ضروری ہے۔ ایک ہی شعر دیکھئے کہ اس کے پہلے مصرعہ میں حمد خدا ہے تو دوسرے میں عظمت مصطفیٰ ﷺ ہے اور یہ

شعر ہے ہمارے مجدد اعظم واعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے ایک خلیفہ کا جن کا نام نامی اسم گرامی ہے صوفی محمد جمیل الرحمٰن خان رضوی علیہ الرحمۃ

حمد ہے اس ذات کو جس نے مسلمان کر دیا — عشق سلطان جہاں سینے میں پنہاں کر دیا

یہ ہیں حقیقی و اصلی سنی، یہی ناجی جماعت ہے جو کہ **ما انا علیہ و اصحابی** کا مصداق کامل، مکمل اور اکمل ہے اور اسی جماعت میں تمام اولیاء عظام ہوئے ہیں جو کہ اس جماعت کے حق پر ہونے کی دلیل ہے اس لئے اس جماعت کے لوگ بلا جھجک کہتے ہیں۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد — میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

الاسماء الحسنیٰ فی حدیث المصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث پاک جو اس سے پہلے گزر چکی ہے ابتدائی الفاظ کے فرق کے ساتھ امام ترمذی نے بھی انہی الفاظ کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام لکھے ہیں۔ اس حدیث کو صاحب مشکوۃ نے کتاب اسماء اللہ کی دوسری فصل کی پہلی حدیث کے طور پر لکھا ہے اور امام بیہقی نے الدعوات الکبیر کے اندر بھی یہ حدیث درج کی ہے۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں بہت سے مشہور نام نہیں آئے جیسے قدیم، غافر، وتر، شدید، کافی، رب اکرم، اعلیٰ، اکرم الاکرمین، ذوالعرش المجید، فعال لما یرید، مالک یوم الدین، رفیع الدرجات، ذوالقوۃ المتین، ذوالعرش، احسن الخالقین وغیرہ حالانکہ ان میں سے کئی ناموں کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے کل نام یہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا پھر اس حدیث میں جن ناموں کا ذکر ہے ان میں سے اکثر و بیشتر قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ صرف چند نام ایسے ہیں جو بعینہٖ تو قرآن پاک میں نہیں لیکن ان کی اصل (مادہ) جن سے یہ نام نکلے ہیں وہ قرآن پاک میں ہے مثلاً المنتقم کا لفظ قرآن میں نہیں لیکن ذوانتقام قرآن میں آیا ہے اور آیا بھی اللہ ہی کے لئے ہے۔ واللہ عزیز ذوانتقام (المائدہ: ۹۵) اور اس کے بالکل وہی معنی ہیں جو کہ منتقم کے ہیں یعنی انتقام (بدلہ) لینے والا۔ ہاں جتنے نام اس حدیث میں نہیں اور قرآن پاک میں یا دیگر احادیث میں آئے ہیں وہ سب اس آیت کریمہ کا مصداق ہیں۔ **وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا** (اور اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہی اچھے ہیں۔ (یا اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام۔ کنزالایمان) پس اس کو اس کے بابرکت ناموں کے ساتھ پکارو۔ (الاعراف: ۱۸۰)

اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رحمٰن دو کو کیوں پکارتے ہیں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس جاہل کم عقل کو بتا دیا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے اگرچہ نام اس کے بہت ہیں۔ (اس طرح کا شان نزول سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۱۰۹۔ **قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ط ایاما تدعوا فلہ الاسمآء الحسنیٰ** ۔ کا بیان کیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام نے طویل سجدہ کیا اور سجدے میں یا اللہ یا رحمٰن پکارتے رہے تو ابوجہل نے سن کر کہا کہ ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور خود دو کو پکارتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ سورہ اعراف۔ کی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا گیا: وذروا

الـذیـن یلحدون فی اسمائه ۝ اوران کو چھوڑ دو جو اس (اللہ تعالیٰ) کے ناموں (کے بارے) میں حق سے نکلتے ہیں۔مثلاً یہ کہ اللہ کے ناموں کو بگاڑ کر غیروں پہ ان کا اطلاق کرتے ہیں جیسے الہ کا لات پہ، عزیز کا عزیٰ پہ اور منان کا منات پہ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے نام مقرر کرنا جو قرآن وحدیث میں نہیں آئے مثلاً اس کو سخی یا رفیق کہنا یا یہ کہ حسن ادب کی رعایت نہ کرنا مثلاً یہ کہ فقط ضار، مانع، یا خالق القردۃ کا وظیفہ کرنا بلکہ یوں ہونا چاہئے کہ دوسرے اسماء کے ساتھ ملا کر کہا جائے یا ضار یا نافع یا معطی یا مانع یا خالق الخلق' یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ایسا نام مقرر کرنا جس کے معنیٰ فاسد ہوں جیسے رام یا پرماتا وغیرہ کہنا۔اسی طرح وہ نام جن کے معانی نامعلوم ہیں ان کا اطلاق بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہیں یا نہیں یہ نہیں جانا جا سکتا۔

حمد اس کی کیا کسی کی تاب ہے — مادح و ممدوح وہ خود آپ ہے
ہے حقیقت میں یہی بس حمد یار — یاد تو اس کی کرے لیل و نہار
میں دشت حمد و ثناء میں کھڑا ہوں کاسہ بہ دل — مجھے شعور بھی دے، عشق بے کراں بھی دے
مجھے خیال بھی دے لفظ بھی نوازش کر — مجھے زباں بھی عطا کر مجھے بیاں بھی دے
میرے سخن کا نکتہ آغاز تیرا نام — میرے ہنر کی منزل مقصود تیری ذات

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ بے حدو بے حساب ہیں

اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو جس میں اس بحر ناپیدا کنار کی وسعت پر ایک عجیب پیرایہ میں لطیف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

''ابن مسعود کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اگر کسی بندہ کو کوئی رنج وغم ہو اور وہ یہ (مندرجہ ذیل) دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے غم و رنج دور فرمادے گا اور غم کو خوشی سے بدل دے گا۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ ۔ نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِیْ حُكْمِكَ عَدْلٌ فِیْ قَضَآءِكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ ۔ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَ جَعَلَ حُزْنِیْ وَذَهَابُ هَمِّیْ وَغَمِّیْ ۔

ترجمہ دعا یہ ہے: یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں تیرے غلام کا بیٹا۔ تیری لونڈی کا جایا۔ میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے۔ تیرا حکم مجھ پر جاری ہے۔ تیرا فیصلہ میرے لئے عین انصاف ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ہر ایک نام کے ذریعہ سے جو بھی تیرا نام ہے اور جس نام سے بھی تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا ہے یا جس نام کو تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے یا جو بھی نام تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا جو بھی نام تو نے اپنے خزانہ غیب میں محفوظ رکھا ہے کہ تو قرآن پاک کو میرے دل کی بہار میرے سینہ کا نور، میرا غم ربا (رنج وغم و درد کو دور کرنے والا) بنادے۔

ہیثمی نے مجمع الزوائد میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام احمد اور ابو یعلی اور بزار نے روایت کیا ہے۔ احمد و ابو یعلی کے سب راوی (ابو سلمہ جہنی) کے سوا رجال صحیح ہیں۔ ابو سلمہ کی توثیق ابن حبان نے کردی ہے۔ ابو عوانہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حدیث کی تصحیح کردی ہے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ ۹۹ ناموں کا ذکر حدیث ترمذی میں صرف اس اعتبار سے ہے کہ اس قدر اسماء کا حفظ و احصاء داخلہ جنت کا سبب ہے۔

ہاں حدیث بالا پر مکرر غور کرو کہ "انزلته فی کتابك" میں جملہ کتب سماویہ بھی آجاتی ہیں کیونکہ حدیث میں لفظ کتاب بطور جنس مستعمل ہوا ہے لہٰذا حدیث بالا ان اسماء کو بھی گھیر لیتی ہے جو عربی کے سوا کسی اور زبان میں کسی رسول و نبی کو بتائے گئے ہیں۔

قرآن پاک میں ہے: قل لو کان البحر مدادالکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددًا (الکہف:۱۰۹) فرمادیں کہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں (شانوں) کیلئے سیاہی ہوتو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں (شانیں) ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں۔

بہرحال مندرجہ بالا حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ناموں کی ترتیب یوں بیان فرمائی گئی ہے۔ فضیلت وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

هو الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحيم الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الخالق البارئ المصور الغفار القهار الوهاب الرزاق الفتاح العليم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السميع البصير الحكم العدل اللطيف الخبير الحليم العظيم الغفور الشكور العلی الكبير الحفظ المقيت الحسيب الجليل الكريم الرقيب المجيب الواسع الحكيم الودود المجيد الباعث الشهيد الحق الوكيل القوی المتين الولی الحميد المحصی المبدئ المعيد المحيی المميت الحيی القيوم الواجد الماجد الواحد الاحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الاخر الظاهر الباطن الوالی المتعالی البر التواب المنتقم العفو الرؤف مالك الملك ذوالجلال و الاكرام المقسط الجامع الغنی المغنی المانع الضار النافع النور الهادی البديع الباقی الوارث الرشيد الصبور (مشکوٰۃ ص۱۹۹)

ان شاء اللہ ان میں سے ایک ایک نام کا ماخذ قرآن پاک کی آیت سے اور اس کے فوائد و برکات بیان ہوں گے۔ یہاں پر حاشیہ مشکوٰۃ سے ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں جو اگرچہ اختصار کے ساتھ پہلے گزر چکا ہے۔ مگر یہاں ایک مثال کے ذریعے جواب دیا جارہا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

فان قلت ماوجه الحصر الاسماء فی التسعة والتسعين والافعال و الاضافات و السلوب اكثر من ذلك خلاصہ سوال یہ ہے کہ اگر تو یہ کہے کہ کیا وجہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی کو ننانوے قرار دیا گیا ہے اگرچہ اس کے افعال،

اضافات وسلوب (اضافی صفات اور سلبی صفات) اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

قلنا اسماء الله توقيفيته على المذهب المختار و لعل التوقيف ورد بهٰذه الاسامي ہم نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ مختار مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ توقیفیہ ہیں اور ہوسکتا ہے کہ توقیف (نص) انہی اسماء کے ساتھ خاص ہو۔ اس جواب پہ صاحب اشعۃ اللمعات تسلی نہ ہونے کی بناپر فرماتے ہیں وهٰذا الجواب غير مرضى لان التوقيف ورد باسامي سواها یہ جواب پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ ان اسماء کے علاوہ پر بھی نصوص موجود ہیں۔ پھر تحقیقی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فالحق فى الجواب ان الحديث الوارد فى الحصر يشتمل على قضية واحدة لا على قضيتين فينحصر اسماء الله تعالىٰ فى هذا العدد باعتبار هذه الخاصة المذكورة وهى ان من احصاها دخل الجنة ۔

جواب میں حق بات یہ ہے کہ ننانوے اسماء کے عدد والی حدیث ایک قضیہ کو شامل ہے نہ کہ دوکو، لہٰذا خاصتہ مذکورہ یعنی جوان اسماء کو یاد کر لے وہ جنت میں داخل ہو گیا' یہ فضیلت ننانوے اسماء کو حاصل ہے اور یہ انحصار اسی صورت کے ساتھ خاص ہے نہ کہ ہر دو صورتوں کے ساتھ پھر اس پہ ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

كالملك الذى له الف عبد مثلاً فيقول القائل ان للملك تسعا وتسعين عبدا من استظهر بهم لم يقاومه الاعداء فيكون التخصيص لاجل حصول الاستظهار بهم

جس طرح مثلاً ایک بادشاہ کے ہزار غلام ہوں اور کوئی کہے کہ اس کے ننانوے غلام ایسے ہیں جن کے اوپر دشمن غالب نہیں آ سکتا تو یہ ننانوے کی تخصیص اس صفت کے ساتھ خاص ہوگی کہ وہ دشمن پہ غالب آتے ہیں نہ یہ کہ کل غلام ہی ننانوے ہیں۔

نام سب اچھے جتنے ہیں ذات خدا کے ہیں — اوصاف سب حمیدہ اس کبریا کے ہیں
انعام پانے والوں کی دکھلا دے رہ ہمیں — سکھلائے اس نے حرف یہ ہمکو دعا کے ہیں
الحمد سے والناس تک اس کا کلام ہے — اس کا کلام ہی تو ملوک الکلام ہے
باقی ہے زندہ تا ابد وہ ذاتِ لا یزال — سب کچھ فنا ہے بس اسے حاصل دوام ہے
حی و قیوم ذات اسی کی قدیم ہے — وہ خالق جہاں ہی خبیر و علیم ہے
اس کی نوازشات کا ہے سلسلہ دراز — ذات اس کی سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے
سرچشمہ ہدایت ازلی ہے اس کی ذات — ہر جادہ کی منزل ہے وہ، منزل نما ہے وہ۔
اس کا پتا نہ مل سکے عقل و شعور سے — ادراک کی حدوں سے وراء الوراء ہے وہ
اللہ آسمانوں زمینوں کا نور ہے — کوئی بشر نہ اس کی حقیقت کو پا سکے
وسعت کہاں آفاق کی پہنائیوں میں ہے — مومن کا دل ہی ہے کہ وہ جس میں سما سکے

اللہ کے نام توفیقی ہونے کا معنی اور اس بارے میں مذاہب

پھر فرمایا: اعلم ان اسماء اللّٰہ تعالیٰ توقیفه بمعنی انه لا یجوز ان یطلق اسم مالم یاذن له الشرع وان کان الشرع قدور د با طلاق مایرا دفه و الیه ذهب الاشعری و قالت المعتزلة والقاضی ابوبکر الباقلانی ان ذلك جائز بطریق النقل فما یجوز العقل اتصافه سبحانه به جاز التسمیة به الا ما منع الشرع من ذلك او اشعر ینقص (اشعۃ اللمعات حاشیہ مشکوٰۃ نمبر ۴ص ۱۹۹ مختصراً)

اسماءالٰہیہ کے توفیقی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس نام کے اللہ تعالیٰ پر اطلاق کی شرع نے اجازت نہیں دی وہ اس پر نہ بولا جائے اگر چہ اس سے ملتا جلتا لفظ شریعت نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بولا ہے (مثلاً اللہ کو حکیم کہا جائے گا نہ کہ طبیب جیسا کہ گزر چکا) اس طرف اشعری گئے ہیں۔ معتزلہ اور قاضی ابوبکر باقلانی نے کہا: ''نقل کے طریق پر تو یہ جائز ہے رہی عقل تو جو بھی نام اللہ کے شایان شان ہو وہ اس پر بولا جاسکتا ہے بشرطیکہ شریعت نے اس سے روکا نہ ہو یا اس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیص نہ سمجھی جاتی ہو''۔

حمد بے حد ہے سزاوار احد ہیں احد میں محو سب محدود حد
حمد ہے اس کو جو خود موجود ہے اور سوا اس کے جو ہے نابود ہے

اللہ تعالیٰ بے حد رحم فرمانے والا ہے

یہ اللہ تعالیٰ کے پہلے صفتی نام لفظ رحمٰن کا ترجمہ ہے جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے پہلا نام مبارک ہے۔ رحمٰن رحمت سے مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا معنی ہے بہت زیادہ رحم فرمانے والا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ اسم مبارک کئی مرتبہ آیا ہے۔ ان میں سے ایک مقام یہ ہے واذا قیل لهم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمن (الفرقان) اور جب ان (مشرکین) سے کہا جائے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمٰن کیا ہے۔ رحمٰن کا انکار کرنے کے باوجود اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ رحمٰن کو جانتے ہی نہ تھے اور انکار انہوں نے از رہ عناد کیا کیونکہ لغت عرب سے واقفیت رکھنے والا خوب جانتا ہے کہ رحمٰن کا معنی ہے بہت زیادہ رحم فرمانے والا اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہوسکتی ہے (سورۃ الانبیاء:۳۶) میں فرمایا: وهم بذكر الرحمٰن كافرون اور یہی تو وہ ہیں اور وہ (کفار) رحمٰن ہی کی یاد سے منکر ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ ہم رحمٰن کو جانتے ہی نہیں اس جہل وضلال میں مبتلا ہونے کے باوجود آپ کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ہنسی کے قابل خود ان کا اپنا حال ہے۔ اس سورہ کی آیت نمبر ۴۲ میں فرمایا: قل من یکلؤ کم باللیل والنهار من الرحمٰن فرمادیجئے دن رات رحمٰن (کے عذاب) سے تمہاری نگہبانی کون کرتا ہے بل هم عن ذکر ربهم معرضون بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرتے ہیں۔ یعنی جب ان کا حال یہ ہے تو پھر انہیں عذاب الٰہی کا کیا خوف اور اپنی حفاظت کرنے والے کو کیا پہچانیں۔

ہے یہی توحید و تحمید و ثنا اپنی ہستی کو کرے اس میں فنا
ہے یہی تعظیم و حمد کردگار روبرو اس کے ہو تو بس خوار و زار

رحمٰن کے خاص بندے

قرآن کے سیپاروں میں وہ بول رہا ہے — کیا خوب سماعت میں وہ رس گھول رہا ہے
آئے نہ کوئی اس کے خزانوں میں کمی بھی — ہر چند وہ نایاب گہر رول رہا ہے
وہ بارِ امانت جسے انساں نے اٹھایا — ہے اتنا گراں، کوہ کا دل ڈول رہا ہے
مولا نے دیئے مجھ کو عطاؤں کے وہ سکے — لبریز مرا جن سے یہ کشکول رہا ہے
اعمال کی توفیق بھی خود دیتا ہے مولا — اور آپ ہی میزاں پر انہیں تول رہا ہے
کرتا ہے کمی پوری وہی اپنے کرم سے — طاعت میں اگر کوئی کہیں جھول رہا ہے
منزل ہے وہی عقبیٰ سرائے سے جہاں کی — ہر رہرو جاں جانے کو پرتول رہا ہے
تحمید کا حق کیسے ادا ہو کہ زباں میں — لکنت ہے، قلم لکھتے ہوئے ڈول رہا ہے
ایماں نہیں ملتا زرومال کے بدلے — نیّر یہ بہا اپنی مین انمول رہا ہے

(ضیانیرؔ)

سورۂ فرقان آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کا ذکر فرمایا تو یوں فرمایا: **وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا** اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پہ آہستہ چلتے ہیں یعنی اطمینان وقار کے ساتھ متواضعانہ شان سے نہ کہ متکبرانہ طریقہ پر جوتے کھٹکھاتے، پاؤں کو زمین پہ زور سے مارتے اور اتراتے ہوئے کیونکہ اس طرح چلنا متکبرین کا طریقہ ہے جو کہ شریعت میں ممنوع ہے۔ اس کے بعد اسی آیت میں اور بعد والی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان خاص بندوں کی کئی صفات کو بیان فرمایا۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ اتنی شان والا ہو کر اپنے بندوں کی تعریف فرماتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی تعریف اچھی لگتی ہے۔ لہٰذا اللہ کے بندوں کے دن منانا، ان کی یاد میں محافل کرنا، ان کے نعرے لگا کر ان کے چرچے کرنا منشاء ایزدی ہے اور ان کے ذکر سے چڑ جانا اور مخالفت کرنا حزب الشیطان کا کام ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکماً فرمایا: **واذکر فی الکتاب مریم . واذکر فی الکتب ابراھیم . واذکر فی الکتب موسٰی، واذکر فی الکتاب اسماعیل، واذکر فی الکتاب ادریس .** (مریم) کیسا تعلق ہے کہ وہ خدا ہو کر اپنے بندوں کی تعریف فرماتا بھی ہے اور اس کا حکم بھی دیتا ہے اور ادھر بندے اپنے خدا کی تعریف کرتے ہیں۔

ہے یہی تنزیہہ، توصیف غفور — وصف اوصاف خودی کر اپنی دور
ہے یہی تشریف و تکریم خدا — حکم پر اس کے کرے جان کو فدا

اللہ کے بندوں کے نعرے لگانا قرآن میں لکھا ہے

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے دنیا میں اپنے مولیٰ کو اس قدر راضی کر چکے ہوتے ہیں کہ ان کے وصال کے بعد ان کی قبریں مزارات کہلاتی ہیں کہ دنیا ہر وقت ان کی زیارت کرتی رہتی ہے اور اہل محبت ان کی بارگاہوں میں باادب حاضری دیکر اپنے مولیٰ کو

خوش کرتے رہتے ہیں۔حضرت پیر مہر علی شاہ تاجدار گولڑہ علیہ الرحمہ، پاکپتن شریف حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ کے مزار پہ ہر سال حاضر ہوتے' وہاں ایک نعرہ لگتا ہے۔اللہ محمد چار یار۔حاجی خواجہ قطب فرید۔کسی منکر نے کہا یہ نعرہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ پیر صاحب نے فرمایا قرآن میں لکھا ہوا ہے۔اس نے کہا میں نے کئی بار قرآن پڑھا ہے مجھے تو نظر نہیں آیا۔فرمایا محبوبانِ خدا کے تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر قرآن پڑھ تجھے خود ہی نظر آ جائے گا' اس نے کہا آپ بتا دیں کہاں لکھا ہے؟ فرمایا: فاذکرونی اذکرکم ۔ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔منکر نے کہا: اس میں نعرہ کہاں ہے؟ فرمایا اللہ کے ان پاکباز بندوں نے اپنی زندگی میں اپنے رب کو یاد کیا اور رب کے نعرے لگاتے رہے۔اب خدا اپنی مخلوق کے ذریعے ان کے نعرے لگوا رہا ہے۔ اس نے کہا یہ خدا تو ان کا ذکر نہیں کر رہا بندے کر رہے ہیں جبکہ قرآن میں ہے اذکرکم میں تمہیں یاد کروں گا۔فرمایا دراصل بندوں کا یاد کرنا خدا ہی کا یاد کرنا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی حفاظت کے سلسلہ میں فرمایا: انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ۔ ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں حالانکہ حفاظ وقراء وعلماء کے ذریعے قرآن کی حفاظت ہو رہی ہے۔جس طرح ان کی حفاظت کو اپنی حفاظت قرار دیا۔اس طرح بندوں کا نعرے لگانا اذکرکم ہی کا مصداق ہے۔جب بندوں کی شان یہ ہے تو رب کی شان کیا ہوگی؟

ہے یہی تسبیح و تحلیل تمام محو کر تو دوسرے کا دل سے نام
قولِ پیغمبر ہے لا احصی ثنا کر سکے پھر اور کون اس کی ثنا

عباد الرحمٰن اور رحمٰن العباد

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنی مخلوق میں سے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو پسند فرمایا پس وہ اس کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔اس کی محبت ان کے دلوں میں محفوظ ہے۔ان کے چہرے تیرے سامنے ان کے دلوں کے انوار ظاہر کریں گے۔وہ اللہ عزوجل کے نورِ جمال سے معرفت حاصل کرتے ہیں۔ان کی سانسوں کی کستوری سے پوری کائنات معطر ہے۔وہ گوشہ نشینی کے خیموں میں رہائش پذیر ہیں۔سحری کی میٹھی ہوا ان کی خوشبو کو اٹھا لے جاتی ہے اور تمام مخلوق اس معطر ہوا میں سانس لیتی ہے۔اگر بادشاہ ان کی مئے عشق کا ایک قطرہ چکھ لیں تو دنیا کو ٹھکرا دیں۔جب وہ اپنی نغمگی آواز میں ربّ کریم عزوجل کا کلام پڑھتے ہیں تو تو انہیں بیدار، مدہوش اور غائب و حاضر کی طرح پائے گا۔جب ان کا عشق جوش مارتا ہے تو وہ پہاڑوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔اگر تو ان میں سے کسی کو دیکھے گا تو دیوانہ سمجھے گا بلاشبہ وہ اپنے مولیٰ عزوجل کی محبت میں گرویدہ ہیں۔پس پہاڑ زمین کی میخیں اور وہ پہاڑوں کی میخیں ہیں۔اگر وہ نہ ہوں تو لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے زمین ہلنے لگے اور اللہ عزوجل نے زمین کو ان سے خالی نہیں رکھا اور نہ ہی نیک لوگ ہم سے الگ ہوتے ہیں۔پہاڑ ان پر سلامتی بھیجتے ہیں۔وحشی جانور ان سے مانوس ہوتے ہیں۔چوپائے ان سے برکت حاصل کرتے ہیں، درخت ان کا قرب پاتے ہیں۔نسیم سحر ان سے ملاقات کرتی ہے۔ان کی سانسیں شیاطین کو جلا دیتی ہیں۔شیطان ان کی سجدہ گاہوں کی طرف نہیں جاتا اور نہ ہی ان کے قریب جاتا ہے۔اہل دنیا انہیں دنیا کے خزانے پیش کرتے ہیں مگر وہ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔جن پہاڑوں پر ان کے قدم پڑتے ہیں وہ دیگر پہاڑوں پر فخر

کرتے ہیں۔ان کے قدموں کی خاک آنکھوں کا سرمہ ہے۔

جب فرشتے ان کے اعمال نامے لے کر آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں تو ان کی خوشبو سے آسمان معطر ہو جاتے ہیں۔فرشتے ان کو دیکھ کر متعجب ہوتے ہیں اور ان کے اسرارِ معرفت پر مقرب فرشتے اور خاص انسان بھی آگاہ نہیں ہوتے۔اللہ عزوجل ان سے ارشاد فرماتا ہے:''تمہارے پاس میری محبت کے سوا کچھ نہیں، میں حبیب ہوں اور تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔'' جب وہ دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو اہل دنیا ان کی جدائی پر غمگین ہوتے ہیں لیکن جنت ان کے اشتیاق میں اللہ عزوجل سے عرض کرتی ہے،''تیرے محبوب بندے کب مجھ میں جلوہ افروز ہوں گے۔'' وہ جنت کے محلات میں رہیں گے۔اس کے برتنوں میں مشروب پئیں گے۔اس کی حوروں سے نفع حاصل کریں گے۔اس کے باغات میں سیر کریں گے۔اس کے بالا خانوں میں رہیں گے۔عمدہ قسم کی سواریوں پر سوار ہوں گے اور اللہ عزوجل کے کلام کو سنیں گے اور اس کے دیدار سے مشرف ہوں گے جبکہ ہماری حالت یہ ہے کہ

سن سن کے نام حشر کا تھرائے جاتے ہیں — اعمال اپنے دیکھ کے گھبرائے جاتے ہیں
محبوب کبریا ہمیں بخشائے جاتے ہیں — ہم اپنے فعل زشت سے گھبرائے جاتے ہیں
مرقد میں سوز دل سے پکارا جو یا رسول — منکر نکیر بولے وہ خود آئے جاتے ہیں
چھوٹا مدینہ بخت زبوں لایا ہند میں — لوہم میں پھر نشان جنوں پائے جاتے ہیں
گزریں گے جب فراق کے دن وصل میں مدام — اے اشرفی تجھے یہی سمجھائے جاتے ہیں

(حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں۔کچھوچھ شریف،انڈیا)

رحمٰن کے بندوں کی دیگر شانیں

واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلما اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ (عبادالرحمٰن) کہتے ہیں بس سلام۔ یہ سلام متارکت ہے یعنی جاہلوں کے ساتھ جھگڑا کرنے سے اعراض کرتے ہیں یا یہ معنی ہے کہ ایسی بات کہتے ہیں جو درست ہو اور اس میں ایذاء اور گناہ سے سلامت رہیں۔حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ تو ان بندوں کے دن کا حال ہے اور ان کی رات کا بیان آگے آتا ہے۔مراد یہ ہے کہ ان کی مجلسی زندگی اور مخلوق کے ساتھ معاملہ ایسا پاکیزہ ہے اور ان کی خلوت کی زندگی اور حق کے ساتھ رابطہ یہ ہے جو آگے بیان ہو رہا ہے۔ **والذین یبیتون لربھم سجدًا و قیامًا** اور وہ رات گزارتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں یعنی نماز اور عبادت میں شب بیداری کرتے ہیں اور رات اپنے رب کی عبادت میں گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے تھوڑی عبادت والوں کو بھی شب بیداری کا ثواب عطا فرماتا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس کسی نے بعد نماز عشاء دو رکعت یا زیادہ نفل پڑھے وہ شب بیداری کرنے والوں میں داخل ہے۔مسلم شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس نے عشاء کی نماز با جماعت ادا کی تو اس نے نصف شب کے قیام کا ثواب پایا اور جس نے فجر بھی با جماعت ادا کی تو وہ تمام شب کی عبادت کرنے والے کی مثل ہے۔سورۂ فرقان کے اس آخری رکوع میں عبادالرحمٰن کی شانوں کا ذکر ہے۔چنانچہ یہ سورۂ

فرقان کی تیرہویں آیت تھی اس سے اگلی آیت میں رحمان کے بندوں کا خوفِ خدا بیان ہو رہا ہے۔

وہی لوگ لائق رشک ہیں جو یہ کام خیر سے کر گئے
وہ جو عازمین حرم ہوئے وہ جو اپنے مولا کے گھر گئے

جو نگاہِ لطف و کرم ہوئی سبھی گرد روح کی چھٹ گئی
لیا اسم ذاتِ عظیم جب تو خمار سارے اتر گئے

دیا لطف خوب صیام نے مجھے یوں نوازا قیام نے
تہہ جسم جتنے نقوش تھے اسی روشنی سے نکھر گئے

ہے صدا کلام قدیم کی کہ چھڑا ہے نغمہٗ داؤدی
اسی سیل نور سے نفس کے سبھی تار و پود بکھر گئے

وہ قسم خدا کی شہید ہیں وہ قریب ربِّ مجید ہیں
جو رہِ وفا پہ چلے سدا جو خدا کے نام پہ مر گئے

ہے خدا کا حکم ادب سے آ وہاں سر جھکا کے تو رہ کھڑا
وہ جہاں جہاں بھی ٹھہر گئے وہ جہاں جہاں سے گزر گئے

جو ہیں جان و دل سے محمدی وہی اولیاء ہیں مجددی
جو خدا کے سامنے جھک گئے جو خدا کے غیض سے ڈر گئے

خوفِ خدا اور عباد الرحمٰن

والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ان عذابها كان غراما ۔ انها ساء ت مستقرا و مقاما (۶۵۔۶۶) اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب گلے کا غل ہے یعنی لازم، جدا نہ ہونے والا بے شک وہ بہت بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ شب بیداریوں اور عبادت گزاریوں کے باوجود ہر وقت اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اس سے وہ نام نہاد پیران طریقت عبرت حاصل کریں جو کچھ بھی نہیں کرتے بلکہ کچھ نہ کچھ کرنے والوں کو بھی روکتے ہیں اور پھر خوف خدا نام کی کوئی شے ان کے اندر ہے ہی نہیں۔ خدا تعالیٰ ایسے شیطان صفت لوگوں سے ہمیں اپنے ایمانوں کو بچانے کی توفیق دے جو کہ اپنی شیطانی حرکات سے مسلک حقہ کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ابھی کل ہی ایک شخص مجھے بتا رہا تھا کہ میانی صاحب قبرستان میں کوئی عرس تھا تو وہاں سونے والی سرکار آئے ہوئے تھے اور ان کو سونے والی سرکار اس لئے کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کی ہر انگلی میں سونے کی انگوٹھی، بازوؤں پہ سونے کے کڑے، گلے میں سونے کا لاکٹ پہن رکھا تھا۔ دس ہزار روپے کی سو سو روپے کے نوٹوں والی کاپی نکالتے اور درمیان سے کھول کر آدھے ادھر اور آدھے ادھر پھینک دیتے۔ نماز عشاء کی اذان ہوئی تو کہنے لگا جاؤ جس نے نماز پڑھنی ہے وہ جا کر پڑھے۔ ہماری یہی (قوالی) نماز ہے اور پھر قوالوں سے کہا: کوئی کفریہ کلام پڑھو۔ لا حول ولا قوة الا باللہ۔

کار شیطان می کند نامش ولی
گرولی ایں است لعنت بر ولی

ایک اور سرکار ہیں جو کہ سوکھ سوکھ کر رکوع میں پہنچ چکے ہیں لیکن قوالی کی مجلس میں ضرور تشریف لاتے ہیں دو مریدوں نے ان کی لٹیں اٹھا رکھی ہیں اور دو نے ان کے بازو پکڑ رکھے ہیں اور سہارا دیکر سٹیج پر لا رہے ہیں اور وہ آتے ہیں خود بھی ناچنا شروع کر دیتے ہیں اور مرد و زن جو کہ اکٹھے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو یوں فرماتے ہیں جو نہ ناچے اس کی ماں کی ایسی کی تیسی۔ استغفر اللہ ان سرکار کی سی ڈی بھی تیار ہو چکی ہے جو کہ بازار سے عام ملتی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے اولیاء سے

موت آنے تک اپنے رب کی عبادت کر

چند ہی دن پہلے کی بات ہے کہ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ایک ہوٹل میں اسی طرح کے ایک نام نہاد پیر صاحب ٹھہرے ہوئے تھے جو اپنے مریدوں کو قائم کرنے اور ان کی تعداد بڑھانے کے لیے اپنے آپ کو داتا صاحب کا براہِ راست مرید کہتے ہیں اور کہ ہر جمعرات کو آتے ہیں اور جمعہ کی شام تک ٹھہرتے ہیں اور پورے ہفتے کا خرچہ بنا کر واپس چلے جاتے ہیں۔ موصوف کے پاس مجھے اپنے ایک مہربان کے ساتھ جانا پڑ گیا جو کہ پورا ڈیڑھ گھنٹہ اپنی فضیلتیں سناتے رہے۔ کبھی کشف المحجوب کا حوالہ کبھی قرآنی آیت اور کبھی حدیث پاک کی بات کرتے اور یوں عصر کی نماز ضائع کر دی اور مغرب کی اذان ہونے لگی۔ الحمد للہ میں نے عصر کی نماز ادا کی جو کہ ان پر بڑی گراں گزری۔ باتیں کرتے ہوئے بار بار مجھے کہتے حضرت ادھر دیکھیں بہت اہم بات ہے جبکہ میں کوئی توجہ نہ کرتا۔ بالآخر تین مرتبہ کہنے کے بعد انہیں میری طرف سے مایوسی کے سوا کچھ نہ ملا۔ جب مغرب کی اذان کا وقت ہوا تو میں نماز کے لئے جانے لگا تو مجھے فرمانے لگے آپ نے کوئی بات نہیں کی میں نے کہا: میں جب بزرگوں کے پاس آتا ہوں تو فقط باتیں سننے پر ہی اکتفا کرتا ہوں لیکن آپ نے فرمایا ہے تو ایک بات عرض کر دیتا ہوں اور یہ میری بات نہیں کہ آپ کہیں مولوی جب بھی بات کرتا ہے جلی بھنی ہی کرتا ہے بلکہ یہ محبوب خدا کی بات ہے جن کا بار بار آپ نام لے رہے تھے اور داتا صاحب کے نانا جان کی بات ہے جن کا اپنے آپ کو آپ مرید بتا رہے ہیں اور بات یہ ہے کہ ایک جنگ میں مصروفیت کی وجہ سے جب حضور علیہ السلام کی عصر کی نماز رہ گئی تو آپ نے فرمایا خدا ان یہودیوں کی قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ الوسطیٰ نہیں ادا کرنے دی اور آنجناب نے باتوں ہی باتوں میں صلوٰۃ الوسطیٰ ضائع فرما دی ہے۔ کہنے لگے بہت نمازیں پڑھی ہیں، میں چھوٹا سا تھا کہ والد صاحب کے ساتھ نماز پڑھنے جایا کرتا وہ سجدہ کرتے تو میں ان کو دیکھتا رہتا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: واعبد ربك حتى ياتيك اليقين ۔ اپنے رب کی عبادت کر یہاں تک کہ تیری موت آ جائے اور حضور علیہ السلام تو اپنی ظاہری حیات کے آخری ایام میں دو بندوں کا سہارا لے کر بھی با جماعت نماز ادا کرنے کے لئے مسجد کی طرف تشریف لے جاتے رہے۔ کہنے لگے آج کل میں چھپ کر نماز پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام کو فرمایا: صلوا كما رايتمونى اصلى ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتا ہوا دیکھ رہے ہو۔ معلوم ہوا کہ ہمارے آقا علیہ السلام چھپ کر نہیں بلکہ دکھا کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ بولے میں آج کل معذور ہوں ایک ٹانگ کام نہیں کرتی اس لئے۔ میں نے عرض کیا: میانوالی سے لاہور تک تو ہر جمعرات جمعہ کو ٹانگ کام کر لیتی ہے (اور آپ کی جیبیں بھر دیتی ہے تو نماز پڑھتے ہوئے کام نہیں کرتی اس لئے کہ نماز پڑھنے سے نوٹ نہیں ملتے) اگر آپ مسجد میں نہیں جا سکتے تو یہیں پڑھ لیں نماز کرنی تو نہیں پڑھنی ہے اور اس طرح زبان سے پڑھنی ہے جس طرح آپ ڈیڑھ گھنٹے سے گفتگو کر رہے ہیں۔ اس کو پتہ چل گیا کہ مولوی بندہ ہے ہر بات کا نقد و نقد جواب دے رہا ہے کہنے لگا اچھا اس موضوع پر پھر بات کریں گے آپ کی نماز جا رہی ہے۔ موصوف تیس سال تک کالج کے پروفیسر رہے ہیں اور آج کل یہ دھندا شروع کر رکھا ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے اولیاء سے

صرف خالق کی رضا کی جستجو کرتے رہو

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جو حمد کی مستحق ہے، اپنی کبریائی میں واحد ہے، اس کا نہ کوئی ہم پلہ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی حد ہے، بلند ہے، قوی ہے، مددگار ہے، حمید ہے، غنی ہے، غنی کرنے والا ہے، پیدا کرنے اور لوٹانے والا ہے، ایسا عطا کرنے والا ہے جس کی عطا کبھی فنا اور ختم ہونے والی نہیں، ایسا روکنے والا ہے کہ جس سے وہ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور اپنے ارادے میں کسی کا محتاج نہیں، مخلوق کو پیدا کرکے احسن طریقے سے راہِ راست پر چلانے والا ہے اور اس نے مخلوق کی صورتوں کو اچھا بنایا اور ان کو جنت میں نعمتوں اور ہمیشہ رہنے کی خوشخبری دی اور عبرت والی آنکھوں سے نوازا اور عذاب نار اور وعید سے ڈرایا اور شکر کو لازم کیا اور اس نے ان کے لئے اپنے مزید فضل کے خزانے کا ذمہ لیا اور ان پر موت کو مسلط کیا پس کوئی بھی اس سے بری الذمہ نہیں، کتنے ہی لوگوں کو موت نے اپنے دوستوں کی جدائی میں رلایا؟ کتنوں کو نومولود چھوڑا اور ان سب کو گریہ وزاری میں مشغول کردیا، حالانکہ اللہ عزوجل نے کسی کو غمزدہ پیدا کیا، نہ غمزدہ لوٹائے گا۔ موت کے سبب مضبوط عمارتیں برباد ہوگئیں اور موت نے فنا کے سبب اس گھر کے رہنے والوں پر حکومت کی اور روحوں کے پرندے اپنے گھونسلوں سے اڑ گئے اور ان کی عیش زندگی کو تنگی میں بدل دیا تو اب بے آب و گیاہ زمین میں بادشاہوں، غلاموں، غنیوں اور محتاجوں کی قبریں ایک جیسی ہیں۔

پاک ہے وہ ذات! جس نے موت کے ذریعے مغروروں میں سے ہر ایک کو مسلسل ذلیل کیا اور موت کے ذریعے بڑے بڑے بہادر بادشاہوں کو شکست دی اور ان کو وسیع محلات سے اٹھا کر اندھیری قبروں میں پہنچا دیا اور ان کی لمبی لمبی امیدوں کو کاٹ کر رکھ دیا، موت نے ان کے آباؤ اجداد کو پکڑ لیا اور بچوں کو جھولوں سے اٹھا کر قبروں کو ان کا گھر بنا دیا اور چہروں کو خاک میں ملا کر رکھ دیا، موت چھوٹے بڑے، امیر فقیر، حاکم محکوم اور باپ اولاد سب کے لئے برابر ہے اور اس نے مردوں عورتوں سب کو فنا کردیا اور اب قیامت تک ان کی یاد باقی ہے۔

کیا غافل انسان ان کی ہلاکت و بربادی سے عبرت حاصل نہیں کرے گا؟ حالانکہ موت نے ان سب کو فنا اور ان کی جمعیت کو تتر بتر کردیا۔ انسان کیسے دھوکے میں رہتا ہے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ عزوجل ظالم کو مہلت دیتا ہے مگر جب وہ گرفت فرماتا ہے تو کوئی اس سے نہیں بچا سکتا۔ کیا لوگ یہ بات نہیں جانتے کہ ان کی جانیں موت سے محفوظ نہیں۔ (جیسا کہ فرمانِ الٰہی عزوجل ہے:)

وكذلك اخذ ربك اذا اخذ القرى وهي ظالمة ط ان اخذه اليم شديدO (پ۱۲، ھود:۱۰۲)

ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر بے شک اس کی پکڑ دردناک کڑی (سخت) ہے۔ لہٰذا

صرف خالق کی رضا کی جستجو کرتے رہو — یعنی ہر لحہ خدا کی گفتگو کرتے رہو
ہوگیا راضی اگر رب پھر تو راضی سب کے سب — بس تو پھر حق کی رضا کی آرزو کرتے رہو
دونوں عالم میں فلاح درکار ہے اگر آپ کو — مرضیٔ رب پر عمل بس ہو بہو کرتے رہو
دامن امید چاک ہونے نہ پائے دوستو — اور اگر ہو جائے تو اس کو رفو کرتے رہو
کاسۂ دل میں مئے عشق الٰہی چاہیے — اس لئے متروک ہر جام و سبو کرتے رہو

یاد حق سرمایۂ ایمان ہے ایقان ہے رات دن اللہ ہو اللہ ہو کرتے رہو
عابد اس کی شان ہر شیء سے عیاں ہے چار سو اپنے احساس آشنائے رنگ و بو کرتے رہو

(عابد برھانپوری)

آیات قرآن اور شانِ عباد الرحمٰن

اگلی آیات کے ترجمہ پہ اکتفا کیا جاتا ہے اور وہ یہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں (حالتوں) کے بیچ اعتدال پر رہیں (۶۷) اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پوجیں اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی اور اس کا خون مباح نہ کیا (جیسے مومن و معاہد) ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔(۶۸) بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن (یعنی شرک و معاصی کا عذاب) اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔(مسلم شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو حاضر کیا جائے گا فرشتے بحکم الٰہی اس کے صغیرہ گناہ ایک ایک کر کے اس کو یاد دلاتے جائیں گے وہ اقرار کرتا جائے گا اور اپنے بڑے گناہوں کے پیش ہونے سے ڈرتا ہوگا' اس کے بعد کہا جائے گا ہر ایک بدی کے عوض تجھ کو نیکی دی گئی' یہ بیان فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی پر خوشی ہوئی اور چہرۂ اقدس پر تبسم کے آثار نمایاں ہوئے)

اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسا چاہیے تھا (۷۱) اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے (اور جھوٹوں سے علیحدہ رہتے ہیں) اور جب بے ہودہ پہ گزرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھال کر گزر جاتے ہیں (یعنی اپنے آپ کو باطل سے ملوث نہیں ہونے دیتے اور ایسی مجالس سے اعراض کرتے ہیں) ۷۲ اور (عباد الرحمٰن) وہ ہیں کہ جب انہیں اللہ کی آیات یاد دلائی جاتی ہیں تو ان پر (بہ طریق تغافل) بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے (۷۳) کہ نہ سوچیں نہ سمجھیں بلکہ بگوش ہوش سنتے ہیں اور بچشم بصیرت دیکھتے ہیں اور اس نصیحت سے پند پذیر ہوتے ہیں' نفع اٹھاتے ہیں۔

اور جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک۔ (یعنی ان کو پرہیز گار بنا کر ہماری آنکھوں کو ٹھنڈا فرما) اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔ (۷۴) (یعنی ہمیں ایسا عابد و خدا پرست بنا کر ہم پرہیز گاروں کی پیشوائی کے قابل ہو جائیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس میں دلیل ہے اس بات کی کہ آدمی کو دینی پیشوائی اور سرداری کی رغبت وطلب چاہیے۔ اب اس کے بعد عباد الرحمٰن کی جزا کا ذکر ہوتا ہے) ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا۔ بدلہ ان کے صبر کا اور بحرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی (۷۵) یعنی ملائکہ یا اللہ تعالیٰ ان کی طرف سلام بھیجے گا۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ ہے۔(۷۶)

جتنی موجودات و مخلوقات ہے سب اسی کی حمد میں دن رات ہے
دیکھتا ہے جن کو تو بے گوش و لب ظاہر و باطن کریں ہیں حمد رب

شرابِ معرفت کا چاہیے اک جام اے اللہ عزوجل

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنی پختہ وحدانیت کے ثبوت پر ظاہری و باطنی موجودات کے دلائل کے ساتھ اپنی قدرت کاملہ کو دلیل بنایا اور کائنات میں ہونے والی تبدیلیوں میں غور وفکر کرنے والے انسان کے لئے پرحکمت دلائل اور مختلف اشیاء کے ایجاد واختراع کو منہ بولتا ثبوت بنایا۔ قضاء کے قاصد نے تقدیر کے قلم سے تیزی سے گزرنے والے موجودات پر لکھ دیا ہے کہ ان کے اسرار ورموز کو سوائے ارواحِ طیبہ کی زباں کے کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ عقل مندوں کی آنکھوں کے لئے فہم وادراک کے ستارے جگمگائے تو انہوں نے قرآن حکیم میں جبار وقہار کے عجائب وغرائب کا مشاہدہ کیا۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

''منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاٰخرة ج(پ۴، اٰل عمران:۱۵۲)''تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۔''

اللہ عزوجل نے عقل کو عجز کے نشے سے مدہوش کیا اور اس کے لئے حرکات وسکنات کی بساط پر پردۂ غیب کے پیچھے سے خیالات کے ایسے خاکے ظاہر کئے جن کا باطن مغلوب اور ظاہر غالب ہے، پھر فکر کی زمین پر عقل کے پیروکار کو کھلا چھوڑ دیا تاکہ وہ ادراک کے شہر تک پہنچ جائے۔ لیکن اچانک تقدیر کے گھوڑے نے اس پر چڑھائی کر دی اور اس کو اس حد پر روک دیا جہاں تک عقل کی رسائی ہے، تو اس پیروکار نے جان لیا کہ اس کے ظاہری ذرائع حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے عقل کو رفعت عطا فرمائی، آنکھوں کو بصارت سے نوازا اور انسان نے مراتب افلاک میں فرشتوں کے درجات کا مشاہدہ کیا تو وہ ہیبت الٰہی عزوجل سے سربسجود ہو گیا اور عظمت الٰہی عزوجل دیکھ کر کھڑا ہو گیا، قدرت کے ساتھ قائم ہو گیا، محبت میں دیوانہ ہو گیا اور احکامِ خداوندی کی بجا آوری کے لئے کمربستہ ہو گیا۔

اللہ عزوجل نے مخلوق کو آئینہ عبرت دکھایا پس کائنات کی صورتیں عدم سے وجود میں آگئیں، تاکہ انسان اپنی کوتاہیوں پر نادم ہو، اس سے باہم متضاد ومخالف طبیعتوں کے ذریعے دلائل قائم کرنے سے تخلیق خداوندی کے راز ظاہر ہو گئے پس ہم نے مشاہدہ کیا کہ حیوان میں حرارت و برودت کو یوں جمع کیا گیا ہے کہ حرارت ٹھنڈک سے نہیں بجھاتی اور ٹھنڈک حرارت سے نہیں بچاتی۔ اللہ قدیر عزوجل کی قدرت مقدورات میں بالکل ظاہر و باہر ہے۔ ایک ہی غذا کے اجزاء کی تقسیم کاری نے عقل والوں کو حیرت میں ڈال دیا کہ کس طرح ایک ہی غذا سے گرم طبیعت والے کو گرم اور ٹھنڈی طبیعت والے کو سرد غذا ملتی ہے اور ہر غذا اپنی مطلوبہ مقدار کے برابر ہی حاصل ہوتی ہے جبکہ پانی بھی ایک ہے اور غذا بھی ایک اور اس تقسیم میں مختلف راز ہیں جنہیں ہر نگاہ نہیں دیکھ سکتی، صرف اہل معرفت ہی جانتے ہیں۔

شراب معرفت کا چاہیے اک جام یا اللہ ۔۔۔ بہت گھیرے ہوئی ہے گردش ایام یا اللہ
رہے ہر وقت و ردلب تیرا ہی نام یا اللہ ۔۔۔ سنور جائیں گے سب بگڑے ہمارے کام یا اللہ
تو ہی ستار ہے غفار ہے رحمان ہے مولا ۔۔۔ انہی اسماء سے دل پا لیتا ہے آرام یا اللہ
ترے قہر وغضب سے بڑھ کے ہے یارب تیری رحمت ۔۔۔ خطا کاروں پہ تیرا لطف بھی ہے عام یا اللہ

پیمبر کی اطاعت اصل میں طاعت ہے اللہ کی یہ ہے قرآن میں اک دائمی پیغام یا اللہ
زمین و آسماں میں ہر طرف تیرے ہی جلوے ہیں تو پردے میں ہے لیکن حسن تیرا عام یا اللہ
تیری چوکھٹ سے اٹھ کر عابدِ خستہ کہاں جائے ازل سے ہے یہ تیرا بندۂ بے دام یا اللہ

اور وہ جو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ تنگی

سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۶۷ کے ابتدائی حصے کے تحت حاشیہ خزائن العرفان علی ترجمۃ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان میں حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ نے ایک بڑا پیارا واقعہ لکھا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے اپنی بیٹی بیاہتے وقت خرچ کا حال دریافت کیا تو حضرت عمر نے فرمایا نیکی دو بدیوں کے درمیان ہے۔ (و کان بین ذلك قواما) اس سے مراد یہ تھی کہ خرچ میں اعتدال نیکی ہے اور وہ اسراف و اقتار کے درمیان ہے جو کہ دونوں بدیاں ہیں اس سے عبدالملک نے پہچان لیا کہ وہ اس آیت کے مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مفسرین کا قول ہے کہ اس آیت میں جن حضرات کا ذکر ہے وہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرام ہیں جو نہ لذت و تنعم کے لئے کھاتے اور نہ خوبصورتی و زینت کے لئے پہنتے، بھوک روکنا، ستر چھپانا، سردی گرمی کی تکلیف سے بچنا اتنا ہی ان کا مقصد تھا۔

یا الٰہی مجھ کو مجھ سے دور کر تاکہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر
دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب تجھ سے کرتا ہوں دلے تجھ کو طلب

اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت نام کے سلسلہ میں آخری بات یہ ہے کہ جو شخص روزانہ ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ یارحمٰن کا ورد کرے گا۔ اس کے دل سے ہر قسم کی سختی اور غفلت دور ہو گی۔ ان شاء اللہ العزیز الرحمٰن

اللہ سے ہم اس کا کرم مانگ رہے ہیں

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو اپنے عظیم الشان ہونے اور ہمیشہ رہنے میں یکتا ہے، زوال و فنا سے پاک ہے، ماں باپ اور اولاد سے منزہ ہے۔ عظمت و کبریائی کی چادر والا ہے، تمام اشیاء کو جاننے والا ہے، ابتداء و انتہا سے پاک ہے، وہ ایسا سننے والا ہے کہ دعائیں کرنے والوں کی مختلف آوازیں اس پر مشتبہ نہیں ہوتیں، وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ رات کی تاریکی میں ریت پر رینگتی چیونٹی کو بھی دیکھ لیتا ہے، ایسا علیم ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی ذرہ برابر چیز بھی اس کے علم سے پوشیدہ نہیں اور ایسا حلیم ہے کہ اپنے نافرمان کی بہترین پردہ پوشی فرماتا ہے، وہ اپنا خوف رکھنے والوں کو بہت زیادہ نعمتیں دینے والا ہے، وہ ایسا حکیم (یعنی حکمت والا) ہے جس نے آسمان کو بغیر ستون کے فضا میں بلند کیا اور اپنی حکمت سے فرشِ زمیں کو جاری پانی پر بچھایا۔ وہ کسی مد مقابل، ضد اور نظیر سے پاک ہے، وہ بیوی، اولاد اور شریکوں سے پاک ہے۔ وہ ایسا جاننے والا ہے کہ جس سے دلوں کے راز کسی بھی وقت پوشیدہ نہیں رہتے اور نہ اس پر زمین و آسمان میں کوئی شے مخفی ہے۔

پاک ہے وہ جس نے زمانوں کو ایک حساب سے رکھا اور موسموں کو مقرر فرمایا، اس نے اپنی معرفت کے سمندر میں عقلوں اور سوچوں کو مستغرق کیا۔ اس کی حقیقت میں عقلیں حیران ہیں۔ اس کی بلندی کی معرفت تک پہنچنے والا کوئی نہیں۔ اس نے ماہِ رمضان کو

عفو، بشارت، رضا، سرور اور قبولیت کے ساتھ خاص کیا، اس نے روزے رکھنے والے کو اس کی مراد تک پہنچانے کا وعدہ کیا، اس کے لئے خوشخبری ہے جس نے اپنے اعضاء کو شک وشبہ سے پاک کیا اور نیک اعمال کے ساتھ ماہِ رمضان کا استقبال کیا۔

اے غافل انسان! غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا اور جلدی کر۔ ابھی وقت ہے اس سے پہلے کہ درِ رحمت بند ہو جائے۔ پاک ہے وہ جس نے لوگوں کو اپنے دین کی خدمت اور اس کی محبت میں مشغول رکھا، اب اس کے سوا ان کی کوئی اور مصروفیت نہیں، وہ شہوات سے بچتے رہے تو ان کے گناہوں کو مٹا دیا اور ان کو ان کے مقاصد اور اُمیدوں تک پہنچایا۔ ان کی روزے رکھنے پر مدد کی تو انہوں نے روزے رکھے، ان کو تاریکیوں میں کھڑا کیا تو وہ اس کی عبادت میں لمبی لمبی راتیں قیام کرتے رہے اور رو رو کر عرض کرتے رہے۔

کچھ حد سے سوا اور نہ کچھ مانگ رہے ہیں ۔۔۔ اللہ سے ہم اس کا کرم مانگ رہے ہیں
خطرے میں ہے اب عزت و ناموس مسلماں ۔۔۔ ہم دہر میں بس اپنا بھرم مانگ رہے ہیں
یا رب ہمیں گمراہی اور ذلت سے بچا لے ۔۔۔ ہر لمحہ دعا تجھ سے یہ مانگ رہے ہیں
یا رب ہمیں دے اپنی ہی چوکھٹ کی گدائی ۔۔۔ وہ اور ہیں جو شوکت جم مانگ رہے ہیں
محراب نبی میں ملے سجدوں کی سعادت ۔۔۔ ہم زیر جبیں نقش قدم مانگ رہے ہیں
اب سامنے عصیاں کی کڑی دھوپ کھڑی ہے ۔۔۔ ہم سایۂ دیوار حرم مانگ رہے ہیں
پھر باردگر حاضریٔ بیت حرم ہو ۔۔۔ عابد دعا دن رات یہ ہم مانگ رہے ہیں

اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے

یہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے صفتی نام الرحیم کا ترجمہ ہے، یاد رکھنا چاہیے کہ رحمٰن ورحیم دونوں کا مادۂ اشتقاق رحمت ہے لیکن ہر دو اسماء میں خصوصیات جدا گانہ ہیں۔ الرحمٰن علمیت کے اعتبار سے اسم اللہ کے برابر برابر ہے جیسا کہ فرمایا گیا: قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن ۔ کہہ دیجئے اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن کے نام سے۔ پھر رحمٰن رحمت سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ رحمٰن کا معنی یہ بھی کہا گیا ہے کہ دنیا میں تمام بندوں پر رحم فرمانے والا اور رحیم کا معنی ہے آخرت میں صرف مسلمانوں پر رحم فرمانے والا، چونکہ دنیا آخرت سے پہلے ہے اس لئے رحمٰن کا ذکر رحیم سے پہلے ہوا۔

اگرچہ قرآن مجید میں صفت رحیمی کا ظہور اس دنیا میں بھی ہو رہا ہے۔ مثلاً فرمایا ان اللہ کان بکم رحیما (النساء) انہ کان بکم رحیما (الاسراء) لوجدوا اللہ توابا رحیما (النساء) و کان بالمؤمنین رحیما (الاحزاب)

اٹھے ہاتھ بھر دعا یا الٰہی ۔۔۔ بہت دل ہے ٹوٹا ہوا یا الٰہی
گناہوں سے مجھ کو بچا یا الٰہی ۔۔۔ مجھے نیک خصلت بنایا یا الٰہی
میرے حال کی سب تجھے تو خبر ہے ۔۔۔ ہے تجھ پر عیاں مدعا یا الٰہی
غم مصطفیٰ دے غم مصطفیٰ دے ۔۔۔ غم دو جہاں سے بچا یا الٰہی

سدا گیت گاتا رہوں میں نبی کے ہو توفیق ایسی عطا یا الٰہی
تصور میں میرے ہو ہر دم مدینہ میرا دل مدینہ بنایا الٰہی
چلے قافلے پھر مدینے کی جانب مجھے پھر مدینہ دکھا یا الٰہی

رحمت ہی وہ دولت ہے

رحمت ہی وہ دولت ہے جس کے دروازے اسلام نے پورے طور پر عالم و عالمیاں کے لئے کھول دیئے۔ رحمت میاں بیوی کے رشتے کو مضبوط کرتی ہے و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ (الروم) رحمت اولاد کو والدین کے سامنے مؤدب بناتی ہے۔ و اخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ (الاسراء) رحمت کی قدر و قیمت تمام خزائن ودفائن سے زیادہ ہے۔ و رحمۃ ربك خیر مما یجمعون (الزخرف) اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین (الاعراف) رحمت اہل ایمان کے لئے بشکل قرآن ظہور میں آئی۔ وانہ لھدی و رحمۃ للمومنین (النمل) ہمارے آقا ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ وما ارسلنك الا رحمۃ للعالمین جس مالک الملک پر عقلاً، نقلاً کوئی شیء لازم وواجب نہیں اس نے اس کے رحمت کو اپنی ذات پہ اپنے کرم سے لازم کرلیا، کتب علی نفسہ الرحمۃ ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے علم کی طرح ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ربنا وسعت کل شیء رحمۃ وعلمًا (المؤمن) قرآن مجید میں لفظ رحیم کئی دیگر اسماء الٰہیہ کے ساتھ استعمال ہوا ہے مثلاً الرحمن الرحیم ۔ ان اللہ تواب رحیم ۔ انہ ھوالبر الرحیم ۔ ان اللہ بالناس لرؤف رحیم ۔ ان ربی رحیم و دود وھو الغفور الرحیم ۔ سلام قولا من رب رحیم ۔ ھو العزیز الرحیم ۔ یعنی پہلی جگہ رحمت عامہ کے ساتھ رحم خاصہ کا ذکر ہے۔ دوسری جگہ قبول توبہ کے ساتھ رحمت کی خوشخبری کا ذکر ہے۔ تیسری جگہ اللہ تعالیٰ کے احسان کے ساتھ اس کی رحمت کا ذکر ہے۔ پھر لوگوں پہ مہربانی وشفقت کو رحمت کا باعث قرار دیا پھر رحم کے بعد اللہ نے اپنے پیار کا ذکر فرمایا۔ پھر بتایا کہ غفران ورحمت کا ظہور قوت ودوام کے ساتھ ہوتا ہے۔ سورۃ یٰسین کی آیت میں بتایا کہ جو سلامتی اہل ایمان کو آخرت میں ملنے والی ہے' وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت ورحمت کے تحت ہوگی۔ آخری آیت میں رحیم کو عزیز کے ساتھ ذکر کر کے بتادیا کہ صفت رحمت کا اجتماع عزت وقوت اور غلبہ وشوکت کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔ ایسی قدرت وسلطنت والا جب رحمت فرمائے تو واضح ہوگا کہ رحم کسی مجبوری و مصلحت ملکی کی وجہ سے نہیں بلکہ تمام تر عزت وقوت اور شوکت وغلبہ کے باوجود ہے جو شخص روزانہ اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت نام کا وظیفہ ہر نماز کے بعد سو مرتبہ کرتا ہے' تمام آفتوں سے ان شاء اللہ محفوظ رہے گا اور تمام مخلوق اس پہ مہربان ہوگی۔

آسماں شمس و قمر انجم تمام عشق میں اس کے ہیں سرگرداں مدام
عشق کی اس کے زمیں پیکر شراب ہے بڑی بدمست و مدہوش و خراب
بے خود و بے ہوش و بے آہ و فغاں کرتی ہے رو رو کے بس دریا رواں
ہے زمین و آسماں میں جو کہ شئی عشق میں اس کے ہر اک مدہوش ہے

فرش سے تا عرش موجودات سب — مست ولا یعقل ہیں اندر عشق رب
دیکھ لے ذرات عالم کو تمام — ہیں شراب عشق سے بے خود مدام
اصل ہے سودائے عشق اس کی تمام — سب درختانِ جہاں رقصاں مدام
کوہ و دشت و بحرو بر' بالا وپست — سب شراب شوق نے اس کے ہیں مست

بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے عجائبات عبرت کے مشاہدے کے لئے اپنے اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کی نگاہیں کھول دیں اور ان کے رنج وغم کو مناجات کی صفائی اور محبت کی لذت کے ذریعے اسباب کی مصروفیات اور پریشانیوں کی آمیزش سے نجات عطا فرمائی۔ ان پر مہربانیوں کے پنگھوڑے میں اپنا دست کرم پھیرا، انہیں اپنی کرم نوازیوں کے جام پلائے اور ان کے نورِ بصیرت وبصارت کو ممنوع خواہشات سے روکا تو ان کے دل خدا کے پے در پے احکام، اس کی تدبیر، ارادہ مقدر کرنے اور تقدیروں کے پھیرنے پر راضی ہوگئے۔ ان کے دل صاف ہونے کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ان کے لئے اعمال کا بستر تیار کیا تو انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عزوجل کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے کو پسند کیا اور دنیوی بستروں کو چھوڑ دیا جیسا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے "تتجافی جنوبھم عن المضاجع "(پ۲۱، السجدۃ:۱۶) ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خوابگاہوں سے۔"

وہ شب بیداری سے لطف اندوز ہوتے ہیں، نئی نئی چیزوں کے وجود میں آنے اور حالات بدلنے سے ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ان کے دل یادِ الٰہی عزوجل کی وادیوں اور قدرتِ خداوندی کے عجائبات میں غور وفکر کے دریاؤں میں مستغرق رہتے ہیں۔ انہوں نے نفس کی پیروی سے خود کو بچالیا جس کے سبب ان کی روحوں کے پرندے اللہ عزوجل کی معرفت کے باغات میں عظیم الشان سلطنت کی شاداب زمین، اور نہروں میں سیر کرتے ہیں۔ کائنات کا ہر ذرّہ انہیں توحید کے نغمات میں محو نظر آتا ہے۔ ان کے ہاں امارت وغربت، عزت وذلت، مدحت ومذمت، سہولت وصعوبت سب یکساں ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے انہیں راہِ نجات پر اخلاص کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائی تو انہوں نے دنیا کے جال سے چھٹکارا پا کر قربِ الٰہی عزوجل پالیا، لہٰذا انہیں بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی۔ میں اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں، اس کا شکر بجالاتا ہوں، اس پر ایمان لاتا ہوں، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور ہر طرح کی طاقت وقوت سے اس شخص کی طرح براءت کا اظہار کرتا ہوں جو اپنے جرائم کا اعتراف واقرار کرتا ہے اور میں جمالِ الٰہی عزوجل کا مشاہدہ کرنے والے اور حسن خاتمہ کے ساتھ اس کی بارگاہ میں کامیاب ہونے والے کی طرح گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ خاتم النبیین، صفوۃ المرسلین، امام المتقین، سیدالاولین والاخرین حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ یہ حضور ہی کی رحمت کا فیض ہے کہ ہمیں خدا تک رسائی نصیب ہوئی۔ حضور نہ ہوتے تو ہم خدا کو کیسے جانتے۔

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا — کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا
غش آ گیا کلیم سے مشتاق دید کو — جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا

افلاک وارض سب ترے فرماں پذیر ہیں حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا
اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی شہرہ سنا جو رحمت بے کس نواز کا
مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے دے لطف میری جان کو سوز و گداز کا
تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ حجاز کا
کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

اللہ تعالیٰ حقیقی بادشاہ ہے

لغت میں ملک بادشاہ کو کہتے ہیں سورۂ یوسف میں الملک کا لفظ چار مرتبہ آیا ہے۔ ہر جگہ اس کا معنی شاہِ مصر ہے۔ سورۂ نمل میں ارشاد ہوتا ہے ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة ۔ بادشاہوں کا یہ حال ہے کہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے بگاڑ دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ سورہ طٰہٰ میں فرمایا گیا کہ فتعالى الله الملك الحق ۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا کے بادشاہ تو صرف ظاہری معنی کے اعتبار سے ملک کہلائے جبکہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الملک نہیں جس کی مملکت کی حدود یہ ہیں۔ له ملك السموات والارض وما بينهما تمام آسمان، ساری زمین اور جو چیز ان کے درمیان ہے اس کی ملکیت ہے۔ اس شان کی حکومت دنیا میں کسی کو نصیب نہیں لہٰذا حقیقی بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ یہ مشہور ہے کہ دو کافر بادشاہ ہوئے ہیں جنہوں نے پوری دنیا پر حکومت کی نمرود اور بخت نصر اور دو مومن حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ذوالقرنین۔ حالانکہ نمرود صرف سلطنت بابل کا بادشاہ تھا۔ افریقہ، یورپ، عرب، چین، روس، ترکستان وغیرہ کبھی اس کی حکومت میں نہ آئے جبکہ بخت نصر تو سلطنت ایران کے ماتحت تھا۔ اسی طرح جناب ذوالقرنین کی حکومت کے حدود قرآن پاک نے بیان فرما دیئے۔ ان کے تینوں سفروں میں کہیں سمندر کا ذکر نہیں آتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہواؤں فضاؤں پر حکومت تھی۔ تاہم بائبل کو اگر تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو سلیمان علیہ السلام کے دور میں اور کئی ایسے بادشاہ تھے جن کے ساتھ آپ کی صلح تھی لیکن وہ آپ کے باجگذار نہ تھے۔ پھر آپ کا جن، وحوش وطیور وغیرہ پہ حکومت کرنا آپ کی نبوت کا حصہ تھا۔ آسمانی مخلوق پھر بھی اس میں شامل نہیں۔ لله ملك السموات و الارض ۔ اللہ ہی کے لئے ہے حکومت آسمانوں کی اور زمین کی۔ اللہ تعالیٰ کے اس بابرکت نام کو روزانہ صبح کی نماز کے بعد کثرت کے ساتھ پڑھنے والا غنی ہو جاتا ہے۔

کس سے ہو حمد و ثنا اس ذات کی کن سے پیدا جس نے موجودات کی
اس وجود پاک کی ہو حمد کب جلوہ گر ہیں جس سے موجودات سب

تیری ذات ہے وحدہٗ لاشریک

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ خود زندہ اور دوسروں کا قائم رکھنے والا ہے، وہ پاک اور

بلند ہے، اسے نہ اُونگھ آتی ہے، نہ نیند، اسے فنا نہیں، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، زمین و آسماں کی ہر چیز اس کی عظمت پر گواہ ہے، عقل اس کی مثل یا شبیہ نہیں پاسکتی، کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے یہاں سفارش کرے، اس کی بارگاہ میں کسی کو سوال و جواب کرنے کی جرأت نہیں، مخلوق کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے ہر چیز کا اس کو علم ہے اور اس کے علم میں سے اتنا ہی پاسکتے ہیں جتنا وہ چاہے، کوئی اس کے علم میں سے اس کی حقیقت کی تمثیل بھی نہیں پاسکتا، زمین و آسماں اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں، اس کی ہیبت سے ہر چیز کا خوف ظاہر ہے اور ان کی نگہبانی اسے بھاری نہیں اور وہ ان کی حفاظت سے نہیں تھکتا، وہی ہے بلند بڑائی والا جو بلند و برتر عظمت والا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں پر حج بیت اللہ فرض فرمایا تو انہوں نے اپنی سواریوں کو تیار کرلیا۔ ان کو اپنے قرب میں بلایا تو انہوں نے اس کی محبت میں دوری کو دور نہ سمجھا اور نہ ہی مصائب کی پرواہ کی، ان کے چہرے رات کی تاریکی میں چمکتے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے خانہ کعبہ کو رکن اسلام (یعنی حج) سے مشرف فرمایا تو جس نے اس رکن کو ادا کیا وہ غم اور تنگی سے نجات پاگیا۔ جو اس کے دروازے سے داخل ہوا وہ امان پاگیا، بھلائی کرنے اور سیدھے راستے پر چلنے والوں پر اس کے میزاب سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور حجر اسود اس شخص کی گواہی دے گا جو اسے صدق و وفا کے ساتھ بوسہ دے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ط و من کفر فان اللہ غنی عن العلمین ○ (پ۴، ال عمران: ۹۷) اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔

تو ہی بندہ پرور تو ہی کارساز مجھے ناز ہے تجھ پہ اے بے نیاز
نہ تیرا سہیم اور نہ تیرا شریک تری ذات ہے وحدہ لا شریک
گردوں کو زمیں سے اٹھائے گا کون بگاڑے کو تیرے بنائے گا کون
ترے ہاتھ سے اپنی بگڑی بنی ہیں محتاج سب تو کریم و غنی
کہاں جز تیرے مجرموں کو پناہ ترجم صفائی کا سچا گواہ
کسی کے گناہوں کی پرواہ نہ کر! تو ستار ہے آج رسوا نہ کر
ہر اک چشم تر بادل بے قرار
سحاب کرم کی ہے امیدوار

(حضرت محسن کاکوروی)

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے

یہ اللہ تعالیٰ کے پاک نام القدوس کا ترجمہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جملہ نقائص و عیوب سے مبرا و منزہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نماز وتر کے بعد یہ الفاظ تین مرتبہ پڑھا کرتے۔ سبحان الملک القدوس اور تیسری

مرتبہ ان الفاظ کا اضافہ فرماتے۔ رب الملائکۃ و الروح ۔تیسری مرتبہ القدوس پہ آواز کو زیادہ بلند اور لمبا کرتے۔ (حصن حصین بحوالہ ابوداؤد و نسائی وغیرہ) چونکہ فرشتے بھی قدسی کہلاتے ہیں اور جبریل علیہ السلام کو بھی روح القدس فرمایا گیا۔ (و ایدناہ بروح القدس ۔ البقرہ) لہٰذا حضور ﷺ نے تیسری مرتبہ الفاظ کا اضافہ فرما کر بتادیا کہ القدوس سے مراد مخلوق نہیں بلکہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے جو کہ لوازم حدوث اور نقصان امکان سے ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے۔ جو شخص روزانہ زوال کے بعد اس اسم پاک کو کثرت کے ساتھ پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا دل روحانی امراض سے پاک ہو جائے گا۔ اس نام پاک کے معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے علماء نے فرمایا ہے کہ اس اسم پاک سے تعلق قائم کرنے کے لئے وضو پہ ہیشگی کی جائے اور قابل نفرت عیوب و قابل انکار نقائص سے اپنے آپ کو دور رکھا جائے۔ اعمال صالحہ اور افعال محمودہ کی پابندی کی جائے۔ یاد رہے کہ جبریل علیہ السلام کو روح القدس فرمانا اور مسجد اقصیٰ کو بیت المقدس کہنا اس لئے ہے کہ وہ اپنی صنف میں پاکیزگی کی صفت سے خاص تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی اس بابرکت صفت کا جلوہ عطا فرمائے۔ آمین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان مما خلق اللہ دیکا براثنہ علی الارض السابعۃ و عرفہ منطو تحت العرش قد احاط جناحہ بالا فقین فاذا بقی ثلث اللیل الاخر ضرب بجناحیہ ثم قال سبحوا الملک القدوس سبحان ربنا الملک القدوس لا الہ لنا غیرہ فیسمعھا من بین الخافقین الا الثقلین فیرون ان الدیکۃ انما تضرب باجنحتھا و تصرخ اذا سمعت ذلک ۔

اللہ عزوجل نے جو (کچھ) پیدا کیا ہے اس میں ایک دیک (فرشتہ) بھی ہے۔ اس کے پنجے ساتویں زمین پر ہیں۔ اس کی کلغی عرش کے نیچے لگی ہوئی ہے۔ اس کے پروں نے دونوں افق کو سمیٹا ہوا ہے۔ جب رات کی آخری تہائی باقی رہتی ہے تو وہ اپنے پروں کو ہلاتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ (اے مخلوقات) ملک وقدوس کی تسبیح بیان کرو۔ پاک ہے ہمارا رب ملک وقدوس ہے۔ ہمارا اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اس کی اس بات کو شرق و غرب کے درمیان میں جن وانسان کی علاوہ سب سنتے ہیں یہ جو (لوگ) دیکھتے ہیں کہ مرغ اپنے پر مارتے ہیں اور اذان دیتے ہیں یہ اسی وقت کرتے ہیں جب یہ (اس فرشتے کی تسبیح) سنتے ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۱۳۴)

مرغ تو اذان پڑھنے کی سعادت حاصل کرلے اور مسلمان صبح اٹھ کر نماز بھی نہ پڑھ سکے تو کس قدر افسوس کی بات ہے اور یہ نفس و شیطان کا کتنا بڑا دھوکہ ہے۔ اے غافل مسلمان!

نفس اور شیطاں میں خنجر در بغل ۔۔۔ وار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل
آ نہ جائے دین و ایماں میں خلل ۔۔۔ باز آ ہاں باز آ اے بدعمل
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو سلامتی عطا فرمانے والا ہے

السلام کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو سلامتی دینے والا ہے۔ خود سلامتی میں کامل ہے اور اس کی سلامتی کو نہ کوئی خطرہ ہے نہ زوال اور اس کا معنی بے عیب ذات بھی ہوسکتا ہے۔ حضور ﷺ نماز کے بعد ایک ایسی دعا پڑھتے جس میں یہ نام مبارک دو مرتبہ آیا ہے اور وہ یہ دعا ہے۔

اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذاالجلال و الاكرام

(رواہ الستۃ الا البخاری عن ثوبان رضی اللہ عنہ)

یہ بابرکت نام بطور اسم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ قرآن مجید میں سورۂ حشر کے آخری رکوع کے علاوہ بغیر الف لام کے بھی چند مرتبہ بطور مصدر آیا ہے۔ سلام قولا من رب رحیم (یٰسین) سلام علیکم طبتم فادخلوها خلدین (زمر) دعواهم فيها سبحانك اللهم و تحيتهم فيها سلم ۔ (یونس) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جو حقوق امت پر فرض فرمائے ہیں ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام پہ عین نماز کی حالت میں سلام پڑھا جاتا ہے اور پھر درود ابراہیمی شریف۔ حضور علیہ السلام نے اپنی امت میں سلام پھیلانے کا حکم دیا ہے (افشوا السلام) اور فرمایا: یا خیر کم من بدء فی السلام ۔ جو سلام کرنے میں پہل کرے وہی بہتر ہے۔ باہمی سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور غرور ختم ہوتا ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والے پہ یہی لازم ہے کہ اہل اسلام میں سلام کو عام کرے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے سلام بھیجا جو انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا اور حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پہنچایا تو انہوں نے عرض کیا ان الله هو السلام منه السلام ۔ اللہ تعالیٰ تو خود سلامتی کا مالک ہے اور ہمیں سلامتی اسی سے ہی ملتی ہے۔

مجھ پر کرم ہو تیرا میرے پیارے اللہ ۔۔۔ رنج و الم نے گھیرا اے میرے پیارے اللہ
تو رحیم ہے خدایا تو رحیم ہے خدایا ۔۔۔ تو عظیم ہے خدایا اے میرے پیارے اللہ
چڑیوں کی تو چہک میں پھولوں کی ہے مہک میں ۔۔۔ کرے ذکر ذرّہ ذرّہ اے میرے پیارے اللہ
ارض و سما ہیں تیرے دونوں جہاں ہیں تیرے ۔۔۔ ہر شے پہ تیرا قبضہ اے میرے پیارے اللہ
و تعز من تشاء و تذل من تشاء ۔۔۔ میری آبرو تو رکھنا اے میرے پیارے اللہ
کعبہ دکھا دے مولا در پہ بلا لے مولا ۔۔۔ لوں تیرے گھر کا بوسہ اے میرے پیارے اللہ

یاد رہے، قدوس بھی تنزیہی اسم ہے اور سلام بھی لیکن قدوس میں تنزیہہ ازلی ہے اور سلام میں تنزیہہ لم یزلی۔ جو شخص کثرت سے یا سلام کا وظیفہ کرتا ہے وہ تمام آفات و بلیات سے محفوظ رہتا ہے۔ ایک سو پندرہ بار اس اسم پاک کو پڑھ کر بیمار کو دم کرنے سے ان شاء اللہ بیماری دور ہوگی اور صحت و تندرستی کی نعمت نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بابرکت ناموں میں کیسی کیسی تاثیر رکھی ہے تو پھر اس کی ذات میں کیسی کیسی قدرتیں ہوں گی اور اس کے ذاتی نام میں کیا کیا اثرات ہوں گی۔

ایک بزرگ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کر رہے تھے کہ ایک فلسفی نے اپنے دل میں سوچا کہ پیاس لگی ہو تو جب تک پانی نہ پی لیں

نہ بجھے گی، بھوک لگی ہو تو کچھ کھانے سے ہی بات بنے گی اور بھوک مٹے گی۔ اگر بندہ بھوک پیاس کی حالت میں پانی روٹی کا ورد شروع کردے تو اس سے بھوک پیاس نہ مٹے گی۔ انہوں نے اس کے دلی خیال کو بھانپ کر فرمایا۔ اے خر! تو چہ دانی دریں نام چہ اثر است۔ اے گدھے تو کیا جانے اس نام میں کیا اثر ہے۔ بس اپنے بارے میں خر کا لفظ سنتے ہی فلسفی صاحب لال پیلے ہونے لگے کہ مجھے گدھا کہہ دیا تو بزرگ نے فرمایا: جب خر کے دو حرفوں میں اتنا اثر ہے کہ تو اس قدر چیں بہ جبیں ہو رہا ہے تو میرے اللہ کے ذکر میں برکات کا اندازہ خود ہی لگالے۔

قدرت حق یہ ہے جس سے دو جہاں ہو گئے دو حرف سے کن کے عیاں
حکم کاف و نون کے ہوتے ہی ہوا ''کن'' سے یہ کونین کا نقشہ بنا
ہے منزہ وہ تو از کون و مکاں اس کے پر اوصاف قدرت ہیں عیاں
یا الٰہی تو ہے بے چون و چگوں راہ اپنی کا مرا ہو رہنموں

تلاش میں ہیں تری بحر و بر کہاں ہے تو

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو اطاعت گزاروں کو پورا پورا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے اور رات کی تاریکیوں کو پیدا فرماتا ہے جنہیں صبح کی روشنی ختم کر دیتی ہے، اس کا علم چوری چھپے کی نگاہوں اور سینوں میں پوشیدہ باتوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ انسانوں کو وہ سکھاتا ہے جو وہ نہیں جانتے، اس بات سے بلندتر اور پاک ہے کہ نفس کے خیالات اور غور و فکر کے اندیشے اس کا ادراک کریں، سب کو رزق تقسیم کرتا ہے۔ یہاں تک کہ بل میں چیونٹی کو، گھونسلے میں پرندے کے بچے کو بھی نہیں بھولتا، وہ اس سے بالاتر ہے کہ گردشِ زمانہ کی وجہ سے پیدا ہونے والے حوادثات اس تک پہنچ سکیں اور وہ اس چیز سے پاک ہے کہ انتہائی پوشیدہ اور ظاہر باتیں اس پر مخفی رہیں، اس کے احسانات سروں کے تاج اور سینوں کے ہار ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **ھو الذی یسیرکم فی البر والبحر** ط (پ۱۱، یونس:۲۲) وہی ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے۔

اللہ عزوجل جنگلات میں ریت کے ذروں اور بے آب و گیاہ ویران جنگلوں میں چیونٹیوں کی تعداد جانتا ہے، وہ ایمان و کفر کی تقدیر کو جیسے چاہتا ہے جاری فرماتا ہے، اپنے ارادے سے غنی کو فقیر اور فقیر کو غنی کرتا ہے، اپنی مشیت سے بولنے والے کو قوتِ گویائی سے محروم کرتا ہے، سننے کی قوت کو زائل کرتا اور عطا کرتا ہے، وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ خشکی میں رینگنے والا چھوٹا بڑا کوئی بھی کیڑا اس سے پوشیدہ نہیں، وہ ایسا سننے والا ہے کہ کسی مجبور کی دل میں مانگی ہوئی دعا بھی اس سے پوشیدہ نہیں، وہ قادرِ مطلق ہے کہ کسی معاون و مددگار کی اسے حاجت نہیں جو اس کی مدد کرے، وہ جیسے چاہتا ہے بندوں کی تقدیر بناتا ہے۔ سہولت و صعوبت کے ذرائع جیسے چاہتا ہے لوگوں میں تقسیم فرماتا ہے، اپنی سلطنت کے سمندروں میں بھی رزق پہنچاتا ہے اور اگر نہ چاہے تو نہ پہنچائے، اس نے حصولِ رزق کی طرف معتدل بیان اور صحیح وضاحت کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائی، روزوں اور صبر کے مہینے کے ساتھ ساری امتوں میں ہمیں خاص فرمایا، اس مہینے کی برکت سے گنہگاروں کے گناہوں کو اس طرح دھو دیا جیسے بارش کے پانی سے کپڑے دھل جاتے ہیں۔

تمام خوبیوں کا مالک وہی ہے جس نے ہمیں یہ مبارک مہینہ پورا کرنے کی توفیق اور عید الفطر کی نعمت عطا فرمائی۔ میں اس کی

بے انتہا حمد کرتا ہوں اور اس کا شکر بجالاتا ہوں جس کی مدد پانے والے بے حد و بے شمار ہیں، میں اس پر ایسا بھروسہ کرتا ہوں جیسا غلام اپنے آقا پر کرتا ہے، اپنے اعتقاد میں مخلص شخص کی طرح گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

تلاش میں ہیں تری بحر و بر کہاں ہے تو — جمال دیدۂ شمس و قمر کہاں ہے تو
لگی ہوئی ہیں قطاریں سی رہ گزاروں کی — میرے "کریم" مرے راہنما کہاں ہے تو
ہواؤں میں مہ و خورشید میں سنا تجھ کو — کبھی تو قریۂ جاں میں اتر کہاں ہے تو
تو رشک خواب سہی آنسوؤں کی آب سہی — پلٹ بھی جاتی ہے تھک کر نظر کہاں ہے تو
اب ایسا شوق بھی کیا بے نشاں رہنے کا — صدف کے ساتھ ہے آپ گہر کہاں ہے تو
بجا! کہ عالم موجود ہے تری تخلیق — اس آئینے میں مرے نقش گر کہاں ہے تو

(امجد اسلام امجد)

اللہ تعالیٰ امن و امان عطا فرمانے والا ہے

اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے مومن ہے کہ بندوں کو ایمان عطا کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ولکن اللّٰہ حبب الیکم الایمان۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب کر دیا ہے یا اس لحاظ سے کہ وہ خود بھی اپنی ذات پاک کی شہادت ادا فرماتا ہے۔ جس طرح کہ یہ شہادت ہر ایماندار بندے کو بھی ادا کرنا ہوتی ہے۔ شھد اللّٰہ انہ لا الٰہ الا ھو...... (آل عمران) یہ تو معنی تب تھا جب مومن ایمان سے بنایا جائے اور اگر مومن امن سے بنے تو پھر اس کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امن عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر بیت اللہ شریف کو بھی ہمارے لئے امن کی جگہ بنا دیا۔ واذ جعلنا البیت مثابۃ للنّاس و امنا (البقرہ) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے توحید کو دلوں کے لئے امن بنا دیا۔ و کیف اخاف ما اشرکتم ...... وھم مھتدون

(الانعام ۹۴)

اللہ تعالیٰ نے خلافت راشدہ کی علامات میں سے قیام امن کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ سورۂ نور میں ہے: ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ۔ ہم ان کے خوف کو امن سے بدل دیں گے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عدی بن حاتم کو جو تین پیشین گوئیاں فرمائیں۔ ان میں سے ایک یہ تھی کہ تمہیں اسلام میں داخل ہونے سے یہ امر مانع ہے کہ ملک میں امن نہیں ہے۔ تم عنقریب خود دیکھ لو گے کہ ایک بڑھیا اکیلی قادسیہ مقام سے حج کے لئے چلے گی اور اس کو راستے میں اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ حضرت عدی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں میں نے خود اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ کر لیا۔ اس بابرکت نام کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے ہمیں امن عامہ کے لئے کوشش کرنی چاہیے اور فساد انگیز سرگرمیوں کو روکنا چاہیے۔ جو شخص کسی خوف کے وقت تین سو ساٹھ مرتبہ اس اسم کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ ہر طرح کے خوف اور نقصان سے اس کو محفوظ رکھے گا۔ ان شاء اللہ اور جو شخص اس اسم پاک کو پڑھے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے اس کا ظاہر و باطن اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا۔

ہے تو ہی پروردگار دو جہاں ہے تو ہی پیدا کنندہ انس و جاں
خوان الواں عام ہے سب پر تیرا شکر احساں پہ کروں تیرا سدا
ہم سے طاعت کب تیری آئے بجا ہاں مگر ہو لطف کچھ ہم پر ترا

(کلیات امدادیہ)

تو ہی مبتداء تو ہی منتہیٰ، تیری شان جل جلالہ

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنی محبت کے لئے اختیار فرمایا اوران کو اپنا محبوب بنایا جو اس کی بارگاہِ قرب میں حاضر ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے، انہیں خالص شراب طہور پلائی اور پھر اپنی مخلوق میں سے منتخب ہستیوں میں سے بعض کو انبیاء بعض کو اصفیاء بعض کو اولیاء اور بعض کو خلفاء کا مقام عطا فرمایا۔ پھر ان سب میں اپنی بارگاہِ ناز کے لئے جس ہستی کا انتخاب فرمایا وہ ہمارے آقا و مولیٰ، حبیب خدا، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ عزوجل و ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کو پاک پشتوں میں رکھنے سے پہلے ہی ساری مخلوق پر ممتاز فرما کر آپ صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنے انعامات کی برسات کر دی اور اپنے کرم سے مقامِ فخر عطا فرمایا اور اپنی تائید و نصرت عطا فرمائی۔ حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا کی تو اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمالی۔

حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو طوفان سے نجات پائی، جبکہ آپ علیہ السلام کی باقی قوم غرق ہوگئی۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو آپ ﷺ ہی کی برکت سے نارِ نمرود سے عافیت عطا فرما کر نہ صرف قید و بند کی صعوبتوں سے نجات عطا کی گئی بلکہ آگ کے شعلوں کو بھی ٹھنڈا کر دیا گیا۔ آپ ﷺ ہی کے وسیلے سے حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے فدیے میں جانور کی قربانی دی گئی اور آپ علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچا لیا گیا۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ کے وسیلے سے اللہ عزوجل کا لطف و کرم طلب کیا تو ان پر بھی اللہ عزوجل نے مہربانی فرمائی۔ جب حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام محبوبِ خدا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشارت دیتے ہوئے تشریف لائے اور آپ ﷺ کی برکت طلب کی تو اللہ عزوجل نے انہیں اپنے مصطفیٰ ﷺ کا امتی ہونے کا شرف عطا فرما دیا۔

تو ہے مبتدا تو ہے منتہا تری شان جلا جلالہ تو ہے ذرے ذرے سے جلوہ زا تیری شان جل جلالہ
تو قدیر ہے تو ہی قادر ہے تو ہی باطن ہے تو ہی ظاہر ہے تو قدیم و قائم ہے یا خدا تیری شان جل جلالہ
ہے تو ہی احد ہے تو ہی صمد تو ہے لم یلد تو ولم یولد نہیں کوئی ہمسر ہوا تیرا تیری شان جل جلالہ
کوئی مشرک ہو یا کہ منکر ہو دیا رزق تو نے ہر ایک کو تیرے لطف کی نہیں انتہا تری شان جل جلالہ
جو فلک کو شمس و قمر دیئے تو زمیں کو لعل و گہر دیئے تیرا فضل کس پہ نہیں ہوا تیری شان جل جلالہ
ترا نام وردِ زبان ہے تیری یاد دل میں ہر آن ہے تو خیال میں ہے بسا ہوا تیری شان جل جلالہ

اے خدا اے مالک خشک و تر یہ کرم ہے عابدؔ خستہ پر کہ ہے وردِ لب یہ تیری ثناء تیری شان جل جلالہ

اللہ تعالیٰ نگہبان اور حفاظت فرمانے والا ہے

المھیمن ھیمن سے بنا ہے اہل عرب کہتے ہیں: ھیمن الطائر علی فراشہ. پرندے نے اپنے بچے کو پروں کے نیچے چھپالیا۔ اس سے پھر محاورہ بنا ھیمن علی کذا. فلاں شیء کی نگہبانی کی۔ قاموس میں ہے کہ اصل میں آمن (یعنی دوھمزوں کے ساتھ تھا پھر پہلے ھمزہ کو ھا سے اور دوسرے کو یا سے بدل دیا گیا۔ مُھیمن ہو گیا دوسری میم کو کسرہ بھی پڑھا گیا ہے اور فتح بھی۔ سورۂ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وانزلنا الیك الکتاب بالحق مصدقًا لما بین یدیہ من الکتاب و مھیمنًا علیہ (آیت نمبر ۴۸) اور اے محبوب ہم نے آپ کی طرف سچی کتاب نازل فرمائی اگلی کتابوں (کے مضامین) کی تصدیق کرتی اور ان پہ محافظ وگواہ۔ قرآن پہلی تمام کتابوں کی تعلیم کا جامع اور محافظ ہے۔ اس میں تورات سے بڑھ کر ہدایت ہے۔ انجیل سے بڑھ کر فضیلت ہے، زبور سے بڑھ کر اس میں معرفت ہے اور حضرت دانیال علیہ السلام کی کتابوں سے بڑھ کر اس میں دعاؤں کا خزانہ اور اخبار عن الغیب ہے۔ تو اللہ وہ ہے جو ہر شیء پہ نگہبان ہے، جو ہر خوف سے ہمیں امن عطا فرماتا ہے، ایسا امین ہے کہ کسی کا حق ضائع نہیں فرماتا۔ یہ تمام معانی اس اسم مبارک میں پائے جاتے ہیں جو شخص غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور صدق دل سے سو مرتبہ اس اسم مبارک کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا ظاہر و باطن پاک فرمادے گا اور جو شخص ایک سو پندرہ مرتبہ پڑھے تو انشاء اللہ پوشیدہ اشیاء پہ مطلع ہوگا۔

اے میرے رب اے مرے پروردگار ہے گناہوں کا نہایت مجھ پہ بار
ہوں ندامت سے ہمیشہ اشک بار یہ وظیفہ ہے مرا لیل و نہار

بادشاہا جرم مارا در گزار
ما گناہ گاریم تو آمرز گار

جاری ہے ہر زباں پہ قال و مقال تیرا

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو اپنی عظمت و جلال میں غالب و قوی ہے، اپنے کمال میں یکتا ہے، اپنے افعال کی ایجاد میں تنہا ہے جس نے حکمت کے جواہر کو اہل معرفت کے قلوب کے صندوق میں رکھا اور ان پر اپنے پختہ تالے لگا دیئے، ان کو اپنی بارگاہ میں بلایا اور خود ان کی مدد کی تو وہ سب کو چھوڑ کر اس کی بارگاہ میں نکل پڑے اور زندگی کے سفر میں معمولی شے پر قناعت کی اور رات کے وقت اس طرح نکلے جیسے قیدی قید سے نکلتا ہے اور رات کی تاریکی میں اپنے مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں نماز تہجد میں قیام کیا، پھر جب صبح ہوئی تو اللہ عزوجل نے انہیں اپنا فضل و کرم عطا کر کے ان پر احسان فرمایا، انہوں نے محبوب حقیقی عزوجل کی رضا کی خاطر مشقتیں برداشت کیں، آفات کی کڑواہٹ پر صبر کیا، دھوکہ دہی اور دوری سے بچتے رہے اور صبر پر استقامت کے ساتھ قائم رہے حالانکہ ہر کوئی اس پر قادر نہیں ہوتا، انہوں نے اپنا جان و مال اس کی محبت میں قربان کر دیئے تو انہیں فرحت و مسرت حاصل ہوئی اور محبت تو ہمیشہ اپنے محبوب پر مال و جان لٹانے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اللہ عزوجل نے انہیں اپنی ہم نشینی کے جام سے سیراب فرمایا

تو وہ ایسے دیوانے ہو گئے کہ اللہ عزوجل کی فرطِ محبت سے ان پر کیف وسرور طاری ہونے لگا اور وہ سب اپنے آس پاس سے بے خبر ہو گئے۔ پس عارفین نے اپنی نیند کی لذت کو ترک کر دیا، خائفین نے عاجزی وانکساری اور خشوع وخضوع کی چادر اوڑھ لی، گنہگار رو رو کر اشک برسانے لگے، دیوانگانِ عشق اپنی ٹھنڈی چھاؤں اور گہرے سائے سے نکل پڑے، ذلیل وحقیر اپنی دوری کی وجہ سے حسرت وافسوس میں غوطہ زن ہو گئے، نافرمان اپنے وجد (یعنی عشق ومحبت) کی آگ میں جلنے لگے اور عشاق اپنی حد سے نکل کر زبانِ حال سے کہنے لگے: ''اے وہ ذات جس نے میرے دل کو اپنے وصال کا جام پلایا اور اپنے حسن وجمال کا نظارہ کرانے کے لئے اس جام کو میرے لئے مباح فرمایا۔''

مشہور ہو رہا ہے عزوجلال تیرا جاری ہے ہر زباں پر قال و مقال تیرا
تو پردۂ تعین رُخ سے اگر اٹھا دے عالم کو محو کر دے حسن و جمال تیرا
آنکھوں میں عاشقوں کی شکلوں میں مہ رخوں کی جلوہ دکھا رہا ہے یہ خدّ و خال تیرا
گاہے بشکلِ ممکن، گاہے برنگ واجب نظارہ ہو رہا ہے اک با کمال تیرا
نظروں میں اہل دل کی کثرت ہے عین وحدت ہر حال میں ہے مولا قرب و وصال تیرا
خود کر کے عشق اپنا پردے میں کیوں چھپا ہے شاہد ہے مجلسوں میں یہ وجد و حال تیرا
مل جائے جام وحدت گر واعظا مجھے بھی مٹ جائے دل سے تیرے یہ قیل و قال تیرا
مرنے سے اپنے پہلے مر کر ہوا جو واصل حاصل ہوا اسی کو پیارے وصال تیرا
جب تجھ میں اشرفی ہے اور اشرفی میں تو ہے پھر کیا سمجھ میں آئے ہجر و وصال تیرا

(حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں)

اللہ تعالٰی بڑی عزت والا، سب پہ غالب ہے

العزیز۔ عزت سے ہے جس کا معنی قوت وشوکت بھی ہے اور غلبہ بھی۔ کفار کی ایک دیوی کا نام عزیٰ تھا جو کہ عزیز یا اعز کا مونث ہے۔ دنیاداروں کا مال ودولت کو عزت کا باعث سمجھنا بھی ایک بت ہی ہے جو ان کو بہت پیارا ہے، جس پر وہ اپنا مال جان سب کچھ قربان کر دیتے ہیں۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے ایک موقع پر معاذ اللہ! اپنے آپ کو اعز اور حضور علیہ السلام کو اذل کہا (لیخرجن الاعز منها الاذل) اللہ تعالٰی نے فرمایا: وللہ العزۃ ولرسولہ و للمومنین۔ عزت تو اللہ، رسول اور ایمانداروں کے لئے ہے اور منافقوں کے سردار کو اللہ تعالٰی نے ذلیل ورسوا کر دیا۔ قرآن پاک میں یہ نام چوبیس مقامات پہ حکیم کے ساتھ آیا ہے۔ پانچ مقامات پہ رحیم کے ساتھ، دو مقامات پر غفور کے ساتھ تین جگہ غفار کے ساتھ ایک جگہ مقتدر کے ساتھ، ایک جگہ وہاب کے ساتھ، دو جگہ حمید کے ساتھ، چار جگہ حلیم کے ساتھ ان سب جگہوں پہ عزیز پہلے ہے اور دوسرا نام بعد میں۔ دو جگہ قوی عزیز ہے۔ جو شخص چالیس دن تک چالیس مرتبہ اس بابرکت نام کا ورد کرے اللہ تعالٰی اس کو اپنے کرم سے معزز و مستغنی فرما دے گا اور جو شخص نماز فجر کے بعد اکتالیس مرتبہ پڑھتا رہے وہ ان شاء اللہ عزت پائے گا اور کسی کا محتاج نہ ہوگا۔

میرے معبود اے میرے اللہ اے میرے بے نیاز شاہنشاہ
جملہ عالم کا کارساز ہے تو خلق پرور جہاں نواز ہے تو
لطف ہر نیک و بد پہ عام ترا ارحم الراحمین ہے نام ترا

اللہ تعالیٰ سب سے زبردست اور عزت وعظمت والا ہے

الجبار، جبر سے ہے جس کا معنی ہے درستگی اور اس کے مقابلہ میں کسر کا لفظ آتا ہے جس کا معنی ہے شکستگی، انسان کو اگر جبار کہا جائے تو یہ بھی جبار النخل سے ہوگا جس کا معنی ہے کھجور اتنی بلند کہ جس پر چڑھنے کا انسان میں حوصلہ نہ ہو سکے۔ چونکہ سرکش لوگ خلق خدا کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور اپنے اوپر کسی کا کوئی حق نہیں سمجھتے۔ اس لئے وہ جبار کہلانے کے سزاوار و حقدار ہیں۔ قرآن پاک میں سورۂ ہود کے اندر ہے۔ واتبعوا امر کل جبار عنید اور سورۂ ابراہیم میں ہے۔ و خاب کل جبار عنید اسی طرح سورۂ مومن، مریم، قصص، مائدہ اور شعراء میں بھی یہ لفظ ایسے ہی انسانوں کے لئے استعمال ہوا ہے جبکہ سورۃ ق میں یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منفی صفت میں آیا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبار ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا نحن اعلم بما یقولون وما انت علیھم بجبار ہم خوب جانتے ہیں جو وہ (کفار قریش) کہہ رہے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔ (آیت: ۴۵) یعنی آپ انہیں بزور اسلام میں داخل کرنے والے نہیں ہیں بلکہ آپ کا کام صرف دعوت دینا اور سمجھا دینا ہے اور یہ قتال کا حکم آنے سے پہلے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ جبار ہے کیا مطلب؟ وہ ریڑھ کی ہڈی کی گرہوں کو پیوستگی دینے والا، شکستہ دل انسانوں کو ڈھارس دینے والا، کشتی شکستگان کو ساحل پر پہنچانے والا، دوائے دردمنداں اور مرہم شکستہ دلاں ہے۔ اسی جبر سے جبروت مبالغہ کا صیغہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ سبحان ذی الملك والملکوت و الجبروت و الکبریاء و العظمة (حصن حصین بحوالہ طبرانی اوسط)

اس اسم مبارک کے ساتھ تعلق مضبوط بنانے کے لئے اپنے اندر صفت ہمدردی و غمگساری پیدا کی جائے جو شخص روزانہ دو سو چھبیس مرتبہ اس اسم مبارک کو پڑھے گا ان شاء اللہ ظالموں کے ظلم و جبر سے محفوظ رہے گا اور جو شخص چاندی کی انگوٹھی میں یہ نام نقش کرا کے پہنے گا ان شاء اللہ اس کی ہیبت و شوکت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوگی۔

یا الٰہی تو ہے خلاق جہاں در کو تیرے چھوڑ کر جاؤں کہاں
رحم کر مجھ پر خدائے انس و جاں دم بدم یہ ہے مرا ورد زباں
بادشاہا جرم مارا درگزار
ما گنہ گاریم تو آمرز گار

ذکر جاری ہے صبح وشام تیرا

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے محبین کے دلوں کو اپنی محبت کے اسرار سے لبریز کیا اور ان کے چہروں کو اپنے نور سے منور کیا اور چمکتے دمکتے تاجوں سے ان کو عزت و وجاہت عطا فرمائی اور ان کے لئے واضح طور پر ولایت کا فیصلہ فرمادیا اور انہیں راہ معرفت کی ہدایت دی تو وہ ہمیشہ اس کی بارگاہ میں عبادت کرتے رہے۔ ان کے احوال میں تبدیلی نہ آئی۔ اللہ عزوجل

نے انہیں اپنے بھیدوں پر آگاہ فرمایا اور ان کے دلوں پر تجلی فرمائی تو ان کے خالص جواہر کو پاک و صاف فرما کر انہیں مزید ہدایت و بصیرت عطا فرما دی۔ انہیں اپنے دیدار کی پاکیزہ شراب عطا فرمائی اور پردے اٹھا دیئے اور فرمایا: ''میرے محبوب بندوں کو خوش آمدید! آج تم کسی غم سے نہ ڈرو۔'' تو کچھ خوشی سے جھوم اٹھے، کچھ ایسے تھے کہ جب ان پر تجلیاتِ الٰہیہ کی مزید بارش ہوئی تو ان پر راز منکشف ہونے لگے اور بعض نے بارگاہِ خالق عزوجل کا قرب پسند کرلیا۔ ایسوں کی ہی شان میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ان الابرار یشربون من کأس کان مزاجھا کافورًا۝ (پ۲۹، الدھر:۵) بے شک نیک پئیں گے اس جام میں سے جس کی ملونی کافور ہے۔

یہی لوگ بارگاہِ رب العزت جل جلالہ میں قیام کر کے حضوری سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس کی نعمتوں میں غوطہ زن رہتے ہیں، سرکشوں کو توڑتے اور ٹوٹے ہوؤں کو جوڑتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کی شان بیان فرماتا ہے: یوفون بالنذر ویخافون یومًا کان شرہٗ مستطیرا۝ (پ۲۹، الدھر:۷) اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔

ان کا اخلاق صبر و شکر اور شعار خشوع یعنی گڑگڑانا ہے، ان کے افعال رکوع و سجود ہیں، ان کی پسلیاں بھوک سے لپٹ جاتی ہیں، وہ سائل اور فقیر کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ، اللہ عزوجل قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: و یطعمون الطعام علٰی حبہٖ مسکینا و یتیما و اسیرا۝ (پ۲۹، الدھر:۸) اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

ان کی نگاہیں جھکی جھکی، زبانیں خاموش اور چہرے غبار آلود ہوتے ہیں اور وہ فقراء و مساکین سے نرم لہجے میں بات کرتے اور کہتے ہیں: انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزآء ولا شکورا۝ (پ۲۹، الدھر:۹) ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکرگزاری نہیں مانگتے۔

انہوں نے محبت الٰہی عزوجل کے جام پیئے تو ان کے چہرے مشاہدۂ خداوندی عزوجل کے انوار سے آفتاب کی طرح چمک اٹھے اور دنیا کو ان کے سامنے دلہن کی طرح سجا کر پیش کیا گیا لیکن انہوں نے کہا: انا نخاف من ربنا یومًا عبوسا قمطریرا. بے شک اپنے رب سے ڈرتے ہیں ایک سخت دن کے بارے میں (الدھر)

دل میں تو اور لب پہ نام ترا ذکر جاری ہے صبح و شام تیرا
چاند تارے ہوں یا گل خوش رنگ جلوہ گر حسن گام گام تیرا
عرش و کرسی و کعبہ گھر میں ترے میرے دل میں بھی ہے قیام تیرا
بلبل و کوئل اور پپیہے کی نغمگی میں بھی ہے پیام تیرا
کون ناکام تیرے در سے گیا لطف یا رب ہے سب پر عام ترا
جو بھی آیا ہے جائے گا اک دن صرف باقی رہے گا نام تیرا
مئے عرفاں کا پیاسا ہے عابد میرے لب تک بھی آئے جام تیرا

(عابد برھانپوری)

اللہ تعالیٰ بڑائی و کبریائی والا ہے

المتکبر، کبر سے ہے جس کا معنی ہے رفعت، بزرگی، شرف، اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور تمام صفات میں عظمت و بڑائی والا ہے اور اپنی بڑائی کا اظہار اس کے شایانِ شان ہے کیونکہ اس کا ہر کمال عظیم ہے اور ہر صفت عالی ہے مخلوق میں کسی کو حق نہیں کہ تکبر یعنی اپنی بڑائی کا اظہار کرے بندے کے لئے عجز و انکسار ہی شایاں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: وله الكبريا في السموات والارض (الجاثیہ:۳۷) اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں۔ بندے کا متکبر ہونا اس لئے برا ہے کہ اس میں شرافت و بزرگی ذاتی نہیں صرف اضافی صفات سے جھوٹے غرور میں آ کر متکبر بن جاتا ہے اور اپنے علاوہ دوسروں کو حقیر جاننے لگتا ہے۔ پھر اس کو اگر متکبر کہہ دیا جائے تو برا مناتا ہے۔ قرآن پاک میں اہل دنیا کے لئے یہ لفظ سورۂ مومن، نحل اور زمر میں آیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے صرف ایک جگہ سورۂ حشر میں آیا ہے۔ اس بابرکت نام سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ دنیاداروں میں جو متکبر ہوں ان کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و خوار نہ ہونے دے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کو ہر وقت اپنے پیشِ نظر رکھے، اپنے آپ کو متواضع بنائے اور مساکین و فقراء سے نفرت نہ کرے، جو شخص کثرت سے اس اسم مقدس کا وظیفہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عزت و شرف عطا فرمائے گا اور اگر ہر کام کے آغاز میں یہ اسم پاک بکثرت پڑھے گا تو ان شاء اللہ کامیاب و کامران ہوگا۔

میں بہت لاچار ہوں اے کبریا پنجۂ غم سے مجھے جلدی چھڑا

کون ہے یا رب مرا تیرے سوا یا الٰہی از برائے مصطفیٰ

بادشاہا جرم مارا درگزار

ما گنہ گاریم تو آمرزگار

رحم فرما، رحم فرما ہم پہ رحمٰن و رحیم

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے دلوں کے قفل (تالے) خوشی و مسرت کی چابیوں سے کھولے اور صبح کے وقت چلنے والی ہوا کے آراستہ پیراستہ خوشگوار جھونکوں سے دلوں کو زندگی اور روحوں کو راحت عطا فرمائی۔ اپنے اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلوں کے باغ اپنے جود و کرم اور نعمتوں کے بادل سے سیراب کئے تو اس کی عظیم عطائیں پھیل کر عام ہوگئیں اور تجرید کی بلبلوں کو توحید کی ٹہنیوں پر چھوڑ دیا۔ اب وہ صبح و شام اپنے معبود کا شکر بجالاتے ہوئے اس کی حمد و ثناء میں مشغول ہیں۔ ان کے دلوں کی کلیوں کو ان کے پاکیزہ ذکر کے ساتھ معطر فرمایا تو ان کی خوشبوئیں خوب پھیل گئیں، انہیں اپنی بارگاہِ قرب میں رات کے خیمے تلے جمع کیا اور اپنی محبت کا صاف و شفاف جام پلا کر سخاوت کے پیالوں سے سیراب کیا۔ جب درختوں کے پتوں نے تالیاں بجائیں، بادِ نسیم نے اشعار میں جوانی کے دنوں کا تذکرہ کیا اور ہزار داستان (خوش الحان پرندے) نے اپنی نرم و نازک سریلی آواز میں گیت گائے تو ہر عاشق صادق اپنے پرانے وعدے کا مشتاق ہو کر بے قرار ہوگیا۔ ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو مدہوش ہونے کے بعد ہوش میں آگئے اور کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنے نشانات کو ہی ختم کر دیا۔ بعض جھومتے اور لڑکھڑاتے ہوئے حیران و سرگرداں پھرنے لگے، بعض نے عشقِ الٰہی عزوجل کو چھپایا، بعض ظاہر ہوگئے، کسی نے عاجزی و انکساری اور خشوع و خضوع کا لباس پہن لیا جبکہ بعض

آوارہ ہوکر رسوا ہو گئے اور لباسِ شہرت پہن لیا۔ بہر حال یہ سب سحری کی خلوتوں میں پھٹے پرانے کپڑوں کی دھجیاں بکھیر ڈالتے اور محبت الٰہی عزوجل میں پردوں کو چاک کر دیتے، تو مالک دو جہاں، خالق انس و جاں اللہ رب العلمین عزوجل نے ان پر رحم فرماتے ہوئے انہیں معاف کر دیا اور ارشاد فرمایا: لیس علیکم جناح (پ۲، البقرہ:۱۹۸) تم پر کچھ گناہ نہیں۔

رحم فرما رحم فرما ہم پہ رحمٰن و رحیم
ہم گناہ گاروں پہ کیجیے اپنا بس لطف عمیم

بارش رحمت نہ ہو رحمت ہمارے واسطے
ہم غریبوں اور مسکینوں کی حالت ہے سقیم

اے خدا ہر شے گراں ہے صرف ارزاں مگر نفس
ہے ہر اک جا ہے میں انسان آج شیطان رجیم

گرم ہے بازار عیاری کا دنیا میں بہت
ہیں لٹیرے غیرت ایمان کے ہر جا لئیم

ہر جگہ سیلاب ہے مکر و سیاست کارواں
ہو رہی ہے غرق بستی امن انسان کی عظیم

دینداری کے لبادے میں بھی ہے دنیا چھپی
حرص مال و زر نے مسکن کر لیا نارِ جحیم

ہے فقط رسمی رواجی آج اسلامی روش
اب جدید اسلام سے لرزاں ہے اسلام قدیم

نام تو اسلام کا ہے کام خواہش نفس کا
دل تو ہے سینوں میں لیکن وہ نہیں قلب سلیم

بدعقیدہ بے ادب گستاخ اہل اللہ کے
منبر و محراب و مسجد کے بنے اہل کلیم

وہ گئی بزم سماع اور رقص و مستی کی روش
صحبت مرشد سے کم لیتے ہیں راہِ مستقیم

قادری علمی درحق میں کہو رو رو کے اب
رحم فرما رحم فرما ہم پہ رحمٰن و رحیم

اللہ تعالیٰ ہر شیٔ کو پیدا فرمانے والا ہے

الخالق، خلق سے ہے اور خلق کا معنی ہے تقدیر و اندازہ، خالق وہ ذات ہے جس نے ماھیات کا اندازہ اور ذوات کا تعین فرمایا اور جو حقائق کو عدم سے وجود میں لایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ان ربکم اللّٰہ الذی خلق السموات والارض (الاعراف) بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا وھو الذی خلق اللیل ...... الذی خلق الموت و الحیوۃ ...... خلق الازواج کلھا۔ وھو بکل خلق علیم۔ وہ وہی ہے جس نے رات کو بنایا۔ وہ جس نے موت و حیات کو پیدا فرمایا۔ جس نے سب کو جوڑا جوڑا بنایا اور وہ پیدائش کی ہر ایک حالت کو جاننے والا ہے۔ اللّٰہ خالق کل شیء وھو علی کل شیء وکیل۔ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا مختار ہے۔ (الزمر:۶۲) خلق کا لفظ قرآن مجید میں کسی مادی شیٔ کو کسی خاص شکل میں تیار کرنے پر بھی آیا ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر۔ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندکی سی صورت بناتا ہوں۔ (آل عمران:۴۹) بسبب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعوائے نبوت کیا اور معجزات دکھائے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ایک چمگادڑ پیدا کریں۔ آپ نے مٹی سے چمگادڑ کی صورت بنائی پھر اس میں پھونک ماری تو وہ اڑنے لگا، چمگادڑ کا مطالبہ انہوں نے اس لئے کیا کہ اس میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ اڑنے والے جانوروں میں بہت اکمل اور عجیب تر ہے اور قدرت پر دلالت کرنے میں اوروں سے ابلغ، کیونکہ یہ بغیر پروں کے اڑتا ہے، دانت رکھتا ہے، ہنستا ہے، اس کی مادہ

کی چھاتی ہوتی ہے۔ بچہ جنتی ہے، دوسرے اڑنے والے جانوروں میں یہ خصوصیت نہیں ہے۔ (خزائن العرفان) مندرجہ بالا آیت کے اس معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ احسن الخالقین ہے۔ جو شخص سات روز تک متواتر اس اسم کو پڑھے گا ان شاء اللہ تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا اور جو شخص ہمیشہ اس بابرکت نام کا وظیفہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو اس کی طرف سے عبادت کرتا ہے اور اس کا چہرہ منور رہتا ہے۔

بخش دے اپنے کرم سے یا خدا ہوں تیرا بندہ سراپا پر خطا
ہے بھروسہ مجھ کو تیری ذات کا یا الٰہی یہ ہے میری التجا

بادشاہا جرم مارا درگزار
ما گنہ گاریم تو آمرزگار

بقا جس کو رہے گی وہ تجلّیٔ خدا ہوگی

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو دلیل کے ساتھ غالب ہے اور اپنے محبین پر تجلی فرمائی۔ ساری کائنات میں تصرف فرماتا ہے، والی مقرر کرتا اور معزول کرتا ہے، اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اپنی راہ میں بڑھ چڑھ کر جہاد کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے پھر وہ پیٹھ نہیں پھیرتا اور اپنے بندے کو قیام اللیل کی توفیق عطا فرماتا ہے تو وہ اس کی اطاعت وعبادت میں خوب کوشش کرتا ہے اور اللہ عزوجل سے سرگوشیوں میں لذت حاصل کرتا ہے۔ خوش بخت وہ ہے جو مالک ومولیٰ عزوجل کے مشاہدے سے کیف و سرور میں راتیں گزارتا ہے۔ رب تعالیٰ اسے محبت کے پیالوں سے قرب کے جام بھر بھر کر پلاتا ہے تو عاشق صادق کا دل غلبہ شوق سے بے چین ہو جاتا ہے پس وہ زبانِ ذوق سے پکار اٹھتا ہے:

''سحری کے وقت ساقی نے جامِ محبت کے ساتھ تجلی فرمائی۔ اس کے قرب سے وحشت دور ہوگئی اور کہا گیا: ''اے وہ شخص جو وصالِ الٰہی کی طلب میں بے چین ہے، سن لے! ہجر وفراق کا زمانہ گزر گیا، جدائی کا وقت ختم ہو گیا اور دور کیے ہوئے کو قرب مل گیا۔ اے میرے محبوب بندو! اب وقت ہے، اگر تمہارا عزم پختہ ہے تو رات کی ان تنہائیوں میں روحوں کو تھکاؤ جن میں کوئی ملامت کرنے والا بھی نہ ہو اور محبتِ حقیقی کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔''

پاک ہے وہ ذات جس نے نظرِ حسنِ انتخاب سے اپنے اولیاء کو دیکھا اور انہیں اپنی عطا سے نعمتوں اور فضیلتوں سے نوازا۔ اس نے ان پر عطائیں اور احسانات فرمائے پھر انہیں مصائب میں مبتلا کیا اور انہیں آزمائش میں ڈالا تو انہوں نے اس کی عطاؤں پر شکر اور آزمائشوں پر صبر کا دامن تھامے رکھا۔ ارادۂ ازلی میں ان کے لئے سعادت مندی سے سرفرازی لکھ دی گئی۔ چنانچہ وہ ان بھلائی والوں میں سے ہو گئے جن کے لئے بھلائی (یعنی جنت) اور اس سے بھی زائد نعمت (یعنی دیدارِ الٰہی عزوجل) ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے انہیں اس کا اہل بنا دیا ہے۔

اللہ عزوجل نے اس گروہ میں سے حضرات اولیاء کرام کو بھلائی کے ساتھ خاص فرمایا تو وہ اس کی محبت میں صفوں کی صفیں چیر کر آگے نکل گئے اور ہلاکتوں کی جولان گاہ میں گھومتے رہے۔ مگر اس کی محبت سے پیچھے ہٹے نہ ہی پیٹھ پھیری۔ اللہ عزوجل نے انہیں

اپنی محبت کی توفیق دی اور اپنی پاک بارگاہ کا قرب و وصال بخشا اور جب ان کو مرتبہ اتصال کی طرف ترقی دی جاتی تو جام وصال سے سیراب فرمایا پس وہ اس کا قرب پانے میں کامیاب ہوگئے اور کیف سرور میں زبان حال سے کچھ یوں گویا ہوئے:

ابد کی انتہا ہو گی ہر اک خلقت فنا ہو گی — بقا جس کو رہے گی وہ تجلیٔ خدا ہو گی
ازل سے قبل بھی یا رب تری ہی ذات تھی تنہا — ابد کے بعد بھی یا رب فقط تجھ کو بقا ہو گی
تو ہی معبود ہے مقصود ہے موجود ہے مولا — عبادت ماسوا تیرے بھلا کس کی ادا ہو گی
تری ہی ذات ۔ ہے ہر حال میں پیش نظر یا رب۔ — ہمارے ۔ ہر عمل کی اصل تیری ہی رضا ہو گی
ہویدا ہیں ترے جوبے بہاروں سے ستاروں سے — تجلی تیری یا رب جا بجا جلوہ نما ہو گی
سرِ مقتل بھی یا رب سر مرا خم ہو ترے آگے — نماز عشق زیر خنجر ایسے ہی ادا ہو گی
زمانہ کر رہا ہو گا ستائش مہ جبینوں کی — لب عابد پہ جاری صرف تیری ہی ثنا ہو گی

(عابد برھانپوری)

اللہ تعالیٰ عدم سے وجود میں لانے والا ہے

البارئ: باب نصر ینصر سے ہے اور اس کے معنی بھی وہی ہیں جو خالق کے ہیں مگر یہ بابرکت نام خلق حیوانات کے لئے زیادہ مستعمل ہے اور عدم سے وجود میں لانے کے لئے بھی۔ قرآن مجید میں ہے **توبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم** اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو دیہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے۔ (یہ قتل بنی اسرائیل کے لئے گوسالہ پرستی کے گناہ کا کفارہ تھا) اس نام مبارک کی برکت یہ ہے کہ اگر کوئی بانجھ عورت سات دن روزے رکھے اور ہر روزہ پانی سے افطار کرنے کے بعد اکیس مرتبہ البارئ المصور پڑھے تو ان شاء اللہ اولاد نرینہ نصیب ہوگی۔

حمد لائق ہے جناب کبریا کے واسطے — ذات مطلق بانیٔ ارض و سما کے واسطے
در پہ آیا ہوں تیرے عفو خطا کے واسطے — فضل کر یا رب محمد مصطفٰی کے واسطے
سید کونین شاہ انبیاء کے واسطے

پاک ہے وہ ذات جس نے اولیاء اللہ کے وجود سے زمین کو زینت بخشی

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس نے اپنے حسن انتخاب سے نیکوکار اولیاء میں خواص کو خاص فرمایا۔ اس نے حصول مقاصد والی رات میں ان میں سے افضل و اعلیٰ ہستیوں کو عالم اسرار کی سیر کرائی اور وہ اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے کمربستہ ہو گئے تو اس نے انہیں اپنے آزاد اور غلام سب بندوں پر امین بنا دیا۔ ان کے ہاتھوں مانگنے والوں کو مرادیں ملتی اور ان کی برکتوں سے خطا کاروں کی خطائیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ یہ شہریوں اور دیہاتیوں کو نفع پہنچانے کے لئے اللہ عزوجل کے حکم سے دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ ان میں کچھ نقباء ہیں تو کچھ ابدال، بعض نجباء ہیں تو بعض رجال الغیب، بعض اقطاب ہیں اور کوئی غوث کہ اس

کے وسیلہ سے بارشیں برستی، اس کی برکت سے (چوپایوں کے) تھن دودھ سے بھرتے اور پھل اور کھیتیاں سرسبز و شاداب ہوتی ہیں۔ ☆......نقباء 70 ہیں اور یہ مصر میں ہیں، کسی دوسرے شہر میں نہیں ہوتے۔ ☆......ابدال 40 ہیں اور یہ شام میں ہیں اور معرفت و بصیرت رکھنے والوں کونظر آتے ہیں۔ ☆......نجباء 300 ہیں' اللہ عزوجل نے انہیں مغرب میں (شیاطین و کفار سے) جنگ کے لئے مقرر فرمایا' یہ اللہ عزوجل کے دین کے محافظ و مددگار ہیں۔ ☆......رجال الغیب 10 ہیں اور یہ عراق میں ہیں اور ان کا جام محبت ہر طرح کی آمیزش سے پاک وصاف اور شفاف ہے۔ ☆......اقطاب 7 ہیں' جنہیں اللہ عزوجل نے شہروں اور اطراف عالم میں بسنے والوں کے لئے نفع کے لئے سات ملکوں میں پیدا فرمایا۔ ☆......غوث (ہر زمانے میں) صرف ایک ہوتا ہے' جسے اللہ عزوجل عزت وعظمت والے شہر مکۃ المکرمہ (زادھا اللہ شرفا وتعظیما) پر مامور فرماتا ہے۔ پس یہ برگزیدہ بندے اللہ عزوجل کے محفوظ راز اور پوشیدہ علم کے خزانوں پر امین ہیں حتیٰ کہ عمریں ختم ہو جائیں۔ اگر ان ہستیوں کا وجود نہ ہو تو چشمے اور نہریں خشک ہو جائیں۔ اگر ان کے رکوع وسجود نہ ہوں تو بارشیں بند ہو جائیں۔ زمین کھیتی اگانا اور درخت پھل دینا چھوڑ دیں۔ یہ ارادہ الٰہی عزوجل کے دائرے میں رہتے ہیں۔ انہیں بارگاہِ الٰہی عزوجل میں حاضر ہونے سے نہ تو غفلت روکتی ہے نہ ہی اس سے دوری میں قرار آتا ہے۔ جب بادشاہوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے پردوں کو اٹھا دیا جاتا ہے۔ جب سلاطین کے پردے آویزاں ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے اللہ واحد وقہار عزوجل تجلی فرماتا ہے۔ پس اگر وہ تجلی ان میں سے کسی سے پلک جھپکنے کی دیر چھپ جائے تو پہاڑ ٹوٹ کر زمین بوس ہو جائیں اور دنیا میں زلزلہ آجائے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے بعض بندوں کو اپنی بارگاہ کے قریب فرمایا اور انہیں اپنے ماسوا سے چھپا لیا اور کچھ بندوں کو دور کیا اور دوری وفاصلے کی تلوار ان پر چلا دی۔ اس نے حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے لئے دامِ محبت کو نصب کرلیا۔ اس نے طنابِ محبت سے حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کو وابستہ کر دیا تو وہ قابل عزت و باعث فخر مقام پر فائز ہو گئے۔ اس نے تیز نگاہ توفیق کو حضرت سیدنا شفیق بلخی علیہ الرحمۃ کی طرف بھیجا تو انہوں نے شکستگی اور فقر کی رسی سے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس نے حضرت سیدنا ابو یزید علیہ الرحمۃ پر دوسروں سے بڑھ کر کرم فرمایا تو انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی کو لازم کر لیا اور مزید فضل و کرم کے طلب گار ہوئے۔ اس نے حضرت سیدنا معروف کرخی علیہ الرحمہ پر بھلائی کی سخاوت فرمائی تو ان کا دل معرفت وبصیرت سے آباد ہو گیا۔ اس نے حضرت سیدنا فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر فضل خاص فرمایا تو وہ انتہا درجہ کی عبادت کے لئے مستعد ہو گئے اور قرب الٰہی عزوجل کے حصول کے لئے شب بیداریاں شروع کر دیں اور اس نے حضرت سیدنا منصور حلاج علیہ الرحمۃ کو مزاج کی تبدیلی کا جام پلایا تو وہ عشق حقیقی کے نشے میں مست ہو گئے، جوش بڑھ گیا، اسرار الٰہی عزوجل کو ظاہر کر دیا۔ زبانِ وجد سے ایسی بات ظاہر ہوئی کہ ظاہری حدود سے باہر ہو گئے اور صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

ولی راولی می شناسد

امام اہل سنت، حضرت سیدنا امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: ''غوث بالیقین اس (یعنی ولی مسمی بالخضر) سے افضل ہوتا ہے کہ وہ اپنے دورے میں سلطان کل اولیاء ہے۔ یونہی امامین، یونہی افراد، یونہی اوتاد، یونہی بدلاء، یونہی ابدال کہ یہ سب

یکے بعد دیگرے باقی اولیائے دورہ (یعنی زمانہ) سے افضل ہوتے ہیں۔امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب ''الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر'' میں فرماتے ہیں:

ان اکبر الاولیاء بعد الصحابة رضی الله تعالی عنهم القطب ثم الافراد علی خلاف فی ذالك ثم الامامان ثم الاوتاد ثم الابدال ...... اقول: والمراد بالا بدال البدلاء السبعة لما ذکر بعده ان الابدال السبعة لا یزیدون ولا ینقصون وهو لاء هم البدلاء اما الا بدال فاربعون بل سبعون کما فی الاحادیث ۔ (الفتاوی الرضویہ، ج ۲، ص ۸۷)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سب سے بڑا ولی قطب ہوتا ہے، پھر افراد، اس میں اختلاف ہے، پھر امامان، پھر اوتاد، پھر ابدال...... میں کہتا ہوں: ابدال سے مراد سات بدلاء ہیں، اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے بعد مذکور ہے کہ بے شک ابدال سات ہیں، نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ کم اور یہی بدلاء ہیں۔رہے ابدال تو وہ چالیس بلکہ ستر ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے۔

حضرت سیدنا امام محقق، علامہ محمد یوسف نبہانی قدس سرہ النورانی اپنی کتاب ''جامع کراماتِ اولیاء'' میں ان مبارک ہستیوں کی اقسام کی وضاحت یوں کرتے ہیں: ''اقطاب: یہ حضرات اصالتاً یا نیابتاً سب احوال و مقامات کے جامع ہوتے ہیں...... مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت استعمال ہو تو ایسے عظیم انسان پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہی ہوتا ہے، اسی کو غوث بھی کہتے ہیں۔یہ مقربین خدا سے ہوتے ہیں اور اپنے زمانے میں گروہِ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں...... اوتاد: یہ صرف چار حضرات ہوتے ہیں۔کسی دور میں ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی...... ان چار میں سے ایک کے ذریعے اللہ عزوجل مشرق کی حفاظت فرماتا ہے اور ایک کی ولایت مشرق میں ہوتی ہے، دوسرا مغرب میں، تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے۔ان کے معاملات کی تقسیم کعبہ (معظمہ) سے شروع ہوتی ہے...... ان چاروں کے القاب اور صفاتی نام یہ ہیں: عبدالحی عبدالعلیم، عبدالقادر اور عبدالمرید...... ابدال: یہ سات سے کم و بیش نہیں ہوتے۔اللہ عزوجل ان کے ذریعے اقالیم سبعہ کی حفاظت فرماتا ہے۔ہر بدل کی ایک اقلیم ہوتی ہے جہاں اس کی ولایت کا سکہ چلتا ہے...... نقباء: ہر دور میں صرف بارہ نقیب ہوتے ہیں۔آسمان کے بارہ ہی برج ہیں اور ہر ایک نقیب ایک ایک برج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے۔اللہ عزوجل نے ان نقبائے کرام کے ہاتھوں میں شریعتوں کے نازل کئے ہوئے علوم دے دیئے ہیں۔نفوس میں چھپی اشیاء اور آفتابِ نفوس کا انہیں علم ہوتا ہے۔نفوس کے مکروخداع کے استخراج پر یہ قادر ہوتے ہیں۔ابلیس ان کے سامنے یوں منکشف ہوتا ہے کہ اس کی مخفی قوتوں کو بھی یہ جانتے ہیں جنہیں وہ خود نہیں جانتا۔ان کے علم کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اگر کسی کا نقش پا زمین پر لگا دیکھ لیں تو انہیں اس کے شقی وسعید ہونے کا پتہ چل جاتا ہے...... نجباء: ہر دور میں آٹھ سے کم و بیش نہیں ہوتے۔ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں حالانکہ ان علامات پر ضروری نہیں کہ انہیں اختیار بھی ہو۔بس حال کا ان پر غلبہ ہوتا ہے، اس حال کے غلبہ کو صرف وہ حضرات پہچان سکتے ہیں جو رتبہ میں ان سے اوپر ہوتے ہیں۔ان سے کم مرتبہ لوگ نہیں پہچان سکتے...... رجال الغیب: یہ دس حضرات ہوتے ہیں۔کم و بیش نہیں ہوتے۔ہمیشہ ان کے احوال پر انوارِ الٰہی کا نزول رہتا ہے لہٰذا یہ اہل خشوع ہوتے ہیں اور سرگوشی میں بات کرتے ہیں...... یہ مستور

(یعنی نظروں سے اوجھل) رہتے ہیں۔ زمین و آسمان میں چھپے رہتے ہیں، ان کی مناجات صرف حق تعالیٰ سے ہوتی ہیں اور ان کے شہود کا مرکز بھی وہی ذاتِ بے مثال ہوتی ہے...... وہ مجسمہ حیا ہوتے ہیں، اگر کسی کو بلند آواز سے بولتا سنتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں اور ان کے پٹھے کانپنے لگتے ہیں۔ اہل اللہ جب بھی لفظ رجال الغیب استعمال فرماتے ہیں تو ان کا مطلب یہی حضرات ہوتے ہیں۔ کبھی اس لفظ سے وہ انسان بھی مراد لئے جاتے ہیں جو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ کبھی رجال الغیب سے نیک اور مومن جن بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ کبھی ان لوگوں کو بھی رجال الغیب کہہ دیا جاتا ہے جو علم اور رزق محسوس حسی دنیا سے نہیں لیتے بلکہ غیب کی دنیا سے علم و رزق انہیں ملتا ہے۔'' (جامع کرامات اولیاء (مترجم) ج۱، ص ۲۳۰ تا ۲۳۹ ملخصاً)

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو صورت بخشنے والا ہے

المصور، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء وہی (اللہ) ہے جو تمہاری تصویر بناتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے (مرد، عورت، گورا، کالا، خوبصورت، بدصورت، سالم، ناقص حضرت سعدی فرماتے ہیں:

دھد نطفہ را صورت چوں پری — کہ کرداست برآب صورت گری

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا مادۂ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس روز جمع رہتا ہے پھر اتنے ہی دن علقہ یعنی خون بستہ کی شکل میں ہوتا ہے پھر اتنے ہی دن پارۂ گوشت کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کا رزق اس کی عمر اس کے عمل اس کا انجام کار یعنی اس کی سعادت و شقاوت لکھتا ہے پھر اس میں روح ڈالتا ہے تو اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' آدمی جنتیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ہاتھ بھر کا یعنی بہت ہی کم فرق رہ جاتا ہے تو کتاب سبقت کرتی ہے اور وہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے۔ اسی پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور داخل جہنم ہوتا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فرق رہ جاتا ہے۔ پھر کتاب سبقت کرتی ہے اور اس کی زندگی کا نقشہ بدلتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے۔ اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور وہ داخل جنت ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی مصور ہے

انسان جو مصور کہلاتے ہیں وہ درحقیقت صورت نہیں بناتے بلکہ صورت کی نقل اتارتے ہیں اور وہ نقل بھی اصل سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ اگر انسان و حیوان یا شجر و حجر کا سایہ نمودار ہو جائے تو اس میں سورج یا چراغ کی کیا فضیلت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اربوں کھربوں صورتیں بنائی ہیں مگر ہر صورت دوسری سے مختلف ہے۔ عالم جمادات کو دیکھو کہ پتھر ایک جنس ہے جس کی ہزاروں اقسام، سینکڑوں رنگ اور بے شمار خواص ہیں کوئی یاقوت ہے، کوئی الماس ہے کوئی نیلم ہے کوئی مرجان ہے دیگر ہزاروں معدنیات کا بھی یہی حال ہے کوئلہ، نمک، تیل وغیرہ عالم نباتات میں غور کرو اب تک تقریباً تیرہ لاکھ اقسام کی جڑی بوٹیاں دریافت ہو چکی ہیں۔ ہر ایک دوسری سے مختلف ہے۔ زمین پہ پھیل جانے والی بوٹیاں، چھت پہ چڑھ جانے والی بیلیں، زمین سے اوپر اٹھی ہوئی بوٹیاں،

پودے، درخت کروڑوں اقسام کے ہیں کوئی صرف سایہ دیتا ہے۔ کوئی پھل اور سایہ دونوں، کوئی عمارت کے کام آئے، ہر ایک کا پتہ پھل، پھول رنگ اور تاثیر مختلف پھر جڑ ھ میں اثر اور ہے' پتے میں اور' اوپر کے حصے کی خاصیت اور ہے اندر کے گودے کی مختلف اور میوے بیج کی علیحدہ علیحدہ، عطر، گوند اور عرق انہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ عالم حیوانات میں آؤ انڈہ دینے والے، بچہ دینے والے، زمین کے اندر گھسنے والے، زمین کے اوپر بسنے والے، دریاؤں والے، چار پاؤں، دو پاؤں اور پیٹ پہ چلنے والے، گھاس کھانے والے، ماس کھانے والے، دودھ دینے والے، گوشت مہیا کرنے والے، بوجھ اٹھانے والے، سواری والے، حملہ کرنے والے، مطیع ہوکر رہنے والے، کروڑہا اقسام ہیں۔ انہی میں پرندے بھی ہیں جو رنگوں، بولیوں اور پرواز کے لحاظ سے مختلف ہیں، اپنی اپنی عادات واطوار کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف' پرواز کی شکلیں اور گھونسلے بنانے کی صورتیں مختلف، عالم انسانیت کو لو رنگ، شکل، زبان جداگانہ، ملک ملک کے باشندوں کی بناوٹ اور خدوخال جدا۔ خود انسان کی قوت ایجاد واختراع اس قدر بڑھ گئی ہے کہ گویا اس کو تصرف تام اور اقتدار کل حاصل ہے۔ پھر عالم روحانیت کی طرف آؤ تو یوں معلوم ہو کہ دنیا و مافیہا تو ایک عالم صغیر ہے جبکہ عالم کبیر تو انسان کا دل ہے جہاں حقائق ومعارف کی نشوونما ہوتی ہے۔ عالم افلاک میں غور کرو تو اس کی وسعتیں بیان سے باہر ہیں۔

یا الٰہی جبکہ ہو محشر بپا　　نار دوزخ سے مجھے لینا بچا
ازبرائے شافع روزِ جزا　　کرمری مقبول یا اللہ دعا

بادشاہا جرم مارا درگزار
ما گنہ گاریم تو آمرز گار

تمام خوبیاں اس کے لئے جس نے ہمیں فقہاء کی پاکیزہ جماعت عطا فرمائی

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو قدیم کی صفت سے متصف ہے، ہر موجود شے کے وجود سے پہلے ہے، فضل وکرم اور جود وعطا اس کے اوصاف ہیں، وہ اپنی وحدانیت میں اولاد اور اباؤ اجداد سے پاک ہے۔ نہ اس کی بیوی ہے، نہ شوہر، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد۔ وہ ریت کے ذروں، پانی کے قطروں اور بالیوں اور انگور کے خوشوں وغیرہ کے دانوں کی تعداد بھی جانتا ہے۔ وہ سخت اندھیری وتاریک راتوں میں خشکی وتری کے ہر ذرے کی حرکت کو ملاحظہ فرمارہا ہے۔ ایسا حکمت والا ہے جو سخت مضبوط چٹانوں سے نہریں نکالتا ہے۔ خشک درختوں سے تروتازہ پھل پیدا کرتا ہے۔ فکریں اس کی تصویر کشی نہیں کرسکتیں۔ ہمتیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں۔ تقدیر اس کے لئے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ زمانے اسے فنا نہیں کرسکتے۔ کسی آنکھ میں اس کے ادراک کی طاقت نہیں۔ وہ یکتا معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عطا کرنے والا ہے، اس کی عطا میں کوئی رکاوٹ ڈالنے والا نہیں۔ اس کے فیصلے کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔ وہ ایسا کریم ہے کہ بندہ کتنی ہی مرتبہ اس کے دروازے سے اعراض کرے پھر بھی اسے بڑے بڑے انعامات عطا فرماتا ہے۔ وہ ایسا حلیم ہے کہ انسان کو گناہوں میں مبتلا دیکھتا ہے پھر بھی اپنے حلم اور مہربانی سے اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ ایسا غفار ہے جو گناہوں کو بخشتا، عیبوں کو چھپاتا اور پچھلے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ وہ ایسا قہار ہے جو سب جابروں، ظالموں پر غالب ہے، سب شکست دینے والوں کو شکست دیتا ہے اور بغض وعناد کی تلوار سونتنے والوں کو شدت وسختی کی مار مارتا ہے۔

جس نے انسانی فکروں کو اپنے عظمت وجلال اور انوار وتجلیات کے ادراک سے گم گشتہ راہ کر دیا اور عقلوں کو اپنی قدیم ذات کی حقیقت تک پہنچنے سے عاجز کر دیا۔ اس نے وضاحت اور کلام کے بعد اپنے اسرار کو اشاروں سے تعبیر کرنے سے زبانوں کو گونگا کر دیا اور اپنا احاطہ کرنے سے دلوں کو حیرت زدہ کر دیا اور اس کا مقصد وہم میں مبتلا کرنا نہیں۔ وہ کریم ہے، عظمت و بزرگی والا ہے، ہمیشہ سے ہے، تنہا ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ وہ کسی کی اولاد، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ ہر طرح کے مماثل، مشابہ ضد اور نقیض سے پاک ہے۔ تمام احسانات پر شکر اور تمام تعریفوں کا مستحق وہ ہے جس نے اپنے گنہگار و ذلیل بندوں پر اپنا خوبصورت پردہ ڈال رکھا ہے۔ وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ ان کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ ربوبیت اس کی پہچان ہے۔ الوہیت اس کی صفت ہے۔ وہ اپنی حقیقت وذات وصفات میں منفرد ہے۔ خیال وگمان سے پاک ہے۔

اپنی بقاء میں فنا اور مثلیت (یعنی ہم مثل ہونے) سے پاک ہے۔ ہر ظاہر و پوشیدہ شئے سے باخبر ہے۔ عقلیں اس کی عظمت میں حیران و ششدر ہیں اور نہیں جان سکتیں کہ وہ کہاں ہے؟ فکریں اس کی بے نیازی کا ادراک کرنے سے عاجز ہیں، کیونکہ اسے علوم عقلیہ سے نہیں جانا جا سکتا۔ پاک ہے وہ معبودِ عظیم جو مماثل و مناسب چیزوں پر غالب ہے اور مشارک ومصاحب سے پاک و بری ہے۔ تائب کی توبہ قبول فرماتا ہے، اس کے دربار کا کوئی دربان نہیں۔ جو اس کے غیر سے امید رکھے، وہ بدبخت ونامراد ہے اور جو اس کے دروازۂ رحمت پر پڑاؤ ڈال لے وہ اپنے مقصد کو پانے میں کامیاب ہے۔ جو اس کے انس کا مزہ چکھ لیتا ہے وہ اس کے لطف وکرم سے عجیب وغریب چیزیں ملاحظہ کر لیتا ہے اور جو اس کے علاوہ ہر چیز سے منہ موڑ لیتا ہے تو وہ نہ صرف اسے بلندی عطا فرماتا ہے بلکہ ترقی عطا فرما کر اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچا دیتا ہے۔ اس سے ضرر ونقصان کو دور کرتا اور ٹوٹے دلوں کو جوڑ دیتا ہے اور رات کے آخری حصے میں ندا فرماتا ہے: ''ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا؟'' وہ سائلین کی حاجات پوری فرماتا ہے اور قبولیت وعنایت کی پوشاکوں کے ساتھ تائبین پر جود وکرم فرماتا ہے۔

پاک ہے وہ ذات

جس کی پاکیزگی کی گواہی تمام آسمان اور اس میں موجود عجائبات قدرت دیتے ہیں۔ جس کی ربوبیت کا اقرار مشارق و مغارب کی زمینیں کرتی ہیں۔ اس نے اپنا قائم و دائم دین لے کر آنے والے اور خصائل حمیدہ اور اوصافِ جمیلہ سے متصف نبی حضرت سیدنا محمد ﷺ کا انتخاب فرمایا اور کائنات کو آپ ﷺ کے وجود باجود سے مشرف فرمایا اور آپ ﷺ کو سعادتِ کاملہ عطا فرمائی اور بلند و بالا مراتب پر فائز فرمایا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام وخلفاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو چنا اور پھر ان کی صحبت میں رہنے والوں کو تابعین بنایا۔ آپ ﷺ کی امت میں سے بطور خاص تابعین پر احسان فرمایا جو زمانہ گزر جانے کے باوجود شریعت اسلام پر قائم رہے۔ پھر ان میں سے چار ہستیوں کا انتخاب فرمایا جنہوں نے ایمان کے ستونوں کی بنا ڈالی اور بندوں کو اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف بلایا۔ پس ان کے علوم سے ساری کائنات بھر گئی۔ ان میں سے ایک حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کا نسب شریف بنو عدنان سے جا ملتا ہے۔ دوسرے حضرت سیدنا امام مالک بن انس اصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو بلند شان و مرتبہ کے مالک ہیں۔ تیسرے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اپنے علم کے ذریعے ظاہری و باطنی طور پر قائل

تعریف راستے پر چلے۔ چوتھے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان چاروں اماموں اور ان کے علوم سے لوگوں کو نفع دیا اور ان سے تکلیف، جہالت اور گمراہی و سرکشی دور فرمائی۔ (اللہ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین بجاہ النبی الامین)

اللہ تعالیٰ درگزر اور پردہ پوشی فرمانے والا ہے

الغفار غفر سے ہے جس کا معنی ہے چھپانا ڈھانپ دینا۔ کہا جاتا ہے غفر المتاع فی الوعاء غفر الشیب بالخضاب۔ کپڑے صندوق میں چھپ گئے۔ سفید بال خضاب میں چھپ گئے۔ اللہ تعالیٰ کا نام غفار اس لئے ہے کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپاتا ہے۔ یعنی جس طرح ہم قابل نفرت چیز پہ مٹی ڈال دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں آلودگیوں سے پاک فرما دیتا ہے۔ اس سے غفور اور غافر بھی ہے۔ غفار قرآن پاک میں تین جگہ آیا ہے۔ سورۂ نوح میں اکیلا انہ کان غفارًا۔ سورۂ مومن اور زمر میں عزیز الغفار۔ اس بابرکت نام سے تعلق پیدا کرنے کے لئے استغفار بکثرت پڑھنا لازم ہے جو شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہو وہ کثرت سے اس اسم پاک کا وظیفہ کرے ان شاء اللہ مغفرت کے آثار اس پہ ظاہر ہوں گے اور جو شخص بعد نماز عصر روزانہ یا غفار اغفرلی پڑھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو اپنے بخشے ہوئے بندوں میں شامل فرمائے گا۔

اے حقیر اب کر دعا حق سے طلب دور کر دل سے مرے رنج و تعب
التجاء میری یہی ہے روز و شب بخش دے میرے گناہ یا رب تو سب

بادشاہا جرم مارا درگزار
ما گنہ گاریم تو آمرز گار

تیرے دَر پراے کریمِ ذوالجلال

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو رؤف، رحیم، کریم اور انتہائی مہربان ہے۔ بھلائی کے بدلے بھلائی (یعنی جنت) عطا فرمانے والا۔ وہ ایسا واحد و یکتا ہے کہ وحدت اس پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ ہی بندوں سے انتہائی محبت پر فخر ہے۔ وہ اپنی بادشاہت میں وزیر، مشیر اور قریبی سے بے نیاز ہے۔ ستاروں سے اوپر اور زمین کی سرحدوں سے آگے جو کچھ ہے اسی کے علم میں ہے۔ پردۂ غیب اس پر کھلا ہوا ہے۔ اس نے اپنی شان کے لائق عرش پر استواء فرمایا جو حرکت، جلوس اور ٹھہرنے سے پاک ہے۔

میں اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے خوفناک چیزوں کو دور فرما دیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ایسی گواہی جیسی حضور نبی کریم ﷺ نے سچائی کی انتہا کو پہنچی ہوئی اپنی مبارک زبان سے دی۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی زبانِ اطہر کو غیر حق اور بے جا کی طرف جانے سے روک دیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک ہمارے سردار حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے معزز لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور آپ ﷺ نے اس جنت کی خوشخبری دی جس کے (پھلوں کے) خوشے جھکے ہوئے ہیں اور اس آگ سے ڈرایا جو سخت بھڑکتی اور شعلے مارتی ہے۔ آپ ﷺ نے اون کا لباس پہنا اور پیوند لگے نعلین مبارک استعمال

فرمائے۔ حالانکہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں بلند و بالا مرتبے پر فائز اور تمام خوبیوں سے موصوف ہیں۔ اے اللہ عزوجل! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ پر رحمت نازل فرما اور ان کے آل واصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جو سردارانِ زمانہ ہیں اور آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے آل واصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سلامتی بھیج جب تک با جماعت نمازوں میں قطار در قطار صفیں قائم ہوتی رہیں۔

تیرے در پر اے کریم ذوالجلال کر رہا ہوں ہاتھ پھیلائے سوال
سر ہے اور سجدہ ترا اے بے نیاز بندۂ عاجز کو کر دے سرفراز
قادر و قیوم، اے عاجز نواز ہم غریبوں کا ہے تو ہی کارساز
چشم و دل کو نور دے اے ذوالجلال ہر طرف آئے نظر تیرا جمال
از طفیل مصطفیٰ و مرتضیٰ
مجھ کو اب ہے تجھ سے تیری التجا

(نظیر اکبرآبادی)

اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے

القہار کا معنی ہے سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا، ہر زبردست کو زیر کرنے والا، ہر غالب سے غالب تر، جس کا نہ کوئی مقابل ہو، نہ اس کے حکم میں کوئی دخل دے سکے نہ اس کا کوئی شریک ہو نہ نظیر۔ سب پر اس کا حکم جاری اور سب اس کے مملوک ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وھو القاھر فوق عبادہ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر کسی انسان کا یہ دعویٰ کہ وہ کسی دوسرے انسان یا قوم و ملک پہ پورا غلبہ رکھتا ہے اتنا ہی غلط ہے جتنا کہ فرعون کا بنی اسرائیل کو یہ کہنا و انا فوقھم قاھرون (الاعراف) اور ہم بنی اسرائیل پہ پورا غلبہ رکھتے ہیں۔ ایسا دعویٰ ذلت و رسوائی اور ہلاکت و تباہی پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جو کہ ہماری روح، ہمارے جسم پر پورا غلبہ رکھتا ہے۔ ہمارا زمین پہ چلنا اور آسمان کے نیچے رہنا اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء سے نفع اٹھانے کا ہمیں موقع دیا ہے ورنہ وہی زمین ہمیں لقمہ بنالے اور یہی آسمان ہمیں جلا کر راکھ کر دے۔ قرآن مجید میں سورہ یوسف، رعد، ص، زمر، ابراہیم اور المومن کے اندر واحد کے لفظ کے ساتھ یہ اسم پاک آیا ہے۔ مثلاً المومن میں فرمایا لمن الملک الیوم للّٰہ الواحد القھار۔ آج کس کی بادشاہی ہے۔ اللہ ہی کی ہے جو واحد و قہار ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والوں کو عبادت و اطاعت اور خوف خدا اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیے۔ جو شخص دنیا کی محبت میں گرفتار ہو وہ کثرت سے اس نام مبارک کا وظیفہ کرے ان شاء اللہ اس کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہے گی اور خدا کی محبت پیدا ہوگی۔

جز سیاہ کاری و بدکاری نہ دنیا میں حصول عمر عصیاں میں گنوائی اس لئے ہے دل ملول
کر نگاہ لطف تا ہو دولت ایماں قبول یا الٰہ العالمین یہ عرض ہو میری قبول
"استجب ھذا دعاءی مصطفیٰ کے واسطے

آغاز ترے ہیں تو یہ انجام ترے ہیں

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو ابتداء سے انتہاء تک غالب ہے، اس کی نعمت مومن و کافر دونوں کی کفالت کرتی ہے اور اس کی قدرت روشنی اور تاریکی ظاہر کرتی ہے، اس کی رحمت اسے بھی شامل ہے جس نے اپنی زندگی نافرمانیوں میں ضائع کر دی، کتنے ہی امیروں کو اس نے فقیر بنایا اور کتنے ہی فقیروں کو غنی کر دیا، مسکین پر رحم فرمایا، ٹوٹے ہوئے کو جوڑا، گناہوں کو معاف کیا، ویران دلوں کو آباد کیا، سینوں کو کشادگی عطا فرمائی، مظلوموں کی خاطر اپنا درِ رحمت کھول دیا، فرشتے بھی اس کی ہیبت سے تھر تھر کانپتے ہیں پس وہ کثرت سے اس کی تکبیر و تہلیل کرتے ہیں۔ اسی کے حکم سے کشتی چلتی ہے۔ اس نے اپنی رحمت کو ثابت کر دیا ہے اور فرشتوں کو اپنی اس بات پر گواہ بنالیا ہے کہ وہ ہمیشہ خطاؤں کو بخشنے والا ہے، عظمت و تقدیس والا ہے، اسی کو یاد کیا جاتا ہے، وہی معبودِ عظیم ہے، اسی کا حمد و شکر کیا جاتا ہے، وہ نچلی سے نچلی چیز کو بھی ملاحظہ فرماتا ہے کیونکہ وہ سمیع و بصیر (یعنی سننے، دیکھنے والا) ہے ذہن میں پیدا ہونے والی سوچ کو بھی جانتا ہے کیونکہ وہ علیم و خبیر (یعنی جاننے والا اور باخبر) ہے، سب کچھ فنا ہو جائے گا مگر وہ باقی رہے گا اور وہ اس پر قدرت رکھتا ہے، زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور اس نے ہر شے کو پیدا فرمایا اور اس کا ایک خاص اندازہ رکھا۔ اے انسان! تیرے گناہوں کو جاننے کے باوجود تجھے عطا کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ''وما کان عطا ربك محظورا ۝ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۰) اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں۔''

اس پر نہ تو کسی قسم کا حجاب ہے کہ وہ چھپا ہوا ہو اور نہ ہی وہ جسم رکھتا ہے کہ مقید ہو، اس نے ذمہ دار لوگوں کا انتخاب فرمایا، ان کے چہروں کو نور عطا فرمایا، ان کے دلوں کو اپنی محبت اور کیف و سرور سے بھر دیا اور انہیں اپنی معرفت کا وافر حصہ عطا فرمایا۔ جب اہل معرفت نے ہجر و فراق کا شکوہ کیا تو اس نے ان کے لئے امان نامہ لکھ دیا۔ ان کو غافل لوگوں کے درمیان بیدار کئے رکھا اور ان کے اور غافلوں کے درمیان پردہ حائل کر دیا۔ جب انہوں نے اس کی عبادت میں اپنے آپ کو تھکایا اور اپنے چہروں کو تاریکیوں کے پردوں میں چھپایا تو اس نے بعض کو مخلوق کے درمیان (ولایت کا) سورج اور بعض کو (ولایت کا) چاند بنا دیا، انہیں اپنے خطاب کی اچھی طرح سمجھ عطا فرمائی اور اپنے عتاب کی لذت سے لطف اندوز کیا، اپنے قرب کے جام سے شرابِ طہور پلا کر انہیں مقامِ قرب عطا فرمایا اور پھر بند دروازے کھول کر ان کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے۔

پاک ہے وہ معبود جس نے سالوں اور زمانوں کو پھیرا اور کچھ دنوں اور مہینوں کو دوسروں پر شرف عطا فرمایا اور اوقاتِ عبادات کو دوسرے تمام اوقات پر فضیلت عطا فرمائی۔

آغاز ترے ہیں تو یہ انجام ترے ہیں　　تو قادر مطلق ہے صبح و شام ترے ہیں
تو مالک کل کون و مکان دونوں جہاں ہے　　یہ قیصر و کسریٰ و در و بام ترے ہیں
تو خالق و یکتا ہے تری حمد کروں کیا　　غنچے ترے گل ترے یہ گلفام ترے ہیں
گنتی نہیں جس کی وہ ترے نامِ ''مقدس''　　رحمان پکاروں کہ خدا نام ترے ہیں

جو کچھ بھی ملا تیری عطا تیرے کرم سے
نزھت کہ خوشا کتنے یہ اکرام تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ سب کچھ عطا فرمانے والا ہے

الوہاب کے معنی ہیں کثیر العطاء اور دائم العطاء۔ یہ ھبہ سے ہے جس کا معنی ہے وہ عطیہ جو بغیر کسی غرض، امید اور عوض کے ہو۔ جب حضرت ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام عطا فرمائے تو انہوں نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا: الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل و اسحاق (ابراہیم) تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے بڑھاپے میں مجھے اسماعیل واسحاق عطا فرمائے۔ سورۂ ص میں فرمایا: ووھبنا لداؤد سلیمٰن. ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان عطا فرمایا۔ وہاب وہ ہے جو عطائے صوری و معنوی اور عطیات دنیوی واخروی کا مالک ہے۔ یہی اسم پاک ہے جو بتاتا ہے کہ بندہ کے پاس کچھ نہیں جو کچھ ہے سب اللہ کی عطا اور اس کا جود لاانتہا ہی ہے جو شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہو وہ کثرت سے اس اسم مبارک کو پڑھے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے یا چاشت کی نماز کے آخری سجدہ میں چالیس مرتبہ یہ اسم پڑھا کرے تو اللہ تعالیٰ فقر و فاقہ سے ان شاءاللہ اس کو حیرت انگیز طریقے سے نجات بخشے گا اور اگر کوئی خاص حاجت درپیش ہو تو گھر یا مسجد کے صحن میں تین بار سجدہ کر کے ہاتھ اٹھائے اور سو مرتبہ یہ اسم پڑھے ان شاءاللہ حاجت پوری ہوگی۔

یاالٰہی مجھ میں ہے ساری سیہ کاری بھری   نام نیکی کا نہیں ہے حد سے زائد ہے بدی
رات دن روتا ہوں اپنی دیکھ کر آلودگی   دور کر رنج دلی ہے سخت مجھ کو بیکلی
اس شہ صدیق اکبر باصفا کے واسطے

کون کس طرح اللہ تعالیٰ کی پاکی بولتا ہے؟

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے جس کے فضل و کرم کا ہر دیہاتی و شہری نے اعتراف کیا۔ ہر صبح و شام آنے والا اس کے دریائے کرم سے سیراب ہوا۔ اسی کے فضل و کرم سے صبح کے بادل برسے۔ چمکتے دن اور رہنمائی کرنے والی رات نے اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کی۔ اس کی حکمت سے کائنات نے اہل عقل و دانش کے لئے گفتگو کی۔ چنانچہ آسمان کہتے ہیں: ''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی قدرت سے ہمیں بلند کیا اور اپنی قدرت سے روکے رکھا، وہی ہمارا سہارا ہے۔'' زمین کہتی ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر شے کو علم کے اعتبار سے وسعت دی اور فرشِ زمین کو پانی پر بچھایا اور اسے چلنے کے لئے نرم کیا۔'' پہاڑ کہتا ہیں: ''پاک ہے وہ ذات جس نے میرے پہلوؤں کو قوت دی اور میری بنیادیں اور جڑیں مضبوط کیں۔'' دریا کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے اپنی مرضی سے چلایا، مجھ سے نہریں جاری کیں اور مجھے سیراب کرنے کی قوت عطا کی جو میرا قصد کر کے میرے پاس آئے۔'' عارف کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی طرف میری رہنمائی فرمائی اور اپنی ذات کو میری پناہ گاہ بنایا۔'' عالم کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے میرے فہم کے دروازے کھولے اور دین کے احکام سیکھنے اور اس کے لیے محنت کی توفیق عطا فرمائی۔'' عابد کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے اپنا مقصود پانے کے لئے راتوں کو بیدار رکھا اور مجھے ذکر و اذکار اور وظائف کے لئے

قیام کی توفیق عطا فرمائی۔'' گنہگار کہتا ہے: ''پاک ہے وہ ذات جس نے میرے گناہوں پر باخبر ہونے کے باوجود میری پردہ پوشی فرمائی اور مجھے ''رحمت'' سے ڈھانپے رکھا۔ جب میں نے توبہ کی تو ''رحمت'' سے متوجہ ہوا اور مجھے ہدایت دی اور میرے برے حال کے بعد مجھے نیک بننے کی سعادت عطا فرمائی۔

پاک ہے وہ جو معبود ہے، وہ ہر رات آسمان دنیا پر (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتا ہے اور ندا دیتا ہے: ''ہے کوئی توبہ کرنے والا؟ کہ میں اس کی توبہ قبول کروں اور اس کی طرف نظرِ رحمت فرماؤں۔ ہے کوئی استغفار کرنے والا؟ کہ میں اس کی مغفرت کروں اور اسے ہدایت کا راستہ دکھاؤں؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں اور اس کے لئے اپنے فضل کا وعدہ پورا فرماؤں؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ میں اسے منہ مانگا عطا کروں اور اس پر اپنے انعام و اکرام کی بارش برساؤں۔''

اے غافل انسان! کب تک اس غفلت اور سرکشی میں رہے گا؟ ندامت اور معذرت کے قدموں پر کھڑا ہو جا اور اپنے پیاسے دل کا علاج مسلسل ذکرِ الٰہی عزوجل سے کر اور سحری کے وقت عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ عزوجل کے حضور کھڑا ہو جا۔

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا ترا
نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں آنکھیں مشتاق رہیں دل میں ہو جلوہ تیرا
چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدا تیرا
بے نوا مفلس و محتاج و گدا کون کہ میں صاحبِ جودو کرم وصف ہے کس کا؟ تیرا
آفریں اہلِ محبت کے دلوں کو اے دوست ایک کوزے میں لئے بیٹھے ہیں دریا تیرا
اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندہ تیرا
اب جماتا ہے حسنؔ اس کی گلی میں بستر
خوب رویوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

(مولانا حسن رضا خان بریلوی)

اللہ تعالیٰ ہی بڑا رزق دینے والا ہے

الرزاق، وہ تمام چیزیں جن سے انسان لطف اندوز ہوتا ہے۔ حسّی اور ذہنی انتفاع حاصل کرتا ہے رزق میں شامل ہے بلکہ فائدہ اٹھانے والا ذہن میں یہ بعد میں آتا ہے' اس کے رزق کا انتظام پہلے ہو چکا ہوتا ہے۔ انسان کے پیدا ہونے سے پہلے زمین ہوا پانی کی ضرورت تھی تو اللہ نے یہ چیزیں انسان کی آمد سے پہلے بنا دیں بچہ پیدا ہوتا ہے تو فوراً ماں کی چھاتی سے دودھ نکالنے کا مشکل ترین طریقہ اس کو سکھا کر بھیجا جاتا ہے۔ بعض دفعہ نیابۃً رزق دینے والے والدین، حاکم، محسن، بادشاہ کو یہ گمان ہو جاتا ہے کہ وہ کسی کو رزق دے رہے ہیں۔ اگر ان کو عارضی طور پر رزق دینے والا سمجھ بھی لیا جائے تو اسی لئے ہی فرمایا واللہ خیر الرازقین۔ جو جس چیز کا بھوکا ہے (روٹی، گوشت، گھاس، ذوق و شوق، محبت، ذکر یہ تمام رزق پہنچانا اسی رزاق مطلق کا کام ہے) ایک غذا میں معدہ اعصاب، شریانیں، جگر، طحال، قلب و دماغ کے پرورش کرنے والے الگ الگ اجزاء ہیں۔ ہر عضو اپنی اپنی غذا کا حصہ چوس لیتا

ہے اور دوسرے عضو کا چھوڑ دیتا ہے۔ ایک ہی جسم میں رزق کی ایسی تقسیم رازق مطلق کے سوا کون کرسکتا ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق قائم کرنے والوں کو چاہیے کہ بھوکوں کو روزی کھلائیں اور رمضان میں سحری وافطاری کا انتظام کیا کریں۔ جو شخص صبح کی نماز سے پہلے اپنے مکان کے چاروں کونوں میں دس دس مرتبہ یہ اسم پڑھ کر دم کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رزق کے دروازے ان شاء اللہ کھول دے گا اور بیماری و مفلسی اس کے گھر میں نہ آئے گی۔ دائیں کونے سے شروع کرے اور منہ قبلہ کی طرف رکھے۔

یا الٰہی تو غنی ہے اور میں ہوں بے نوا خواستگاری تجھ سے ہے میری بھی اے رب العلا
سبز کر نخل تمنا تا کہ پاؤں مدعا فضل کے ہاتھوں سے مجھ کو میوۂ مقصد کھلا
اس عمر فاروق عادل بے ریا کے واسطے

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا مشکل کشا ہے

الفتاح فتح یفتح سے ہے جس کا معنی ہے کھولنا سورۂ یوسف میں ارشاد ہوا ولما فتحوا متاعھم۔ جب انہوں نے اپنا سامان کھولا۔ قیامت کے دن کو یوم الفتح اس لئے کہا گیا ہے کہ اس دن ساری حقیقت کھل جائے گی۔ چابی کو مفتاح کہا جاتا ہے کیونکہ اس سے تالا کھولا جاتا ہے۔ سورۃ الحمد کو فاتحۃ الکتاب کہتے ہیں کیونکہ اس سے کتاب اللہ کے مضامین کا دروازہ کھلتا ہے۔ فتوح موسم بہار کی بارش کو بھی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فتاح ہے کیونکہ وہی مشکلات و مبہمات کو کھولتا ہے، دل کو حق کے لئے کھولتا ہے، زبان پہ علوم کے دروازے کھولتا ہے، آنکھوں سے انکشاف علوم کے ساتھ پردوں کو کھولتا ہے۔ اہل حق اور اہل باطل کے درمیان فیصلہ فرما کر حقیقت کو کھول دے گا۔ صارفین کے صدق کو اور کاذبین کی اصلیت کو سب پر کھول دے گا۔ اس اسم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے حاجت مندوں کی مدد میں ہمدردی کے ساتھ حصہ لیا جائے۔ جو شخص نماز فجر کے بعد دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر ستر مرتبہ یہ اسم پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا دل نور ایمان وایقان سے روشن اور منور ہو جائے گا۔

فضل کر اپنا تو اے رب قدیر از برائے حضرت پیرانِ پیر
یا الٰہی تو ہے سب کا دستگیر کرلے یا رب عرض میری یہ پذیر
بادشاہا جرم مارا درگزار
ما گنہ گار یم تو آمرز گار

علم والوں کا مرتبہ ومقام رسول خدا ﷺ کی نظر میں

اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام علیم کے بیان سے پہلے اہل علم کے بارے میں اللہ تعالیٰ عزوجل اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پڑھ لیجئے۔ تا کہ علم کی روشنی میں اسم علیم کی وسعت و برکت کو جانیں۔

ارشاد ربانی ہے:

یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتو العلم درجات

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل ایمان اور اہل علم کو درجوں بلند فرماتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

ترجمہ: بیشک علماء ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

☆ **فضل العالم علی العابد سبعین درجة مابین کل درجتین کما بین السماء و الارض** (مجمع الزوائد۔۱/۱۲۶)

ترجمہ: عالم کی عابد پر ستر درجے فضیلت ہے۔ ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ ایسا ہے جیسے زمین و آسمان کا درمیانی فاصلہ۔

☆ **العلماء ورثة الانبیاء یحبھم اھل السماء و یستغفرلھم الحیتان فی البحر اذا ماتوا الی یوم القیامہ** (کنز العمال:۱۰/۱۳۵)

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اہل آسمان ان سے محبت کرتے ہیں۔ جب وہ وصال کر جائیں تو سمندر کی مچھلیاں ان کے لئے قیامت تک دعائے مغفرت کرتی رہیں گی۔

☆ **اذا کان یوم القیامة یؤزن دم الشھداء بمداد العلماء فیرجح مداد العلماء علی دم الشھداء** (کنز العمال:۱۰/۱۲۳)

ترجمہ: روز قیامت شہید کے خون کا علماء کے قلم کی سیاہی کے ساتھ وزن کیا جائے گا۔ علماء کے قلم کی سیاہی کا وزن شہید کے خون سے بڑھ جائے گا۔

☆ **اول من شفع یوم القیامة الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء** (کنز العمال:۱۰/۱۵۱)

ترجمہ: روز قیامت سب سے پہلے انبیاء کرام شفاعت فرمائیں گے پھر علماء پھر شہداء شفاعت کریں گے۔

☆ **فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد** (ترمذی)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد کی نسبت زیادہ بھاری ہے۔

☆ **تدارس العلم ساعة من اللیل خیر لك من ان تصلی الف رکعة** (ابن ماجه)

علم کی درس و تدریس رات کی ایک گھڑی میں ہزار رکعت نماز نفل سے بہتر ہے۔

☆ **کن عالماً او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن من الخامس تھلك ۔**

ترجمہ: عالم یا طالب علم یا علماء کی باتیں سننے والا یا ان سے محبت کرنے والا بن جا پانچواں نہ بننا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

☆ **لیس من امتی من لم یجل کبیرنا و یرحم صغیرنا و یعرف لعا لمنا حقه** (مجمع الزوائد/۱۲۷)

ترجمہ: جس شخص نے بڑے کا احترام چھوٹے پر رحم اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانا وہ میری امت سے نہیں۔

☆ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ لا یستخف بھم الامنافق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم و امام مقسط (مجمع الزوائد:۱/۱۲۷)

ترجمہ: سرکار دوعالم ﷺ فرمایا: بوڑھا، صاحب علم اور عادل بادشاہ کو سوائے منافق کے کوئی حقیر نہیں سمجھتا۔

آقا آپ کی اونچی شان	ثنا خوان آپ کا قرآن
جس پہ سایہ نعل تیری کا	سارے جگ کا وہ سلطان
آقا کا جو غلام ہوتا ہے	وہ قابل احترام ہوتا ہے
سارے جگ میں اے ثاقب	اس کا اونچا نام ہوتا ہے

خدا کے مقبول بندے

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

من یرد اللہ بہ خیر یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی ۔(متفق علیہ وہذا لفظ البخاری)

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں جبکہ دیتا اللہ ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: من خرج فی طلب العلم کان فی سبیل اللہ حتی یرجع او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔(رواہ الترمذی وحسنہ والطبرانی)

جو شخص حصول علم کے لئے نکلا وہ اس وقت تک اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ وہ واپس نہیں لوٹتا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیھا الاذکر اللہ و ما والاہ و عالم او متعلم (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) ۔(رواہ الترمذی وحسنہ وابن ماجہ)

اللہ کا ذکر اور اس کا دم بھرنے والے اور عالم اور طالب علم ان کو چھوڑ کر بقایا دنیا و مافیہا سب ملعون ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

من تعلم علما مما یبتغی بہ وجہ اللہ، لا یتعلمہ الا لیصیب بہ عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنۃ یوم القیامۃ یعنی ریحھا ۔(رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

جس نے علم حاصل کیا جس سے اللہ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے لیکن وہ یہ علم حصول دنیا کے لئے سیکھتا ہے تو قیامت کے روز وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

☆ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم تو حضور ﷺ نے فرمایا۔

فضل العالم علی العابد، کفضلی علی ادناکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ و ملائکتہ واھل السموات و الارضین حتی النملة فی جحرھا و حتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر(او کما قال علیہ الصلوٰة والسلام) (رواہ الترمذی وحسنہ والدارمی)

عابد پر عالم کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے ایک ادنیٰ (صحابی) پر ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے (تمام) زمین و آسمان والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلیاں (بھی) اس شخص کے لئے رحمت مانگتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔

☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

من سلک طریقا یبتغی فیہ علما سلک اللہ لہ طریقا الی الجنة و ان الملائکة لتضع اجنحتھا رضاء لطالب العلم: و ان العالم یستغفرلہ من فی السموات ومن فی الارض حتی الحیتان فی الماء و فضل العالم علی العابد، کفضل القمر علی سائر الکواکب، ان العلماء ورثة الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینار اولا درھما انما ورثوا العلم فمن اخذبہ اخذبحظ وافر

(رواہ ابوحنیفہ والترمذی واللفظ لہ)

جو آدمی طلب علم میں کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے اور بے شک فرشتے طالب علم کی رضا کے حصول کے لئے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی مغفرت طلب کرتی ہیں اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے‘ بے شک علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء کرام کی وراثت درہم ودینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث علم ہے پس جس نے اسے پالیا اسے بہت بڑا حصہ مل گیا۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

ان مثل العلماء فی الارض کمثل النجوم فی السماء یھتدی بھا فی ظلمات البر و البحر فاذا انطمست النجوم اوشک ان تضل الھداة (رواہ احمد باسنادہ والدیلمی)

علمائے کرام زمین میں ان ستاروں کی طرح ہیں جن کے ذریعے بحر و بر کے اندھیروں میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور اگر ستارے غروب ہو جائیں تو قریب ہے کہ مسافروں کو راستہ دکھانے والے رہنما بھٹک جائیں۔ (یعنی علمائے کرام نہیں ہوں گے تو عوام گمراہ ہو جائیں گے)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

العلم علمان فعلم فی القلب فذلک العلم النافع و علم علی اللسان فذلک حجة اللہ علی ابن آدم ۔ (رواہ الدارمی والمنذری باسناد صحیح)

علم دو (طرح کے) ہیں۔ایک علم دل میں ہوتا ہے اور یہ علم نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہوتا ہے یہ ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔

ایک اور روایت میں ہے

العلم علمان: فعلم ثابت فی القلب و علم فی اللسان فذلک حجة علی عباده (رواه الدیلمی والبیهقی)

علم دو (طرح کے) ہیں: ایک علم دل میں راسخ ہوتا ہے اور ایک علم زبان پر (جاری ہوتا) ہے پس یہ علم اللہ کے بندوں پر حجت ہے (یعنی اگر صحیح عمل نہیں کریں گے تو یہ ان کے خلاف گواہ ہوگا۔)

تمام تعریفیں اس علام الغیوب کے لئے ہیں......

جس نے علماء کو اعلیٰ اور بلند مراتب پر فائز فرمایا اور اس نے جب اپنے اسماء وصفات کے اسرار کی سمجھ کے لئے نہیں چن لیا تو مراتب کو ان کے لئے پست کر دیا اور انہیں احوالِ معرفت کے لئے جھکا دیا۔ان کی عقلوں کے موتیوں کو (کھرے کھوٹے کی) تمیز کے دھاگے میں مضبوطی سے پرو دیا۔ان کی نشانیاں تمام عالم میں پھیلا دیں۔ان کی قلموں سے حکمتوں کے چشمے جاری کر دیئے۔تو ان میں سے ہر کوئی اپنے مذہب (یعنی فقہ) کے مطابق لکھتا ہے۔چنانچہ،

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمہ نعمت الٰہی عزوجل اور علم وفہم میں اس گروہِ علماء کے بادشاہ ہیں اور حضرت سیدنا امام مالک بن انس علیہ الرحمہ اس گروہ میں فضل وکمال میں فائق ہیں۔انہوں نے حدیث پاک کی راہ ہموار کی اور اپنے حصے کے احکام مرتب فرمائے اور حضرت سیدنا امام شافعی علیہ الرحمہ علم کی بہت زیادہ چاہت رکھنے والے ہیں اور انہوں نے علماء کو علم سے بڑا حصہ پہنچایا اور حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ علماء کے سردار ہیں، ان پر اعتماد کیا جاتا ہے پس وہ اپنے پاس کسی غم سے نہیں گھبراتے اور یہ تمام اہل علم اپنے مالک ومولیٰ عزوجل سے اپنی نیک طلب کے پورا ہونے کے انتہائی خواہش مند اور اس فرمانِ ذیشان کی عملی تفسیر ہیں جو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ پر نازل فرمایا ہے: وقل رب زدنی علما ۞ (پ۱۶،طٰہٰ:۱۱۴) اور عرض کرو کہ اے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔''

آن اماما نے کہ کردند اجتہاد رحمت حق برروان جملہ باد

جنہاں پاک اماماں کیتی کوشش دین وچالے

سبھناں دے روح اوپر ہووے رحمت رب او جالے

بو حنیفہ بد امام باصفا آن سراج امتان مصطفیٰ

حضرت بو حنیفہ رہبر محسن اہل صفائی

دیوے امت پاک نبی ﷺ دے کیتی جگ روشنائی

باد فضل حق قرین جانِ او شاد باد ارواحِ شاگردانِ او

ہووے ساتھی جان اونہاندا فضل خداوند والا

نالے سب شاگرد اونہاندے خوش روح ہوون شالا

صاحبش بو یوسفِ قاضی شدہ وز محمد ذوالمنن راضی شدہ

اول خاص شاگرد اونہاندا ہو یا یوسف قاضی

ہور محمد ﷺ جس تھیں ہو یاپاک خداوند راضی

شافعی و ادریس و مالک بازفر یافت ذیشان دین احمد زیب وفر

شیخ شافعی ادریس او جالے مالک زفر سہارے

خاص اونہاں تھیں دین محمدی ﷺ پائے شان نیارے

احمد حنبل کہ بود او مرد حق درہمہ چیز ازہمہ بردہ سبق

احمد حنبل مردِ خدادا ہو یا شان اوجالا

سب چیزاں وچہ سب اماموں سبقت لینے والا

روح شان د رصدر جنت شادباد قصر دین از علم شان آباد باد

روح اونہاندی خوش عدن وچہ ہوون فضل غفاروں

خوش وسے اسلامی بنگلہ علم انہاندے پاروں

میں اللہ عزوجل کی ایسی حمد بجالاتا ہوں جس کے ذریعے اخلاص کا کچھ حصہ پانے میں کامیاب ہوجاؤں اور میں اس کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ''(یعنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں) کی گواہی دیتا ہوں تاکہ اس کے ذریعے اپنے گناہوں کو مٹالوں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ اللہ عزوجل کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ جن کی شریعت کے طفیل اللہ عزوجل نے دلوں سے غم دور فرمادیئے۔ آپ پر درود وسلام ہو اور آپ ﷺ کی آل واصحاب، ازواجِ مطہرات اور اولاد امجاد پر رحمت وسلامتی نازل ہو جن کو اللہ عزوجل نے فضل وشرف کے آسمان پر ستاروں کی مانند طلوع فرمایا۔

چاند تاروں میں تو پھول میں خار میں تو

تو پسِ ظلمت شب صبح کے انوار میں تو

از سمک تا بہ فلک تیرے ہی جلوے ہر سو ریگ صحرا میں بھی تو شمس طرحدار میں تو

تو خداوند ہے خالق ہے ہر اک شیء کا تو ہی جلوہ گر آپ ہے خود اپنے ہی شاہکار میں تو

تو دعاؤں میں فغاں میں تو مناجات میں تو گریہ شب میں ہے آہ دل بیمار میں تو

اپنا عابد کیا مجھ پر یہ کرم ہے تیرا
میرے افکار میں، الفاظ میں، اشعار میں تو

ولو ان اهل العلم صانوه صانهم — ولو عظموه فی النفوس لعظما
االغرسه عزا واجنيه ذلة — اذا فاتباع الجهل قد كان احزما
تعلم فليس المرء يخلق عالما — وليس اخو علم كمن هو جاهل
وان كبير القوم لا علم عنده — صغيرا اذا التفت عليه المحافل
هم القوم اذا عبث الزمان باهله — كان المفر من الزمان اليهم
واذا اتيتهم لدفع ملمة — جادوا عليك بما يكون لديهم

ترجمہ: اگر علماء کرام علم کی حفاظت کریں گے تو علم ان کی حفاظت کرے گا۔ اگر وہ دل سے اس کی تعظیم کریں گے تو یہ بھی ان کو عزت دے گا۔

کیا میں عزت کا بیج بو کر ذلت کا پھل توڑوں گا، اگر ایسا ہے تو جاہل کی اتنے میں ہی احتیاط ہے۔

اے بھائی علم حاصل کر کیونکہ انسان پیدائشی طور پر عالم نہیں ہوتا اور علم والا جاہل کی طرح بھی نہیں ہوسکتا۔

قوم کا بے علم سردار بہت چھوٹا ہے جبکہ لوگ اس سے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب زمانہ لوگوں کو مصائب میں مبتلا کرے تو مظالم سے بچنے کے لئے ان کی پناہ لی جاتی ہے۔

جب تو کسی مصیبت سے بچنے کے لئے ان کے پاس آئے گا تو وہ اپنے مال سے تجھ پر سخاوت کریں گے۔

اللہ تعالیٰ بہت وسیع علم والا ہے

العلیم کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے لئے عالم اور اعلم کے الفاظ بھی قرآن مجید میں آئے ہیں: وكنا بكل شيء عالمين اور ہم ہر شیء کو جاننے والے ہیں۔ الله اعلم حيث يجعل رسالته ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ یعنی اللہ خوب جانتا ہے کہ نبوت کا استحقاق اور اہلیت کس کو ہے اور کس کو نہیں۔ عمر اور مال سے کوئی شخص مستحق نبوت نہیں ہوسکتا۔ یہ نبوت کے طلب گار (کفار مکہ، یہود و نصاریٰ) تو حسد، مکر اور بد عہدی وغیرہ قبائح افعال اور رذائل خصال میں مبتلا ہیں یہ کہاں اور نبوت کا منصب عالی کہاں۔

اے خداوند! جو دنیا میں رکھا جائے مجھے — کشور ایمان کی فرمانروائی دے مجھے
التجا کرتے یہ کتنے سال و ماہ گزرے مجھے — دو جہاں میں حضرت عثمان کی رُو سے مجھے
مت خجل کرنا تو اس صاحب حیا کے واسطے

جو شخص یا علیم کا کثرت سے ورد کرے گا ان شاء اللہ اس پر اللہ تعالیٰ علم و معرفت کے دروازے کھول دے گا۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے پر لازم ہے کہ مالک حقیقی کو اپنی معروضات کا سننے والا یقین کر کے ہر وقت اس سے عرض و معروض کا

سلسلہ جاری رکھے۔ مطلب خواہ دنیا کا ہو یا دین کا، مادی ہو یا روحانی ہر شیء کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ بہت پسند ہے جو اس سے مانگتا ہے۔ اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے اور اس پر ایمان رکھتا ہو کہ میرا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ سن رہا ہے اور قبول فرما رہا ہے۔

مرے اعمال پر آئے تو اے رب جلیل — ڈال دے دوزخ میں مجھ کو مالکا بے قال دقیل

ہو گئی بے شک گناہوں سے مری حالت ذلیل — خذ بلطفك یا الٰهی من له زاد قلیل

مفلسا بالصدق یاتی عند بابك یا جلیل

علومِ نبوت کا ایک جلوہ

وہ اللہ جو اتنے وسیع علم والا ہے اس نے اپنے محبوب ﷺ کو علوم کے خزانوں سے نوازتے ہوئے فرمایا۔

وعلمك مالم تكن تعلم اور حضور علیہ السلام وہ خزانے اپنی امت کو صحابہ کرام کے توسط سے تقسیم فرمائے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کے زیرِ سایہ "صفہ کا چبوترہ" دنیا کا پہلا اسلامی مدرسہ تھا جس نے کرۂ ارض پر ایک بے مثال یونیورسٹی کا کام کیا اس یونیورسٹی میں علوم وفنون کے سب شعبے موجود تھے۔

ایک طرف ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم اس یونیورسٹی سے حکمرانی کا درس لے رہے تھے۔

تو دوسری طرف عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس یونیورسٹی سے قرآن وحدیث کا درس لے رہے تھے۔

حضرت معاذ بن جبل، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما اس یونیورسٹی سے قانون کا درس لے رہے تھے۔

حضرت امیر معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سیاست کا درس لے رہے تھے۔

حضرت بلال حبشی اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما تصوف کا درس لے رہے تھے۔

حضرت خالد بن ولید اور عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم سپہ سالاری کا درس لے رہے تھے۔

غرضیکہ اس صفہ یونیورسٹی میں بیک وقت ہر شعبہ زندگی کے متعلق درس دیا جا رہا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ قیامت تک کسی سائنسی شعبے میں بھی ایسی کوئی ریسرچ نہیں ہو سکتی جس کے متعلق میرے آقا سرکارِ دوعالم ﷺ اس صفہ یونیورسٹی میں بیٹھ کر اشارہ نہ فرما چکے ہوں۔

مثلاً کیمسٹری کے شعبے کو لیں میرے آقا چودہ صدیاں پہلے فرما چکے: **الناس معادن كمعادن الذهب والفضة** انسان میں معدنیات ہوتی ہیں جیسے سونا اور چاندی، سینکڑوں سالوں کی ریسرچ کے بعد کیمسٹری دان اس نتیجہ پر پہنچے کہ انسان میں تمام معدنیات پائی جاتی ہیں۔

سرکارِ دوعالم ﷺ نے اس پہلے اسلامی مدرسہ میں بیٹھ کر فرمایا: **فر من المجزوم فرارك من الاسد** ۔ (کوڑھ والے سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو) دنیا حیران ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے یہاں شیر سے تشبیہ کیوں دی؟ لیکن جب خوردبین

(جو ایک نکتہ دس ہزار گنا بڑا کر کے دکھاتی ہے) ایجاد ہوئی اور کوڑھ کی مرض کے جراثیم کو دیکھا گیا تو اس کی شکل شیر کی طرح تھی۔ قانون کے شعبے کو لیں میرے آقا نے صفہ یونیورسٹی میں یہ درس دیا کہ لا تقض حتی تسمع کلام الآخر دوسرے کی بات سنے بغیر فیصلہ نہ کرو۔ مغرب کے قانون دانوں نے سینکڑوں سالوں کی کوششوں کے بعد آج وہی قانون پیش کیا۔

No Should be punished unheard

کسی کی بات سنے بغیر سزا نہ دی جائے۔

قانون ہی کے متعلق میرے آقا نے صفہ یونیورسٹی میں یہ درس دیا کہ البینة علی المدعی والیمین علی من انکر (گواہ مدعی کے ذمہ اور مدعی علیہ پر قسم ہے) مغرب کے قانون دان بھی اسی قانون کو آج ماننے پر مجبور ہوئے اور کہنے لگے:

Onus of roof bues uron complainest

ترجمہ: ثبوت کی ذمہ داری مدعی کے ذمہ ہے۔

با قاعدہ مدارس قائم کرنے والوں میں نظام الملک طوسی متوفی ۴۸۵ ہجری اور میر علی شیر نوائی متوفی ۹۰۶ ہجری کے نام سر فہرست ہیں۔

ان کے علاوہ بغداد کا جامعہ نظامیہ، نیشا پور، ہرات وغیرہ کے مدارس نمایاں ہیں۔ صرف جامعہ نظامیہ بغداد میں چھ ہزار سے زائد طلبا زیر تعلیم تھے۔ محقق طوسی نے جامعہ نظامیہ بغداد کے لئے دو لاکھ دینار کی رقم وقف کی۔ علامہ ابو اسحاق شیرازی اس مدرسہ کے صدر تھے۔ میر علی شیر نوائی نے سینکڑوں مسجدیں اور مدرسے بنوائے۔ بغداد کی مستنصریہ یونیورسٹی تیرہویں صدی عیسوی میں عجائب روزگار میں سے تھی۔ یہ دینی مدارس عظمتوں کے پہاڑ تھے۔ غزالی، رازی، طبری، خوارزمی، کرخی، زکریا رازی، زہراروی ایسے نامور صاحبانِ علم وفضل علماء کہ جن کا سکہ آج تک اہل یورپ کے دماغوں پر حاوی ہے۔ ان اکابر کی تعلیم کے سامنے آج کی جدید تعلیم کم تر نظر آتی ہے۔ یورپ کی موجودہ سائنسی ترقی مسلمان فضلاء کی مرہون منت ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں مشائخ کبار اور علماء حق نے بے شمار تعلیمی مراکز قائم کیے۔ بریلی شریف، خیر آباد، رام پور، ٹونک، دہلی، سہارن پور الہ آباد، لاہور، ملتان، پشاور، بہاولپور جیسے کئی مقامات علم وعرفان کا مرکز رہے ہیں۔

سچ فرمایا حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ (مجھے ہر نعمت) عطا فرماتا ہے اور میں (اس کی ہر نعمت) تقسیم کرتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں یہ حدیث محدثین نے باب العلم میں درج کی ہے لہٰذا ہر نعمت کہاں سے آ گئی۔ میں کہوں گا علم سے بڑی کوئی نعمت ہے تو بتاؤ اور پھر نہ عطا میں مفعول کا ذکر ہے اور نہ تقسیم میں اور مفعول کا ذکر نہ کرنا عموم پیدا کرنے کے لئے ہے۔ ولنعم ماقیل

دل کو کیف و سرور ملتا ہے — قرب رب غفور ملتا ہے
تجربہ ہے نبی کی چوکھٹ سے — جو بھی مانگو ضرور ملتا ہے

اللہ تعالیٰ روزی تنگ کرنے والا اور فراخ کرنے والا ہے

القابض قبض سے ہے۔ جس کا معنی ہے تنگی نمودن اور الباسط بسط سے ہے، جس کا معنی ہے فراخی کردن۔ یہ دونوں نام اگرچہ

قرآن پاک میں اسم کے طور پر استعمال نہیں ہوئے تاہم قرآنی آیات سے ان کا استخراج ہوسکتا ہے۔ واللّٰه یقبض ویبسط اور اللہ ہی ہے (جس کے لئے چاہے) روزی تنگ کرے اور (جس کے لئے چاہے) وسیع فرمائے۔ (تنگی وفراخی اس کے قبضہ میں ہے اور وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کے ساتھ وسعت کا وعدہ فرماتا ہے۔ ان بابرکت اسماء کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نہ فراخ دستی میں اسراف کیا جائے اور نہ تنگ دستی میں دل تنگ ہو۔ صبر وشکر سے کام لیا جائے کیونکہ یہ دونوں طائر ایمان کے پر ہیں جو اس کو اڑا کر عرش معلیٰ تک پہنچا دیتے ہیں۔ جو شخص روٹی کے چار لقموں پر القابض لکھ کر چالیس دن تک کھائے گا وہ بھوک، پیاس اور زخم ودرد وغیرہ سے انشاء اللہ محفوظ ہوگا اور جو شخص چاشت کی نماز کے بعد آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر روزانہ دس مرتبہ الباسط پڑھے گا اور منہ پر ہاتھ پھیرے گا اللہ تعالیٰ اس کو کبھی کسی کا محتاج نہیں کرے گا اور ان شاء اللہ وہ غنی ہوجائے گا۔

وقت ہے جاں کندنی کا اے خدا مشکل بڑا دل کا خوں ہوتا ہے آ جاتی ہے اک تن پر بلا
یہ نہیں معلوم اس دم ہو مرے احوال کیا بارگاہ عالی میں تیری ہے میری یہ التجا
ہووے حل مشکل مری مشکل کشا کے واسطے

سلانے والا جگانے والا، توڈوبتوں کو بچانے والا

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو اپنا ذکر کرنے والوں کا چرچا کرتا ہے اور اپنا شکر کرنے والوں کا شکر قبول کرتا ہے۔ اس کی رحمت اول وآخر سب کو شامل ہے۔ اس کی نعمت مومن وکافر سب کی کفالت کرتی ہے۔ اس نے اپنی عبادت کے لئے اہل محبت کی آنکھیں بیدار فرمائیں۔ پس سعادت مند وہ ہے جس نے اس کی اطاعت میں شب بیداری کی۔ اس نے اہل محبت کو اپنی محبت میں مشغول کیا اور اس کی مشقت وتکلیف کو ان کے لئے لطف کا سامان کردیا اور ان کے تقویٰ کی مہک نے دنیا کو خوشبودار اور معطر کردیا۔ رات کے وقت جب لوگ غافل ہوجاتے ہیں تو وہ اپنے قرب کی تنہائیوں میں اپنے پیاروں سے کلام فرماتا ہے۔ کتنی بڑی کامیابی ہے ان کی جن سے ان کا محبوب رات کی تنہائی میں ہم کلام ہوتا ہے۔ وہ اپنی خواہشات کے باغات کو اپنے غم کے بہتے آنسوؤں سے سیراب کرتے ہیں تو ان کے ایمان کی کیاریاں چمکدار اور ہری بھری ہوجاتی ہیں۔ وہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کرکے اپنی خواہشات کی کھیتی برباد کرتے ہیں تو ان کا باغ تقویٰ آباد ہوجاتا ہے۔ اللہ عزوجل انہیں اپنے جمال کا مشاہدہ کرنے کے لئے بلاتا اور اپنے جودونوال سے وافر حصہ عطا فرماتا ہے۔

پاکی ہے اسے جو ہمیشہ سے عظمت وقدرت والا، حلم والا اور بخشنے والا ہے، مہربان ہے، اپنے بندوں کے گناہ چھپاتا اور اپنی غالب قوت سے نافرمان بندوں پر قہر وغضب فرماتا ہے۔ اپنے فیصلوں میں عدل وانصاف کرتا ہے، کسی سے ڈرتا نہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ جو اس کے ساتھ نیکیوں کا معاملہ کرتا ہے وہ اسے نفع بخشتا ہے حالانکہ وہ پہلے ناکام تھا۔ جو اپنی ذلت ومحتاجی میں اس کی پناہ طلب کرتا ہے تو وہ اس کی کمزوری پر رحم فرماتا ہے اور اس کی محتاجی کو دور فرمادیتا ہے اور جو لاعلمی میں اس کی نافرمانی کر بیٹھتا ہے اور پھر اس کی بارگاہ میں اپنے اس برے فعل سے توبہ کرتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ جو اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہے وہ اسے اپنے فرشتوں کی مقدس جماعت میں یاد کرتا ہے۔ ''من تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعًا یعنی جو مجھ سے ایک

بالشت قریب ہو، میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔'' (جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب فی حسن الظن، باللہ، الحدیث ۳۶۰۳، ص ۲۰۲۲) جو شخص سختی و مصیبت میں اس کو پکارتا ہے تو وہ اسے مشکل دور فرمانے والا اور ذلت و رسوائی میں مدد کرنے والا پاتا ہے۔ میں اول و آخر اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایسی خالص گواہی ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں اور رسول بھی ایسے کہ جن کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ خدا تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

زمین و فلک کو بنانے والا ہے راہِ حق پہ چلانے والا
ذرا سے پل میں عجب کرشمہ ستم کی آتش بجھانے والا
یہ چاند سورج یہ دشت و صحرا تو ہی ہے سب کو بنانے والا
ہے تیری قدرت تیرا کرشمہ زمیں پہ پودا اگانے والا
تیرے کرم کی کمی نہیں ہے تو سب کے دل میں سمانے والا
ہے ساری مخلوق تیری تابع تو ہی ہے سب کو چلانے والا
بھٹک گئے ہیں جو راستے میں تو ہی ہے رستہ دکھانے والا
ہے میرا مالک ہے میرا خالق سلانے والا، جگانے والا
کرے تیری حمد کیسے صبغت تو ڈوبتوں کو بچانے والا

(صبغت اللہ صدیقی)

اللہ تعالیٰ پست کرنے والا اور بلند فرمانے والا ہے

الخافض، خفض سے ہے جس کا معنی ہے پست نمودن یعنی نیچے کرنا اور الرافع رفع سے ہے جس کا معنی ہے بلند کرنا۔ یہ دونوں نام بھی بطور اسم قرآن پاک میں نہیں آئے لیکن بہت ساری آیات سے ان کا تمسک ہوتا ہے۔ (رفع جسمانی ان آیات میں ہے) ورفع ابویہ علی العرش (حضرت یوسف علیہ السلام نے) اپنے والدین کو تخت کی بلندی پہ بٹھالیا۔ (یوسف) ورفعنا فوقهم الطور (النساء) ہم نے ان کے سروں پہ طور کو بلند کر دیا۔ بل رفعه الله اليه۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔ (نساء) والسماء رفعها (الرحمٰن) اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند فرمادیا۔ (درجات و مناصب کا رفع ان آیات میں ہے ورفع بعضهم درجات (البقرہ) ورفعنا بعضهم فوق بعض۔ ورفعنالك ذكرك (الانشراح) رفيع الدرجات (المؤمن) اس کے ساتھ الخافض کو ملائیں تو مفہوم یہ بنے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک ظالم کو تخت سے اتارتا ہے اور عادل کے سر پہ تاج رکھتا ہے۔ جاہل کو پستی میں گراتا ہے اور عالم کو بلندی نصیب فرماتا ہے۔ کفار کو اسفل السافلین میں اور اہل ایمان کو اعلیٰ علیین میں بھیجتا ہے۔ شیطان و بلعم بن باعوراس کی صفت خفض کا مظہر ہیں اور انبیاء و اولیاء و علماء اس کی شان رفع کا مظہر ہیں۔ بلعم بن باعور کے بارے میں فرمایا واتل عليهم نبأ الذی ...... (الاعراف) اور اہل علم کے بارے فرمایا یرفع الله الذين امنوا

منکم والذین اوتوا العلم درجات اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور علماء کے درجے بلند فرماتا ہے۔ جب ایمان وعلم باعث رفعت ہیں تو ان کی ضدیں (کفر وجہل) باعث خفض ہوں گے۔ ان ناموں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے کو چاہیے کہ انقلاب وحوادث میں نہ گھبرائے اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ملتجی رہے جو بلند کرنے اور پست کرنے کی طاقتوں کا مالک ہے۔

مقصد دارین کر دے یا الٰہی سب حصول شرِّ شیطاں سے بچا لے ہوں بہت خاطر ملول
صاحب عفت ہیں اور ہیں گلشن عصمت کے پھول بلبل باغ مدینہ قرۃ عین رسول
یعنی بی بی فاطمہ خیر النساء کے واسطے

جو شخص روزانہ پانچ سو مرتبہ یا خافض پڑھا کرے ان شاء اللہ اس کی حاجات پوری ہوں گی اور مشکلات دور ہوں گی، جو شخص تین روزے رکھے اور چوتھے دن ایک جگہ بیٹھ کر ستر مرتبہ الخافض پڑھے گا ان شاء اللہ دشمن پر فتح یاب ہوگا۔ جو شخص ہر مہینے کی چودھویں رات کو آدھی رات میں سو مرتبہ الرافع پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے مخلوق سے بے نیاز اور مالدار فرمادے گا۔

ہے بھروسہ فضل پر تیرے خداوند کریم ہے ترا بندہ تو ہے ماں باپ سے بڑھ کر رحیم
ہو گئی حالت گناہوں سے بہت اس کی سقیم ذنبہ ذنب عظیم فاغفر الذنب العظیم
انہ شخص غریب مذنب عبد ذلیل

اللہ تو نے خاک کو انساں بنا دیا

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو اپنی وحدانیت (یعنی ایک ہونے) میں مضبوط وطاقتور ہے۔ پس وہ واحد وغالب ہے۔ وہ اپنی ازلیت (یعنی ہمیشہ سے ہونے) میں یکتا وبے مثل ہے۔ اس نے سارے جہان کو حیرت وبے بسی کے سمندر میں غرق کر دیا۔ اس نے موجودات کو حکمت سے بنایا اور اس کے بنانے کی حکمت میں کوئی عیب ہے نہ کمزوری۔ اس نے آسمانی پوشاک کو خوبصورتی اور عمدہ واحسن طریقے کے ساتھ چمکتے ستاروں سے زینت بخشی۔ اس کے سامنے چاند اور سورج کے نقش بنائے گویا کہ خالص چاندی اور خالص سونا ہے۔ شہاب ثاقب (یعنی ٹوٹنے والے چمکدار ستارے) کے ذریعے چوری چھپے سننے سے مکمل حفاظت فرمائی اور اسے نگاہِ عبرت رکھنے والے عقلمندوں کے لئے نشانی بنایا۔ اس نے پانی کی تہہ پر زمین کو بچھایا اور اسے اپنی قدرت کاملہ سے بہترین طریقہ پر نمایاں فرمایا اور پہاڑوں کی میخوں کے ذریعے اسے قرار بخشا اور مردانِ غیب (اولیاء کی ایک قسم)، اقطاب اور مخلص نیکوکاروں کا اسے مسکن بنایا اور ان خاص بندوں کو عزت وکرامت کی خلعت (عطیہ) عطا فرمائی۔ دنیا کو ان سے پھیر دیا تو وہ نہیں جانتے کہ "مال بچانا اور جمع کرنا" کسے کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں، اشارہ وکنایہ کو سمجھ جانے والوں کے لئے حق کو قائم کرنے والے خلفاء بنایا اور ان میں سے بعض کو اپنی مملکت میں نرمی وآسانی اور اپنے بندوں کو نصیحت کرنے کے لئے خاص فرمایا۔

اللہ تو نے خاک کو انساں بنا دیا انسان کیا بنایا مسلماں بنا دیا
بیرنگیوں پہ میں تیری قربان اے خدا نیرنگ وہ دکھائے کہ حیراں بنا دیا
حیرت بڑھائی شیشہ سی تصویر کی کبھی گہ آئینہ کو عکس سے حیراں بنا دیا

آسانیاں کسی کے لئے مشکلیں ہوئیں — دشوار کام کو کہیں آساں بنا دیا
جھکتے ہی سر کے عرش پہ پڑنے لگی نظر — عاشق کا دوربین گریباں بنا دیا
محمل میں تمکنت کی جو لیلیٰ کو دی جگہ — مجنوں کو گرد باد بیاباں بنا دیا
مژگاں کو خونِ دل سے کیا شاخِ گل کبھی — اشکوں سے آنکھ کو کبھی نیساں بنا دیا
آساں کے ساتھ ساتھ بنائی ہیں مشکلیں — مشکل کے ساتھ ساتھ ہی آساں بنا دیا
غنچے نے لب ہلائے تھے ٹکڑے دھن ہوا
نرگس نے آنکھ کھولی تھی حیراں بنا دیا

حضرت شیخ محمد ابراہیم آزاد (انتخاب از دیوان آزاد)

اللہ تعالیٰ عزت وذلت دینے والا ہے

المعز، المذل، یہ دونوں نام بھی قرآن مجید میں بطور اسماء نہیں آئے لیکن قرآن مجید کی اس آیت سے مستخرج ہیں۔ وتعز من تشاء و تذل من تشاء اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ (ال عمران:۲۶) فتح مکہ کے وقت حضور علیہ السلام نے اپنی امت کو ملک فارس وروم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد (ﷺ) اور کہاں فارس وروم کے ملک جو نہایت زبردست اور محفوظ ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آخر کار حضور علیہ السلام کا وعدہ پورا ہو کر رہا۔

یاد رہے عزت وذلت کا مفہوم کبھی حکومت اور فقدان حکومت ہوتا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کا ابتدائی حصہ اس طرح ہے تو تی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء اور کبھی عزت وذلت کا مفہوم اللہ کی پسندیدگی و ناپسندیدگی ہوتی ہے جیسا کہ رئیس المنافقین نے مال وزر کو عزت وذلت۔ کا معیار قرار دیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ منافقون میں اس کی تردید کرتے ہوئے ایمان کو وسیلہ عزت قرار دیا۔ وللہ العزۃ ولرسولہ و للمؤمنین ...... عزت اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کے لئے ہے لیکن منافقوں کو خبر نہیں۔ (اس آیت کے نزول کے چند ہی روز بعد ابن ابی منافق اپنے نفاق کی حالت میں مرگیا) جو شخص جمعہ یا پیر کے دن بعد نماز مغرب چالیس مرتبہ یا معز پڑھا کرے گا تو ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں میں باعزت و باوقار بنا دے گا اور جو شخص پچھتر مرتبہ یا مذل پڑھ کر سربسجود ہو کر دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان شاء اللہ حاسدوں، ظالموں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اگر کوئی خاص دشمن ہو تو سجدہ میں اس کا نام لے کر کہے کہ اے اللہ مجھے فلاں ظالم یا دشمن کے شر سے محفوظ رکھ، ان شاء اللہ اس کی دعا قبول ہوگی۔

عرض ہے اس بے نوا کی تجھ سے رزاق العباد — کر عطا اعمال صالح رزق کا ہو در کشاد
دور کر لے مجھ سے غم دنیا کا ہے یہ بدنہاد — دے خوشی دل کو مرے سرسبز کر نخل مراد
اس جگر خستہ حسن صاحب[؟] کے واسطے

ہے خدا وحدہٗ لاشریک لہ

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے راہِ سلوک پر چلنے والے ہر شخص کے لئے اپنی معرفت کے راستے واضح فرمائے۔ وہ عظمت و کبریائی اور اقتدار میں یکتا ہے۔ وہ ایسا معبود برحق ہے جس کا کوئی وزیر ہے نہ بیوی اور نہ ہی کوئی شریک۔ وہ بے نیاز ہے۔ جسم و جوہر اور عرض سے پاک ہے۔ اس کے لئے فنا ہے نہ موت۔ جو ہو چکا یا آئندہ ہوگا اور جو بات سینے میں ہے اور جو تیرے لئے لکھ دیا گیا ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ وہ ایسا بصیر ہے کہ انتہائی سیاہ رات میں رحم کی تاریکی میں بچے کی غذا دیکھ لیتا ہے۔ وہ ایسا سمیع ہے جو ہر ایک کی پکار بھی سنتا ہے اور الفاظ و اقوال ادا کرتے وقت جو ہونٹ ہلتے ہیں اس کو بھی سنتا دیکھتا ہے۔ خیر و شر اسی کے ارادہ کے تابع ہے۔ وہ عرش پر اپنی شان کے مطابق متمکن ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا، نہ کہ جیسے تیرے دل میں کھٹکے۔ اس کے لئے اترنا، چڑھنا اور حرکت کرنا نہیں اور جو دل میں گمان گزرتا ہے وہ اس سے پاک ہے۔ یہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے۔ اسی پر امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد، امام شافعی اور امام مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین متفق ہیں۔

اے بندۂ خطار کار! اٹھ اور اپنے مالک حقیقی کے حضور جبین نیاز جھکا دے اور اپنی محتاجی میں اس کی طرف متوجہ ہو اور اس کی بارگاہ میں اپنی بگڑی ہوئی حالت سنوارنے کی درخواست کر کہ وہ تیری حالت خوب جانتا ہے۔ تنگی و خوشحالی میں اس کی تعریف کر اور مصیبت و کشادگی میں اس کا شکر ادا کر اور اس بات کی گواہی دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، وہ عزت والا اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور یہ بھی گواہی دے کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ عزوجل کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ عزوجل آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے آل و اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

معتقد اس کے ہیں زاہدانِ نکو — ہے خدا وحدہ لاشریک لہ
عین ایمان دنیا میں ہے سو بسو — ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
انبیاء نے یہ تلقین کی چار سو — ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
ہے رسول خدا کی یہی گفتگو — ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
طائروں کی زباں پر ہے یہ کو بکو — ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
قمریاں پڑھ کے کہتی ہیں ''حق سرہ'' — ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
ہر کبوتر کی ہے یہ صدائے نکو — ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
نغمہ برلب ہے ہر طائر خوش گلو — ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
ہر نمازی پڑھے پہلے کر کے وضو — ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
پھر کرے ذکر حق بیٹھ کر قبلہ رو — ہے خدا وحدہ لا شریک لہ

اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا ہے

السمیع۔ اللہ تعالیٰ کے مشہور اسماء مبارکہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام اقوال، الفاظ، کلمات اور عبارات کا سننے والا ہے۔ ان

ربی لسمیع الدعاء قرآن پاک میں یہ اسم مبارک چودہ مقامات پہ علیم کے ساتھ آیا ہے، پانچ جگہ بصیر کے ساتھ اور ایک جگہ قریب کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی وقت میں کروڑوں آوازوں کو سنتا ہے۔ کروڑوں آوازیں اور لاکھوں لغات ولا تعداد معروضات اس کی سماعت میں خللِ انداز نہیں ہوتیں بلکہ وہ ذات تو درند پرند چرند، وحوش وطیور اور بے زبانوں کی بھی سنتا ہے۔ اس اسم مبارک سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی معروضات کا سننے والا یقین کرے اور اس سے عرض ومعروض کا سلسلہ جاری رکھے۔ قرآن مجید میں ہے: واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون (البقرہ:۱۸۶) اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

جو شخص جمعرات کے دن چاشت کی نماز کے بعد پچاس، سو یا پانچ سو مرتبہ یاسمیع پڑھے گا ان شاء اللہ اس کی دعائیں قبول ہوں گی لیکن پڑھنے کے درمیان کی ت . ت نہ . ے اور جو شخص جمعرات کے دن فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان سو مرتبہ پڑھے گا ان شاء اللہ العزیز اللہ تبارک وتعالیٰ اس و نظر خاص سے نوازے گا۔

روز روشن تیرہ کاری سے اندھیرا ہے مجھے　　آسرا گر ہے خداوند! تو تیرا ہے مجھے
سخت موذی ہے یہ دشمن نفس میرا ہے مجھے　　ہر طرف سے فوج غم نے آ کے گھیرا ہے مجھے
دے پناہ یارب شہید کربلا کے واسطے

ڈھونڈتا ہے اسے فلسفی بے دماغ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندوں میں سے جسے چن لیا اسے اپنی عبادت کے لئے پسند فرمایا اور اپنے پسندیدہ بندے کو اپنی بارگاہِ اقدس کی طرف مائل فرمایا تو بندے نے بھی اس کی طرف مائل ہونے اور اطاعت کرنے میں جلدی کی اور اس نے اپنے چاہنے والے بندے کی ٹھہری ہوئی ہمتوں کو حرکت دی تو یہ اس کے حصولِ مراد کا سبب بن گیا اور اس نے بندے سے ان رکاوٹوں کو دور کر دیا۔ اسے دوری کے بعد قرب بخشا۔ رات کے آخری حصوں میں اسے ہم نشینی کا شرف عطا فرمایا۔ اسے اسرار ورموز پر مطلع کیا اور بندہ محض اپنی خواہش وکوشش سے اس مقام تک نہیں پہنچا اور اسی نے اسے اس بات کی توفیق دی جو اس تک پہنچاتی ہے اور اسے اپنی ہدایت کے راستہ پر گامزن کیا اور جب اسے اپنے عہد اور محبت کی حفاظت کرنے والا پایا تو اس کے دل کو اپنی محبت وچاہت سے بھر دیا اور اس پر اپنے فضل وانعام کے ذریعے تجلی فرمائی۔ جبکہ دوسری طرف غافل بندہ نیند اور آرام کی لذتوں میں منہمک ہے۔ حالانکہ وہ تو فرما رہا ہے کہ ''اے میرے بندے! سن! میں ہی تجھ پر تجلی فرمانے والا اور نگاہِ کرم کرنے والا ہوں۔'' اور جسے یہ رتبہ مل گیا بلاشبہ وہ اپنا مقصود وسعادت مندی پانے میں کامیاب ہو گیا۔

اگر غافل بندہ جان لیتا کہ اس نے کیا کھویا تو وہ اکثر نوحہ کناں رہتا۔ اگر وہ محبوب کے اپنے دوستوں سے خطاب کو سن لیتا تو کبھی بھی وہ حسرت ویاس اس کے دل سے نہ نکلتی۔ اگر وہ جلوۂ محبوب کا مشاہدہ کر لیتا تو جہان سے الگ ہو کر رہ جاتا۔ سبقت لے

جانے والے سبقت لے گئے اور کام تو پورا ہو چکا اور اس کا فرمانِ ذیشان ہے: "واللہ یختص برحمۃ من یشاء ط" (پ ا، البقرہ: ۱۰۵)

سب خوبیاں اس ذات کے لئے ہیں وہم وگمان جس کا ادراک نہیں کر سکتے، نہ آنکھیں اس کا احاطہ کر سکتی ہے۔ نہ اسے آفات آتی ہیں نہ موت۔ اس نے کتاب کو نازل فرمایا، بادل برسایا، تر پھلوں کو خشک ٹہنیوں سے نکالا اور انسان کو خشک بجتی مٹی سے پیدا کیا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی۔ وہ خود اپنی قدرتِ کاملہ کو یوں بیان فرماتا ہے: واذا قضٰی امرا فانما یقول لہ کن فیکون ٥ (پ ا، البقرۃ: ۱۱۷) اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا، وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

اس کی قدرت سے سب کچھ پیدا ہوا۔ اس کی رحمت سے لگاتار نعمتیں ملیں۔ اس کی حکمت سے زمین وآسمان شق ہوئے۔ اس کی مشیت وارادے سے سعادت وشقاوت لکھی گئی۔

ڈھونڈتا ہے اسے فلسفی بے دماغ، ذات حق کا ملے گا نہ اس کو سراغ
جلوہ فرما ہے نزدیک ہر گلو ہے خدا وحدہٗ لا شریک لہ
کیف ومستی کے عالم میں اہل صفا کرتے ہیں اس طرح ذکر حق برملا
اللہ ہو اللہ ہو ہے خدا وحدہٗ لا شریک لہ
اس کا باران رحمت چمن در چمن اس کا بحر عطا ہر طرف موجزن
اس کا ہر غنچہ وگل میں ہے رنگ و بو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
اپنی رحمت سے انساں بنایا ہمیں دین بخشا مسلماں بنایا ہمیں
ہم کو بہتر عنایت کئے خلق و خو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
ذوق ذکر الٰہی اگر ہے تجھے عشق رحمٰن اگر اے بشر ہے تجھے
نام اس کا نہ لے بندۂ بے وضو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
تزکیہ نفس کا چاہتا ہے اگر، ہے اگر پاس احکام خیر البشر
قلب کو پاک رکھ دل کی کرشست و شو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
اس کی رحمت سے مایوس انساں نہ ہو یاد سے اس کی غافل مسلماں نہ ہو
اس کا فرمان ہے صاف "لا تقنطوا" ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
شغل حج و زکوٰۃ اور صوم و صلوٰۃ اہل ایمان کی حق میں ہے راہ نجات
اس عبادت سے ہے مرد حق کی آبرو ہے خدا وحدہٗ لا شریک لہ

اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھنے والا ہے

البصیر بصر سے ہے جس کا معنی ہے وہ قوت جو مشہودات کا ادراک کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام مبصرات و مدرکات و

مشہودات کا ادراک حاصل ہے۔ لیکن اس کا بصیر ہونا صفت بصر سے ہے نہ کہ صرف ادراک ہی سے۔ وہ الوان واجسام، افعال واعمال، ہیئات واشعال کا دیکھنے والا ہے یعنی ہر وہ شیء جس کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھنے والا ہے۔ یہ اسم پاک قرآن مجید میں کہیں تو سمیع کے ساتھ آیا ہے اور کہیں خبیر کے ساتھ۔ اللہ وہ ہے کہ ابصار کو تو اس کا ادراک نہیں لیکن اسے ابصار کا ادراک حاصل ہے۔ فرمایا لا تدرکه الابصار وھو یدرك الابصار (الانعام) آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں۔ ادراک کے معنی ہیں مرئی کے جوانب وحدود پر واقف ہونا اسی کو احاطہ کہتے ہیں۔ ادراک کی یہی تفسیر حضرت سعید ابن مسیتب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور جمہور مفسرین ادراک کی تفسیر احاطہ سے فرماتے ہیں اور احاطہ اسی چیز کا ہو سکتا ہے جس کے حدود وجہات ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے حدود وجہت محال ہے تو اس کا ادراک واحاطہ بھی ناممکن یہی مذہب ہے اہل سنت کا۔ خوارج ومعتزلہ وغیرہ گمراہ فرقے ادراک اور رؤیت میں فرق نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ انہوں نے دیدار الٰہی کو محال عقلی قرار دے دیا، بخلاف تمام موجودات کے باری تعالیٰ بلاکیفیت وجہت جانا جا سکتا ہے ایسے ہی دیکھا بھی جا سکتا ہے کیونکہ اگر دوسری موجودات بغیر کیفیت وجہت کے دیکھی نہیں جا سکتیں تو جانی بھی نہیں جا سکتی۔ راز اس کا یہ ہے کہ رؤیت ودید کے معنی یہ ہیں کہ بصر کسی شے کو جیسی کہ وہ ہو ویسا جانے تو جو شے جہت والی ہوگی اس کی رؤیت ودید جہت میں ہوگی اور جس کے لئے جہت نہ ہوگی اس کی دید بے جہت ہوگی۔ آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کے لئے اہل سنت کا عقیدہ اور قرآن وحدیث واجماع صحابہ وسلف امت کے دلائل کثیرہ سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں فرمایا وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ اس سے ثابت ہے کہ مومنین کو روز قیامت ان کے رب کا دیدار میسر ہوگا۔ اس کے علاوہ اور بہت آیات، صحاح کی کثیر احادیث سے ثابت ہے اگر دیدار الٰہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دیدار کا سوال نہ کرتے رب ارنی انظر الیك اور ان کے جواب میں ان استقر مکانہٗ فسوف ترانی نہ فرمایا جاتا۔ ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ آخرت میں مومنین کے لئے دیدار الٰہی شرع میں ثابت ہے اور اس کا انکار گمراہی۔ (خزائن العرفان) اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والے پہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر جانتا ہوا ایسے افعال کا ارتکاب نہ کرے جو کسی دیکھنے والے کے سامنے نہیں کر سکتا۔ اپنا قلب اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں دے دے اور پھر دیکھے کہ دل اور معتقدات دل کس قدر محفوظ ہو گئے ہیں۔ جو شخص نماز جمعہ کے بعد سو مرتبہ یا بصیر کا وظیفہ کرے گا ان شاء اللہ العزیز اس کی نگاہ میں روشنی اور دل میں نور پیدا ہوگا۔

حب دنیا سے چھڑا کر عشق میں کر اپنے محو — جز تیرے ہو جائے سب کچھ دل سے اس عاشق کے محو
کر گناہ عاصی کے اپنے فضل اور رحمت سے محو — منه عصیان و نسیان و سھو بعد سھو

منك احسان و فضل بعد اعطاء جزیل

اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے

الحکم: حکم سے ہے جس کا معنی ہے فرمان اور الحکم کا معنی ہے فرمان دہندہ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے افغیر اللہ ابتغی

حکما وھو الذی انزل الیکم الکتب مفصلا (انعام:۱۱۴) تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ چاہوں اور وہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری یعنی قرآن مجید۔ جس میں امر و نہی، وعدہ و وعید اور حق و باطل کا فیصلہ اور میرے صدق کی گواہی اور تمہارے افتراء کا بیان ہے۔ حضور علیہ السلام سے مشرکین کہا کرتے تھے کہ آپ ہمارے اور اپنے درمیان ایک حکم مقرر کیجئے ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس اسم پاک سے تعلق قائم کرنے والوں پہ لازم ہے کہ معاملات باہمی میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل کریں۔ اس طرف معاملات قلبی میں بھی اللہ ہی کے فیصلے پر رضا مندر ہیں۔ جو شخص اخیر شب میں ننانوے مرتبہ باوضو یہ اسم پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا دل انوار و اسرار کا محل ہوگا اور جو شخص جمعہ کی رات یہ اسم اتنا پڑھے کہ بے حال و بے خود ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو کشف و الہام سے نوازے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

اللہ تعالیٰ عدل وانصاف فرمانے والا ہے

العدل، مصدر بمعنی اسم فاعل ہے۔ عدل کا لغوی معنی ہے برابر کرنا اور عادل وہ ہے جو فریقین کے حقوق میں برابری کرتا ہے۔ اس معنی میں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے مستعمل نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ العدل ہے کہ اس نے عدل وانصاف کا حکم دیا ہے۔ ان اللہ یا مر بالعدل و الاحسان (النحل) بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے انصاف و نیکی کا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں عدل تو یہ ہے کہ بندہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے نیز فرمایا عدل شرک کا ترک کرنا ہے۔ ایک روایت میں ہے عدل توحید ہے اور احسان اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام چونکہ عدل پر مبنی ہیں۔ اس لئے اس کا نام العدل ہے۔ اللہ تعالیٰ ظلم سے مبرا ہے۔ وما انا بظلام للعبید۔ ظلم کا معنی ہے غیر محل میں کسی چیز کا رکھنا لہٰذا اللہ العدل ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے جملہ احکام وافعال استقامت و اعتدال پر ہیں۔ اس اسم سے تعلق پیدا کرنے والے پر لازم ہے کہ ظلم وزیادتی سے بچار ہے۔ معاملات وکاروبار میں اعتدال رکھے۔ صرف جھگڑوں میں ہی نہیں کھانے پینے سونے جاگنے بولنے چپ رہنے ذکر وفکر اور آرام کرنے میں بھی اعتدال پہ قائم رہے۔ اعتدال کو بھولنے والا ملول و مذموم قرار پاتا ہے۔ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات روٹی کے بیس ٹکڑوں پر العدل لکھ کر کھانے سے اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس کے لئے مسخر فرما دے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ بڑا لطف وکرم فرمانے والا ہے

اللطیف: لطف سے ہے جس کا معنی ہے گفتار وکردار میں مہربانی اور نرمی۔ اللہ تعالیٰ لطیف ہے کیونکہ اس کے تمام اقوال وافعال بندوں پر رفق ومہربانی کے ہیں، اس کے لطف صوری نے اشیائے مادیہ، صور جمیلہ، ہیآت موزوں، اجسام لطیفہ، اجرام نورانیہ کو خوشنمائی، تناسب، نورانیت، موزونی اور رنگارنگی عطا فرمائی۔ اس کے لطف علمی نے علماء، حکماء، اولیاء انبیاء کو حسب مراتب عرفان علمی عطا فرمایا۔ اس کے لطف عملی نے صاحبان عقل کو معاش معاملت، اہلِ شعور کو آگاہی اور اہل تقویٰ کو بصیرت عطا فرمائی۔ اس کے لطف باطنی نے نیک نفس اور آزاد طبع لوگوں کو حظ وافر عطا فرمایا۔ اس کے لطف تکوینی نے موجودات کو فیضان وجود عطا کیا۔ اس کے لطف معنوی نے صالحین پر لطیفہ نور کا پرتو ڈالا، اس کے لطف دنیوی نے امراء وسلاطین کو ظاہری غلبے کے ساتھ نوازا اور اس کے لطف اخروی نے اہل قرب کو معیّت، اہل ایمان کو نجات اور اہل احسان کو بقا بدرجۂ اتم آخرت میں عطا فرمایا۔

اے میرے مطلوب دل مطلوب جاں اپنے ملنے کا بتا کوئی نشاں
ہجر سے زیادہ مصیبت کچھ نہیں اس سے بہتر ہے کہ مر جاؤں کہیں
کیونکہ جو جاں واصل جاناں نہیں جان ہے جاں ایک جاں میں جاں نہیں
اے مرے محبوب اے میرے حبیب ہوں غم دوری سے مرنے کے قریب
جو نہ دے تو جان کو راہ وصال جان لے تجھ بن ہے جاں مجھ پر وبال
کب تلک یا رب رہوں تجھ سے جدا جلوہ گر ہو مجھ کو کر مجھ سے جدا
دو جہاں سے کچھ نہیں مجھ کو طلب تجھ سے کرتا ہوں ولے تجھ کو طلب
یاالٰہی مجھ کو مجھ سے دور کر تا کہ دیکھوں تجھ سے تجھ کو اک نظر

لطیف کا ایک معنی ہے مخفی امور کو جاننے والا اور دقائق عجیب سے واقفیت رکھنے والا قرآن مجید میں ان ربی لطیف لما یشاء، (یوسف) اللہ لطیف بعبادہ (الشوریٰ) انہی معنوں میں ہے۔ قرآن پاک میں اس کا استعمال اسم خبیر کے ساتھ ہو ہے۔ ان اللہ لطیف خبیر (لقمان) وھو اللطیف الخبیر (الملک) جس کا معنی یہ ہے کہ وہ اسرار جو لوگوں کے سینوں میں مخفی ہیں ان کو بھی اللہ جانتا ہے اور وہ خبریں جو لوگوں میں اشاعت گرفتہ ہیں ان سے بھی باخبر ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق پید کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ اللہ کی مخلوق کے ساتھ نرمی و مہربانی کی جائے اور مصیبت میں مبتلا کی مدد کرنے میں دریغ نہ کیا جائے۔ جو شخص ایک سو تینتیس مرتبہ یا لطیف کا ورد کرے گا ان شاء اللہ اس کے رزق میں برکت ہوگی۔ اس کے تمام کام بخوبی پورے ہوں گے۔ فقر و فاقہ، دکھ بیماری، تنہائی و کسمپرسی میں مبتلا شخص اچھی طرح وضو کر کے دوگانہ پڑھے اور اپنے مقصد و مطلب کو دل میں رکھ کر سو مرتبہ یہ اسم پڑھے تو انشاء اللہ مقصد پورا ہوگا۔

خوف رہتا ہے مجھے اکثر فشار قبر کا کیونکہ میں ہوں روسیاہ و پرگناہ و پرخطا
اور بہت ہے تیرہ و تاریک اور وہ تنگ جا کون تجھ بن لے خبر عاصیٰ، کی اس جا اے خدا
زود تر فریاد اس زین العباء کے واسطے

ایسے یکتا کے لئے ایسی ہی یکتائی ہو

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے اولیاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنی بادشاہی میں اعلیٰ بصیرت سے نوازا اور انہیں اپنی انوکھی نشانیاں دکھائیں اور ان کی ارواح کو اپنے محل قرب کی سیر کرائی اور ان کو متقی اور پارسا لوگوں میں کیا اور اپنا مخلص بندہ بنا کر بزرگی اور اعلیٰ نسب سے مشرف فرمایا اور سخت تاریکی میں انہیں ثابت قدمی عطا فرمائی اور ان پر تاریکی طویل کر دی گئی اور قلموں کے لکھتے ہوئے پر انہیں مطلع فرمایا جبکہ قلموں نے کوئی بات نہ چھوڑی اور ان کے دلوں میں انوار داخل فرمائے جن کے ذریعے وہ عالم غیب کا مشاہدہ کرتے اور دور و نزدیک کی ہر چیز دیکھ لیتے ہیں اور ان پر کشف و اطلاع کا بھی احسان فرمایا جس کے ذریعے وہ ہر چھپی چیز کو دیکھ لیتے ہیں اور انہیں حسن و جمال، رعب و دبدبہ، قرابت اور تہذیب و شائستگی کا لباس پہنایا اور ان کے دل اپنی طرف متوجہ کر

لئے اور خوش بخت وسعید ہے وہ شخص جس کا دل اللہ عزوجل اپنی طرف مائل کر لے اور انہیں اپنے پاکیزہ خطاب سے نوازا جس نے ان کے رنج وغم دور کر دیئے۔ بے چینیوں اور پریشانیوں کو ختم کر دیا اور جب یہ اس کی عبادت میں تھک گئے تو ان کو ایسی راحت پہنچائی کہ تھکن کا کوئی احساس ہی نہ رہا اور اللہ عزوجل نے سحر کی خلوتوں میں انہیں اپنا ہم نشین بنایا تو انہوں نے اپنا پاکیزہ وقت شب بیداری میں بسر کیا اور انہیں ''اہلا وسہلا مرحبا'' کی بشارتوں کے ساتھ اپنی بارگاہ میں بلایا اور سب سے لذیذ مشروب پلایا، ان پر محبوبِ حقیقی عزوجل نے تجلی فرمائی اور اپنی محبت میں قید دلوں کو اپنا جمال دکھایا۔

وہ اولیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کا محبوب، ان کا ہم نشین، ان کا ہم نوا اور ان کا دوست ہے۔ بے شک اللہ عزوجل نے اپنی بارگاہ میں ان کے مرتبوں کو بلند فرمایا، جب وہ لوگوں سے چھپ جاتے ہیں تو اللہ عزوجل کی بارگاہِ اقدس میں قرب کی لذتیں پاتے ہیں اور جب لوگوں کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں تو ان سے عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل ان کے طفیل اہل زمین پر بارش برساتا ہے اور ایسی زمین سے گھاس اگاتا ہے جو گھاس اگانے کے قابل نہیں ہوتی، خشک اور قحط زدہ زمین سے سبزہ اگاتا ہے، ان کے صدقے دعائیں قبول ہوتی اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔ یہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے ہیں، انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی عزوجل کی خاطر دنیا کو ترک کیا یہاں تک کہ ان کی نظر میں سونا اور پتھر یکساں ہو گئے اور انہوں نے ہر چیز کے بدلے رضائے الٰہی عزوجل کو اختیار کیا، یہ ارادہ کرتے ہی اپنا مقصود پا لیتے ہیں، جب رات ہوتی ہے تو اپنے دامن کو پکڑ لیتے اور اپنا محاسبہ کرتے ہیں اور جب رشوت خور غائب ہو جاتے اور پہرہ دار سو جاتے ہیں تو یہ اپنے محبوبِ حقیقی عزوجل کے قرب کے لئے بے چین و بے قرار ہو کر تڑپنے لگتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے تو مسلسل آنسو بہاتے ہوئے کہتے ہیں: ''کاش! رات نہ جاتی، کاش! وہ ٹھہر جاتی۔ کاش دن کا اجالا نہ ہوتا اور ہم اس کے نور کے جلوؤں میں بسے رہتے۔''

دل میں ہو یاد تیری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

اللہ تعالیٰ ہر ایک سے باخبر اور آگاہ ہے

خبیر۔ خبر سے ہے یا خبرت سے جو جملہ اخبارِ غیب اور شہادت کی اطلاع پر حاوی ہو جو دنیا و آخرت کے احوال جانے جو جملہ وقائع کی خبر رکھے اور جو دانائی وزیرکی کا مالک ہو اسے خبیر کہتے ہیں۔ جب خبیر کے ساتھ علیم آئے تو علیم کا تعلق علم ذات سے اور خبیر کا دوسروں کے افعال سے ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ کہیں بصیر کے ساتھ کہیں علیم کے ساتھ اور کہیں لطیف کے ساتھ آیا ہے اور یہ تمام اسماء اطلاع وخبر کے مختلف مدارج کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس اسم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں پہ لازم ہے کہ خبر وآگاہی حاصل کریں۔ ہمیشہ ذکر کریں، غرباء و مساکین کے احوال کی خبر گیری کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک جانے کی رسائی حاصل کریں کیونکہ اس کا اعلان ہے **انا عند المنکسرة قلوبھم** میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس رہتا ہوں۔ **الرحمٰن فسئل به خبیرا** (الفرقان) جو شخص رات دن تک اس اسم پاک کو بکثرت پڑھے گا ان شاء اللہ اس پر پوشیدہ راز ظاہر ہوں گے اور جو شخص خواہشات نفسانی میں گرفتار ہو وہ بکثرت اس اسم پاک کا ورد کرے ان شاء اللہ رہائی نصیب ہو گی۔

آہ سب لہو ولعب میں زندگانی کی بسر ہے وبال جرم میرے سر پہ حد سے بیشتر
نام تیرا ہے رحیم اے خالق جن و بشر میں بہت حیران ہوں کر رحم کی مجھ پر نظر
باقر و جعفر علی موسیٰ رضا کے واسطے

اے خدا اے مہرباں مولائے ما

یا اللہ عزوجل! عارفین معرفت کے ذریعے تجھ تک پہنچ گئے اور عبادت کی کثرت کرنے والے تیری بارگاہ میں کھڑے ہیں۔ یا اللہ عزوجل! متکبرین تیرے جلال کی ہیبت سے لرزتے ہیں، ظالم و جابر تیرے کمالِ اقتدار سے کانپتے اور تیرے جمال کا مشاہدہ کر کے راحت پاتے ہیں۔ یا اللہ عزوجل! سوالی تیرے دروازے پر کھڑے ہیں، محبت کرنے والوں کے جگر تیری طلب میں پاش پاش ہوئے جاتے ہیں، قیام کرنے والے تیری مناجات کی لذت سے کامیابی کا ہار پہنتے ہیں، باعمل لوگ تیرے ثواب سے نفع مند ہوتے ہیں اور ہر لحہ تجھے پیش نظر رکھنے والے تیرے قرب میں حاضر ہوتے ہیں۔

یا اللہ عزوجل! تیری بارگاہ میں گنہگار اپنے گناہوں پر نادم ہیں، نافرمان شرمسار ہیں، تیری کڑی نگرانی سے حیاء کے مارے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ خطا کار تیری ہیبت سے خاموش ہیں۔ خائفین تیری عظیم طاقت سے پارہ پارہ ہو رہے ہیں۔ یا اللہ عزوجل اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو خوابِ غفلت میں سونے والوں پر رحم کون کرے گا؟ یا اللہ عزوجل! اگر تو صرف باعمل بندوں پر ہی نظر رحمت فرمائے گا تو گنہگاروں کا کیا بنے گا؟ یا اللہ عزوجل! محتاجوں کی نہروں کو اپنے انعام کے سمندر سے جاری کر دے۔ غم زدوں کے جگروں کو اپنے عفو و کرم کے پانی سے سیراب فرما دے۔ یا اللہ عزوجل! اپنی بارگاہ سے بھٹکے ہوؤں کو اپنی معرفت کے دروازے کی طرف لوٹا دے اور بھٹکے ہوؤں کے دلوں کو اپنی مہربانی اور لطف و کرم کے انوار سے ہدایت عطا فرما۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہم سب کو اپنے سایۂ عفو و کرم میں داخل فرما اور اپنی معرفت سے نواز دے۔ آمین

ہاتھ میں جام صہبائے توحید رکھ نصرت حق کی ہر وقت امید رکھ
ہوں گے ناکام اسلام کے سب عدو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ
جو دل و جاں سے ہے مصطفیٰ کا غلام قلب میں جس کے ہے عشق رب انام
حشر میں اے ضیاء ہے وہی سرخرو ہے خدا وحدہ لا شریک لہ

(ضیاء دھلوی)

اللہ تعالیٰ بڑا بردبار (حلم والا) ہے

حلیم۔ حلم سے ہے جس کے معنی بردباری، آہستگی اور عقل و دانش ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے **ام تامرھم احلامھم بھذا ام ھم قوم طاغون** (الطور:۳۲) کیا ان کی عقلیں انہیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں (یعنی حضور علیہ السلام کو ساحر کاھن اور مجنون کہنا عقل و دانش کے بالکل خلاف ہے اور طرہ یہ کہ مجنون بھی کہیں اور شاعر و ساحر بھی اور پھر اپنے عاقل ہونے کا دعویٰ واقعی یہ عناد میں اندھے ہو رہے ہیں اور کفر و طغیان میں حد سے گزر گئے ہیں۔) اللہ تعالیٰ حلیم ہے کیا مطلب؟ تفسیرات

اعتبار یہ اس کی ذات میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے ،غضب اس کی رحمت پہ غالب نہیں آ سکتا اور رحمت اس کی صفت غضب کے لئے مانع نہیں ہو سکتی۔ وہ معزو مذل ہے لیکن ہر دو اوصاف کے ساتھ غیر متغیر بھی۔ اللہ تعالیٰ حلیم ہے یعنی انتقام کے لئے جلدی نہیں کرتا اور گناہ کی سزا میں رزق بند نہیں کرتا۔ قرآن پاک میں یہ اسم پاک غفور، غنی، علیم اور شکور کے بعد آیا ہے۔ غفور کے ساتھ آنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ اس کی مغفرت بندے کو توبہ کی مہلت عطا کرتی ہے۔ غنی کے ساتھ حلیم کا مطلب یہ ہے کہ کفر و شرک کرنے والے حقیر و ذلیل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایذاء دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ حلیم ہے جوان کو بھی مہلت دے رہا ہے۔ علم کے ساتھ حلم برد باری کی انتہا ہے، شکور کے ساتھ حلیم ہونے کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ اعمال حسنہ کو قبول کرتا ہے اور ان کو بڑھاتا ہے۔ اعمال سیئہ کے کفارہ میں دیر کرتا ہے اور آہستگی کے ساتھ اصلاح کی مہلت عطا کرتا ہے۔ اس اسم کے ساتھ تعلق مضبوط بنانے کے لئے برد باری لازمی ہے۔ لوگوں کی ایذاء پر حلم کا مظاہرہ کرے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا۔ **فبشر نه بغلم حليم** (الصفت:۱۰۱) اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک عقلمند بیٹے کی خوشخبری سنائی۔ یعنی ان میں اس قدر تمکین نفس اور وقار ذات تھا کہ جو سکون و اطمینان قلب ان کو ذبح ہونے کی خبر سننے سے پہلے تھا وہی خبر سن کر بھی برقرار رہا اور یہ دہشت ناک خبر ان کے مزاج میں کوئی تغیر پیدا نہ کر سکی۔ جو شخص اس اسم پاک کو کاغذ پہ لکھ کر پانی سے دھو کر، جس چیز پہ پانی کو چھڑکے گا انشاء اللہ اس میں خیر و برکت ہوگی اور وہ چیز آفتوں سے محفوظ رہے گی۔

عمر بھر میں کچھ نہیں اس سے ہوا جز کار بد ہے نہیں امید کچھ نیکی ہو اس سے تا ابد
کچھ گناہوں کی نہیں اس کے رہی دنیا میں حد قـال یـا ربـی ذنـوبـی مثـل رمل لا تعد
فاعف عني كل ذنب فاصفح الصفح الجميل

سنا رہی ہے قصیدہ فصل بہار تیرا

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو عظیم، محمود، کریم، مقصود، قدیم اور موجود ہے۔ جس نے اہل حقیقت کے لئے آسمانِ توفیق کے کناروں سے سعادت کے ستارے ظاہر فرمائے اور آراستہ وجود کو درجۂ شہود کے آئینوں میں چمکایا۔ تو جس نے مطلوب کو سمجھا وہ مقصود کو پہنچا۔ اس نے موسم بہار کو درختوں کے نئے پتوں کے ذریعے مزین کیا کہ وہ خوبصورت و عمدہ پوشاک میں، نرم و نازک ٹہنیوں کے ساتھ جھومتے ہیں اور ان کے پتوں میں خوبصورت آواز والے پرندوں کو درختوں کے منبروں پر ٹھہرایا کہ سحر کے وقت مالک و معبود عزوجل کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اس نے عقل کو جملہ دلائل میں سے انسانی اعضاء اور آنکھوں پر حاکم بنایا اور عقل نے انہیں اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے عجائبات میں غور و فکر کا حکم دیا۔ چنانچہ، انہوں نے انگور اور گندم کے دانوں کے خوشوں کا مشاہدہ کیا تو غور و فکر کے بعد بنانے والے کی قدرت پر حیرت زدہ ہیں کہ کس طرح اس نے سرکش و منکرین (کو سمجھانے) کے لئے مختلف موجودات کو پیدا فرمایا اور قطعی دلائل قائم فرمائے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے سخت و مضبوط چٹانوں سے نہریں جاری فرمائیں، درختوں سے پھولوں کو ظاہر کیا اور لکڑی سے پھلوں کو نکالا۔ اس نے آسمان کو چاند و سورج سے آراستہ کیا۔ بطحائے مکہ کو حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے فضیلت بخشی۔

خاتونِ جنت حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے نوازا اور ان کے نانا جان، رحمت عالمیان، سرورِ ذیشان ﷺ کو سب سے زیادہ عزت و شرف عطا فرمایا۔ کتنے ہی اس کے مشتاق، حسرت و یاس کے پیکر بنے ہوئے ہیں کہ اس کے شوق میں اعلیٰ نسبوں نے جفاکش ٹانگوں کے ذریعے انتھک کوششیں کیں۔ پس انہوں نے ہجر ورکاوٹ کے جنگل کو طے کرلیا پھر جب وہ اس مجلس میں پہنچ جاتے ہیں تو تو انہیں جھومتا ہوا دیکھے گا اور جب کوئی حدی خواں ان کے سامنے حمدالٰہی عزوجل کا نغمہ گنگناتا ہے تو ان کے رخساروں پر آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔

طیور گلشن ترے ثنا خواں و فور گل اشتہار تیرا
چمن چمن میں سنا رہی ہے قصیدہ فصل بہار تیرا

نہ تجھ کو لطف و کرم سے فرصت نہ مجھ کو اخذ و طلب سے مہلت
تلاش و تحصیل کام میرا عطا و بخشش شعار تیرا

جلیل ہے تو مجید ہے تو جمیل ہے تو رشید ہے تو
عظیم ہے تو قدیم ہے تو محیط ہے بے کنار تیرا

ادھر ہے جرم و گناہ کی کثرت ادھر ہے طغیان بحر رحمت
خطا و نسیاں بشر کی عادت ہے نام آمرز گار تیرا

نجوم و مہ کی کرن کرن سے، رُخ سحر سے چمن چمن سے
ہزار پردوں میں رہ کے پنہاں جمال ہے آشکار تیرا

اللہ تعالیٰ بڑی عظمت والا ہے

عظیم: عظمت سے ہے، عظمت کا اطلاق اہل دنیا کی زبان میں طول، عرض عمق میں سے کسی ایک کی بڑائی بیان کرنے کے لئے ہے۔ جیسا کہ ملکہ بلقیس کے تخت کے بارے میں فرمایا: ولھا عرش عظیم (النمل) سورۂ شعراء میں فرمایا فکان کل فرق کالطود العظیم. سمندر کے پانی کا ہر ایک ٹکڑا بڑے پہاڑ جیسا بن گیا۔ معقولات و مجردات میں بھی عظمت کا استعمال ہوا ہے۔ ھذا بھتان عظیم (النور) قولا عظیما (بنی اسرائیل) لھم مغفرۃ واجرًا عظیما (نساء) وکان فضل اللہ علیك عظیما (نساء) اللہ تعالیٰ عظیم ہے اس کا عرش عظیم ہے اس کا فضل عظیم ہے وہ عظیم خبر کو ظاہر فرمانے والا ہے (عم یتساء لون عن النباء العظیم) وہ بندوں کو ملک عظیم عطا کرنے والا ہے۔ اس کی عظمت ذاتی ہے۔ فسبح باسم ربك العظیم. اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اس کو اپنے رکوع میں داخل کرو اور جب سبح اسم ربك الاعلی نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرو (ابوداؤد) معلوم ہوا رکوع و سجود کی تسبیحات قرآن کریم سے ماخوذ ہیں۔ اس کی تعمیل کے لئے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدے میں سبحان ربی الاعلی پڑھا جاتا ہے۔ اس اسم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ کے حضور خشوع و خضوع سے پیش ہونا چاہیے اور جو شخص اس اسم کا بکثرت ورد کرے گا ان شاء اللہ اس کو عزت و عظمت نصیب ہوگی۔

یا الٰہی تجھ سے ہوں اس التجاء کا ملتجی
دے شرارت سے اماں دجال بد افعال کی

حفظ میں رکھ لے عذاب آتش دوزخ سے بھی
موسیٰ و کاظم تقی و باتقی و عسکری

اور امام مہدی پیر ہدا کے واسطے

ہے نام پروردگار تیرا

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے تنہا مختلف اشیاء اور مخلوقات کو پیدا کیا۔ وہ جسم، تقسیم اور ہیئت وصورت سے منزہ ہے۔ شکل، مثل، جگہ اور جہت سے بہت بلند ہے۔ اعیان، الوان اور کیفیات سے پاک ہے۔ قدیم اسماء وصفات سے موصوف ہے۔ جو اسے پکارتا ہے اس کے قریب ہے مگر مسافت والی قربت سے نہیں۔ جو اخلاص بھری دعاؤں کے ذریعے اس سے مناجات کرتا ہے، اس کی دعا قبول فرمانے والا ہے۔ وہ گناہوں کو معاف کرتا، عیبوں کو چھپاتا، اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتا، برائیوں سے درگزر فرماتا ہے۔ وہ دل کے پوشیدہ راز، چھپے افکار اور جھل امور کو جاننے والا ہے۔ وہ ایسا خبردار ہے جس پر زمین و آسمان کی ذرہ بھر چیز مخفی نہیں۔ وہ ایسا سننے والا ہے کہ آوازوں کا اختلاف اس کی سماعت سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ اندھیروں میں ریت پر چیونٹی کے رینگنے کا نشان اس سے اوجھل نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں۔ وہ یکتا، بے نیاز اور بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اور ہر کوئی فنا ہو جائے گا، وہ ہی ان کی موت کا فیصلہ فرماتا ہے۔

پاک ہے وہ جو زندوں کو مارنے اور مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ انسان جس وقت دنیا میں شہوات کی لذت کے سبب دھوکے میں مبتلاء ہوتا اور غفلت کے سمندر میں غرق ہوتا ہے تو ایسے میں جب اس کے پاس موت آتی ہے تو وہ اسے اپنی تلخیوں کے جام گھونٹ گھونٹ پلاتی اور اس پر اپنے مصائب کو ڈال دیتی ہے، اس وقت موت کی سختیاں اسے گھیر لیتی ہیں اور اپنی شدت سے اسے حسرتوں میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ جن لذتوں میں وہ کھویا ہوا تھا، موت اسے ان سے جدا کر دیتی ہے۔ ماں باپ کو رلاتی اور بیٹے بیٹیوں کو یتیم کر دیتی ہے۔ مرنے والے کے مصائب و آلام پر عبرتوں کا پہرہ بیٹھ جاتا ہے۔ لوگ اسے کندھوں پر اٹھا کر ویران قبرستان کی طرف لے چلتے ہیں اور وہ اپنی قبر میں ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ اس تنہائی میں صرف اچھے برے اعمال اس کے ساتھ ہوں گے۔ وہاں تقویٰ و عبادات، بھلائی و صدقات، نماز اور دعاؤں کے علاوہ کچھ کام نہ آئے گا۔ تو کیا عقلمند انسان، مرنے والے کی پکڑ و ہلاکت سے اب بھی عبرت حاصل نہیں کرتا۔ پیس دینے والی قبروں نے مردے پر قبضہ کر لیا۔ آقا و غلام کہاں گئے؟ تو پھر انسان زندہ رہنے میں کس طرح طمع کرتا ہے۔

معاش و روزی کی فکر کیوں ہو کسی ضرورت کا ذکر کیوں ہو ۔۔۔ کرے گا لاریب پرورش تو ہے نام پروردگار تیرا
نہ ختم ہو ذکر وصف اول نہ فرد توحید ہو مکمل ۔۔۔ رہے اگر عمر بھر ثنا گر نظیر لیل و نہار تیرا

(نظیر لدھیانوی)

اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہے

الغفور غفران سے اسم مبالغہ ہے۔ اسی طرح غفار بھی لیکن غفور کے معنی میں مغفرت کا زائد از مقدار ہونا واضح ہوتا ہے اور غفار کا تعلق مغفور بندوں کی تعداد سے ہے یعنی غفور وہ ہے جس کی عطائے بخشش لا انتہا ہے اور غفار وہ ہے جو حد سے زیادہ تعداد کے گناہوں کو معاف کرے۔ پھر غافر وہ ہے جو بروز محشر گناہوں پہ پردہ ڈالے گا اور غفار وہ ہے جو بندوں کے گناہوں کو ملائکہ کی آنکھ سے بھی چھپا دے اور جو بندوں کے دل سے بھی گناہوں کی یاد اور ان کا الم و احساس ختم کر دے۔ اسم غفور قرآن پاک میں رحیم کے ساتھ پچھتر

مرتبہ، عزیز کے ساتھ دو مرتبہ عفو کے ساتھ پانچ مرتبہ شکور کے ساتھ دو مرتبہ، حلیم کے ساتھ ایک مرتبہ ودود کے ساتھ ایک مرتبہ ذوالرحمۃ کے ساتھ ایک مرتبہ، مفرد پانچ مرتبہ آیا ہے اور پورے قرآن پاک میں لفظ محمد کے عدد کے برابر بانوے مرتبہ آیا ہے۔ ﷺ۔ اس اسم کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے والے اپنے گناہوں کا اور اللہ کی مغفرت کا تصور ہر وقت ذہن میں رکھیں اور یہ کہ اس کی مغفرت ہمارے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے۔ غفران ربانی پر یقین کو مضبوط کرنے والا ہی غفران سے زیادہ فیض یاب ہو سکے گا۔ جو شخص اس اسم پاک کا بکثرت ورد کرے گا ان شاء اللہ تمام تکلیفیں اور رنج وغم اس سے دور ہو جائیں گے اور مال واولاد میں برکت ہو گی۔ حدیث شریف میں ہے جو سجدے میں یا رب اغفرلی تین مرتبہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دے گا۔

تو ہے خالق تو ہے رازق مالک ہر دوسرا لا ابالی ہے تیری درگاہ پاک اے کبریا
عاجز و کمتر وفا کی کر قبول اب یہ دعا دردمندوں کے بوجھ اٹھا لے اے خدا
غوث اعظم پیر و مرشد راہنما کے واسطے

یا خدایا خدایا خدایا

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جو اپنی ربوبیت میں معزز ہے۔ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ وہ اپنی ہیشگی میں ہر عیب سے پاک ہے۔ ہمیشہ سے یکتا و بے نیاز ہے۔ اس کی ہیشگی (والی صفت) کا کبھی ادراک نہیں کیا جا سکتا اور خیال ونظر اس کے ایک ہونے کو شمار نہیں کر سکتے۔ وہ مد مقابل ہم پلہ، بیوی اور اولاد سے پاک ہے۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''وانه تعالٰی جد ربنا ما اتخذ صاحبةً ولا ولداO (پ۲۹، الجن:۳) اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ۔'' لہٰذا جس نے اسے تشبیہ دی یا اس کی مثل بتائی وہ عذاب کا مستحق ہے تو ہرگز وہ اس کے سوا پناہ نہ پائے گا۔ جس نے سمندرِ توحید کے ساحل کو بھی تشبیہ اور حد مقرر کرنے والی آنکھ سے دیکھا وہ انتہائی حسرت ویاس کی موت مرے گا اور جس نے بار بار تعریف کرنے والی اور پاکی کا اقرار کرنے والی آنکھ سے دیکھا وہ حقائق کی گہرائیوں پر مطلع ہو گا اور وہ حکمتوں اور خالص جھے کو اکٹھا کر لے گا۔ پس وہ عارفین ہیں جو اس کی معرفت کے میدان میں کھو جاتے ہیں تو انہیں سعادت مندوں والی زندگی عطا کی جاتی ہے۔ وہ خائفین (یعنی ڈرنے والے) ہیں جو اس کے غلبہ واقتدار کے قہر کی آگ سے جل جاتے ہیں تو وہ شہداء کی موت پاتے ہیں۔ وہ محبین (یعنی محبت والے) ہیں کہ راحت واطمینان، مناجات کا لباس پہنے ان کے پاس ہی گھومتے رہتے ہیں تو وہ آسودہ حال زندگی گزارتے ہیں۔

پس اگر تو انہیں دیکھے گا تو وہ اس حالت میں ہوں گے کہ ان پر قبولیت کے آثار واضح ہیں۔ تبدیلی نے ان کو نئے کپڑے پہنا دیئے ہیں۔ حواس باختگی نے ان کو ایسا جام پلا دیا جس کے بعد وہ کسی چشمے سے میٹھا پانی طلب نہیں کرتے۔ ان کی آنکھیں آنسو بہاتی ہیں۔ دل خوفزدہ ہیں اور ان کے جگر رنج وغم سے پگھل رہے ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے ان کے رب عزوجل نے رشد وہدایت کا ارادہ فرمایا ہے۔ انہوں نے دنیا کو یقین کی آنکھ سے دیکھا تو جان لیا کہ بے شک انسان کو یونہی بلا حساب وکتاب نہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ انہوں نے دل کے کانوں کو کھولے رکھا تو سنا کہ حمد الٰہی عزوجل کے نغمے گنگنانے والا گنگنا رہا ہے۔ پس انہوں نے اپنے بلانے والے (یعنی دنیا ومافیہا کے سامان غفلت) کو چھوڑ دیا اور اپنے گنگنانے والے کی طرف بلند ہونا شروع کر دیا۔ تو

دلیل و برہان (یعنی کتاب اللہ) انہیں پکارتی ہے: ''ان علینا للھدیٰ○ (پ۳۰، اللیل:۱۲) بے شک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔'' تلاشِ حق کی راہ میں ان کا پہلا قدم یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ناداروں کو ایسی خلعت اور لباس عطا کیا جاتا ہے، جس کے سبب وہ اعزاز و بڑائی میں بادشاہوں سے بلند رتبہ ہو جاتے ہیں پھر جب ان پہ سحر کی پر کیف ہوائیں چلتی ہیں تو وہ بصیرت و منزل کو پا لیتے ہیں اور ساتھ ہی پکار اٹھتے ہیں۔

یا خدا یا خدا یا خدا یا ساراعالم ہے تو نے بنایا
شمس و نجم و قمر یہ شجر اور حجر
جن ملک اور بشر کہتے ہیں ہر سحر
یا خدا یا خدا یا خدایا' سارا عالم ہے تو نے بنایا

اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان ہے

الشکور: شکر سے ہے اور اس کے چند معانی ہیں (۱) مدح و ثنا بیان کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی مدح و ثنا کی (۲) کسی کام کا قبول کرنا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے نیک اعمال قبول فرماتا ہے اور اپنے بندوں کی عبادات و طاعات سے راضی ہوتا ہے۔ اپنے بندوں کو شکر کی توفیق دیتا ہے۔ ان کے شکریے کو قبول کرتا ہے۔ شکر کرنے پر نعمت میں اضافہ فرماتا ہے۔ انه لغفور شکور. واللہ شکور حلیم. (فاطر، تغابن) اس اسم مبارک کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ جو شخص ان کی خدمت کرے اسے شکر گزاری سے یاد رکھیں اور حق داروں کا حق تلف نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے چرچے کرتے رہیں جو شخص معاشی تنگی یا کسی اور دکھ درد اور رنج و الم میں مبتلا ہو وہ اس بابرکت نام کو اکتالیس مرتبہ رو[illegible] آنکھ یا دل کی تاریکی والا اکتالیس بار پڑھ کر پانی پہ دم کر کے پیئے، آنکھوں پہ [illegible] قیامت کے دن اس کو بلندی نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ

فضل سے اپنے مجھے فردوس اعلیٰ کر عطا مجھ کو دوزخ میں نہ ہرگز ڈالنا میرے خدا
پاس دوزخ کے خداوندا گزر ہو جب مرا قل لنار ابردی یا رب فی حقی کما
قلت . قلنا نار کونی انت فی حق خلیل

آب و آتش ہوا ہے ہر اِک کی صدا

سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو وجود کے وجود سے بھی پہلے سے ہے۔ فضل و کرم اور جود جس کی صفات ہیں۔ اپنی یکتائی میں اولاد، آباء اور اجداد سے منزہ ہے۔ اپنی ذات میں بیوی، بیٹا، باپ اور اپنی طرف ہر منسوب سے پاک ہے۔ ایسا علیم ہے کہ ریت کے ذرات، پانی کے قطرات اور خوشوں اور بالیوں کے دانوں کی تعداد کو جانتا ہے۔ ایسا بصیر ہے کہ خشک و تر میں انتہائی سیاہ و تاریک راتوں کے اندھیروں میں بھی چھوٹی سی چیونٹی کی حرکات کو دیکھتا ہے۔ ایسا حکیم ہے کہ اس نے اپنی حکمت سے مضبوط اور سخت چٹانوں سے دریاؤں کو جاری فرمایا اور خشک لکڑیوں سے تازہ پھل نکالے۔ عقلیں اس کی مثال نہیں دے سکتیں۔ اطراف عالم

اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مقدار اس کو روک نہیں سکتی۔ زمانے اسے فنا نہیں کر سکتے۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ وہ ہی تنہا عبادت کے لئے لائق ہے۔ ایسا عطا فرمانے والا ہے کہ کوئی اس کی عطا کو روک نہیں سکتا اور کوئی بھی اس کے فیصلے کو ٹال نہیں سکتا۔

ایسا کریم ہے کہ بندے کو اپنی بارگاہِ عالی سے کتنی ہی مرتبہ روگردانی کرتے ہوئے دیکھتا ہے پھر بھی اسے بہت بڑا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ایسا حلیم ہے کہ گنہگار کو اپنی رحمت میں چھپالیتا ہے حالانکہ کئی مرتبہ اسے اپنی نافرمانی میں مستغرق دیکھتا ہے۔ ایسا غفار ہے کہ گناہوں کو بخش دیتا، عیبوں کو چھپاتا اور گزشتہ خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے۔ ایسا قہار ہے کہ بڑے بڑے جابر اس کے غلبہ کو روک نہ سکے۔ وہ سب پر غالب ہے اور اس نے شکست و ریخت کو بڑے بڑے حملہ آوروں کا مقدر کر دیا اور جس نے اس کے مقابلے میں عناد کی تلوار کو کھینچ کر تان لیا اس نے اپنے قرب سے دوری کے نیزے سے اس کو بے والہ کر دیا۔ اس نے اپنے انوار و تجلیات کے ادراک میں کوشاں فکروں کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس نے اپنے قدیم جلال کی حقیقت تک عقلوں کو رسائی سے غافل کر دیا۔ اس نے زبانوں کو فصاحت و قادر الکلامی کے باوجود اپنے افعال کے رازکے اشارات کو بیان کرنے سے گونگا کر دیا۔ اس نے دلوں کو اپنا احاطہ کرنے سے حیرت میں ڈال دیا پس وہم و خیال سے اس کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔

وہ ہمیشہ سے ہے۔ بزرگی والا ہے۔ بہت عطا فرمانے والا ہے۔ تنہا و یکتا ہے۔ بیٹے اور باپ، شریک و معاون سے پاک ہے، اپنے مشابہ و مماثل اور مخالف و مقابل سے بلند تر ہے۔ تمام نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔ ہر خوبی و فضیلت سے سراہا جاتا ہے۔ جو اپنے کمزور اور نافرمان بندے کو اپنی رحمت کے پردے میں چھپا لیتا ہے۔ وہ ہر لمحہ اسے دیکھ رہا اور اس کا مشاہدہ فرما رہا ہے۔ وہی ہے جسے رب کہا جاتا اور جس کی عبادت کی جاتی ہے۔ حقیقت یکتائی میں منفرد ہے۔ خیالی اوہام سے پاک ہے۔ وہ اپنی بقا میں فنا و مثلیت سے پاک ہے۔ ہر نہاں و عیاں چیز کو جانتا ہے۔ عقلیں اس کی عظمت و بڑائی میں حیرت زدہ ہیں۔ وہ اس کے لئے کوئی جگہ پہچان نہ سکیں۔ افکار نے اس کی شانِ بے نیازی کو شمار کرنے کا ارادہ کیا مگر عقلی علوم سے اس کی معرفت نہیں ہو سکتی۔ وہ مشابہ و رشتہ دار سے بلند و برتر ہے۔ حصہ دار و رفیق سے پاک ہے۔ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا اور رجوع کرنے والے کو محبوب و دوست رکھتا ہے۔ اس کے دروازے پر کوئی دربان ہے نہ کوئی روکنے والا۔ جس نے اس کے علاوہ سے امید لگائی وہ بدبخت اور خائب و خاسر ہوا اور جس نے اس کی عطا کے دروازے پر پڑاؤ ڈالا وہ مقاصد و مطالب پانے میں کامیاب ہو گیا۔ جو اس کے قرب کی حلاوت کو چکھ لیتا ہے وہ اس کی قدرتوں کے عجائب و غرائب کو دیکھتا ہے۔ جو تمام جہان سے منہ پھیر کر اس سے لو لگاتا ہے وہ اسے بلندی اور اعلیٰ مراتب پر ترقی عطا فرماتا ہے تو تنگی و پریشانی دور ہو جاتی ہے۔ سحر کے وقت خاص تجلی کا ظہور ہوتا ہے اور پکارا جاتا ہے: ''ہے کوئی مغفرت کا طلب گار۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا۔'' اور مانگنے والوں کی حاجتوں کو پورا کیا جاتا ہے اور جود و بخشش کی خلعتوں سے توبہ کرنے والوں کو نوازا جاتا ہے۔

پاک ہے وہ جو سب کا معبود ہے۔ جس کی وحدانیت کی گواہی آسمان اور اس میں موجود تمام عجائبات نے دی۔ جس کی ربوبیت کا اقرار زمین نے مشرق و مغرب ہر جگہ کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خاص نبی بنایا۔ وہ نبی جو ہمیشہ قائم رہنے والا دین لے کر تشریف لائے۔ جو تمام اخلاقِ حمیدہ کے حامل ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے صدقے نفس وجود کو شرف بخشا۔ سعادت کو درجہ کمال عطا کیا اور آپ ﷺ کو بلند مراتب پر فائز فرمایا۔ آپ ﷺ کو اس مبارک مہینے (یعنی ربیع النور شریف) میں ظاہر فرمایا۔ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک وسلامت پیدا کیا۔ آپ ﷺ کی ولادتِ باسعادت کی وجہ سے (ایران کے آتش کدہ میں ایک ہزار سال سے روشن) آگ بجھ گئی۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے بت اوندھے منہ گر پڑے۔ ایوانِ کسریٰ لرزہ براندام ہوگیا۔ سختیاں اور مصائب دور کردیئے گئے، شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا اور ان کے کان آسمانی کلام سننے سے بہرے ہوگئے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لا یسمعون الی الملاء الاعلی ویقذفون من کل جانب ○ دحورا ولهم عذاب واصب ○ (پ۲۳، الصفت: ۸۔۹) عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ان پر ہر طرف سے مار ہوتی ہے۔ انہیں بھگانے کو اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب۔"

یہ زمیں یہ فضا از سمک تا سما — آب و آتش ہوا ہے ہر اک کی صدا
یا خدا یا خدا یا خدا یا — سارا عالم ہے تو نے بنایا

اللہ تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے

العلی، علو سے ہے جس کا معنی ہے غلبہ بلندی، بزرگی، توانائی کہا جاتا ہے۔ علا بالامر. وہ حکومت میں بڑھ گیا یا مستقل ہو گیا۔ علا فی المکارم. فلاں خصائل میں برتر ہوگیا۔ علا النهار. دن چڑھ آیا۔ علا الدابة. وہ گھوڑے پہ سوار ہوگیا۔ قرآن مجید میں ہے: ان فرعون علا فی الارض. بے شک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا (القصص: ۴) یعنی سرزمین مصر میں اس کا تسلط تھا اور وہ ظلم وتکبر میں انتہا کو پہنچ گیا تھا حتیٰ کہ اس نے اپنی عبدیت اور بندہ ہونا بھی بھلا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ علی ہے کہ وہ سب سے غالب ہے، بلندی وارتفاع اس کو شایاں ہے اور وہ اپنے بندوں کو مرتبہ علیا سے ممتاز فرماتا ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ ورفعناه مکانا علیا اور ہم نے اس کو بلند مکان پہ اٹھالیا۔ دنیا میں علو مرتبت عطا کیا۔ یا معنی یہ ہے کہ آسمان پر اٹھالیا اور یہی صحیح تر ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمانِ چہارم پر دیکھا۔ حضرت کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میں موت کا مزہ چکھنا چاہتا ہوں کیسا ہوتا ہے تم میری روح قبض کرکے دکھاؤ۔ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور روح قبض کرکے اسی وقت آپ کی طرف لوٹادی۔ آپ زندہ ہوگئے۔ فرمایا کہ اب مجھے جہنم دکھاؤ تاکہ خوف الٰہی زیادہ ہو۔ چنانچہ یہ بھی کیا گیا جہنم دیکھ کر آپ نے مالک داروغہ جہنم سے فرمایا کہ اب دروازہ کھولو میں اس پر سے گزرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ اس پر سے گزرے پھر آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے جنت دکھاؤ وہ آپ کو جنت میں لے گئے۔ آپ دروازے کھلوا کر جنت میں داخل ہوئے تھوڑی دیر انتظار کرکے ملک الموت نے کہا کہ اب آپ اپنے مقام پر تشریف لے چلئے فرمایا کہ اب میں یہاں سے کہیں نہ جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کل نفس ذائقة الموت وہ میں چکھ ہی چکا ہوں اور یہ فرمایا ہے: وان منکم الا واردها کہ ہر شخص کو جہنم پر سے گزرنا ہے تو میں گزر چکا ہوں۔ اب میں جنت میں پہنچ چکا ہوں۔ جنت میں پہنچنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وماهم منها بمخرجین کہ وہ جنت سے نکالے نہ جائیں۔ اب مجھے جنت سے چلنے کو کیوں کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو

وحی فرمائی کہ حضرت ادریس علیہ السلام نے جو کچھ کیا میرے اذن سے کیا اور میرے اذن سے جنت میں داخل ہوئے انہیں چھوڑ دو وہ جنت میں ہی رہیں گے۔

چنانچہ آپ وہاں زندہ ہیں۔ المختصر اس نام کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کو چاہیے کہ اپنے اندر علو ہمت پیدا کریں اور ہمیشہ ترقیات مراتب باطنی میں کوشش کرتے رہیں جو شخص اس اسم کو ہمیشہ پڑھتا رہے اور لکھ کر اپنے پاس رکھے ان شاء اللہ اسے رتبہ کی بلندی، خوشحالی اور مقصد میں کامیابی نصیب ہوگی۔ اگر حقیر ہے تو عزت پائے گا، فقیر ہے تو مالدار ہوگا، مسافرت میں بھٹک رہا ہے تو منزل پہ پہنچے گا۔

ہوں میں بیمار گناہ شافی ہو تو بس آپ ہی　　دین و دنیا میں نہ رہنے دے مری مشکل کوئی

دور کر سب دکھ روا کر حاجتیں میری سبھی　　عافنی عن کل داء و اقض عنی حاجتی

ان لی قلبا سقیما انت تشفی للعلیل

سارا عالم ہے تو نے بنایا

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو مہربان، گناہوں کو مٹانے والا، حلم والا اور برائیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔ رات کو دن میں داخل فرمانے والا ہے۔ ہر چیز اس کے پاس ایک انداز ے سے ہے۔ اس کے فیصلوں میں عقول و اذہان حیرت زدہ ہیں۔ اہل بصیرت اور نگاہِ عبرت والے اس کی شانِ ابدیت (یعنی ہمیشہ رہنے والی صفت) کے میدان میں ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں۔ وہ اپنی بلند عزت و اقتدار سے جابر بادشاہوں پر غالب ہے۔ وہی واحد قہار ہے۔ اس نے اپنی غالب قوت سے شاہانِ فارس کی شان و شوکت اور قوتِ اقتدار کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، پس وہی عظمت والا زبردست ہے۔ اسی نے کائنات کو وجود بخشا اور زمانے کی تدبیر فرمائی۔ کسی بھی مددگار اور معاون کا محتاج نہیں۔ کوئی اس کی قدرت میں برابری نہیں کر سکتا اور اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا احسان ہر جگہ اور جمیع اطرافِ عالم کو شامل ہے یعنی ہر ایک پر احسان ہے۔ وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کے قدموں کی آواز کو سنتا ہے۔ زمین و آسمان اور سمندروں کی گہرائی میں موجود کوئی شے بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ بندے کے الٹ پلٹ ہوتے وقت بھی اس کے دل کی بات جانتا اور اس کے ارادہ و طلب کے وقت بھی اس کے دل پر مطلع ہوتا ہے۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: سوآء منکم من اسر القول ومن جھر بہ ومن ھو مستخف بالیل و سارب بالنھار ○ (پ۱۳، الرعد:۱۰)
برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے۔

پاک ہے وہ معبود جو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے برتری و برگزیدگی عطا فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے لئے خاص فرماتا ہے۔ جسے چاہتا ہے دوسروں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اپنے قرب و معیت کے لئے منتخب فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے پسند فرماتا ہے۔ اسی کا ارشادِ عالی ہے: ''وربک یخلق ما یشاء و یختار ط (پ۲۰، القصص:۶۸) اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے۔''......اور......اس نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ کو اپنا نبی اور رسول بنا کر بزرگی اور برتری عطا فرمائی۔

غنچہ و گل میں تو جزو میں کل میں تو قال میں قل میں تو، سوز بلبل میں تو
یا خدا یا خدا یا خدا یا سارا عالم ہے تو نے بنایا
چاند میں ہے چمک پھول میں ہے مہک ازز میں تا فلک تیری ہی ہے جھلک
یا خدا یا خدا یا خدا یا سارا عالم ہے تو نے بنایا
تو عیاں تو نہاں تو یہاں تو وہاں ازکراں تا کراں تو نہیں ہے کہاں
یا خدا یا خدا یا خدا یا سارا عالم ہے تو نے بنایا
چھوڑ عیش و طرب اب تو ہر روز و شب عابد ہے وردلب رب ہی رب رب ہی رب
یا خدا یا خدا یا خدا یا سارا عالم ہے تو نے بنایا

اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے

الکبیر کبر سے ہے جس کا معنی ہے بڑائی۔ اللہ تعالیٰ کبیر ہے اور کبریائی اس کی رداء ہے۔ جیسا کہ اس کا اپنا ارشاد ہے۔ ولہ الکبریاء فی السموات و الارض (الجاثیہ:۳۷) اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں۔

مرا و را رسد کبریا و معنیٰ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی

اللہ تعالیٰ کبیر ہے اور تمام موجودات زمانی و غیر زمانی پر اسے سبقت حاصل ہے۔ اس کی کبریائی کے سامنے ہر ایک صغیر ہے وہ کامل الصفات و شامل الصفات ہے۔ آیات کبریٰ کا مالک ہے جن کی سیر اس نے خلیل و حبیب علیہم السلام کو کرائی جس کے حکم میں طامتہ الکبریٰ ہے جو یوم کبیر کو اپنی کبریائی کا شکوہ دکھلائے گا۔ جو اپنے بندوں پہ فضل کبیر فرماتا ہے: و بشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا (الاحزاب) جو اپنے مخلص بندوں کو فوز کبیر تک پہنچاتا ہے۔ اہل ایمان کو نعیم اور ملک کبیر عطا فرمائے گا۔ قرآن مجید میں یہ اسم مبارک متعال، العلی کے ساتھ آیا ہے۔ عالم الغیب و الشھادۃ الکبیر المعال (رعد) و ان اللہ ھو العلی الکبیر حج لقمان۔ نبی اکرم ﷺ کی ایک دعا ہے: اللھم اجعلنی فی عینی صغیرا و فی اعین الناس کبیرا۔ اے اللہ! مجھے میری نگاہ میں صغیر رکھ اور لوگوں کی نگاہوں میں کبیر بنا دے۔ جو شخص اپنے عہدہ سے معزول ہو گیا ہو وہ سات روزے رکھے اور روزانہ ایک ہزار مرتبہ یا کبیر پڑھے۔ ان شاء اللہ اپنے عہدے پہ بحال ہوگا اور بزرگی و برتری پائے گا۔ حاکم یا بادشاہ اس کو ہمیشہ پڑھے گا تو رعیت زیادہ ہوگی مشکل کام آسان ہوں گے، بیمار کو نو مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے شفا ہوگی۔

ہو گیا تیر حوادث سے مرا تن چور چور جس طرف میں دیکھتا ہوں ہے مصائب کا ظہور
گھر گیا ہوں میں دکھوں میں کچھ نہیں من کو سرور انت شافی انت کافی فی مھمات الامور

انت ربی انت حسبی انت لی نعم الوکیل

کس کا نظام راہنما ہے افق افق

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے آسمان کو اپنی قدرت سے بلند فرمایا۔ افلاک کو ان کے مدار میں گھمایا۔ اپنی

مشیت سے زمین کو پھیلایا اور اسے چلنے کے لئے آسان کیا۔ آسمان کو قابل تسخیر بنایا۔ اس نے سلطنت بنائی اور مخلوق کو اس میں بسایا۔ وہ خود زندہ ہے اور اوروں کو قائم رکھنے والا ہے، اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا۔ نجات اور ہلاکت کو مقرر فرمایا، وہ ہمیشہ سے ہے اور سب کو پیدا کرنے والا ہے، پیدا کرنے اور حکم دینے کا مختارِ حقیقی وہی ہے، معاف کرنا اور سزا دینا اسی کے دست قدرت میں ہے، اسی نے لوح وقلم پیدا فرمائے۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا، اسے عقل کامل، سمجھ بوجھ اور فہم وفراست عطا فرمائی۔ وہی دریا کی گہرائیوں میں غرق ہونے والوں کو ہلاکت کا یقینی مشاہدہ کر لینے کے بعد بچانے والا ہے اور تمام حیلوں کے ختم ہونے کے بعد ہلاک ہونے والے کو بچانے والا بھی وہی ہے اور سخت بیڑیوں میں بندھے قیدیوں کو آزاد کرنے والا اور قید سے چھٹکارا عطا کر کے ان کی حاجت روائی فرمانے والا بھی وہی ہے، وہ بندوں سے بے پرواہ ہے، انہیں فرمانبرداری اور ایمان کا حکم دیتا ہے اور ان کے لئے کفروشرک پر راضی نہیں، اطاعت اسے نفع دے سکتی ہے نہ ہی نافرمانی نقصان دے سکتی ہے۔

اے گنہگار! بے شک وہ تجھے فرمانبرداری کا حکم دیتا اور نافرمانی سے منع فرماتا ہے تاکہ تجھے یقین کی آنکھ سے اپنی قدرت کا مشاہدہ کرائے اور تیرے لئے دین ودنیا کا معاملہ واضح فرمائے۔ ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہ، اس سے ڈرتا رہ اور اس کی نافرمانی سے بچ۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ پاتا تو یہ یقین رکھ کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ نمازوں کی پابندی کر جن کا اس نے تجھے تاکیدی حکم دیا ہے اور سحری کے وقت عاجزی وانکساری سے اس کی بارگاہ میں کھڑا ہو، بے شک وہ تجھ پر اپنی روشن نعمتیں نچھاور فرمائے گا اور تجھے اپنے مقصود تک پہنچا کر تجھ پر احسان فرمائے گا۔ کیا اس نے ماں کے پیٹ میں تیری حفاظت نہیں کی اور اپنے لطف وکرم سے تجھے خوراک مہیا نہیں کی؟ کیا اس نے تجھے کمزور پیدا کر کے پھر رزق فراہم کرتے ہوئے تجھے قوی نہیں کیا؟ کیا اس نے تیری پیدائش اور پرورش اچھی طرح نہ کی؟ کیا تجھے عزت واکرام نہیں بخشا؟ کیا تجھے ہدایت وتقویٰ جیسی عظیم دولت سے مزین نہیں کیا؟ کیا تجھے عقل دے کر ایمان کی طرف تیری رہنمائی نہیں فرمائی؟ کیا تجھے اپنی نعمتیں عطا نہیں فرمائیں؟ کیا تجھے اپنی فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا اور تاکید نہیں کی اور تجھے اپنی نافرمانی سے نہیں بچایا؟ کیا تجھے ندا دے کر اپنے درِ رحمت پر نہیں بلایا؟ کیا سحری کے وقت تجھے اپنے مکرم خطاب سے بیدار نہیں کیا اور تجھ سے راز کی باتیں نہ کیں؟ کیا تجھ سے آخرت میں کامیابی اور جزا کا وعدہ نہیں فرمایا؟ کیا تو نے سوال کیا اور دعا کی تو اس نے تیرے سوال کا جواب نہیں دیا اور تیری دعا قبول نہیں کی؟ جب تو نے مصیبتوں میں مدد مانگی تو کیا اس نے تیری مدد نہیں فرمائی اور تجھے نجات عطا نہیں کی؟ اور جب تو نے نافرمانی کی تو کیا اس نے اپنی بردباری سے تیری پردہ پوشی نہیں فرمائی اور تجھے اپنی رحمت سے نہیں ڈھانپا؟ کیا تو نے کئی مرتبہ اپنے رب عزوجل کے غضب کو دعوت نہیں دی لیکن پھر بھی اس نے تجھے راضی رکھا؟ تو کیا تجھے زیب دیتا ہے کہ تو گناہوں اور نافرمانیوں سے اس کا مقابلہ کرے؟ اس نے تجھ پر اپنا رزق کشادہ کیا اور تو اس کی نافرمانی میں اضافہ کرتا ہے۔ تو لوگوں سے تو چھپ جاتا ہے مگر اللہ عزوجل سے نہ چھپ سکے گا۔ وہ تجھے دیکھ رہا ہے، کب تک تو گمراہی اور خواہشات کے سمندر میں غرق رہے گا؟ اگر تو نجات چاہتا ہے تو ندامت کی کشتی پر سوار ہو جا اور اپنے مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں سچی توبہ کر کے فائدہ اٹھا۔ اپنے آپ کو اخلاص کے ساحل پر ڈال دے وہ تجھے نجات اور خلاصی عطا فرمائے گا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندوں پر خاص نظر کرم فرمائی۔ ان کے دلوں کو اپنی توحید کا گھر بنایا اور اپنی وحدانیت کا

اقرار کرنے والا بنایا اور ان کے سینوں کو اپنے ذکر اور اپنی بزرگی کی جگہ بنایا۔ جب بھی افق توفیق سے کوئی ستارہ طلوع ہوتا ہے یا تحقیق کی بجلیوں سے کوئی نور چمکتا ہے تو ان کے دل محبوب کے ذکر سے کشادہ اور شراب محبت سے سیراب ہو کر خوش ہو جاتے ہیں اور ان کے سامنے سے پوشیدہ رازوں سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں۔

کس کا نظام راہنما ہے افق افق ۔۔۔ کس کا دوام گونج رہا ہے افق افق
شان جلال کس کی عیاں ہے جبل جبل ۔۔۔ رنگ جمال کس کا جما ہے افق افق
کس کے لئے نجوم بکف ہے روش روش ۔۔۔ باب شہود کس کا کھلا ہے افق افق
کس کے لئے سرود صبا ہے چمن چمن ۔۔۔ کس کے لئے نمود ضیاء ہے افق افق
مکتوم کس کی موج کرم ہے صدف صدف ۔۔۔ مرقوم کس کا حرف وفا افق افق
کس کی طلب میں اہل محبت ہیں داغ داغ ۔۔۔ کس کی ادا سے حشر بپا ہے افق افق
سوزاں ہے کس کی یاد میں تائب نفس نفس ۔۔۔ فرقت میں کس کی شعلہ نوا ہے افق افق

(حفیظ تائب مرحوم)

اللہ تعالیٰ سب کا نگہبان و محافظ ہے

الحفیظ، حفاظت سے ہے قرآن مجید میں ہے: وربك علٰى كل شىء حفيظ اور تیرا رب ہر شیء کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ بے ستون آسمان کو ہوا پر معلق کر کے اس کی حفاظت فرمائی۔ بے بنیاد زمین کو قائم کر کے اس کی نگہبانی کی ولا يؤده حفظهما اور ان کی نگہبانی اسے بھاری نہیں۔ اس نے بندوں کی حفاظت کے لئے حفظہ فرشتے مقرر فرمائے۔ ويرسل عليكم حفظة اللہ نے ہمارے سروں پر محفوظ چھت کو بلند کیا۔ اس کی شان ہے فالله خير حافظا وهو ارحم الراحمين۔ وكنا لهم حافظين۔ اس بابرکت نام کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو حافظ حقیقی جاننا لازم ہے، حفاظت ظاہر کے تمام استحکامات کو حقیر سمجھا جائے، ہماری جان و مال و اولاد کا اللہ ہی حافظ ہے، اس کی حفاظت میں اپنا دل دیا جائے تا کہ جملہ بلیات شیطانی و آفات نفسانی سے بچا جا سکے۔ جو شخص کثرت کے ساتھ یا حفیظ کا ورد کرے گا اور لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ انشاء اللہ ہر طرح کے خوف و خطر اور نقصان و ضرر سے محفوظ رہے گا۔ جس کو ڈوبنے جلنے یا زخمی ہونے کا خطرہ ہو نیز جن بھوت سے گھبراہٹ ہو، بدنگاہی کا خطرہ ہو اس اسم پاک کو لکھ کر بازو پہ باندھ لے ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔ اگر کسی بیمار پر سات جمعے پڑھ کر دم کیا جائے تو شفا پائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

گر چلے مجھ پر تیرے گلزار رحمت کی نسیم ۔۔۔ گلشن عقبٰی میں رتبہ مجھ سے ہے کس کا عظیم
کر عطا مجھ کو کرم سے اپنے جنت کی نعیم ۔۔۔ رب هب لى كنز فضل انت وهاب كريم
فاعطني ما في ضميری دلنی خير الدليل

ہر حال میں رہا ہے ترا اے خدا خیال

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس کی خوشبوئے محبت سے سچے دوست نرم ہوا بن کر ابھرے۔ اس نے رات کے آخری

حصوں میں ان سے محبت بھری گفتگو کی، پس وہ ان کا ہم نشین ہو گیا۔ اس نے مناجات کی تنہائی میں پہلے ان کو پاک وصاف پیالوں سے خالص شراب (یعنی جامِ محبت) پلائی پھر ان پر تجلی فرمائی تو وہ اس کی محبت میں دیوانے ہو گئے۔ انہیں اپنی محبت کا جام پلانے والا ان کی دیوانگی کو جانتا ہے۔ اس نے ہدایت کے لئے ان کو بصیرت سے سرفراز فرمایا، تقویٰ و پرہیزگاری کی دولت سے مالا مال کیا اور سیدھے راستے پر چلایا۔ اس نے ان کی طرف مہربان رسول اور صاحب عظمت وشرافت نبی ﷺ کو بھیجا اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے فضل و شرف کے لئے اپنی مقدس کتاب ''قرآنِ کریم'' میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: ''**هو الذی یصلی علیکم و ملئکته لیخرجکم من الظلمت الی النور ط و کان بالمؤمنین رحیما** ٥ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۳) وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔''

اللہ عزوجل نے اس نبی رحمت ﷺ کے ذریعے آب زمزم اور حطیم کعبہ کو مشرف فرمایا۔ آپ ﷺ کو مجتبیٰ اور مصطفیٰ کی شانوں سے خاص کیا۔ اس نے اپنے مبارک ناموں میں سے دو ناموں ''رؤف ورحیم'' کے ساتھ آپ ﷺ کا نام رکھا۔ لہٰذا جس نے آپ ﷺ کی شریعت کی پیروی کی اس نے بہت بڑا فضل پالیا اور جنت میں تازگی اور نعمتوں کو حاصل کر لیا۔ آپ ﷺ نے کتنے قیدیوں کو آزاد کیا۔ کتنے ہی بے یار و مددگار مساکین کو پناہ دی۔ کتنے ہی ٹوٹے دلوں کو جوڑ دیا، فقیروں کو غنی کر دیا اور یتیموں پر رحم فرمایا۔

حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کو وسیلہ بنایا پس انہوں نے آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر درود شریف بھیجا تو عزت وکرامت کے ساتھ لوٹے۔ حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ کے طفیل دعا کی تو ڈوبنے سے محفوظ رہے۔ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ کے وسیلے سے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں عرض کی تو آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی۔ جب حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ پر درود وسلام کی کثرت کی اور ان کے صدقے مدد کے خواستگار ہوئے تو فدیہ کے ذریعے مدد فرمائی گئی اور یہ نعمتیں اضافے کے بعد برقرار رہیں۔

حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا تو انہیں اللہ عزوجل سے ہم کلامی کا شرف عطا ہوا اور حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے حضور پر نور، شافع محشر ﷺ کی آمد کی بشارت وخوشخبری دی تو انہوں نے رفعت و سبقت کو پالیا اور رحمت عالم، نور مجسم ﷺ کی ذات والا صفات ہی ہے جن پر درختوں اور پتھروں نے سلام پڑھا اور مقدس فرشتوں نے درود پاک بھیجا تو اب وہ رب لم یزل عزوجل کی بارگاہ میں اس نعمت پر نازاں ہیں۔

اے نافرمانوں کے گروہ! تمہیں کس چیز نے رحمت عالمیان، سردار دو جہان ﷺ پر درود پاک پڑھنے سے غافل کر رکھا ہے۔ درودِ پاک تو وہ عظیم عبادت ہے جو بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتی اور پڑھنے والے کو عزت وتکریم عطا کرتی ہے۔ پس تم حضور نبی رحمت، شفیع امت ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو اور ان کی ایسی تعظیم وادب کرو جس کا تمہارے مولیٰ عزوجل نے تمہیں حکم فرمایا ہے۔ اس طرح تم جنت اور اس کی نعمتوں سے سرفراز کئے جاؤ گے اور عذاب اور نار دوزخ سے بچ جاؤ گے۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی اس شان کو بیان فرمایا جو آپ ﷺ کے اخلاقِ عالیہ اور مخلوق کے متعلق ہے۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''**و کان بالمؤمنین رحیما** ٥ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۳) اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔''

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم، رؤف ورحیم ﷺ کے اس امتی کو جنت میں فضیلت و مرتبہ کی بشارت دی ہے جس نے آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرمایا ہے: "تحیتھم یوم یلقونہ سلٰم ج واعدلھم اجرا کریما ○ (پ۲۲، الاحزاب: ۴۴) ان کے لئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے اور ان کے لئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔"

ہر حال میں رہا ہے ترا اے خدا خیال — اک آن بھی نہ محو ہوا ہے تیرا خیال
ہر معصیت سے مجھ کو بچایا ہے روز و شب — تیرا کرم ہی بن کے رہا ہے صدا خیال
یا رب تیرے کرم کی کوئی انتہا نہیں — ہم عاصیوں پہ لطف کا ہر دم رکھا خیال
قدرت کے تیری لاکھوں نمونے ہیں چار سو — تخلیق ہو گئی وہ شیء جس کا کیا خیال
دشوار موڑ بھی رہِ ہستی میں آئے گا — رہبر بنا رہا ہے ترے الطاف کا خیال
ماں باپ بھی نہ رکھ سکیں اتنی توجہات — خالق کو اپنے بندوں کا جتنا رہا خیال
عابد کا سر جھکے ترے در پہ ہی اے خدا — تیرے سوا نہ آئے کسی غیر کا خیال

(پروفیسر عابد سلطانی برہان پوری)

اللہ تعالیٰ سب کو روزی اور توانائی دینے والا ہے

المقیت کا معنی ہے نگہبان اور عطاء قوت میں توانائی رکھنے والا ارشاد باری تعالیٰ ہے: وکان اللّٰہ علی کل شیء مقیتا اور اللہ تعالیٰ ہر شیء پر طاقت رکھتا ہے۔ مقیت قوت (طاقت) سے بھی ہے اور قوت (روزی، غذا جو اتنی مقدار میں ہو کہ جزو بدن ہو سکے اور صحت قوت کے قیام کا ذریعہ بن سکے۔) سے بھی اللہ ہی ہے۔ جو جملہ قوائے بدن کو توانائی دیتا ہے۔ قوائے روحانی کو غذا دیتا ہے۔ دماغ، قلب، روح کو غذا دیتا ہے۔ نباتات جمادات، حیوانات، جن و ملک اپنی اپنی طبعی ساخت اور تقاضائے فطرت کے مطابق اس کی روزی پہ پل رہے ہیں۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والوں پہ لازم ہے کہ اپنے تمام اعضاء کی صحت و طاقت جملہ قوائے کی بقا و قوت کا سوال اسی مالک سے کریں اور ہر ایک التجا کیا کرے کہ اے میرے رب میرے پروردگار میرے اعضاء میرے قویٰ میرے حواس، میرے مدرکات، میری خدمات، میری معلومات، میرے مشاہدات کو تو ہی اپنی رحمت و طاقت سے بڑھا تارہ۔ تو ہی ان سب کی درستی و توانائی کا سامان فرما جو شخص خالی آبخورے میں سات مرتبہ یہ اسم پڑھ کر دم کرے گا اور اس میں سے خود پانی پئے یا کسی دوسرے کو پلائے یا سونگھے تو ان شاء اللہ مقصد حاصل ہوگا۔ جس کی آنکھ سرخ ہو اور درد کرے اس کو دس بار پڑھ کر دم کرے اور اگر کسی غریب کو دیکھے یا خود غریب ہو یا کوئی بیٹا بدخو ہو تو بھی آبخورے والا عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔

ہے تیاری اور ہے ہر کام میں سو سو خلل — زاد راہ کچھ بھی نہیں اور ہے کھڑی سر پر اجل
کر رہی ہے مجھ کو غافل حرص اور طول امل — کیف حالی یا الٰھی لیس لی خیر الامل
سوء اعمالی کثیر زاد طاعتی قلیل

حمد خدا بحوالۂ میلادِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ایسا ''احد'' ہے جو اپنی صفت سرمدیت (یعنی ازلی وابدی ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا ''فرد'' ہے جو اپنی صفت ربوبیت (یعنی رب ہونے) میں یکتا ہے۔ وہ ایسا ''شکور'' ہے جس کے علاوہ حقیقۃً کسی کا شکر کیا جاتا ہے نہ کسی کی حمد۔ وہ ایسا ''غفور'' ہے جو سچی توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ ایسا بادشاہِ حقیقی ہے جس نے سب ممالک اور بادشاہوں کو فنا کیا جبکہ اس کی سلطنت کو کبھی زوال نہ آئے گا۔ وہ ایسا بلند رتبہ ہے جس کی طرف پاکیزہ کلمات بلند ہوتے ہیں۔ وہ ایسا حاکم مطلق ہے جس نے تمام اہل دنیا کی موت کا اٹل فیصلہ فرما دیا ہے لہٰذا کوئی بھی اس دنیا میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ اس نے اپنے برگزیدہ رسولوں کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ قابل حمد وستائش راہِ حق کی طرف لوگوں کی راہنمائی فرمائیں اور انہیں اس ہستی کے سامنے پردہ بنائے رکھا جس کے لئے بروزِ قیامت شفاعت اور لواء الحمد (یعنی حمد کے جھنڈے) کا وعدہ ہے اور اس ہستی کو خاتم الانبیاء ﷺ بنا کر بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے لئے راہِ ہدایت واضح فرمائیں۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا: و اذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسراء یل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ و مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ط فلما جاءھم بالبینت قالوا ھذا سحر مبین ○ (پ ۲۸، الصف: ۶) اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم علیہم السلام نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام احمد ہے، پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔''

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کی قدر ومنزلت کا اظہار اور تعظیم وتوقیر کرتے ہوئے ان کا ذکر بلند فرمایا۔ آپ ﷺ کے ذریعے مشرکین کی شرک کی آگ کو بجھایا اور مومنین کے لئے نورِ ایمان ظاہر فرمایا۔ آپ ﷺ کے ذریعے آپ کی امت کو کامل فرحت وسرور عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو ساری انسانیت کے لئے بشیر ونذیر (یعنی خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا) بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کو اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کو ہر موجود شے کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کے مبارک نور سے ساری کائنات کو منور فرمایا۔ چنانچہ، اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''یایھا النبی انا ارسلنک شاھدا و مبشرا و نذیرا ○ و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا ○ (پ ۲۲، الاحزاب: ۴۵۔۴۶) اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے آپ کو بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔''

حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک ﷺ سید المرسلین، امام المتقین ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ عزوجل نے تمام مخلوقات پر برتر وبالا مقام عطا فرمایا اور اس وقت نبوت عطا فرما دی تھی جبکہ حضرت سیدنا آدم علٰی نبینا وعلیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔ (یعنی ابھی آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی مکمل نہ ہوئی تھی) اور آپ ﷺ کو ساری مخلوق کا رسول بنایا اور قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ''وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین ○ (پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۷) اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے

لئے۔''

اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو بلند مقام عطا فرمایا۔آپ ﷺ کو عجب حسن سے نوازا اور آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کومومنین کے لئے بہار بنایا۔آپ ﷺ کی برکت سے دین اسلام ہمیشہ بلند و مضبوط ہوتا رہے گا اور کفر و شرک کمزور و ذلیل ہوتا رہے گا۔آپ ﷺ کو پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرمایا۔آپ ﷺ اصول و فروع کے اعتبار سے طیب و طاہر ہیں۔ میلادِ مصطفیٰ ﷺ پر شاہِ ایران کے محل ''کسریٰ'' میں زلزلہ آ گیا،اس کی بنیادیں کمزور پڑ گئیں اور وہ گرنے کے قریب ہو گیا۔اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی عظمتِ شان کی خاطر آپ کو امت کے گنہگاروں کا شفیع بنایا۔امت کو آپ ﷺ کے فرامین توجہ سے سننے اور احکام کی بجا آوری کا حکم فرمایا۔آپ ﷺ کو دنیا میں اس امت کا رسول اور آخرت میں شفیع بنایا اور آپ ﷺ کو لوگوں کے سامنے اپنی عظمت و شرف بیان کرنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:''قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا (پ۹، الاعراف:۱۵۸)تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔''

اللہ عزوجل نے حضور پرنور ﷺ کو عزت کا تاج پہنایا اور ساری کائنات کو آپ ﷺ کے نور سے منور فرمایا۔دیہاتی اور شہری لوگوں کو آپ ﷺ کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔آپ ﷺ کو ہر قسم کے گدلے پن سے محفوظ رکھا اور آپ ﷺ کے مبارک نور سے فارس کا صدیوں سے جلنے والا آتش کدہ بجھا دیا۔اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی ولادت کی برکت سے حنادس (آخر ماہ کی تین انتہائی سیاہ راتوں) کی تاریکیوں کو روشنی عطا فرمائی۔آپ ﷺ کو ہیبت وجلال کی پوشاک عطا فرمائی۔آپ ﷺ پر سلسلۂ نبوت و رسالت کو ختم فرمایا۔قرآنِ کریم میں آپ ﷺ کی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان یوں بیان فرمائی:''محمد رسول اللہ ط والذین معہ اشداء علی الکفار (پ۲۶،الفتح:۲۹)محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔''

حضور نبی رحمت ﷺ ایسے نبی ہیں کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو شاندار عزت و مقام پر فائز فرمایا اور بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں۔عیسائی پادریوں اور یہودی راہبوں نے آپ ﷺ کی نبوت کی بشارت دی اور کاہنوں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خوشخبری دی۔اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے عمدہ اوصاف اور اچھی تعریف ساری کائنات میں عام کر دی۔رب کائنات نے ربیع الاول جیسے مبارک مہینے میں آپ ﷺ کی جلوہ نمائی فرمائی اور آپ ﷺ کو ساری مخلوق سے افضل بنایا اور عزت و وقار کے عظیم تاج پہنائے۔لوگوں کو آپ ﷺ کی رسالت کے ذریعے متنبہ فرمایا اور اپنی لاریب کتاب قرآنِ مجید،فرقان حمید میں ارشاد فرمایا:انـــا ارسلنا الیکم رسولا' شاھدًا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا ٥ (پ۲۹،مزمل:۱۵) بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا کہ تم پر حاضر ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

اللہ تعالیٰ سب کے لئے کفایت کرنے والا ہے

الحسیب،حَسِبَ سے ہے جس کا معنی کفایت کرنا ہے کہا جاتا ہے ھذا حسبك من غیرہ یہ تجھے اپنے غیر سے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت اپنے بندوں کے لئے کافی ہے۔و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (الطلاق) اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔حضور علیہ السلام کو فرمایا گیا فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب

العرش العظیم۔ (التوبہ) پھر اگر وہ منافقین و کفار آپ پر ایمان لانے سے منہ پھیریں تو فرما دیں کہ مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ سورۃ زمر میں ہے قل حسبی اللہ علیہ یتوکل المتوکلون (آیت: ۳۸) فرما دیں اللہ مجھے کافی ہے (میرا اسی پر بھروسہ ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہو وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتا، تم جو مجھے بت جیسی بے قدرت و بے اختیار چیزوں سے ڈراتے ہو یہ تمہاری نہایت ہی بے وقوفی اور جہالت ہے) بھروسے والے اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ غزوہ احد کے بعد اہل ایمان نے جب کہا حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دستگیری فرمائی اور خوف کا ماحول ختم ہوا۔ فضل عظیم ان کے شامل حال ہو گیا۔ حسیب کے معنی حساب کنندہ بھی ہیں اور انہی معنوں میں سورۃ الرحمٰن کی یہ آیت ہے۔ الشمس و القمر بحسبان ،سورج اور چاند حساب سے ہیں۔ (تقدیر معین کے ساتھ اپنے بروج و منازل میں سیر کرتے ہیں اور اس میں خلق کے لئے منافع ہیں۔ اوقات کے حساب سالوں اور مہینوں کا شمار انہی پر ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کا حساب یکبارگی کس طرح لے گا؟ فرمایا: یحاسبون کما یرزقون ۔ جس طرح دنیا میں تمام مخلوق کو یکبارگی رزق مل رہا ہے اسی طرح وہاں یکبارگی سب کا حساب بھی ہو جائے گا۔ اس اسم کے ساتھ تعلق مضبوط بنانے والوں پہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حساب یسیر کی التجا کرتے رہیں۔ یوم الحساب پر یقین کو پختہ رکھیں۔ جس شخص کو کسی شخص یا چیز کا ڈر رہتا ہو وہ جمعرات سے شروع کر کے آٹھ دن تک صبح و شام ستر مرتبہ حسبی اللّٰہ الحسیب پڑھے ان شاء اللہ ہر چیز کے شر سے محفوظ رہے گا۔

کر دے اپنے فضل سے میرے گناہوں کو معاف کر کدورت سے خدایا تو میرے سینے کو صاف

یا الٰہی جب کہ آئے حشر کا دن بے خلاف ھب لنا ملکا کبیرا نجنا مما نخاف

ربنا اذانت قاضی و المنادی جبرئیل

اللہ تعالیٰ بڑے بلند رتبے والا ہے

الجلیل نام قرآن مجید میں نہیں ہے لیکن ذوالجلال ہے اور غالباً یہی اس کا ماخذ ہے۔ جل، جلالا اور جلالہ آزمودہ کار اور بزرگی والے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ نام بطور علم اس لئے ہے کہ وہ عظمت ذاتی کا مالک ہے اور جلالت نفسی اسی کے لئے ہے۔ بعض علماء کے مطابق اسم کبیر کمال ذاتی پر، اسم جلیل کمال صفاتی پر اور اسم عظیم ہر دو معانی پر دلالت کرتا ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں اللہ تعالیٰ کا نام جمیل بھی آیا ہے۔ اس وقت جلیل کے معنی ہوں گے کہ وہ صفات قہریہ کا مظہر ہے اور جمیل کے معنی ہوں گے کہ وہ صفات لطیفہ کا ظہور فرماتا ہے۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ جلال ہمیں ادب سکھاتا ہے اور اکرام ہم پہ ابواب محبت کشادہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اس کی جلالت بھی ہر وقت پیش نظر رکھی جائے اور اس کی محبت بھی ہر وقت دل میں قائم رہے۔ اسم جلیل کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے لازم ہے کہ جلال الٰہی کے تصور میں غرق رہا جائے۔ اللہ کے نام اور اس کی ذات کی عزت کرنے کا خوگر بنے۔ اپنے اقوال و افعال میں تمکین و وقار سے رہے اور ادنیٰ لوگوں سے شفقت و پیار کا معاملہ کرے۔ جو شخص مشک و زعفران سے اس اسم کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اور بکثرت یا جلیل کا وظیفہ کرتا رہے گا ان شاء اللہ عزت و عظمت پائے

گا۔جوکوئی اپنے مال پہ دس مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھے گا اس کا مال چوری سے محفوظ رہے گا۔

ہونٹوں پہ مرے صبح و مسا حمد ہے تیری
ہر درد کی بے مثل دوا حمد ہے تیری
کیا لفظ ہے الحمد لک الحمد الٰہی!
ہر نعمت عظمیٰ کی جزا حمد ہے تیری
تکبیر ہو تہلیل ہو تسبیح کہ تحمید
لاریب یہ سب ذکر و ثنا حمد ہے تیری
تو سرورِ کونین کا خالق ہے خدایا
ہر نعت نبی صل علی حمد ہے تیری

اللہ تعالیٰ بہت کرم فرمانے والا ہے

الکریم،کرم سے ہے جس کا معنی عظمت،شرف،عزت اور جودوسخا ہے۔کریم کے بارے میں اہل عرب کہتے ہیں:الکریم اذا وعد وفی کریم وہ ہے جووعدہ کرے تو پورا کرے(قدرت ہونے کے باوجود قصور معاف کرے،عیب دیکھےاور پردہ پوشی کرے) اللہ تعالیٰ ان تمام معنوں میں کریم ہے۔کرامت حقیقی کا وہی مالک ہےاور وہی صاحب جودوکرم ہے۔اس نے رسول کریم کومبعوث فرمایا:جاء ھم رسول کریم (الدخان) قرآن کریم اتارا۔انه لقرآن کریم (الواقعہ) وہ بندوں کواجر کریم عطا کرنے والا ہے۔ ولھم اجر کریم (الحدید) وہ بندوں کورزق کریم عطا فرماتا ہے۔مدخل کریم کا داخلہ اس کے حکم سے ہے۔یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ان ربی غنی کریم (النمل) جوکوئی اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنا چاہے اس پر لازم ہے کہ اوصاف کریمانہ کے حصول میں کوشش کرتا رہے۔جوشخص روزانہ سوتے وقت یا کریم پڑھتا پڑھتا سوجایا کرے۔اللہ تعالیٰ اس کو علماء،وصلحاء،میں عزت عطا فرمائے گا اور فرشتے اس کے لئے دعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنی مخلوق میں بزرگ ومعزز بنائے۔کہا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کو بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے۔اسی لئے آپ کو کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے۔

ہے ترے دیدار کو یا رب تڑپتی میری روح
وصل کا اپنے پلا فیروز کو جام صبوح
زندگی پر کچھ نہیں امید گو ہو عمر نوح
ابن موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابن نوح

انت یا صدیق عاص تب الی المولی الجلیل

طواف کعبہ کرتے ہوئے یا کریم کا ورد کرنے والا اعرابی

فبینما النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی الطواف اذ سمع اعرابیا یقول یا کریم فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یا کریم فمض الاعرابی الی جهه الیمانی وقال یا کریم فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم خلفه یا کریم فمضی الاعرابی الی جهة المیزاب و قال یا کریم فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم خلفه یا کریم فالتفت الاعرابی الی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و قال یا صبیح الوجه و یا رشیق القد تهزابی لکونی اعرابیا واللّٰہ لولا صباحة و جهك و رشاقة قدك لشکوتك الی حبیبی محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم ۔ فتبسم النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و قال اما تعرف نبیك یا اخا

العرب فقال الاعرابی لا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما ایمانك به فقال امنت بنبوته ولم اره و صدقت برسالته و لم القه فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اعرابی انی نبیك فی الدنیا و شفیعك فی الاخرة فاقبل الاعرابی یقبل قدمی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اخا العرب لا تفعل بی کما یفعل الاعاجم بملوکها فان اللہ سبحانه و تعالی بعثنی لا متکبرا و لا متجبرا بل بعثنی بالحق بشیرا و نذیرا قال (راوی) فهبط جبرائیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قال یا محمد یقرء ك السلام و یخصك بالتحیة والاکرام قل للاعرابی انا نحاسبه فقال الاعرابی یحاسبنی ربی یا رسول اللہ فقال نعم یحاسبك ان شاء اللہ فقال الاعرابی و عزته و جلاله لا حاسبه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی ما ذا تحاسب ربك یا اخا العرب فقال الاعرابی ان حاسبنی ربی علی ذنبی حاسبته علی مغفرته و ان حاسبنی علی معصیتی حاسبته علی عفوه و ان حاسبنی علی بخلی حاسبته علی کرمه قال فبکی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ابتلت لحیته فهبط جبرائیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و قال یا محمد یقرئك السلام و یقول لك اقلل من بکائك فقد الهیت حملة العرش عن تسبیحهم و قل لا خیك الاعرابی لا یحاسبنا و لا نحاسبه فانه رفیقك فی الجنة ۔ (روض الریاحین علی قصص الانبیاء صفحہ ۱۸۔۲۰)

حضور علیہ السلام طواف فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی کو اپنے آگے طواف کرتے پایا جو پڑھ رہا تھا یا کریم' حضور علیہ السلام نے بھی پیچھے پڑھنا شروع کر دیا یا کریم وہ اعرابی رکن یمانی کی طرف جاتا تو پڑھتا یا کریم' حضور علیہ السلام بھی پیچھے پڑھتے یا کریم وہ میزاب رحمت کی طرف جاتا تو پڑھتا یا کریم حضور علیہ السلام بھی پیچھے پڑھتے یا کریم اعرابی نے حضور علیہ السلام کی طرف دیکھا تو کہا اے روشن چہرے والے اور خوبصورت قد والے! اللہ کی قسم! اگر آپ کا اتنا روشن چہرہ اور عمدہ قد نہ ہوتا تو میں آپ کی شکایت اپنے محبوب نبی (ﷺ) کی بارگاہ میں کرتا کہ مجھے پینڈو سمجھ کے مذاق کرتے ہو۔ (اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا) حضور علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا کیا تو اپنے نبی کو پہچانتا ہے؟ عرض کیا! نہیں فرمایا پھر ایمان کیسے لایا! عرض کیا بن دیکھے ان کی نبوت کو مانا اور بغیر ملاقات کئے ان کی رسالت کی تصدیق کی۔ فرمایا تجھے مبارک ہو میں دنیا میں تیرا نبی ہوں اور آخرت میں تیری شفاعت کروں گا وہ حضور علیہ السلام کے قدموں پہ گرا اور بوسے لینے لگا فرمایا! میرے ساتھ وہ معاملہ نہ کر جو عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں' اللہ نے مجھے متکبر و جابر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے (راوی کہتے ہیں کہ) اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام اور آئے عرض کیا: (یا رسول اللہ) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے اس اعرابی کو فرما دیں ہم اس کا حساب لیں گے۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! کیا اللہ میرا حساب لے گا۔ فرمایا ہاں اگر چاہے گا تو لے گا' عرض کیا اگر وہ میرا حساب لے گا تو میں اس کا حساب لوں گا۔ فرمایا تو کس بات پہ اللہ کا حساب لے گا؟ اس نے کہا: اگر اس نے میرے گناہوں کا

حساب لیا تو میں اس کی بخششوں کا حساب لوں گا (کہ میرے گنا زیادہ ہیں کہ تیری بخشش) اگر اس نے میری نافرمانیوں کا حساب لیا تو میں اس کی معافی کا حساب لوں گا۔ اگر اس نے میرے بخل کا امتحان لیا تو میں اس کے کرم کا حساب لوں گا۔

حضور علیہ السلام یہ سن کر اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر جبریل علیہ السلام آئے عرض کیا اللہ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے رونا کم کریں آپ کے رونے نے فرشتوں کو تسبیح و تہلیل بھلا دی ہے اپنے امتی کو کہیں نہ وہ ہمارا حساب لے نہ ہم اس کا حساب لیں گے اور اس کو خوشخبری سنا دیں یہ جنت میں آپ کا ساتھی ہوگا۔

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

اللہ تعالیٰ بہت بڑا نگہبان ہے

الرقیب کے معنی میں علم اور حفظ کی مجموعی صفت جمع ہوتی ہے۔ سورۂ احزاب میں ہے و کان اللہ علی کل شیء رقیبا اور اللہ تعالیٰ ہر شیء پہ نگہبان ہے۔ سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے (اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے) فلما تو فیتنی کنت انت الرقیب علیھم اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان پہ نگاہ رکھتا تھا۔ (یاد رہے توفیتنی کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پہ دلیل لانا صحیح نہیں کیونکہ اول تو لفظ توفی موت کے لئے خاص نہیں بلکہ کسی شی ء کے پورے طور پر لینے پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔ خواہ وہ بغیر موت کے ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم سورۂ زمر میں ہے۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا۔

دوم جب یہ بات قیامت کے دن ہوگی تو اگر توفی موت کے معنی میں فرض کر لیا جائے تب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ں نزول اس سے ثابت نہ ہو سکے گی۔ بہرحال: اس اسم پاک سے تعلق کو مضبوط بنانے والوں پہ لازم ہے کہ اپنے خیالات ، املات کو اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں دے دیں کیونکہ نفس و شیطان سے محفوظ رہنے کا یہی آسان طریقہ ہے۔ جو شخص اپنے اہل و عیال اور مال و منال پہ سات مرتبہ اس اسم پاک کو پڑھ کر روزانہ دم کرے اور یا رقیب کا ورد جاری رکھے ان شاء اللہ سب آفتوں سے محفوظ رہے گا۔ پھنسی پھوڑے کے اوپر تین یا سات مرتبہ پڑھ کر دم کرنے سے شفا حاصل ہوگی۔ ان شاء اللہ

کرتی ہیں ترا ذکر سمندر کی یہ لہریں گلشن میں عنادل کی صدا حمد ہے تیری
کلیوں کی مہک باغ میں غنچے کا چٹکنا قمری کی سر شاخ نوا حمد ہے تیری
مظہر ہیں ترے حسن کا بہتے ہوئے چشمے وادی کی سکوں بخش فضا حمد ہے تیری
کرتی ہے ترا ذکر شب و روز کی گردش مہر و مہ و انجم کی ضیا حمد ہے تیری
والفجر ہو والشمس ہو والنجم کہ اخلاص قرآن بھی اے ذات ورا حمد ہے تیری
سینے میں دھڑکتا ہوا دل تیرا ثنا گو بندے کی بصد عجز دعا حمد ہے تیری
باقی بھی تری ذات ہے قیوم بھی تو ہے خوش بخت ہے جس لب پہ سدا حمد ہے تیری

ہر شعر تری حمد کا انعام ہے تیرا — اک حمد کی جاں بخش. جزا حمد ہے تیری
شہزاد ترے نام کا ذاکر ہے ازل سے — آئینہ الطاف و عطا حمد ہے تیری

اے ہمارے مالک ومولیٰ

تیرے گنہگار و نافرمان بندے گناہوں سے معافی کی آس لگائے تیری بارگاہ میں حاضر ہیں۔ ہم راہِ حق سے بہک چکے ہیں اور ہماری ہلاکت نے ہمیں جہنم کے قریب کر دیا ہے۔ یا اللہ العٰلمین عزوجل! ہم تیری بارگاہ میں اپنی عاجزی وانکساری، ندامت و شرمندگی اور آنسو کی کثرت بطورِ شفیع پیش کرتے ہیں۔ یاالٰہی عزوجل! اگرچہ گناہ ہمیں تیرے عذاب سے ڈراتے ہیں لیکن ہمارا حسن ظن ہمیں تیرے عفوو کرم کی حرص دلاتا ہے۔ اگر تو معاف فرمائے تو تجھ سے زیادہ اس کے لائق کون ہے؟ اور اگر تو عذاب دے تو تجھ سے بڑھ کر عادل کون ہے؟

یارب العلمین عزوجل! اگر تو صرف عبادت گزاروں پر رحم فرمائے گا تو عبادت میں کوتاہی کرنے والوں کا پرسان حال کون ہو گا؟ اگر تو صرف مخلص لوگوں کا ہی عمل قبول فرمائے گا تو ریاکاروں کا کیا بنے گا؟ یاالٰہی عزوجل! میری حسرت کتنی بڑی ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود تجھ سے غافل ہوں۔ اے میرے مالک عزوجل! میری مصیبت کتنی شدید ہے کہ میں دوسروں کو بیدار کرتا ہوں اور خود غفلت کی نیند سویا ہوا ہوں۔ اے میرے آقا و مولیٰ عزوجل! میرا قصہ و ماجرا کتنا عجیب ہے کہ میں راہِ حق کی طرف دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں جبکہ خود ظالم ہوں۔ یا اللہ عزوجل! نصیحت کرنے والے کو بھی بخش دے اور سننے والے کی بھی بخشش فرما دے۔ اے میرے رحیم و کریم مولیٰ عزوجل! جب میں کسی کو تیری بارگاہ کا راستہ دکھاؤں اور وہ وہاں تک رسائی حاصل کر لے تو کیا تو اسے قبول کر لے گا جس کی رہنمائی کی گئی اور رہنمائی کرنے والے کو دھتکار دے گا؟ اے اخلاص کی دولت عطا فرمانے والے مولیٰ عزوجل! اگر میرا کلام خالص تیری رضا کے لئے نہیں تو اس بھری محفل میں کوئی شخص تو ایسا ہوگا جو صرف اور صرف تیری رضا کے لئے آیا ہوگا۔ اے میرے پروردگار عزوجل! اس کے صدقے میری تقصیر و کوتاہی معاف فرما دے اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم سب پر اپنا خاص رحم و کرم فرما۔ (آمین)

اللہ اللہ زیں طرف جرم و خطا — اللہ اللہ زاں طرف رحم و عطا
تو فرستادی بما روشن کتاب — می کند باما حکایت با خطاب
از طفیل آں صراط مستقیم — قوتے اسلام رادہ اے کریم
بہر اسلامے ہزاراں قہا — یک مہ و صد داغ فریاد اے خدا
اے خدا بہر جناب مصطفیٰ — چار یار پاک و آل باصفا
پر کن از مقصد تہی دامانِ ما — از تو پذرفتن زما کردن دعا
تکیہ بررب کرد عبد مستہاں — ہاوست بس مارا ملاذ مستعاں
کیست مولائی بہ ازرب جلیل — حسبنا اللہ ربنا نعم الوکیل

اللہ تعالیٰ دعائیں سننے اور قبول فرمانے والا ہے

المجیب اسم علم ہے جو کہ جواب اور اجابت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ ہر سائل کو جواب عطا کرتا ہے ہر ایک کا سوال سمجھتا ہے اور ہر ایک کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبو الی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون (البقرہ:۱۸۶) میں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

یاد رہے! دعا عرض حاجت ہے اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر لبیک عبدی فرماتا ہے۔ عطا فرمانا دوسری چیز ہے وہ بھی کبھی اس کے کرم سے فی الفور ہوتی ہے۔ کبھی مقتضائے حکمت کسی تاخیر سے کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے، کبھی آخرت میں۔ کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لئے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے۔ کبھی دعا کرنے والے میں صدق، اخلاص وغیرہ شرائط قبول نہیں ہوتے۔ اس لئے اللہ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے۔ ناجائز امر کی دعا کرنا جائز نہیں دعا کے آداب میں ہے کہ حضور قلب کے ساتھ قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد و ثنا اور درود شریف پڑھے پھر دعا کرے۔ اس اسم مبارک سے تعلق قائم کرنے والوں پر لازم ہے کہ جب موقع ملے تب توجہ اور رغبت سے دعا کرے اور پورے قبولیت کے یقین سے کرے، عدم قبولیت کا وہم بھی دل میں نہ آنے دے۔ جو شخص کثرت سے یا مجیب کا ورد رکھے گا ان شاء اللہ اس کی دعائیں بارگاہ خداوندی میں قبول ہونے لگیں گی' اگر لکھ کر اپنے پاس رکھے تو اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا' دردسر کے لئے تین مرتبہ پڑھنے سے سردرد ختم ہوگی۔

ذاتِ قدیم صاحب ہر فخر و ناز ہے ستار ہے صمد ہے وہی بے نیاز ہے
رہتا ہے مہربان دو عالم پہ ہر گھڑی میرا خدا کریم ہے، بندہ نواز ہے
جھکتے ہیں اس کے آگے ملک بھی رسول بھی سارا اسی کے واسطے عجز و نیاز ہے
نغمہ سرائے حمد ہے بارش کی بوند بوند دست صبا میں اس کی عقیدت کا ساز ہے

تو ہم سے صلح کرلے ہم تم سے صلح کرلیں گے

منقول ہے کہ ایک مرید کو توبہ کی توفیق ملی لیکن وہ دوبارہ اپنی گناہوں بھری حالت پر لوٹ آیا۔ پھر اسے ندامت و شرمندگی ہوئی اور دل ہی دل میں کہنے لگا: ''اگر میں اپنے گناہوں سے توبہ کرلوں تو میرے رب عزوجل کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟'' اچانک ایک آواز آئی: ''اے نوجوان! تو نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے پردہ پوشی کی، تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے مہلت دی، اب اگر تو ہماری طرف لوٹ آئے تو ہم قبول فرمالیں گے، اگر تو ہماری طرف متوجہ ہو تو ہم تیری طرف نظر رحمت فرمائیں گے، تو نے عرصہ دراز تک علانیہ ہماری نافرمانی کی لیکن ہم نے خطاؤں کو ڈھانپ دیا، تو نے ہم سے کتنی دوری اختیار کی پھر بھی ہم نے اپنے قریب کیا، تو نے نافرمانیوں کے ساتھ ہمارا مقابلہ کیا پھر بھی ہم نے درگزر کیا، اب بھی تو ہماری طرف لوٹ آئے اور ہم سے صلح کرلے تو ہم بھی صلح

کرلیں گے۔"

حضرت سیدنا علی بن موفق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مناجات میں عرض کیا کرتے تھے: "اے میرے مالک ومولیٰ عزوجل! تیری عزت وجلال کی قسم! میں تیرے دروازے سے نہیں ہٹوں گا اگرچہ تو مجھے دھتکار دے۔ میں تیری بارگاہ سے نہیں پھروں گا اگرچہ تو مجھے دور بھی کر دے۔ میں تیرے وصال سے دوری اختیار نہیں کروں گا۔ اگرچہ تو مجھ سے تعلق توڑ لے۔ میں تیری محبت کو دل سے نہیں نکالوں گا اگرچہ تو مجھے عذاب دے۔ اے میرے مالک ومولیٰ عزوجل! اگر تو میری نگاہوں سے پوشیدہ ہے تو کیا ہوا تیری محبت تو میرے دل میں ہے۔ اگر تو مجھے چھوڑ دے اور دور کر دے تو پھر بھی تیری محبت میرے دل میں چھپی رہے گی۔"

(الروض الفائق)

اپنے رنگ میں رنگ دے مولیٰ دل کی میل ہو دور
چھوڑیں کام گناہوں والے کر دے یوں ماجور
تو جو چاہے وہ ہو جائے تیری شان کمال
ہو نہیں سکتا کام وہ ہرگز جو نہ تجھے منظور

اللہ تعالیٰ بڑی وسعت وفراخی والا ہے

الواسع وسع سے ہے جس کا معنی تونگری، دسترس ہے۔ واسع اللہ تعالیٰ کا علم ہے اللہ تعالیٰ واسع ہے جس نے تمام اشیاء کو اپنے انعام سے گھیر رکھا ہے۔ اس کا جود وسخا اندازے سے باہر ہے۔ اس کا رزق سب کو ملتا ہے۔ اس کی کرسی زمین وآسمانوں سے زیادہ وسعت رکھی ہے۔ وسع کرسیه السموات و الارض۔ اس کا علم ہر شیء پر حاوی ہے۔ وسع ربی کل شيء علما۔ اس کی رحمت ہر شیء پہ غالب وحاوی ہے۔ ورحمتي وسعت كل شيء۔ ملائکہ اس کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہے: ربنا وسعت کل شيء رحمة و علما۔ اے ہمارے رب تیری رحمت وعلم میں ہر چیز کی سمائی ہے۔ یعنی تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو وسیع ہے (اس کے بعد فرشتوں کی اہل توبہ کے لئے دعا ہے اور دعا سے پہلے عرض ثنا سے معلوم ہوا کہ آداب دعا سے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے پھر مراد عرض کی جائے۔ اللہ تعالیٰ واسع ہے مگر غریب بندوں کو ان کی وسعت وطاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اس اسم پاک کے متعلق مندرجہ ذیل دعا یاد رکھنی چاہیے۔ جو شخص کثرت کے ساتھ یا واسع کا ورد کرتا رہے گا ان شاء اللہ اس کو ظاہری وباطنی غذا عطا ہوگی۔ جس کو بچھو نے کاٹ لیا وہ ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرے تو زہر اثر نہ کرے گا۔

اللھم اجعل اوسع رزقك علی عند کبر سنی وانقطاع عمری یا من لاتراہ العیون ولا تخالطه الظنون ولا یصفه الواصفون۔ یا اللہ عمر بڑھ جانے پر اور بڑھاپے کے وقت اپنا رزق مجھ پر اور زیادہ وسیع فرمائے وہ ذات کہ جسے نہ آنکھیں دیکھتی ہیں اور نہ گمان ووہم پا سکتے ہیں اور نہ وصف کرنے والے اس کا وصف کر سکتے ہیں۔

جلوہ گری اسی کی ہے نرگس کی آنکھ میں اس کے کرم سے کاکل سنبل دراز ہے
وہ کھولتا ہے گنبد بے در میں کھڑکیاں دنیا میں اس کا لطف بلا امتیاز ہے

کرتا ہے روز ایک نئی شان سے ظہور
یہ اختلاف صبح و مسا اس کا راز ہے
معبود ہے مجید و معین و مغیث بھی
مشکل کشا وہی ہے وہی کار ساز ہے
ایاک نعبد کہیں ایاک نستعین
معراجِ بندگی کا ذریعہ نماز ہے
لرزاں ہیں ارض وکوہ و فلک اس کے سامنے
اللہ کا کلام بڑا جاں گداز ہے

امام شافعی علیہ الرحمۃ کی ایک دعا

حضرت سیدنا عبداللہ بن مروان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں حضرت سیدنا امام شافعی علیہ رحمۃ اللہ کے علمی حلقہ میں بیٹھتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھ کر لکھا کرتا۔ایک صبح میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں موجود پایا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے۔میں بیٹھ گیا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو دعائیں فرمائیں۔ان میں سے کچھ میں نے یاد کرلیں۔جن میں سے ایک یہ ہے: ''اَللّٰھُمَّ امْنُنْ عَلَیْنَا بِصَفَاءِ الْمَعْرِفَۃِ وَھَبْ لَنَا تَصْحِیْحَ الْمُعَامَلَۃِ فِیْمَا بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ عَلَی السُّنَّۃِ وَارْزُقْنَا صِدْقَ التَّوَکُّلِ عَلَیْكَ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ وَامْنُنْ عَلَیْنَا بِکُلِّ مَا یُقَرِّبُنَا اِلَیْكَ مَقْرُوْنًا بِعَوَافِی الدَّارَیْنِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اے اللہ عزوجل! ہم پر احسان فرماتے ہوئے خالص معرفت عطا فرما۔ہمیں ان معاملات کی درستگی عطا فرما جو ہمارے اور تیرے درمیان ہیں اور اپنی ذات پر سچا توکل اور حسن یقین عطا فرما۔اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! اپنی خاص رحمت سے ہمیں ہر وہ بھلائی عطا فرما جو دنیا و آخرت کی عافیتوں کے ساتھ ساتھ تیرا قرب بخشے۔'' (آمین)

آپ علیہ الرحمۃ اپنے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ عزوجل نے تجھے جہنم کی سزا اور ہمیشہ اس میں ٹھہرانے کا ارادہ فرمالیا ہوتا تو تجھے توحید و معرفت کی توفیق نہ دیتا۔پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند اشعار پڑھے، جو یہ ہیں:

اِنْ کُنْتَ تَغْدُوْ فِی الذُّنُوْبِ جَلِیْدًا
وَتَخَافُ فِیْ یَوْمِ الْمَعَادِ وَعِیْدًا
فَلَقَدْ اَتَاكَ مِنَ الْمُھَیْمِنِ عَفْوُہٗ
وَاَتَاحَ مِنْ نِعَمٍ عَلَیْكَ مَزِیْدًا
لَا تَیْاَسَنَّ مِنْ لُطْفِ رَبِّكَ فِی الْحَشَا
فِیْ بَطْنِ اُمِّكَ مُضْغَۃً وَّوَلِیْدًا
لَوْ شَاءَ اَنْ تَصْلِیَ جَھَنَّمَ خَالِدًا
مَا کَانَ اَلْھَمَ قَلْبَكَ التَّوْحِیْدَا

ترجمہ: اگر تو گناہوں میں پگھل کر برف بن چکا ہے اور اب قیامت کے دن کی سزا سے ڈر رہا ہے تو یاد رکھ! حفاظت فرمانے والا خدا عزوجل تجھ پر عفو و کرم فرمائے گا اور تجھے اپنی مزید نعمتیں فراہم کرے گا۔اے شخص! تو اپنی ماں کے پیٹ کے اندر لوتھڑے اور نوزائیدہ بچے کی طرح تھا تو تب بھی اس نے اپنے لطف و کرم سے تجھے مایوس نہ کیا۔اگر وہ تجھے ہمیشہ جہنم میں جلانا چاہتا تو تیرے دل میں اپنی وحدت پر ایمان داخل نہ کرتا۔

یہ سن کر وہ آدمی رو پڑا اور عبادت شروع کردی۔وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے بہت مسرور ہوا۔

(الروض الفائق)

اللہ تعالیٰ بڑی حکمتوں والا ہے

الحکیم، حکم اور حکمت سے ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ حاکم علی الاطلاق ہے اور معنوی طور پر اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں مگر ابن کثیر کے سوا ائمہ لغت میں سے کسی نے حکیم بمعنی حاکم نہیں لکھا۔ جبکہ حکمت سے مشتق ہونا سب کے نزدیک مسلمہ ہے۔ اعمال وافعال میں افضلیت کے علم کو حکمت کہتے ہیں۔ حکمت ان مصالح کلیہ کا نام ہے جو نظام عالم کا قوام ہیں۔ ان غایات حمیدہ کا نام ہے جو سلسلہ تکوین میں ملحوظ ہوں۔ احسن اخلاق اور احسن اعمال کا حکمت ہونا ضروری ہے۔ بہترین فوائد و بہترین مقاصد کا حکمت ہونا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں کئی جگہ حکمت کا لفظ آیا ہے جن میں سے ایک مندرجہ ذیل ہے۔ و من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرًا کثیرًا (البقرہ) اور جسے حکمت ملی اسے بہت بڑی بھلائی ملی۔ آج کل اکثر لوگ صرف منطق یا سائنس کے مطالعہ کے بعد احکام شریعت کی خوبی سے بے خبر رہ کر اپنے اپنے فہم کو ان احکام حقہ سے بہتر خیال کرنے لگتے ہیں لہٰذا علماء حقانی کو لازم ہے کہ اس حکیم کے فیض سے نور گیر ہو کر لوگوں کو دلائل عقلیہ کے ساتھ ان احکام کی توضیح و تبیین فرمایا کریں تا کہ ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ کا مفہوم پورا ہو۔ حکمت کی تفسیر میں اقوال ائمہ دین کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حکمت کے معنی علم القرآن بتلائے ہیں یعنی ناسخ و منسوخ محکم و متشابہ مقدم و موخر حلال و حرام وغیرہ کی شناخت، ضحاک نے حکمت کے معنی، قرآن اور فہم قرآن بتلائے۔ مجاہد نے قرآن اور علم اور فقہ بتلائے، مجاہد نے دوسری روایت میں حکمت کے معنی قول و فعل کی اصابت بیان کئے ہیں۔ نخعی نے فرمایا کہ حکمت معانی الاشیاء اور فہم معانی کا نام ہے۔ حسن بصری نے فرمایا کہ دین الٰہی میں روح کا نام حکمت ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ جن آیات میں کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ آتا ہے وہاں حکمت سے مراد سنت نبویہ ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ حق کی شناخت اور عمل برحق کا نام حکمت ہے اگر ان اقوال میں معنی مشترک کا خیال کیا جائے تو حکمت کے معنی یہ ہیں کہ ہر شے کو اس کی اصلی جگہ پر رکھا جائے۔ اشیاء پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ جملہ اشیاء کے لئے مقتضات میں حدود ہیں۔ نباتات ہیں۔ اوقات ہیں جن میں تقدم و تاخر نہیں ہو سکتا لہٰذا حکمت وہ ہے جس میں ان جملہ جہات کو ملحوظ رکھا جائے اور حکیم وہ ہے جس کا حکم ان جملہ جہات میں اشیاء عالم و عالم پر نافذ ہوتا ہے۔ حکمت خیر کثیر ہے۔ حکمت بصیرت قلب ہے۔ حکمت حقیقت فطرت ہے۔ حکمت غایت خلقت ہے۔ حکیم مطلق ہی کے حکم سے باایمان قلب ان مراتب کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس اسم سے تخلق حاصل کرنے والوں کو قرآن و سنت میں مہارت حاصل کرنی چاہیے۔ علوم و فنون کی طرف راغب ہونا چاہیے۔ جہالت سے نفرت کرنی چاہیے۔ اسرار قدرت اور رموز فطرت کے تجسس و تحقق کا شوق و ذوق ہونا چاہیے۔ جو شخص کثرت سے یا حکیم پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس پر علم و حکمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ جس شخص کا کوئی کام پورا نہ ہوتا ہو وہ پابندی سے اس اسم کو پڑھا کرے ان شاء اللہ کام ہو جائے گا۔ ظہر کی نماز کے بعد نوے مرتبہ پڑھنے سے مخلوق کے سامنے سرخرو ہوگا اور تمام معاملات درست ہوں گے۔

انوارِ اسم ذات کی تاثیر کے طفیل — دل میں ہے کیف روح میں اک اہتزاز ہے
جب موت ہے وسیلۂ دیدارِ ذاتِ حق — پھر آدمی کو موت سے کیوں احتراز ہے
رہتے سدا ہیں اس کے خزانوں کے منہ کھلے — ہر لحظہ اس غنی کا درِ جود باز ہے

پاتا ہے ذاتِ حق سے وہ توفیق نعت کی شہزاد اس کے فضل سے جو سرفراز ہے

اے خداوند دو عالم مالک ارض وسما

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لئے جس نے علماء کے لئے علم کو دلیل وثبوت بنایا اور انہیں اس کے ذریعے غنی کردیا اگرچہ وہ مال و نسب میں کم ہوں اور اسی علم کے ذریعے حضرت سیدنا ادریس علیٰ نبینا وعلیہ السلام جنت سے سرفراز ہوئے اور اللہ عزوجل نے انہیں رفعت وبلندی عطا فرمائی اور منتخب فرمایا۔ اسی علم کی طلب میں حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ السلام اور حضرت سیدنا یوشع بن نون علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے پختہ عزم کرکے سفر اختیار فرمایا یہاں تک سفر میں مشقت اٹھائی۔ (قرآن پاک میں بیان فرمایا)''واذ قال موسی لفتہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا ○ (پ۱۵، الکہف:۶۰) اور (یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے خادم سے کہا میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں جہاں دو سمندر ملے ہیں یا قرنوں (مدتوں تک) چلا جاؤں۔''......اسی علم کے سبب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کو تمام انسانوں کا باپ بنایا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ علیہ السلام کو سجدہ کریں، تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس (یعنی شیطان) نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا (اور لعنت کا مستحق ٹھہرا)

اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کی اولاد سے مختلف قبیلے اور خاندان بنائے اور تقدیر کا فیصلہ ان پر جاری فرمایا اور اس نے ہر شے کے لئے ایک ذریعہ بنایا۔ علماء کو اپنی عنایت سے توفیق بخشی تو وہ رغبت وشوق سے خدمت علم میں لگ گئے۔ اس نے انہیں اپنے احکام کی سمجھ اور پہچان عطا فرمائی جس کے ذریعے انہوں نے قدر ومنزلت اور مراتب حاصل کئے۔ اس نے انہیں دنیا میں مخلوق کے لئے سردار اور راہنما بنایا جس کے ذریعے انہوں نے بزرگی واخلاق حاصل کیا۔ اس نے ان کے دلوں میں ایسے انوار داخل فرمادیئے جن کی روشنی میں وہ ایسی بعید باتوں تک پہنچ جاتے ہیں جن تک رسائی مشکل ہو۔ اس نے انہیں علم کے ذریعے عزت وجلالت اور رعب وہیبت کا لباس پہنایا تو وہ برگزیدہ ومنتخب بندے ہوگئے۔ اس نے انہیں اپنے احکام کی حلاوت عطا فرمادی لہٰذا انہیں طلب علم کے سفر میں کوئی تھکن نہ ہوئی اور جب وہ قیامت کے دن گروہ در گروہ حاضر ہوں گے تو اللہ عزوجل انہیں کرامت کے تاج پہنائے گا اور ان کے لئے یہ ندا ہوگی: ''اھلا و سھلا مرحبا۔''

میں اللہ عزوجل کی ایسی حمد کرتا ہوں جسے نجات کا وسیلہ بنا سکوں اور میں اس کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ'' (یعنی اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں) کی گواہی دیتا ہوں تاکہ خوش کرنے والی عزت ورفعت کا سامان ہوجائے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خاص بندے اور رسول ہیں اور جو خاص نبی اور پسندیدہ پیغمبر ہیں۔ آپ پر درود وسلام ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب، ازواج مطہرات اور نیک و پسندیدہ اولاد پر ہمیشہ رحمت وسلامتی نازل ہو جب تک آسمان بادل ظاہر کرتا ہے اور موسلا دھار بارش برساتا رہے۔ (آمین)

اے خداوند دو عالم مالک ارض و سما اے کہ تیری ذات ہے فہم و خرد سے ماورا
گوشۂ دل میں تیرا احساس پیدا یوں ہوا روح کے پردے پہ ابھری ایک انجانی صدا
اے کہ تیری حمد کے لائق نہیں میری زباں کس طرح ہو ذکر تیرا باہمہ اوصاف ہا

قائم و قیوم و قاہر قادر و مطلق قوی — اے کریم و کار ساز و کردگار و کبریا
بے مثل و بے نیاز و لا شریک و وحدہ — اے رؤف و رازق و رحمٰن کل رب العلا
قدرت کامل سے تخلیق جہان رنگ و بو — منبع انوار عالم مخزن جودوسخا

زندگی تیری رضا تیری عبادت میں کٹے
کم سے کم قصری کو تو توفیق دے میرے خدا

(قصری کانپوری)

قادیانی توحید ودیگر عقائد

عربی میں کہتے ہیں: تعرف الاشیاء باضدادھا۔ چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں، اندھیرا نہ ہوتو اجالے کی قدر و قیمت پوری طرح معلوم نہیں ہوتی، جہالت کو دیکھ کر ہی علم کی عظمت دل میں پوری طرح جاگزیں ہوتی ہے، اسی اصول کے پیش نظر دیکھیے کہ امام الانبیاء ﷺ کے دامن رحمت نے ہمیں کن کن گمراہیوں سے بچالیا ہے۔ چنانچہ یہ تو اہل اسلام کی توحید ہے، ذرا قادیانی توحید اور ان کے دیگر عقائد کا نمونہ بھی دیکھ لیں۔ آئینہ کمالات کے ص ۵۶۴-۵۶۵ پہ مرزا کا خواب ایک رباعی کی صورت میں درج ہے کہ ''میں نے خواب دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں یقین کریں کہ میں وہی ہوں اور میرا ارادہ باقی نہ رہا اور نہ خطرہ رہا اس حال میں میں نے کہا ہم ایک نیا نظام نیا آسمان نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان وزمین اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی تفریق و ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی کردی اور ترتیب دے دی۔ میں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا کہ (انا زینا السمآء الدنیا مصابیح) میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔ اس طرح سے میں خالق ہو گیا (یعنی مرزا معاذ اللہ خدا ہو گیا)۔''

اللہ رب العزت کی توہین:

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) حقیقۃ الوحی، صفحہ: 86 پہ لکھتا ہے (انت منی بمنزلۃ ولدی) یعنی (اللہ نے مجھے فرمایا) اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشریٰ، جلد دوم، صفحہ: 65 پہ لکھتا ہے (انت منی بمنزلۃ او لادی) یعنی تو مجھے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔ (مرزا نے معاذ اللہ خدا کے لئے بیٹا ہونا تسلیم کرلیا)

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشریٰ، جلد: دوم، صفحہ: 61 پہ لکھتا ہے (انت اسمی الاعلی) اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔

قرآن کریم کی توہین:

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشریٰ جلد: دوم، صفحہ: 119 پہ لکھتا ہے (ما انا الا کالقرآن و سیظھر علی یدی

ماظھر من الفرقان)یعنی میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ قرآن (فرقان) سے ظاہر ہوا۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشریٰ، جلد: دوم، صفحہ: 61 پہ لکھتا ہے (انت مدینۃ العلم) یعنی اے مرزا تو علم کا شہر ہے۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) نزول المسیح، صفحہ: 99 پہ لکھتا ہے

ہمچو قرآن منزہ اش دانم　　از خطاہا ہمیں است ایانم

ترجمہ: ''یعنی میرا ایمان ہے کہ میری وحی قرآن کی طرح غلطیوں سے مبرا ہے۔''

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین:

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) نزول المسیح، صفحہ: 99 پہ لکھتا ہے

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　من بعرفان نہ کمترم زکسے

یعنی اگرچہ دنیا میں بہت نبی ہوئے ہیں مگر میں عرفان میں ان نبیوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ: 3 پہ لکھتا ہے (محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم) اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) تریاق القلوب، صفحہ: 6 پہ لکھتا ہے

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا　　منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

ترجمہ: ''میں ہی مسیح زمان ہوں، میں ہی کلیم خدا ہوں، میں ہی محمد ہوں، میں ہی احمد مجتبیٰ ہوں۔''

(جب مرزائی کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں تو اس میں محمد رسول اللہ سے معاذ اللہ مرزا مراد لیتے ہیں)

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) دافع البلاء، صفحہ: 20 پہ لکھتا ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) ازالہ اوہام صفحہ: 158 پہ لکھتا ہے۔

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم　　عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بمنبرم

ترجمہ: ''میں وہ ہوں جو حسب بشارات آیا ہوں۔ عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر پاؤں بھی رکھ سکے۔''

حجر اسود کی توہین:

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) البشریٰ، جلد: اول، صفحہ: 48 پہ لکھتا ہے

شخصے پائے من بوسید　　من گفتم کہ سنگ اسود منم

ترجمہ: ''ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو میں نے کہا کہ میں سنگ اسود ہوں۔''

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) درثمین اردو، صفحہ: 52 پہ لکھتا ہے

زمین قادیاں اب محترم ہے   ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(پاکستانیو! سوچو جو جماعت قادیان کو ارضِ حرم سمجھتی ہے۔ اس کا دلی لگاؤ بھارت سے ہوگا یا پاکستان سے؟)

○ (مرزا قادیانی اپنی کتاب) درثمین، صفحہ: 287 پہ لکھتا ہے

کربلائیست سیر ہر آنم   صد حسین است در گریبانم

ترجمہ: ''یعنی میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سینکڑوں حسین میرے گریبان میں پڑے ہیں۔''

مسلمانو! یہ ہیں وہ بنیادی اصول جن کی وجہ سے ہر مکتبِ فکر کے علماء مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

ترانۂ ختم نبوت

محفوظ ہے اس واسطے ایمان ہمارا   کہ ختم نبوت پہ ہے ایقان ہمارا
بند ہو گیا دروازہ نبوت کا جونہی کہ   مبعوث ہوا احمد ذی شان ہمارا
ہیں آپ ہی محمود و محمد بھی اور احمد   پھر کیوں نہ ثناء ان کی ہو بیان ہمارا
ذاتی ہیں یہ نام ان کے محمد اور احمد   یہ نام ہی سرمایۂ ایمان ہمارا
کوئی نہ ہوا ان سا جہاں میں نہ ہی ہو گا   بے مثل ہے وہ ہادئ ذی شان ہمارا
صد رشک شہنشاہی ہے اُس در کی غلامی   خوش بخت ہیں ہم کہ ہے وہ سلطان ہمارا
مرزا نے کیا دعویٰ نبوت کا جو ہند میں   بپھرا ہوا ہر ایک تھا مسلمان ہمارا
قربان ہو جاں حرمت و ناموس نبی پر   کٹ ان پہ مریں، تھا یہی پیمان ہمارا
پیچھا کیا مرزا کا اکابر نے ہمارے   بتلا دیا کہ زندہ ہے ایمان ہمارا
تکفیر کی کذاب کی جس ہستی نے پہلے   ہے مفتی اعظم وہ رضا خان ہمارا
مبہوت کیا دجال کو قطب جلی نے   ہے مہر علی فاتح میدان ہمارا
مرزا نہ ہوا جس کے مقابل وہ مجاہد   ہے پیر جماعت علی ذی شان ہمارا
تھا جس نے کیا ناطقہ بند مرزائیت کا   ستار نیازی ہے وہ تو خان ہمارا
پھانسی کے پھندے کو بھی چوم لیا تھا جس نے   بے شک تھا وہی عبقری انسان ہمارا
دجال کے دعویٰ نبوت پہ نصاریٰ   تھے خوش کہ ہوا پورا ہے ارمان ہمارا
اک عرصہ سے جو چاہتے اغیار تھے کرنا   آخر کیا مرزا نے وہ نقصان ہمارا
مرزائیو! بچنا ہے جہنم سے جو تم نے   تسلیم کرو مذہب ذی شان ہمارا
فاروقیا! مرزائیوں کو احمدی مت کہہ   تلقین یہی کرتا ہے وجدان ہمارا

(محمد اقبال فاروقی۔ بھکر)

جانِ پیغمبری آخری آخری

پیکر رہبری آخری آخری
جانِ پیغمبری آخری آخری

فخر جن و بشر نازِ حور و ملک
رشک حور و پری آخری آخری

تیری تخلیق تو ہوئی پہلے پہل
اور جلوہ گری آخری آخری

اپنا محبوب ہم کو عطا کر دیا
یہ کرم گستری آخری آخری

نور اول کی جلوہ نمائی ہوئی
صورتِ بشری آخری آخری

ہے کتاب ہدایت خدا کا کلام
آخری آخری آخری آخری

ان کے ہم ہو کے خیر الامم بن گئے
پا گئے برتری آخری آخری

مان جاؤ اگر پاؤ جنت نگر
ہے یہی بہتری آخری آخری

''آخری'' جو نہ مانے وہ ہے دوزخی
بات ہے یہ کھری آخری آخری

ہو سعیدی کا بھی خاتمہ بالایمان
دور ہو کمتری آخری آخری

(صلاح الدین سعیدی)

اللہ تعالیٰ بہت محبت فرمانے والا ہے

الودود، محبت کے لب لباب اور خلاصہ کا نام وداد ہے، وداد محبت کا وہ درجہ ہے جو اخلاص کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اور شائبہ اعتراض کا دھوکہ جاتا رہتا ہے۔ ودود کا معنی مودود بھی ہے یعنی وہ ذات جس سے محبت کی جائے اور اس کا معنی وادّ بھی ہے کہ محبت کرنے والا اللہ بندوں سے محبت کرتا ہے اور بندے اللہ سے **یحبھم و یحبونہ** ۔امام بخاری علیہ الرحمہ نے انہی معانی کے اعتبار سے صحیح بخاری میں ودود کا معنی حبیب کیا ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے: **ان اللہ تعالٰی اذا احب عبدا دعا جبریل** ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر آسمانوں میں اور زمین پہ اپنی محبت کے چرچے فرما دیتا ہے۔ سورۃ مریم میں ہے **ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا** ۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے عنقریب رحمان ان کے لیے (مخلوق کے دلوں میں) محبت پیدا فرما دے گا۔ تو اس طرح بندہ اللہ کا بھی محبوب ہو جاتا ہے اور اللہ کے بندوں کا بھی۔ معلوم ہوا کہ مومنین صالحین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے جیسے سیدنا غوث اعظم' حضرت داتا صاحب' خواجہ اجمیر' حضرت سلطان العارفین سلطان باھو' حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء' حضرت پیر مہر علی شاہ' حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی، حضرت علی احمد صابر کلیری۔ حضرت مجدد الف ثانی وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین اور پھر حدیث اور قرآن پاک کی آیت دونوں پہ غور کریں کہ محبت کی ابتدا ہمارے رب کی طرف سے ہو رہی ہے اور اس کا نفع سارا کا سارا بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔

گر آنکھ سو بھی جائے تو کرتا ہے اپنا کام
دل کو ہے اسم ذات سے کچھ ایسا التزام

تسبیح خواں ہیں اس کے سمک تا سما سبھی
ہر دل میں اس کی یاد ہے ہر لب پہ اس کا نام

قمری کے زمزمے میں ہے تمجید کردگار
کوئل کے لب پہ اس کا ترانہ ہے صبح و شام

مسجودِ خشک و تر ہے وہی ذات لاشریک
ہے بحر و بر میں اس کی عبادت کا اہتمام

محبت ربی رحم بن کر بندہ نوازی کرتی ہے۔محبت سبحانی غفران بن کر اپنے بندوں کو خلعت نجات پہناتی ہے۔محبت الٰہی رحمت کو محبت کا تاج پہنا کر خاک نشین بندے کو تخت رضوان پر بلند کرتی ہے۔عیسائی ایک لفظ بولتے ہیں کہ خدا سراپا محبت ہے مگر جو جانتے ہی نہیں کہ وداد کا درجہ محبت سے بڑھ کر ہے اور ودود تو پھر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ویسے تو کہا جاتا ہے کہ

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ اک ایسی حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

تاہم محبت کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

محبت کیا ہے؟

(۱) دل سالم کی میل دائم کا نام محبت ہے۔

(۲) محبوب پر تمام پیاری چیزوں کے نثار کا نام محبت ہے۔

(۳) حاضر و غائب میں محبوب کی موافقت کا نام محبت ہے۔

(۴) اپنی گمشدگی میں اصابت محبوب کا نام محبت ہے۔

(۵) مراد محبوب پر ایثار قلب کا نام محبت ہے۔

(۶) التزام طاعت اور مفارقت مخالفت کا نام محبت ہے۔

(۷) نفی دعویٰ کا نام محبت ہے۔

(۸) ہر چیز کو محبوب کے لئے خاص کر دینے کا نام محبت ہے۔

(۹) التزامِ تقصر خدمت کے لزدم کا نام محبت ہے۔

(۱۰) غیریت کا نام محبت ہے۔

(۱۱) ترکِ آرام کا نام محبت ہے۔

(۱۲) نفی خواہشات کا نام محبت ہے۔

(۱۳) خلوص ارادت اور صدق طلب کا نام محبت ہے۔

(۱۴) محبت خمار ہے اور اس خمار کا مداوا دیدار یار ہے۔

(۱۵) جاں نثاری کا نام محبت ہے۔

(۱۶) محبت وہ سفر ہے جو خودی سے محبوب کی جانب کیا جاتا ہے۔

(۱۷) محبت وہ ہے کہ جفاوعطا کا اثر اسے کم وبیش نہیں کر سکتا۔

(۱۸) محبت وہ ہے کہ شکوہ کو زبان پر اعتراض کو دل میں نقص کو آنکھ میں آنے کی اجازت نہ دے۔

(۱۹) محبت عبودیت ہے۔ محبت غلامی ہے۔ محبت خود فراموشی ہے۔ محبت خود اپنے ساتھ عداوت ہے۔

(۲۰) محبت وہ ہے جس کی ذلت عزت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

(۲۱) محبت وہ ہے جس کی عزت ہر ایک ذلت سے لاپرواہ کر دیتی ہے۔

(۲۲) محبت وہ ہے جہاں عزت وذلت کے الفاظ کا استعمال ہی مفقود ہو جاتا ہے۔

اللهم ارزقنا حبك و حب من يحبك وحب عمل يقربنا الى حبك

''الٰہی ہمیں اپنی محبت عطا کر اور جو کوئی تجھ سے محبت رکھتا ہے اس کی بھی محبت عطا کر اور اس عمل کی بھی محبت دے جو ہمیں تیرے قریب کر دے۔''

اس اسم سے تخلق پیدا کرنے والوں کو لازم ہے کہ اہل اللہ سے مودت پیدا کریں۔ باہمی محبت کو ترقی دیں۔ محبت نفسانی و شہوانی کو پامال کر کے محبت روحانی وایمانی کی افزودمیں ساعی رہیں۔ (ماخوذ)

دیتا ہوں اس کو آیۂ لا تقنطوا سے مات — جب بھی مجھے ستائے ہے میرا خیالِ خام
در پیش آدمی کو ہے لغزش قدم قدم — آتا ہے تھامنے کو کرم اس کا گام گام
مبدا ہر ابتدا کا وہی ذات لایزال — ہر انتہا کا اس کی مشیت پہ اختتام
شہزاد جس کا حامی و ناصر ہو خود خدا — رہتا نہیں وہ شخص زمانے میں بے مرام

جو شخص روزانہ ایک ہزار بار مرتبہ یاودود پڑھ کر کھانے پہ دم کر لے گا اور بیوی کے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھائے گا تو انشاء اللہ میاں بیوی کا جھگڑا ختم ہو جائے گا اور باہمی محبت پیدا ہو گی۔ جس کا بیٹا بگڑ جائے جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد لطیف معطر شیرینی پہ ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دم کرے، ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے اور وہ شیرینی اس کو کھلائے ان شاء اللہ راہ راست پہ آئے گا۔

اللہ تعالیٰ بڑی عزت اور بلند مرتبے والا ہے

الحمید، مجد سے ہے بلند پایہ، عالی مرتبہ، مجید وہ ہے جس میں مجد نفسی، شرف ذاتی، سلامت افعال، کرامت افضال، جزالت عطا اور کثرت نوال جیسی صفات پائی جاتی ہوں۔ قرآن مجید میں یہ نام اللہ تعالیٰ کے لئے (انه حميدٌ مجيدٌ) قرآن پاک کے لئے (بل هو قرآنٌ مجيدٌ) اور عرش عظیم کے لئے آیا ہے۔ ذو العرش المجيد قرآن وعرش کی یہ شرافت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ حدیث پاک میں ہے: سبحان ذى المجد والاكرم سبحان ذى الجلال والاكرام. مجید کے معنی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسم پاک اپنے مفہوم میں جلیل وہاب اور کریم کے اسماء کا جامع ہے۔ اس نام پاک کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کی جائے اور اس کی حقدار مخلوق کو عزت سے نوازا جائے خود عاجزی کا پیکر بن جائے اور دل سے تکبر کی غلاظت کو نکال باہر کرے جو شخص کسی موذی مرض آتشک جذام وغیرہ میں گرفتار ہو اور تیرہ چودہ پندرہ

تاریخ (ایامِ بیض) کے روزے رکھے اور افطاری کے بعد بکثرت اس اسمِ پاک کو پڑھے اور پانی پہ دم کر کے پیئے ان شاءاللہ وہ مرض سے نجات پا جائے گا۔

خدایا حاکمِ مطلق ہے تو ہر ایک عالم کا
جھکا ہے سر تری سرکار میں ہر قیصر و جم کا
گدائے بارگاہِ پاک ہوں، مارا ہوا غم کا
بھرم رہ جائے یا رحمٰن! میرے دیدۂ نم کا
شبِ اسریٰ تری قدرت کے سب نے معجزے دیکھے
ستارہ بن کے ہر ذرّہ زمیں کا عرش پر چمکا
زمین و آسماں کا نور ہے تو خالقِ اکبر!
تری عظمت کہ تو معبود ہے نورِ مجسم کا

خدا کی نشانیں

قرآن پاک میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے **یعذب من یشاء و یرحم من یشاء والیہ تقلبون**o (پ۲۰، العنکبوت:۲۱) عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے۔

عقل مندوں کے سینوں کو شفا دیتا اور اپنی پختہ تخلیقات سے ہر شک وشبہ دور کرتا ہے۔ چنانچہ خود ارشاد فرماتا ہے: **ومن ایتہ ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنشرون**o (پ۲۱، الروم:۲۰) اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے۔

اس نے اپنی حکمت کاملہ سے مختلف قسم کی اشیاء پیدا فرمائیں اور گزشتہ وآئندہ کی اشیاء کو ایک اندازے سے رکھا اور توبہ کرنے والے کے تمام گناہ معاف فرما دیئے۔ چنانچہ، ارشاد فرماتا ہے: "**وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفوا عن السیات و یعلم ماتفعلون**o (پ۲۵، الشوریٰ:۲۵) اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔"

اللہ عزوجل نئے نئے زمانے ایجاد کرتا ہے۔ ماں کے پیٹ میں مردوں، عورتوں کی صورتیں بناتا ہے۔ قبر والوں کو اٹھائے گا تو وہ زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **و نفخ فی الصور فاذا ھم من الاجداث الی ربھم ینسلون**o (پ۲۳، یٰسین:۵۱) اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے اور اپنی قدرت کی نشانی سورج کے متعلق فرماتا ہے: **و جعل الشمس سراجا**o (پ۲۹، نوح:۱۶) اور سورج کو چراغ (کیا)

اللہ عزوجل نے بدلیوں سے زور کا پانی اتارا اور اگر وہ چاہے تو اسے کھاری کر دے پھر اس کا شکر کیوں نہیں کرتے جو کریم ہے قدر فرمانے والا ہے۔ مہربان ہے، بخشنے والا ہے، اپنے فیصلوں میں ظلم وستم سے پاک ہے، زمین وآسمان کا خالق ہے۔ خود قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **الذی خلق السموت والارض و جعل الظلمت و النور ط ثم الذین کفروا بربھم یعدلون**o (پ۷، الانعام:۱) جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیروں میں روشنی پیدا کی، اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہرتے ہیں۔

حضرت صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

''حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''توریت میں سب سے اوّل یہی آیت ہے۔ اس آیت میں بندوں کو شانِ استغناء کے ساتھ حمد کی تعلیم فرمائی گئی اور پیدائش آسمان و زمین کا ذکر اس لئے ہے کہ ان میں ناظرین کے لئے بہت عجائب قدرت و غرائب حکمت اور عبرتیں و منافع ہیں۔ یعنی ہر ایک اندھیری اور روشنی خواہ وہ اندھیری شب کی ہو یا کفر کی یا جہل کی یا جہنم کی اور روشنی خواہ دن کی ہو یا ایمان و ہدایت و علم و جنت کی۔ ظلمات کو جمع اور نور کو واحد کے صیغہ سے ذکر فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ باطل کی راہیں بہت کثیر ہیں اور راہِ حق صرف ایک دین اسلام۔ یعنی باوجود ایسے دلائل پر مطلع ہونے اور ایسے نشان ہائے قدرت دیکھنے کے دوسروں کو حتیٰ کہ پتھروں کو پوجتے ہیں۔ باوجودیکہ اس کے مقر ہیں کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔''

اللہ عزوجل طول و عرض میں پھیلی ہوئی تمام اشیاء کا بھی مالک ہے۔ اپنے بندوں کے فرائض و سنن قبول فرماتا ہے، سب کو اسی کی طرف لوٹنا اور پیش ہونا ہے۔ چنانچہ اپنی وسیع قدرت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: **ولہ من فی السموت والارض ط کل لہ قنتون** o (پ۲۱، الروم: ۲۶) اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں، سب اسی کے زیرِ حکم ہیں۔

اللہ عزوجل نے انسان کو مضبوط و مستحکم پیدا فرمایا اور اس میں طاقت و قوت کو ودیعت فرمایا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ **وھو الذی انشا کم من نفس واحدۃ فمستقر و مستودع ط قد فصلنا الایت لقوم یفقھون** o (پ۷، الانعام: ۹۸) اور وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا بے شک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ والوں کے لئے۔

اس نے راہِ ہدایت کو ظاہر فرمایا اور اس کے تمام راستوں کو بیان فرمایا اور اپنے بندوں پر اپنی پے در پے ملنے والی نعمتوں کی تکمیل فرمائی اور وحدانیت کا اقرار کرنے والوں کے چہرے روشن فرمائے تو ان کے چہرے مسکراتے اور کھلکھلاتے ہیں۔ چنانچہ، اللہ عزوجل قرآن پاک میں ایسوں کی شان یوں بیان فرماتا ہے: **لا یحزنھم الفزع الاکبر و تتلقھم الملئکۃ ط ھذا یومکم الذی کنتم توعدون** o (پ۱۷، الانبیاء: ۱۰۳) انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

اللہ عزوجل نے بدلیوں سے پانی اتارا اور اپنے فضل و کرم سے کامل طور پر نعمتیں عطا فرمائیں، اپنے بندوں کے متعلق جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ کیونکہ خود ارشاد فرماتا ہے: **لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون** o (پ۱۷، الانبیاء: ۲۳) اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

اللہ عزوجل نے تخلیق کائنات کی کاری گری کو مضبوط و مستحکم کیا، اپنی مخلوق کو وسیع رزق عطا فرما کر ان پر احسان و انعام فرمایا اور ان کے مبہم رازوں کو جانتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: **لا جرم ان اللہ یعلم ما یسرون وما یعلنون ط** (پ۱۴، النحل: ۲۳) فی الحقیقت اللہ جانتا ہے، جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ **رب المشرقین و رب المغربین** o (پ۲۷، الرحمٰن: ۱۷) دونوں مشرقوں کا رب اور دونوں مغربوں کا رب۔

اللہ عزوجل نے کائنات کو دو نوروں کے ساتھ منور فرمایا یعنی ہر چیز کے دو جوڑے بنائے۔ چنانچہ، خود ارشاد فرماتا ہے: **ومن**

کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ○ (پ ۲۷، الذاریات: ۴۹) اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو۔

مردوں کو زندہ فرمانے والا

الباعث۔ بعث سے ہے جس کا معنی جگانا، اٹھانا، کسی کو کسی جگہ بھیجنا، آمادہ کرنا، زندہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ باعث ہے کیونکہ اس نے عدم محض سے نفوس کو اٹھایا، غافلوں کو خوابِ غفلت سے بیدار فرمایا، انسانوں میں حوصلہ ہمت اور بلندی عزم پیدا کرتا ہے۔ اس نے انبیاء کرام و رسل عظام علیہم السلام کو مخلوق کی طرف بھیجا اور اس سلسلہ کو ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ پہ ختم فرما دیا۔ وہ قیامت کے دن اجسام کو زمین سے اٹھا کر نکال باہر کرے گا۔ الباعث بطور علم قرآن پاک میں نہیں آیا بلکہ مندرجہ ذیل افعال سے اس اسم پاک کا استخراج کیا گیا ہے۔

(۱) قابیل و ہابیل کے قصہ میں ہے۔ فبعث اللہ غرابا۔ اللہ تعالیٰ نے قابیل کے سکھلانے کو ایک غراب بھیجا۔ جس نے ایک مردہ کوا کے لئے اپنی چونچ اور پنجہ سے زمین کھودی لاش کو اندر گرا کر اس پر مٹی ڈال دی۔

ایک قاتل ایک سنگدل ایک برادرکش ایک سیاہ باطن کے لئے عجیب تنبیہہ اور تذلیل تھی کہ کوے کو اس کا استاد بنایا گیا جو سیاہی کا پتلا اور حرص و طمع کا پیکر اور بے وفائے مجسم ہوتا ہے۔

(۲) ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا۔ (بقرہ: ۲۴۷) "اللہ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنا دیا ہے۔"

(۳) فبعث اللہ النبیین مبشرین۔ (بقرہ ۲۱۳) "ایسے نبیوں کو اللہ نے بھیجا جو لوگوں کو بشارت سناتے تھے۔"

(۴) ھو الذین بعث فی الامیین رسولا (جمعہ) "اللہ وہ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں عظیم الشان رسول بھیجا۔"

(۵) ان کنتم فی ریب من البعث۔ "اگر تم کو قیامت کے دن پھر جی اٹھنے کا شک ہو۔"

(۶) انکم مبعوثون من بعد الموت (ہود) "تم موت کے بعد ضرور اٹھائے اور زندہ کئے جاؤ گے۔"

(۷) وان اللہ یبعث من فی القبور۔ (حج۔۱) "اللہ ضرور زندہ کرے گا ان کو جو قبروں میں ہیں۔"

(۸) عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (اسرائیل: ۸) "اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو (اے محبوب ﷺ!) مقامِ محمود پر کھڑا کرے گا۔"

اس جہانِ رنگ و بو کا پاسباں کوئی تو ہے
اس چمن زارِ حسیں کا باغباں کوئی تو ہے

طائرانِ باغ کس کی حمد میں مشغول ہیں
جس سے ہے رونق فزایہ گلستاں کوئی تو ہے

کس کے باعث اس چمن میں ہر طرف ہیں چہچہے
زندگی کی وادیوں میں نغمہ خواں کوئی تو ہے

زندگی کا کارخانہ خود بہ خود چلتا نہیں!
اس طلسم دیر کی روح رواں کوئی تو ہے

ابن آدم آج تک ہر بات سے ہے بے خبر
آخر اس کی زندگی کا راز داں کوئی تو ہے

آج تک کس کی طلب میں پھر رہی ہے زندگی
عقل کے آئینہ خانوں میں نہاں کوئی تو ہے

کس کے دم سے یک بہ یک چھٹ جاتی ہیں تاریکیاں ہو نہ ہو اس بزم میں جلوہ فشاں کوئی تو ہے
اپنی مرضی سے جب اک پتا بھی ہل سکتا نہیں پھر زمین و آسماں کا حکمراں کوئی تو ہے
کس کی جانب بار بار اٹھتی ہے بزمی کی نظر
اس جہاں میں اس پہ اتنا مہرباں کوئی تو ہے
(خالد بزمی)

اس اسم سے تخلق کرنے والوں پر لازم ہے کہ تبلیغ کو اپنا شیوہ بنائیں اور احکام الٰہی مخلوق تک پہنچائیں تا کہ ان کا ایمان رسل عظام علیہم السلام اور قیامت پر قائم ہو جائے۔ جو شخص روزانہ سوتے وقت سینے پہ ہاتھ رکھ کر ایک سو ایک مرتبہ یا باعث پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا دل علم و حکمت سے زندہ ہوگا اور جو کوئی سات سو مرتبہ پڑھ کر اپنے اوپر پھونکے تو حاکم کے پاس جائے گا تو وہ اس پر مہربان ہوگا۔

شرف ہر عبد کا ہے بندگی مولائے کل! تیری تری حمد و ثنا اعزاز ہے ہر ابن آدم کا
قضا و قدر کی بنیاد ہے تیرے ارادوں پر نظامِ ہست و بود اظہار ہے اک امر محکم کا
کھڑا ہے خیمہ افلاک حرف "کن" کی قوت سے یہ فرشِ خاک آئینہ ہے تدبیر منظم کا
مدارِ زندگی ہے اک ترے ذکر مسلسل پر یہ دنیا چار دن کی ہے، بھروسا کچھ نہیں دم کا
مجھے شہزاد اس کے لطف کی امید رہتی ہے کہ میں ہوں بندۂ ناچیز اس رحمٰن و ارحم کا

ذکر الٰہی کے ذریعے اپنی زبان کی حفاظت کرو

ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی نہ کسی نام کا ذکر کرتے رہیں اور زبان کی ہلاکتوں سے بچے رہیں کیونکہ زبان کے فتنے بڑے تباہ کن ہیں۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ سو میں سے اسی گناہوں کا تعلق زبان سے ہے باقی بیس فیصد کا تمام اعضاء سے اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو جس میں کئی امور کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔

عن معاذ بن جبل رضی الله عنه قال: قلت یا رسول الله اخبرنی عظیم وانه لیسیر علی من یسره الله تعالی علیه تعبد الله لا تشرك به شیئا و تقیم الصلاة وتؤتی الزکاة و تصوم رمضان، و تحج البیت، ثم قال: الا ادلك علی ابواب الخیر؟ الصوم جنة، و الصدقة تطفیٔ الخطیئة کما یطفیء الماء النار، وصلاة الرجل فی جوف اللیل، ثم تلا: تتجا فی جنوبهم عن المضاجع حتی بلغ، یعملون، ثم قال، الا اخبرك برأس الامر و عموده و ذروة سنامه؟ قلت: بلی یا رسول الله قال: رأس الامر الاسلام و عموده الصلاة، وذروة سنامه الجهاد، ثم قال: الا اخبرك بملاك ذلك کله؟ قلت: بلی یا رسول الله، فاخذ بلسانه وقال: کف علیك هذا، قلت یا نبی الله وانا لمواخذون بما نتکلم به فقال ثکلتك امك یا معاذ وهل یکب الناس النار علی وجوههم او قال: علی مناخرهم الا حصائد السنتهم (رواه الترمذی و قال: حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک سفر میں حضور مکی مدنی سرکار ﷺ کے ہمراہ تھا۔ ایک روز میں چلتے چلتے آپ ﷺ کے قریب ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے اور جہنم سے دور رکھے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ''تو نے مجھ سے ایک بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے البتہ اللہ عزوجل جس کے لئے چاہے اسے آسان فرما دے۔ اللہ عزوجل کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو بیت اللہ کا حج کرو'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنت کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کو بجھا (مٹا) دیتا ہے۔ جیسے پانی آگ کو اور رات کے درمیان نماز پڑھنا پھر آپ ﷺ نے آیت پڑھی۔ ترجمہ: ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں اور اپنے رب عزوجل کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں ''یعلمون'' تک یہ آیت پڑھ کر آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا میں تمہیں کاموں کا سردار، ستون اور کوہان کی بلندی نہ بتا دوں؟ میں نے عرض کیا ''ہاں یا رسول اللہ بتایئے۔'' سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ''تمام اعمال کا سردار اسلام ہے۔ ستون نماز ہے اور کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے ان سب کا استحکام ہے۔'' میں نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور بتایئے۔ یا رسول اللہ ﷺ! راوی کہتے ہیں سرکار ﷺ نے زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا اسے روک رکھو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا گفتگو کے بارے میں بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ مکی مدنی سرکار ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تجھے تیری ماں روئے، لوگوں کو جہنم میں منہ کے بل یا فرمایا: نتھنوں کے بل گرانے والی زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی (گفتگو) کے سوا اور کیا ہے؟ یہ حدیث حسن ہے۔ (ترمذی شریف ج ۲ صفحہ 216 کتاب الایمان رقم الحدیث 512)

اس حدیث میں حضور ﷺ نے سائل کے جواب میں فرمایا کہ تم نے بہت بڑی چیز کا سوال کیا ہے کیونکہ جنت کا مل جانا اور جہنم سے بچ جانا یہ بہت بڑی کامیابی ہے مگر جس کے لئے اللہ عزوجل آسانی کر دے پھر فرمایا جنت میں لے جانے والے اعمال اللہ عزوجل کی عبادت، اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا ہے۔

ان کے بعد فرمایا کہ خیر، بہتری اور بھلائی کے تین دروازے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) روزہ (۲) صدقہ (۳) راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھنا

یہ بھلائی کے ایسے راستے ہیں کہ جن پر چل کر یعنی عمل کر کے انسان کے نفس کی اصلاح ہو سکتی ہے اور پھر اصلاح کے ذریعے بھلائی کے دوسرے دروازوں تک رسائی آسانی سے ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کہ اس کو قابو میں رکھو، جس کے ذریعے پچھلی تمام باتیں قابو میں آ سکیں اور سب پر عمل ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ (ہر شی پر) گواہ ہے

الشھید: شھد سے ہے جس کے معنی حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے حکم وقضا کے کئے ہیں۔ زجاج نے یَبَیَّن اور دیگر اہل علم نے

علم اور خبر ظاہر کیے تو اس طرح شہادت حکم وقضا، اعلام وبیان اور اخبار کا نام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو (اٰل عمران:۱۸) اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

احبار شام میں سے دو شخص سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب انہوں نے مدینہ طیبہ دیکھا تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ نبی آخر الزمان کے شہر کی یہی صفت ہے جو اس شہر میں پائی جاتی ہے جب آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کی شکل وشمائل توریت کے مطابق دیکھ کر حضور علیہ السلام کو پہچان لیا اور عرض کیا آپ محمد ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں پھر عرض کیا کہ آپ احمد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں عرض کیا ہم ایک سوال کرتے ہیں' اگر آپ نے ٹھیک جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ فرمایا سوال کرو انہوں نے عرض کیا کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کون سی ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس کو سن کر وہ دونوں حبر مسلمان ہو گئے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کعبہ معظمہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ جب مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل ہوئی تو کعبے کے اندر وہ سب سجدہ میں گر گئے۔ (خزائن العرفان) شہادت علمی کا بیان اس آیت میں ہے: الامن شھد بالحق وھم یعلمون مگر جنہوں نے حق کے ساتھ شہادت دی اور وہ علم بھی رکھتے ہیں۔ شہادت' تکلم وخبر کا بیان اس آیت میں ہے: قل ھلم شھداء کم الذین یشھدون...... (الانعام:۱۵۰) شہادت اعلام کا ذکر اس آیت میں ہے جس میں بندہ کا خود اپنی بابت بیان کرنا بھی شہادت بتلایا ہے۔ یا یھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ...... (النساء:۱۳۵) مطلب یہ ہے کہ اعلام واخبار کو شہادت کہتے ہیں اگر چہ خبر دہندہ نے لفظ شہادت کا استعمال نہ بھی کیا ہو۔ اس اسم کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو موجود جان کر اپنے دل کی حفاظت کریں۔ جس شخص کی بیوی یا اولاد نافرمان ہو وہ صبح کے وقت اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر اکیس مرتبہ یا شہید پڑھ کر دم کرے ان شاء اللہ فرمانبردار ہو جائے گی۔

نفس امارہ نے جب طوفاں کوئی برپا کیا — رحمت غفار نے بڑھ کر اسے سیدھا کیا
مالک کونین ہے وہ خالق ہر خشک و تر — ماہ و ماہی کو اسی خلاق نے پیدا کیا
ہر گھڑی آفاق میں ہے لطف و رحمت کا ورود — اس کے بے پایاں کرم نے خلق کو شیدا کیا
اللہ اللہ پیکر خاکی کو یہ بخشا شرف — اس نے آدم کو خلیفہ دہر میں اپنا کیا
سورۂ والنجم کی آیات سے ہے یہ عیاں — عرش پر دیدارِ حق آقا نے بے پردہ کیا
دی شہادت خود خدا نے کہہ کے مازاغ البصر — آپ بلوا کر نبی کو فائز ''اوحی'' کیا
رافع ذکر نبی ہے خود خدائے ذوالجلال — مصطفیٰ کے ذکر کو مولا نے خود اونچا کیا
ہو گی عالی شان اے شہزاد کس درجہ وہ ذات — اپنے اک بندے کو جس نے خلق کا مولا کیا

اللہ تعالیٰ برحق وبرقرار ہے

الحق کا لفظ قرآن مجید میں دو سو ستائیس مرتبہ آیا ہے۔ کبھی راستی وراست بازی کے معنی میں قل الحق من ربکم۔ ان

وعد اللہ حق۔ کسی کام کے لازم الوقوع ہونے کے معنی میں والوزن یومئذن الحق۔ کسی شخص کے معین حصہ کے معنی میں وفی اموالھم حق للسائل و المحروم۔ ثابت ولزوم ہونے کے معنی میں اولئك الذین حق علیھم القول۔ عدل وانصاف کے معنی میں ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق اکمال واتمام کے معنی میں الان جئت بالحق۔ اصلیت کے معنی میں خلق السموت والارض بالحق ۔رشدو ہدایت کے معنی میں یھدی الی الحق والی طریق مستقیم۔یقیناً اللہ تعالیٰ کا نام الحق ان تمام معانی کے لحاظ سے منفرداً مجتمعاً حیثیت سے بالکل درست ہے کیونکہ اللہ ہی دین حق کا مالک ہے اسی کے واسطے دعوت اہلِ الحق ہے۔اللہ ہی کی طرف سے بشارت حقہ ملتی ہے۔وہی حق کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا اس کی کتاب سراپا حق ہے۔اس کے رسول حق پہنچایا کرتے ،حق بتایا کرتے اور حق دکھلایا کرتے۔اللہ تعالیٰ حق کو اتارتا اور باطل کو مٹاتا ہے اس کی خلقت وصنعت میں بطلان نہیں۔اس کے حقوق کو قائم فرمایا اور اہل حق کا حق ادا کرنا فرض ٹھہرایا۔حضور علیہ السلام تہجد کے وقت ان الفاظ سے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کرتے۔ولك الحمد انت الحق ووعدك الحق ولقاء ك حق و قولك حق و الجنة حق والنار حق والنبیون حق و محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق و الساعة حق اور تیرے ہی لئے تعریف ہے تو اور تیرا وعدہ سچا ہے تیری ملاقات حق ہے اور جنت ودوزخ حق ہے اور محمد ﷺ حق ہیں اور قیامت سچ ہے۔اس اسم پاک سے تعلق کو مضبوط کرنا ہو تو باطل سے گریز لازم ہے۔جو شخص چوکور کاغذ کے چاروں کونوں پر الحق لکھ کر سحری کے وقت کاغذ کو ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کرے' اس کو گم شدہ سامان یا شخص مل جائے گا اور نقصان سے بھی محفوظ رہے گا۔امام شافعی علیہ الرحمۃ نے عربی زبان میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جس کا ترجمہ علامہ شہزاد مجددی نے اس طرح کیا ہے۔

مرا دل اے مرے مولا ہے عاشق تیری رحمت کا
وہ روز و شب ہوں یا عالم ہو خلوت اور جلوت کا

جو کچی اور پکی نیند میں پہلو بدلتا ہوں
تو تیری یاد کو روح و نفس کے بیچ پاتا ہوں

ترا عرفان میرے قلب پر احسان ہے تیرا
کہ اے اللہ تو ہے نعمتوں اور پاکیوں والا

مرے عصیاں اگر چہ سب کے سب تھے علم میں تیرے
نہ رسوا مجھ کو فرمایا، سبب میرے گناہوں کے

مجھے بھی صالحین میں کر شمار اور مجھ پہ کر احساں
نہ مجھ پر ڈال جب ہو امر دینی میں کوئی خلجاں

یہاں بھی اور وہاں بھی میرے اوپر مہربان رہنا
بروز حشر ''آیات عبس'' میں جو ہے وہ کرنا

آیات عبس سے مراد یہ آیات ہیں وجوہ یومئذ مسفرۃ ضاحکۃ مستبشرۃ (۳۸۔۳۹)
اور کتنے ہی چہرے اس دن (نور ایمان سے' بارات کی عبادتوں سے یا آثار وضو سے) روشن ہوں گے ہنستے خوشیاں مناتے (اللہ تعالیٰ کے کرم اور اس کی رضا کے حصول پر)

اللہ تعالیٰ بڑا کارساز ہے

الوکیل، وکل سے ہے وکلة الدابة اس وقت کہتے ہیں جب جانور تھک کر چلنے سے رہ جائے۔وکیل وہ انسان ہے جو اپنا کام خود سرانجام دینے سے عاجز ہو وکالت اپنا کام دوسرے کے سپرد کرنا اور وکیل بروزن فعیل ہے جو فاعل ومفعول دونوں معنوں میں آتا

ہے۔ جب انسان کسی دوسرے پر اعتماد کر کے اپنا کام اس کے سپرد کر دے تب اسے وکیل کہتے ہیں۔ یعنی بمعنیٰ اسم مفعول۔ اللہ تعالیٰ کا نام وکیل بمعنی فاعل ہے جس سے مراد حافظ ہے۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل میں یہی معنی ملحوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ وکیل ہے کیونکہ جملہ امور میں درستی واصلاح اسی سے ملتی ہے۔ نظام عالم کا اعتماد اسی کی ذات مقدس پر ہے۔ عاجز نوازی و بندہ پروری اسی کی شان ہے۔ موجودات کے جملہ امور کا سرانجام اسی کے قبضہ میں ہے۔ وکفٰی بربك وکیلا اور تیرا پروردگار کافی ہے کارساز۔ توکل کا مادہ بھی وہی ہے جو وکیل کا ہے۔ قرآن وحدیث میں توکل اور اہل توکل کی جا بجا تعریف فرمائی گئی ہے۔ سورۂ یونس میں ہے فعلیه توکلوا ان کنتم مسلمین. پس اس پر توکل (اعتماد و بھروسہ) کرو اگر تم مسلمان ہو۔ یہاں توکل کو شرط اسلام بیان کیا گیا ہے۔ سورۂ ملک میں توکل کو ایمان کے ساتھ بیان فرمایا۔ امنا به و علیه توکلنا. امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں توکل عمل قلب ہے یعنی توکل اعضاء یا زبان کا کام نہیں حضرت سہل تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں توکل کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سامنے خود کو مردہ کی طرح بنا لے۔ ابن عطا کہتے ہیں توکل یہ ہے کہ تیرے دل میں اسباب کی جانب میلان نہ پایا جائے خواہ اسباب کی ضرورت کتنی ہی ہو۔ اس بارے میں بارہ مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے ترکِ اسباب اور بعض نے ترک اعتماد (برا سباب) کا نام توکل رکھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ توکل کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ اسباب کو ترک نہ کرے لیکن اسباب پر اعتماد کو کلیتہً ترک کر دے۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے پر لازم ہے کہ تدابیر واسباب واشغال سے علیحدہ نہ ہو مگر دل کو ان سب سے علیحدہ رہنے کی تعلیم دے۔ جو شخص کسی بھی آسمانی آفت کے خوف کے وقت بکثرت یا وکیل کا ورد کرے گا وہ ان شاء اللہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ اور روزانہ عصر کے وقت سات مرتبہ پڑھنے والا اللہ کی پناہ میں رہے گا۔ واللہ تبارك و تعالٰی علٰی ما نقول وکیل

صبر، انکسار، شکر، صداقت، کرم، سخا
کرتی ہیں یہ صفات ہی بندے کو حق نما

کرتا ہے رزق مسلم و منکر کو وہ عطا
کس درجہ ساری خلق پہ ہے مہرباں خدا

رہتے ہیں ذوالجلال کے جلوؤں میں گم سدا
آئینۂ صفاتِ الٰہی ہیں اولیاء

سیراب ہیں لطائف خمسہ کی کھیتیاں
ہے نور بار عالم لا ہوت کی گھٹا

اللہ تعالیٰ بڑی طاقت وقوت والا ہے

القوی، قوت سے ہے اور لفظ قوت قرآن مجید میں چند مقامات پہ آیا ہے۔ (الکہف، انفال، بقرہ، اعراف) جبکہ القوی انفال ومومن میں شدید العقاب کے ساتھ حدید، شوریٰ، ھود وحج میں العزیز کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قوی ہے کیونکہ تمام قوتیں اسی سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس نے جملہ مظاہر کو قوت ربانی سے ظہور بخشا۔ اس کا نام کمزوروں کو طاقت بخشتا ہے۔ حضور ﷺ کی ایک دعا اس طرح ہے۔

اللھم و انی ضعیف فقونی فی رضاك ضعفی وخذلی الخیر بنا صیتی واجعل الاسلام منتھی رضاءی ۔ اللہ انی ضعیف فقونی و انی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی

"یا اللہ میں ضعیف اور کمزور ہوں' میری کمزوری کو اپنی خوشنودی سے قوت والی بنا دے میرے لئے بھلائی کو خاص کر

دے اور اسلام کو میرے لئے سب سے بڑی آرزو بنا دے۔ یا اللہ میں ضعیف ہوں، مجھے قوت دے میں بے سامان ہوں، مجھے عزت دے، میں فقیر ہوں۔ مجھے رزق دے۔'' سورۃ ذاریات میں اللہ تعالیٰ کا نام ذوالقوہ آیا ہے۔

اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والے کو جملہ تو تہائے ظاہری و باطنی کی درخواست اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے۔ جو شخص واقعی مظلوم و مغلوب ہو وہ ظالم اور طاقتور دشمن کو دفع کرنے کی نیت سے بکثرت اس اسم کو پڑھے ان شاء اللہ اس سے محفوظ رہے گا۔ (مگر بے محل اور ناحق یہ عمل نہ کرے)

حمداں کا ہی کانے کر دے — حمداں کچے ڈھارے کر دے

حمد تے لفظ نے حمداں کر دے — سب قرآن دے پارے کر دے

حمد کرن مقصود سمندر — حمداں ھین کنارے کر دے

وہی خدا ہے

جس نے ظالموں کو ہلاک کیا۔ بندوں کو ستانے والوں کا رعب و دبدبہ خاک میں ملا دیا۔ اس نے دانے کو پھاڑ کر اس سے گندم کو اگایا۔ اس نے خشک و تر گھاس اگایا اور جانوروں کے لئے مقرر فرمایا اور (اس کا فرمان عالی شان ہے) ''وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صھرا ط (پ۱۹، الفرقان:۵۴) اور وہی ہے جس نے پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کیے۔''......ساری کائنات اس کے فضل کے گن گا رہی ہے۔ پس یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ زبانیں اس کے شکر میں اس کے ذکر سے تر ہیں اور (فرمانِ الٰہی عزوجل ہے) ''فسلکه ینابیع فی الارض (پ۲۳، الزمر:۲۱) پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے۔'' ......اور انہیں اپنی حکمت کے مطابق لمبائی اور چوڑائی میں تقسیم فرما دیا تو ان سے نہریں بہہ نکلیں اور کچے تالابوں سے پانی زور و جوش کے ساتھ نکلنے لگا اور اس نے تمہارے لئے ''دریائے نیل'' کو ایک بڑی نشانی بنایا۔ اس کی مضبوطی تعجب خیز، بہاؤ خوشگوار اور خوشبو نہایت پاکیزہ ہے۔ عظمت و شان کا حامل ہے۔ اللہ عزوجل نے اسے اپنی قدرت و حکمت کے عجائب و غرائب پر دلیل بنایا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اس دریا کو مصر کے ساتھ خاص فرمایا۔ یہ عظیم دریا بڑا تعجب خیز ہے کہ گرمیوں میں بھر جاتا ہے، سردیوں میں اتر جاتا ہے، جب دوسرے پانی رک جاتے ہیں تو یہ بہنے لگتا ہے اور جب سردی ظاہر ہونے لگتی ہے تو یہ دریا حاجات و مقاصد برلاتا ہے۔ دلوں کو فرحت و مسرت سے لبریز کرتا ہے۔ پس جب کسی لمبی جدائی کے سبب اس میں اضطراب و بے قراری پیدا ہوتی ہے تو غیرت کی زیادتی والے کی طرح اس کی بھی خواہش بڑھ جاتی ہے اور خشکی و تری کی خوشیوں کی مثل موجیں مارتا ہے تو غور کرو کہ موجیں مارنے کے ایام میں اس کی مقدار کی حالت کیسی ہوگی۔ اس کا بند دہانہ کھلنے سے قبل ہی کوئی تدبیر کر لو۔ کیونکہ یہ جب بھی کوئی لمبا سانس لیتا ہے تو لمبائی و چوڑائی میں گڑھوں کو بھر دیتا ہے۔ شہروں کو اندر باہر، چہار طرف سے گھیر لیتا ہے۔ ہر بندے کو اس کے اثرات پہنچتے ہیں۔ تو اس سے نکلنے والی چھوٹی نہر ٹوٹنے سے کتنے تکبر ٹوٹ جاتے ہیں اور یہ دریا اپنی روانی سے تمہارے غم دور کر دیتا ہے اور اپنے بہاؤ سے تمہارا گرم کلیجہ ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

جب باغات خالی ہو جاتے ہیں اور کنوئیں کثرت کے بعد کمی کی شکایت کرتے ہیں اور ان کی پیاس اطراف میں نرمی و سختی سے

ہنگامہ کرتی ہے تو توبہ کرنے پر فریادرس کرم فرماتا ہے۔(اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے)''ان مع العسر یسرا o (پ۳۰،الم نشرح:۶) بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے۔''......اور اس نے اپنی طرف رجوع کرنے والے پر نرم چلنے والی ہواؤں کے ساتھ اپنی عطا و بخشش بھیجی۔چنانچہ، زمین خشک ہوجانے کے بعد تروتازہ اور سرسبز وشاداب ہوگئی اور اس نے اپنی مفلسی و ناداری کے بعد سبز حلے پا لئے۔(یعنی سبزہ زار ہوگئی)

اسی کے لئے پاکیزگی اور تعریف ہے

پاک ہے وہ ذات جس کی قدرت کی مثال نہیں۔اس کی حکمت کا کوئی مقابل نہیں۔اس کی نعمت کا شمار نہیں۔وہ گنہگاروں کو بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور فرمانبرداروں کو بہت زیادہ اجر وثواب عطا فرمانے والا ہے۔اس کی بارگاہ سے منہ موڑنے والا نقصان وخسارہ ہی اٹھاتا ہے اور اس کے در سے پھرنے والا اپنے شیریں مشروب کو بھی کڑوا پاتا ہے۔تو اے سرکشی و نافرمانی کی چراگاہ میں بھٹکنے والے! بے شک تو نے بہت بری بات کا ارتکاب کیا اور اے کفر و بے دینی کے بیابان میں سرگرداں! بے شک تو ایسی بات پر اڑا ہوا ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔کیا تجھے ہلاکت کا ڈر نہیں؟ (سن! وہ کیا فرمارہا ہے:)''و مکروا مکرا و مکرنا مکرا وھم لا یشعرون o (پ۱۹،النمل:۵۰) اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے۔''قسم بخدا! اس نے تیرے لئے ہدایت کا راستہ بالکل واضح فرمادیا ہے تو اب کسی گنہگار کو عذر کی گنجائش نہیں اور اس نے یہ بات قرآن حکیم میں واضح فرمادی ہے:''ولا تزر وازرۃ وزر اخرٰی ط (پ۲۲، فاطر:۱۸) اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔''...... عارفین (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) کی خوبی وکمال، اللہ عزوجل کی عطا ومہربانی ہے کہ وہ اپنے مالک و مولیٰ عزوجل کی عبادت کے لئے دنیا کی فریب کاریوں سے بیدار و ہوشیار رہے اور انہوں نے اپنے اوقات (یعنی رات دن) کو اس کی تسبیح وذکر میں فنا کرڈالا۔اللہ عزوجل نے ان کے دلوں کو اپنی محبت میں گرما کر انگارہ کردیا اور ان پر اپنی محبت کے جاموں سے بار بار شرابِ محبت کو گھمایا۔پس جب ساقی نے شرابِ محبت کو گھمادیا اور گانے والوں نے ذکرِ الٰہی عزوجل کے نغمات گائے تو عارفین (اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ) ان آوازوں کی طرف مائل ہوگئے کہ کوئی طرب ومدہوشی میں اللہ عزوجل کو یاد کررہا ہے۔

تو اے سننے والے نگاہِ فکر سے دیکھ کہ مخلوق کے عام نفع کے لئے قدرت نے کس طرح دریائے نیل کو مصر کے بالائی شہروں سے گزارا۔یہ تمام اشیاء سے زیادہ تعجب خیز اور انوکھا ہے،اس کا منظر حسین تر اور عمدہ ترین ہے اور اس کا پانی سب پانیوں سے زیادہ ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔پاکی ہے اسے جس نے اس کے ذریعے خیالات کو پختہ کیا، آنکھوں کو قرار بخشا اور ارواح کے لئے حیات کا سامان کیا۔پس یہ قدرتِ الٰہی عزوجل سے پھیل گیا۔پودوں اور درختوں کو اگانے کے لئے جہتوں اور اطراف میں بہنے لگا اور اس کے انعام کے دریا سے اکرام کی طرف چلنے لگا۔(چنانچہ وہ فرماتا ہے:)''ھو الذی انزل من السماء ماء لکم منہ شراب و منہ شجر فیہ تسیمون o ینبت لکم بہ الزرع و الزیتون والنخیل والاعناب و من کل الثمرت ط ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون o (پ۱۴،النحل:۱۰،۱۱) وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا اس سے تمہارا پینا اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو،اس پانی سے تمہارے لئے کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل، بے شک اس میں نشانی ہے دھیان

کرنے والوں کے لئے۔"

تو وہی ذات ہے جس نے اس دریا کو اپنی حکمت سے جاری اور اپنی قدرت سے ظاہر فرمایا۔ اس نے بندوں کے گمانوں کو ناکام نہیں کیا اور اس نے حقوق وحدود کی پاسداری کے سبب اس کی چمکتی موجوں کو حسن نظام وقانون کے تحت رکاوٹ کے خاتمے اور اس کا دہانہ کھولنے کی اجازت دے دی اور اس نے رکاوٹ کو توڑ کر ہر غمگین کے دل کو جوڑ دیا اور اس دریا کی برکتیں کچے تالابوں اور نہروں کو عام ملنے لگیں اور وہ بحکم الٰہی شہروں کی طرف بہنے لگا۔ پس پیاسے اس سے سیراب ہونے لگے اور پیٹ اسے دیکھ کر بھرنے لگے۔ (چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:) "اولم یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز فنخرج به زرعا تاکل منه انعامهم وانفسهم ط افلا یبصرون ○ (پ۲۱، السجدہ:۲۷) اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں تو کیا انہیں سوجھتا نہیں۔"

دربارِ ذوالجلال میں ہوتی ہے باریاب مظلوم کے لبوں سے نکلتی ہے جو دعا
کرتا ہے وہ قدیر ہی ذرّے کو آفتاب صرصر کو لمحہ بھر میں بناتا ہے جو صبا
مداح اس کے سرو وسمن شاخ و برگ و بار تسبیح گو ہیں اس کے سبھی ارض تا سما
مولا کی بارگاہ سے ہوتی نہیں ہے ردّ بندہ کرے حضوریِ دل سے جو التجا
شہزاد اس کی حمد کا یارا بھلا کسے "لا احصی" جس کی حمد میں کہتے ہیں مصطفیٰ (ﷺ)

فرعون کو بھی اللہ کے سامنے گڑگڑانا پڑا

خدا ہے سبھی کچھ بنایا ہے جس نے ہمیں اپنا جلوہ دکھایا ہے جس نے

منقول ہے کہ فرعون زمین میں سرکشی کے ساتھ ساتھ خدائی کا بھی دعویدار تھا۔ اس نے اپنی قوم کو دریائے نیل کے ذریعے گمراہ کر رکھا تھا۔ وہ یوں کہ جب "یوم نیروز" (یعنی آتش پرستوں کی عید کا دن) آتا اور دریائے نیل انتہائی ٹھاٹھیں مارنے لگتا تو لوگوں میں یہ اعلان کر دیا جاتا کہ تمہارے لئے فرعون نے دریائے نیل کو پرجوش کر دیا ہے لہٰذا تم اسے سجدہ کرو تو جاہل لوگ اس کی بات پر یقین کرتے ہوئے اسے سجدہ کرتے۔ ایک سال دریائے نیل کا پانی کم ہونا شروع ہوا تو اللہ عزوجل نے اسے پرشور موجیں مارنے کی اجازت نہ دی۔ لوگ بھوک کے سبب نڈھال ہو گئے اور قحط میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ، پوری قوم اکٹھی ہو کر فرعون کے پاس گئی اور اس سے مطالبہ کیا، "ہمارے اہل وعیال، اولاد اور جانور سب ہلاک ہوئے جا رہے ہیں، اگر تم ہمارے خدا ہو تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دو۔" تو اس لعین نے جواب دیا: "ایسا ہی ہوگا۔" پھر وہ اونی لباس، بالوں کی بنی ہوئی ٹوپی اور راکھ بھری تھیلی لے کر ایک ویران جزیرے کی طرف چلا گیا جواب تک "مقیاس" کے نام سے مشہور ومعروف ہے اور حکم دیا کہ اس کی رعایا اور قوم میں سے کوئی شخص اس کے پیچھے نہ آئے۔ اس نے جزیرے میں داخل ہوتے ہی شاہی لباس اور سر کا تاج اتار کر اونی لباس اور بالوں سے بنی ہوئی ٹوپی پہن لی اور راکھ زمین پر بکھیر کر اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور روتے ہوئے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں سجدہ ریز ہو گیا اور اپنا

چہرہ راکھ پرلت پت کرتے ہوئے کہنے لگا:

''اے میرے مالک ومولیٰ! میں جانتا ہوں کہ تو ہی زمین وآسمان کا مالک اوراوّلین وآخرین کا معبود ہے۔لیکن مجھ پر بدبختی غالب آگئی، میں تیری نافرمانی وسرکشی میں بہت آگے بڑھ گیا' تو میرا معبود ہے اور میں تیرا بندہ ہوں،تو نے میرے متعلق جو فیصلہ فرمادیا،فرمادیا۔مولیٰ!اب مجھے میری قوم میں ذلیل ورسوانہ کراور تو ہی سب سے بڑھ کر کرم فرمانے والا ہے۔''

ابھی فرعون کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ اللہ عزوجل نے اسی وقت دریائے نیل کو جاری ہونے کا حکم دے دیا اوراسے فرمایا کہ جہاں تک فرعون جائے وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلے۔چنانچہ فرعون اپنی قوم میں اس حالت میں جارہا تھا کہ دریا کا پانی اس کے دامن کوتر کرتے ہوئے ساتھ ساتھ جارہا تھااورلوگ اپنی آستینوں کو پانی اور کیچڑ میں ڈبوکرخوشی سے ایک دوسرے کو ماررہے تھے۔اس وقت سے اب تک مصر میں خوشی منانے کا یہ طریقہ رائج ہے اوراہل مصراسے یوم نوروز یعنی دریائے نیل کی طغیانی کا دن کہتے ہیں۔(الروض الفائق)

اے مسلمانو! دیکھا آپ نے! فرعون اللہ عزوجل کا دشمن تھا جولحہ بھراس کے لئے مخلص ہوا تو اسے بارگاہِ الٰہی عزوجل سے طلب کے مطابق عطا کیا گیا،اس کی پردہ پوشی کی گئی اورقوم میں اس کو ذلیل ورسوا ہونے سے بچالیا گیا۔تو جوشخص ساری زندگی اخلاص سے اللہ عزوجل کی اطاعت وعبادت کرتارہےتووہ اسے کس قدر انعامات سے نوازے گا اوراسے آخرت میں کیا کچھ عطا نہ فرمائے گا۔اسی طرح جب نافرمان بندہ اپنے گناہوں سے تائب ہوجائے اوراپنی خامیوں اور گناہوں کا اعتراف کرلے۔بارگاہِ الٰہی عزوجل میں اونچی اورآہستہ آواز سے گڑگڑائے تو اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ بروزِ قیامت اسے عذاب دے یا سب کے سامنے ذلیل ورسوا کرے۔

تیرے لطف کی دولت سے ہے دل کی دنیا شاد
تیرے فضل سے جسم و جاں کا عالم ہے پرنور
تیرے نغمے گائیں پتے ذکر کریں سب پھول
تیرے نام پہ رقص کناں ہیں گلشن میں طیور

اللہ تعالیٰ زبردست قدرت وقوت والا ہے

المتین، متن اورمتانۃ سے ہے۔اسم پاک ہونے میں متین کے معنی ہیں وہ ذات قوی جسے اپنے افعال میں مشقت وکلفت اورلقب لاحق نہ ہو۔قوی اورمتین میں فرق یہ ہے کہ قدرت میں بالغ وتام کوقوی اورقدرت میں مضبوط وشدید کومتین کہتے ہیں۔ایک حدیث شریف میں ہےفقام ممتنا،حضورعلیہ السلام نے پوری طاقت واستقامت کے ساتھ قیام فرمایا۔قرآن مجید میں ایک ہی جگہ سورۂ ذاریات میں یہ اسم پاک آیا ہے۔ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین۔ بےشک اللہ تعالیٰ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا ہے۔بےشک اللہ تعالیٰ متین ہے جوان تھک طاقتوں اور لامحدود قوتوں والا ہے۔ہرایک استحکام وپائیداری اورشدت و قوت کا انضباط اسی کے حکم سے ہے۔اس بابرکت نام کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کوعقائد میں پختگی ،اعمال میں ہمیشگی پیدا کرنی چاہیےاور باوجود ہرقسم کی طاقت وحکومت کےاللہ تعالیٰ کے حضور میں خودکوعاجز رکھنا چاہیے۔جس عورت کی چھاتی میں دودھ نہ آتا

ہو، کاغذ پہ المتین لکھ کر دھو کر اسے پلائیں ان شاء اللہ خوب دودھ آئے گا۔ اسی طرح جس بچے کا دودھ چھڑانا ہو اور وہ صبر نہ کرتا ہو وہ پانی اس بچے کو پلایا جائے تو آسانی سے یہ عمل پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔

حق دعا بندوں کی کرتا ہے قبول ۔۔۔ مان اس کو ہے یہ فرمانِ رسول
حاجتیں بندوں کی کرتا ہے روا ۔۔۔ فضل و رحمت اپنی کرتا ہے خدا

اللہ تعالیٰ سب کا حمائتی اور مددگار ہے

الولی ولا سے ہے جس کا معنی ہے محبت، صداقت قرب وقرابت اور ملک۔ بے شک اللہ تعالیٰ ولی ہے اور بندوں کے تمام کاموں کی تولیت اس کو حاصل ہے۔ اللہ کی ولایت بندے کو ایمان، تقویٰ اور عبودیت سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کی ولاومحبت کا ہی نتیجہ ہے کہ اس نے گمراہوں کی ہدایت کے لئے قرآن پاک نازل فرمایا۔ اس کی صداقت ومحبت حاصل کرنے سے اللہ کے بندوں کو بھی اولیاء اللہ کا خطاب مل جاتا ہے اور یہ وہ برگزیدہ بندے ہوتے ہیں جو ایمان وتقویٰ میں بلند درجہ رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون. الذین امنوا و کانوا یتقون (یونس:۶۲-۶۳)

وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر ہمیشگی کرتے ہیں اور جو دم غافل سو دم کافر کے نظریے کو اپنائے ہوئے ہیں۔ یہی مطلب ہے و کانوا یتقون کا کہ ہر وقت خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ فرائض کے ساتھ بھی ہاتھ کر جاتے ہیں کہ رمضان آیا تو نمازی بن گئے' رمضان گیا تو سب کچھ گیا یعنی اصلی نمازی نہیں بلکہ فصلی نمازی ہونے پر اتراتے رہتے ہیں۔ رمضان شریف گزر جاتا ہے تو مساجد میں ہر طرف ویرانی ہی ویرانی ہوتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جب گئی مسجد و منبر پہ نظر عید کے بعد ۔۔۔ ایسے مجروح ہوا قلب و جگر عید کے بعد
مسجد کے درودیوار نے کیا ہم سے سوال ۔۔۔ جو نمازی تھے گئے اب وہ کدھر عید کے بعد
جتنا رمضان میں کمایا تھا گنوایا آخر ۔۔۔ ہائے! چھوڑی ہی نہیں کوئی کسر عید کے بعد
معتکف تھے جو مساجد کے ستونوں کی طرح ۔۔۔ کوئی بھی آتا نہیں نظر ہائے مگر عید کے بعد
وہ تو شیطان ہے آزاد ہوا ہے لیکن ۔۔۔ ہم مسلمان ہیں ہمیں کیا ہوا عید کے بعد

ولی اللہ کی پہچان

ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرلے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائل قدرت الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب کی ثناء ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعت الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قرب الٰہی ہو۔ اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی ہے بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی وناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ متکلمین کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قرب الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا' جب بندہ اس مقام پر

پہنچ جاتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے۔ یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے۔ ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں ہے۔ الذین امنوا وکانوا یتقون یعنی ایمان اور تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو طاعت سے قربِ الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کارسازی ان کی کرامت سے فرماتا ہے اور جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہو اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے یہ معانی اور عبادات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر عبارت میں ولی کی ایک صف بیان کر دی ہے جسے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں۔ ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔ (خزائن العرفان)

اللہ تعالیٰ ہمارا آقا و مولیٰ ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا نام مولیٰ بھی ہے (یہ بھی ولا سے ہے اور ولی کے معنی میں ہے اس لئے ننانوے اسماء میں اس کو شمار نہیں کیا گیا) ارشاد باری تعالیٰ ہے واللہ مولٰکم وھو العلیم الحکیم (التحریم) اور اللہ تعالیٰ ہی تمہارا مولیٰ ہے جو علم و حکمت والا ہے۔ اسی میں ہے فان اللہ ھو مولہ و جبریل و صالح المومنین. تو بے شک اللہ تعالیٰ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے۔ سورۂ یونس و انعام میں فرمایا۔ مولھم الحق. ان کا سچا آقا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سورۂ البقرہ کے آخر میں ہے۔ انت مولانا فانصرنا علی القوم الکفرین. تو ہی ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہماری مدد فرما۔ مقام غور ہے کہ ولی و مولیٰ کے علاوہ بھی کئی نام (سمیع و بصیر، رؤف، رحیم غنی و علی وغیرہ) بندوں پر بھی بولے جا رہے ہیں۔ جب یہ شرک نہیں ہے تو غریب نواز مشکل کشا، داتا گنج بخش وغیرہ کے الفاظ بندوں پر بولنا کس طرح شرک ہو سکتا ہے جو کہ نہ عربی الفاظ ہیں اور نہ ہی اللہ کے ناموں میں شامل ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ان صفات کا بالذات مالک ہیں۔ اس مسئلہ پر ہماری کتاب ''مسئلہ توحید و شرک'' کا مطالعہ فرمائیں۔

اللہ ہمارا مولیٰ ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں

غزوۂ احد میں جب جنگ بند ہو گئی اور دونوں لشکر الگ الگ ہو گئے تو ابوسفیان اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں آیا جہاں فرزندان اسلام اکٹھے تھے اور بلند آواز سے پکارا افی القوم محمد (فداہ ابی وامی) ''کیا تم میں محمد ہیں؟'' یہ سوال اس نے تین بار دہرایا۔ نبی کریم نے جواب دینے سے منع فرما دیا۔ دوسرا سوال اس نے یہ پوچھا۔ افیکم ابن ابی قحافہ ''کیا تم میں ابو قحافہ کے بیٹے ابوبکر ہیں۔'' حضور ﷺ نے اس کا جواب دینے سے بھی روک دیا۔ تیسرا سوال اس نے یہ پوچھا ''افی القوم ابن الخطاب'' کیا قوم میں خطاب کے بیٹے عمر موجود ہیں۔ اس کا جواب دینے کی اجازت بھی نہ ملی۔ ابوسفیان کے صرف ان حضرات کے بارے میں سوال کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس کے نزدیک بھی اسلام کی ترقی اور ملت اسلامیہ کی بقا کا تعلق ان تین حضرات کی بقا سے وابستہ تھا۔ جب ان تینوں سوالات کے جواب میں خاموشی اختیار کی گئی تو ابوسفیان خوشی خوشی اپنا گھوڑا دوڑاتا ہوا

اپنے لشکریوں کے پاس گیا اور انہیں جا کر یہ خوشخبری سنائی کہ یہ تینوں قتل ہو گئے ہیں۔ اس کی یہ بات سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یارائے ضبط نہ رہا۔ عرض کی "یا رسول اللہ! الا اجیبه" کیا میں اس کو جواب نہ دوں۔ "قال بلی" فرمایا بیشک دو۔ حضرت عمر گرج کر بولے۔ اے اللہ کے دشمن! تم جھوٹ بک رہے ہو۔ تجھے ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ہم تینوں کو اللہ تعالیٰ زندہ رکھے ہوئے ہے۔

ابوسفیان نے اپنی خفت مٹاتے ہوئے نعرہ لگایا۔ "اعل هبل واظهر دينك" اے ہبل تیری شان اونچی ہو، اپنے دین کو غالب کر۔ رحمت عالم نے حضرت عمر کو فرمایا نعرہ کا جواب نعرہ سے دو۔ آپ اٹھے اور نعرہ لگایا "الله اعلی واجل" اللہ سب سے اعلیٰ اور بزرگ ہے۔

فقال ابو سفيان يوم بيوم بدر الا ان الايام دول وان الحرب سجال . فيوم علينا و يوم لنا . ويوم نساء و يوم نسر و حنظله بحنظله و فلان بفلان

"یہ دن بدر کے دن کے بدلہ میں ہے۔ ایام پھرتے رہتے ہیں اور جنگ کنوئیں کے ڈول کی طرح کبھی اوپر کبھی نیچے کسی روز ہمیں شکست ہوتی ہے اور کسی روز ہم فتح حاصل کرتے ہیں، کسی روز ہمیں دکھ پہنچایا جاتا ہے اور کبھی ہمیں خوشی حاصل ہوتی ہے۔ حنظلہ کے بدلہ میں حنظلہ (ابوسفیان کے ایک بیٹے کا نام ہے جو بدر میں مارا گیا تھا) فلاں کے بدلے میں فلاں۔ معاملہ برابر۔"

حضور علیہ السلام نے حضرت عمر کو فرمایا کہو معاملہ برابر نہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں اور تمہارے جہنم کا ایندھن، برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

پھر ابوسفیان نے کہا "لنا عزی ولا عزی لکم" ہمارے پاس عزیٰ جیسا خدا ہے تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔

حضور علیہ السلام کے حکم سے حضرت عمر نے جواب دیا الله مولانا ولا مولی لکم۔ اللہ ہی ہمارا مولیٰ (مددگار) ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ (ضیاء النبی ﷺ ج ۳، ص ۵۲۸ تا ۵۳۰ بحوالہ سبل الہدیٰ ج ۴ ص ۳۲۴ تا ص ۳۲۵)

اس اسم پاک (الولی) سے تعلق پیدا کرنے والوں پہ لازم ہے کہ خود کو اللہ ہی کی ملکیت میں داخل کریں اور اس کو اپنا حقیقی کارساز سمجھیں اور اس کی محبت کو کامل صداقت کے ساتھ دل میں قائم کریں اور یہ دعا کرتے رہیں یاولی الاسلام و اهله ثبتني حتی القاك۔ اے اسلام اور اہل اسلام کے مالک و مولیٰ مجھے اسلام پہ قائم رکھ یہاں تک کہ میں تیرے سامنے حاضر ہو جاؤں۔ جو شخص اپنی بیوی کی عادتوں سے خوش نہ ہو وہ جب اس کے سامنے جائے تو اس اسم پاک کو پڑھے ان شاء اللہ نیک خصلت ہو جائے گی اور جو اس اسم پاک کو کثرت کے ساتھ پڑھے گا مخلوق کے دل کی باتوں سے آگاہ ہوگا۔ انشاء اللہ

جو صحن جاں میں ہوائے حریم پاک چلے — رہ کرم پہ ہمیشہ یہ مشت خاک چلے
فرشتے رحمتیں لے کر تیری اترتے رہیں — نوازشات کی یونہی جہاں میں ڈاک چلے
مرے خدا مجھے اپنی پناہ میں رکھنا — ترے جلال کی آندھی جو ہولناک چلے

کریم تیرے کرم کا مجھے سہارا ہے
یہ نفس جب بھی چلے چال خوفناک چلے
ترے جلال کا تھا عکس ان کے لہجے میں
ترے شہید بٹھا کر جہاں پہ دھاک چلے
خدا کی رحمتیں بھی ہم رکاب تھیں شہزاد
''جو سوئے عرشِ معلے رسولِ پاک چلے''

اللہ تعالیٰ لائق تعریف اور تمام خوبیوں والا ہے

الحمید، حمد سے ہے اور فعیل بمعنی فاعل ہے۔ حمد، مدح اور شکر متقارب المعنی ہیں ان میں سے مدح بہت ہی عام ہے کہ نباتات و جمادات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ مدح میں جو صفت بیان کی جاتی ہے اس کا ممدوح میں فی الواقع ہونا ضروری بھی نہیں۔ اس لئے امراء و حکام کی تعریف میں شعراء زمانہ جو کچھ لکھتے ہیں اس کو مدح کہتے ہیں۔ پھر مدح قبل از نعمت ہو سکتی ہے مگر شکر بعد از نعمت ہی ہوگا۔ شکر مدح سے خاص ہے صرف محسن و منعم کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہوا ہے۔ غیر ذوی العقول کے لئے نہیں ہوتا۔ حمد جامع ہے مدح اور شکر کے معانی کی بلکہ ان سے کچھ زائد معانی اپنے اندر رکھتی ہے۔ حدیث میں ہے سبحان اللہ سے میزان عمل آدھی بھر جاتی ہے اور الحمد للہ کہنے سے پوری بھر جاتی ہے۔ نبی کریم علیہ السلام کا ذاتی نام احمد محمد ہے اور یہ دونوں حمد سے ہیں محمد کا معنی ہے جس کی تعریف تمام مخلوق سے بڑھ کر ہو اور احمد کا معنی ہے جس نے اپنے رب کی حمد و ثنا تمام مخلوق سے بڑھ کر اور افضل تر کی ہو۔

ترا محمد و احمد زمین خواند و زماں
حمید باشد و محمود ذات سبحانی
فزوں تراز تو کسے را نہ حمد گفت جہاں
نہ برتر از تو کسے گفت حمد یزدانی
تو آفتابے و از حمد سر بر آوردہ
تو ماہ و بر فلک مجد نور افشانی

حضور علیہ السلام کے مقام شفاعت کا نام مقام محمود ہے اور قیامت کے دن آپ کے جھنڈے کا نام لواء الحمد ہے جس کے سائے میں حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی جملہ اولاد مکرم ہوگی۔ آپ کی امت کو میدان محشر میں حمادوں کہہ کر پکارا جائے گا اور آپ کی نساء امت کو حمادیات کا لقب دیا گیا جو شرم و حیاء سے نگاہ نیچی رکھتی ہیں۔ قرآن پاک میں حمید کا لفظ مجید، حکیم ولی اور غنی کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ اسم حمید کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے والوں کو محمود الافعال اور محمود الصفات بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جو شخص پینتالیس دن تک متواتر ۹۳ بار تنہائی میں یاحمید پڑھے گا اس کی تمام بری خصلتیں انشاء اللہ دور ہو جائیں گی۔

وہ صاحب کن، مالک کل، خالق انوار
وہ قادرِ مطلق ہے ہر اک چیز کا مختار
رحمٰن و رحیم اور ہے سبحان و صمد بھی
قہار ہے جبار ہے ستار ہے غفار
پروان چڑھاتا ہے وہ دانے کو زمیں میں
اور اس کو بناتا ہے وہی نخل ثمر بار
تسبیح میں مشغول ہیں اس کی مہ و ماہی
الحمد کے لائق ہے وہی حمد کا حق دار
ہر عکس ہے آئینۂ اوصاف مصور
یہ ارض و فلک صنعت باری کا ہیں شہکار

خلاقِ دو عالم کی تجلی کا ہیں پر تو | مچھلی ہو سمندر میں کہ ہو مہر ضیا بار
ہے معجزۂ حسن ہر اک منظر فطرت | تفسیر ہیں جنت کی چمن، چشمہ و کہسار

نبی اکرم ﷺ کی تہجد کے وقت ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اللھم ربنا لك الحمد انت قیم السموات و الارض و من فیهن ولك الحمد انت نور السموت والارض و من فیهن ولك الحمد انت ملك السموات و الارض و من فیهن ولك الحمد و انت الحق ووعدك الحق ۔

اے اللہ اے ہمارے رب! حمد تیرے ہی لئے ہے۔ آسمانوں اور زمین اور سب کا جو ان کے اندر ہیں قائم رکھنے والا تو ہی ہے، ہاں تیرے ہی لئے حمد ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کی سب چیزوں کا نور تو ہی ہے، ہاں تیرے ہی لئے حمد ہے۔ آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر کی سب اشیاء کا بادشاہ تو ہی ہے۔ حمد کا مالک تو ہی ہے، تو ہی حق ہے اور تیرا فرمودہ بھی ہے۔

اللہ کی ذات مثلیت سے پاک ہے

اللہ عزوجل نے عقل والوں پر پردے ڈال دیئے کہ وہ اس کا احاطہ کرسکیں تو وہ حیران و پریشان ہیں اور انہیں اپنی توحید کی نشانیاں دکھائیں تو انہوں نے نہ مخالفت کی اور نہ ہی مثل ہونے کا دعویٰ کیا اور اللہ عزوجل نے اپنی بزرگی وعظمت کا ذکر ان کے دلوں میں ڈالا تو وہ اس کی یاد میں مست ہو گئے اور کہنے لگے: ''اللہ عزوجل کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں۔'' اس نے اپنے اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ پر فضل وکرم کرتے ہوئے انہیں بڑی بڑی نعمتیں عطا فرمائیں اور اپنے دشمنوں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا اور اپنا ادراک کرنے سے لوگوں کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے لہٰذا وہ کسی کے متعلق اس کے مثل یا مشابہ ہونے کا وہم تک نہیں کرتے۔ چنانچہ

اللہ عزوجل اپنی بے مثل و بے مثال شان یوں بیان فرماتا ہے:

(۱) سبحٰنهٗ و تعالٰی عما یشرکون ۝ (پ۱۱، یونس:۱۸) اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔

(۲) لیس کمثله شیء ج (پ۲۵، الشوریٰ:۱۱) اس جیسا کوئی نہیں۔

اللہ عزوجل کی پھیلی ہوئی فضیلت سے بلند شئے کوئی نہیں اور اس کی راہ پر چلنے والے کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اسی کا فرمانِ حقیقت نشان ہے:

(۳) یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی و یحیی الارض بعد موتها ط و کذلك تخرجون ۝ (پ۲۱، الروم:۱۹)

وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے اور زمین کو جلاتا (یعنی زندہ کرتا) ہے۔ اس کے مرے پیچھے اور یونہی تم نکالے جاؤ گے۔

میں اللہ عزوجل کی ایسی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے ذریعے مقربین اس کے مزید قرب کی لذت حاصل کرتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یہ ایسی گواہی ہے جو گواہی دینے والے کو اس روز نفع بخشے گی جس دن مال نفع دے گا نہ اولاد اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد ﷺ عزوجل کے بندے اور رسول ہیں، جو عربی نبی ہیں اور امین و مامون ہیں۔ اللہ عزوجل آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل واصحاب علیہم الرضوان، ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین اور پاک اولاد پر درود وسلام بھیجے جنہوں نے حق کے مطابق فیصلے کیے اور جو حق کے ساتھ عدل و انصاف کرتے ہیں۔

حمد خدا کے جلوے

بے حد وحساب حمد وثنا اس خداوند کریم جل وعلا کو زیبا ہے جو ذات انسان ضعیف البنیان کو بتوفیق عمل صالح مطلع انوار ایمان و ایقان فرما کر اپنی محبت کا مژدۂ جانفزا سناتا ہے اور سزاوار شکر و ثنائے بے انتہا وہ معبود یکتا ہے جو اس تختۂ کن فکاں کو مرقع شان وحدانیت بنا کر ہر رنگ میں نیرنگی قدرت کا جلوہ دکھاتا ہے۔

با چشم یقیں بہیں چو ہر سو نقشے ست ز کلکِ قدرت او

اس عزاسمہ کی ماہیت عزوجلال میں ما عرفناك حق معرفتك (ہم تیری پہچان کا حق نہیں ادا کر سکتے) اصدق مقال ہے۔ پھر دوسرے کو دم مارنے کی کیا مجال ہے۔

ذاتش بکمال بے چگون است از وہم و خیال مابرون ست

بحوائے آیہ کریمہ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها ۔ انسان ناتواں باوجود چرب زبانی اس کی نعمتوں کے شمار سے ناکام ہے بمصداق آیہ کریمہ قليل من عبادي الشكور ۔ (میرے بندوں میں بہت تھوڑے ہیں شکر گزار) اس بات میں عجز و قصور بندگان کے مقدور کا تمام و کمال ذہن نشین خواص وعوام ہے۔ ہاں ایسی زبان ذائقہ بخش کام ودھان ھم ژولیدہ بیان کہاں سے لائیں جس سے لیل ونہار بادائے شکر پروردگار حظِ جاوداں اُٹھائیں

دانا بخیال تست ناداں عاقل بکمال تست حیراں

افسوس کہ ہم سیہ کار مضمون آیۂ کریمہ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (اور نہیں بنائے میں نے جن اور انسان مگر تاکہ میری عبادت کریں) سے خبر دار باوصف آگاہی غفلت شعار۔

الٰہی تو ستار و غفار ہے میرا نام عاصی گنہ گار ہے

اللہ تعالیٰ ہر شی کو اپنے علم اور شمار میں رکھنے والا ہے

اَلْمُحْصِیْ کا مادہ 'حصو' ہے اور احصاء کے معنی ہیں: شمار کرنا' دریافت کرنا' نگہداشت کرنا۔ قرآن مجید میں یہ لفظ بطور اسم نہیں آیا بلکہ فعل سے مشتق ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے: احصاه الله ونسوه ۔ (مجادلہ) اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو شمار کر رکھا ہے اور وہ ان کو بھول گئے۔ سورۂ جن میں ارشاد ہوتا ہے: واحصی کل شیء عددا ۔ اور اس نے ہر شی کو شمار کر رکھا ہے۔ آسمان

کے ستارے ہوں یا زمین کے ذرے، سمندر کے قطرے ہوں یا درختوں کے پتے، نفوس اور ان کے انفاس، اشخاص اور ان کی حرکات وسکنات الغرض ہر شئی جو شمار میں آنے والی ہے، اللہ تعالیٰ نے سب کو شمار کر رکھا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اعداد و شمار سے محصی کا وہی تعلق ہے جو معلومات سے علیم کا۔ اس اسم پاک سے تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اعمال و افعال کا حساب رکھا جائے اور یوم الحساب میں اعمال نامے کے پیش ہونے کا ڈر رہے۔ ارشادِ ربانی ہے: اقرأ کتابك کفی بنفسك الیوم علیك حسیبا ۔ (قیامت کے دن کہا جائے گا: تو اپنا نامۂ اعمال پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو کافی ہے۔ الاسراء:۱۴) سورۂ کہف میں فرمایا: ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین مما فیه ویقولون یویلتنا مال هذا الکتاب لا یغادر صغیرة ولا کبیرة الا احصاها ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربك احدا ۔ (۴۹) اور (ہر شخص کا) اعمال نامہ (اس کے ہاتھ میں مؤمن کا داہنے میں کافر کا بائیں میں) رکھا جائے گا تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہوں گے اور (اس میں اپنی بدیاں لکھی دیکھ کر) کہیں گے: ہائے خرابی ہماری! اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا جسے گھیر نہ لیا ہو اور اپنا سب کیا انہوں نے سامنے پایا اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا (نہ کسی پر بے جرم عذاب کرے نہ کسی کی نیکیاں گھٹائے) جو شخص روٹی کے بیس ٹکڑوں پر روزانہ بیس مرتبہ یہ اسم پاک پڑھ کر دم کرے اور کھائے تو ان شاء اللہ مخلوق اس کے لیے مسخر ہو گی۔ جو شخص جمعرات کو یہ اسم پاک ایک ہزار بار پڑھے وہ عذابِ قبر، وقوفِ قیامت سے بچ جائے گا اور جو کوئی ہر روز دس بار پڑھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گا۔

آباد ہر اک دشت میں حیرت کا جہاں ہے — اسرار و معارف کا دبستاں ہے چمن زار
اک واسطہ ہے بندہ و معبود کے مابین — وہ باعثِ کن منبع و سرچشمۂ انوار
ہیں نغمہ گرِ حمد و ثنا بحر کی موجیں — اور وجد کے عالم میں گل و غنچہ و اشجار
معراج ہے شہزادؔ یہی میرے ہنر کی — ہوں واصفِ خلّاقِ جہاں، ناعتِ سرکار

اللہ تعالیٰ ہر شئی کو بغیر سابقہ نمونہ کے پیدا فرمانے والا ہے

اَلْمُبْدِیُٔ کا مادہ بَدَأَ ہے اور یہ اسم پاک بھی قرآن مجید میں نہیں آیا بلکہ افعال سے مشتق ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: انه یبدء الخلق ثم یعیدهٗ ۔ بے شک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا۔ (آیت:۴) سورۃ الانبیاء (۱۰۴) میں فرمایا: کما بدانا اوّل خلق نعیده ۔ جیسے پہلے اسے بنایا تھا ایسے ہی پھر کر دیں گے (یعنی ہم نے جس طرح پہلے عدم سے وجود عطا فرمایا تھا ویسے ہی پھر معدوم کر دینے کے بعد پیدا کریں گے، یا یہ معنی ہے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے برہنہ، غیر مختون پیدا کیا تھا ایسے ہی مرنے کے بعد بھی اُٹھائیں گے) سورۂ عنکبوت میں فرمایا: فانظروا کیف بدء الخلق ۔ غور کرو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا آغاز کیسے فرمایا۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے لازم ہے کہ اپنے آغاز کو کبھی نہ بھولے، کسی نے کیا خوب کہا:

تم شوق سے کالج میں پھلو پارک میں پھولو — جائز ہے غباروں میں اڑو عرش پہ جھولو
اک بات بندۂ عاجز کی رہے یاد — اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

جو شخص سحری کے وقت اپنی حاملہ بیوی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ننانوے مرتبہ یـا مبدئ پڑھے گا ان شاء اللہ اس کا حمل ساقط نہ ہوگا اور نہ وقت سے پہلے بچہ پیدا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ بار دگر پیدا فرمانے والا ہے

اَلْمُعِیْدُ ۔ عَادَ عَوْدَۃً سے ہے' جس کا معنی ہے: واپس لوٹانا' اللہ تعالیٰ تمام اشیاء کو فنا کے بعد میدانِ قیامت میں لوٹائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قل اللّٰہ یبدئ الخلق ثم یعیدہ (فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے ابتداءً مخلوق کو پیدا فرمایا پھر اس کو لوٹائے گا)۔ سورۂ عنکبوت میں فرمایا: اولم یروا کیف یبدئ اللّٰہ الخلق ثم یعیدہ ان ذلك علی اللّٰہ یسیر ۔ (۱۹) اور کیا انہوں نے نہ دیکھا اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کی ابتداء فرماتا ہے (کہ پہلے انہیں نطفہ بناتا ہے پھر خون بستہ کی صورت دیتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا (آخرت میں بعثت کے وقت) بے شک یہ (کام) اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے (یعنی پہلی بار پیدا کرنا اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ بنانا) یہ اسم پاک بھی قرآن پاک میں بطور نام موجود نہیں بلکہ فعلوں سے مشتق ہے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والوں کے لیے لازم ہے کہ موجودہ زندگی کی قدر کریں اور آخرت کی زندگی کے لیے سرمایہ جمع کریں۔ گم شدہ شخص کو واپس بلانے کے لیے جب گھر کے تمام افراد سو جائیں تو گھر کے چاروں کونوں میں ستر ستر مرتبہ یـا معید پڑھا جائے' ان شاء اللہ سات روز میں پتہ چل جائے گا یا واپس آجائے گا۔

گئے گزروں کو آخر بندگی کرنے کا ڈھب آیا
"گنہگاروں کے ہونٹوں پر درودِ پاک جب آیا"

حصارِ نورِ اسم ذات جس دل کو ہوا حاصل
قریب اس دل کے کوئی خطرۂ ابلیس کب آیا

کوئی قرآن کی آیت ہو یا ارشادِ قدسی ہو
زبانِ مصطفیٰ سے ہو کے ہی فرمانِ رب آیا

قیامت تک ہے دنیا میں یہی اللہ کی رسی
لئے قرآن جگ میں اک نرالی تاب و تب آیا

کہیں "والنجم" کی صورت کہیں "والطارق" کہہ کر
قسم فرمائی اس محبوب کی جو وقت شب آیا

نہ خالی لوٹ کر جائے درِ الطاف سے تیرے
تیرا بندہ ترے در پر الٰہی جاں بلب آیا

سرِ بزمِ جناں حمد و ثنا کے لے کے نذرانے
کہا احباب نے وہ دیکھئے شہزاد اب آیا

اللہ تعالیٰ زندگی عطا فرمانے والا ہے

اَلْمُحْیِیْ: احیاء سے ہے' جس کا معنی زندگی دینا ہے۔ سورۂ روم میں ہے: فانظر الٰی اثار رحمت اللّٰہ کیف یحیی الارض بعد موتھا ان ذلك لمحی الموتٰی وھو علی کل شیءٍ قدیر ۔ (۵۰) تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اثر دیکھو (یعنی بارش کے اثر جو اس پر مرتب ہوتے ہیں کہ بارش زمین کو سیراب کرتی ہے اس سے سبزہ نکلتا ہے' سبزے سے پھل پیدا ہوتے ہیں' پھلوں میں غذائیت ہوتی ہے اور اس سے جانداروں کے اجسام کے قوام کو مدد پہنچتی ہے اور یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ یہ سبزے اور پھل پیدا کرکے) کیونکر زمین کو زندہ فرماتا ہے' اس کے مرجانے کے بعد (اور خشک میدان کو سبزہ زار بنادیتا ہے' جس کی یہ قدرت ہے) بے شک وہ مردوں کو زندہ فرمائے گا اور وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی محی ہے جس نے حیات و روح کو پیدا فرمایا جس نے روح کو

اجسام کے ساتھ ملایا۔ وہی دلوں کو زندگی عطا فرماتا ہے وہی حیاتِ علمی ایمانی اور عرفانی عطا کرتا ہے۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے والوں کو موت وحیات کے نمونوں پہ غور کرنا اوران سے عبرت حاصل کرنا لازم ہے کہ جس موسم میں زمین سے نباتات گم ہو جاتی ہیں اور نشوونما کی طاقتیں ختم ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش برسا کر مردہ زمین کو زندہ فرما دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
او من کان میتا فاحیینہ ۔ (انعام:۱۲۲) اور کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا۔ مردہ سے کافر اور زندہ سے مؤمن مراد ہے کیونکہ کفر قلوب کے لیے موت ہے اور ایمان حیات ہے۔ جو شخص بیمار ہو وہ بکثرت المحی کا ورد رکھے یا کسی دوسرے بیمار پر دَم کرے تو ان شاء اللہ صحت یاب ہوگا' جو شخص اٹھانوے مرتبہ المحی پڑھ کر اپنے اوپر دَم کرے' وہ ہر طرح کی قید وبند سے ان شاء اللہ محفوظ رہے گا' جو کوئی درد' رنج اور کسی عضو کے ضائع ہونے سے خائف ہو' وہ سات مرتبہ یا محی پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو بے خوف کر دے گا' ہفت اندام کے درد کے لیے سات دن تک روزانہ سات مرتبہ پڑھ کر دَم کرے ان شاء اللہ شفاء پائے گا اور اس پر ہیشگی کرنے سے دل زندہ ہو جاتا ہے۔

کہاں کے یہ زبان و لب مرا رنگِ ثنا کیا ہے
یہ حسنِ صوت یہ طرزِ بیاں' فکرِ رسا کیا ہے
جمالِ خالق یکتا کا مظہر ہیں سبھی منظر
''یہ کلیاں' پھول' غنچے' رنگ و بو' موجِ صبا کیا ہے''
زمین و آسماں' یہ بحر و بر' مہر و مہ و انجم
بس ان کو دیکھ لو اور جان لو شانِ خدا کیا ہے
عنایت ہے تری فیضان ہے جود و کرم تیرا
مرے دامن میں میرا اے مرے ربِّ علا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ موت دینے والا ہے

اَلْمُمِیْتُ ۔ موت سے ہے' جس کے چند معانی ہیں: (۱) قبل از پیدائش یعنی حالت عدم کو موت کہا گیا۔ کیف تکفرون باللّٰہ وکنتم امواتا ۔ (البقرہ) (۲) حیات کے بعد زندوں پہ طاری ہونے والی حالت عدم کو موت کہا گیا' فاحیاکم ثم یمیتکم (ایضاً) (۳) ہلاکت رساں حالت کو موت کہا گیا۔ ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت ۔ اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں۔ (ابراہیم:۱۷) (۴) حدیث شریف میں موت کو زوال حرکت کی وجہ سے نیند سے تشبیہ دی گئی چنانچہ سو کر اُٹھتے وقت کی دعا کے الفاظ یہ ہیں: الحمد للّٰہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور ۔ تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مار دینے (نیند) کے بعد زندہ فرمایا اور اس کی طرف جمع ہونا ہے' تو اللہ تعالیٰ ممیت ہے کیونکہ وہی موت وحیات کا مالک وخالق ہے (خلق الموت والحیاۃ) ملک الموت اسی کے احکام کی تعمیل کرنے والا ہے' اللہ کا حکم ہی موت وحیات پہ نافذ ہوتا ہے' موت کو اللہ تعالیٰ کے دامن جلال تک پہنچنے کا یارا نہیں۔ اس اسم پاک سے تعلق کو پکا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو موت وحیات کا اس طرح مالک سمجھیں جیسا اس نے خود فرمایا: قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین ۔ فرما دو بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا (انعام:۱۶۲) اللہ تعالیٰ کے لیے جینا مرنا ان لوگوں کا ہوتا ہے جو حرص وہوا کی پیروی نہیں کرتے نہ وہ عبد الدرھم ہوتے ہیں بلکہ اعلاء کلمۃ الحق کے لیے جیتے ہیں اور یادِ الٰہی میں جان دے دیتے ہیں۔

خدا کے نام پر جس نے فدا کی زندگی اپنی کھلا اس بندۂ حق پہ فنا کیا ہے بقا کیا ہے
تشکر انکساری عاجزی گریہ پشیمانی نہیں ہے بندگی تو پھر مناجاتیں و دعا کیا ہے
یہ ابھرا مطلعِ باطن سے کس کے نام کا سورج یہ کس کے فیضِ وحدت نے بھلایا ماسوا کیا ہے
یہ میرے حجرۂ قلبِ حزیں میں کون رہتا ہے دلِ شہزاد سے جو اُٹھ رہی ہے یہ صدا کیا ہے

جس شخص کا نفس اس کے قابو میں نہ ہو وہ سوتے وقت سینے پہ ہاتھ رکھ کر **الممیت** پڑھتے پڑھتے سو جائے تو ان شاء اللہ اس کا نفس مطیع ہو جائے گا اور جو شخص سات بار پڑھ کر دَم کرے جادو اثر نہ کرے گا۔

اسے فضل کرتے نہیں لگتی بار نہ ہو اس سے مایوس اُمید وار

اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے

اَلْحَیُّ: حیات سے ہے اللہ تعالیٰ کا نام **الحی** اس لیے ہے کہ وہ لوازمِ حیات علم و قدرت سمع و بصر ارادہ و کلام والا ہے وہ حیاتِ ذاتیہ کا مالک ہے اس نے ان کمالات کے مظاہر عالم ظہور میں دکھائے ہیں وہ واجب الوجود عالم کا ایجاد کرنے والا اور تدبیر فرمانے والا ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے: **یا حی یا قیوم برحمتك استغیث**۔ اے زندہ اے اوروں کو قائم رکھنے والے! تیری رحمت کے ساتھ میں مدد چاہتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ایک مرتبہ یہ الفاظ پڑھنے کا حکم دیا: **یا حی یا قیوم برحمتك استغیث ولاتکلني الی نفسي طرفة عین** (ابوداؤد) اے زندہ رہنے والے! اے قائم رہنے والے! میں تیری رحمت کا فریادی ہوں مجھے میرے نفس کے حوالے ایک چشم زدن کے لیے بھی نہ کر۔ جامع الاصول میں بحوالہ رزین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے: **یا حی یا قیوم یا حی حین لا حی یا محی یا ممیت یا ذا الجلال والاکرام**۔ اے زندہ و توانا! جب کوئی بھی زندہ نہ رہے گا اس وقت بھی تو ہی زندہ ہوگا اے زندگی و موت دینے والے! اے عظمت و بزرگی والے! جو شخص روزانہ تین ہزار مرتبہ **الحی** کا وِرد رکھے گا وہ ان شاء اللہ کبھی بیمار نہ ہوگا۔ جو شخص اس اسم پاک کو چینی کے برتن پر مشک و گلاب سے لکھ کر میٹھے پانی سے دھو کر پیئے یا کسی دوسرے بیمار کو پلائے ان شاء اللہ شفاء کامل نصیب ہوگی۔ جو شخص روزانہ ستر مرتبہ پڑھے گا اس کی عمر دراز ہوگی۔ ان شاء اللہ!

ہر وقت رہے دل میں تری یاد الٰہی یہ شہر ہمیشہ رہے آباد الٰہی
مغلوب نہ ہو جاؤں کہیں نفس کے ہاتھوں ہر حال میں درکار ہے امداد الٰہی
دل میں ہے ترے دین کی خدمت کی تمنا مقصود نہیں مسندِ ارشاد الٰہی
بس لاج سرِ حشر گنہگار کی رکھنا ہو جائے نہ محنت کہیں برباد الٰہی

اللہ تعالیٰ سب کو قائم رکھنے والا ہے

اَلْقَیُّوْم: قیام سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام قیوم اس لیے ہے کہ وہ بذاتِ خود قائم ہے اس کا قیام کسی دوسرے پہ منحصر نہیں

دیمومیت ذات اسی کو حاصل ہے اور قیام ذات کی عزت کا وہی مالک ہے۔ الحی قرآن مجید میں صرف ایک جگہ سورۂ مومن میں اکیلا آیا ہے: هو الحی لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين ۔(۶۵) وہی زندہ ہے (جس کی فنا محال ہے) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اسے پوجو پورے خلوص کے ساتھ۔

اور تین مقام ایسے ہیں جہاں الحی القیوم دونوں اکٹھے آئے ہیں۔ ایک آیت الکرسی میں، دوسرا آل عمران کے آغاز میں اور تیسرا سورۂ طٰہٰ آیت: ۱۱۱ میں: وعنت الوجوه للحی القيوم ۔ اور جب چہرے جھک جائیں گے اس زندہ، قائم رہنے والے کے حضور (یعنی ہر کوئی شانِ عجز و نیاز کے ساتھ حاضر ہو گا کسی میں سرکشی نہ رہے گی، اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا ظہور تام ہو گا) جس طرح الحی جب اللہ تعالیٰ علم ہو تو اس کا معنی باقی علی الابد، دائم بلا زوال یعنی جو ہمیشہ سے موجود اور ہمیشہ سے صفت حیات سے موصوف ہے، نہ کبھی عدم اس کے سابق حال ہوا اور نہ کبھی موت اس کے لاحق حال ہو گی جبکہ مخلوق کے لیے کل من عليها فان اور كل شيء هالك کا فرمان ہے، اسی طرح القیوم کے معنی مجاہد نے ہر شی ء پر قائم بتائے ہیں، وہ قائم ہے دائم ہے، موجود ہے، لازوال وغیر متغیر ہے۔ جو شخص بکثرت القیوم کا ورد کرے گا ان شاء اللہ لوگوں میں اس کی عزت اور وقار زیادہ ہو گا، اگر تنہائی میں بیٹھ کر پڑھے گا تو خوشحال ہو گا اور جو شخص صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک یہ دونوں اسم (یا حی یا قیوم) ملا کر پڑھے گا، ان شاء اللہ اس کی سستی و کاہلی دور ہو گی۔

میرے کسی دشمن کو بھی تکلیف نہ پہنچے
میرے سبھی احباب رہیں شاد الٰہی

ہر شعر سے مطلوب فقط تیری رضا ہو
مٹ جائے دلوں سے ہوسِ داد الٰہی

آباء کو مرے بخش دے اے بخشنے والے
قائم رہے دیں پر میری اولاد الٰہی

ہے خوار و زبوں سرورِ کونین کی اُمت
فریاد ہے فریاد ہے فریاد الٰہی

تو ارض و سمٰوٰت کا خالق ہے خدایا
یہ دشت و جبل ہیں تری ایجاد الٰہی

اللہ تعالیٰ الواجد ہے

اَلْوَاجِدُ کا معنی ہے: پانا، لیکن اللہ تعالیٰ کا نام اس معنی سے نہیں ہو سکتا۔ قرآن پاک میں جہاں کہیں بھی اس کے مصدر سے افعال آئے ہیں وہاں انسان فاعل ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ۔ صاحب قاموس نے کہا: وجده الله تعالىٰ کہنا درست نہیں ہے، ہاں اوجد الله تعالىٰ کہہ سکتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے مقصود تک پہنچایا۔ یہ لفظ وجود سے ہے تو اس کا معنی ہستی ہے، اللہ تعالیٰ اس لیے واجد ہے کہ وجود حقیقی اور ہستی مطلق اسی کو حاصل و زیبا ہے، جملہ موجودات پہ اسے احاطہ حاصل ہے، جملہ مطلوبات و کمالات ذاتیہ کا وجود اسے ہمیشہ سے حاصل ہے۔ اگر واجد، جِدٌ سے واؤ کے ضمہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے: ذوا الوُجد یعنی اللہ تعالیٰ مالک غنا اور تونگری ہے، اہل تصوف نے وجدان کے لحاظ سے طالب کی تین قسمیں بیان کی ہیں: سالک، واصل، واجد۔ يجد الله غفورا رحيما ۔ لوجدوا الله توابا رحيما ۔ (نساء) ان دونوں آیات میں اس گناہ گار مومن کا ذکر ہے جو گناہ کے بعد پچھتاتا پھر استغفار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ رحمت کا معاملہ فرماتا ہے اور سورۂ نور کی آیت: ووجد الله عنده فوفه

حسابه . (النور) اور اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب پایا اور اللہ نے بندے کا حساب پورا کر دیا۔ اس آیت میں اس کافر کا ذکر ہے جو اعمال سے خالی ہاتھ ہو کر مالک کے سامنے جاتا ہے یعنی وہ پیاسا شخص جو سراب کو پانی سمجھتا ہے اور جب سراب کے پاس پہنچتا ہے تو محرومی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور جب اللہ کے سامنے جاتا ہے تو وہ اس کا حساب پورا فرما دیتا ہے' جو شخص کھانا کھاتے وقت یا واجد کا ورد رکھے' غذا اس کے قلب کی طاقت وقوت اور نورانیت کا باعث ہوگی ان شاء اللہ۔ جو کوئی خلوت میں اس کو بہت زیادہ پڑھے گا' مالدار ہوگا اور اگر کسی کو پانی پہ دَم کر کے پلائے تو وہ اس سے محبت کرے گا۔ انشاء اللہ!

تخلیق تو تو نے ہی کیسے ہیں یہ عناصر — وہ آب ہو یا خاک ہو یا باد الٰہی
تو نے ہی بنایا ہے اسے فِیْٓ اَحْسَنِ تقویم — انساں تو ہے مجموعۂ اضداد الٰہی
کھاتے ہیں ترا رزق سبھی کافر و مسلم — تو مالک کل اجودِ اجواد الٰہی
حق تیری عبادت کا ادا ہو نہیں سکتا — جتنی بھی عبادت کرے شہزاد الٰہی

اللہ تعالیٰ بزرگی اور بڑائی والا ہے

اَلْمَاجِدُ: مجد سے ہے' اسی سے مجید ہے جو کہ مبالغہ کا صیغہ ہے' یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر نام بوجہ علیست خود کمال نام ربانی پر دلالت کرتا ہے' اقتضائے لفظی اس کے ساتھ شامل ہو یا نہ ہو' لہٰذا الماجد اللہ تعالیٰ کی بزرگی وعظمت پر قوی دلالت رکھتا ہے' اگرچہ مبالغہ کا صیغہ نہیں ہے' یہ تلون صفات ہے کہ کبھی فعیل کی شکل میں اور کبھی فاعل کی شکل میں جلوہ آرائی ہوتی ہے اور ہر شکل میں دلربائی کی شان الگ الگ نظر آتی ہے۔ ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے:

سبحان الذی تعطف بالعز (وقال به) وسبحن الذی لبس المجد وتکرم به وسبحان الذی لا ینبغی التسبیح الاله سبحان ذی الفضل والنعم سبحان ذی المجد والکرم سبحن ذی الجلال والاکرام .

پاک ہے وہ جو مہربانی فرماتا ہے اپنے عز وجلال کے ساتھ اور پاک ہے وہ جس نے بزرگی کا لباس پہنا اور اسی کے ساتھ کریم ہوا' پاک ہے وہ کہ تسبیح نہیں لائق مگر اس کے لیے' پاک ہے وہ ذات جو فضل اور نعمتوں والی ہے' پاک ہے وہ ذات جو بزرگی اور کرم والی ہے' پاک ہے وہ ذات جو جلال وکرم والی ہے۔

جو شخص تنہائی میں اس اسم مبارک کو اتنا پڑھے کہ بے خود ہو جائے تو ان شاء اللہ اس کے قلب پہ انوارِ الٰہیہ ظاہر ہونے لگیں گے اور اگر ہمیشہ پڑھتا رہے تو مخلوق کی آنکھوں میں بزرگ ہوگا اور اگر شربت پر دس بار پڑھ کر بیمار کو پلائے گا تو شفاء یاب ہوگا۔

دلِ تیرہ کو چمکاؤں مجھے توفیق دے مولا — تجھے میں یاد کر پاؤں مجھے توفیق دے مولا
مری سانسیں ترے اسمِ گرامی سے معطر ہوں — مشامِ جاں کو مہکاؤں مجھے توفیق دے مولا
فساد و شر سے میں فرشِ زمیں کو صاف کر ڈالوں — ہمیشہ امن پھیلاؤں مجھے توفیق دے مولا
مرے قول وعمل سے کوئی دل زخمی نہ ہو یا رب — سراپا خیر بن جاؤں مجھے توفیق دے مولا

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا و یگانہ ہے

اَلْوَاحِدُ کالفظ قرآن مجید میں بطور اسم پاک اکیس مقامات پر آیا ہے پھر جہاں بھی آیا ہے لا الٰہ الا اللّٰہ کے ساتھ یا پھر قھار کے ساتھ۔ گویا ترکیب میں بھی ایسے کلمہ یا اسم کے ساتھ مستعمل ہوا جو شرکت سے دور ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ سے پہلے کیا تھا؟ فرمایا: اگر تجھے گنتی آتی ہے تو گنو اس نے گنتی شروع کی اور ایک کہا' تو فرمایا: ایک سے پہلے کیا تھا؟ اس نے کہا: کچھ نہیں' فرمایا: اللہ واحد ہے اور واحد سے پہلے کچھ نہیں ہوتا۔ ایک دعا جس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے فرمایا: جس نے یہ دعا صبح کے وقت پڑھ لی اس نے دن کا حق ادا کر دیا اور جس نے شام کو پڑھ لی اس نے رات کا حق ادا کر دیا' اس دعا کے الفاظ پہ غور کرو کہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو کیسے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے:

اللّٰھم ما اصبح لی من نعمة او باحد من خلقك فمنك وحدك لا شريك لك لك الحمد ولك الشكر (ابوداؤد) اے اللہ! جو نعمت آج مجھے حاصل ہے یا تیری مخلوق میں سے کسی کو حاصل ہے' وہ تیری ہی طرف سے ہے تو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں' حمد بھی تیرے ہی لیے ہے اور شکر بھی تیرے لیے۔

سلیقہ دے مرے مالک مجھے حسنِ تکلّم کا
زباں سے پھول برساؤں مجھے توفیق دے مولا

کہوں حق بات میں دربار میں سلطانِ جابر کے
میں ہر باطل سے ٹکراؤں مجھے توفیق دے مولا

میرا دشمن بھی میری راہ میں کانٹے بچھائے تو
میں اس پر پھول برساؤں مجھے توفیق دے مولا

تعلق مستقل ہو جائے یوں ارضِ مدینہ سے
ترے گھر بار بار آؤں مجھے توفیق دے مولا

تری تائید کا ہر وقت ہو سر پر مرے سایہ
میں مشکل میں نہ گھبراؤں مجھے توفیق دے مولا

یہاں بھی لوگ پہچانیں مجھے تیرے حوالے سے
وہاں بھی تیرا کہلاؤں مجھے توفیق دے مولا

تیری حمد و ثنا شہزاد کے قلب و زباں پر ہو
میں تیرے گیت بس گاؤں مجھے توفیق دے مولا

اس اسم پاک کے ذکر سے ذاکر کا دل ایسا بے خوف اور مطمئن ہو جاتا ہے کہ بڑے بڑے خطرات اور لرزا دینے والے واقعات اس کو ہراساں نہیں کر سکتے' اگر کوئی شخص سخت مہم یا بیماری میں مبتلا ہو' خطرناک راستوں میں بوجہ تنہائی کسی مقام پہ خوف ہو تو ایک ہزار بار پڑھنے سے مہم آسان' بیمار شفاء یاب اور خوف دور ہوگا۔ ان شاء اللہ! جس شخص کے ہاں اولادِ نرینہ نہ ہوئی ہو' وہ اس اسم پاک کو لکھ کر اپنے پاس رکھے' انشاء اللہ اولادِ صالح نصیب ہوگی۔

دولتِ کونین جیسے بخش دی ساری مجھے
دل کو میرے عشقِ آلِ مصطفیٰ تو نے دیا

روح کی نادیدہ خوشبو سے معطّر یہ جہاں
زندگی کے پھول کو رنگِ وفا تو نے دیا

رکھ دیا انساں کی فطرت میں کیسا سوز و غم
دردِ دل کو آنکھ کو اشکِ عزا تو نے دیا

جو بہے آنسو کسی کے غم میں سب تیری عطا
اس محبت کا مرے مالک صلہ تو نے دیا

خاک کا پتلا ہوں مجھ میں کیا ہنر تھا کیا کمال
جو ملی عزت ملا جو مرتبہ تو نے دیا

حمد لکھنے کی ہوئی توفیق مجھ کو اس لیے
حرف کی صورت میں جب رزقِ ثنا تو نے دیا
تیرا حسنؔی تیرے بندوں کی محبت کا اسیر
ایک یہ اعزاز بھی سب سے جدا تو نے دیا

(غلام حسن حسنی)

اللہ تعالیٰ ایک (الاحد) ہے

قرآن مجید میں لفظ احد بطور اسم پاک صرف ایک ہی مقام پہ آیا ہے: قل ھو اللہ احد ۔ فرما دیجئے: وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ (ربوبیت والوہیت میں، صفاتِ عظمت وکمال کے ساتھ موصوف ہے، مثیل ونظیر وشبیہ سے پاک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے) ائمہ لغت کے نزدیک احد دراصل وحد تھا، واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا۔ معنی کے اعتبار سے واحد اور احد ایک ہی سمجھے جاتے ہیں جس میں راز یہ ہے کہ ہر دو اسماء توحید خالص پہ دال ہیں۔ علماء معانی نے ہر دو اسماء کی کچھ خصوصیات بیان کی ہیں اور وہ یہ کہ واحد وہ ہے جو عدیم التجزی ہے یعنی جو تقسیم نہ ہو سکے جیسے جوہر واحد (جزء لا یتجزی) اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات کا انقسام محال ہے، مثلاً سورج ہے اگرچہ وہ جسم کے قبیل سے ہونے کے باعث وہماً منقسم ہو سکتا ہے لیکن اس کی نظیر نہیں، مگر ممکن ہے کہ اس کی نظیر ہو، پس اگر کوئی ایسا موجود پایا جائے جو اپنے وجود کی خصوصیت میں اس طرح منفرد ہو کہ کسی اور کا اس میں شریک ہونا متصور ہی نہ ہو سکے تو وہ ازلاً و ابداً واحد مطلق ہے۔ بندہ اس وقت واحد سمجھا جاتا ہے کہ اس کے ابنائے جنس میں کسی خاص پسندیدہ خصلت کے اندر کوئی اس کی نظیر نہ ہو اور یہ یکتائی بھی صرف اس کے ابنائے جنس کے لحاظ سے ہوگی اور خاص زمانے کے لحاظ سے کیونکہ ممکن ہے کسی دوسرے زمانے میں اس کی نظیر پیدا ہو جائے، نیز یہ یکتائی بعض خصائل کی رو سے ہوگی، پس پوری وحدت خاص اللہ ہی کے لیے ہے۔ احد وہ ہے جس کی نظیر کوئی نہیں، لفظ واحد کا اطلاق محل اثبات میں دیگر اشیاء پر بھی ہو جاتا ہے جیسے رجل واحد، درھم واحد مگر لفظ احد کا اطلاق اثباتاً اللہ کے سوا کسی پر نہیں ہوتا، ہاں لفظ احد کا استعمال نفی دیگر میں ہوتا ہے اور اس وقت نفی نہایت مکمل نفی ہوتی ہے جیسے ولم یکن لہ کفوا احد ۔ کفو الٰہی کی نفی لفظ احد سے کی گئی اور یہ ایسی نفی ہے کہ اس کے بعد کوئی استثناء وغیرہ نہیں ہو سکتا۔ یعنی کوئی اس کا ہمتا و عدیل نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے التحیات کے تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَحِدْ اَحِدْ ایک انگلی سے ایک انگلی سے، یعنی جب مشار الیہ ایک ہے تو اس کے لیے دو انگلیوں سے اشارہ کرنا بھی مناسب نہیں۔

صبح دم جب کسی طائر کی صدا آتی ہے
لب پہ بے ساختہ بس حمدِ خدا آتی ہے
پھرنے لگتے ہیں مری آنکھ میں میزاب وحطیم
یاد جب صحنِ مقدس کی فضا آتی ہے
کوئی فن اور ہنر پاس نہیں ہے میرے
تیرے محبوب کی بس حمد و ثنا آتی ہے
مشکلیں جب کہیں آتی ہیں سرِ راہِ حیات
دستگیری کو وہیں تیری عطا آتی ہے

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے

اَلصَّمَدُ ۔ اس اسم پاک کے بارے میں ائمہ دین کے مختلف اقوال ہیں، حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: صمد وہ حی وقیوم ہے

جسے زوال نہیں۔ اعمش نے حضرت شفیق سے روایت کی ہے: صمد وہ ہے جو سیادت میں کامل ہو' مالک شرف ہو' عظمت میں کامل ہو' حلم و علم اور حکمت میں کامل ہو' جملہ انواعِ شرف میں کامل ہو' لہٰذا اللہ کے علاوہ کوئی بھی صمد ہونے کی شان نہیں رکھتا۔ حکیم ابن ابان نے حضرت عکرمہ سے روایت کی ہے: صمد وہ ہے جو کھانا نہ کھائے۔ شعبی کہتے ہیں: صمد وہ ہے جو نہ کھائے نہ پیئے' جس کی طرف حاجات میں رجوع کیا جائے اور ضروریات کے لیے جس کی بارگاہ کا قصد کیا جائے۔ اس اسم کا ذاکر اہل اللہ میں سے ہوتا ہے اور بھوک پیاس سے محفوظ رہتا ہے۔ شیخ مغرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص یا صمد کو ایک ہزار مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کے رزق میں وسعت اور کاروبار میں برکت ہوگی (تنویر الاسماء)۔ مفتاح الجنان میں ہے: اگر جمعۃ المبارک کی نصف شب کے بعد اس اسم پاک کو باوضو ایک ہزار مرتبہ حضورِ قلب سے پڑھا جائے تو پڑھنے والے پر عظیم اثرات مرتب ہوتے ہیں' اگر کوئی فسق و فجور میں مبتلا ہو تو اس کے لیے تین روزے رکھے اور ہر روز ساعت مشتری میں ایک ہزار مرتبہ یہ اسم پڑھے اور دعا کرے تو فسق و فجور سے تائب ہوگا محبت کے لیے چینی کی پلیٹ پر لکھ کر پانی سے دھو کر پہلے طالب پیئے پھر مطلوب کو پلایا جائے تو کامیابی ہوگی۔ جو شخص سحری کے وقت سجدے میں سر رکھ کر ایک سو پندرہ یا ایک سو پچیس مرتبہ پڑھے' اس کو ظاہری و باطنی سچائی نصیب ہوگی اور جو شخص باوضو اس اسم کا ورد جاری رکھے ان شاء اللہ مخلوق سے بے نیاز ہوگا' اکثر عاملین و کاملین نے یا احد یا صمد کو اسم اعظم بتایا ہے۔

میرا سرمایۂ ہستی تری حمد و ثنا مولا ۔۔۔ تری توفیق سے پایا یہ گنج بے بہا مولا
تو لامحدود میں محدود کیا تعریف ہو مجھ سے ۔۔۔ نہ تیری ابتدا مولا نہ تیری انتہا مولا
دلِ بے تاب کی تسکیں ہے تیری یاد میں یارب ۔۔۔ ترے تذکار کی لذت ہے کتنی جاں فزا مولا
میں کیسے مان لوں رسوا کیا جائے گا محشر میں ۔۔۔ ترے محبوب کا جو شخص ہو مدحت سرا مولا

اللہ تعالیٰ قدرت والا ہے

اَلْقَادِرُ: اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہے کیونکہ جملہ ممکنات کی ایجاد اس کی قدرت کا جلوہ ہے۔ تمام تغیرات ارضی و سماوی' روحی مادی' اس کی قدرت کا کرشمہ ہے' اس کی قدرت کے سامنے سب کی طاقتیں ہیچ اور دعاوی کی کوئی حیثیت نہیں۔ علامہ ابن المرتضیٰ یمانی المعروف بابن القدیر (ولد فی شہر رجب ۷۷۵ھ) نے اپنی کتاب ایثار الحق علی الخلق میں نعم القادر کو بھی اسماء الٰہیہ میں شمار کیا ہے۔ اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام جہان کو زیرِ قدرت الٰہیہ یقین کریں' معیشت میں تنگی و وسعت کو اللہ تعالیٰ کے قدر (اندازہ) صحیح کے تحت جان کر اسے عین حکمت و دانائی سمجھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: انا کل شیء خلقناہ بقدر ۔ (القمر) بے شک ہم نے ہر چیز ایک صحیح اندازے سے پیدا فرمائی ہے۔ یہ آیہ مبارکہ قدریوں کے رد میں نازل ہوئی جو کہ قدرتِ الٰہی کے منکر ہیں اور حوادث کو کواکب وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حدیث میں ان کو اس اُمت کے مجوس قرار دیا گیا ہے اور ان کے پاس بیٹھنے اور کلام کرنے' بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کرنے' مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک ہونے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور انہیں دجال کا ساتھی اور بدترین مخلوق قرار دیا گیا ہے۔ (خزائن العرفان) جو شخص دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد ایک سو مرتبہ القادر پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو ذلیل فرما دے گا (اگر پڑھنے والا حق پر ہو گا تو) اگر کسی مفلس

کو کوئی دشوار کام درپیش ہو تو اکتالیس بار یا قادر پڑھنے سے دشواری دور ہو جائے گی۔ان شاء اللہ!

جزا کے دن تو اس خوش بخت کو کتنا نوازے گا ترى خاطر خفا سارے جہاں سے جو رہا مولا
ازل سے کر رہے تھے جستجو تیری جہاں والے بتایا ہے ترے محبوب نے تیرا پتا مولا
تری توحید پر اہلِ جہاں ایمان لے آئے تری برہان بن کر آ گئے جب مصطفیٰ مولا

اللہ تعالیٰ قدرتِ تاملہ و کاملہ کا مالک ہے

اَلْمُقْتَدِرُ میں القادر کی بہ نسبت زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔اسم قادر کا استعمال پیدائش احیاء اور قدر و اندازہ کے افعال پر ہوا ہے اور مقتدر کا استعمال عزت و ملک و فرماں روائی کی شان کے ساتھ۔یہی ان دونوں اسماء کے خصائص ہیں۔علاوہ ازیں المقتدر لازم و متعدی ہر دو معانی میں آتا ہے۔بندہ کو بھی کچھ نہ کچھ قدرت حاصل ہے لیکن وہ ناقص ہے کیونکہ وہ صرف بعض ممکنات کو حاوی ہوتی ہے اور کسی چیز کو پیدا کرنے کی اس میں صلاحیت نہیں بلکہ بندہ کے مقدور میں جو اُمور ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی اپنی قدرت سے پیدا کرتا ہے جبکہ اس کے مقدور کے تمام اسباب وجود مہیا ہو جاتے ہیں۔یہ دونوں اسماء (قادر ۔مقتدر) ہر بڑے سے بڑے اہم سے اہم اور مشکل سے مشکل اُمور میں مشکل کشائی فرماتے ہیں جب اپنے اور بیگانے دوست احباب سب الگ ہو جائیں اور کوئی ہمدرد حامی و مددگار تو کیا کوئی پوچھنے والا بھی نہ ہو تو ایسے نفسا نفسی کے موقع پر ان اسماء میں سے کسی اسم کا بھی ذکر اس کی کشتی حیات کو ساحل مراد پر لگانے کے لیے کافی ہے۔خصوصاً نجومی جس وقت وحشت انگیز خبریں دیں اور انسانوں کو مبتلائے وحشت کر دیں ان کے خود ساختہ دعوؤں کو جھٹلانے اور ستاروں کے اثراتِ بد سے محفوظ رہنے کے لیے ان اسماء سے کسی اسم کا ذکر بہتر ہے (شرح اسمائے باری) جو شخص سو کر اُٹھنے کے بعد بکثرت المقتدر کا ورد کیا کرے یا کم از کم بیس مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ اس کے تمام کام آسان اور درست ہو جائیں گے اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے والوں کو رب العالمین کے سامنے کامل اطاعت اور فرماں برداری اختیار کرنا لازم ہے۔

تری صنعت کا ہیں شہکار یہ مہر و مہ و انجم تری قدرت کے ہیں عکاس یہ ارض و سما مولا
طوافِ کعبۂ اقدس کی پھر توفیق دے مجھ کو حریمِ جاں میں بھی اک دلنشیں کعبہ بنا مولا
کرم شہزاد پر فرما بھی دے اے قادرِ مطلق کھڑا ہے ہاتھ پھیلائے ترے در پر گدا مولا

اللہ تعالیٰ آگے کرنے والا ہے

اَلْمُقَدِّمُ: اللہ تعالیٰ مقدم ہے جو کہ اپنے دوستوں کو اپنی بارگاہِ عزت میں آگے کرنے والا ہے۔اس نے علل کو معلومات پر اور مبادی و مقدمات کو مقاصد و مطالب پہ مقدم فرمایا۔اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء و اولیاء کو اپنا قرب عطا کرنے کے لیے اور راہِ راست پر گامزن رکھنے کے لیے مقدم کرتا ہے۔اس نے انبیاء ملائکہ اولیاء اور علماء کو تقدیم بخشی۔جو شخص علم و عمل میں سبقت لے جائیں وہ صرف اسی سے متقدم نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو تقدیم بخشے تو وہ متقدم ہو سکتا ہے یہی حال متاخر کا ہے اور اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل فرمان اس امر کی تصدیق کے لیے کافی ہے: ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولٓئک عنھا مبعدون ۔ (الانبیاء:۱۰۱) جن

لوگوں کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ اس میں اہل ایمان کے لیے بشارت ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا: میں انہیں میں سے ہوں اور ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم بھی انہیں میں سے ہیں۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ رسولِ کریم ﷺ ایک روز کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے، اس وقت قریش کے سردار حطیم میں موجود تھے اور کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ نضر بن حارث، سیّد عالم ﷺ کے سامنے آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا، حضور ﷺ نے اس کو جواب دے کر ساکت کر دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جھنم ۔ کہ تم اور جو کچھ اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں، یہ فرما کر حضور ﷺ تشریف لے آئے، پھر عبداللہ زبعری سہمی آیا اور اس کو ولید بن مغیرہ نے اس گفتگو کی خبر دی، کہنے لگا: خدا کی قسم! میں ہوتا تو ان سے مباحثہ کرتا، اس پر لوگوں نے رسول کریم ﷺ کو بلایا، ابن زبعری یہ کہنے لگا کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! کہنے لگا کہ یہود تو حضرت عزیر علیہ السلام کو پوجتے ہیں اور نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو پوجتے ہیں اور بنی ملیح فرشتوں کو پوجتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور بیان فرما دیا کہ حضرت عزیر اور مسیح علیہم السلام اور فرشتے وہ ہیں جن کے لیے بھلائی کا وعدہ ہو چکا اور وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اور حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا کہ درحقیقت یہود و نصاریٰ وغیرہ شیطان کی پرستش کرتے ہیں، ان جوابوں کے بعد اس کو مجال دم زدن نہ رہی اور وہ ساکت رہ گیا اور درحقیقت اس کا اعتراض کمال عناد پر مبنی تھا کیونکہ جس آیت پر اس نے اعتراض کیا تھا اس میں ما تعبدون ہے اور ما زبان عربی میں غیر ذوی العقول کے لیے بولا جاتا ہے، یہ جانتے ہوئے بھی اس نے اندھا بن کر اعتراض کیا، یہ اعتراض تو اہل زبان کی نگاہوں میں کھلا ہوا باطل تھا مگر مزید بیان کے لیے اس آیت میں توضیح فرما دی گئی۔ (خزائن)

تیری قدرت ظاہر و باہر مالکِ روزِ جزا
ہر اِک چیز میں ہر اِک شے میں تیرا نور ظہور
کب ہے کوئی دعویٰ میرا کیا میری اوقات
کیا میری حیثیت مولیٰ کیا میرا مذکور
تیری رحمت میری دولت تیرے فضل پہ مان
ورنہ میں تو ہر پہلو سے پُر عصیاں مشہور
تیری مدحت میری عبادت تری ثناء ایمان
ورنہ میں اعمال کی دُنیا سے ہوں کوسوں دور
تیرا ذکر مرا سرمایۂ ورثہ تیری یاد
ورنہ میں نرا نکما غفلت سے معمور
تیرے بندوں کی خدمت کو سمجھا ہوں میں دین
رکھ اس کام پہ مولا مجھ کو جیتے جی مامور
کر دے عام معافی کا تو یا اللہ اعلان
طالب تیری بخشش کے ہیں مجھ جیسے مجبور

یَا مُقَدِّمُ کی برکات

اس اسم پاک کی برکت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے طور پر ہمکلام ہوئے۔ امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بوقت خواب اس اسم پاک کو پڑھے، دشمن کے حملے، چوری کے خوف، مکان کے گرنے، جہاز کے ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔ (مخزن الاسماء) جو شخص جنگ کے وقت المقدم کثرت سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے (پیش قدمی کی) قوت سے نوازے گا اور دشمن سے محفوظ

رکھے گا اور جو ہر وقت یا مقدم کا وِرد جاری رکھے گا' وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرماں بردار بن جائے گا۔ انشاء اللہ! اگر کسی شخص کو شیرینی پہ نو مرتبہ پڑھ کر دَم کر کے کھلا دیا جائے تو اس کے دل میں کھلانے والے کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز!

میٹھی نیند سلا ہے تو — دن کو ہمیں جگاتا ہے تو
چیر کے سینہ ظلمتِ شب کا — نیا سویرا لاتا ہے تو
اپنی حمد کے نغمے مولا — خود ہی ہمیں سناتا ہے تو
اپنا ہر دم آپ تعارف — بندوں سے کرواتا ہے تو
پھر بھی تو بے رنگ ہے مولا — گو سب رنگ بناتا ہے تو
اپنی جانب آنے والے — رستے سب سمجھاتا ہے تو
کس حسنِ تدبیر سے یا رب — کائنات چلاتا ہے تو
گلشن گلشن پھول کھلا کر — روئے ارض سجاتا ہے تو

اللہ تعالیٰ پیچھے رکھنے والا ہے

اَلْمُؤَخِّرُ: اپنے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے پیچھے رکھنے والا ہے۔ اسی نے معلولات کو علل سے پیچھے رکھا' اشیاء و افعال کے عواقب اور خواتیم کو اسی نے قدرتِ کاملہ اور حکمتِ شاملہ سے مؤخر کر دیا ہے' اس کی بارگاہ میں اہلِ حسرت التماس کرتے ہیں: لو لا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصلحین ۔ (المنافقون:۱۰) تو نے مجھے تھوڑی مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہو جاتا۔ جواب ملتا ہے: ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا اور اللہ ہرگز کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ (جو لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے) آ جائے۔ صحیحین میں ایک دعا کے اندر یہ دونوں نام (المقدم ۔ المؤخر) آئے ہیں: اللّٰھم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اعلنت وما اسررت وما اسرفت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر لا الٰه الا انت ۔ قرآن مجید میں ہے: ینبؤا الانسان یومئذ بما قدم واخر ۔ (القیامہ) اس روز (قیامت کے دن) انسان کو بتا دیا جائے گا جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا۔ شیخ بونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب انسان کی عمر اختتام کے قریب ہو اور نیک اعمال کچھ بھی نہ ہوں' گناہوں کی کثرت ہو' قبر وحشر کا خوف دامن گیر ہو تو اس اسم کو کثرت سے پڑھے' اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرمائے گا اور عمر دراز کرے گا تاکہ نیک اعمال کر سکے۔ (تنویر) اسی لیے عاملین اس اسم کو مایوس مریضوں کو کثرت سے پڑھنے کا کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے شفاء دیتا ہے۔ پس چاہیے کہ بعد شفاء عبادت سے غافل نہ ہو۔ جو شخص روزانہ سو مرتبہ اس اسم کو پابندی سے پڑھا کرے' اس کو حق تعالیٰ کا ایسا قرب نصیب ہو گا کہ جس کی مثال نہیں ملتی' اسی طرح کثرت سے اس اسم کو پڑھنے والے کو سچی توبہ نصیب ہو گی۔ انشاء اللہ! اور جو اکتالیس مرتبہ پڑھے تو اس کا نفس مطیع وتابعدار ہو جائے گا۔

دامن شافع محشر ہے میرے ہاتھوں میں — مغفرت کو مری کافی ہے یہی ایک جواز

یہ بھی تیری ہی عنایات کا اک پہلو ہے
"دل کے پردوں میں مچلتی ہے تمنائے حجاز"
تیری توفیق سے اٹھتے ہیں خودی کے پردے
تیری تائید سے ہوتے ہیں عیاں ذات کے راز
یہ سمجھنا ہو تو پتوں کی لکیریں دیکھو
کیسے جاتی ہے حقیقت کی طرف راہِ مجاز
مجھ سے عاصی کو بھی محبوب سے نسبت بخشی
بس اسی ایک نوازش پہ ہے شہزاد کو ناز

اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہے

اَلْاَوَّلُ ۔ اَلْاٰخِرُ ۔ اَلظَّاهِرُ ۔ اَلْبَاطِنُ ۔ یہ چاروں اسماء مبارکہ سورۃ الحدید کی آیت:۳ میں اکٹھے آتے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:**هو الاوّل والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شیء عليم** ۔ وہی اوّل ہے(قدیم ہر شی سے قبل' اوّل بے ابتداء کہ وہ تھا اور کچھ نہ تھا) وہی آخر(ہر شی کے ہلاک وفنا ہونے کے بعد رہنے والا' سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا اس کے لیے انتہا نہیں) وہی ظاہر(دلائل و براہین سے یا یہ معنی کہ غالب ہر شی پر) وہی باطن (حواس اس کے ادراک سے عاجز) اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔ہم یہاں ہر اسم پاک کو علیحدہ علیحدہ عنوان سے لکھیں گے۔اللہ تعالیٰ اوّل ہے کیونکہ تمام موجودات پر اس کی ہستی کو تقدم حاصل ہے اور جس قدر اوائل اضافیہ ہیں وہ سب اس سے بعد کے ہیں' بدایات کی ابتداء اسی کی اوّلیت سے ہے اور اس کی اوّلیت ہر ایک سے برتر اور بعید تر ہے۔ذہنی وخارجی' فرضی وعقلی موجودات کی ابتداء اسی کی اوّلیت سے ہے' وہ اوّل ہے اور ماسویٰ کا ترتب اسی کی وجہ سے ہے' ہر شی کی اصل کا رجوع اسی کی جانب ہے۔یاد رکھنا چاہیے کہ اوّل کسی شی کی نسبت سے اوّل ہوتا ہے اور آخر بھی کسی شی کی نسبت سے آخر ہوتا ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے متناقض ہیں' پس ایک ہی چیز ایک ہی جہت سے اوّل و آخر نہیں ہوسکتی۔(اس کے بعد تفصیل دیکھیے:امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب شرح اسماء الحسنیٰ میں) شیخ مغرب فرماتے ہیں:اگر کوئی شخص طالب فرزند ہو یا دفینہ حاصل کرنا چاہتا ہو یا فتوحاتِ غیبی کا طالب ہو تو بعد نمازِ جمعہ یا **اوّل** کا ورد کثرت سے چالیس جمعے کرے' ان شاء اللہ! مقصد حاصل ہوگا۔شیخ بونی فرماتے ہیں کہ اس اسم کا ذکر اپنے تمام مقاصد میں سابق رہے گا اور اگر اس اسم کو اسم آخر کے ساتھ ذکر کرے تو مقامِ کشف حاصل ہوگا۔(تنویر) جو شخص مسافر ہو وہ جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ **الاوّل** پڑھے' ان شاء اللہ! اس اسم پاک کی برکت سے جلد بخیریت وطن واپس پہنچے گا۔

تو رحمٰن رحیم خدایا
مشکل میں کام آتا ہے تو
تو دیتا ہے سب کو روزی
سب منگتے ہیں داتا ہے تو
تیرے نام کا ورد رکھے جو
اس کی شان بڑھاتا ہے تو
جل تھل ہو جاتی ہے دھرتی
بارش جب برساتا ہے تو
ہوتی ہے جس وقت ضرورت
میرا رزق بڑھاتا ہے تو
پیاس لگے جب صحراؤں کو
پانی انہیں پلاتا ہے تو
تیرا در میں کیسے چھوڑوں
میرے من کو بھاتا ہے تو

تجھ سے ہے ایماں کی حرارت ۔۔۔ جذبوں کو گرماتا ہے تو
کسی کسی کو پاس بلا کر ۔۔۔ اپنا آپ دکھاتا ہے تو
تو ہے ہفت افلاک کا خالق ۔۔۔ سورج شرق سے لاتا ہے تو
ہو شہزآد پہ فضل الٰہی ۔۔۔ اَرحَم خود کہلاتا ہے تو

وہ جن کا سونا ہماری عبادت سے بہتر ہے

یہ قول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے۔ دیکھئے: روض الفائق۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک دعا اس طرح منقول ہے:

یا رب العٰلمین عزوجل! میں تیری پاکیزگی ونور وعظمت اور تیرے جلال کی برکت سے پناہ مانگتا ہوں ہر آفت ومصیبت اور شریر جن وانس کے پیش آنے سے' سوائے اس کے جو خیر لائے۔ اے اللہ عزوجل! تو ہی میری پناہ گاہ اور جائے قرار ہے' لہٰذا میں تجھی سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے وہ ذات جس کے آگے بڑے بڑے جابروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں خم ہو جاتی ہیں۔ یا الٰہی عزوجل! میں تیرے سامنے رسوا ہونے' عیبوں کا پردہ چاک ہونے' تیری یاد بھول جانے اور تیرے شکر سے منہ موڑنے سے تیرے جلال وکرم کی پناہ میں آتا ہوں۔ میرے دن رات' آرام وسکون اور سفر تیرے حفظ وامان میں ہیں۔ تیری حمد وثناء میرا اوڑھنا بچھونا ہے۔ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں ہر عیب سے تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیرے وجہ کریم کی تکریم کرتا ہوں۔ اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھے رسوائی اور شریر بندوں کے شر سے محفوظ فرما اور بُری خفیہ تدبیر سے محفوظ فرما۔ مجھ پر اپنی حفاظت کے خیمے اوڑھا دے اور مجھے اپنی عنایت کی حفاظت میں داخل فرما۔ (آمین!)

(حلیۃ الاولیاء' الامام الشافعی الحدیث ۱۳۲۰۲۔۱۳۲۰۳' ج ۹ ص ۸۷)

اللہ تعالیٰ آخر ہے

یعنی ساری مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد بھی اس کی ذات باقی رہنے والی ہے اور جتنے بھی اعتباری او اخر ہیں' ان سب کے بعد اسی کا قیام ہے' وہی ابدی اور ادوم بلا نہایت ہے' ہر ایک نہایت کی انتہا اسی کی اخرویت کے تحت ہے' اس کی ذات سب کی منتہا و مرجع ہے۔ اوّل وآخر دونوں اسماء مبارکہ اکٹھے ہی مستعمل ہوتے ہیں۔ جب وجود کی ترتیب پہ نظر کرو اور موجودات کے باترتیب سلسلہ کو غور سے دیکھو تو اللہ تعالیٰ ان کے لحاظ سے اوّل ہے کیونکہ تمام موجودات نے اسی سے وجود حاصل کیا اور وہ خود موجود بذاتہٖ ہے' یعنی اس نے کسی سے وجود حاصل نہیں کیا اور جب ترتیب سلوک پر نظر کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والوں کو دیکھا جائے تو وہ آخر ہے کیونکہ اس کی بارگاہ عارفین کے مدارج کی سب سے آخری منزل ہے' لہٰذا اولیاء کے سیر وسلوک کے لحاظ سے وہ آخر ہے اور موجودات کے وجود کے لحاظ سے اوّل ہے' پس اوّل کا اسی کی طرف سے آغاز ہے اور آخر کی اسی کی طرف انجام وانتہا ہے۔ شیخ بونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یا آخر کا وظیفہ کرے' اس کو بے اندازہ قوت نصرت حاصل ہوگی اور جو بھی اس سے دشمنی کرے گا ہلاک ہو گا' جو شخص اس اسم کے اور دشمن کے نام کے اعداد شامل کر کے نقش بنائے اور ہفتہ کی پہلی ساعت میں لوہے پر کندہ کرے اور اس

تعداد کے مطابق پڑھے اور اس نقش کو آگ میں دبا دے تو دشمن ہلاک ہوگا۔ (تنویر الاسماء) جو شخص روزانہ ایک ہزار مرتبہ الاخــر پڑھا کرے اس کے دل سے غیر اللہ کی محبت دور ہوگی' ساری عمر کی کوتاہیوں کا کفارہ ہو جائے گا اور خاتمہ بالخیر ہوگا۔ قریب المرگ شخص جو نیک اعمال رکھتا ہو' اس اسم کا ورد کرے تو اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمائے گا اور جو کسی جگہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس اسم کا وظیفہ کرتا جائے تو عزت و توقیر پائے گا۔

خدایا رحم فرما سیّدِ کونین کا صدقہ
ہماری جھولیاں بھر سیّدِ دارین کا صدقہ
عطا ہو سائلوں کو بارگاہِ پاک سے کچھ تو
رفیقِ غار یعنی ثانیِ اثنین کا صدقہ
جلالت بخش دے فاروقِ اعظم کے وسیلے سے
سخاوت کر عطا عثمانِ ذوالنورین کا صدقہ
علوم حیدر کرّار سے حصّہ ملے ہم کو
علی کے نام سے پہلے ہے جو اُس عین کا صدقہ

اللہ تعالیٰ ظاہر و آشکارا ہے

اَلظَّاھِرُ: کا معنی ہے: اپنی قدرت کے لحاظ سے آشکارا۔ ظاہر و باطن یہ دونوں وصف بھی اضافی ہیں' کیونکہ ظاہر ایک شیء کے لیے ظاہر اور دوسری شیء کے لیے باطن ہوتا ہے' نہ کہ ایک ہی جہت سے' بلکہ ادراک کی طرف نسبت کریں تو ایک جہت سے ظاہر اور دوسری جہت سے باطن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر ہے' یعنی انسان اپنی معرفت بدیہہ سے اسے پا سکتا ہے اور ہر ایک موجود شیء ہستی باری تعالیٰ پر بہترین دلیل فطرت انسانی بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیات سے ظاہر ہے اور سب پر محیط ہے' ہدایت' وجود اور شدت ظہور بذریعہ دلالت مصنوع بر صانع اسی کے لیے ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ایک ایسی دعا سکھائی جس میں یہ چاروں اسماء (اوّل' آخر' ظاہر' باطن) ذکر فرمائے:

اللّٰھم رب السموات السبع ورب العرش العظیم ربنا ورب کل شیء منزل التوراۃ والانجیل والفرقان خالق الحب والنوی اعوذ بک من شر کل شیء انت اخذ بناصیتہ انت الاوّل فلیس قبلک شیء وانت الاخر فلیس بعدک شیء وانت الظاھر فلیس فوقک شیء وانت الباطن فلیس دونک شیء اقض عنی الدین واغننی من الفقر ۔

یا اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب اور عرشِ عظیم کے رب' ہمارے پروردگار اور سب چیزوں کے پروردگار' تورات اور انجیل اور قرآن اتارنے والے دانہ اور گٹھلی کو زمین سے اُگانے والے' میں ہر ایک شیء (جو تیرے قبضہ میں ہے) کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں' تو اوّل ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شیء نہیں۔ تو ظاہر ہے تجھ سے اوپر کوئی شے نہیں' تو باطن ہے تجھ سے پرے کوئی شے نہیں۔ میرا قرض اتار دے اور مجھے تنگ دستی سے نجات دے۔ ان دونوں اسماء کے خواص و فوائد الباطن کے بعد بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ

اس دنیا کی ہر شیء کو بنانے والا میرا اللہ
سب کو روزی دینے اور دلانے والا میرا اللہ
پانی کے اندر سے پہاڑ اُگانے والا میرا اللہ
صحراؤں میں نخلستان بنانے والا میرا اللہ

ہر سُو دریاؤں کا جال بچھانے والا میرا اللہ
اور ان سے کھیتوں کی پیاس بجھانے والا اللہ
سب کا آقا' سب کا مولا' سب کا والی' سب کا داتا
تنہا سب کو مارنے اور جلانے والا میرا اللہ
گلشن کا ہر بُوٹا اس کا' لالہ اُس کا گنبد اس کا
کیاری کیاری روش روش مہکانے والا میرا اللہ
جنگل اُس کے' جنگل کے سب رہنے والے جانور اس کے
ہاتھی' چیونٹی' شیر اُڑبال بنانے والا میرا اللہ
بڑے بڑے یہ سمندر اُسکے' موتی اُسکے' مونگے اُس کے
تیرنا پانی میں مچھلی کو سکھانے والا میرا اللہ
اونچے اونچے دور دور تک پھیلے ہوئے یہ پربت اُس کے
ان کو اس دھرتی کی میخیں بنانے والا میرا اللہ
پتھر میں جو بند ہے کیڑا' کوئی نہیں ہے جس کا وسیلہ
وقت یہ اس کو بھی روزی پہنچانے والا میرا اللہ
یاس' امید' خوشی' حسرت' تسکین' احساس دیا ہے دل کو
اک آئینے کے سو سو عکس دکھانے والا میرا اللہ

(ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی)

اللہ تعالیٰ پوشیدہ و پنہاں ہے

اَلْبَاطِنُ ۔ بطانۃ سے ہے' جس کا معنی ہے: راز داری۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم ۔(آل عمران:۱۱۸) اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ' یعنی ان سے دوستی نہ کرو' محبت ۔ کے تعلقات نہ رکھو' وہ قابل اعتبار نہیں' بعض مسلمان یہود سے قرابت' دوستی اور پڑوس وغیرہ تعلقات کی بناء پر میل جول رکھتے تھے' ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی ومحبت کرنا اور انہیں اپنا راز دار بنانا ناجائز وممنوع ہے' اللہ تعالیٰ باطن ہے' یعنی حقیقت عرفان کا مالک ہے' اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے باطن ہے۔ اللہ تعالیٰ باطن ہے کہ کوئی ذات اس کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ اللہ تعالیٰ باطن ہے کیونکہ اس کی کنہ ذات سے جنس ابصار وادراک کوتاہ ہیں۔ ستر کبریائی اس کا حجاب ہے اور حجاب کمال اس کا بطون ہے۔ پاک ہے وہ ذات کہ جو اپنے نور ہی کے باعث مخلوق کی نظروں سے پنہاں اور اپنے شدتِ ظہور کے سبب سے مخفی ہے' وہ ایسا ظاہر ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی شیء ظاہر نہیں اور وہ ایسا باطن ہے کہ جس سے زیادہ کوئی چیز باطن نہیں ہوسکتی۔ یہ دونوں۔ اسماء مبارکہ (الظاھر' الباطن) اصلاح اور نورانیت کے لیے خاص ہیں' یہ اسماء ظاہر و باطن کی اصلاح فرما کر ذاکر میں روحانیت پیدا کرتے ہیں' کشف قبور اور استخارہ کے لیے عاملین میں مشہور ہیں۔ شیخ مغرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص نماز چاشت کے بعد پانچ سو مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ دل کی آنکھوں کو ظاہر و باطن میں روشن کردے گا' خواب غفلت سے بیداری نصیب ہوگی اور دل کی تاریکی دور ہو جائے گی۔(تنویر) جو شخص روزانہ تینتیس مرتبہ یا باطن پڑھے گا' انشاء اللہ اس پر باطنی اسرار ظاہر ہونے لگیں گے اور اس کے دل میں انس ومحبت الٰہی پیدا ہوگی جو شخص دو رکعت نماز ادا کرکے ھو الاوّل والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم پڑھا کرے' اس کی تمام حاجات پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ!

معافی کا طالب ہوں عاصی ہوں میں
خطا بخش میری کہ خاطی ہوں میں
دم جاں کنی ہو نہ مجھ پر عذاب
نہ ہو قبر میں سخت مجھ پر حساب

میری دین و دنیا میں رکھ آبرو مجھے دونوں عالم میں کر سرخرو

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یہ چار نام (الاوّل' الاخر' الظاھر' الباطن) جو سورۃ الحدید کی ایک آیت مبارکہ میں آتے ہیں (ھو الاوّل والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم) یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء پر بھی مشتمل ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مجید میں اپنی کبریائی کا خطبہ ان کلمات میں ارشاد فرمایا اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کی نعت اور وصف کا مضمون بھی اس میں شامل ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے اسماء وصفات سے ان کی توصیف فرمائی۔ یہ اسماء اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے وحی متلو (قرآن مجید) و غیر متلو (جس کی تلاوت نہ کی جائے مثلاً القاء' خواب' کلامِ الٰہی بلاواسطہ وغیرہ) میں اپنے حبیب ﷺ کو ان ناموں سے موسوم فرما کر آپ ﷺ کے حلیہ مبارک' جمال وحسن اور آپ ﷺ کے کمال وخصائل کو ظاہر فرمایا۔ باوجود اس امر کے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ سے متخلق اور متصف ہیں' ان میں سے بعض تو خصوصیت کے ساتھ نامزد اور مشہور ہو چکے ہیں' مثلاً: نور' حق' علیم' حکیم' مؤمن' مھیمن' ولی' ھادی' رؤف' رحیم' وغیرہ۔ یہ چاروں اسم اوّل' آخر' ظاہر' باطن بھی اسی قبیل سے ہیں۔

آپ ﷺ اوّل اس لیے ہیں کہ عالم وجود میں سب سے پہلی تخلیق آپ ﷺ ہیں۔ (حدیث میں آیا ہے:) اوّل ما خلق اللّٰہ نوری ۔ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا فرمایا''۔ آپ ﷺ نبوت میں بھی سب سے اوّل ہیں (کیونکہ حدیث میں ہے:) کنت نبیا و ان ادم لمنجدل فی طینتہ ۔ ترجمہ: ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے''۔ آپ اس لیے بھی اوّل ہیں کہ روزِ میثاق سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سوال الست بربکم کے جواب میں آپ ﷺ نے ہی قالوا بلیٰ کہا تھا۔ آپ اوّل اس لیے بھی ہیں کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ ﷺ ہیں۔ کیونکہ فرمایا گیا ہے: وانا اوّل المسلمین (الانعام) آپ کی اوّلیت اس لیے بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ لوگوں کے نکلنے کو جب زمین شق ہوگی تو سب سے پہلے میں باہر نکلوں گا اور قیامت کے روز سب سے پہلے سجدہ کرنے کی بھی مجھے ہی اجازت ہوگی اور شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے مجھی پر کھلے گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔

باوجود سبقت واوّلیت آپ آخر بھی ہیں' بعثت ورسالت میں کیونکہ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ۔ ''لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں''۔ ان کی کتاب ''قرآن'' آخری کتاب ہے اور ان کا دین دینوں میں آخری ہے۔ چنانچہ فرمایا: نحن الاخرون السابقون ۔ باوجود سب سبقتوں کے ہم آخری ہیں اور حقیقت میں بعثت کے لحاظ سے آخریت اور خاتمیت فضیلت میں اوّلیت وسابقیت ہے۔ کیونکہ تمام کتب اور ادیان کے آپ ﷺ ناسخ اور ماحی ہیں اور سب پر غالب اور قوی ہیں۔

سب جہاں سے برتر و بالا ہیں سرکار عرب آپ سردار عجم ہیں آپ سردار عرب
آپ کی چشم نوازش سے سراسر بن گیا وہ بیابان عرب دو دن میں گلزار عرب

آپ نے دنیا میں ہر جانب اجالا کر دیا چھا گئے دنیا کے ہر گوشے میں انوارِ عرب

اللہ تعالیٰ تمام اُمور کا متولّی ہے

اَلْـوَالِـیْ ۔ ولایت (بفتح الواو) سے' بمعنی تولیت' ملک وامر۔قرآن پاک میں ہے:وما لهم من دونه من وال ۔(الرّعد:۱۱)اوراس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں (جوان سے اللہ کے عذاب کو روک سکے) اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے ہر قسم کے اُمور کا مدبر و متولّی ہے اور ولایت تدبیر' قدرت اور فعل چاہتی ہے' جب تک اس کے لیے یہ تمام اوصاف جمع نہ ہوں' اس پر اسم والی صادق نہیں آتا اور تمام اُمور کا والی خاص اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ پہلے وہ اکیلا تدبیر کرتا ہے' پھر اکیلا ہی اس تدبیر کو جاری کرتا ہے' اس کے بعد خود ہی اس کو جاری رکھتا ہے۔لفظ مولیٰ کا مادہ بھی ولایت ہی ہے' جس کے معنی ہیں: آزاد شدہ غلام' آزاد کنندہ' حلیف اور ابن العم' ہمسائے کے لیے اور ایک کا کام جب دوسرا سرانجام دیتا ہے تو اس کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔موالات بھی اسی مادہ سے ہے۔اس اسم پاک سے تعلق کو مضبوط کرنے والے پہ لازم ہے کہ خود کو مملوک اور اپنی اشیاء کو ملک رب العالمین سمجھتا رہے' احسان و خیر کا موقع غنیمت جانے اور قانونِ الٰہی کا پابند رہے۔جو شخص کثرت سے الـوالـی کا ورد جاری رکھے گا' وہ ناگہانی آفتوں سے انشاء اللہ محفوظ رہے گا' کورے آبخورہ میں یہ اسم پاک لکھ کر اس میں پانی بھر کر مکان میں چھڑکا جائے گا تو مکان بھی تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا' اگر کسی کو مسخر کرنا چاہے تو گیارہ مرتبہ یہ اسم پڑھے' انشاء اللہ وہ فرماں بردار ہو جائے گا۔

رحم کن برمن و غریبی من دست دہ بہر دستگیری من
کوئی میرا نہیں سوا تیرے میرے فریاد رس میری سن لے
نفس و شیطاں کے ہاتھ سے ہوں ذلیل مخلصی کی نہیں ہے کوئی سبیل

اللہ تعالیٰ سب سے بلند و برتر ہے

اَلْـمُتَعَالِیْ ۔یہ اسم مبارک عَلَا یَعْلُوْا سے ہے اور عَلِیٌّ جو کہ عَـلِیَ یَعْلِیْ عَلًا سے ہے' اس کا ہم معنی ہے' مگر متعالی میں عَـلِـیٌّ سے مبالغہ ہے۔قرآن میں سورۂ رعد میں یہ اسم مبارک آیا ہے' چنانچہ فرمایا:عـالـم الـغـیـب والشهـادة الـکـبـیـر الـمتعال ۔(آیت:۹) اللہ تعالیٰ چھپے اور کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا ہے (ہر نقص سے منزہ) ہے۔اللہ تعالیٰ متـعـالی اس لیے ہے کہ وہ ہر ایک عالی سے برتر ہے' ہر ایک مدعی علا کو پست کرنے والا ہے' علو نے اس کی بلندی سے رفعت پائی ہے اور علو ذاتی اسی مالک کے لیے ہے۔فتعلی الله الملك الحق ۔ پس وہ بہت بلندی والا ہے' اللہ سچا بادشاہ۔(النور:۱۱۶) سورۂ جن میں ارشاد ہوتا ہے:وانه تعالٰی جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا ۔(۳) اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے' نہ اس نے عورت اختیار کی اور نہ بچہ۔مشرکین کے شرکیہ اوصاف سے اس کی شان برتر ہے اور واصفین کے اوصافِ ناقصہ سے اس کی درگاہ عالی تر ہے۔سبحـنـه وتـعـالٰی عما یشرکون ۔ (آیت:۱) پاکی و برتری ہے اسے جو وہ شرک کرتے ہیں۔سبحن ربك رب العزة عما یصفون ۔ (الصافات) اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والوں کو خشوع و خضوع جسمی و قلبی کا لزوم کرنا چاہیے اور اللہ کی بارگاہ میں عاجز و درماندہ برخاک افتادہ رہنا چاہیے۔جو شخص کثرت سے اس بابرکت نام کا ورد رکھے گا' انشاء اللہ اس کی تمام

مشکلات رفع ہوں گی اور جو عورت حالت حیض میں کثرت سے اس اسم کا ورد کرے' اس کی تکلیف رفع ہوگی۔ انشاءاللہ!

ہو زباں پر ذکر دل میں ہو حضور — ماسوا تیرے یہ دل ہو سب سے دور
بے حضور دل نہ لوں میں تیرا نام — جبکہ لوں میں ہو حضور دل تمام
ہر گھڑی ہر لحظہ ہو تیرا حضور — بے جہت بے کیف ہم کو اے غفور
التجا کس سے کروں تیرے سوا — کون بر لائے گا میرا مدعا
نور وحدت کر دے مجھ پر آشکار — بس یہی ہے مدعا پروردگار

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پہ احسان فرمانے والا ہے

اَلْبَــــرُّ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر طرح طرح کے احسان فرماتا ہے' دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تو آپ نے پایۂ عرش کے سامنے ایک شخص کو کھڑے ہوئے دیکھا' آپ اس شخص کی بلندیٔ مرتبت پہ متوجہ ہوئے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! یہ شخص کس عمل کی بدولت اس درجہ تک پہنچا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ شخص میرے اس بندے کے حق میں میری دی ہوئی نعمتوں پر حسد نہیں کرتا تھا اور اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتا تھا۔ (شرح اسماء الحسنیٰ للغزالی رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تعالیٰ البر الرحیم ہے' جس نے اپنے عاجز بندوں کو ابرار کا خطاب دیا' انہیں نعیم کا عطیہ دیا' انہیں تختِ رفعت پر بٹھایا اور معرفت ربانی سے ممتاز فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ان الابرار لفی نعیم علی الارائک ینظرون تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم ۔ بے شک نیکوکار ضرور نعمتوں میں ہوں گے' تختوں پہ جلوہ گر ہو کر سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام جو اس نے انہیں عطا فرمائے اور اپنے دشمنوں کو جو طرح طرح کے عذاب میں گرفتار ہوں گے) ان کے چہروں پہ ناز و نعمت کی تازگی ٹپک رہی ہوگی (خوشی سے چمکتے دمکتے ہوں گے اور سرورِ قلب کے آثار ان چہروں پہ نمایاں ہوں گے)

امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نابالغ بچے کو یہ نام یاد کرا دیا جائے اور وہ اس کا ورد جاری رکھے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے تو تمام عمر آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔ شیخ مغرب فرماتے ہیں: اس اسم کا ذاکر جس چیز کا طالب ہو' حاصل ہوگی۔ شیخ ابو العباس احمد بن علی فرماتے ہیں: جو شخص اس اسم کا ذکر کرے' انعامات خداوندی کی فراوانی ہوگی۔ (تنویر الاسماء) جو شخص شراب نوشی' زناکاری وغیرہ بدکاریوں میں گرفتار ہو' روزانہ سات مرتبہ یہ اسم پڑھے' انشاءاللہ ان گناہوں کی رغبت جاتی رہے گی' جو شخص حب دنیا میں مبتلا ہو' اس اسم کو بکثرت پڑھے' ان شاءاللہ حب دنیا اس کے دل سے جاتی رہے گی۔

صدقے اس شانِ کریمی کے نہ کیوں ہو جاؤں — لپٹی جاتی ہے گنہ گار سے رحمت تیری

اللہ تعالیٰ بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا ہے

توبہ سو بار کی لیکن نہ نبھائی توبہ — ہم بھی کیا توبہ شکن ہیں کہ الٰہی توبہ
جیتے جی گرچہ نبھائی نہ نبھائی توبہ — وقت مر جانے کے نکل جائے کہ الٰہی توبہ

اَلتَّـوَّاب ۔ تَـوْب سے ہے' جس کا معنی بازگشت یا رجوع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ تواب ہے' جو بندوں کے لیے ایسے اسباب مہیا

کرتا ہے کہ وہ اس کی نشانیاں دیکھ کر بار بار اس کی طرف رجوع اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ طرح طرح کی تنبیہات سے ان کو خبردار کرتا ہے اور ڈرا دھمکا کر اپنی راہ پر لاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کو پہچان کر اپنی تقصیرات اور گناہوں کا احساس کرتے ہیں تو خوف زدہ ہو کر توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ توبہ شرع میں اس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں مندرجہ ذیل چار اُمور پائے جائیں: (۱) موجودہ بُری حالت کو ترک کر دینا (۲) گذشتہ حالت پر ندامت کا اظہار کرنا (۳) آئندہ وہ بُرا فعل جس سے توبہ کی جا رہی ہے نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا (۴) گذشتہ نقصان کے تدارک کی فکر کرنا۔ جو حاکم اپنی مجرم رعایا کی درخواست رحم کو منظور کرتا ہے اور جو دوست اپنے خطا کار ساتھی کا عذر قبول کرتا ہے' وہ اس اسم پاک سے بہرہ یاب ہوتا ہے۔

بندہ ھماں بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد

جو شخص بہ سبب گناہوں کے تکلیف و مصیبت یا رزق کی تنگی میں مبتلا ہو' اس اسم کی برکت سے اس کے گناہ مغفور ہوں گے۔ رحمت و کرم کی بارش ہوگی۔ ۴۰۹ بار روزانہ ورد میں رکھے اور بعد فراغت جو دعا کرے گا اس کی دعا قبول ہوگی جو شیر خوار بچہ بہت روتا ہو' اس پر ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرے۔ ہر مرض و آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا۔ (تنویر) اس اسم کا ذاکر جو اس کے معانی و صفات میں غرق ہو کر پڑھے' اولیائے کاملین میں شمار ہوگا' گناہ و فواحش سے اس کا دل متنفر ہو جائے گا۔ (شرح اسماء) جو شخص نمازِ چاشت کے بعد ۳۶۰ مرتبہ اس اسم کو پڑھا کرے گا' انشاء اللہ اسے سچی توبہ نصیب ہوگی اور جو شخص کثرت سے اس اسم کو پڑھا کرے گا' انشاء اللہ اس کے تمام کام آسان ہوں گے' اگر کسی ظالم پر دس مرتبہ پڑھ کر دم کیا جائے تو انشاء اللہ اس سے خلاصی نصیب ہوگی۔

کٹی گناہوں میں عمر ساری الٰہی توبہ میں عبد خاطی تو رب باری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
گناہ کی گٹھڑی دھری ہے' سر پہ قدم زمیں سے اُٹھائیں کیونکر کڑی ہے منزل یہ بوجھ بھاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
مسافرانِ سرائے فانی کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے سرہانے آ کر اجل پکارے الٰہی توبہ الٰہی توبہ
جبیں رگڑ کر زمیں پہ دائم میں اپنے فعلوں سے خود ہوں نادم عرق عرق ہوں باہ و زاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
اجل کی سختی فشار مرقد خطر فرشتوں کا پہلی منزل وہ گھر اکیلا وہ قبر تاریک الٰہی توبہ الٰہی توبہ
نہ جائے دل سے خیال تیرا بدن سے جب تک نہ روح نکلے رہے یہ کلمہ زباں پہ جاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
ڈھلے گی میرے گناہ کی وصلی گریں گے قرآں پہ جبکہ آنسو کروں گا سجدہ میں اشکباری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
سلیس ڈوبا ہوا ہے یا رب گناہ کے دریا میں سر سے پا تک کمال تجھ سے ہے شرمساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

اللہ تعالیٰ نافرمانوں سے بدلہ لینے والا ہے

اَلْمُنْتَقِمُ: نقم سے ہے' جس کا معنی ناپسندیدگی ہے' کسی بُرے فعل کو دیکھ کر اس پر انکار کرنا خواہ زبان سے ہو یا سزا سے۔ اللہ منتقم ہے کیونکہ وہ سرکشوں کی گردنیں توڑتا ہے اور باغیوں کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور ان کے ساتھ یہ سلوک اس وقت کیا جاتا ہے' جب اللہ کی طرف سے اتمامِ حجت ہو جاتا ہے اور نافرمان لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت سے فائدہ نہیں اُٹھاتے' ایسا کرنا فوری

عذاب کی بہ نسبت زیادہ سخت ہوتا ہے کیونکہ اگر فی الفور عذاب اتر آئے تو نافرمان پورے طور پر گناہ میں غرق نہ ہوگا' اس وجہ سے وہ انتہائی عذاب کا مستحق قرار نہ پائے گا۔ قرآن پاک میں ہے: وما نقموا الا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ ۔ (التوبہ: ۷۴) اور انہیں کیا بُرا لگا' یہی ناں کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ سورۂ بروج میں ان کافروں کا ذکر فرمایا جو اہل ایمان کو جلتی آگ میں ڈالتے اور خود کنارے پہ بیٹھ کر تماشا دیکھتے: وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ ۔ اہل ایمان کو انہوں نے یہ تکلیف اس لیے دی کہ یہ لوگ اللہ پر ایمان لے آئے۔ سورۂ مائدہ میں فرمایا: قل یاھل الکتاب ھل تنقمون .... (۵۹) فرما دیجئے: اے کتابیو! تمہیں ہمارا کیا بُرا لگا یہی ناں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا اور یہ کہ تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک جماعت نے سیّد عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ انبیاء میں سے کس کو مانتے ہیں؟ اس سوال سے ان کا یہ مطلب تھا کہ اگر آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ مانیں تو وہ آپ پر ایمان لے آئیں' لیکن حضور نے اس کے جواب میں فرمایا: میں اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور جو اس نے ہم پر نازل فرمایا اور جو حضرت ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب واسباط علیہم السلام پر نازل فرمایا اور جو عیسیٰ وموسیٰ علیہما السلام کو دیا گیا یعنی توریت وانجیل اور جو اور نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا' سب کو مانتا ہوں' ہم انبیاء میں فرق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کو بھی مانتے ہیں تو وہ آپ کی نبوت کے منکر ہو گئے اور کہنے لگے کہ جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے ہم اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن)

کرم کر الٰہی کرم کر — رحم کر الٰہی رحم کر
تیرا باب رحمت چھوڑ کر — جا کے پکڑیں کس کا در
واسطہ خدایا محمد مصطفیٰ کا — پھر ہوں مایوس کیوں کر
مانگیں دعا ہم خدائے کریم سے — جو ہے سارے جہاں کا دلبر
مانگتے ہیں اور مانگے جائیں گے — مشکلیں ہوں حل زود تر
کہا تو نے مانگو مجھی سے — ہم کرم سے تیرے نہیں بے خبر
حمد تیری ہے ساری کی ساری — ہے تجھ سے دعا خدائے بحر و بر
نہ ہم ہی فقط تجھ کو سراہیں — کریں حمد تیری یہ شمس و قمر
بندہ ہے تیرا عاجز خدایا — ہے نام جس کا غلام سرور

(مفتی غلام سرور قادری)

بندے کا مبارک انتقام کیا ہے؟

بندے کا مبارک انتقام یہ ہے کہ اللہ کے دشمن سے انتقام لے اور تمام دشمنوں میں سے زیادہ سخت دشمن نفس ہے' لہٰذا جب وہ

کسی شخص کے قریب جائے یا کسی عبادت کے کام میں سستی کرے تو اس کو سزا دینی چاہیے' حضرت زید سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میرے نفس نے بعض اپنے مقررہ اَوراد و وظائف میں سستی کی تو میں نے اس کو یہ سزا دی کہ سال بھر اس کو پانی نہ پینے دیا اور پیاس سے مارا۔ (شرح اسماء الحسنیٰ للغزالی رحمۃ اللہ علیہ)

فتح و کامیابی کے لیے بالخصوص جن لوگوں کے کاروبار کو بوجہ حسد اور سفلی علوم کے ذریعے باندھ دیا جاتا ہے یا جو لوگ بُرے دوستوں یا نفس کے فریب میں آ کر اپنی عزت و دولت کو قمار بازی' ریس میں برباد کر چکے ہوں اور اپنی کھوئی ہوئی دولت و عزت کو حاصل کرنا چاہتے ہوں تو سچے دل سے یا تواب یا منتقم کا ورد کریں' انشاء اللہ سارے معاملات بہتر ہو جائیں گے۔ (شرح اسماء) جو شخص حق پر ہو اور دشمن سے بدلہ لینے کی اس میں قدرت نہ ہو' وہ تین جمعوں تک بکثرت یا منتقم پڑھے' اللہ تعالیٰ اس کے دشمن سے اس کا انتقام لے گا۔

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم — صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم
اگر فضل و کرم اک آن کر دے — تمامی مشکلیں آسان کر دے

اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے

اَلْعَفُوُّ: عفوا سے ہے' جس کا معنی چھوڑنا ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: واعفوا اللحی ۔ داڑھیوں کو بڑھنے کے لیے (شرعی حد ایک مشت تک) چھوڑ دو۔ اس کا معنی مٹا دینا بھی ہے' جیسے کہا جاتا ہے: عفت الریح الدار ۔ ہوا نے گھر کو مٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ عفو ہے جو گناہوں کو مٹا دیتا ہے' تقصیرات سے درگزر فرماتا ہے' غفور کی بہ نسبت عفو میں زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ غفران میں پردہ ڈالنے کے معنی شامل ہیں اور عفو میں مٹا دینا کے معنی پائے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں اسم عفو پانچ مقامات پر آیا ہے' چار جگہ اسم غفور کے ساتھ اور ایک جگہ اسم قدیر کے ساتھ۔ ترمذی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اگر مجھے شب قدر مل جائے تو اس وقت میں کون سی دعا کروں؟ تب حضور علیہ السلام نے مجھے یہ دعا سکھائی: اَللّٰھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی ۔ اے اللہ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین ۔ (الاعراف: ۱۹۹) اے پیارے! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ اس اسم پاک میں بندے کا حصہ یہ ہے کہ جو شخص اس پر ظلم کرے' وہ اسے معاف کر دے بلکہ اس کے ساتھ نیکی و احسان کرے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ دنیا میں سرکشوں اور کافروں کے ساتھ بھی احسان کر رہا ہے کہ ان پر فوراً عذاب نہیں اتارتا بلکہ توبہ کی مہلت دیتا ہے اور سچی توبہ کرنے والوں کے گناہ نہ صرف معاف کر دیتا ہے بلکہ نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ فاولئك یبدل اللہ سیاتھم حسنات ۔ (الفرقان) اور گناہ معاف کرنے کا یہ انتہائی درجہ ہے۔ قرآن کریم میں معافی کی تعلیم بڑے دلچسپ پیرائے میں دی گئی ہے' پوچھا گیا: الا تحبون ان یغفر اللہ لکم ۔ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے۔ اس کا جواب ظاہر ہے کہ ہاں ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرما دے! تو فرمایا: ولیعفوا ولیصفحوا ۔ تب تم پر لازم ہے کہ لوگوں کو معاف کیا کرو اور ان سے درگزر کیا کرو۔

(النور:۲۲) جو شخص کثرت سے العفو کا ورد کرے گا' انشاء اللہ اس کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔

گناہوں کی عادت چھڑا میرے مولا
مجھے نیک انساں بنا میرے مولا

میری سابقہ ہو خطا میرے مولا
تو رحمت سے اپنی مٹا میرے مولا

تو قدرت سے اپنی بدل نیکوں سے
ہر اک میری لغزش' خطا میرے مولا

جو تجھ کو جو تیرے نبی کو پسند ہے
مجھے ایسا بندہ بنا میرے مولا

تجھے واسطہ تیری رحمت کا یا رب
جہنم سے مجھ کو بچا میرے مولا

جو رحمت تیری شاملِ حال ہو تو
ٹھکانہ ہے جنت میرا میرے مولا

میری تا قیامت جو نسلیں ہوں یا رب
ہوں سب عاشقِ مصطفیٰ ﷺ میرے مولا

ہے اُدْعُوْنِیْ فرمانِ قرآن تیرا
تو سُن لے میری التجا میرے مولا

مجھے بھی دکھا دے تو جلوہ نبی ﷺ کا
یہی ہے میری التجا میرے مولا

جنہوں نے کہا ہے دعاؤں کا مجھ سے
تو کر دے سبھی کا بھلا میرے مولا

رُلا تو مجھے بس غمِ مصطفیٰ ﷺ میں
نہ دنیا کے غم میں رُلا میرے مولا

نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا
مجھے مفلسی سے بچا میرے مولا

عبیدِ رضا دیکھے نظروں سے کعبہ
ہو مقبول ہر اک دعا میرے مولا

دعاؤں کو قبول کرنے والے کی بارگاہ میں

یا اللہ! میں تیرا بندہ ہوں' یا رب! تیرا پالا ہوا ہوں' یا رزاق! تیرا رزق کھاتا ہوں' یا غفور! تیرا گناہ گار ہوں' یا غفار! تیرا عاصی ہوں' یا رحمان! ضعیف ہوں' یا عادل! لرزتا ہوں' یا قہار! بے جان ہوں' یا جبار! بے حواس ہوں' یا مالک! توبہ کرتا ہوں' یا ارحم الراحمین رحم کر' یا اکرم الاکرمین! کرم کر عاجزی لایا ہوں' قبول فرما! یا رب رحیم! جب قیامت کے دن تو ذرے ذرے کا حساب لے گا' اس وقت میں کیا کروں گا' میرا تو اعمال نامہ سیاہ ہے' قبر میں منکر نکیر سوال کریں گے تو میں کیا جواب دوں گا' میرے اعمال مجھے معلوم ہیں جان کنی کی تلخی کا کیا علاج کروں گا' نیکی کی دولت سے مفلس ہوں' خداوند! میں بھکاری ہوں تیری بارگاہ سے بھیک مانگتا ہوں' تیر فرمان ہے: واما السائل فلا تنھر ۔ مانگنے والے کو نہ جھڑک' اے اللہ! اگر تو جھڑک دے گا تو میں کہاں جاؤں گا۔ اے اللہ گناہوں کو معاف کر دے' حرص وھوا میں گرفتار بندے کو علم و عرفان اور قناعت کی دولت عطا فرما! مجھے اپنا ہی محتاج رکھ کسی محتاج کا محتاج نہ بنا۔ اپنی بندگی والی زندگی عطا فرما!! ۔ پنے نبی کی اطاعت کا جذبہ پیدا کر۔

خدا گر نہ توفیق دے بندگی کی
نہیں پھر ضرورت ہمیں زندگی کی

وہ کیا آشنا ہو گا عرفان حق سے
نہیں جس نے لذت چکھی بے خودی کی

کہا حق نے محبوب ہے بس وہ میرا
کرے گا اطاعت جو میرے نبی کی

جہاں بھر میں ہے در بدر قوم مسلم
الٰہی ہیں تصویر ہم بے بسی کی
میسر ہو اب فتح باب ہدایت
نہیں کوئی حد اپنی بے رہروی کی
کھلے پھر سے مولا چمن آرزو کا
چلیں پھر ہوائیں یہاں آشتی کی
سحر دم جو تجھ سے کریں التجائیں
ہوں مقبول یا رب دعائیں سبھی کی
خدا جس کا شہزاؔد ہو آپ ہادی
نہیں اس کو حاجت کسی رہبری کی

اللہ تعالیٰ بہت شفقت فرمانے والا ہے

اَلــرَّءُوْف: رافۃ سے ہے اور رافت اس مہربانی کو کہتے ہیں جس میں ازالۂ ضرر اور دفع مکروہات ہو یعنی رافت حد درجہ کی مہربانی کو کہا جاتا ہے۔رؤف رحیـــم کا ہم معنی ہے مگر اس میں کسی قدر مبالغہ بھی شامل ہے۔بعض نے رافت کو اشد رحمت کے معنی میں لیا ہے اور بعض نے رحمت کو عام اور رافت کو خاص بتایا ہے کیونکہ رحمت کے معنی میں دفع ضرر کے علاوہ افضال وانعام بھی شامل ہیں۔قرآن پاک میں اسم رؤف نو مقامات پہ آیا ہے‘ دو مقامات میں رؤف بــالعباد انفرادی حالت میں اور سات مقامات میں رحیم کے ساتھ مرکب حالت میں۔لہٰذا رؤف و رحیم‘ رحمٰن و رحیم کے معنی میں برابر ہو جاتا ہے۔فرق اتنا ہے کہ رحمٰن و رحیم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں کہہ سکتے جبکہ ان ہر دو اسماء کا اطلاق مؤمنین کے تعلق سے نبی علیہ السلام کے لیے بھی فرمایا گیا ہے اور بے شک اس میں حضور ﷺ کی عظمت وشان آشکار ہے۔اللہ تعالیٰ رؤف ورحیم ہے عفویت کے ساتھ اور حضور علیہ السلام رؤف و رحیم ہیں خصوصیت کے ساتھ۔ہاں مگر اللہ تعالیٰ رؤف ہے اور اس کی شفقت واحسان تمام مخلوق پر بلا کسی سبب واستحقاق اور بلا کسی درخواست کے عام ہے‘ ان حالات کے ساتھ احسان ونوازش‘ انعام و پرورش فرمانا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔یہ اسم مبارک تسخیر ومحبت اور دشمن کے پنجۂ ظلم سے نجات کے لیے پڑھنا چاہیے۔اس اسم کے عامل کو ہر کوئی محبت سے دیکھے گا‘ اس کے عامل کے پاس اگر ایک پیسہ بھی نہ ہوا اور وہ بڑے سے بڑا کاروبار کرنے چاہے تو لوگ اس کو بخوشی قرض دیں گے اور تقاضا بھی نہ کریں گے کیونکہ جس نے عامل کو قرض دیا ہے‘ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ سے برکت عطا فرمائے گا‘ اگر کوئی بہ نیت خیانت اس عمل کو کرے گا تو ذلیل ورسوا ہوگا‘ ورنہ عظمت ووقار اس کے قدم چومے گی۔(شرح اسماء) جو شخص دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ اس اسم کو پڑھے گا تو اس کا غصہ رفع ہو جائے گا‘ دوسرے غضب ناک شخص پر دم کرے تو اس کا غصہ بھی ختم ہوگا۔ انشاءاللہ!

تواب ہے وہ ذات غفور و رحیم ہے
بخشش کی ہے امید اسی سے خطا کے بعد
جائے گا اس کے پاس جو توبہ کیے بغیر
ہو گا بَری عذاب سے لیکن سزا کے بعد
کعبہ کے اردگرد فضائے مطاف میں
رحمت کا سلسلہ تھا کرم کی ہوا کے بعد
وقت اجل بھی حمد کی توفیق ہو مجھے
مدحِ نبی ہو لب پہ ثنائے خدا کے بعد
شہزاؔد کر وسیلۂ صدیق اختیار
پہلے امام تو ہیں وہی مصطفیٰ کے بعد

اللہ تعالیٰ ملکوں کا مالک ہے

مَالِكُ الْمُلْكِ: وہ ہے جو اپنے ملک میں جس طرح چاہتا ہے حکم جاری فرماتا ہے' جسے چاہے مارے جسے چاہے زندہ کرے۔ اس اسم پاک میں ملک بمعنی مملکت ہے اور مالک کا معنی ہے: پوری قدرت والا' تمام موجودات ایک مملکت ہیں' جن کا وہ اکیلا مالک ہے اور سب پر قادر ہے' موجودات اگرچہ ایک جہت سے بکثرت ہیں مگر دوسری جہت سے ان میں وحدت پائی جاتی ہے' اس کی مثال بدن انسانی ہے جو انسان کی ایک مملکت ہے اور اس میں بہت سے اعضاء و اجزاء پائے جاتے ہیں لیکن وہ سب کے سب صرف ایک مدبر کی غرض پوری کرنے میں ایک دوسرے کی مدد و اعانت کرتے ہیں' لہٰذا ان سب کا مجموعہ گویا ایک مملکت ہے' اسی طرح تمام عالم گویا ایک ہی وجود ہے اور عالم کے اجزاء اس کے اعضاء ہیں جو ایک ہی مقصود پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وجودِ الٰہی کے موافق جس خیر کا حاصل ہونا ممکن ہو وہ حاصل ہو جائے اور وہ ایک ہی مملکت اس لیے ہے کہ اس کے تمام کاروبار ایک ہی نظم و نسق کے سلسلے میں مرتبط رہیں اور صرف اللہ تعالیٰ اس مملکت کا مالک ہے اور ہر بندہ کی مملکت اس کا وجود ہے اور چونکہ صفاتِ قلب اور جوارح میں اس کا حکم جاری رہتا ہے' اس لیے وہ اپنی قدرت حاصلہ کے موافق اس اپنی مملکت کا مالک ہے۔ جو شخص مالك الملك ہمیشہ پڑھتا رہے گا' اللہ تعالیٰ اس کو غنا عطا فرما کر لوگوں سے بے نیاز کر دے گا اور وہ کسی کا محتاج نہ رہے گا۔

یا رب! مجھے تو اپنی محبت نصیب کر ۔۔۔ دائم طوافِ کعبہ کی ہمت نصیب کر
یا رب بجاہ قبر مبارک نبی پاک ۔۔۔ ایماں کی دو جہان میں نعمت نصیب کر
برکت سے چار یار کی اے خالق جہاں ۔۔۔ میرے گناہ بخش سعادت نصیب کر
حرمت سے چار یار کی اے شاہ با صفات ۔۔۔ تو صدق و عدل و علم و شجاعت نصیب کر
یا رب بحق حضرت حسنین خوش خصال ۔۔۔ حلم و حیا و لطف و سخاوت نصیب کر

اللہ تعالیٰ بزرگی و عزت والا ہے

ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ: یہ وہ ذات ہے جو تمام جلال و کمال کی واحد سزاوار ہے اور تمام کرامات اسی سے صادر ہیں' پس وہ جلال کی سزاوار فی ذاتہٖ ہے اور کرامت اس کی طرف سے مخلوق کو پہنچتی ہے' مخلوق کے حق میں اس کی جو کرامت ہے وہ شمار نہیں کی جا سکتی' اس کا یہ ارشاد اس کرامت پہ دلالت کرتا ہے: ولقد کرمنا بنی ادم............ (بنی اسرائیل: ۷۰) اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت عطا فرمائی (عقل و علم و گویائی' پاکیزہ صورت' معتدل قامت اور معاش و معاد کی تدابیر اور تمام چیزوں پہ استیلا و تسخیر عطا فرما کر اور اس کے علاوہ اور بہت سی فضیلتیں دے کر)۔ سورۃ الرحمٰن میں دو جگہ یہ اسم پاک آیا ہے' ارشادِ باری تعالیٰ ہے: کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربك ذو الجلال والا کرام ۔ زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے (ہر جاندار ہلاک ہونے والا ہے) اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت و بزرگی والا (کہ وہ خلق کے فنا کے بعد انہیں زندہ کرے گا اور ابدی حیات عطا فرمائے گا اور ایمانداروں پر لطف و کرم فرمائے گا)۔ اسی سورت کی آخری آیت ہے: تبارك اسم ربك ذی الجلال والا کرام ۔ بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت و بزرگی والا۔ جو شخص کثرت سے ذو الجلال والا کرام پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کو

عزت وعظمت اور مخلوق سے استغناء عطا فرمائے گا۔ جو شخص ذوالجلال والاکرام بیدك الخير وهو علٰى كل شيء قدير ایک سو مرتبہ پڑھ کر پانی پہ دم کر کے بیمار کو پلائے' بیماری سے شفاء ہو گی اور غمگین دل خوش ہو گا۔ (از امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ) حدیث شریف میں آیا ہے: حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا: یا ذاالجلال والاکرام ۔ تو آپ نے فرمایا: تیری دعا قبول کی جائے گی' اب تو (جو چاہے) مانگ۔ گویا کہ اس کو اسم اعظم قرار دیا گیا۔ ہم اپنے رب سے اس اسم اعظم کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ

یا رب نبی کی اپنے زیارت نصیب کر روزِ جزا میں ان کی شفاعت نصیب کر
عشق مدینہ ہے جسے ہے عاشق رسول احمد کے عشق کی بھی لیاقت نصیب کر
حُبِ نبی میں ہے جو مریض اور ناتواں اس عاشق نبی کو تو صحت نصیب کر

اللہ تعالیٰ عدل وانصاف قائم فرمانے والا ہے

اَلْمُقْسِطُ: وہ ذات ہے جو مظلوم کو ظالم سے انصاف دلائے اور اس کا کمال یہ ہے کہ مظلوم کی خوشنودی کے ساتھ ظالم کی خوشنودی بھی شامل کر دے اور یہ اعلیٰ درجہ کا عدل وانصاف ہے جس پر اللہ کے سوا کوئی قادر نہیں۔ اس کی مثال یہ روایت ہے کہ ایک بار حضور نبی کریم ﷺ بیٹھے بیٹھے ہنس پڑے' یہاں تک کہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں! آپ کس بات پر مسکرائے؟ فرمایا: میری اُمت میں سے دو آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے دوزانو بیٹھے ہوں گے۔ ایک کہے گا: یا رب! اس شخص سے میرا بدلہ دلا دے۔ اللہ (دوسرے کو) فرمائے گا: اپنے بھائی کو بدلہ دے۔ وہ عرض کرے گا: اے رب العزت! میری کوئی بھی نیکی نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ مدعی کو فرمائے گا: اب تو اپنے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہے؟ اب تو اس کے پاس کوئی بھی نیکی نہ رہی۔ وہ عرض کرے گا: یا رب! میرے گناہ اس پر ڈال دے۔

اس وقت حضور نبی کریم ﷺ آب دیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ یہ دن بڑا خطرناک ہو گا۔ جب کہ لوگ یہ بھی چاہنے لگیں گے کہ کوئی ان کے گناہ اٹھا لے۔

آپ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا' یعنی مدعی سے: آنکھ اٹھا کر دیکھ! وہ کہے گا: اے پروردگار! میں چاندی کے شہر اور سونے کی عمارتیں دیکھ رہا ہوں' جن پر موتیوں کے ہار پڑے ہیں۔ یہ کس نبی یا کس ولی یا کس شہید کے لیے ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو اس کی قیمت ادا کرے۔ وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! اتنی قیمت کس کے پاس ہو گی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے پاس ہے' وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں کس چیز کے عوض میں اس کو خرید سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنے بھائی کو عفو کرنے کے عوض میں' وہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں نے معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور اس کو جنت میں لے جا۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مؤمنوں کے درمیان صلح کرا دے گا۔ انتصاف وانصاف کا اصلی راستہ یہی ہے جس پر رب الارباب کے سوا کوئی قادر نہیں۔

ہو دل میں تیری یاد ہر دم الٰہی مٹا دے زمانے کے سب غم الٰہی

تیرے عشق و مستی کا جو آئینہ ہو عطا کر مجھے چشم پُرنم الٰہی
تیرے نور کے پاک جلوؤں میں ڈھل کے چمکتی ہے پھولوں پہ شبنم الٰہی
یہ دریا سمندر یہ چشمے یہ جھرنے الاپیں محبت کے سرگم الٰہی
کبھی ہیں بہاریں کبھی ہیں خزائیں بھرے حکمتوں سے ہیں موسم الٰہی
مٹے ناموں کے نشاں ایک پل میں ہوئی ذات تیری جو برہم الٰہی
انہی کا مقدر ہوئی سرفرازی ہوئے سر جو تیرے لیے خم الٰہی
علاجِ دلِ صابری بس یہی ہے تیری رحمتوں کا ہو مرہم الٰہی

اس اسم پاک میں سے بندے کا اعلیٰ حصہ یہ ہے کہ پہلے اپنے نفس سے انصاف دلائے پھر کسی دوسری شخص سے کسی اور شخص کو انصاف دلائے اور اپنے نفس کو کسی ذات سے انصاف نہ دلائے۔ (شرح اسماء الحسنٰی للغزالی رحمۃ اللہ علیہ) جو شخص روزانہ اس اسم پاک کا وظیفہ کرے وہ انشاء اللہ شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہے گا اور اگر کسی خاص اور جائز مقصد کے لیے سات سو مرتبہ پڑھے گا تو ان شاء اللہ وہ مقصد حاصل ہوگا۔

الٰہی جو ہیں پیرو مصطفیٰ تو ہو غیب سے ان کا حاجت روا
مدد ان کی ہر کام میں کیجیو نظر ان کی ہر بات میں دیجیو
الٰہی بحق شہِ انبیاء جناب محمد رسول خدا
پئے آل و اصحاب ختم النبی یہی التجا تجھ سے رب ہے مری
مراد دلی میری بر لائیو جو ہے راہ حق مجھ کو دکھلائیو

اللہ تعالیٰ سب کو جمع فرمانے والا ہے

اَلْجَامِعُ: جمع سے ہے، جس کا معنی ہے: بعض کو بعض کے قریب تر کر دینا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمانے والا ہے۔ سورۂ آل عمران میں فرمایا: ربنا انك جامع الناس ليوم لا ريب فيه ۔ اے ہمارے پالنے والے! بے شک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے (حساب یا جزا کے لیے) اس دن کے لیے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ سورۂ نساء میں ہے: ان اللّٰه جامع المنافقين والكفرين في جهنم جميعا ۔ بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔ سورۂ مائدہ میں ہے: يوم يجمع اللّٰه الرسل ۔ جس دن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ جامع ہے، اس نے جمعۃ المبارک کو اپنے بندوں کے جمع ہونے کا دن بنایا اور جمعہ کو ہی تمام مخلوق میدانِ قیامت میں جمع ہوگی۔ اس اجزاء مادہ کو جمعیت عطا کی، اربعہ عناصر کو باوجود مختلف مزاج ہونے کے جمع کیا، نباتات و معدنیات میں مختلف اقسام کی تاثیریں جمع کیں۔ زمیں پہ کروڑوں اقسام کے نباتات وحیوانات کو جمع کیا، سطح فلک پر کروڑوں اجرامِ سماوی کو ان کی باہمی کشش اتصال سے جمع فرمایا۔ شرح اسماء الحسنٰی للغزالی میں ہے: بندوں میں سے جامع وہ ہے جو نشست و برخاست وغیرہ کے ظاہری آداب کے ساتھ قلب کے باطنی حقائق کو بھی جمع کرے۔

پس جس شخص کی معرفت کامل اور سیرت پسندیدہ ہو'وہ جامع ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ کامل وہ ہے جس کا نورِ معرفت اس کے تقویٰ کے نور کو بجھا نہ دے۔

سب تری روشنائیاں سارے اجالے تیرے — عرش و کرسی' کلمہ و حرف مقالے تیرے
میری سوچی ہوئی باتوں میں جھلک تیری — میرے لکھے ہوئے حرفوں میں حوالے تیرے
تیرے ہی نام سے ہر ابتداء ہے — تیرے ہی نام پر ہر انتہا ہے
تیری حمد و ثناء الحمد للہ — کہ تو میرے نبی کا خدا ہے

اس اسم مبارک کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے لیے لازم ہے کہ پہلے جمعیت خاطر کرے' پھر کمالات کی طرف متوجہ ہو کر جامعیت کی شان پیدا کرے۔ جس شخص کے اعزہ یا احباب منتشر ہو گئے ہوں' وہ چاشت کے وقت غسل کر کے اور آسمان کی طرف منہ کر کے دس مرتبہ یا جامع پڑھے اور ایک انگلی بند کرے' اسی طرح ہر دس مرتبہ پر ایک ایک انگلی بند کرتا جائے' آخر میں دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے' ان شاء اللہ جلد جمع ہو جائیں گے' اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو **اللّٰھم یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ اجمع ضالتی** پڑھا کرے' وہ چیز اسے جلد مل جائے گی' جائز محبت کے لیے بھی یہ دعا بے مثال ہے۔

نہ عبادت ہے نہ طاعت آہ — ہے فقط تیری رحمتوں پہ نگاہ
کر مری جملہ مشکلیں آسان — اپنے فضل و کرم سے یا رحمٰن
میرے اعمال پر نہ کر تو نظر — یا رحیم اپنا رحم کر مجھ پر

اللہ تعالیٰ غنی و بے نیاز ہے

اَلْغَنِیُّ: غِنٰی سے ہے اور غنی وہ ہوتا ہے جو کثرتِ مال و اسباب کی وجہ سے کسی کا دست نگر نہ ہو۔ غنی مطلق اللہ ہی کی ذات ہے' ارشاد فرمایا گیا: **فان اللّٰہ غنی عن العٰلمین** ۔ (آل عمران:۹۷) اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے مستغنی ہے۔ سورۂ فاطر میں فرمایا: **یا ایھا الناس انتم الفقراء الی اللّٰہ واللّٰہ ھو الغنی الحمید** ۔ (آیت:۱۵) اے لوگو! تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے' سب خوبیوں سراہا' یعنی سب لوگ اس کے فضل و احسان کے حاجت مند ہیں اور تمام مخلوق اس کی محتاج ہے۔ حضرت ذوالنون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مخلوق ہر دم اور ہر لحظہ اللہ کی محتاج ہے اور کیوں نہ ہو گی کہ ان کی ہستی اور ان کی بقاء سب اس کے کرم سے ہے۔ قرآن مجید میں یہ اسم پاک حمید' کریم اور حلیم کے ساتھ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تمام محامد و جلال و کمال کا مالک ہے' اسے مخلوق سے کوئی احتیاج نہیں' بلکہ وہ اپنے جود و کرم اور فضل سے سب کو سب کچھ دینے والا ہے' تمام سائلوں کے سوالات اور گداؤں کی درخواستیں سنتا ہے' پوری کرتا ہے اور سب کی برداشت کرتا ہے۔ اہل دنیا کے پاس دولت دیکھ کر اگر کوئی ان کو غنی کہہ دیتا ہے' تو یہ کوئی ایسی بات نہیں' اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو معلوم ہو' آنانکہ غنی ترند محتاج ترند۔ جو جتنا غنی ہے اتنا ہی محتاج ہے۔ بھنگی' ماشکی' دھوبی' نائی وغیرہ کی کس کو احتیاج نہیں' ان کے بغیر بڑے سے بڑا بادشاہ بھی ایک دن نہیں بسر کر سکتا' بدن کو غذا کی ضرورت' غذا کو باریک شریانوں میں پہنچانے کے لیے پانی کی احتیاج' آفتاب کی حرارت اور روشنی و ہوا کی کس کو ضرورت نہیں۔

آب پاشی کے لیے پانی کتنا ضروری ہے' پانی کو دور دور تک پہنچانے کے لیے ہواؤں اور بادلوں کی ضرورت کا کون انکار کر سکتا ہے؟ بہر حال اس اسم پاک کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لیے لازم ہے کہ اپنے آپ کو اس غنی مطلق کا فقیر سمجھے اور اہل دنیا کو محتاج و گدا سمجھ کر خیر و شر کا کسی کے ہاتھ میں ہونا کبھی یقین نہ کرے۔ پروردگارِ عالم کے سامنے گڑگڑائے اور اس سے مانگنے کا اپنے آپ کو عادی بنائے اور اسی کے آگے بندگی کے لیے اپنے سرِ تسلیم کو یہ کہہ کر خم کرے:

اک عہد بے مثال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ — تمجید ذوالجلال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
اِیاکَ نستعین ہے مقصودِ اہلِ دل — منشورِ اہلِ حال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
دیباچۂ کتابِ الٰہی ہے فاتحہ — اور مرکزی خیال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
وحیِ اللہ بھی ہے یہ قولِ ثقیل بھی — پیغامِ لازوال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
اس سے عیاں قرینۂ اظہارِ بندگی — تکمیلِ حال و قال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
منزل بھی راستہ بھی عقیدہ بھی ذکر بھی — ہر طور نیک فال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
تقریب وصلِ عابد و معبود ہے نماز — کیفیتِ وصال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
دنیا و آخرت میں مسلمان کے لیے — تمہیدِ ہر کمال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
پوشیدہ ان حروف میں ہے روحِ بندگی — قرآن کا جمال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
ہے سرمدی سرود یہ فرمانِ لم یزل — برتر زِ ماہ و سال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
جاتا ہے جو صفات سے موصوف کی طرف — وہ جادۂ وصال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
وردِ زبانِ بوذر و سلمان و مرتضیٰ — ذوقِ دلِ بلال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
بندہ ہوا ہے فائزِ معراجِ بندگی — کیا خوب اشتغال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
نسخہ یہ ہے حصولِ فیوض و فلاح کا — سرکوب ہر وبال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
دل سے نکالتا ہے غمِ روزگار کو — ہاں دافعِ ملال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
اَلْحَمْدُ کے بیاں سے ولا الضَّالِّیْن تک — اِک نقطۂ کمال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ
شہزاد کو نصیب ہو مولا وہ بندگی — جس بندگی پہ دال ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ

جو شخص روزانہ ستر مرتبہ یا غنی پڑھا کرے' اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت عطا فرمائے گا اور انشاء اللہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہو گا' جو شخص کسی ظاہری یا باطنی مرض یا بلا میں گرفتار ہو' وہ اپنے تمام اعضاء اور جسم پر یا غنی پڑھ کر دم کرے' انشاء اللہ نجات پائے گا۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو غنی بنانے والا ہے

اَلْمُغْنِیْ: وہ ذات ہے جس کو اپنی ذات و صفات میں کسی غیر سے تعلق نہیں ہے بلکہ اغیار کے ساتھ علاقہ رکھنے سے وہ پاک ہے۔ پس جس شے کی ذات یا صفات کسی ایسے امر سے متعلق ہوں جو اس کی ذات سے خارج ہے' اس شے کا وجود یا کمال اس خارجی

امر پر موقوف ہے پس وہ محتاج اور فقیر ہے جس کو طلب و کسب کی ضرورت ہے' ایسی بے تعلقی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لیے ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی مغنی بھی ہے۔ یعنی غنی بھی کر دیتا ہے مگر جس کو وہ غنی بناتا ہے اس کا مطلق غنی بن جانا متصور نہیں ہو سکتا کم از کم وہ مغنی کا تو محتاج ہوا۔ پس غنی مطلق کہاں رہا بلکہ غیر اللہ سے بھی مستغنی ہوتا ہے تو اس لحاظ سے کہ اس کی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ مہیا کر دیتا ہے۔ نہ بایں معنی کہ اس کو کوئی حاجت ہی نہیں رہتی اور غنی حقیقی تو وہ ہوتا ہے جس کو کسی کی حاجت قطعاً نہیں ہوتی اور جو شے محتاج ہے اور اپنی حاجت کی چیزیں حاصل کر رہی ہے وہ مجازاً غنی ہے۔ غیر اللہ کے حق میں زیادہ سے زیادہ جو صورت تسلیم کی جا سکتی ہے وہ صرف یہی ہے۔ تاہم جب اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی حاجت نہیں رہتی' تو اس کو غنی کہا جاتا ہے۔ اگر یہ ہو سکتا کہ اصل حاجت بھی اس کے ساتھ لگی نہ رہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: واللّٰہ الغنی و انتم الفقراء ۔ (معاذ اللہ) درست نہ ہوگا اور اگر یہ تصور کرنا صحیح نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی تمام اشیاء سے مستغنی ہو سکتے ہیں تو اللہ کے لیے مغنی کا وصف (معاذ اللہ) درست نہ ہوتا۔ (شرح اسماء الحسنیٰ) جو شخص اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر گیارہ سو گیارہ مرتبہ یہ اسم پاک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر و باطنی غنا عطا فرمائے گا' صبح یا عشاء کی نماز کے بعد پڑھے' اس کے ساتھ سورۂ مزمل کی تلاوت بھی کرے۔

یا مالک اپنی خاص رحمت سے — دین و دنیا میں جاہ و ثروت دے
آب رحمت سے زنگ دل کا دھو — میرے قدوس پاک کر مجھ کو
کر عطا یا سلام یا شافی — صحت و تندرستی کافی
تو ہی مؤمن ہے ہے میرا ایمان — کیوں نہ میں چاہوں تجھ سے امن و امان
الاماں الاماں یا منان — الاماں الاماں یا حنان
الاماں الاماں یا دیان — الاماں الاماں یا سبحان

اللہ تعالیٰ منع فرمانے والا ہے

اَلْمَانِعُ: منع سے ہے جو کہ عطا کی ضد ہے' بخیل شخص کو رجل مانع کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے مال کو راہِ خدا میں خرچ کرنے سے روک لیتا ہے' اللہ تعالیٰ مانع ہے کیونکہ اس نے ممنوعاتِ شرعیہ سے اپنے بندوں کو روک دیا ہے۔ صحیح بخاری کتاب الدعوات کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے: اللّٰھم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت ۔ اے اللہ! تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو چیز تو روک لے' وہ کوئی دینے والا نہیں۔ منع کے معنی حمایت بھی آتے ہیں' چنانچہ وہ بلند مکان جو اپنے رہنے والوں کی حفاظت کرے' اس کو عربی میں مکان منیع کہتے ہیں۔ سورۂ حشر میں یہود کے بارے میں فرمایا گیا: وظنوا انھم ما نعتھم حصونھم من اللّٰہ اور انہوں نے سمجھا کہ ان کے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے۔ منافقین کا قول اہل کفر سے سورۂ نساء میں درج کیا: قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المؤمنین ۔ (آیت:۱۴۱) انہوں نے کہا: کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا (کہ ہم تمہیں قتل کرتے یا گرفتار کر لیتے مگر ہم نے ایسا نہ کیا) اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا (اور انہیں طرح طرح کے حیلوں سے روکا اور ان کے رازوں پر تمہیں مطلع کیا تو اب تم اس سلوک کی قدر کرو اور ہمیں بھی حصہ دو) بہرحال اللہ تعالیٰ

مانع ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حمایت فرماتا ہے اور اہل باطل کے ہاتھوں سے اہل حق کو بچاتا ہے۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والوں پر لازم ہے کہ اہل ہوا و ہوس کی صحبت سے پرہیز کریں اور اپنے آپ کو یمنعون الماعون کے طبقے سے بچائیں۔ اعتماد و وثوق اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر قائم کریں۔

شرِ شیطان و ظلم سلطاں سے ۔۔۔ فتنۂ دھر و جور اخواں سے
اپنے امن و اماں میں دائم رکھ ۔۔۔ عزت و آبرو سے قائم رکھ
یا مہیمن بلطف یزدانی ۔۔۔ سب بلاؤں سے کر نگہبانی

اگر اپنی بیوی سے جھگڑا یا ناچاقی ہو تو بستر پر لیٹتے وقت بیس مرتبہ یہ اسم پاک پڑھا کرے، جھگڑا اور ناچاقی دور ہو جائے گی اور باہمی محبت پیدا ہو گی اور جو شخص بکثرت اس اسم کا ورد کرتا رہے، انشاء اللہ ہر شر سے محفوظ رہے گا، اگر کسی خاص اور جائز مقصد کے لیے پڑھے تو وہ مقصد حاصل ہو گا۔ ان شاء اللہ! اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ جو شخص اس اسم کا ورد کرے تو لازم ہے کہ کسی فرد کو اذیت نہ پہنچائے تا کہ اللہ تعالیٰ ذاکر سے دنیا و آخرت کی بلائیں دور فرما دے۔ شیخ مغرب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ اسم خوف زدہ کرنے کے لیے بہت بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ ضرر اور نفع والا ہے

اَلضَّارُّ، اَلنَّافِعُ: یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام ہیں، ضرر و نفع جو مخلوق کو پہنچتا ہے، اس کا وجود مختلف اعتبارات سے ہے، دو شخصوں نے ایک سودا کیا ہے تو ان میں سے ایک نقصان کی شکایت کرتا ہے تو دوسرا نفع کمانے پہ خوش ہے، حالانکہ سودا ایک ہی ہے۔ یہ حالات اللہ ہی کے حکم کے ماتحت ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ماشاء الله. (الاعراف:۱۸۸) فرما دو میں اپنے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔ (وہ مالک حقیقی ہے جو کچھ ہے اس کی عطا سے ہے)۔ ایسی کئی آیاتِ مبارکہ قرآن پاک میں ہیں جہاں ذاتی نفع و نقصان کی نفی کی گئی ہے، ورنہ تو دنیا کی کوئی شی بھی ایسی نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نفع یا نقصان نہ رکھا ہو۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راہ میں تیز ہوا چلی، چوپائے بھاگے تو نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ مدینہ طیبہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ دیکھو میری ناقہ کہاں ہے؟ عبداللہ بن ابی منافق اپنی قوم سے کہنے لگا: ان کا کیسا عجب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والے کی خبر تو دے رہے ہیں اور اپنی ناقہ معلوم ہی نہیں کہ کہاں ہے؟ سیّد عالم ﷺ پر اس کا یہ قول بھی مخفی نہ رہا، حضور علیہ السلام نے فرمایا: منافق لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں اور میری ناقہ اس گھاٹی میں ہے، اس کی نکیل ایک درخت میں اُلجھ گئی ہے۔ چنانچہ جیسا فرمایا تھا، اسی شان سے وہ ناقہ پائی گئی، اس پر مندرجہ بالا آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر کبیر)

اے خالق و مالک رب علیٰ ۔۔۔ سبحان اللہ سبحان اللہ
تو رب ہے مرا، میں بندہ تیرا ۔۔۔ سبحان اللہ سبحان اللہ
ہم منگتے ہیں تو معطی ہے ۔۔۔ ہم بندے ہیں تو مولیٰ ہے

محتاج تیرا ہر شاہ و گدا — سبحان اللہ سبحان اللہ
ہم جرم کریں تو عفو کرے — ہم قہر کریں تو مہر کرے
گھیرے ہے جہاں کو فضل تیرا — سبحان اللہ سبحان اللہ
تو والی ہے ہر بے کس کا — تو حامی ہے ہر بے بس کا
ہر اک کے لیے در تیرا کھلا — سبحان اللہ سبحان اللہ
رزاق ہے مور و مگس کا تو — غفار ہے نیک و بد کا تو
ہے سب پر تیرا جود و عطا — سبحان اللہ سبحان اللہ
ہم عیبی ہیں ستار ہے تو — ہم مجرم ہیں غفار ہے تو
بدکاروں پر بھی ایسی عطا — سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ سالک مجرم آیا ہے — اور خالی جھولی لایا ہے
دے صدقہ رحمت عالم کا — سبحان اللہ سبحان اللہ

(حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

اَلضَّآرُّ اور اَلنَّافِعُ کے فوائد

جو شخص شب جمعہ میں ایک سو مرتبہ الضار پڑھا کرے وہ تمام ظاہری اور باطنی آفات سے محفوظ رہے گا' خواہ وہ عزت و مال یا اہل و عیال سے متعلق ہو۔ شیخ مغرب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص طالب عزت و مال و جاہ و بزرگی ہو تو ہر شب پڑھے' اس کو قربِ خداوندی بھی نصیب ہوگا۔ یہ اسماءِ الٰہیہ حصولِ دولت وغنا کے لیے مخصوص ہیں' برائے نفع تجارت و وسعت رزق حلال میں امتیازی شان رکھتے ہیں' بڑے بڑے وظائف و عملیات اور چلّہ کشی اور محنت شاقہ کے بعد جو چیز حاصل نہیں ہوتی' وہ چیز دنوں میں ان اسماء میں سے کسی بھی اسم مبارک کی برکت سے حاصل ہو جاتی ہے۔ النافع کے فوائد میں لکھا ہے کہ جو شخص کشتی یا اور سواری پہ سوار ہونے کے بعد یا نافع کثرت سے پڑھتا رہے تو انشاء اللہ ہر آفت سے محفوظ رہے گا' جو شخص کسی بھی کام کو شروع کرنے سے پہلے اکتالیس مرتبہ یا نافع پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ کام حسب منشاء ہوگا' جو شخص بیوی سے جماع کے وقت (کپڑے اتارنے سے پہلے) یہ اسم پڑھے انشاء اللہ اولادِ صالح نصیب ہوگی۔

عزت و آبرو میں فرق نہ آئے — یا عزیز ہر ایک بلا ٹل جائے
در پئے آبرو ہو گر عالم — جب کہ ہے تو عزیز پھر کیا غم
جس کو بخشے تو عزت و حرمت — کون ہے جو دے سکے ذلت

اللہ تعالیٰ ''نور'' ہے

قرآن مجید میں مختلف چیزوں کو نور کہا گیا' مثلاً چاند کو نور فرمایا: ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا۔

یخرجھم من الظلمت الی النور ۔ توحید وایمان کونور کہا گیا اور کفروشرک کو تاریکی۔ان چیزوں کا تعلق بصارت سے نہیں بصیرت سے ہے۔یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء ۔ دین حقہ کونور کہا: واتبعوا النور الذی انزل معہ ۔ قرآن پاک کونور کہا کیونکہ اس کے دلائل وہدایات خود افروز ہیں اور اسکی تعلیم روح کو روشن اور قلب کو منور کرنے والی ہے۔قد جاء کم من اللّٰہ نور ۔ میں حضور علیہ السلام کے وجود باجود کونور فرمایا گیا۔یسعٰی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم ۔ میں نورِ اعمال صداقت کونور فرمایا۔ربنا اتمم لنا نورنا میں افضال الٰہی کونور فرمایا۔اللّٰہ نور السموات والارض ۔ اسی آیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے۔اللہ تعالیٰ کے نور ہونے سے مراد کیا ہے؟ ابن عباس فرماتے ہیں: اللّٰہ ھادی السموات والارض ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا ہادی ہے، تو آسمانوں اور زمین والے اسی سے ہدایت پاتے ہیں۔ضحاک فرماتے ہیں: اللّٰہ نور السموات والارض ۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روشنی دینے والا ہے۔ابی بن کعب وحسن وابوالعالیہ نے فرمایا: مزین السموات والارض ۔ مجاہد فرماتے ہیں: مدبر السموات والارض ۔ان اقوال میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کی تائید قرآن پاک سے ہوتی ہے کیونکہ اس آیت کے بعد آرہا ہے: یھدی اللّٰہ لنورہ من یشاء ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور سے جس کو چاہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔صحیحین کی حدیث میں حضرت ابن عباس سے ہے کہ حضور علیہ السلام کی دعائے تہجد میں (دعائے نور کے علاوہ) یہ الفاظ بھی تھے: ولك الحمد انت نور السموات والارض ومن فیھن ۔ تیرے ہی لیے حمد ہے اور تو ہی آسمانوں اور زمین اور جوان کے درمیان ہے سب کا نور ہے۔ایک حدیث میں اعضاءِ وضو کو دو دو بار دھونا نورٌ علیٰ نور فرمایا گیا۔نماز کونور اور صدقہ کو برہان فرمایا گیا۔(صحیح مسلم عن ابی مالک الاشعری) حجابہ نور ۔(صحیح مسلم عن ابی موسیٰ)

حمدِ ربّ ہے مصطفیٰ کی شان ہے قرآن میں — دین کی تعلیم ہے ایمان ہے قرآن میں
اِس کو مولا نے کہا ہے آپ فرقانِ حمید — اُس کی یکتائی کی ہر برہان ہے قرآن میں
نور کا منبع ہے نیز حکمت کا بحرِ بے کنار — روشنی ہے علم ہے عرفان ہے قرآن میں
تزکیہ و صبر تسلیم و رضا کا درس ہے — اک نظامِ عدل ہے احسان ہے قرآن میں

اس اسم (النور) کی برکت سے قلب وقالب منور ہو جاتے ہیں، انوارِ الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے۔امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دوسو چھپن مرتبہ روزانہ اس اسم کا ورد کرنے سے دل اور آنکھیں نورِ الٰہی سے بھر جاتے ہیں۔ہر شخص اس کے ساتھ عزت واحترام سے پیش آئے گا۔(تنویر الاسماء) جو شخص شب جمعہ میں سات مرتبہ سورۂ نور اور ایک ہزار مرتبہ اس اسم کو پڑھے گا، اس کا دل نورِ الٰہی سے منور ہو جائے گا۔

حمد رب جلیل کرتے ہیں — مغفرت کی سبیل کرتے ہیں
وہ خطا پوش بخش دے گا خطا — مصطفیٰ کو وکیل کرتے ہیں
بے نیازِ جہاں ہیں وہ بے شک — جو بھی رب کو کفیل کرتے ہیں
رب کو چاہو تو اس طرح چاہو — جیسی چاہت خلیل کرتے ہیں

خالقِ کائنات کی توصیف — صاحبانِ عدیل کرتے ہیں
جو بھی غافل ہیں یادِ رب سے حفیظ — حشر اپنا رذیل کرتے ہیں

(محمد حفیظ نقشبندی ...)

اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمانے والا ہے

اَلْھَادِیْ: وہ ذات ہے جو اپنے خاص بندوں کو اپنی ذات کی شناخت کا راستہ بتائے تاکہ وہ اس کی ذات سے اشیاء ... قائم کریں اور عام بندوں کو مخلوقات کی طرف ہدایت دے تاکہ وہ مخلوقات سے اس کی ذات پر دلیل ٹھہرائیں اور ہر مخلوق ... ضروری حاجتوں کے پورا کرنے کی سمجھ عطا کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ بچے کو پیدا ہوتے ہی ماں کی چھاتی منہ میں لینے کا ڈھنگ بتا دیتا ہے چوزے کو انڈے سے نکلتے ہی دانہ چگنے کا طریقہ بتا دیتا ہے شہد کی مکھی کو ایسے شش پہلو خانوں کے گھر بنانے کا طریقہ سکھاتا ہے جو اس کے جسم کے سما جانے کے لیے اسی طرح کا بن جاتا ہے کہ ارد گرد کچھ خالی نہیں رہتا۔ اس لحاظ سے ہدایت کے چار مراتب بیان کیے جاتے ہیں: (۱) وہ ہدایت جو جمادات نباتات وحیوانات کو حاصل ہے اور جس سے ہر ایک شیء اپنی مقتضیات فطرت کو پورا کرتی ہے اس ہدایت کا ذکر اس آیت میں ہے: **ربنا الذی اعطی کل شیء خلقه ثم هدی** ۔ (۲) وہ ہدایت جس کی تبلیغ انبیاء کرام علیہم السلام نے کی اور جس کی طرف مکلفین کو دعوت دی گئی اس کا ذکر اس آیت میں ہے: **وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا** ۔ (۳) وہ ہدایت جس کے معنی توفیق ہیں جس سے بعض لوگوں کو خصوصیت حاصل ہوتی ہے اس ہدایت کا ذکر کئی آیات میں ہے ان میں سے ایک آیت یہ ہے: **ومن يؤمن بالله يهد قلبه** ۔ قرآن مجید میں جہاں ظالموں کافروں کو ہدایت نہ ملنے کی نفی ہے وہ یہی تیسری قسم کی ہدایت یعنی توفیق ہدایت مراد ہے۔ حضور علیہ السلام سے فرمایا گیا: **انك لا تهدی**...... آپ ہدایت نہیں دیتے یعنی توفیق ہدایت نہیں دے سکتے ورنہ آپ ﷺ ہی کے بارے میں یہ کیوں فرمایا جاتا: **انك لتهدی الی صراط مستقیم** ۔ بے شک آپ ضرور سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ہیں (۴) وہ ہدایت جو آخرت میں اہل ایمان کو حاصل ہو گی جس سے وہ اپنے رب کو پہچانیں گے راہِ جنت سے واقف ہوں گے اس کا ذکر اس آیت میں ہے: **سيهديهم ويصلح بالهم** ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تبلیغ دین کے سلسلہ میں لوگوں کو راہِ راست سے بہکانے کی بجائے صراطِ مستقیم کی طرف بلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

کروں خدمت میں تیرے دین کی دن رات یا مولا — یہ ہمت دے رسول اللہ کی نعلین کا صدقہ
بفیض سیّدہ زہرا حیا و شرم دے ہم کو — حمیّت ہو عطا اس قوم کو حسنین کا صدقہ
مرا سینہ بھی نورِ حکمت و عرفان سے بھر دے — الٰہی اہلِ بیتِ مصطفیٰ سبطین کا صدقہ
بچا راہِ صفا کی مشکلوں سے اور خطروں سے — الٰہی غوثِ اعظم سیّدِ ثقلین کا صدقہ

فضل وکرم سے مجھ کو ہدایت نصیب کر

اللہ تعالیٰ ھادی ہے جو بندوں کو اصلاح اُمورِ معاش کی ہدایت فرماتا ہے اپنے نبیوں کو حقائق اصلیہ اور حق محبت کی حقیقت سے آگاہ فرماتا ہے کشف والہام سے مخلصین کی راہنمائی کرتا ہے عقل وحکمت سے اربابِ دانش کو ہدایت فرماتا ہے توفیق خیر سے

اہل طاعت کے قلوب کو معرفت کی ہدایت عطا کرتا ہے' استعداد وفطرت کی عطا سے ہر مخلوق کو ہدایت دیتا ہے' مشکلات و مصائب میں جب عقل و ہوش کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں' اپنی طرف رجوع کرنے والوں کو ہدایت دیتا ہے' رشد ورضوان کی طرف مؤمنین کو ہدایت دیتا ہے۔اے اللہ! ہم گناہ گاروں کو حرمین شریفین کی حاضری اور حج وزیارت کی نعمت سے مالا مال فرما!

ہر سال حج اور زیارت کیا کروں
فضل و کرم سے مجھ کو اعانت نصیب کر

حجاج و زائروں کی فضیلت ہے بے شمار
لبیک حاجیوں میں شراکت نصیب کر

سر سے تو کیا آنکھوں سے وہ راہ طے کروں
ایسا ہی شوق اور مجھے ہمت نصیب کر

تھکتا نہیں ہے دل یہ سفر دل نشین ہے
ہر سال اس سفر کی مشقت نصیب کر

مقبول اس مکان مقدس میں ہے دعا
بیت الحرم میں مجھ کو عبادت نصیب کر

ایسے نماز روزے زمیں پر کہیں نہیں
واں عالموں کے ساتھ جماعت نصیب کر

تکبیر پانچوں وقت مناروں پہ ہوتی ہے
واں کے مؤذنوں کی فصاحت نصیب کر

ہوتی ہے یوں اذاں کہ فرشتوں کو ہے سرور
ہر کور دل کو ان کی سماعت نصیب کر

ہر کام میں خلوص دے مقبول کر عمل
صلحا و متقیں کی اطاعت نصیب کر

ہر روز التجا ہے تیری بارگاہ میں
تو میرے والدین کو جنت نصیب کر

اس اسم پاک کو عاملین ہر کارہ کہتے ہیں' یعنی اس کی برکت سے ہر کام ہو جاتا ہے' شیر خوار بچے کا رونا' شریر نافرمان لڑکوں' کج رو اور بدکردار مردوں اور عورتوں کے سدھارنے کے لیے خاص طور پر اس کا عمل کیا جاتا ہے۔جو شخص ہاتھ اُٹھا کر آسمان کی طرف منہ کر کے بکثرت **یا ھادی** پڑھے اور چہرے پہ ہاتھ پھیر لے' اس کو ان شاء اللہ کامل ہدایت نصیب ہو گی اور اہل معرفت میں شامل ہو گا۔اس اسم پاک کے ساتھ تعلق کو مضبوط بنانے کے لیے لازم ہے کہ پہلے ان عیوب کو ترک کریں جو ہدایت کے منافی ہیں اور پھر چشم وگوش اور عقل و ہوش کو احکامِ الٰہی پر لگا دیں تا کہ ہدایت اس کی رفیقِ راہ بن کر اسے منزل تک پہنچائے' یہی وہ ہدایت ہے جس کا سوال ہر نمازی رب العالمین سے کرتا ہے۔**اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ۔**

اللہ تعالیٰ بے مثال چیزوں کو ایجاد فرمانے والا ہے

اَلْبَدِیْعُ: وہ ہے جو کسی سابقہ نمونہ اور مثال کے بغیر چیز کو بنانے والا ہے' اسی سے بدعت ہے جس کی تعریف واقسام ہم اپنی کتاب شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ میں تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔قرآن مجید میں یہ اسم پاک سورۂ بقرہ اور آل عمران میں باضافت استعمال ہوا ہے۔دونوں جگہ یہ الفاظ ہیں: **بدیع السموات والارض** ۔یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا جبکہ پہلے سے ان کا کوئی نمونہ اور مثال نہ تھی۔یہ اسم پاک فاعل اور مفعول ہر دو معانی دیتا ہے اور ہر دو معانی اسماء حسنیٰ میں داخل ہیں۔پھر اگر ذات وصفات اور افعال میں اور اس سے متعلقہ ہر امر میں اس کی کوئی مثل نہ گزری ہو تو وہ بدیع مطلق ہے جو کہ اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے۔بندوں میں سے جو شخص نبوت یا ولایت یا علم میں ایسی فوقیت حاصل کرے کہ اس کی نظیر سابق میں نہ گزری ہو یا

ں کے زمانہ میں اس کی نظیر موجود نہ ہو تو وہ اپنے مخصوص اوصاف میں خاص زمانے کے اندر بدیع ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ)

جس شخص کو کوئی غم یا مشکل پیش آئے' وہ ایک ہزار مرتبہ یا بدیع السموات والارض پڑھے' انشاء اللہ مشکل حل ہو گی اور غم ر ہو گا۔ جو شخص اس اسم کو باوضو پڑھتے پڑھتے سو جائے تو جس کام کا ارادہ ہو' وہ خواب میں نظر آ جائے گا' جو شخص نمازِ عشاء کے بعد بدیع العجائب بالخیر یا بدیع بارہ سو مرتبہ بارہ دن پڑھے گا تو جس مقصد کے لیے پڑھے گا وہ پورا ہو گا اور ان شاء اللہ بارہ ن سے پہلے پورا ہو گا' آزمودہ ہے۔ اگر اس اسم پاک کو بوقت دعا ستر مرتبہ پڑھے تو دعا قبول ہو گی' جس شخص سے اس کی کوئی محبوب ر چھین لی گئی ہو یا کسی معاملہ میں پریشان ہو یا کوئی والی یا حاکم اپنے عہدے سے معزول کر دیا گیا ہو تو غسل کر کے پاک کپڑے پنے اور رزق حلال سے صدقہ دے' پھر دو رکعات ادا کرے اور ستر مرتبہ یا بدیع السموات والارض یا قاضی الحاجات اور ب ہزار مرتبہ یا بدیع پڑھے' انشاء اللہ مقصد میں کامیابی ہو گی۔ (تنویر الاسماء)

آج کل مدینہ شریف کی تیاری میں مگن ہوں اس لیے اس سے بڑا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے کہ بارگاہِ رب العالمین میں عرض روں:

شرعِ نبی پہ مجھ کو سدا مستقیم رکھ — یا رب حرم کی مجھ کو زیارت نصیب کر
ہوتی نہیں ہے سیری مجھے مکہ مدینہ سے — اس زندگی میں واں کی اقامت نصیب کر
باقی رہے نہ کوئی تمنا میرے کریم — اپنے کرم سے مجھ کو شہادت نصیب کر
کر حبِ دنیوی سے میرے دل کو پاک صاف — خاطر ہو جمع دل کو قناعت نصیب کر
اکلِ حلال دے مجھے صدقِ مقال دے — اور آخرت کی مجھ کو بضاعت نصیب کر

اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے

اَلْبَاقِیْ: بَقِیَ یَبْقٰی بَقَاءً سے ہے' جس کی ضد فنا ہے' بقا کا معنی ہے: کسی شی کا حالت اوّلین پر پایا جانا اور فانی کا معنی ہے: تمام مخلوق اپنے وجود سے فنا کی طرف جا رہی ہے' فنا ہر ایک جسم میں ہر وقت اپنا کام کر رہی ہے' بچہ پیدا ہوتا ہے' بڑھتا ہے' جوان ہوتا ہے' پھر بوڑھا ہو جاتا ہے' فنا ہر وقت اس کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے اور باقی وہ موجود ہے جو لذاتہٖ واجب الوجود ہے لیکن جب اس کو زمانہ مستقبل کی طرف نسبت دی جائے گی تو باقی کہلائے گا اور جب زمانہ ماضی کی طرف نسبت کریں گے تو قدیم کہا جائے گا' باقی مطلق وہ ہے جس کے وجود کی تقدیر زمانہ مستقبل میں کسی آخری حد تک منتہی نہ ہو' جس کے لیے ابدی کا لفظ ہے اور قدیم مطلق وہ ہے جس کے زمانے میں وجود کی درازی کا ماضی میں کوئی آغاز نہیں' اس کے لیے ازلی کا لفظ بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں الباقی کا لفظ بطور اسم نہیں آیا بلکہ ویبقٰی وجہ ربك ذوالجلال والاکرام آیا ہے اور یہ اسم پاک اسی فعل سے مشتق ہے۔ اللہ تعالیٰ باقی ہے اور جو اعمالِ صالحہ اور افعالِ خیر بندہ کرتا ہے' اللہ تعالیٰ ان کو بقاء عطا فرماتا ہے' فرمایا: ما عندکم ینفد وما عند اللّٰہ باق ۔ (النحل: ۹۶) جو تمہارے پاس ہے (سامانِ دنیا) ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے پاس ہے (خزانۂ رحمت اور ثوابِ آخرت) وہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ سورۂ کہف میں فرمایا گیا: والباقیات الصالحات خیر عند ربك ثوابا و خیر عملا ۔ (آیت: ۴۷) اور

باقی رہنے والا (نیک اعمال) کا ثواب تمہارے رب کے ہاں بہتر اور امید میں سب سے اچھا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضو
علیہ السلام نے باقیات الصالحات کی کثرت کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ
سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ باقی ہے اور دوام ابد اسی کی ذات کے لیے ہے و
موت کا خالق ہے اور کوئی مخلوق اپنے خالق پہ غالب نہیں آسکتی۔ اللہ ہی دراصل دائم الوجود اور قائم البقاء ہے' باقی ہر شئی کی بقاء عارضی
ہے اور اسی کی عطا کردہ ہے۔ کل شیء ھالک الا وجھہ ۔ ہر شئی فنا ہونے والی ہے سوا اللہ کی ذات کے۔ اسی لیے وہی عبادت
کے لائق ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا جھوم جھوم کر پڑھا جائے:

قرآن کی زبان میں ہوں محوِ گفتگو اِیَّاکَ نَعْبُدُ
گویا ہوئے ہیں عابد و معبود روبرو اِیَّاکَ نَعْبُدُ

حاضر ہوں دست بستہ تری بارگاہ میں لے لے پناہ میں
آیا ہوں کر کے آج میں اشکوں سے پھر وضو اِیَّاکَ نَعْبُدُ

سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر ہے تو رحیم اے قادرِ کریم
بھر دے مئے فیوض سے میرا بھی اب سبو اِیَّاکَ نَعْبُدُ

تجھ کو ہے میرے باطنی احوال کی خبر اے خالقِ بصر
تجھ پر عیاں خلوص مرا میری جستجو اِیَّاکَ نَعْبُدُ

درکار پھر ہے روح کو تطہیر کا عمل اے ربِّ لم یزل
پھر قلب کو عطا ہو وہی ذوقِ آرزو اِیَّاکَ نَعْبُدُ

دشت و چمن میں تیری ہی قدرت کے رنگ ہیں سب لوگ دنگ ہیں
جاری ہے ہر گھڑی تری رحمت کی آبجو اِیَّاکَ نَعْبُدُ

کیا یہ اسمِ ذات کے حرفوں میں نور ہے کیف و سرور ہے
مستی میں جھوم جائے ہے ہر موجۂ لہو اِیَّاکَ نَعْبُدُ

سجدے کو بے قرار تھی شہزاد کی جبیں اے اصلِ ہر حسیں
جونہی سنا تھا امر ترا اس نے ''اُسْـــجُـــدُوْا'' اِیَّاکَ نَعْبُدُ

جو شخص اس اسم پاک کو ایک ہزار مرتبہ جمعہ کی رات میں پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر طرح کے ضرر و نقصان سے محفوظ رکھے گا او
اس کے تمام نیک اعمال قبول ہوں گے' انشاء اللہ! شیخ مغرب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر ہر رات کو سو مرتبہ اور جمعرات کو ہزار مرتبہ
پڑھے تو مستجاب الدعوات ہو جائے گا۔ شیخ بونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس اسم کا ذاکر کبھی بیمار نہیں ہوتا' اگر بادشاہ ذکر کرے تو ملک پ
زوال نہ آئے گا۔ اس اسم پاک کی برکت سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ پہلوانی میں کامیابی حاصل کرتے تھے اور کبھی کسی نے آپ
کو چت نہیں کیا' پھر اسی کی برکت سے منصب ولایت پہ سرفراز فرمائے گئے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ)

اللہ تعالیٰ موجودات کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہنے والا ہے

اَلْوَارِثُ: وَرِثَ یَرِثُ سے ہے' وراثت دراصل کسی کی موت کے بعد اس کی چیز کا دوسرے کی طرف منتقل ہونا ہے' اللہ تعالیٰ
کے لیے وارث کا اطلاق اس لیے ہے کہ ہر سلطنت کا قاعدہ ہے کہ جب کسی لاوارث کی کوئی جائیداد رہ جاتی ہے تو اس کی ملکیت
سلطنت کی طرف منتقل ہوتی ہے تو جب کل عالم کے عارضی مالک اپنی ملکیت کو چھوڑ کر فنا ہو جائیں گے تو حکم ہوگا: لمن الملک
الیوم ۔ آج کس کی بادشاہی ہے؟ خود ہی فرمائے گا: للّٰہ الواحد القھار ۔ اللہ واحد و قہار کی بادشاہی ہے۔ سورۃ الحجر میں فرمایا:
وانا لنحن نحی ونمیت ونحن الوارثون ۔ (آیت:۲۳) اور بے شک ہم ہی جلائیں اور ہم ہی ماریں اور ہم ہی وارث ہیں' یعنی
تمام مخلوق فنا ہونے والی ہے اور ہم ہی باقی رہنے والے ہیں اور مدعی ملک کی مِلک ضائع ہو جائے گی اور سب مالکوں کا مالک باقی

رہے گا۔سورۂ قصص میں بہت ساری متکبر قوموں کی تباہی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:و کنا نحن الوارثین ۔ (آیت:۵۸)اور ہم ہی وارث ہیں'یعنی وہاں کے رہنے والے ایسے ہلاک ہوئے کہ ان کے بعد ان کا کوئی جانشین باقی نہ رہا' اب اللہ کے سوا ان کا کوئی وارث نہیں۔خلق کی فنا کے بعد وہی سب کا وارث ہے۔قرآن مجید میں جو فرمایا گیا ہے:وورث سلیمان داوٗد کہ سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے تو اس سے روحانی وراثت یعنی نبوت مراد ہے' ورنہ تو بائبل کے مطابق داؤد علیہ السلام کے چھتیس بیٹے بیٹیاں تھے تو ان میں سے صرف ایک کو وارث بنانے کا کیا مطلب؟ ہاں یہ ہے کہ نبوت صرف سلیمان علیہ السلام کو ملی' جس کا مطلب یہ ہوا کہ روحانی وراثت ہی مراد ہے۔اسی طرح زکریا علیہ السلام کی بیٹے کے لیے دعا:یرثنی ویرث من ال یعقوب ۔ ایسا بیٹا جو میرا اور آلِ یعقوب کا وارث ہو۔آل یعقوب تو اس وقت لاکھوں کی تعداد میں تھی' اکیلے شخص کا لاکھوں اشخاص کی املاک کا وارث بن جانا اور ان کی صلبی اولاد کو محروم کر دینا کیسے ہو سکتا ہے؟ لہٰذا یہاں بھی نبوت ہی مراد ہے۔اس اسم پاک کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کے لیے لازم ہے کہ مستحقین کے حقوق ادا کیے جائیں اور سب کچھ اللہ ہی کا سمجھے' دیا بھی اسی نے ہے اور بعد میں سنبھالنا بھی اسی نے ہے۔اس اسم کا ذاکر اس کی برکت سے اپنی قوم میں معتزز ہوگا' صاحب اولاد ہوگا' اس کے روزی فراخ ہوگی' جو شخص طلوعِ آفتاب کے بعد سو مرتبہ یا وارث پڑھے گا' انشاء اللہ ہر رنج و غم اور سختی و مصیبت سے محفوظ رہے گا' اس کا خاتمہ بالخیر ہو گا اور جو مغرب و عشاء کے درمیان ایک ہزار مرتبہ پڑھے' ہر طرح کی حیرانی و پریشانی سے محفوظ رہے گا۔شیخ بونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وسعت رزق کے لیے اس اسم پاک کو پڑھنا بہت مفید ہے اور کوئی شخص اس اسم کے دریائے وسعت معانی میں غرق ہو کر یعنی صاحب حال ہو کر پڑھے تو قبیلہ کی سرداری اور مال و اولاد میں کثرت ہوگی۔(تنویر الاسماء)

تو ہی وارث مرا ہے یا وارث — کون تیرے سوا مرا وارث
مال و اولاد ہے تو رکھ خورسند — خلف الصدق دے سعادت مند
آؤں خوش خوش تیری جناب میں میں — رہوں یا رب نہ پیچ و تاب میں میں
یا مجیب الدعا طفیل رسول — ہو مناجات ہاتفی مقبول

اللہ تعالیٰ رشد و ہدایت والا ہے

اَلرَّشِیْد: رُشْد سے ہے' جو ہدایت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے' قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا:ولقد اتینا ابراهیم رشده من قبل ۔ (الانبیاء:۵۱)اور بے شک ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ہی سے ہدایت عطا کر دی۔نابالغ بچوں کے سن تمیز کے متعلق فرمایا:فان انستم منهم رشدا فادفعوا الیهم اموالهم ۔ (النساء:۶)تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔اہل ایمان کی صفت میں فرمایا:اولئک هم الراشدون ۔ (الحجرات:۷)ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ راشد اور رشید دونوں فاعلیت کا معنی دیتے ہیں۔الرشید وہ ذات ہے جس کی تدابیر ٹھیک ٹھیک اپنے مقاصد پر فائز ہوں' بغیر اس کے کہ کوئی اس کی اعانت وراہنمائی کرے۔اور وہ اللہ کی ذات ہے جو مسترشدین کی راہنمائی فرماتا ہے' اسی کے افعال رشد و ہدایت پہ مبنی ہیں' اسی نے ہر بندے کو جتنی جتنی دینی و دنیوی تدبیرات کی ہدایت بخشی ہے' اتنی ہی تدبیرات

کی ٹھیک راہ پر چلنے اور ان سے صحیح مقاصد حاصل کرنے کی توفیق بھی دی ہے۔ اس اسم مبارک سے تعلق کو مضبوط بنانے والوں پر لازم ہے کہ دینِ حقہ کی تعلیم سے غافل نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی راہ پر چلنے اور قائم رہنے کے لیے استعانت کرتے رہیں۔ بقول شاعر ؎

تو خالقِ عظیم ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن — تو قادر و کریم ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن
ہم غرقِ معصیت ہیں مگر اے غفور تو — ہر حال میں رحیم ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن
یا مبدی و معید ہے قیوم و ذوالجلال — سبحان ہے علیم ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن
فانی ہر ایک چیز ہے اس کائنات کی — تو باقی و قدیم ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن
فریاد رس ہے آدم و نوح و خلیل کا — تو مرجعِ کلیم ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن
تیرا جمال غنچہ و گل سے ہے ضوفشاں — تو باری و کلیم ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن
انعام جن پہ تو نے کیا ان کا راستہ — بس راہِ مستقیم ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن
شہزاد کو حضور کے صدقے میں ہو نصیب — جو جنتِ نعیم ہے اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن

اس اسم پاک کا عامل کسی قوم کا لیڈر یا راہنما ہو تو وہ قوم سرفراز ہوگی' اس کے مشورے و حکم کی تعمیل سے وہ قوم ترقی پائے گی حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو کوئی اس اسم کا ورد کرے گا' اس کے تمام اُمور نہایت سہولت اور حسن و خوبی سے انجام پائیں گے اور شیخ احمد فرماتے ہیں کہ بعد نمازِ مغرب و فجر کھڑے ہو کر ایک ہزار مرتبہ پڑھنے سے مشکل اُمور میں بلا سعی کامیابی حاصل ہوگی' اگر بہ نیت استخارہ پڑھے تو ہر کام کا انجام اور نفع و ضرر کا حال خواب یا بیداری میں معلوم ہوگا۔ (تنویر الاسماء) واضح ہو کہ یہ اسم پاک بطور اسماء حسنٰی کے قرآن مجید میں نہیں آیا لیکن جب رشید بمعنی ھادی ہے تو معناً اسم کا صحیح ہونا ثابت ہو گیا اور حدیث میں آ جانے کے بعد ضرور اسماء حسنٰی میں سے ہو گیا۔

یا رشید اے جہان کے مرشد — اے مرے رہنما میرے مرشد
راہِ وحدت کی رہنمائی کر — منزلِ عشق تک رسائی کر
اپنا دے عشق اپنا رکھ مشتاق — دے مجھے لذتِ وصال و فراق
اپنا دے ذوق شوق یا اللہ — رہوں تیرے ہی ذہن میں خوار و تباہ
اپنا غم دے غم محبت دے — عشق دے عشق کی حلاوت دے
روز دل میں جگر میں درد رہے — ہر گھڑی لب پہ آہ سرد رہے
جان جائے نہ جائے تیری یاد — موت آئے نہ آئے غیر کی یاد
کر عطا صبر یا صبور اس پر — ان بلاؤں سے تا نہ ہوں مضطر
خوش رہوں عشق کی بلاؤں پر — رہوں شاکر تیری رضاؤں پر

شاکروں میں اُٹھا بروز جزا — صابروں میں شمار کر میرا
جس بلا سے کہ نا صبور رہوں — یا الٰہی میں اس سے دور رہوں
غم دنیا نہ پاس آ پھٹکے — خوش و خرم جیوں میں بے کھٹکے
جیتے جی تیرے غم میں شاد رہوں — جب یہاں سے چلوں تو شاد چلوں

اللہ تعالیٰ بڑے صبر و تحمل والا ہے

اَلصَّبُوْر: ابتداء میں ننانوے اسماء الحسنٰی کی جو حدیث لکھی گئی ہے اس میں یہ اسم پاک آخری ہے اور الصبور صبر سے ہے لغت میں جس کا معنی حبس و امساک ہے اور شرعاً عدم شکوہ اور عدم اضطراب کا نام صبر ہے۔ صبر کا ذکر قرآن مجید میں نوے مقامات پہ آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل صبر کی کئی طریقوں سے تعریف فرمائی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا نام صبور نہیں آیا۔ صبر وہ صفت ممدوحہ ہے کہ اخلاق کریمہ کو صبر کے ساتھ خاص مناسبت ہے اور اختلاف مواقع سے اس کے نام بھی مختلف ہو گئے مثلاً مصیبت کے وقت اپنے آپ کو سنبھال لینے کا نام صبر ہے اور اس کی ضد جزع ہے جنگ میں قائم رہنے کا نام شجاعت ہے اور اس کی ضد جبن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے صبور ہونے کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جو صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: لا احد اصبر علی اذی سمعه من اللّٰه عزوجل انه لیشرك به ویجعل له الولد ثم یعافیهم ویرزقهم ۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس برائی اور اذیت پہ جو سُنی جائے صبر کرنے والا کوئی نہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا جاتا ہے اور اس کے لیے بیٹا مقرر کیا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی درگزر فرماتا ہے اور ان کو رزق عطا فرماتا ہے۔ اب صبور حلیم کے معنی میں ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو دیکھتا برداشت کرتا اور مہلت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صبور ہے کہ جس کو کوئی تندی و تیزی کسی کام کو جلد اور قبل از وقت کرنے پر مجبور نہیں کرتی بلکہ وہ تمام اُمور کو خاص اندازے پر قائم کر کے محدود راہ پر چلاتا ہے بخلاف بندے کے صبر کے کہ اس کا معنی ہی یہ ہے کہ عقل و دین کی خواہش شہوت و غضب کی خواہش کے مقابلہ میں ثابت قدم رہے جب دو مخالف خواہشیں باہم کھینچا تانی کرتی ہیں اور جلد بازی کی خواہش دھیمی ہو کر تاخیر اختیار کرتی ہے تو اس خواہش والا صبر کرنے والا کہلاتا ہے کیونکہ اس نے جلد بازی کی خواہش کو پست کر لیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ میں جلد بازی کا کوئی باعث ہی نہیں۔ اس اسم پاک سے تعلق پیدا کرنے والوں پر لازم ہے کہ خود بھی اعداءِ دین کے کلمات اذیت کو سن کر برداشت کی عادت پیدا کریں کیونکہ انبیاء کرام اور رسل عظام کی سُنن ہدیٰ میں سے صبر کرنا ہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: واصبر وما صبرك الا باللّٰه...... فاصبر كما صبر اولوا العزم من الرسل........... (اے پیارے محبوب!) آپ صبر کریں جیسا کہ ہمت والے رسولوں نے صبر کیا (اپنی قوم کی ایذاء پر)

صلِ علیٰ کا ذکر ہے حمد و ثنا کے بعد — "اک مصطفیٰ کا نام ہے نامِ خدا کے بعد"
ہو گا نصیب خُلد میں روزِ جزا کے بعد — ملتا ہے جو سرور خدا کی رضا کے بعد
کرتا ہے التفات وہ لطفِ مزید سے — عرضی جو بھیجتا ہوں نئی ہر دعا کے بعد
سنتا ہے سب کی عرض سمیع و بصیر خود — گو سیلِ التجا ہے ہر اک التجا کے بعد

تیرے نبی کی نعت کے ہمراہ اے جلیل ۔ لکھتا رہوں میں حمد یہ عزمِ صمیم دے
شہزاد کے لیے یہ اثاثہ ہے بے بہا ۔ حکمت کے مجھ کو لعل و گہر اے حکیم دے

اس اسم پاک کے ذکر سے سختیوں پر صبر کرنا نصیب ہوتا ہے اور اس کا ذاکر کوئی سخت کام کرنے سے عاجز نہیں ہوتا' اگر کسی عظیم صدمے' اولاد یا کسی عزیز و محبوب کے انتقال کی وجہ سے خلل دماغ' حافظہ کی خرابی وغیرہ اُمور لاحق ہو جائیں تو اس اسم کے نقش کو دھو کر پلائیں' اگر کسی رنج و غم اور درد و مشقت کے موقع پر خوف دہشت کے وقت یا دشمنوں اور حاسدوں کی زبان اپنی بدگوئی سے بند کرنا ہو تو ایک ہزار تیس بار پڑھیں۔ جو شخص طلوعِ آفتاب سے پہلے سو مرتبہ اس اسم کو پڑھے' انشاء اللہ اس دن ہر مصیبت سے محفوظ رہے گا۔

اے زبردست غالب و جبار ۔ میرے بگڑے ہوئے بنا دے کار
اے خدائے بزرگ جل و علا ۔ متکبر و اکبر و اعلیٰ
کبر زیبا ہے تجھ کو اے خالق ۔ کبریائی کے ہے تو ہی لائق
کون ہے بادشاہ ''کن فیکون'' ۔ کس نے دکھلائے رنگ گونا گوں
تو ہی خالق ہے کون تیرے سوا ۔ صانع جن و انس و ارض و سما

اللہ تعالیٰ کے دیگر اسماء گرامی

ترمذی شریف کی حدیث جو بحوالہ مشکوٰۃ ابتداء میں لکھی گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء مبارکہ ذکر کیے گئے اور ان کے بارے میں خوشخبری سنائی گئی' من احصاھا دخل الجنۃ ۔ جس نے ان کو شمار کیا یا یاد کیا یا ان کے ذریعے اللہ سے دعا مانگی یا ان اسماء کے حقوق پہ قیام اور ان کے مقتضیٰ پہ عمل کیا (علاوہ ازیں احصاھا کے جو معانی شروع میں لکھے گئے ہیں' ان کے مطابق) وہ جنت میں داخل ہوا۔ ان ننانوے ناموں کے علاوہ حدیث کی کتب میں کچھ اسماء مبارکہ کا ذکر ہے' اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں بھی شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ (جل جلالہ ﷺ) ہے' اس طرح اسماء باری تعالیٰ کے حوالے سے کتاب کا پہلا باب مکمل ہو جائے گا۔ ترمذی شریف کی حدیث میں اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء مبارکہ سوائے دو کے مفرد تھے اور وہ دو یہ ہیں: مالک الملک' ذوالجلال والاکرام ۔ اس طرح کے مرکب نام قرآن پاک میں اور بھی ہیں' جن کو تکمیل موضوع کی خاطر آخر میں بیان کر دیا جائے گا' تاہم احادیث میں جو اسماء آئے ہیں' پہلے انہیں بیان کیا جاتا ہے' کیونکہ ان میں سے بھی بعض قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اس دعا کے ساتھ ان ناموں کو شروع کر رہا ہوں کہ

ہوں میں نادم گناہوں پہ یا رب ۔ مجھ پہ رحمت کی ہو نظر یا رب
جتنی گھڑیاں ہوں عمر کی باقی ۔ عافیت سے وہ ہوں بسر یا رب
خوف آتا ہے کانپ اُٹھتا ہوں ۔ یاد آتا ہے جب سفر یا رب
آہ بدکاریاں بڑھیں حد سے ۔ بن چکا قلب بھی حجر یا رب

تو گنہگار پر کرم فرما — بہر صدیق اور عمر یا رب
بخشش دے مجھ کو بے سبب مولا — اور جنت میں دے دے گھر یا رب
خاتمہ مصطفیٰ کے قدموں میں — میرا ایمان پر تو کر یا رب
روح نکلے گی جھوم کر میری — ہو گی دید حضور گر یا رب
دے جوارِ نبی میں جا مجھ کو — نہ پھرا مجھ کو در بدر یا رب
حج کا ہر سال دے شرف مولا — ساتھ مرشد کے ہو سفر یا رب
مرشدی ساتھ لے چلیں طیبہ — آرزو آئے میری بر یا رب
سامنے سبز سبز گنبد ہو — جب اُٹھاؤں جدھر نظر یا رب
عشق سرکار سے ہو دل روشن — نہ ملے مجھ کو مال و زر یا رب
جب کہیں بھی ہو ذکر طیبہ کا — آنکھ ہو جائے میری تر یا رب
دے بقیع میں عبید کو مدفن — موت طیبہ میں بخش کر یا رب

(محمد اویس عبید رضا)

اَلْقَرِیْبُ جل جلالہ

یہ اسم مبارک سنن ابن ماجہ اور مستدرک للحاکم میں ہے' نیز ابوزید بغوی' امام سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر نے بھی بیان کیا ہے' قرآن مجید میں ہے: انہ سمیع قریب ۔ بے شک وہ سننے والا' قریب ہے۔ مزید فرمایا: ان ربی قریب مجیب ۔ بے شک میرا پروردگار قریب ہے' دعا کو قبول فرماتا ہے۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے: واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان ۔ (آیت:۱۸۶) اور اے محبوب! جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں نزدیک ہوں' دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ اس میں طالبانِ حق کی طلب مولیٰ کا بیان ہے' جنہوں نے عشق الٰہی پر اپنی حوائج کو قربان کر دیا' وہ اسی کے طلبگار ہیں' انہیں قرب و وصال کے مژدہ سے شادکام فرمایا۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے جذبۂ عشق الٰہی میں حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ کیا قریب ہے؟ تاکہ آہستہ آہستہ اس سے مناجات کریں یا دور ہے تاکہ ہم اسے زور زور سے پکاریں' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو' وہ اس کے دور والے سے ضرور بعد رکھتی ہے' اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے قریب ہے' مکانی کی یہ شان نہیں' منازل قرب میں رسائی بندے کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے:

دوست نزدیک تر از من بمن است — ویں عجب تر کہ من از وے دورم

تفسیر خازن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا گیا ہے کہ مدینہ کے یہودیوں نے یہ سوال کیا تھا کہ خدا تو عرش پر ہے اور

عرش و فرش کے درمیان اتنے آسمانوں کا فاصلہ ہے' پھر خدا ہماری کیسے سن سکتا ہے؟ تو ان کے اس سوال پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔ صحیحین کی ایک حدیث میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ غزوۂ خیبر کو تشریف لے جا رہے تھے تو لوگوں نے ایک وادی میں چڑھتے ہوئے زور سے اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ کہا تب حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایھا الناس الزموا انفسکم فانکم لا تدعون صما وغائبا انکم تدعون سمیعا بصیرا قریبا ۔ اے لوگو! اپنی جانوں پہ نرمی کرو' تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے' تم تو سننے والے دیکھنے والے نزدیک والے کو پکار رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ کا علم ذرہ ذرہ پہ حاوی ہے' اس کی بصر شب تاریک میں سمندر کی سب سے زیادہ گہرائی کی تہہ میں پڑی ہوئی ادنیٰ شی کو بھی دیکھ رہی ہے' اس کی سمع تحت الثریٰ کے نیچے پہاڑ کی غار کے اندر والے کیڑے کی (جو ابھی پتھر کے اندر پوشیدہ ہے کی) آواز کو سنتی ہے' بے شک وہ ہم سے قریب ہے اور اس کی رحمت قریب من المحسنین ہے اور اس کی سب سے بڑی رحمت اس کے محبوب کی ذات بابرکات ہے تو پھر حضور علیہ السلام اہل ایمان کے کس قدر قریب ہوں گے۔ النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم ۔ حضور ہماری جانوں سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہیں اور یہ بھی خدا کی ایک بڑی شان ہے جس کا انکار خدائی شان کا انکار ہے۔

جس نے روشن کر دیئے شمس و قمر وہ کون ہے
جس کے ہیں یہ بحر و بر' جن و بشر وہ کون ہے

آشکارا ہے جہانِ رنگ و بو میں کس کی شان
ذرے ذرے میں ہوا ہے جلوہ گر وہ کون ہے

کس نے پھولوں کو دیئے رنگین نازک پیرہن
اور بلبل کو دیا سوز جگر وہ کون ہے

روشنی دن کو سیاہی کی ودیعت رات کو
جس کے تابع ہر گھڑی شام و سحر وہ کون ہے

کون ہے جس نے کسی کو بادشاہی کی عطا
کر دیا لیکن کسی کو در بدر وہ کون ہے

دامنِ دل دولت ایمان سے انور بھرا
پھر بنایا بردۂ خیر البشر وہ کون ہے

رَبّ جل جلالہ

یہ اسم مبارک ابن ماجہ' ابو زید بلخی' امام سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمہ نے بیان فرمایا ہے' یہ مصدر ہے اور فاعل کے معنی میں مستعمل ہے' ربوبیت کے مفہوم میں داخل ہے' ایک چیز یا شخص کو درجہ بدرجہ ترقی دیتے اور پرورش کرتے ہوئے اسے درجۂ کمال تک پہنچا دینا' یہ اللہ ہی کی صفت ہے کہ وہ ہر مخلوق کو پیدا کرتا اور اسے احکام تربیت و فطرت کے مطابق بڑھاتا' پالتا اور شرف نوعی میں درجہ بدرجہ بلند کرتا اور انتہائے کمال تک پہنچا دیتا ہے۔ جمادات و نباتات و حیوانات' ناسوت ولاھوت و جبروت کے عوالم میں کروڑ در کروڑ ایسی ایسی مخلوق ہے جس کی پرورش کی ضروریات ایک دوسرے سے مختلف ہیں' ایک ہی درخت کے اندر جڑ' تنا' چھلکا' گودا' پھول' پھل' شاخ اور پتوں کے اندر رنگ' چمک دمک' تاثیر وغیرہ اور شکل و صورت کے لحاظ سے ہزاروں ایسی ضروریات ہیں جن کا علم بھی خدا ہی کو ہے' وہی ہے جو ان سب کی تربیت فرماتا ہے' سب کو قائم رکھتا ہے اور بڑھاتا رہتا ہے' عالم ناسوت میں تو ایک ایک کی طبیعت و دماغ' قلب و روح کے احوال ایسے ہیں جن کا نہ حصر ہے' نہ شمار' لحظہ بہ لحظہ نئی دنیا نئی بستی

جلوہ گر ہے' ان سب کی تربیت وہی رب العالمین فرمانے والا ہے۔ قرآن مجید میں یہ اسم پاک رب' ربی' ربہ' ربنا' وربک' ربکم وغیرہ آٹھ سو چھ مرتبہ آیا ہے' اضافت کے وقت کہیں مضاف کی عزت افزائی مقصود ہوتی ہے اور کہیں اس کی خصوصیات پر جلوہ افگنی فرمائی گئی۔ رب هذا البيت' رب هذا البلد' رب الفلق' رب الشعرىٰ' رب الناس وغیرہ ربوبیت ہی ہے جو ایک ہی وقت میں ایک ہی انسان کے معدہ وجگر' قلب ودماغ' اعضاء واحشا اور اعصاب وعظام کو جداگانہ کیفیت سے پال رہی ہے' روح کو الوہیت سے قلب کو ربوبیت سے غذا پہنا رہی ہے۔ فتبارك الله احسن الخالقين ۔

تیرے ہی حکم سے ہوئے ہیں ہرے — تو ہی باری تو ہی مصور ہے
تو نے پیدا کیے ہیں جنت و نار — تو غفار ہے تو ہی قہار
قہر تیرا غضب ہے بارِ خدا — اپنے قہر و غضب سے مجھ کو بچا
یا الٰہی! میں وہ ہوں بد کردار — کہ میرے نام سے ہے نار کو عار

مُبِیْنٌ جل جلالہ

یہ اسم پاک مستدرک للحاکم' ابوزید بغوی' امام سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمہ سے منقول ہے۔ بَانَ بَیْنًا کا معنی جدا ہوا یا پیوست ہوا' لغات اضداد سے ہے اور بَانَ بیانًا کا معنی ہے: ظاہر وآشکار ہوا۔ مبین اسی سے ہے اور لازم و متعدی ہر دو معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبین ہے' اس کی کنہ ذات تک رسائی محال ہے' اس سے پیوستگی وتقرب کی راہیں کھلی ہیں' مصنوعات کی ہر چیز اور ہر چیز کے اجزاء اس کی قدرت وخالقیت کے مظہر ہیں' جملہ بینات کا ظہور اسی کی تبیین سے ہے' آیاتِ بینات کو ظہور میں لانیوالا ہے' اللہ کی کتاب مبین ہے' جس کو اس نے اس ذات پہ نازل فرمایا کہ اس ذات کو اس نے بیّنہ بنا کر اس دنیا میں بھیجا' قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لم يكن الذين كفروا من اهل الكتب......حتى تاتيهم البينة رسول من الله ۔ (البینۃ:۱۔۲) کوئی کتابی کافر (یہود ونصاریٰ) اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس کوئی روشن دلیل نہ آئے۔ (سیّد الانبیاء ﷺ جلوہ افروز ہوں کیونکہ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے یہ تمام یہی کہتے تھے کہ ہم اپنا دین چھوڑنے والے نہیں' جب تک کہ وہ نبی موعود تشریف فرما نہ ہوں جن کا ذکر تورات وانجیل میں ہے) وہ کون؟ وہ اللہ کا رسول۔ اللہ تعالیٰ مبین ہے' اسی نے انسان کو بیان سکھایا' اللہ تعالیٰ مبین ہے مگر عقل وفہم مخلوق کو ادراک ذات تک بون بعید حائل ہے۔

اے ازلی الظهور اے ابدی الخفاء — نورك فوق النظر حسنك فوق السماء

اس اسم پاک سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے کہ دیدہ وگوش وعقل وہوش کو وا کریں' بینات الٰہیہ کو دیکھیں' رسول پاک ﷺ کے نور مبین پہ نظر ڈالیں' حق وباطل کے بون بعیدہ کا اندازہ کریں' کتاب مبین کو سرمۂ چشم ایقان بنائیں۔

غرق بحر گناہ ہوں سرتاپا — شرم سے منہ اٹھا نہیں سکتا
مغفرت کی کوئی امید نہیں — تیری رحمت سے پر بعید نہیں
تو اگر بخش دے تو دور نہیں — کیا تو غفار اور غفور نہیں

اَلْقَدِیْرُ جل جلالہ

القدیر: قدر سے ہے جس کے معنی اندازہ اور طاقت وقدرت کے ہیں' القادر اور المقتدر کا مادہ بھی یہی ہے اور ہر ایک اسم مبارک اپنی وضع میں ایک معنی پر اشارہ کرتا ہے۔ تقدیر کا مادہ بھی یہی ہے اور تقدیر الٰہی کی دو صورتیں ہیں' پہلی عطا قدرت کہ بندے کو کسی فعل کے سرانجام دینے کی قدرت وطاقت عطا کی جائے' جیسے کہا جاتا ہے: قدر ربی اللہ علیٰ کذا ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کام کے سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ دوسری صورت وہ مقدار مخصوص اور طریق مخصوص جو باقتضائے حکمت ربانیہ صحیح ودرست ہو' مثلاً گندم کے دانے سے گندم اور جَو کے دانے سے جَو کا پیدا ہونا اور زمین میں فصل کا سرسبز ہونا' تو قدیر وہ ہے جو باقتضائے حکمت خود ہر ایک فعل کا فاعل ہو' اس طرح پر کہ اس فعل سے بڑھ کر نہ زیادتی صحیح ہے نہ کمی۔ اس اسم پاک سے تخلق حاصل کرنے والوں کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لامحدود قدرتوں پر یقین کامل رکھیں اور مقدرات الٰہیہ کو عین حکمت ربانیہ سمجھ کر تسلیم ورضا کو اپنا مسلک قرار دیں۔ یہ اسم پاک بھی امام حاکم نے مستدرک میں اور ابوزید بغوی' سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے بیان کیا ہے۔

تو ہی رزاق جسم و جاں کا ہے — تو ہی روزی رساں جہاں کا ہے
یا الٰہی بشان فتاحی — کھول دے غیب سے درِ روزی
کر مجھے غیر کا نہ دست نگر — اپنی قدرت سے کردے صاحب زر

اَلْحَافِظُ جل جلالہ

یہ اسم گرامی سنن ابن ماجہ اور مستدرک للحاکم میں ہے اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اس کو بیان کیا ہے' یہ حفظ سے ہے' جس کا معنی رعایت ونگہداشت ہے کہ کسی شی کو خرابی وتباہی سے بچایا جاسکے اور اسے قائم وبحال رکھا جائے' تمام اشیائے عالم کا قیام اسی حفاظت الٰہی پر مبنی ہے' کوئی ہمارا پیارا جب ہماری نگہداشت سے دور ہوتا ہے تو ہم بھی اسے اللہ ہی کی حفاظت میں دیتے ہوئے یوں کہتے ہیں: فاللّٰہ خیر حافظا ۔ فی امان اللہ تعالیٰ ۔ ہزاروں کتب لکھنے والے جوان کی حفاظت کا خوب خوب اہتمام کرتے ہیں مگر آج وہ دنیا سے ناپید ہوچکی ہیں' سینکڑوں بادشاہ جنہوں نے قوانین کی کتب کو مدون کرایا' اپنے ملکوں میں وہ قانون رائج کیا مگر نہ وہ بادشاہ رہے نہ ان کے قوانین۔ قرآن پاک کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وانا لہ لحافظون اور ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ آج تک قرآن منکروں کی ہزاروں سازشوں کے باوجود من وعن ہمارے ہاتھوں میں محفوظ ہے' دیگر آسمانی کتابوں کی حفاظت کو اللہ نے خود چھوڑ دیا تو ان کی اصلی زبان اور لغت کو بھی دنیا نے ختم کردیا مگر قرآن مجید سورۃ فاتحہ سے لے کر والناس تک نہ صرف اس کا ایک ایک حرف بلکہ حرکات وسکنات تک قائم ودائم ہیں' قرآن کی زبان نہ صرف اس کے مستقر ومہبط میں قائم ورائج ہے بلکہ قریب والے ممالک بھی عربی زبان کا گہوارہ بن گئے۔ دیکھو مصر وشام کے باشندوں کی زبان عربی ہے' ان ممالک کے رہنے والے خواہ عیسائی ہوں یا یہودی' زبان سب کی عربی ہے۔ یہ قدرت کا وہ محکم انتظام ہے جو قدرت بشریہ سے ارفع واعلیٰ ہے' قرآن پاک چین کی انتہائے مشرق سے لے کر مغرب اقصیٰ کے انتہائی کناروں تک ایک ہی طرز تحریر' ایک ہی رسم الخط میں حرف بحرف متفق ومتحد

الفاظ میں پایا جاتا ہے' وہی قرآن قطب شمالی سے قطب جنوبی تک حفاظ وعلماء کی زبان پر اسی طرح جاری ہے' جیسے خاص مکہ ومدینہ میں۔ یہ جملہ انتظامات اسی مالک کے ہیں' جس نے اعلان فرمایا: وانا لہ لحافظون ۔ تو اللہ ہی حافظ ہے جو کتاب حفیظ کا مالک ہے' جس نے سقف مرفوع کو شیطان مارد کی دسترس سے محفوظ بنایا' جو اہل ایمان کے مال وجان وایمان کی حفاظت فرماتا ہے اور جس نے کراماً کاتبین کو انسان کے اقوال واعمال کا محافظ بنادیا۔

ہر روز باشی صائماً ہر لیل باشی قائماً — در ذکر باشی دائماً مشغول شو ورد کرھو
گر عیش خواہی جاوداں عزت بخواہی در جہاں — ایں ذکر ھو ہر آں بخواں مشغول شو در ذکر ھو
سودے نہ دارد خفتنت ناچار باید رفتنت — درگور تنہا ماندنت مشغول شودر ذکر ھو
ھو ھو بذکرش سازکن نام خدا آغاز کن — قفلے ز سینہ باز کن مشغول شو در ذکر ھو
ہر دم خدارا یا دکن دلہائے غمگیں شاد کن — بلبل صفت فریاد کن مشغول شودر ذکر ھو
مسکین احمد مرد شو و ز جملہ عالم فرد شو — در راہ حق چوں گرد شو مشغول شودر ذکر ھو

اَلْکَفِیْلُ جل جلالہ

الکفیل مستدرک للحاکم میں اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اسماء حسنیٰ میں شمار کیا ہے۔ الکفیل: کِفل سے ہے' جس کا معنی حصہ ہے' قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ وامنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمۃ ویجعل لکم نورا ۔ (الحدید:۲۸) اے ایمان لانے والو! (حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر یہ خطاب اہل کتاب کو ہے) اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (حضرت محمد ﷺ) پر ایمان لاؤ' وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا (یعنی تمہیں دوگنا اجر دے گا کیونکہ تم پہلی کتاب اور پہلے نبی پر بھی ایمان لائے اور حضرت محمد ﷺ اور قرآن پاک پر بھی) اور تمہارے لیے (پل صراط پر) نور کر دے گا۔ قرآن مجید میں کفل کا معنی ذمہ داری لینا بھی ہے' جیسا کہ سورۃ آل عمران میں حضرت بی بی مریم کی پیدائش کے ذکر میں فرمایا: فتقبلھا ربھا بقبول حسن وانبتھا نباتًا حسنًا وکفلھا زکریا ۔ تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول فرمایا (اور نذر میں لڑکے کی جگہ حضرت مریم کو قبول فرمایا) اور اسے اچھا پروان چڑھایا (کہ حضرت مریم ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور بچے ایک سال میں) اور اسے زکریا علیہ السلام کی نگرانی میں دے دیا۔

تو کفیل وہ ہے جو دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہے' اللہ تعالیٰ کفیل ہے' وہی ہماری حاجات پوری فرماتا ہے' ہماری مرادوں کو برلاتا ہے' ہماری ضروریات کو مہیا فرماتا ہے' ہمارے مقاصد کو مکمل فرماتا ہے' اسی پر ہمارا اعتماد و وثوق ہے' وہی ہمارا ملجا و ماویٰ ہے' ہمارے رزق' ہماری عمر اسی کی کفالت میں ہیں' ہماری جان ومال کا وہی کفیل ہے' اس کی ضمانت سے بڑھ کر اور کس کی ضمانت ہوسکتی ہے' اس کی کفالت سے بڑھ کر اور کس کی کفالت ہوسکتی ہے' مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا کے مال کی کفالت کو ہیچ جانتے ہیں اور ہر موقع پہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا کفیل اور کارسازِ حقیقی سمجھتے ہیں۔

حامی و والی و کفیل ہے تو — میرے ہر امر کا وکیل ہے تو

تجھ کو میں سونپتا ہوں اپنا کار جو تو چاہے کرے تو ہے مختار

اَلشَّاکِرُ جل جلالہ

یہ اسم پاک مستدرک للحاکم میں ہے اور اس کو ابوزید بغوی' سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے بیان فرمایا ہے۔ شکر کا معنی قبولیت اور رضامندی ہے' جب کوئی شخص کسی کے فعل یا خدمت کو قبول کرتا ہے اور اس پر راضی ہو جاتا ہے تو وہاں شکر کا لفظ بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: **ومن اراد الاخرة وسعی لها سعیها وهو مؤمن فاولئك كان سعیهم مشكورا** ۔ (بنی اسرائیل: ۱۹) اور جو آخرت چاہے اور اس کے لیے (عمل صالح بجالا کے) کوشش کرے اور ہو ایمان والا تو انہیں کی کوشش ٹھکانے لگی' یعنی عمل کی قبولیت کے لیے تین چیزیں درکار ہیں' ایک تو طالب آخرت ہونا' یعنی نیت نیک ہو' دوسرا سعی یعنی عمل کو اس کے حقوق کے ساتھ ادا کرنا اور تیسرا جو سب سے زیادہ ضروری ہے۔ سورۂ بقرہ میں فرمایا: **فان الله شاكر علیم** ۔ پس اللہ تعالیٰ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے' پس اللہ تعالیٰ شاکر ہے کہ وہ اپنے بندوں کی طاعات کو قبول فرماتا ہے' ان کے اعمالِ حسنہ سے رضامند ہوتا ہے' اپنے بندوں کی شکرگزاری کو شرفِ اجابت دیتا ہے اور نعمت مزید عطا فرماتا ہے۔ **لئن شكرتم لازیدنكم** ۔ اگر تم شکرگزار بنو گے تو میں تمہیں اور دوں گا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے' شکر کی اصل یہ ہے کہ بندہ نعمت کا تصور اور اس کا اظہار کرے اور حقیقت شکر یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس کی تعظیم کے ساتھ اعتراف کرے اور نفس کو اس کا خوگر بنائے' یہاں ایک باریکی ہے اور وہ یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے طرح طرح کے فضل و احسان کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے شکر میں مشغول ہوتا ہے' اس سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں اور بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی چلی جاتی ہے' یہ مقام بہت برتر ہے اور اس سے اعلیٰ مقام یہ ہے کہ منعم کی محبت یہاں تک غالب ہو کہ قلب کی نعمتوں کی طرف التفات باقی نہ رہے' یہ مقام صدیقوں کا ہے' شکر جب بندے کی طرف سے ہو تو وہ ارکانِ خمسہ پر مشتمل ہوتا ہے: (۱) شکرگزار کا صاحب نعمت کے سامنے اظہار خشوع و خضوع (۲) شکرگزار کا صاحب نعمت سے محبت کرنا (۳) اعترافِ نعمت کرنا (۴) نعمت کے بعد مصروفِ ثناء رہنا (۵) نعمت کا استعمال صاحبِ نعمت کی مرضی کے خلاف نہ کرنا۔

ہر ایک امکاں کا عنوان ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
بڑے تخلیق ساماں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
ہر اک صورت سے ظاہر ہو رہی ہیں صورتیں کیا کیا
عجب صورت پریشاں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
کہاں ہے راز' ہر اک آنکھ روشن کیسے ہوتی ہے
بہر سو نور افشاں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
مسلسل پھوٹتی رہتی ہیں شاخیں زندگانی کی
فروغ باغ امکاں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
وگرنہ کچھ ثبوت اپنے بھی ہونے کا نہیں ملتا
جوازِ اصل ایماں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو
زمین و آسمان میں ہے بپا اک جشنِ موسیقی
ازل سے زمزمہ خواں ہیں تیرے رنگ اور تیری خوشبو

نعمت کا شکر کس طرح ادا کیا جائے؟

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! میں تیرا شکر کیونکر ادا کر سکتا ہوں؟ شکر کی طاقت بھی تو ہی

عطا فرماتا ہے اور یہ نعمت مزید ہے اور شکر مزید کی خواہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! اب تو نے شکر ادا کر دیا۔ حضرت ابوعثمان کا قول ہے: شکر نعمت یہ ہے کہ تمہیں شکر نعمت کے ادا نہ کر سکنے کا عجز معلوم ہو جائے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شکر نعمت یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو اس نعمت کے قابل نہ سمجھ۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شکر نعمت یہ ہے کہ نعمت دہندہ کو دیکھو اور نعمت کو نہ دیکھو۔ حدیث صحیح میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: مجھے تم سے محبت ہے' لہٰذا تم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مت بھولنا: اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ۔ اے اللہ! اپنے ذکر و شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے پر میری مدد فرما!

تیری رحمت کا کل جہاں ''مشکور'' عام ہے لطف تیرا رب شکور
تیری جانب سے رحمت و نعمت دمبدم ہر زبان و ہر ساعت
کس زباں سے کروں میں شکر ادا تیرے انعام و لطف بے حد کا
تو نے مجھ کو کیا بنی آدم اشرف الخلق اکرم العالم
نوع انساں میں بھی کیا ممتاز کہ کیا امت رسول حجاز
دین و ایمان و علم و فہم دیا رزق و روزی سے بہرہ مند کیا
تھی جو کچھ دل کی آرزو بخشی ہم نشینوں میں آبرو بخشی
اے میرے پروردگار تیرا شکر اے مرے کردگار تیرا شکر
شکر تیرے نعم کا یا منان ایک شمہ ادا ہو کیا امکان

اَلْاَکْرَمُ جل جلالہ

یہ اسم مبارک مستدرک للحاکم میں ہے اور اس کو ابن حجر علیہ الرحمہ نے بھی بیان فرمایا ہے' کرم اس بزرگی اور شرف کو کہتے ہیں جو کسی شی کو اپنی جنس میں حاصل ہوتی ہے۔ قرآن مجید سے اس کی چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ سورۂ شعراء میں نباتات کے لیے ارشاد ہوتا ہے: اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیھا من کل زوج کریم ۔ (آیت:۷) کیا انہوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم نے اس میں کتنے عزت والے جوڑے اُگائے (یعنی قسم قسم کے بہترین اور نافع نباتات پیدا کیے) اور شعبی نے کہا کہ آدمی زمین کی پیداوار ہیں' جو جنتی ہے وہ عزت والا اور کریم اور جو جہنمی ہے وہ بدبخت و لئیم ہے۔ سورۂ دخان میں مکانات کے لیے فرمایا: کــم ترکوا من جنت وعیون وزروع ومقام کریم ۔ (آیت:۲۵۔۲۶) کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات۔ (یہ دونوں کی مثال ہے نباتات و مکانات کی) کلام کے لیے فرمایا: وقـل لھما قولا کریما اور ان (والدین) سے تعظیم کی بات کہنا (یعنی حسن ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا' مطلب یہ کہ ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے' یہ خلاف ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔ ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم اپنے آقا سے کرتا ہے۔ قرآن مجید کے لیے فرمایا: انــہ لقـران کریم ۔ بے شک یہ عزت والا قرآن ہے۔ (جو سیّد عالم ﷺ پہ

نازل کیا گیا کیونکہ یہ کلام الٰہی اور وحی ربانی ہے) اجر کے لیے فرمایا: فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم ۔ پس اسے بخشش اور عزت کی بشارت دے دیں (یعنی جنت کی)۔ فرشتوں کے لیے فرمایا: کراما کاتبین ۔ معزز لکھنے والے (تمہارے اعمال کو)۔ حاملانِ وحی کے لیے فرمایا: بایدی سفرۃ کرام بررہ ۔ (عبس) ایسوں کے ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے (اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور وہ فرشتے ہیں جو اس کو لوحِ محفوظ سے نقل کرتے ہیں۔) معلوم ہوا کہ اکرم کے معنی اللہ کی ذات میں وہ علو اور عظمت ہے جو اس کے شایانِ شان ہے' اللہ اکرم ہے اور سارا جہان اسی کے جود و کرم کا بزلہ خوار ہے' ہر شئی کو شرف و نجات اسی کی بارگاہ سے عطا ہوتی ہے' اسی نے اپنے رسول کریم ﷺ کو شرف جاہ و کرم نفس سے ممتاز فرمایا ہے' اسی کے جود و نوال سے انسان کو صورت زیبا اور سیرت رضیہ حاصل ہوئی ہے' اسی کا غناو کرم سب کو ناز و نعم عطا فرماتا ہے' اسی نے ہمیں کتابِ کریم عطا فرمائی۔

تیرا رتبہ خرد سے بالا ہے ۔۔۔ تو کبیر و علی و اعلیٰ ہے
یا علی اپنی برتری کے طفیل ۔۔۔ یا کبیر اپنی مہتری کے طفیل
سارے عالم میں بول بالا کر ۔۔۔ دیں کے جھنڈے کو سب سے اعلیٰ کر

اَلْاَعْلٰی جل جلالہ

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے اس کو اسماء الحسنٰی میں شمار کیا ہے' یہ اسم پاک عُلُوٌّ سے ہے' جس کا معنی بلندی ہے۔ فتعلی اللہ الملک الحق ۔ (طٰہٰ:۱۱۴' المؤمنون:۱۱۶) پس سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ (جو اصل مالک ہے اور تمام بادشاہ اس کے محتاج ہیں)۔

ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ جب یہ آیت سبح اسم ربك الاعلیٰ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس کو اپنے سجدے میں داخل کرو' یعنی سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ کہا کرو' جس وقت ایماندار کا سر' چہرہ اور ناک زمین پہ لگے ہوئے ہوتے ہیں' اس وقت اور اس حالت سے بڑھ کر اور کوئی عاجزی کی حالت نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا اس تسبیح کے معنی یہ ہوئے کہ بندۂ ادنیٰ کو ربِ اعلیٰ کے حضور انتہائی عاجزی کی حالت میں ہونا چاہیے۔ یہی صورت ہماری بلندیٔ درجات کی موجب ہے۔ تو اعلیٰ وہ ہے کہ ملاءِ اعلیٰ بھی جس کی خشیت سے لرزاں و ترساں ہیں' جو ہر ایک شریک سے برتر ہے' جو اسی کام کو قبول فرماتا ہے جو خالصتاً اس کی رضا کے لیے کیا جائے' وہ اسی عبادت کو قبول کرتا ہے جو اس کو راضی کرنے کے لیے کی جائے' اس کی شان اس سے برتر ہے کہ اس کی قدرت یا حکم یا ربوبیت میں کسی کو ذرا بھی شریک کیا جائے' وہ ایسا اعلیٰ ہے جو علو فساد کو بندوں میں پسند نہیں فرماتا' و اہل ایمان کو برتری بخشتا ہے اور امن و امان عطا فرماتا ہے' اس کا اپنا ارشاد ہے: ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ (اس کا جو جنگ اُحد میں پیش آیا) تمہیں غالب آؤ گے اگر ایماندار رہو۔ اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی ایسے بندے ہیں جو اس کی بارگاہ میں جھک کر ایسی بلندی پالیتے ہیں کہ دنیا کے بادشاہ بھی ان کو جھک کر سلام کرتے ہیں۔

یا حلیم اپنے حلم کے صدقے ۔۔۔ عزت و آبرو میری رکھ لے
دین و دنیا میں کر نہ خوار و ذلیل ۔۔۔ اے عظیم اے میرے نصیر و کفیل
گرچہ ہوں یا غفور قابل نار ۔۔۔ اپنی رحمت سے کر دے بیڑا پار

اَلْخَلَّاقُ جل جلالہ

الخالق کے تحت اس کی شرح لکھ دی گئی ہے' خلاق خالق ہی سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور قرآن مجید میں دو مرتبہ آیا ہے' سورۂ حجر آیت:۸۶ میں ارشاد ہوتا ہے: ان ربك هو الخلاق العليم ۔ بے شک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے والا ہے (اسی نے سب مخلوق کو پیدا فرمایا اور وہ اپنی مخلوق کے تمام حالات جانتا ہے)۔ سورۂ یٰس آیت:۸۱ میں فرمایا: و هو الخلاق العليم اور وہی پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا ہے۔ دونوں آیاتِ مبارکہ میں خلاق کا لفظ علیم کے ساتھ آیا ہے کیونکہ صفت خلق میں مکمل کمال اسی ذات کو حاصل ہے جو علم بھی تام رکھتا ہو' قرآن مجید میں کتنی ہی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو بیان فرمایا گیا ہے' ان میں سورۃ المؤمنون کی تین اکٹھی آیات ہیں۔ ان میں غور فرمائیں: و لقد خلقنا الانسان من سلٰلة من طين ۔ اور بے شک ہم نے انسان کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ ثم جعلنه نطفة في قرار مكين ۔ پھر اسے (یعنی اس کی نسل کو) پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ (رحم مادر) میں۔ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظامًا فكسونا العظام لحمًا ثم انشانه خلقا اخر فتبارك الله احسن الخالقين ۔ پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی' پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں' پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا' پھر اسے اور صورت میں اُٹھان دی (اس میں روح ڈالی اس بے جان کو جاندار کیا' نطق و سمع و بصر عطا فرمائی) پس بڑی برکت والا ہے اللہ اور سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوق کو نور سے بنایا' لاتعداد مخلوق کو نار سے بنایا' ان گنت مخلوق کو خاک سے بنایا' کوئی مخلوق ہوا میں اُڑ رہی ہے' کوئی پانی میں رہ رہی ہے' کوئی زمین کے اوپر ہے کوئی زمین کے اندر ہے۔ فمنهم من يمشي علي بطنه ۔ ان میں سے کوئی پیٹ پر چلتا ہے (سانپ' مچھلی اور بہت سے کیڑے مکوڑے) و منهم من يمشي علي رجلين ۔ اور ان میں سے کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے (جیسے آدمی) و منهم من يمشي علي اربع ۔ اور کوئی چار پاؤں پر چلتا ہے (بہائم و درندے) يخلق الله ما يشاء ان الله علي كل شيء قدير ۔ پیدا کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (النور:۴۵) الخلاق کو ابوزید بغوی' امام سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمہ نے اسماء حسنیٰ میں شمار کیا ہے اور مستدرک للحاکم میں بھی ایسے ہی ہے۔

تو ہی اوّل ہے اور تو ہی آخر
تو ہی باطن ہے اور تو ہی ظاہر
پاک کر میرا باطن و ظاہر
آخرت کر بخیر یا آخر
اے مقدم مجھے مقدم کر
اپنی درگاہ میں معظم کر
یا مؤخر رہوں نہ میں پیچھے
مورد لطف سب سے ہوں پہلے
والی و کار ساز تو میرا
متعالی ہے آسرا تیرا
اے نکو کار برائے تواب
بخش توفیق مجھ کو تو یہ شتاب
عملِ نا صواب کا میرے
منتقم مجھ سے انتقام نہ لے

اَلنَّصِیْرُ جل جلالہ

مستدرک للحاکم میں یہ اسم پاک اسماءِ حسنیٰ میں شامل ہے اور سفیان بن عیینہ امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے بھی بیان فرمایا۔ یہ اسم پاک نصر اور نصرت سے ہے جس کا معنی ہے: مدد کرنا۔ یہ اسم پاک قرآن مجید میں کئی مرتبہ آیا ہے پھر کبھی بندے کی طرف سے اللہ (کے دین) کی مدد ہوتی ہے جیسے فرمایا گیا: ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم ۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں باہمی مدد و نصرت ہو جائے ایک دوسرے کا کام بنانے میں مدد کی جائے اللہ کے احکام کی حفاظت حدودِ الٰہی کی رعایت اس کے دین کی خدمت کرنا اس کو اپنی مدد قرار دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کا بندے کی مدد کرنا تو صاف اور واضح ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا ۔ جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے (نبی اکرم ﷺ کے لیے دشمنوں کے مقابلہ میں اس سے یا عام فتوحات مراد ہیں یا خاص فتح مکہ) اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے ہیں۔ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ہوا کہ لوگ ہر طرف سے شوق غلامی میں چلے آتے تھے اور شرف اسلام سے مشرف ہوتے تھے۔ یہود میں سے عبداللہ بن سلام کے علاوہ مندرجہ ذیل سردارانِ یہود بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے: شمعون بن یزید عبدالرحمٰن بن زبیر کعب بن سلیم مازن بن عضوبہ رضی اللہ عنہم۔ نصاریٰ کو دیکھو عدی بن حاتم عروہ بن مسعود بن اوس عمر بن المسیح بن کعب قیس بن تجدر ہلب الطائی ابو مریم نذیر غسانی وغیرہ۔ ابناء فارس میں فیروز دیلمی باذان سلمان رضی اللہ عنہم اہل روم میں سے صہیب رومی باقوم افریقی۔ اہل قبط سے جبیر بن عبداللہ۔ اہل عک میں سے بشیر بن جابر۔ اہل نمیر میں سے قرہ بن دعموص نمر بن تولب العکلی اہل حضر موت سے عبدالرحمٰن بن عائش مخرمہ بن شریح اہلِ نجد میں سے ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہم اجمعین علاوہ ازیں بہت سارے لوگوں کو اکناف و اطراف عالم میں سے دربارِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر کر دیا یہ سب اللہ کی مدد کے جلوے ہیں۔ اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والے پر لازم ہے کہ اللہ کی بارگاہ سے اس کی مدد و نصرت کا ملتجی رہے اور عرض گزار رہے:

کوئی میرا نہیں علیم ہے تو — تو ہی دے گا مجھے کریم ہے تو
تیرے قبضے میں انتظام جہاں — قابض باسط ہے تیری شان
تو شہنشاہ قاہر و عادل — خافض و رافع و معز و مذل
جس کو چاہے تو سر بلند کرے — اور جسے چاہے مستمند کرے

اَلْاِلٰـہُ جل جلالہ

مستدرک للحاکم میں الالـٰـہ کو اسماءِ حسنیٰ میں شمار کیا گیا ہے اور امام سفیان بن عیینہ امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے بھی ایسے ہی بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اسم جلالت اللہ ہے لیکن الٰہ بھی اس کا ذاتی نام ہے بعض نے تو لفظ اللہ پہ بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسی پہ الف اور لام تعریف لگایا گیا ہے جو کثرتِ استعمال سے خود نفس کلمہ بن گیا ہے۔ کلمہ طیب اور دیگر مقامات پر اس اسم کا استعمال قرآن پاک میں بکثرت ہوا ہے جیسے والٰھکم اله واحد۔ اس اسم پاک کے خصائص میں سے ہے کہ عبادت

دعوت اور وحدت کو اس سے خاص تعلق ہے' جہاں کہیں بھی یہ اسم پاک ہوگا' مندرجہ بالا کسی نہ کسی صفت کا ظہور اس جگہ ضرور ہوگا' اس اسم پاک سے تخلق تو پیدا نہیں ہوسکتا' البتہ تعلق پیدا ہوسکتا ہے' اس کے لیے اوّل اعتقاد وحدت ضروری ہے' پھر دعوت ہو تو اسی نام کی ہو' یہ اسم پاک تفرید وتوحید میں ایک خاص شان رکھتا ہے' شرکِ جلی تو کیا شرکِ خفی بھی اسکی بارگاہ میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ توحید خالص اور تفرید صادق جب کسی بندے کو حاصل ہو جاتی ہے' تب اس اسم پاک کے دفور متجلی ہوتے ہیں' بندے کی انانیت گم ہو جاتی ہے اور عبودیت وضوح تام کے ساتھ نمایاں ہو جاتی ہے' پھر عرفانِ صحیح اور یقین کامل کا فیض شروع ہو جاتا ہے اور انہی دوشہ پروں کے ساتھ بندے کو ترقی وعروج ملتا ہے' حتیٰ کہ عبد کامل امام الرسل محمد مصطفیٰ ﷺ کی متابعت کا تاج اسے پہنا دیا جاتا ہے اور و اجعلنا للمتقین اماما کے تخت پر متمکن کر دیا جاتا ہے' مبارک ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ ایسی کامیابی عطا فرما دیتا ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ)

بینواؤں کو دم میں کر دے شاہ — بادشاہوں کو کر دے پل میں تباہ
نہ کوئی تیرا روکنے والا — نہ کوئی تجھ کو ٹوکنے والا
تابع امر تیرے کون و مکان — احکم الحاکمیں ہے تیری شان
اے خداوند تو سمیع و بصیر — حکم و عدل اور لطیف و خبیر
تو ہی پنہاں و آشکارا ہے — تیری ہی ذات کا سہارا ہے

اَلْعَلَّامُ جل جلالہ

اللہ تعالیٰ کا یہ اسم گرامی مستدرک للحاکم میں ہے اور قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے اور ہر جگہ باضافت علام الغیوب فرمایا گیا ہے' سورۂ مائدہ میں ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوں گے: انک انت علام الغیوب ۔ (آیت:۱۱۶) بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا خوب جاننے والا۔ (اس میں علم کو اللہ کی طرف منسوب کرنا اور معاملہ اس کے سپرد کرنا اور عظمت الٰہی کے سامنے اپنی مسکینی کا اظہار کرنا' یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شانِ ادب ہے۔ سورۂ توبہ آیت:۷۸ میں فرمایا: الم یعلموا ان اللہ یعلم سرھم ونجواھم وان اللہ علام الغیوب ۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دل کی چھپی اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے' یعنی اس پر کچھ بھی مخفی نہیں' منافقین (جن کا سیاق و سباق میں ذکر ہو رہا ہے) کے دلوں کی بات بھی جانتا ہے جو آپس میں وہ ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے ہیں' ان کو بھی سورۂ سبا میں فرمایا: قل ان ربی یقذف بالحق علام الغیوب ۔ (آیت:۴۸) فرمادیجئے: بے شک میرا رب حق کا القا فرماتا ہے (اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف) بہت جاننے والا سب غیبوں کا۔ علام ۔ علم سے مبالغہ کا صیغہ ہے اور علیم صفت مشبہ کا۔ صفت مشبہ کا تعلق مطلقاً ذات ذوصف سے ہوتا ہے اور اس میں زمان ومکان کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا' عموماً ثلاثی مجرد سے آتی ہے' ہاں اگر دلالت فعل کسی رنگ' عیب یا حلیہ پر ہو تب اس میں دوام واستمرار ہوتا ہے' فعیل صفت مشبہ کے اوزان میں سے ہے۔

وزن افعل ہونا ضروری ہے جیسے اسودٗ اعرج وغیرہ' مبالغہ میں موصوف کا اس صفت سے بکثرت موصوف ہونا مراد ہے۔ اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنے باطن کو علام الغیوب کے لیے کم از کم اتنا تو درست بنا لیں جتنا کہ

اپنے ظاہر کو ہم جنسوں کی نظر ظاہر بین کے سامنے درست بنالیا کرتے ہیں۔

کوئی میرا نہیں علیم ہے تو | تو ہی دے گا مجھے کریم ہے تو
سب حوادث سے یا حفیظ بچا | تو ہی حافظ ہے یا حفیظ مرا
زار ہوں یا مقیت قوت دے | روح کو زور تن کو طاقت دے
سخت ہے یا حسیب روز حساب | بخش دے مجھ کو بے حساب و کتاب

اَلْقَاھِرُ جل جلالہ

(سنن ابن ماجہ، مستدرک للحاکم، ابوزید بغوی، سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق، حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) یہ **قھر** سے ہے، جس کا معنی غلبہ ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: **وھو القاھر فوق عبادہ ویرسل علیکم حفظۃ** ۔ (الانعام:۶۱) اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ **حفظہ** سے مراد فرشتے ہیں جن کو کراماً کاتبین کہتے ہیں، وہ بنی آدم کی نیکی اور بدی لکھتے رہتے ہیں، ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہیں، ایک داہنے ایک بائیں، نیکیاں داہنی طرف کا فرشتہ لکھتا ہے اور بدیاں بائیں طرف کا، بندوں کو چاہیے کہ ہمیشہ ہوشیار رہیں اور بدیوں اور گناہوں سے بچیں کیونکہ ہر ایک عمل لکھا جاتا ہے اور روزِ قیامت وہ نامۂ اعمال تمام خلق کے سامنے پڑھا جائے گا، تو گناہ کتنی رسوائی کا سبب ہوں گے، اللہ پناہ دے۔ آمین ثم آمین!

اللہ تعالیٰ قاہر ہے کیونکہ اسے تمام مخلوق پر غلبۂ تام حاصل ہے، اس کے سامنے سب کے سب سرافگندہ و عاجز ہیں، اس اسم پاک سے تخلق پیدا کرنے والوں کو غلبہ و طاقت کے وقت کمزوروں پر رحم کرنا چاہیے۔ حضرت ابودرداء صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ حضور ﷺ پیچھے سے تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا: تیرا رب تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنی تجھ کو اپنے غلام پر ہے۔ یہ سن کر حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ زمین پر گر گئے اور غلام سے کہا: اپنا پاؤں جوتے سمیت میرے رخسار پر رکھ دے، تب جاہلیت کی بو میرے دماغ سے نکلے گی۔

کر عطا یا جلیل جاہ و جلال | اپنی رحمت سے کر دے مالا مال
یا کریم اے رقیب اے دیان | یا مجیب الدعائے مضطربان
شر اعداء سے بے خطر کر دے | جملہ آفات سے نڈر کر دے

اَلْغَافِرُ جل جلالہ

ابوزید بغوی، سفیان بن عیینہ، امام جعفر صادق اور حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ نے اس نام کو اسماء الحسنیٰ میں سے بیان فرمایا ہے۔

غَفَرَ کا لغوی معنی چھپانا اور ڈھانپنا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: **اغفر ثوبک فی الوعاء** ۔ کپڑا صندوق میں رکھ (چھپا) دو۔ **اصبغ ثوبک فانہ مغفر** ۔ کپڑا رنگ لو وہ میل کو چھپانے والا ہے۔ مِغفر آہنی خود کو کہتے ہیں جو سر کو ڈھانپ لیتا ہے۔ غِفارہ اس رومال کو کہتے ہیں جو عورتیں سر پر لیتی ہیں تاکہ اوڑھنی چکنی نہ ہونے پائے، اللہ تعالیٰ بھی گناہوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ ستاری فرماتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، دنیا میں اقبالِ جرم کے بعد عدالت مجرم کو پکڑتی اور سزا دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ بندے کو اعترافِ گناہ پر

معاف فرمادیتا ہے۔ ومن یغفر الذنوب الا اللّٰہ اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کرے۔ سورۂ زمر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا ۔ فرمادو: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی (گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا ہوکر) اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو' بے شک اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے (اس کے جو کفر سے باز آئے) مشرکین میں سے چند آدمی سیّد عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کا دین تو بے شک حق اور سچا ہے لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں' بہت سی معصیتوں میں مبتلا رہے ہیں' کیا کسی طرح ہمارے وہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں' اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

تو عفو ہے اور میں خاطی — تو رؤف و رحیم میں عاصی
میں گناہ گار فاجر و بدکار — تو غفور اور ساتر و ستار
عالم و غافر الذنوب توئی — ناظر و ساتر العیوب توئی
درگزر کر میری خطاؤں سے — ڈھانپ لے ڈھانپ لے عیوب مرے
مالک الملک ہے تو اے سرور — دَر ترا چھوڑ کر میں جاؤں کدھر
کون ہے تیرے سوا ذوالانعام — اے میرے ذوالجلال والاکرام

اَلْفَاطِرُ جل جلالہ

(سنن ابن ماجہ' مستدرک للحاکم' ابوزید بغوی' سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق' حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) الفاطر ۔ فطر سے ہے' جو ابداع یعنی پیدائش اوّلین کے معنی دیتا ہے۔ فاطر نام کی پوری سورت قرآن مجید کے بائیسویں پارے میں موجود ہے' جس کے ابتدائی الفاظ ہی یہ ہیں: الحمد للّٰہ فاطر السموات والارض ۔ سب خوبیاں اس اللہ کو جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا۔ اللہ تعالیٰ فاطر ہے کیونکہ وہی خالق فطرت اور قانون نیچر کا بنانے والا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: فطرۃ اللّٰہ التی فطر الناس علیھا ۔ (الروم:۳۰) اللہ تعالیٰ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا فرمایا (یہاں فطرت سے مراد دین اسلام ہے' معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایمان پر پیدا فرمایا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے' یعنی اس عہد پر جو' الست بربکم '' فرما کر لیا گیا۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے: پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ اس آیت میں حکم دیا گیا کہ دین الٰہی پر قائم رہو جس پر اللہ نے خلق کو پیدا کیا۔ فطور اور انفطار کے الفاظ بھی اسی سے ہیں۔ سورۃ ملک میں ہے: (اللہ وہ ہے) جس نے سات آسمان بنائے ایک دوسرے کے اوپر تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے (یعنی آسمانوں کی پیدائش سے قدرتِ الٰہی ظاہر ہے کہ اس نے کیسے مستحکم' استوار' مستقیم' مستور' متناسب بنائے) تو نگاہ اُٹھا کر دیکھ (آسمانوں کی طرف) ھل تری من فطور ۔ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فاطر ہے اور اس کی پیدائش میں ذرا سا بھی فطور نہیں دیکھا جا سکتا۔ انفطار کا معنی کھودنا بھی ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس دو بدوی آئے' جو ایک کنویں کی ملکیت کے دعوے دار تھے' ان میں سے ایک نے کہا: انا فطرتھا ۔ میں نے اس کنویں کو کھودا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے: اذا السماء

انفطرت ۔ جب آسمان پھٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ فاطر ہے' اسی نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اور اسی کے حکم سے ان میں انفطار پیدا ہوگا۔ الغرض اللہ ہی بنانے والا ہے اور وہی مٹانے والا ہے۔ مخلوق میں نہ تو کسی میں آسمان وزمین جیسی شی بنانے کی طاقت ہے اور نہ مٹانے کی قوت ہے۔

تو ہے خدائے انس و جاں تیرے سوا کوئی نہیں
تو نے بنایا سب جہاں تیرے سوا کوئی نہیں
سب کا تو ہی ہے کارساز نام تیرا ہے بے نیاز
ہے تو ہی مونس بے کساں تیرے سوا کوئی نہیں
دیر و حرم کنشت میں باغ میں اور بہشت میں
سب میں ہے تو عیاں نہاں تیرے سوا کوئی نہیں
لے کے زمیں سے تا سما تیرا ہی سب ظہور ہے
کہتے ہیں سب یہ عارفاں تیرے سوا کوئی نہیں
حمد کرے تیری ادا کیا ہے بشر کا حوصلہ
کہتا ہوں میں یہ ہر زماں تیرے سوا کوئی نہیں
جتنے ہوئے ہیں انبیاء تا بجناب مصطفیٰ
کہتے تھے سب یہ بے گماں تیرے سوا کوئی نہیں
ہیں جو غریب بیکس و عاجز و خستہ ناتواں
سب کا تو ہی ہے مہرباں تیرے سوا کوئی نہیں
حور و ملک اور انس و جاں تیرا ہی بھر رہے ہیں دم
کہتے ہیں رب یہ بر زباں تیرے سوا کوئی نہیں
ہے تو ہی قادر و قدیر کہتا ہے بس یہی حقیر
سب سے بڑی یہ تیری شان تیرے سوا کوئی نہیں

(حافظ فتح محمد قادری دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اَلْمَلِیْکُ جل جلالہ

(امام سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق' حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) المملیک' مُلک سے ہے پھر مالک مِلک اور مُلک دونوں سے آتا ہے اور قرآن پاک میں مالک بغیر اضافت کے اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں آیا اور اس کے معنی بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی بیان فرما دیئے ہیں' چنانچہ فرمایا: مالک یوم الدین ۔ اور اس کا معنی سورۂ انفطار کی آخری آیت میں یوں بیان فرمایا: یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ ۔ (یومِ دین وہ ہے) جس دن کوئی جان کسی جان کا کچھ اختیار نہ رکھے گی (یعنی کوئی کسی کا فر کو نفع نہ پہنچا سکے گا۔ خازن) مُلک کے معنی قرآن مجید نے خود بیان فرمائے ہیں' سورۂ آل عمران کی آیت: ۲۶ میں فرمایا: قل اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء ۔ (اے پیارے اپنے رب سے) یوں عرض کر: اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے .... مالک بغیر اضافت کے داروغۂ جہنم کا نام بتایا گیا ہے۔ ونادوا یا مٰلک لیقض علینا ربک قال انکم ماکثون ۔ (آیت: ۷۷) اور وہ پکاریں گے: اے مالک تیرا رب ہمیں تمام کر چکے (یعنی موت دے دے' مالک جہنم کے داروغہ کو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی موت کی دعا کرے) وہ فرمائے گا: (ہزار برس بعد) تمہیں تو ٹھہرنا ہے (عذاب میں ہمیشہ کبھی اس سے رہائی نہ پاؤ گے نہ موت سے نہ اور کسی طرح) مَلِک کا لفظ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے لیے اضافت کے ساتھ مَلِک الناس بھی آیا ہے اور بغیر اضافت کے بھی الملک القدوس اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کے لیے بھی وقال الملک ائتونی بہ ۔ بادشاہ نے کہا: اس (یوسف علیہ السلام) کو میرے پاس لاؤ۔ ان اللّٰہ قد بعث لکم طالوت ملکا (اور ان سے ان کے نبی نے

فرمایا:) اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا دیا ہے۔

مـلـيـك کا لفظ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے استعمال نہیں ہوا' اللہ تعالیٰ مـلـيـك ہے کیونکہ ملائکہ اور ملوک اسی کی مِلک ہیں' جسے چاہتا ہے چندروز کے لیے اپنا ملک عطا فرما دیتا ہے' ہرشی کی ملکوت (جان) اسی کے قبضے میں ہے' اس کی ملک داری میں کسی دوسرے کو شرکت حاصل نہیں۔ ولـم يـكـن لـه شريك في الملك ۔ اس وزن (فعیل) میں بمقابلہ فاعل وفعل یہ مزید خوبی ہے کہ اس صفت کا لزوم خود ذات موصوف سے ہوتا ہے۔ اس اسم مبارک سے تخلق تو نہیں' تعلق پیدا ہو سکتا ہے اور وہ یوں کہ خود کو ادنیٰ غلام سمجھو' ہرشی کا مالک حقیقی اللہ ہی کو سمجھو' جس کی بادشاہی ازل و ابد پر حاوی ہے' جو گدا کو تاجِ شاہی پہنا دے اور تخت نشینوں کو دم بھر میں خاک پر بٹھا دے بلکہ سولی پر لٹکا دے۔ وتعز من تشاء وتذل من تشاء ۔

ہے تو لاریب مقسط و منصف — پر ہوں میں عدل سے بہت خائف
روبرو تیرے عدل کے شاہا — غیر ممکن ہے اپنا چھٹکارا
ارحم الراحمین برحمت خویش — اکرم الاکرمین بعزت خویش
رحم رکن رحم یا غفور و رحیم — کرمے کن بحال زار سقیم
جمع کر میرے دل کو یا جامع — فکر روزی سے مجھ کو کر قانع

اَلْحَفِيُّ جل جلالہ

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے اس کا شمار اسماء حسنیٰ میں کیا اور ساتھ فرمایا: قـل مـن نبـه علی ذلك کہ بہت کم لوگ ہیں جنہیں اس اسم کی آ گاہی ملی۔ (فتح الباری ج ۲۶ ص ۸۲) حفی بروزن غنی کا معنی بہت بڑا عالم بھی ہے اور بڑا مہربان بھی ہے' یہ اسم پاک بَرّ اور لطیف کا ہم معنی ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس اسم پاک کا اطلاق فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ یعنی چچا آزر کو سلام متارکت کہتے ہوئے فرمایا: سـاسـتـغـفـر لك ربی انه كـان بـی حفيا ۔ قریب ہے کہ میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا (کہ وہ تجھے توبہ اور ایمان کی توفیق دے کر تیری مغفرت کرے) بے شک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ (مریم: ۴۷) تو اللہ تعالیٰ حفی ہے کہ وہ اپنے بندوں پر کمال مہربانی فرمانے والا ہے' اپنے بندوں کی پرسشِ احوال فرماتا ہے' خود سائلوں کو بلاتا ہے' درخواست کرنے والوں کو عرض و معروض کا موقع عطا فرماتا ہے اور ان کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے اور وہ اس لیے بھی حفی ہے کہ اس کے علم نے سب کو گھیر رکھا ہے' اس کے لطف و احسان نے سب کو زیر بار کر دیا ہے' وہ اپنے بندوں کو نیک اعمال پر آمادگی بخشتا ہے اور نافرمان بندوں کے تائب ہونے پر فرحت و سرور کا اظہار فرماتا ہے۔

تجھ کو کس بات کی شہا ہے کمی — کر غنی مجھ کو بھی تو یا مُغنی
دین و دنیا میں کچھ رہے نہ ہوس — اتنا دے اتنا دے کہ کہہ دوں بس
لاکھ دشمن ہوں مجھ کو کیا خطرہ — لاکھ ہوں دوست مجھ کو کیا پرواہ

اَلْمُحِیْطُ جل جلالہ

(مستدرک للحاکم' ابوزید بغوی' سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق' حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) **المحیط** ۔ احاطہ سے ہے' جس کا استعمال اجسام کے لیے ہوتا ہے' اسی لیے دیوار کو عربی میں **حائط** کہتے ہیں' پھر اس کا استعمال حفاظت کے معنی میں بھی آتا ہے: **ان اللّٰہ بکل شیء محیط** ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت تمام جہات سے کر رکھی ہے اور اس کا استعمال علم کے لیے بھی ہوتا ہے' فرمایا: **ان اللّٰہ بما تعملون محیط** ۔ اس وقت معنی یہ ہوں گے کہ اس شی کے وجود و جنس اور کیفیت و غرض اور مقصود ایجاد اور نتیجہ واثر کی کامل واقفیت ہو' ظاہر بات ہے کہ مخلوق کے متعلق علم کی یہ وسعت صرف اللہ کو ہی حاصل ہے جو رب العالمین ہے' اسی لیے ارشاد فرمایا گیا: **بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ** ۔ (یونس:۳۹) بلکہ اسے جھٹلایا جس کے علم پر قابو نہ پایا (یعنی قرآن مجید کو سمجھنے اور جاننے کے بغیر انہوں نے اس کی تکذیب کی اور یہ کمال جہل ہے کہ کسی شی کو جانے بغیر اس کا انکار کیا جائے۔ قرآن پاک کے ایسے علوم پر مشتمل ہونا جن کا مدعیان علم وخرد احاطہ نہ کرسکیں' اس کتاب کی عظمت وجلالت ظاہر کرتا ہے تو ایسی اعلیٰ علوم والی کتاب ماننا چاہیے تھا نہ کہ اس کا انکار کرنا) اور ابھی انہوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا (یعنی اس عذاب کو جس کی قرآن پاک میں وعیدیں ہیں) الغرض اللہ کے سوا اور کوئی اس کا دعویٰ نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ محیط ہے کیونکہ وہ اپنی تمام مخلوق کی حفاظت فرماتا ہے' تمام مخلوق پر اقتدارِ کلی رکھتا ہے' ہر مخلوق کی پیدائش' غرض پیدائش' انجام پیدائش اور فوائد پیدائش سے خبردار ہے' احاطہ مکانی و زمانی سب اسی کے بنائے ہوئے ہیں' اس کی قدرت کاملہ ان اُمور کو سرانجام فرماتی ہے جن پر انسان کو قدرت نہیں' مسلمانوں کو ایسی ایسی فتوحات ملیں اور ملیں گی جن کے حصول کی ان کو قدرت نہیں۔ **واخری لم تقدروا علیھا قد احاط اللّٰہ بھا** ۔ اس اسم پاک کے ساتھ تخلق پیدا کرنے والوں پر لازم ہے کہ اپنے اجسام واعمال وارواح پر اللہ تعالیٰ کو محیط جانیں اور **احاطت خطیئتہ** کی بدترین حالت سے اپنے آپ کو بچائیں جو اس وقت پیدا ہوتی ہے' جب انسان گناہوں پر دلیر ہوجاتا ہے' گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور دل پر ظلمت بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی ہر حالت گناہ میں گزرتی ہے۔ **نعوذ باللّٰہ من ذلک** ۔

خالق خیر و شر تو ہے یا رب — دوست دشمن برائے نام ہیں سب
ضرر و نفع کا تو ہے خلاق — زہر کیا چیز مان لیا تریاق
تیرے قبضے میں نفع اور نقصان — ضار و نافع ہے تیری شان
ظلمت جہل سے چھڑا یا نور — نور عرفاں سے دل کو کر پُرنور
ھرچہ غیر از توزاں نفو رم کن — پائے تا فرق غرق نورم کن

اَلْمُسْتَعَانُ جل جلالہ

حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے **المستعان** اور امام جعفر صادق علیہ الرحمہ نے **المستعان** کی جگہ **المنعم** بھی بیان کیا ہے' یاد رہے کہ ننانوے اسماء حسنیٰ جو ترمذی شریف کی حدیث سے بحوالہ مشکوٰۃ لکھے گئے ہیں' ان کے بعد اسماء حسنیٰ کے ساتھ جہاں بھی حافظ ابن

حجر لکھا گیا ہے اس سے مراد شیخ عبدالسلام حافظ احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد بن حجر الکنانی نسباً العسقلانی اصلاً المصری مولداً علیہم الرحمۃ ہیں اور فتح الباری سے مراد بھی انہی کی کتاب ہے نہ کہ امام قسطلانی کی فتح الباری۔ المستعان ۔ عون سے ہے جس کا معنی مدد وحمایت ہے۔ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس جب ان کے بیٹے یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص لے کر گئے اور عرض کیا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا ہے' تب یعقوب علیہ السلام نے کہا: واللہ المستعان علی ما تصفون اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتارہے ہو۔ (یوسف:۱۸) چنانچہ اس اسم پاک کی برکت سے بالآخر باپ بیٹے کی ملاقات ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ نے کفارِ عرب کے مقابلہ میں یہ دعا پڑھی: وربنا الرحمٰن المستعان علی ما تصفون ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی کامیابی عطا فرمائی جو کسی نبی علیہ السلام کو بھی نہ ملی' جس طرح حضور علیہ السلام کی دعا میں یعقوب علیہ السلام کی دعا سے زیادہ الفاظ کی قوت ہے' کامیابی میں بھی یہی فرق نظر آرہا ہے' وہاں بیٹا باپ کو ملتا ہے' یہاں ہزاروں لوگ اسلام میں داخل ہو کر حضور ﷺ کے حلقۂ غلامی میں آجاتے ہیں۔

جب گرے گرے کوئی نہ آیا تھا منے آبرو رکھ لی نبی کے نام نے
کررہا ہوں ذکر میں سرکار کا' گنبد خضریٰ ہے میرے سامنے
میری آنکھوں میں ستارے بھردے شہر بطحا کی سہانی شام نے
منتشر تھے جو انہیں یکجا کیا' رحمت عالم ترے پیغام نے
تشنگی سب کی مٹائی حشر میں' ساقیٔ کوثر کے شیریں جام نے
ہے ظہوری یہ کرم سرکار کا' جو دیا ہے پیار خاص و عام نے

ہم سورۂ فاتحہ میں پڑھتے ہیں: ایاک نعبد وایاک نستعین ۔ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ یہاں پر قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری نے معارف الاسماء شرح اسماء الحسنٰی ص ۱۸۹ پہ استعانت اور معاونت میں فرق بیان کر کے استعانت کو رب العالمین کا خاصہ قرار دیا ہے اور ص ۱۹۰ پر غیر اللہ کی استعانت و مدد کو شرک جلی قرار دیا اور کہا کہ اکثر مسلمان شرک میں اس لیے آلودہ ہیں کہ ایاک نعبد وایاک نستعین کے معنی نہیں سمجھتے اور سمجھنے پر مائل بھی نہیں ہوتے جبکہ تفسیر عثمانی میں اسی آیہ کریمہ کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے' ہاں اگر کسی مقبول بندے کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے' یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

کتاب حکمت و دانش کی ابتدا ادراک
خدائے لوح و قلم کا کرم عطا ادراک
میانِ عابد و معبود رابطے کی سبیل
حصولِ فیضِ الٰہی کا واسطہ ادراک
ہنر دیا ہے اسی نے قلم چلانے کا
اسی کا فضل ہیں علم' آگہی' نوا' ادراک
دلِ بشر پہ وہ کرتا ہے منکشف اسرار
ہے اسکے لطف و نوازش کا سلسلہ ادراک

اَلرَّفِیعُ جل جلالہ

(مستدرک حاکم' امام جعفر صادق' حافظ ابن حجر علیہم الرحمۃ) رفیع بروزن فعیل رفعت سے ہے اور یہ وزن فاعل ومفعول دونوں کے لیے آتا ہے' اللہ تعالیٰ رفیع ہے یعنی بلندیوں کا مالک بھی ہے اور بلندیاں عطا فرمانے والا بھی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا

ہے: رفیع الدرجات ذوالعرش ۔ (المؤمن:۱۵) بلند درجے عطا فرمانے والا ہے۔ (انبیاء و اولیاء و علماء کو جنت میں) عرش کا مالک۔ سورۂ مجادلہ آیت: ۱۱ میں فرمایا: یرفع اللّٰہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا (اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کے باعث) درجے بلند فرمائے گا' تو اللہ تعالیٰ رفیع ہے جس نے ہمارے سروں پہ ایسے آسمان کو بلند فرمایا کہ بغیر عمد ترونھا ۔ (لقمان:۱۰) بغیر ایسے ستون کے جو تمہیں نظر آئیں۔ الذی خلق سبع سمٰوٰت طباقا ما تری فی خلق الرحمٰن من تفوت فارجع البصر ھل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر ۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنٰھا رجومًا للشیٰطین ۔ (الملک) جس نے سات آسمان بنائے' ایک کے اوپر دوسرا تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے (یعنی آسمانوں کی پیدائش میں قدرتِ الٰہی ظاہر ہے کہ اس نے کیسے مستحکم' استوار' مستقیم' مستوی' متناسب بنائے) تو نگاہ اُٹھا کر دیکھ (آسمان کی طرف بار دیکھو) تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے' پھر دوبارہ نگاہ اُٹھا (اور بار بار دیکھ) نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی (کہ بار بار کی جستجو سے بھی کوئی خلل نہ پا سکے گی) اور بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو (جو زمین کی طرف سب سے زیادہ قریب ہے یعنی آسمانِ دنیا) چراغوں سے آراستہ کیا یعنی ستاروں سے مزین فرمایا اور انہیں شیطانوں کے لیے مار کیا (کہ جب شیاطین آسمان کی طرف گفتگو سننے اور باتیں چرانے پہنچیں تو کواکب سے شعلے اور چنگاریاں نکلیں جن سے انہیں مارا جائے)۔

گو جدا ہاتھ سے قلم نہ ہوا — تیرا اک وصف بھی رقم نہ ہوا
کون سی شب تھی فضل سے خالی — کون سے دن ترا کرم نہ ہوا
یہ بھی تیری ہی مہربانی ہے — میں جو مشغولِ کیف و کم نہ ہوا
سر وہ کس کام کا بھلا یا رب — تیری دہلیز پر جو خم نہ ہوا
جب سے بخشی ہے بندگی تو نے — دل کبھی مائل حشم نہ ہوا
جب سے "لا تَقْنَطُوْا" کہا تو نے — کوئی دکھ درد رنج غم نہ ہوا
میں مدینے میں مر تو سکتا ہوں — گو وہاں پر مرا جنم نہ ہوا
اُس کو بھی اپنا گھر دکھا مولا — جو کبھی مائلِ حرم نہ ہوا
گو کہ ہوں لا الٰہ کا قائل — مجھ سے اک بت بھی منہدم نہ ہوا
اپنی خواہش کا میں پجاری ہوں — مجھ سے تسخیر یہ صنم نہ ہوا
درج شہزاد جو ہے قرآں میں — کوئی بھی امر کالعدم نہ ہوا

اللہ کے بندوں کے بلند درجات کا ذکر

اللہ تعالیٰ رفیع ہے جس نے اپنے بندوں کو درجات میں بعض بندوں پر رفعت عطا فرمائی۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام پہ رفعت عطا فرمائی۔ واذکر فی الکتٰب ادریس انہ کان صدیقًا نبیًا و رفعنٰہ مکانًا علیًا ۔ (مریم:۵۶۔۵۷) اور کتاب

میں ادریس علیہ السلام کو یاد کیجیے بے شک وہ صدیق نبی تھے غیب کی خبریں دینے والے اور ہم نے انہیں بلند مقام پر اُٹھالیا۔ (دنیا میں انہیں علو مرتبت عطا کیا' یا یہ معنی ہیں کہ آسمان پر اُٹھالیا اور یہی صحیح تر ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث معراج میں ہم لکھ چکے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کا اسم گرامی اخنوخ ہے' آپ حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ ہی پہلے رسول ہیں۔ آپ کے والد حضرت شیث بن آدم علیہما السلام ہیں۔ سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ آپ ہی ہیں' کپڑوں کے سینے اور سلے کپڑے پہننے کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوئی' آپ سے پہلے لوگ کھالیں پہنتے تھے' سب سے پہلے ہتھیار بنانے والے' ترازو اور پیمانے قائم کرنے والے اور علم نجوم و حساب میں نظر فرمانے والے بھی آپ ہی ہیں' یہ سب کام آپ ہی سے شروع ہوئے' اللہ تعالیٰ نے آپ پر تیس صحیفے نازل کیے اور کتب الٰہیہ کی کثرت درس کے باعث آپ کا نام ادریس ہوا۔ (خزائن العرفان)

خدا کے سوا ہر چیز باطل ہے

اَلَا کُلُّ مَا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلٌ　　　وَکُلُّ نَعِیْمٍ لَّا مُحَالَۃَ زَائِلٌ

ہر چیز جو اللہ کے ماسوا ہے باطل ہے اور ہر نعمت یقیناً زائل ہونے والی ہے۔ اور محبت باری محب کے دل سے ہر غیر کی محبت کو محو کر دیتی ہے۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن　　　محبت نہیں جس میں شدت نہیں
محبت کے انداز ہیں سب پرانے　　　خبردار ہو اس میں جدت نہیں
از محبت تلخہا شیریں شود　　　وز محبت سیمہا زریں شود
از محبت دردہا صافی شود　　　وز محبت دردہا شافی شود

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سمیت المحبۃ لانھا تمحو من القلب ما سوی المحبوب ۔ محبت کو اسی لیے محبت کہتے ہیں کہ محبوب کے سوا ہر چیز کو دل سے محو کر دیتی ہے۔

استاذ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: المحبۃ محو المحب لصفاتہ واثبات المحبوب بذاتہ ۔ محبت محبّ کو صفات کی وجہ سے مٹا دینا اور محبوب کو اس کی ذات کے ساتھ ثابت کرنا ہے۔

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ذھب المحبوب للہ بشرف الدنیا والاخرۃ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرء مع من احب ۔ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے دنیا و آخرت کا شرف لے گئے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بندہ جس سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ ہوگا' امام غزالی نے کسی کو درج ذیل اشعار پڑھتے سنا تو بے ہوش ہو گئے:

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ　　　فَلَا طَبِیْبٌ لَّھَا وَلَا رَاقِیْ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شَغَفْتُ　　　فَعِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

محبت کے سانپ نے میرے جگر کو کاٹا تو اس کا نہ کوئی طبیب ہے اور نہ جھاڑ پھونک کرنے والا سوائے اس محبوب کے جس نے

میرا دل بھر دیا' اسی کے پاس میرا دم اور میرا علاج ہے۔

رفعتِ ذکر و مقامِ مصطفیٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ رفیع ہے جس نے نبی اکرم نورِ مجسم شفیع معظم ﷺ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پہ بلند مقام عطا فرمایا: تلک الرسل فضلنا بعضهم علٰی بعض منهم من کلم اللّٰه ورفع بعضهم درجت ۔ (البقرہ: ۲۵۳) یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا (مراتب میں) ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا (یعنی بے واسطہ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طور پر اور حضور علیہ السلام کے ساتھ معراج کی رات) اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند فرمایا۔ وہ حضور پرنور سیّد انبیاء محمد ﷺ ہیں کہ آپ کو بدرجات کثیرہ تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا' اس پر تمام اُمت کا اجماع ہے اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے۔ آیت میں حضور ﷺ کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی' اس سے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوشان کا اظہار مقصود ہے کہ ذاتِ والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیاء پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذاتِ اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے کوئی اشتباہ راہ نہ پا سکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ خصائص و کمالات جن میں آپ تمام انبیاء پر فائق و افضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں' بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا: درجوں بلند کیا' ان درجوں کا کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمایا تو اب کون حد لگا سکتا ہے۔ ان بے شمار خصائص میں سے بعض کا اجمالی و مختصر بیان یہ ہے کہ آپ کی رسالت عامہ ہے' تمام کائنات آپ کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا و نذيرا ۔ دوسری آیت میں فرمایا: ليكون للعالمين نذيرا ۔ مسلم شریف کی حدیث میں ارشاد ہوا: ارسلت الى الخلائق كافة اور آپ پر نبوت ختم کی گئی' قرآن پاک میں آپ کو خاتم النبیین فرمایا گیا۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: ختم بي النبيون ۔ آیات بینات و معجزات باہرات میں آپ کو تمام انبیاء پر افضل فرمایا گیا' آپ کی اُمت کو تمام اُمتوں پر افضل کیا گیا' شفاعت کبریٰ آپ کو مرحمت ہوئی' قربِ خاص معراج آپ کو ملا' علمی و عملی کمالات میں آپ کو سب سے اعلیٰ کیا اور اس کے علاوہ بے انتہا خصائص آپ کو عطا ہوئے۔ (مدارک' جمل' خازن' بیضاوی وغیرہ))

ہاں تُو ہی تاجدار ہے دارالسلام کا
ہے مُلکِ جاں میں سکّہ رواں تیرے نام کا
وردِ زباں جو نام ہے خیرُ الانام کا
میں مدح سنج آپ ہوں اپنے کلام کا
بجتی ہے بزم گاہ تیرے لُطف خاص کی
دنیا ہے مدرسہ تیرے ارشاد عام کا
جی چاہتا ہے آپ کے دَر پر پڑا رہوں
صاحب نہیں ہے اور کوئی اس غلام کا
دوزخ تپش ہے تیری عداوت کے داغ کی
کوثر ہے نشہ تیری محبت کے جام کا

(مولانا اسماعیل میرٹھی)

اَلْکَافِیُ جل جلالہ

(سنن ابن ماجہ' مستدرک حاکم اور حافظ ابن حجر علیہ الرحمہ نے کافی جبکہ ابوزید بغوی' سفیان بن عیینہ اور امام جعفر صادق علیہ

الرحمہ نے کافی بیان فرمایا) الکافی کا معنی ہے: کفایت کرنے والا اور کفایت کے معنی ہیں: کسی کو پورا کر دینا' جس سے حسب مراد کام بن جاتا ہے۔ اس اسم پاک کے بارے میں قرآن عزیز کی چند آیات مبارک ملاحظہ ہوں۔ سورۂ زمر میں ارشاد ہوتا ہے: **الیس اللّٰہ بکاف عبدہ** ۔ (آیت:۳۶) کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کافی نہیں۔ یعنی حضور ﷺ کو۔ ایک قرأت میں عبدہ کی بجائے **عبادہ** ہے' اس قراءت کے اعتبار سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام مراد ہوں گے جن کے ساتھ ان کی قوموں نے ایذاء رسانی کے ارادے کیے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور ان کی کفایت فرمائی۔ (باقی رہا یہ کہ جب اللہ کافی ہے تو مدینے جانے کی کیا ضرورت ہے' فلاں بزرگ کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے' اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب مسئلہ توحید و شرک میں دیکھئے)۔

الف اللہ دل رتا میرا مینوں "ب" دی خبر نہ کائی
"ب" پڑھیاں کجھ سمجھ نہ آوے جنہاں الف دی لذت پائی
"ع" تے "غ" دا فرق نہ جاناں ایہہ گل الف نے سکھائی
باہیا قول الف دے پورے جہڑے دل دی کرن صفائی

تیرے ناز اُٹھائے اللہ نے

اس اسم کے حوالے سے اپنے آقا علیہ السلام کی عظمت وشان مندرجہ ذیل اشعار کے بعد ملاحظہ فرمائیں:

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پہ سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے ترے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے

سیّد السّادات' سالارِ عجم
دستِ اُو معمارِ تقدیرِ اُمم
تا غزالی درس "اللہ ہو" گرفت
ذکر و فکر از دودمانِ اُو گرفت
خِطہ را آں شاہِ دریا آستیں
داد علم و صنعت و تہذیب و دیں
آفرید آں مردِ ایرانِ صغیر
با ہُنر ہائے عجیب و دل پذیر
مُرشدِ معنی نِگاہاں بُودہ ای
محرمِ اَسرارِ شاہان بُودہ ای

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

انا کفینک المستھزء ین ۔ (الحجر:۹۵) بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم آپ کو کفایت کرتے ہیں۔ کفارِ قریش کے پانچ سردار عاص بن وائل سہمی اور اسود بن مطلب اور اسود بن عبد یغوث اور حارث بن قیس اور ان سب کا افسر ولید ابن مغیرہ مخزومی' یہ لوگ نبی کریم ﷺ کو بہت ایذا دیتے اور آپ کے ساتھ تمسخر واستہزاء کرتے تھے۔ اسود بن مطلب کے لیے سیّد عالم ﷺ نے دعا کی تھی کہ یارب! اس کو اندھا کر دے۔ ایک روز سیّد عالم ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے' یہ پانچوں آئے اور انہوں نے حسب دستور طعن و تمسخر کے کلمات کہے اور طواف میں مشغول ہو گئے' اسی حال میں حضرت جبریل علیہ السلام سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اور عاص کے کفِ پا کی طرف اور اسود بن مطلب کی آنکھوں کی طرف اور اسود بن عبد یغوث کے پیٹ کی طرف اور حارث بن قیس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ میں ان کا شر دفع کروں گا' چنانچہ

تھوڑے ہی عرصے میں یہ ہلاک ہو گئے۔ ولید بن مغیرہ تیر فروش کی دوکان کے پاس سے گزرا' تہہ بند میں ایک پیکان چبھا مگر اس نے تکبر سے اس کو نکالنے کے لیے سر نیچا نہ کیا' اس سے اس کی پنڈلی میں زخم آیا اور اسی میں مر گیا۔ عاص بن وائل کے پاؤں میں کانٹا چبھا اور نظر نہ آیا' اس سے پاؤں میں ورم ہو گیا اور یہ شخص بھی مر گیا۔ اسود بن مطلب کی آنکھوں میں ایسا درد ہوا کہ دیوار میں سر مارتا تھا اور اسی میں مر گیا اور یہ کہتا مرا کہ مجھے محمد نے قتل کیا (ﷺ) اور اسود بن عبد یغوث کو استسقاء ہوا اور کلبی کی روایت میں ہے کہ اس کو لو لگی اور اس کا منہ اس قدر کالا ہو گیا کہ گھر والوں نے نہ پہچانا اور نکال دیا' اسی حال میں یہ کہتا مر گیا کہ مجھے محمد (ﷺ) کے رب نے قتل کیا اور حارث بن قیس کی ناک سے خون اور پیپ جاری ہوئی' اسی میں ہلاک ہو گیا۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(خازن)

صلی اللہ صلی اللہ یا محمد تیرے ناز اٹھائے اللہ نے
تیرے ہی لیے اے محبوبا کونین سجائے اللہ نے

ایمان تمہاری الفت ہے قرآن تمہارا چہرہ ہے
وہ دل جس میں تم بستے ہو ہیں کعبے بنائے اللہ نے

معراج کی شب کے دولہا ہو یہ شرف کسی کو مل نہ سکا
مہمان بنایا اور اپنے ہی جلوے دکھلائے اللہ نے

ہم جیسے گنہگاروں کے لیے اب تیرا سہارا کافی ہے
تیرے ہی وسیلے کے صدقے ہیں ڈوبے ترائے اللہ نے

جو آپ سے آقا دور ہوئے وہ قرب الٰہی پا نہ سکے
جو تم نے بنائے ہیں اپنے وہ اپنے بنائے اللہ نے

ہے مہک پسینے سے آئی اور جسم ہے آپ کا بے سایہ
دربار جنت پر اے آقا تیرے نام لکھائے اللہ نے

آدم سے مسیح تک نبیوں نے جو پایا تمہیں سے پایا ہے
نبیوں کو تمہاری عظمت کے ہیں شان بتائے اللہ نے

اللہ تعالیٰ کافی ہے

وکفی اللّٰہ المؤمنین القتال ۔ (الاحزاب:۲۵) اور اللہ نے اہل ایمان کو لڑائی کی کفایت فرما دی کہ غزوۂ احزاب میں دشمن' فرشتوں کی تکبیروں اور ہوا کی سختیوں سے بھاگ گئے۔ قل کفی باللّٰہ بینی و بینکم شھیدا ۔ اللہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ (العنکبوت:۵۲) میرے صدق رسالت اور تمہاری تکذیب کا معجزات سے میری تائید فرما کر قل کفی باللّٰہ شھیدا بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتب ۔ (ابراہیم:۴۳) فرما دیں: اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں (جس نے میرے ہاتھوں میں معجزات باہرہ و آیات قاہرہ ظاہر فرما کر میرے نبی مرسل ہونے کی شہادت دی) اور وہ جسے کتاب کا علم ہے (خواہ وہ علماء یہود میں سے تورات کا جاننے والا ہو یا نصاریٰ میں سے انجیل کا عالم' وہ سیّد عالم ﷺ کی رسالت کو اپنی کتابوں میں دیکھ کر جانتا ہے' ان علماء میں سے اکثر آپ کی رسالت کی شہادت دیتے ہیں) وکفی بنا حاسبین ۔ (الانبیاء:۴۷) اور ہم کافی ہیں حساب کو۔ فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم ۔ (البقرہ:۱۳۷) تو اے محبوب! عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے تمہاری کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا۔ (یہ اللہ کی طرف سے ذمہ ہے کہ وہ اپنے محبوب ﷺ کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس میں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ حاصل ہونے والی فتح وظفر کا پہلے سے اظہار فرمایا' اس میں نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ پورا ہوا اور یہ غیبی خبر صادق ہو کر رہی' کفار کے حسد و عناد اور ان کے مکائد سے حضور علیہ السلام کو ضرر نہ پہنچا' حضور علیہ السلام کو فتح نصیب ہوئی اور

بنی قریظہ قتل ہوئے' بنی نضیر جلاوطن کیے گئے' یہود و نصاریٰ پر جزیہ مقرر ہوا) ترمذی میں روایت ہے کہ ایک مکاتب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس آیا اور زرفدیہ میں امداد کا طلب گار ہوا' آپ نے اس کو فرمایا: میں تجھے چند ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جو مجھے حضور ﷺ نے سکھائے ہیں' اگر تجھ پر فلاں پہاڑ (یمن کے کوہِ صیر کا نام لیا) کے برابر بھی قرض ہوگا تو اتر جائے گا' وہ کلمات یہ ہیں: **اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ** ۔

ذات تیری غنی ہے تو واحد — تجھ کو زیبا ہے مجد یا ماجد
ایک ہے تو احد ہے تیرا نام — تو ہے واحد اے خدائے انام
تو نے پیدا کیے زمان و زمیں — کوئی ساتھی کوئی شریک نہیں
اے صمد سب سے بے نیاز ہے تو — صادق القول پاکباز ہے تو
تو ہی یا رب ہے صاحب قدرت — قادر و مقتدر ہے ذوالقوت

غَالِبٌ جل جلالہ

غالب ۔ غلبہ سے ہے اور غلبہ لغت میں گردن پکڑ لینے کو کہا جاتا ہے' اسی معنی کے اعتبار سے **رجل اغلب** ۔ دراز گردن مرد اور **امراۃ غلباء** ۔ دراز گردن عورت کہا جاتا ہے اور چونکہ گردن پکڑنے والا دوسرے پر قابو پالیتا ہے اور جس کی گردن پکڑ لی گئی ہو وہ مغلوب و قابو زدہ ہوتا ہے' لہٰذا قوت و طاقت کے معنی میں غلبہ کا استعمال ہونے لگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون** ۔ (الروم: ۲۔۳) رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں (یعنی شام کی اس سرزمین میں جو فارس کے قریب تر ہے) اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے (اہل فارس پر)۔

ان آیاتِ بینات کا شانِ نزول یہ ہے کہ فارس اور روم کے درمیان جنگ تھی اور چونکہ اہل فارس مجوسی تھے' اس لیے مشرکین عرب کا غلبہ انہیں پسند تھا' رومی اہل کتاب تھے' اس لیے مسلمانوں کا غلبہ انہیں اچھا معلوم ہوتا تھا' خسرو پرویز بادشاہ فارس نے رومیوں پر لشکر بھیجا اور قیصر روم نے بھی لشکر بھیجا' یہ لشکر سرزمین شام کے قریب مقابل ہوئے' اہل فارس غالب ہوئے' مسلمانوں پہ یہ خبر گراں گزری' کفارِ مکہ اس سے خوش ہو کر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہل کتاب اور نصاریٰ بھی اہل کتاب اور ہم بھی اُمی اور اہلِ فارس بھی اُمی' ہمارے بھائی اہل فارس تمہارے بھائیوں رومیوں پر غالب ہوئے۔ ہماری تمہاری جنگ ہوئی تو ہم بھی تم پر غالب ہوں گے' اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور ان میں خبر دی گئی کہ چند سال میں پھر رومی اہل فارس پر غالب آ جائیں گے' یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کفارِ مکہ میں جا کر یہ اعلان کر دیا: خدا کی قسم! رومی ضرور اہلِ فارس پر غلبہ پائیں گے' اے اہل مکہ! تم اس وقت کے نتیجہ جنگ سے خوش مت ہو کیوں کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے خبر دی ہے۔ ابی بن خلف کافر آپ کے مقابل کھڑا ہو گیا' آپ کے اور اس کے درمیان سو سو اونٹ کی شرط ہو گئی' اگر نو سال میں اہل فارس غالب آ جائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُبی کو سو اونٹ دیں گے اور اگر رومی غالب آ جائیں تو اُبی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دے گا' اس وقت تک قمار کی حرمت نازل نہ ہوئی تھی۔ یاد رہے حضرت امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک حربی کفار کے ساتھ عقود فاسدہ' ربٰوا وغیرہ جائز ہیں اور یہی

واقعہ ان کی دلیل ہے۔ القصہ سات سال کے بعد اس خبر کا صدق ظاہر ہوا اور جنگ حدیبیہ یا بدر کے دن رومی اہل فارس پر غالب آئے اور رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھے اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بنیاد رکھی اور حضرت ابوبکر صدیق نے شرط کے اونٹ اُبی کی اولاد سے وصول کیے کیونکہ وہ اس درمیان میں مر چکا تھا۔ سیّد عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ وہ شرط کے مال کو صدقہ کر دیں۔ یہ غیبی خبر حضور ﷺ کی صحت نبوت اور قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کی روشن دلیل ہے۔

(خازن و مدارک)

ہچ کو ہست بود کو نابود — نیست کو پھر کرے گا تو موجود
ہے یہ تیری ہی شان یا مبدی — مجھ کو کر دے سعید و نیک ابھی
میں نہیں طول عمر کا خواہاں — اور نہ میں خوف مرگ سے ترساں
مرگ کا غم نہ زندگی کی خوشی — یا الٰہی تری خوشی کی خوشی
زندگی دے جو ہو حیات میں خیر — موت دے ہو اگر ممات میں خیر
ہے تو ہی وہ کہ جو نہ ہو معدوم — تو ہی حی ہے اور تو ہی قیوم

اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے

سورۂ یوسف آیت:۲۱ میں ارشاد ہوتا ہے: **واللّٰہ غالب علی امرہ ولٰکن اکثر الناس لایعلمون** اور اللہ تعالیٰ اپنے کام پہ غالب ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔ اسی آیت سے یہ نام مبارک لیا گیا ہے جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو باپ سے جدا کیا اور کنویں میں ڈال کر بزعم خود ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا' اللہ تعالیٰ نے ان کے حسد کو ان کے لیے گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنے کا سبب بنایا' حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں سے نکال کر عزیز مصر کے گھر پہنچا دیا' پھر اس یوسف علیہ السلام کو وقت آنے پر تخت مصر بھی عطا فرمایا۔ **کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی ان اللّٰہ قوی عزیز** ۔ (المجادلہ:۲۱) اللہ تعالیٰ (لوحِ محفوظ میں) لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول (حجت کے ساتھ یا تلوار کے ساتھ) بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا' عزت والا ہے۔ کہاں یوسف اور کہاں مصر کہاں ان کے بکریاں چرانے والے بھائی اور کہاں یوسف علیہ السلام کی تخت مصر پر جلوہ فرمائی۔ **واللّٰہ غالبٌ علیٰ امرہ ولٰکن اکثر الناس یعلمون** ۔

نہیں میں کہتا کہ مولا سکندری دے دے — درِ رسول کی بس مجھ کو نوکری دے دے
تمام عمر گزاروں گا ان کے قدموں میں — مدینے پاک میں چھوٹی سی جھونپڑی دے دے
چمک اٹھوں گا زمانے میں چاند کی مانند — نبی کے عشق کی تھوڑی سی روشنی دے دے
بہاری دوں لگا مدینے میں اپنی پلکوں سے — نبی کے شہر کی گلیوں کی چاکری دے دے
غلام شاہِ مدینہ کے قدموں کو چوموں — جھکا رہوں میں یونہی ایسی عاجزی دے
نبی کے عشق میں مر کر امر ہو جاؤں — میرے خدا تو مجھے ایسی زندگی دے دے

دیکھائیں جلوہ تو گر جاؤں گا ان کے قدموں میں — میرے نصیب میں اک ایسی بھی گھڑی دے دے
نبی کے پیار کی دولت کو ہر طرف بانٹوں — سخاوتوں کی مجھے ایسی سروری دے دے
نکال دے میرے دل سے زمانے کی چاہت — بس اپنے پیارے محمد کی دلبری دے دے
رسول پاک کی مدحت سناؤں روز و شب — میری زبان میں مولا وہ چاشنی دے دے
شیرازی کہتا ہے آل نبی کے صدقے سے — میرے سخن میں تو کچھ اور بہتری دے دے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت جب انتہائی عروج پر تھی تو ایک دن وادیٔ مکہ میں سے گزر رہے تھے' فرمایا: بچپن میں یہاں اپنے باپ کے اونٹ چرایا کرتا تھا' تب وہ ایک درشت خوانسان تھا' بات بات میں سختی کیا کرتا' آج اسلام کی برکت سے عمر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا' حق وصداقت کا مقابلہ کرنے والے' ایمان باللہ سے عداوت رکھنے والے' ظاہری شان وشوکت پہ بھروسہ کر کے تکبر وغرور کے لہجے میں کہنے لگے: لا غالب لکم الیوم ۔ آج تم پر کوئی غالب آنے والا نہیں' دراصل یہ شیطانی آواز تھی جس پر وہ بھروسہ کر بیٹھے' ادھر قدسی آواز سے فوراً جواب ملتا ہے: ان جندنا لھم الغالبون ۔ بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا۔ افسوس کہ مسلمان حزب اللہ کے معنی بھول گئے' اللہ کے اس بابرکت نام کے تحت انہوں نے غلبہ و برتری کے حصول کی تمنا کو بھی چھوڑ دیا ورنہ مسلمان دنیا میں کبھی اتنے خوار و زبوں حال تو نہ دیکھے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کو اپنے ہر اسم پاک کے ساتھ تخلق و تعلق پیدا کرنے کی توفیق بخشے۔

واسعاً دے خوشی و خوشحالی — وسعت رزق و فارغ البالی
علم دے یا علیم حکمت دے — عشق دے یا ودود الفت دے
دوستی اپنی کر عطا مجھ کو — اپنا کر لے تو اے خدا مجھ کو
دے مجھے یا مجید مجد و علا — ہمسروں میں بلند کر رتبہ
روز بعث و نشور یا باعث — بہتری کا میرے اُٹھا باعث
دار دنیا سے یا شہید سفر — ہو مرا کلمۂ شہادت پر
حق حقیقت میں ہے تو ہی الحق — سب سے بے داغ قادر مطلق

اَلْمَنَّانُ جل جلالہ

(مستدرک للحاکم' ابوزید بغوی' سفیان بن عیینہ' امام جعفر صادق علیہم الرحمۃ) المنان مَنّ سے جس کے معنی احسان ہے۔ (مجمع البحار) یا مِنّت (احسان جتانا) سے ہے۔ (المفرد) پھر منت کی دو قسمیں ہیں' فعلی اور قولی۔ فعلی وہ ہے جو اللہ کی طرف سے بندوں پر ہے یعنی اس کا جود و عطا اور فضل و احسان۔ قولی وہ ہے جو گھٹیا قسم کے لوگ جتاتے ہیں' جس طرح قرآن مجید سورۂ حجرات میں ان اعراب کا ذکر ہے جو حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آ کر اپنی قدر و منزلت بڑھانے کے لیے کہتے' ہم ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم ۔ فرما دیجئے: تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم

(ظاہری طور پر) مطیع ہوئے' ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا (محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں' اس سے بندہ مؤمن نہیں ہوتا' اطاعت وفرمانبرداری اسلام کے لغوی معنی ہیں اور شرعی معنی میں: اسلام اور ایمان ایک ہیں کوئی فرق نہیں) یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کے بارے میں نازل ہوئی جو خشک سالی کے زمانے میں حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور حقیقت میں وہ ایمان نہیں رکھتے تھے' ان لوگوں نے مدینہ کے راستہ میں گندگیاں رکھیں اور وہاں کے بھاؤ گراں کر دیئے' صبح وشام حضور علیہ السلام کے پاس آ کر اپنے اسلام لانے کا احسان جتلاتے اور کہتے: ہمیں کچھ دیجئے! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اسی بات کو آگے بیان فرمایا: **یمنون علیك ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللّٰہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صدقین** ۔ اے محبوب! وہ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے' آپ فرما دیں: اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایات کی اگر تم سچے ہو (اپنے دعوے میں)۔

تیری حمد ربا میں کی کر سکدا جودی چاہویں تو کر کے وکھا دینا ایں
کرنا چاہویں تو جہڑی وی چیز پیدا لفظ "کن" تو بس فرما دینا ایں
جہڑا دریا پار کلیم کردا اوہدے وچ فرعون رہڑا دینا ایں
موسیٰ واسطے "لن ترانی" آکھیں سوہنے لئی حجاب اٹھا دینا ایں
رتبہ پاک خلیل دا دسنے لئی چھری پتر دے گلے رکھوا دینا ایں
اپنے نبی نوں پانی پلان بدلے زم زم پتھراں وچوں چلا دینا ایں
پیاسے رکھ کے کربل وچ شہزادے حیرت وچ کائنات نوں پا دینا ایں
جانے تیریاں تو ئیوں ای یا مولا عقل ہوش نوں وخت توں پا دینا ایں
جے تو چاویں شہاب جئے آسیاں نوں نعت لکھن دے گر سمجھا دینا ایں

فرعون نے بھی موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو ہمارے ہاں پلا ہے اور آج تو ہم پر اپنی فوقیت جتاتا ہے' اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: **وتلك نعمة تمنها علی ان عبدت بنی اسرائیل** ۔ (الشعراء: ۲۲) اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پہ احسان جتاتا ہے جبکہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے' یعنی اس میں تیرا کیا احسان ہے کہ تو نے میری تربیت کی اور بچپن میں مجھے رکھا' کھلایا' پہنایا' کیونکہ میرے تجھ تک پہنچنے کا سبب تو یہی ہوا کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا' ان کی اولادوں کو قتل کیا' یہ تیرا ظلم عظیم اس کا باعث ہوا کہ میرے والدین مجھے پرورش نہ کر سکے اور مجھے دریا میں ڈالنے پر مجبور ہوئے تو ایسا نہ کرتا تو میں اپنے والدین کے پاس رہتا' اس لیے یہ بات کیا اس قابل ہے کہ اس کا احسان جتایا جائے' فرعون' موسیٰ علیہ السلام کی اس تقریر سے لاجواب ہوا اور اس اسلوب کلام بدل کر' یہ گفتگو چھوڑ کر دوسری بات شروع کی۔

تو اللہ تعالیٰ منان ہے کہ اس کے عظیم احسانات مخلوق پر ہیں اور اس قدر زیادہ ہیں کہ مخلوق اس کے احسانات کے بوجھ تلے دبی

ہوئی ہے اُس نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام کو اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیج کر احسانِ عظیم فرمایا۔ لقد من اللّٰہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا ۔(آلِ عمران)

سلام اُس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اُس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اُس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اُس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اُس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اُس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اُس پر کہ جو ٹوٹے ہوئے حجرہ میں رہتا تھا
سلام اُس پر کہ جو ہر وقت سچی بات کہتا تھا
سلام اُس پر کہ جو سچائی کی خاطر دُکھ اُٹھاتا تھا
سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اُس پر کہ جس نے شرک کے پُرزے اُڑا ڈالے
سلام اُس پر کہ جس نے نقش باطل کے مٹا ڈالے
سلام اُس پر کہ بتوں کا زور جس نے ختم کر ڈالا
سلام اُس پر جہاں کو رحمتوں سے جس نے بھر ڈالا

اَلْمُنْعِمُ جل جلالہ

المنعم ۔ نعمت سے ہے لغت میں نعمت استلذادکو کہتے ہیں جو کسی شی سے حاصل ہو پھر ہر اس شی کو نعمت کہا جانے لگا جو انسان کی صحت وقوت وفرحت کی زیادتی کا باعث ہو نون کے کسرہ کے ساتھ نعمت حالت کو ظاہر کرتی ہے جیسا کہ جلسہ ورکبہ نشست وسواری کی ایک حالت کو ظاہر کرتے ہیں اور نون کے فتح کے ساتھ ہو تو فعل کے وقوع کو جو ایک ہی دفعہ واقع ہوا ہو ظاہر کرتا ہے۔ قرآن پاک میں نعمت کا لفظ قلیل وکثیر مادی وروحانی نعمت کی تمام اقسام پر وارد ہوا ہے۔ انعام کا معنی دوسرے پر احسان کرنا ہے بشرطیکہ جس پر انعام کیا جا رہا ہے (منعم علیہ) وہ ذوالعقول میں سے ہو یعنی یوں نہیں کہہ سکتے کہ فلاں شخص نے فلاں مکان یا فلاں جانور پر انعام کیا۔ سورۂ فاتحہ میں ہم پڑھتے ہیں: صراط الذین انعمت علیھم ۔ ہمیں ان لوگوں کے راستے پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا۔ پھر خود ہی اس کی تفسیر بھی فرمادی: جو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرے گا اسے انعام یافتہ لوگوں کی سنگت نصیب ہوگی اور انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ۔ اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیاء پر (تو انبیاء کے مخلص فرمانبردار جنت میں ان کی صحبت ودیدار سے محروم نہ ہوں گے) اور صدیقوں پر (صدیق انبیاء کرام علیہم السلام کے سچے متبعین کو کہتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ ان کی راہ پہ قائم رہیں لیکن اس آیت میں حضور ﷺ کے افاضل اصحاب مراد ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) اور شہیدوں پر (جنہوں نے راہِ خدا میں جانیں دیں) اور نیک لوگوں پر (وہ دیندار جو حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کریں اور ان کے احوال واعمال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں) اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے ساتھ کمال محبت رکھتے تھے جدائی کی تاب نہ تھی ایک دن اس قدر غمگین اور رنجیدہ خاطر ہوئے کہ چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا حضور علیہ السلام نے اس کا سبب پوچھا تو عرض گزار ہوئے کہ نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد بات صرف یہ ہے کہ جب آپ میرے سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت ہوتی ہے اور جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں کس طرح آپ کا دیدار پا سکوں گا؟ کیونکہ آپ تو اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے اور مجھے اگر جنت مل بھی گئی تو اس

مقام تک رسائی کہاں؟ اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور انہیں تسلی دی گئی کہ باوجود فرق منازل و مراتب کے فرمانبرداروں کو باریابی اور معیت کی نعمت سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ (خزائن العرفان) اسم منعم کا استخراج امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور اس کو بھی اسماء حسنیٰ میں شمار کیا۔ (فتح الباری) تو اللہ تعالیٰ منعم ہے اور اس کی نعمتیں بے شمار ہیں' اس نے ہمیں دین اسلام کی نعمت عطا فرمائی' بندے کو چاہیے کہ اس منعم حقیقی سے اس نعمت کا سوال کرے جو بندگانِ خاص کو عطا ہوتی رہی ہے' فانی نعمتوں کا سوال بے خبری ہے اور شہنشاہ سے کوڑیوں کا سوال سراسر حماقت ہے۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضٰه واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیك وانی من المسلمین ۔

راہ دکھلا مجھے شریعت کی — تو ہی ہادی مرا ہو یا ہادی
ملک لاھوت کی کرا دے سیر — یا بدیع العجائب بالخیر
مجھ پہ کر لطف ایسا یا باقی — کہ جہاں میں رہوں سدا باقی

اَلشَّافِیْ جل جلالہ

اللہ تعالیٰ کے اس اسم مبارک کا استخراج مندرجہ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے ہوسکتا ہے' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی صفت میں ارشاد فرمایا' جس کو قرآن مجید کی سورۂ شعراء میں یوں بیان فرمایا گیا: واذا مرضت فھو یشفین ۔ (آیت: ۸۰) اور جب میں بیمار ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بابرکت دعاؤں میں سے دو دعائیں اس طرح ہیں: بسم اللّٰہ ارقیك من کل شیء یؤذیك اللّٰہ یشفیك ۔ اللہ کا نام ہر ایذاء دینے والی شی سے بچاتا ہے' اللہ تجھے شفاء دے گا۔ اللّٰھم اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاء ك شفاء لایغادر سقما ۔ اے اللہ! انسانوں کے پالنے والے خوف وخطرہ دور فرما دے اور صحت وشفاء بخش دے تو ہی شفاء دینے والا ہے' تیری ہی شفاء ایسی شفاء ہے جو کوئی بیماری نہ رہنے دے۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں فرمایا: فیه شفاء للناس ۔ اس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے۔ جب اس قدر معمولی مخلوق میں اس نے شفا رکھ دی ہے تو اپنے بابرکت ناموں میں کس قدر شفا رکھی ہوگی؟

قدیر و خالقِ خلقت الٰہی شان ہے تیری — بہر لحظہ نرالی شان یا رحمان ہے تیری
تو رازقِ خلائق ہے سبھی کو پالنے والا — خطاؤں پر ہماری ہے تو پردہ ڈالنے والا
خزائن بے بہا تیرے ہیں یہ ارض و سما تیرے — تو لا محدود ہے مولا ہیں جلوے جا بجا تیرے
نہیں ہرگز کوئی تجھ سے زیادہ زور رکھتا ہے — تیرے آگے بھلا مولا کوئی دم مار سکتا ہے
ہے دی تو نے کسی کو عزت و شاہی و دانائی — کسی کو دی ہے ناداری' مصائب' بھوک و رسوائی
کوئی فرماں روا' فاقہ کشی میں مبتلا کوئی — کوئی دولت میں ڈوبا ہے گدائے بے نوا کوئی
تو جو چاہے کرے تجھ کو سبھی زیبا ہے یا مولا — خضر شکوہ کرے تیرا میری توبہ یا مولا

قرآن پاک کے بارے میں کئی آیات کے اندر فرمایا کہ یہ شفاء ہے: وننزل من القران ما ھو شفاء ۔ قل ھو للذین امنوا

هدى وشفاء۔ قرآن پاک میں جسمانی وروحانی امراض کی شفاء ہے' جس طرح جسمانی امراض بے شمار ہیں' اسی طرح قرآن پاک نے صرف وہ روحانی امراض جن کا تعلق دل کے ساتھ ہے' ان کو مختلف مقامات پہ بیان فرمایا' جو کہ یہ ہیں: ریبِ قلب' نفاقِ قلب' غمزۂ قلب' رانِ قلب' بہائے قلب' انصراف قلب' اغلال قلب' اکنان قلب' انطباع' قلب' ختام قلب' اقفال قلب' زیغ قلب' قساوت قلب' عمیان قلب' ان امراض کے ساتھ ان کی علامات وطریقہ تشخیص وعلاج بھی اسی کتاب (قرآن مجید) میں موجود ہے' کسی نسخے کے استعمال کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ طب کی کتاب کا ورق پانی میں گھول کر پی لیا جائے بلکہ ان دواؤں کا استعمال ضروری ہے جن کو کتاب نے تجویز کیا ہے۔ (معارف الاسماء شرح اسماء الحسنیٰ) اللہ تعالیٰ ہمیں روحانی وجسمانی تمام بیماریوں سے شفاء کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے۔

تو قوی المتین میں بے بس — تو ولی و قدیر میں بے کس
کب بڑا وصف ہو بشر سے ادا — حق ہے تو ہی حمید ہے اپنا
تیرے وصف و ثنا میں یا محصی — خود نبی کہہ گئے ہیں لا احصی

بعض اسماءِ حسنیٰ کا ترجمہ اور مختصر تشریح

رَازِقُ بھی اللہ کا نام ہے۔ (ابن ماجہ) جس کا معنی ہے: رزق دینے والا۔ رزق کا معنی کھائی جانے والی چیز بھی ہے اور ہر وہ چیز جس سے انسان نفع اٹھاتا ہے جیسے مال وجاہ' علم ودولت وغیرہ' جیسے کہا جاتا ہے: رزقنی اللّٰہ العلم ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم عطا فرمایا۔ وفی السماء رزقکم کی تفسیر میں رزق بمعنی بارش بھی کیا گیا ہے اور شہداء کے بارے میں عند ربھم یرزقون ۔ اخروی نعمتوں کا فیضان معنی کیا گیا ہے۔

ہم بندے ہیں آقا تو ہے — سب سے ارفع اعلیٰ تو ہے
مالک تو ہے خالق سب کا — ہر بندے پر تیرا سایہ
دھرتی تو نے بنائی خدایا — اور فلک کو خوب سجایا
پیدا کیے ہیں جن و انساں — پرند چرند اور سارے حیواں
بخش دیئے ہیں تو نے اُن کو — آسائش کے سارے ساماں
جنگل اور پہاڑ بنائے — گلشن گلشن پھول کھلائے
ہر بندے پر لحہ لحہ — تیری رحمت تیرے سائے
سمندر جھیلیں اور دریا — یہ پانی اور آگ' ہوا
سب تیری قدرت کے مظہر — سب کے اندر تیرا جلوہ
ہم بندے ہیں آقا تو ہے — سب سے ارفع اعلیٰ تو ہے

اس کے تمام نام بابرکت وباکمال ہیں

☆ صَادِقُ بھی اسماءِ حسنیٰ میں شامل ہے۔ (ابن ماجہ) اس کا معنی ہے: وعدہ اور قول میں پکا ہونا۔ قرآن پاک میں ہے: ومن

اصدق من اللّٰہ حدیثا ۔(النساء:۸۶)اوراللہ سے زیادہ سچی کس کی بات ہے؟یعنی اس سے زیادہ سچا کوئی نہیں'اس کا کذب ناممکن ومحال ہے اور ہر عیب اللہ پر محال ہے'وہ جملہ عیوب سے پاک ہے۔ومن اصدق من اللّٰہ قیلا ۔ (النساء:۱۲۲)اور اللہ سے سچا قول کس کا ہے؟ جب یہ اسم بندے کے لیے ہوتا ہے تو صدق سے تین اسم بنتے ہیں: صادق'صدوق'صدیق۔

☆ جَمِیْل بھی خداتعالیٰ کا نام پاک ہے۔(ابن ماجہ)ان اللّٰہ جمیل ویحب الجمال ۔ اللہ کے لیے یہ لفظ بولا جائے تو اس کا معنی ہوگا: جس سے خیر کثیر دوسروں کو حاصل ہو کیونکہ حسن و جمال کا اطلاق جسم و بدن پر بھی ہوتا ہے اور اقوال وافعال پر بھی اور اللہ تعالیٰ جمیل ہے' کا معنی ہے کہ وہ محاسن کثیر والا ہے اور اپنے بندوں کو بھی خیر کثیر سے نوازتا ہے۔

☆ اَلْبَادِیْ کا معنی ہے: کسی چیز کو دوسری پہ مقدم کرنا'اس اسم گرامی کا استخراج قرآن مجید کی ان آیات سے کیا گیا ہے: بدء خلق الانسان من طین...... کما بدء کم تعودون ۔ اللہ تعالیٰ ہی بادی ہے اور اسی کی تقدیم سے ہر شی کو تقدیم ملتی ہے اور اس کی ظہور بخشی سے ہر شی ظہور میں آئی ہے۔

☆ اَلْوَافِیْ: وفا کا معنی پورا کرنا' تمام کرنا' وعدہ وفا کرنا' اللہ تعالیٰ ہی نعمت کو پورا کرنے والا ہے اور دنیا و آخرت کے وعدوں کو مکمل اور تمام کرنے والا ہے۔(ابن ماجہ)

☆ بُرْھَانٌ: روشن اور واضح دلیل جو ابداً مقتضی صدق ہو۔(ابن ماجہ)

☆ اَلْبَارُّ: بھلائی کرنے والا'اس کی شرح اَلْبَرّ میں دیکھ لی جائے۔

☆ اَلشَّدِیْد: شدید العقاب ۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پہ آیا ہے اور سورۂ رعد میں شدید المحال بھی آیا ہے''شد''لغت میں گرہ دینے کو کہتے ہیں' پھر اس کا استعمال جسم' قوی اور عذاب کے استعمال میں کیا گیا۔(ابن ماجہ)

☆ اَلْقَائِم: قیام سے ہے' جس کے معنی حفاظت بھی ہے'افمن ھو قائم علیٰ کل نفس بما کسبت ۔ اسی آیت سے یہ اسم لیا گیا ہے' قرآن پاک میں القیوم اور حدیث میں قیّم کا مادہ بھی قیام ہے' اللہ تعالیٰ ہر شی کی حفاظت' اس کے احوال کے ساتھ فرماتا ہے' ہر شی کو برقرار رکھتا ہے' اس لیے وہ قائم بھی ہے قیوم اور قیم بھی۔(ابن ماجہ)

☆ اَلدَّائِمُ: دَوْم کا معنی سکون اور ٹھہراؤ ہے' کہا جاتا ہے: دام الماء ۔ پانی ٹھہر گیا۔اللہ ہی کی ذات ہے جس کو دوام واستمرار حاصل ہے' کل شی ھالك الا وجھہ ۔ اَلْاَبَد بھی اللہ کا نام ہے۔(ایضاً)

☆ اَلْوَاقِیْ: اس کا مصدر وقایہ ہے' جس کا معنی ہے: کسی کو ضرررساں اور ایذاء دہ چیز سے بچانا۔ہم دعا میں یوں عرض کرتے ہیں: وقنا عذاب النار ۔ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔(ابن ماجہ)

☆ اَلْمُنِیْر: روشنی عطا کرنے والا۔

☆ اَلْقَدِیْم: ہمیشہ رہنے والی ذات۔

☆ اَلسَّامِعُ: سننے والا۔(ابن ماجہ)

☆ اَلْمُعْطِیْ: عطاء فرمانے والا۔حدیث میں آتا ہے: واللّٰہ معطی وانا قاسم ۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم

کرنے والا ہوں۔ خدا کی عطا کا حال یہ ہے کہ عطاغیر مجذوذ ۔ وہ نہ ختم ہونے والی ہے اور ادھر مصطفیٰ ﷺ کی تقسیم بھی نہ ختم ہونے والی ہے۔ (ابن ماجہ)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اس کا ہے دلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر — ساری کثرت پاتے یہ ہیں

اللہ تعالیٰ کو اس کے ناموں سے پکارو

☆ اَلتَّامُ: وہ جو اپنی ذات میں مکمل ہو' قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے: واللّٰہ متم نورہ ۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل کرنے والا ہے۔ (ابن ماجہ)

☆ اَلْعَالِمُ: ان اللّٰہ عالم غیب السموات والارض ۔ (انعام' سجدہ' سبا' فاطر) درحقیقت عالم اللہ ہی ہے' مخلوق کا عالم ہونا محض اضافی ہے کیونکہ علم الٰہی کے مقابلہ میں مخلوق کا علم وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کی ہے' اس لیے کہ اللہ کا علم غیر محدود ہے اور مخلوق کا محدود۔ (ابن ماجہ)

☆ اَلْوَتْرُ: یگانہ' ایک وحدت حقیقی من کل الوجوہ اللہ کو ہی حاصل ہے۔ ان اللّٰہ وتر یحب الوتر ۔ (ایضاً)

☆ اَلنَّاظِرُ: دیکھنے والا۔ انہ ھو السمیع البصیر ۔ (ایضاً)

☆ اَلْحَنَّانُ: حدیث شریف میں یہ نام منّان کے ساتھ مل کر آیا ہے۔ حنّ سے ہے بمعنی شفقت۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لیے قرآن پاک میں فرمایا گیا: وحنانا من لدنا وزکوٰۃ ۔ (مریم)

یا سیّدی عبدك المسکین فی بابك — یرجو رضاك فجد بالعفو اولی بك
حاشاك تسدل حجابك دون طلابك — او تبتلی بعذابك قلب احبابك

ترجمہ: اے میرے مولیٰ! تیرا مسکین بندہ تیری رضا کی اُمید لگائے تیرے در پر حاضر ہے' پس معافی کے ساتھ ساتھ جود وکرم سے نوازنا تیرے شایانِ شان ہے۔ تیری پناہ کہ تو اپنے طلبگاروں پر اپنے وصال سے پردہ ڈال لے یا اپنے دوستوں کے دلوں کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ (الروض الفائق)

عطاء ذو العرش خیر من عطائکمو — وفضله واسع یرجی وینتظر
تکدرون العطا منکم بمنتکم — واللّٰه یعطی فلا من ولا کدر

ترجمہ: عرش والے (رب) کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے اور اس کا فضل وسیع ہے جس کی امید کی جاتی ہے اور انتظار کی جاتی ہے۔

تم اپنی عطا کو احسان جتا کر گدلا کر لیتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے' تو نہ احسان جتاتا ہے اور نہ ہی اس کی عطا مکدر ہوتی ہے۔

روح میں تو ہے دل میں تو میری آب وگل میں تو — اصل میں تو ہے ظل میں تو حق حق حوحق حق ھو
اوّل تو ہے آخر تو ہے باطن تو ہے ظاہر تو — قادر قادر قادر تو اللہ اللہ اللہ ھو

تو میرا آقا میں تیرا بندہ بندہ بھی کیسا گھنونا بندہ
لوٹ معاصی سے آگندہ کر اپنے کرم سے عفو عفو

تحریر ہے آب زر سے ورق ہے دل میں لکھا حامد کے سبق
انت الھادی انت الحق لیس الھادی الا ھو

لا معبود الا اللہ
لا مشھود الا اللہ

لا موجود الا اللہ
لا مقصود الا اللہ

حسبی ربی جل اللہ
ما فی قلبی غیر اللہ

نور محمد صلی اللہ
اللہ اللہ اللہ ھو

لا الٰہ الا ھو
یا من لیس الا ھو

(مولانا حامد رضا خان بریلوی)

مانگتا ہوں ترے دربار سے مولا میں بھی

اَلْفَاتِحُ: فتح سے ہے' بمعنی فیصلہ' مدد' علوم و معارف وغیرہ' اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق جملہ اعتبارات سے صحیح ہے۔

(حاکم از فتح الباری)

☆ اَلْمُثِیْبُ: ثواب دینے والا۔ ثواب' کسی شی کا عمل کے بعد اس حالت پہ پہنچ جانا جو ابتدائی سوچ میں مقصود تھی' کپڑے کو بھی اس لیے ثوب کہتے ہیں کہ روئی' دھاگہ اور بُننے سے یہی مقصود ہوتا ہے' اس کا اطلاق اگرچہ خیر و شر کی جزاء پر ہوتا ہے لیکن استعمال زیادہ تر جزائے خیر کے لیے ہے۔ ثوابا من عند اللہ و اللہ عندہ حسن الثواب ۔ اللہ تعالیٰ اعمالِ صالحہ کا ثواب احسن عطا فرمائے گا اور اعمالِ سیئہ کا ثواب (بدلہ) ان اعمال کے مطابق ملے گا۔ ان دونوں وجوہ سے اللہ تعالیٰ مثیب ہے۔ (ایضاً)

☆ اَلْمُدَبِّرُ: یدبر الامر ۔ (الرعد:۲) یدبر الامر من السماء ۔ (سجدہ) کاموں کی تدبیر کرنے والا۔ (ایضاً)

☆ فَرْدٌ: اللہ تعالیٰ کو اس کی شان احدیت و وحدیت کی وجہ سے فرد کہا گیا' کیونکہ اللہ کی ذات اس شان میں منفرد ہے اور فرد اسی کو کہتے ہیں جس میں کوئی دوسری شی شامل نہ ہو سکے۔ (ایضاً)

☆ اَلْعَادِلُ: ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان ۔ اللہ تعالیٰ عادل ہے کیونکہ اسی نے عدل و احسان کا حکم دیا ہے۔ عدل بالفتح وہ مساوات جو اشیاء و حقوق غیر محسوسہ میں ہو اور بالکسر وہ مساوات جو اشیائے محسوسہ میں ہو۔

☆ اَلْقَابِلُ: قرآن مجید میں قابل التوب اللہ کی صفت ہے کہ وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے' اس کو مخفف کر کے القابل بنا لیا گیا ہے۔ (ابوزید از فتح الباری) جس طرح کہ سریع الحساب اور سریع العقاب کو مخفف کر کے السریع بنایا گیا' ورنہ یہ دونوں کسی جگہ منفرد حالت میں بطور اسم استعمال نہیں ہوتے۔ السریع کو امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ نے اسماء حسنیٰ میں شمار فرمایا ہے۔ اسی طرح اَلْمُتَفَضِّلُ کو ذو الفضل العظیم سے بنایا گیا' جو کہ معناً صحیح ہے۔

☆ مُعِیْنٌ: عون سے ہے' بمعنی مددگار' مستعان کے تحت اس کی شرح گزر چکی۔ اس کو میم کے فتح کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے جو کہ بطور اسم یا ظرف بمعنی چشمہ آب یا نگاہ کے سامنے ہے اور یہ سورۂ ملک کا آخری لفظ ہے۔ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے

حَاکِمُ بھی اسماء حسنیٰ میں شمار کیا ہے۔ان الحکم الا للّٰہ ۔ فاللّٰہ یحکم بینکم یوم القیامۃ ۔ھو احکم الحاکمین ۔ وھو خیر الحاکمین ۔

بخش مولا مرے دل کو بھی وہی سوز و گداز
جس خشیت سے مشرف تھے کبھی اہلِ حجاز
جس کی ہر ضرب میں ہوتا ہے نہاں نغمۂ حق
اسی مضراب کا طالب ہے مری روح کا ساز
ذوقِ سجدہ بھی عطا ہو مری پیشانی کو
تیری محراب میں خم ہو یہ مرے بندہ نواز
مانگتا ہوں ترے دربار سے مولا میں بھی
جو دمکتا ہے جبینوں میں وہی عجز و نیاز

اللہ تعالیٰ کے مرکب اسماء مبارکہ

جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ بعض نام قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی ہیں جو کہ مرکب ہیں' بعض واضح طور پر اور بعض مفہوم کے اعتبار سے' تو تکمیل موضوع کے لیے ان کو بھی لکھا جا رہا ہے:

(۱)رب العالمین ۔ تمام جہانوں کا پالنے والا۔(الفاتحہ)(۲)رب العزۃ ۔ عزت کا مالک۔(صافات)(۳)رب العرش الکریم ۔عزت والے عرش کا مالک۔(المؤمنون)(۴)واسع المغفرۃ ۔ مغفرت کو وسعت دینے والا۔(النجم) (۵)اھل التقوٰی واھل المغفرۃ ۔ تقویٰ ومغفرت کا مالک۔(المدثر)(۶)خیر الغافرین ۔ سب سے بہتر بخشنے والا۔ (الاعراف)(۷)احکم الحاکمین ۔ سب سے بڑھ کر حکم والا۔(ھود،التین)(۸)خیر الحاکمین ۔ سب سے بہتر حکم دینے والا۔(الاعراف)(۹)خیر الرازقین ۔ سب سے بہتر رزق دینے والا۔(المائدہ)(۱۰)خیر الناصرین ۔ سب سے بہتر مدد فرمانے والا۔(آل عمران)(۱۱)احسن الخالقین ۔ سب سے بہتر صورت بنانے والا۔(المؤمنون)(۱۲)خیر الحافظین ۔ سب سے بہتر حفاظت فرمانے والا۔(۱۳)غافر الذنب ۔ گناہوں کو معاف فرمانے والا۔(۱۴)قابل التوب ۔ توبہ قبول فرمانے والا۔(۱۵)ذوالطول ۔جودوسخاوالا۔(۱۶)ذوالمعارج ۔ بلندیوں کا مالک۔(۱۷)ذوالقوۃ ۔قوت والا۔(۱۸)نعم المولیٰ ۔ بہترین آقا(۱۹)نعم النصیر ۔بہترین مددگار۔(۲۰)خیر الوارثین ۔ بہترین وارث۔(۲۱)فالق الاصباح ۔ صبحوں کا پیدا کرنے والا۔(۲۲)فالق الحب والنوی ۔ دانہ اور گٹھلی کو اُگانے والا۔(۲۳)رب الفلق ۔ نورِ صبح کا پروردگار۔ (۲۴)رب الناس ۔ نوعِ بشر کا پروردگار۔(۲۵)مالك الناس ۔ نوعِ بشر کا بادشاہ۔(۲۶)الٰہ الناس ۔ نوعِ بشر کا معبود۔ (۲۷)نعم الوکیل ۔ بہترین وکیل۔(۲۸)رفیع الدرجٰت ۔ بلندترین درجات والا۔(۲۹)کاشف الضر ۔ نقصان کو دور کرنے والا۔(۳۰)خیر الفاصلین ۔ بہترین فیصلہ کرنے والا۔(۳۱)اسرع الحاسبین ۔ سب سے جلدتر حساب کرنے والا۔(۳۲)خیر المنزلین ۔ سب سے بہترین جگہ دینے والا۔(۳۳)ذوالفضل العظیم ۔ فضل عظیم کا مالک۔ (۳۴)ذوانتقام ۔ سزا دینے والا۔(۳۵)متم النعمۃ ۔ نعمت کو مکمل کرنے والا۔(۳۶)کاتب الرحمۃ علیٰ نفسہ ۔ اپنی ذات پر رحمت کو لکھ دینے والا۔(۳۷)المجیر ۔ پناہ دہندہ۔(۳۸)المرھوب ۔ ہیبت والا۔(۳۹)المستجار ۔جس سے پناہ مانگی جائے(۴۰)المستعار ۔جس سے استعارہ کیا جائے۔(۴۱)المعاذ ۔پناہ۔(۴۲)الملجاء ۔ ٹھکانا۔

(۴۳) المنجی ۔ نجات دہندہ ۔ (۴۴) المستغاث ۔ فریاد سننے والا ۔ (۴۵) قدیم الاحسان ۔ ہمیشہ سے احسان کرنے والا ۔ (۴۶) دائم المعروف ۔ ہمیشہ سے بخشش وبخشائش والا ۔ (۴۷) قاضی الامور ۔ معاملات کا فیصلہ کرنے والا ۔ (۴۸) مقلب القلوب ۔ دلوں کو بدل دینے والا ۔

خواہش نفس کا شہزاد چھٹے دل سے غبار
تب کہیں جا کے سمجھ شانِ خدا آتی ہے

اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ کے بیان میں

یا الٰہی حمد ہے زیبا تجھے
کر عطا توفیق مدحت کی مجھے
حکم تیرے سے سجے ارض و سما
سب مناظر خوب بلکہ ہیں سوا
رزق دیتا ہے توئی در حجر بھی
گیت عظمت کے تری گائیں سبھی
تو نے انساں کو دیا علم القرآں
تاکہ پائے وہ حیات جاوداں
یا الٰہی قادرِ مطلق ہے تو
ہو رہا ہے ذکر تیرا چار سو
حمد کرنے میں محمد بے مثال
ان سے بڑھ کر حمد کرنا ہے محال
سب محامد کے ہے لائق تیری ذات
ہر کس و بیکس کی سنتا ہے تو بات
یا الٰہی علم دے نافع مجھے
التجا ساجد کی یا رب ہے تجھے

چونکہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ وتقدیس کا علم بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے اور جملہ عیوب ونقائص سے ہے' اللہ کی ذات کو مبرہ و اعلیٰ یقین کرنا بھی ضروری ہے' لہٰذا جو کلمات بطور ممادح سلبیہ وارد ہوئے ہیں' اب ان کو ذکر کیا جاتا ہے تاکہ تسبیح وتحمید کی جامعیت پیدا ہو جائے اور موضوع کی تکمیل بھی ہوتی جائے' یہ کل بیالیس نام ہیں جو ترجمہ اور سورت کے حوالہ کے ساتھ پیش کیے جارہے ہیں:

۱	لا تدرکه الابصار	حواس انسانی اس کا ادراک نہیں کر سکتے	انعام
۲	لا تاخذه سنة ولا نوم	اونگھ یا نیند کا اس پر اثر نہیں	بقرہ
۳	لا یؤده حفظهما	زمین وآسمان کی حفاظت اُسے نہیں تھکا سکتی	بقرہ
۴	لیس بظلام للعبید	وہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا	بقرہ
۵	لا یکلف اللّٰه نفسا الا وسعها	کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر حکم نہیں دیتا	بقرہ
۶	ما جعل علیکم فی الدین من حرج	دین میں کوئی حرج نہیں رکھا	الحج
۷	لا یرضٰی بعباده الکفر	اپنے بندوں کے لیے کفر پر خوش نہیں	زُمر
۸	لا یحب الفساد	وہ فساد کو پسند نہیں کرتا	بقرہ
۹	لا یبدل القول	اس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی	ق
۱۰	لا یجار علیه	اُس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے سکتا	المؤمنون

۱۱ لا يطعم	وہ کسی کے رزق کا محتاج نہیں	انعام
۱۲ لا شريك له في الملك	مُلک میں اس کا کوئی شریک نہیں	انعام
۱۳ ولم يكن له ولي من الذل	کوئی بیچارگی کا یاری دہندہ وہاں نہیں	اسرائیل
۱۴ ليس كمثله شيء	اس کی مثال جیسی بھی کوئی شے نہیں	شوریٰ
۱۵ لم يلد	وہ کسی کا فرزند نہیں	اخلاص
۱۶ ولم يولد	اس کا کوئی فرزند نہیں	اخلاص
۱۷ ولم يكن له كفوا احد	کوئی بھی اس کی کفو کا نہیں	اخلاص
۱۸ لا يخلف الميعاد	وہ وعدہ کا خلاف نہیں کرتا	آل عمران
۱۹ لا يعزب عنه مثقال ذرة	اس سے ذرہ برابر چیز دور نہیں	سبا
۲۰ ما اتخذ صاحبة ولا ولدا	اس نے جورو بچہ نہیں بنایا	جن
۲۱ ما اتخذ الله من ولد	اس نے کسی کو بیٹا نہیں ٹھہرایا	مؤمنون
۲۲ لا يضل ربي ولا ينسىٰ	میرا رب نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے	طٰہٰ
۲۳ لا يضيع اجر المحسنين	وہ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا	ھود
۲۴ لا يحب الله الجهر بالسوء	بدی اور برائی کی اشاعت کو پسند نہیں کرتا	نساء
۲۵ لا يحب المعتدين	حد توڑنے والوں کو پسند نہیں کرتا	بقرہ
۲۶ لا يحب من كان مختالا فخورا	وہ فخر کرنے والے متکبر کو پسند نہیں کرتا	نساء
۲۷ لا يحب الخائنين	خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا	انفال
۲۸ لا يحب كل خوان كفور	خائن، ناشکرے کو پسند نہیں کرتا	الحج
۲۹ لا يحب الفرحين	اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا	القصص
۳۰ لا يحب المفسدين	فسادیوں کو پسند نہیں کرتا	المائدہ
۳۱ لا يحب الكفرين	کافروں کو پسند نہیں کرتا	آل عمران
۳۲ لا يحب المسرفين	فضول خرچ والوں کو پسند نہیں کرتا	الانعام
۳۳ لا يحب المستكبرين	تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا	النحل
۳۴ لا يحب الظلمين	ظالموں کو پسند نہیں کرتا	آل عمران
۳۵ لا يحب كل كفار اثيم	ناشکر گزاروں گنہگاروں کو پسند نہیں کرتا	بقرہ
۳۶ لا يخفى عليه شيء	کوئی شے بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں	آل عمران

۳۷ لا یرضی عن القوم الفاسقین	فاسق قوم سے رضامند نہیں	توبہ ع ۱
۳۸ لا یسئل عما یفعل	اُس کے فعل کی بابت کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا	انبیاء ع ۳
۳۹ لا یستحی من الحق	سچ کہنے میں کسی کا دباؤ نہیں مانتا	احزاب ع ۶
۴۰ لا یغفر ان یشرک بہ	معاف نہ کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے	نساء
۴۱ ما یمسکھن الا الرحمن	اللہ کے سوا کوئی اس کو نہیں تھامتا	ملک
۴۲ لا یھدی کید الخائنین	خیانت والوں کی چالوں کو نہیں چلنے دیتا	یوسف

التجائے عاجزانہ

اے بادشاہوں کو بادشاہت عطا فرمانے والے، غریبوں کی غریبی پر ترس کھانے والے، امیروں کو ثروت وامارت بخشنے والے اور بے آسرے دکھیاروں کی پکار کو سننے والے۔ اے واحد وقدوس خدا ایک خاطی اور عاصی بندہ پکارنے کی تمنا رکھتا ہے۔ اس کو توفیق رفیق عطا فرما کہ وہ تجھے دل کی اس گہرائی سے جو اخلاص وللہیت کا مسکن اور روح کے اس عمق سے جو تیرے خوف وخشیت کا مخزن ہے۔ پکارے، تو وہ داتا ہے، جو ہر پکارنے والے کی پکار کو سن کر ہمیشہ اس کے استحقاق سے زیادہ اس کے دامن مراد کو بھرتا ہے۔

اس سائل کی روح کانپ رہی ہے اور خطا کار دل کا ایک ایک ریشہ لرز رہا ہے کہ زندگی کا کوئی نیک عمل اور عمر بھر کا کوئی مستحسن کارنامہ نہیں جس کی امید پر ایسی عظیم وجلیل دولت کی شمع لے کر تیری بارگاہِ فضل وعطا میں کچھ لب کشائی کر سکے۔ مگر یاس وقنوط کی افسردگیوں میں صرف ارشادِ لَا تَقْنَطُوْا کی ڈھارس ہی جرأت کراتی ہے کہ اس کا دامن پھیلا اور غنی وکریم آقا سے مانگ وہ ذرّہ نواز ہے۔ نعائم کے خزانے بے منت وبے استحقاق جس پر چاہتا ہے کھول دیتا ہے۔

پس اسی رحمت لامتناہی کے صدقے اس ذرّہ ناچیز کو اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک، سائرِ افلاک کے بیانِ رفعتِ ذکر کی وہ وسعت وپاکیزگی عطا فرما جس کو سندِ دوام کے ساتھ قبولیت تام بھی حاصل ہو اور اس تذکرۂ حبیب میں وہ تاثیر واثر دے کہ اس کے ہر قاری وناظر کا قلب تیرے اور تیرے محبوب ﷺ کے عشق ومحبت سے معمور ہو جائے۔

تمام حمدیں ہر حامد سے ہر زمانہ میں اسی ذاتِ معبود ومحمود جل وعلا شانہٗ کے لئے ہیں جو چشمِ جہاں میں شاہد ومشہود اور قبلۂ جاں میں موجود ومسجود بے گوش وزبان اور بے ظن ونشان معبود ومقصود ہے۔ اُسی کی بارگاہ کریمی میں التفات دلِ عشاق اور اسی کی نظر رحیمی کی اسیر جانِ مشتاق ہے۔ وَهُوَ اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا شَرِيْكَ لَهٗ شَهَادَةً اَشْهَدُ بِهَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

اسم اعظم کے بارے میں امام سیوطی کی تحقیق

آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسم اعظم اور اس سے متعلقہ احادیث کے بارے میں سوال کیا گیا تو میں نے ان احادیث، آثار و اقوال کو تلاش کیا جو اسم اعظم کے متعلق تھے، چنانچہ آپ نے اس بارے میں بیس اقوال پیش فرمائے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں (اس کے ساتھ ہی اسماء حسنیٰ کی بحث مکمل ہو جائے گا اور نیا موضوع شروع ہو جائے گا (انشاء اللہ العزیز!)

(۱) پہلا قول یہ ہے کہ اسم اعظم کا وجود ہی نہیں، بایں معنیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی نام ہیں وہ تمام کے تمام عظیم تر اور برتر ہیں اور ان

میں بعض اسماء کو بعض پر فضیلت دینا جائز نہیں۔ یہ ابو جعفر طبری، ابوالحسن الاشعری، ابو حاتم ابن حبان اور القاضی ابو بکر باقلانی کی رائے ہے اور اسی طرح حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ہے کہ بعض اسماء الٰہی کو بعض پر ترجیح دینا جائز نہیں۔

ان حضرات کے یہاں احادیث میں جہاں اسم اعظم کے الفاظ وارد ہوئے ہیں وہ عظیم اور برتری کے معنی پر محمول ہیں اور مفسر طبری رحمۃ اللہ علیہ کی جو عبارت ہے وہاں اسم اعظم کی تعیین کے سلسلہ میں احادیث اور آثار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اور میرے (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نزدیک تمام اقوال صحیح ہیں کیونکہ کوئی ایسی خبر نہیں ملی جس سے معلوم ہو سکے کہ یہ اسم اعظم ہے اور نہ ہی کوئی ایسی چیز ملی جو اس سے یعنی اسم اعظم سے بڑھ کر ہو۔

اور ابن حبان رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ احادیث میں اسم اعظم کے بارے میں جو کچھ ارشاد ہوا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ جب پکارنے والا ان ناموں سے پکارتا ہے تو اس پکارنے کی وجہ سے پکارنے والے کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اس چیز کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد یہی ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ اسم اعظم کا شمار ان چیزوں میں ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علمی خزانہ میں پوشیدہ رکھا ہے، جس پر مخلوق میں کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ اس قسم کا قول لیلۃ القدر، صلوٰۃ الوسطیٰ اور قبولیت کی گھڑی کے متعلق کیا گیا ہے۔

(۳) **هُوَ** ۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہل کشف لوگوں سے اس بات کو نقل کیا ہے اور دلیل کے طور پر یہ کہا ہے کہ اسم اعظم دراصل لفظ ''هُوَ'' ہے، اس کی دلیل میں فرماتے ہیں کہ دنیا میں جب کوئی صاحب کسی کی موجودگی میں اس شخصیت کا تعارف عظیم اور عمدہ کلام سے کرنے کا خواہاں ہو تو وہ قطعاً ''اَنْتَ'' (یعنی تو) نہ کہے بلکہ وہ ''هُوَ'' (وہ عظیم الشان) کہے، اس کا ادب کرتے ہوئے۔

(۴) لفظ ''**اللّٰہ**'' ایک ایسا اسم ہے جس پر کسی دوسرے کا اطلاق نہیں کیا جاتا کیونکہ اسماء حسنیٰ میں یہ اصل ہے، اس وجہ سے اسماء حسنیٰ کو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: اسم اعظم ''**اللّٰہ**'' ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا؟ اللہ جل شانہ کا قول ہے:

هو الله الذی لا الٰه الّا هو عالم الغيب والشهادة هو الرحمٰن الرحيم ہے۔

اور اس کے راوی یہ ہیں: حسن بن محمد بن الصباح۔ اسماعیل بن علیہ نے ابی رجاء سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب ''الدعاء'' میں یہ بات تحریر کی ہے: اسم اعظم ''یا اللّٰہ'' ہے اس کے راوی اسحٰق بن اسماعیل ہیں جنہوں نے سفیان بن عیینہ اور انہوں نے مسعر سے روایت کیا ہے۔ اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم لفظ ''**یا اللّٰہ**'' ہے۔

(۵) اسم اعظم ''**الرحمٰن الرحیم**'' ہے۔ الحافظ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح بخاری میں اس کو نقل کیا ہے اور یہی مستند قول ہے، جس کو ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا کہ مجھے اسم اعظم سکھایا جائے۔ آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا' چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نماز میں مشغول ہو گئیں اور نماز کی فراغت کے بعد ان الفاظ سے دعا مانگنے لگیں:

''اے اللہ! میں تجھے پکارتی ہوں' اے رحمٰن! میں تجھ سے دعا کرتی ہوں! اے رحیم! میں تجھ سے دعا کرتی ہوں اور میں تجھے تمام ناموں سے پکارتی ہوں' جو میرے علم میں ہیں اور جو میرے علم میں نہیں ہیں''۔

اس کی سند ضعیف ہے اور دلیل پر بھی اعتراض ہے لیکن میں (جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اس سے بڑھ کر استدلال کیا ہو سکتا ہے' جس کو حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو صحیح قرار دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کے متعلق پوچھا' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کے ناموں میں سے ایسا نام ہے آنکھ کی سفیدی اور آنکھ کی سیاہی میں جتنا قرب ہے اسی طرح اس کے اور اللہ کے اسم اکبر (اعظم) کے درمیان بھی بڑا قرب ہے۔

مسند الفردوس جو کہ دیلمی کی کتاب ہے' اس میں مرفوعاً حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: اسم اعظم ''سورۂ حشر'' کی آخری چھ آیات میں ہے۔

(۶) الرحمن الرحیم ۔ الحی القیوم ہے۔

امام ترمذی وغیرہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسم اعظم ان دو آیات میں ہے: والھکم الله واحد لا الٰه الا هو الرحمٰن الرحیم اور ''سورۂ آل عمران'' کا آغاز یعنی: اللّٰه لا الٰه الا هو الحی القیوم

(۷) ابن ماجہ اور حضرت حاکم ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں: اسم اعظم تین سورتوں میں ہے: البقرہ' آل عمران اور طٰہٰ میں۔

حضرت قاسم' ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اسم اعظم کی تلاش کی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ''الحی القیوم'' ہے۔

اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مضبوط بنا دیا ہے اور یہ دلیل دی ہے کہ یہ دونوں لفظ عظیم صفات پر دلالت کرتے ہیں جن پر دوسرے الفاظ ان کی طرح دلالت نہیں کرتے۔

(۸) الحنان المنان بدیع السمٰوات والارض یا ذوالجلال والاکرام کے متعلق ہے' جس کے ثبوت میں احمد' ابو داؤد' ابن حبان اور حاکم' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت ایک شخص نماز ادا کر رہا تھا' پھر اس نے یہ دعا کی:

اللھم انی اسئالك بان لك الحمد لا الٰه الا انت الحنان المنان بدیع السمٰوات والارض یا ذاالجلال والاکرام یا حی یا قیوم ۔

تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ کے عظیم یعنی اسم اعظم کے ساتھ دعا کی ہے اور جو اس کے ساتھ دعا کرتا ہے' اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور جو بھی اس کے صدقے مانگے' اسے عطا کیا جاتا ہے۔

(۹) **بدیع السموات والارض یا ذاالجلال والاکرام** کے متعلق منقول ہے کہ ابویعلیٰ نے السری بن یحییٰ کی سند سے اس کی تخریج کی ہے اور السری بن یحییٰ قبیلہ طی کے کسی آدمی سے روایت کی ہے کہ اس کی اس پر تعریف کی ہے' وہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ وہ مجھے اسم اعظم دکھا دے تو اس کے بعد میں نے آسمان کے ستاروں میں لکھا ہوا دیکھا: **بدیع السموات والارض یا ذاالجلال والاکرام** ۔

(۱۰) **ذاالجلال والاکرام** کے متعلق امام ترمذی' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے "**یا ذاالجلال والاکرام**" کہتے ہوئے سنا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ تیری دعا قبول کی گئی' پس جو مانگنا ہے مانگو۔

اور اسی طرح علامہ ابن جریر "سورۂ نمل" کی تفسیر میں حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں: ایسا اسم جس کے ساتھ دعا کی جائے وہ قبول کر لی جاتی ہے' وہ یہ اسم ہے: **یا ذاالجلال والاکرام** ۔

(۱۱) **اللھم انی اسئلك بانی اشهد انك انت اللّٰه لا اله الا هو الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد** ۔ اس عبارت کے متعلق ابوداؤد' ترمذی' ابن حبان اور حاکم' حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا:

تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم نے عظیم نام کے صدقے سے سوال کیا ہے' جب بھی کوئی اس نام سے سوال کرتا ہے تو اسے عطا کیا جاتا ہے۔

اور ابوداؤد کے نزدیک اس میں جو یہ الفاظ مذکور ہیں۔ **لقد سالت اللّٰه باسم الاعظم** ۔

اس سے اسم اعظم کا ثبوت ہے اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ سند کے اعتبار سے تمام سے زیادہ راجح ہے جو اس کے بارے میں آئی ہیں۔

(۱۲) لفظ رب ، رب کے متعلق حاکم نے حضرت ابوالدرداء اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے' یہ دونوں صحابی کہتے ہیں: اسم اعظم "رب رب" یعنی اللہ کا نام "رب" ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً اور موقوفاً نقل کرتے ہیں کہ جب بندہ کہے: "یارب یارب" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "**لبیك عبدی**" اے میرے بندے! تو جو کچھ مانگتا ہے مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔

(۱۳) **مالك الملك**' اسم اعظم ہے' طبرانی کبیر میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسم اعظم وہ اسم ہے جس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔ وہ "سورۃ آل عمران" میں ہے۔

قل اللھم مالك الملك تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علی کل شیء قدیر . تولج الیل فی النهار وتولج النهار فی الیل وتخرج الحی من

المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب تک۔
اس قول کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا قائل کون ہے۔
(۱۴) ذوالنون (یعنی حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ اسم اعظم ہے' اس پر نسائی کی حدیث دلیل ہے اور حاکم نے فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ سے اس کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جب مچھلی کے پیٹ میں تھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔
جو بھی مسلمان اس کے ساتھ دعا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے اور علامہ ابن جریر نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ والی حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا اسم وہی ہے جب اس کے ساتھ پکارا جائے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول کرتا ہے' جب اس کے صدقے سے مانگا جائے تو اللہ تعالیٰ عطا بھی کرتا ہے۔ وہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام کی دعا ہے اور حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے: "کیا میں تمہیں حضرت یونس علیہ السلام کی دعا سے آگاہ نہ کروں"۔ تو کسی شخص نے پوچھا: کیا یہ حضرت یونس علیہ السلام کے لیے خاص تھی؟ تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تو نے یہ نہیں سنا:
ونجینه من الغم وکذلك ننجی المومنین ۔
ترجمہ: ہم نے اس کو غم سے نجات دی اور اسی طرح ایمان والوں کو بھی نجات دیتے ہیں۔
ابن ابی حاتم نے کثیر بن معبد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: کیا تو قرآن نہیں پڑھتا' یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا قول "لا الـــه الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین" (اسم اعظم ہے)۔
(۱۵) کلمۂ توحید اسم اعظم ہے یعنی "لا الـه الا الله محمد رسول الله" اس کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔
(۱۶) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے اللہ جل شانہ سے اسم اعظم کو جاننے کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب میں دکھایا:
هو الله الله الذی لا اله الا هو رب العرش العظیم
۱۷- یہ اسماء حسنیٰ میں پوشیدہ ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مبارکہ اس کی تائید کرتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے' جس میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب بعض اسماء الحسنیٰ کے ذریعہ سے دعا کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جن ناموں سے تم نے سوال کیا ہے ان کا شمار اسم اعظم میں ہے۔
۱۸- بیشک اسم اعظم اللہ تعالیٰ کے تمام ناموں میں سے ہر نام ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اس لحاظ سے کہ اس کا ذہن کسی اور طرف نہیں ہوتا بلکہ حالت استغراق میں دعا مانگے تو اس حالت میں جو بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے وہ دعا قبولیت کے قریب ہوتی ہے۔

امام ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے کہ کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اسم اعظم کے بارے میں سوال کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا: اس کی کوئی حد نہیں، اس کی وحدانیت کو اپنے دل میں جگہ دینا یہ اسم اعظم ہے اگر تو کسی نام کو پناہ گاہ بنانا چاہے تو اسی کو لے کر مشرق و مغرب میں جا یعنی (خدا کی وحدانیت کو دل میں پیدا کر)۔

اسی طرح ابونعیم نے ابوسلیمان الدارانی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے بعض مشائخ سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب میں کہا: کیا تو اپنے قلب کو جانتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: جب تو نے اس کو دیکھ لیا تو اللہ سے سوال کر پس یہی اسم اعظم ہے۔

اور اسی طرح ابونعیم نے ابن ربیع السائح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا: مجھے اسم اعظم سکھائیں تو آپ نے فرمایا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" تو اللہ کی اطاعت کر پھر ہر چیز تیری اطاعت کرے گی۔

۱۹- لفظ "اللھم" اسم اعظم ہے زرکشی نے "جمع الجوامع" کی شرح میں اس کو بیان کیا ہے اور اس سے استدلال کیا ہے: بے شک لفظ "اللہ" ذات باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے جبکہ "اللھم" میں "م" ننانوے صفات پر دلالت کرتا ہے، اس کو ابن مظفر نے روایت کیا ہے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کے بارے میں کہا ہے: "اللھم" دعا کا خزانہ ہے اور نضر بن شمیل نے کہا ہے جو کہے "اللھم" تو اس نے اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء سے دعا کی ہے۔

۲۰- لفظ "الم" اسم اعظم ہے۔ علامہ حضرت ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: "الم" یہی اسم اعظم ہے اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: "الم" اسماء اعظم میں سے ایک اسم ہے اور ابن جریر رضی اللہ عنہ اور ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: "الم" ایک قسم ہے۔ اللہ نے اس کے ساتھ قسم اٹھائی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم اعظم ہے۔

(الدرر المنظم فی الاسم الاعظم للامام السیوطی علیہ الرحمۃ فجزاہ اللہ احسن الجزاء)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عظیم الشان قصیدہ

جس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے ساتھ استغاثہ کیا گیا ہے۔

شَرَعْتُ بِتَوْحِیْدِ الْاِلٰہِ مُبَسْمِلًا ۱ سَاَخْتِمُ بِالذِّکْرِ الْحَمِیْدِ مُجَمِّلًا

آغاز کیا میں نے توحید الٰہی کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر عنقریب اختتام کروں گا تعریف والے ذکر کے ساتھ خوبصورتی سے

وَاَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَا رَبَّ غَیْرُہٗ ۲ تَنَزَّہَ عَنْ حَصْرِ الْعُقُوْلِ تَکَمَّلَا

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں عقلوں کے احاطے سے وہ مکمل طور پر پاک ہے۔

وَاَرْسَلَ فِیْنَا اَحْمَدَ الْحَقَّ قَیِّدًا ۳ نَبِیًّا بِہٖ قَامَ الْوُجُوْدُ قَدْ خَلَا

اور بھیجا ہم میں احمد مجتبیٰ ﷺ کو حق کے ساتھ مرتبہ نبوت عطا کر کے جن کے سبب وجود کائنات قائم ہے اور وہ تشریف لے گئے۔

فَعَلَّمَنَا مِنْ کُلِّ خَیْرٍ مُّؤَیِّدٍ ۴ وَاَظْھَرَ فِیْنَا الْحِلْمَ وَالْعِلْمَ وَالْوَلَا

پس ہمیں ہر بھلائی سکھلائی جو تائید کی ہوئی ہے اور ہم میں بردباری، علم اور محبت کو ظاہر فرمایا،

فَیَا طَالِبًا عِزًّا وَّکَنْزًا وَّرِفْعَةً ۵ مِنَ اللّٰهِ فَادْعُوْهُ بِاَسْمَائِهِ الْعُلَا

پس اللہ سے عزت، خزانے اور بلندی کے طالب اس کے بلند ناموں کے وسیلے سے دعا کر

فَقُلْ بِانْکِسَارٍ بَعْدَ طُهْرٍ وَقُرْبَةٍ ۶ فَاَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ نَصْرًا مُعَجَّلَا

پس تو کہہ عاجزی کے ساتھ پاکیزگی اور عبادت کے بعد کہ اے اللہ میں تجھ سے جلد مدد کا سوال کرتا ہوں۔

بِحَقِّكَ یَا رَحْمٰنُ بِالرَّحْمَةِ الَّتِیْ ۷ اَحَاطَتْ فَكُنْ لِّیْ یَا رَحِیْمُ مُجَمِّلَا

بوسیلہ اپنے حق کے اے رحمٰن اس رحمت کے ساتھ جو احاطہ کیے ہوئے ہے اے رحیم مجھے اچھا کر دے

وَیَا مَلِكُ قُدُّوْسٌ قَدِّسْ سَرِیْرَتِیْ ۸ وَسَلِّمْ وُجُوْدِیْ یَا سَلَامُ مِنَ الْبَلَا

اور اے بادشاہ نہایت پاک میرے باطن کو پاک کر دے اور اے سلامتی دینے والے میرے وجود کو بلاؤں سے سلامت رکھ

وَیَا مُؤْمِنُ هَبْ لِیْ اَمَانًا مُحَقَّقًا ۹ وَسِتْرًا جَمِیْلًا یَا مُهَیْمِنُ مُسْبِلًا

اور اے امان دینے والے مجھے سچی امان عطا فرما اور اچھا در از پردہ اے نگہبان

عَزِیْزٌ اَزِلْ عَنْ نَّفْسِیَ الذُّلَّ وَاحْمِنِیْ ۱۰ بِعِزِّكَ یَا جَبَّارُ مِنْ كُلِّ مُعْضِلَا

اے عزت والے میری ذات سے ذلت کو زائل کر دے اور اے عظمت والے بوسیلہ اپنی عزت کے ہر مشکل میں میری حمایت کر

وَضَعْ جُمْلَةَ الْاَعْدَاءِ یَا مُتَكَبِّرُ ۱۱ وَیَا خَالِقُ خُذْلِیْ عَنِ الشَّرِّ مَعْزِلَا

اے بڑائی والے میرے تمام دشمنوں کو نیچا دکھا اور اے خالق مجھے ہر شر سے بچا،

وَیَا بَارِئَ النَّعْمَاءِ زِدْ فَیْضَ نِعْمَةٍ ۱۲ اَفَضْتَ عَلَیْنَا یَا مُصَوِّرُ اَوَّلَا

اے نعمتوں کے پیدا کرنے والے نعمتوں کا فیض زیادہ کر۔ اے صورت بنانے والے ہم پر پہلے اضافہ فرما

رَجَوْتُكَ یَا غَفَّارُ فَاقْبَلْ لِتَوْبَتِیْ ۱۳ بِقَهْرِكَ یَا قَهَّارُ شَیْطَانِیْ اخْذُلَا

اے مغفرت فرمانے والے میں نے تجھ سے امید رکھی پس میری توبہ قبول فرما اور اے غلبے والے اپنے قہر سے میرے شیطان کو ذلیل کر

بِحَقِّكَ یَا وَهَّابُ عِلْمًا وَّحِكْمَةً ۱۴ وَلِلرِّزْقِ یَا رَزَّاقُ كُنْ لِّیْ مُسَهِّلَا

اے دینے والے بوسیلہ اپنے حق کے علم وحکمت عطا فرما اور اے روزی دینے والے میرے لیے روزی آسان فرما

وَبِالْفَتْحِ یَا فَتَّاحُ نَوِّرْ بَصِیْرَتِیْ ۱۵ وَبِالْعِلْمِ نِلْنِیْ یَا عَلِیْمُ تَفَضُّلَا

اے کھولنے والے کاموں کے فتح کے ساتھ میری بصیرت کو روشن کر اور اے علم والے مجھے اپنے فضل سے علم عطا کر

وَیَا قَابِضُ اقْبِضْ قَلْبَ كُلِّ مُعَانِدٍ ۱۶ وَیَا بَاسِطُ ابْسُطْنِیْ بِاَسْرَارِكَ الْعُلَا

اور اے بند کرنے والے ہر دشمن کے دل کو بند کر دے اور اے کھولنے والے اپنے بلند بھیدوں کے ساتھ میرے سینے کو کھول دے

وَیَا خَافِضُ اخْفِضْ قَدْرَ كُلِّ مُنَافِقٍ ۱۷ وَیَا رَافِعُ ارْفَعْنِیْ بِرُوْحِكَ اَلْقُلَا

اور اے پست کرنیوالے ہر منافق کی قدر پست کر دے اور اے بلند کرنے والے اپنی بھاری روح کے ساتھ مجھے بلند کر دے۔

سَأَلْتُكَ عِزًّا يَا مُعِزُّ لِأَهْلِهِ ۱۸ مُذِلٌّ فَذِلَّ الظَّالِمِينَ مُنَكِّلًا

اے عزت دینے والے اپنوں کو میں تجھ سے عزت کا طالب ہوں اے ذلت دینے والے ظالموں کو عبرتناک طور پر ذلیل کر

فَعِلْمُكَ كَافٍ يَا سَمِيعُ فَكُنْ إِذَا ۱۹ بَصِيرًا بِحَالِي مُصْلِحًا مُتَقَبِّلًا

اے سننے والے تیرا علم کافی ہے جب تو میرے حال کا دیکھنے والا ہے پس ہو جا اس کو قبول کرنے والا سنوارنے والا

فَيَا حَكَمٌ عَدْلٌ لَطِيفٌ بِخَلْقِهِ ۲۰ خَبِيرٌ بِمَا يَخْفَى وَمَا هُوَ مُجْتَلًا

پس اے فیصلہ کرنے والے انصاف کرنے والے اپنی مخلوق پر مہربان خبر رکھنے والا ہر پوشیدہ اور ظاہر کی،

فَحِلْمُكَ قَصْدِي يَا حَلِيمُ وَعُمْدَتِي ۲۱ وَأَنْتَ عَظِيمٌ عُظْمُ جُودِكَ قَدْ عَلَا

اے بردبار پس تیری بردباری میرا قصد وارادہ ہے اور تو عظیم ہے تیری جودوعطا کی عظمت بلند ہو گئی۔

غَفُورٌ وَسَتَّارٌ عَلَى كُلِّ مُذْنِبٍ ۲۲ شَكُورٌ عَلَى أَحْبَابِهِ وَمُوَصِّلًا

بخشنے والا پردہ پوش ہر گنہگار کا صلہ دینے والا اپنے دوستوں کا اور ملانے والا،

عَلِيٌّ وَقَدْ أَعْلَى مَقَامَ حَبِيبِهِ ۲۳ كَبِيرٌ كَثِيرُ الْخَيْرِ وَالْجُودِ مُجْزِلًا

بلند ہے اور اپنے حبیب کا مقام بلند کر دیا' بڑا ہے بہت ہی خیر و بخشش والا بہت دینے والا ہے

حَفِيظٌ فَلَا شَيْءَ يَفُوتُ لِعِلْمِهِ ۲۴ مُقِيتٌ نَقِيبُ الْخَلْقِ أَعْلَى وَأَسْفَلَا

حفاظت فرمانیوالا ہے پس کوئی شے اس کے علم سے باہر نہیں قوت دینے والا نگہبان ہے بلند و پست مخلوق کا

فَحُكْمُكَ حَسْبِي يَا حَسِيبُ تَوَلَّنِي ۲۵ وَأَنْتَ جَلِيلٌ كُنْ لِغَمِّي مُنَكِّلًا

اے کفایت کرنے والے پس تیرا فیصلہ میرے لیے کافی ہے میری مدد فرما اور بزرگ۔ ہے تو ہو جا میرے غم کا مٹانے والا

إِلٰهِي كَرِيمٌ أَنْتَ فَأَكْرِمْ مَوَاهِبِي ۲۶ وَكُنْ لِعَدُوِّي يَا رَقِيبُ مُجَنْدِلًا

الٰہی تو کریم ہے پس مجھے عطیات بخش اور اے نگہبان میرے دشمن کو پچھاڑنے والا ہو جا

دَعَوْتُكَ يَا مَوْلَى مُجِيبًا لِمَنْ دَعَا ۲۷ قَدِيمَ الْعَطَايَا وَاسِعَ الْجُودِ فِي الْمَلَا

اے مالک قبول کرنے والے جو کوئی پکارے میں نے تجھے پکارا ہے اے قدیم عطاؤں والے کھلی بخشش والے عطاؤں میں،

إِلٰهِي حَكِيمٌ أَنْتَ فَاحْكُمْ مَشَاهِدِي ۲۸ فَوُدُّكَ عِنْدِي يَا وَدُودُ تَنَزَّلَا

الٰہی تو حکمت والا ہے میری حاضری کی جگہوں کا فیصلہ فرما اے دوست تیری محبت میرے پاس نازل ہو گئی،

مَجِيدٌ فَهَبْ لِيَ الْمَجْدَ وَالسَّعْدَ وَالْوِلَا ۲۹ وَيَا بَاعِثُ ابْعَثْ نَصْرَ جَيْشِي مُهَرْوِلَا

بزرگی والے پس مجھے بزرگی و سعادت اور محبت عطا فرما اور اے بھیجنے والے میرے بھاگتے لشکر کی مدد بھیج،

شَهِيدٌ عَلَى الْأَشْيَاءِ طَيِّبْ مَشَاهِدِي ۳۰ وَحَقِّقْ لِيَ حَقَّ الْمَوَارِدِ مَنْهَلًا

تو چیزوں پر گواہ ہے میرے حاضر ہونیکی جگہوں کو پاک کر دے اور میرے لیے پینے کے گھاٹوں کا حق ثابت کر دے

اِلٰهِیْ وَكِیْلٌ اَنْتَ فَاقْضِ حَوَائِجِیْ ۳۱ وَیَكْفِیْ اِذَا كَانَ الْقَوِیُّ مُوَكَّلَا

الٰہی تو کارساز ہے پس میری حاجات کو پوری فرما اور وکیل جب قوی ہو تو کافی ہوتا ہے،

مَتِیْنٌ فَمَتِّنْ ضُعْفَ حَوْلِیْ وَقُوَّتِیْ ۳۲ اَغِثْ یَا وَلِیُّ عَبْدًا دَعَاكَ تَبَتُّلَا

تو مضبوط ہے میری طاقت وقوت کے ضعف کو مضبوط کر دے اے دوست اپنے بندے کی مدد فرما اس نے تجھے پکارا ہے دنیا سے منقطع ہو کر

حَمِدْتُكَ یَا مَوْلٰی حَمِیْدًا مُوَحِّدًا ۳۳ وَمُحْصِیْ زِلَّاتِ الْوَرٰی وَمَعَدِّلَا

اے مالک سراہے ہوئے وحدانیت کا معتقد ہوتے ہوئے تیرے تعریف کرتا ہوں اور مخلوق کی لغزشوں کو گھیرنے والے درست کرنیوالے

اِلٰهِیْ مُبْدِیَ الْفَتْحِ لِیْ اَنْتَ وَالْهُدٰی ۳۴ مُعِیْدٌ لِّمَا فِی الْكَوْنِ اِنْ بَادَ اَوْخَلَا

الٰہی میرے لیے فتح اور ہدایت کے ظاہر فرمانے والے کائنات کی ہر موجود اور گزری چیز کے دوبارہ پیدا کرنے والے

سَاَلْتُكَ یَا مُحْیِیْ حَیَاةً هَنِیْئَةً ۳۵ اَمِتْ یَا مُمِیْتُ اَعْدَاءَ دِیْنِیْ مُعَجِّلَا

اے زندگی دینے والے میں تجھ سے خوشگوار زندگی مانگتا ہوں اے موت دینے والے میرے دینی دشمنوں کو جلد موت دے

یَا حَیُّ اَحْیِ مَیِّتَ قَلْبِیْ بِذِكْرِكَ ۳۶ الْقَدِیْمِ فَكُنْ قَیُّوْمَ سِرِّیْ مُوَصِّلَا

اے زندہ میرے مردہ دل کو اپنے ذکر قدیم سے زندہ کر دے پس میرے بھید کو قائم کرنے والا ملانے والا ہو جا

وَیَا وَاجِدَ الْاَنْوَارِ اَوْجِدْ مَسَرَّتِیْ ۳۷ وَیَا مَاجِدَ الْاَنْوَارِ كُنْ لِیْ مُعَوِّلَا

اے انوار کے موجود کرنے والے میری خوشی کو موجود کرا اور اے انوار کی بزرگی والے میرا مددگار ہو جا،

وَیَا وَاحِدُ مَا تَمَّ اِلَّا وُجُوْدُهٗ ۳۸ وَیَا صَمَدُ قَامَ الْوُجُوْدُ بِهٖ عَلَا

اور اے ایک یکتا جس کے سوا یہاں کوئی موجود نہیں اور اے بے نیاز جس سے تمام موجودات کو قیام ہے وہ بلند ہے

وَیَا قَادِرُ ذَاالْبَطْشِ اَهْلِكْ عَدُوَّنَا ۳۹ وَمُقْتَدِرٌ قَدِّرْ لِحُسَّادِنَا الْبَلَا

اور اے توانا گرفت فرمانے والے ہمارے دشمن کو ہلاک کر دے اور اے قدرت والے ہمارے حاسدوں کیلئے بلا مقدر کر دے

وَقَدِّمْ لِسِرِّیْ یَا مُقَدِّمُ عَافِنِیْ ۴۰ مِنَ الضُّرِّ فَضْلًا یَا مُؤَخِّرُ ذَاالْعُلَا

اے آگے کرنے والے میرے بھید کو بڑھا دے اور اے پیچھے کرنے والے بلندی والے اپنے فضل سے مجھے تکلیف سے بچا

وَاَسْبِقْ لَنَا الْخَیْرَاتِ اَوَّلَ اَوَّلَا ۴۱ وَیَا آخِرًا خَتِّمْ لِیَ الْمَوْتَ مُهَلِّلَا

اور اے اول پہلے ہماری نیکیوں کو سبقت دے اور اے آخر میرا خاتمہ کر کہ میں مروں تہلیل کرتے ہوئے،

وَیَا ظَاهِرُ اَظْهِرْ لِیْ مَعَارِفَكَ الَّتِیْ ۴۲ بِبَاطِنِ غَیْبِ الْغَیْبِ یَا بَاطِنًا وَّلَا

اور اے ظاہر اپنی معرفت کے مقامات ظاہر کر جو غیب الغیب کے باطن میں ہیں اور اے پوشیدہ دوستی والے

وَیَا وَالِیْ اَوْلِ اَمْرَنَا كُلَّ نَاصِحٍ ۴۳ وَیَا مُتَعَالِ اَرْشِدْ وَاَصْلِحْ لَهُ الْوَلَا

اے کام بنانے والے ہر نصیحت کرنے والے کا ہمارا کام بنا دے اور اے بلند و برتر اس کے لیے دوستی سیدھی و درست کر دے

وَیَا بَرُّ یَا رَبَّ الْبَرَایَا وَمُوْهِبَ ۴۴ الْعَطَایَا وَیَا تَوَّابُ تُبْ وَتَقَبَّلَا

اور اے نیک کار اے پروردگار مخلوق کے اور عطائیں بخشنے والے اور اے توبہ قبول کرنے والے رجوع فرما اور قبول کر

وَمُنْتَقِمٌ مِّنْ ظَالِمِیْ نُفُوْسِهِمْ ۴۵ كَذَاكَ عَفُوٌّ اَنْتَ فَاعْطِفْ تَفَضُّلَا

اور انتقام لینے والے میرے ظالموں کی جانوں سے تو اسی طرح معاف فرمانیوالا ہے پس اپنے فضل سے مجھے معاف فرما

عَطُوْفٌ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ وَمُسْعِفٌ ۴۶ لِمَنْ قَدْ دَعَایَا مَالِكَ الْمُلْكِ مَعْقِلَا

بندوں کے ساتھ شفیق و مہربان اور پورا کرنے والا اس کے لیے جس نے پکارا اے ملک کے مالک جائے پناہ

فَالْبِسْ لَنَا یَا ذَاالْجَلَالِ جَلَالَةً ۴۷ فَجُوْدُكَ وَالْاِكْرَامُ مَا زَالَ مُهْطِلَا

اے بزرگی والے ہمیں بزرگی کا لباس پہنا پس تیرا کرم موسلا دھار بارش کی طرح برسنے والا ہے

وَیَا مُقْسِطُ ثَبِّتْ عَلَی الْحَقِّ مُهْجَتِیْ ۴۸ وَیَاجَامِعُ اجْمَعْ لِیَ الْكَمَالَاتِ فِی الْمَلَا

اور اے انصاف کرنے والے میری جان کو حق پر ثابت رکھ اور اے جمع فرمانے والے میرے لیے اعلانیہ کمالات کو جمع فرما

اِلٰهِیْ غَنِیٌّ اَنْتَ فَاذْهَبْ لِفَاقَتِیْ ۴۹ وَمُغْنٍ فَاغْنِ فَقْرَ نَفْسِیْ لِمَا خَلَا

الٰہی تو بے پرواہ ہے میرے افلاس کو دور کر دے اور تو بے پرواہ کرنیوالا ہے میرے نفس کو ہر خواہش کی احتیاج سے بے پرواہ کر دے

وَیَا مَانِعُ امْنَعْنِیْ مِنَ الذَّنْبِ فَاشْفِنِیْ ۵۰ عَنِ السُّوْءِ مِمَّا قَدْ جَنَیْتُ تَعَمُّلَا

اور اے روکنے والے مجھے ہر گناہ سے روک لے پھر مجھے بچا برائی سے جو میں نے عمداً کی ہے۔

وَیَا ضَارُّ كُنْ لِلْحَاسِدِیْنَ مُوَبِّخًا ۵۱ وَیَا نَافِعُ انْفَعْنِیْ بِرُوْحٍ مُّحَصَّلَا

اور اے نقصان پہنچانے والے حسد کرنے والوں کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے اور اے نفع پہنچانے والے تائید کی ہوئی روح کے ساتھ مجھے نفع پہنچا

وَیَا نُوْرُ اَنْتَ النُّوْرُ فِیْ كُلِّ مَابَدَا ۵۲ وَیَا هَادِ كُنْ لِلنُّوْرِ فِی الْقَلْبِ مُشْعِلَا

اور اے نور تمام موجودات میں تیرا ہی نور ہے اور اے ہدایت دینے والے ہو جا نورِ قلب کا چمکانے والا

بَدِیْعَ الْبَرَایَا اَرْجُوْا مِنْ فَیْضِ لُطْفِهٖ ۵۳ وَلَمْ یَبْقَ اِلَّا اَنْتَ بَاقِیْ لَهُ الْوِلَا

انوکھا پیدا کرنے والا مخلوق کا میں اس کے فیض لطف سے امید رکھتا ہوں اور تیرے سوا کوئی باقی نہیں اسی کے لیے ہے دوستی

وَیَا وَارِثُ اجْعَلْنِیْ لِعِلْمِكَ وَارِثًا ۵۴ وَرُشْدًا اَنِلْنِیْ یَا رَشِیْدُ تَجَمُّلَا

اور اے وارث مجھے اپنے علم کا وارث بنا اور اے راست تدبیر والے مجھے اچھی شان و شوکت عطا فرما۔

صَبُوْرٌ وَّسَتَّارٌ فَوَفِّقْ عَزِیْمَتِیْ ۵۵ عَلَی الصَّبْرِ وَاجْعَلْ لِّیْ اِخْتِیَارَ مُزَعِّلَا

تو تحمل والا اور پردہ پوش ہے پس توفیق دے میرے عزم کو صبر کی اور مجھے اختیار دے کھولنے اور بند کرنے والا

بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰی دَعَوْتُكَ سَیِّدِیْ ۵۶ وَ آیَاتِكَ الْعُظْمٰی ابْتَهَلْتُ تَوَسُّلَا

میرے مالک میں نے تیرے پیارے ناموں کے ساتھ تجھ کو پکارا ہے اور میں نے تیری بہت بڑی نشانیوں کا وسیلہ پکڑا ہے

فَاَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ رَبِّیْ بِفَضْلِهَا ۵۷ فَهَیِّئْ لَنَا مِنْكَ الْكَمَالَ مُكَمَّلًا

پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ میرے رب انکی فضیلت سے اپنی طرف سے ہمیں مکمل کمال عطا فرما،

وَقَابِلْ رَجَآئِیْ بِالرِّضَا عَنْكَ وَاكْفِنِیْ ۵۸ صُرُوْفَ زَمَانٍ صِرْتُ فِیْهِ مُحَوَّلًا

اور میری امید کے مقابل اپنی رضا کو لا اور میری زمانے کے حوادث سے کفایت کر کہ میں ان میں گھرا ہوا ہوں

اَغِثْ وَاشْفِنِیْ مِنْ دَآءِ نَفْسِیْ وَاهْدِنِیْ ۵۹ اِلَی الْخَیْرِ وَاَصْلِحْ مَا بِعَقْلِیْ تَخَلَّلًا

میری مدد فرما اور مجھے میرے نفس کی بیماری سے شفا دے اور مجھے نیکی کی راہ دکھا اور میری عقل میں جو خلل پڑ گیا ہے اس کی اصلاح کر

اِلٰهِیْ فَارْحَمْ وَالِدَیَّ وَاِخْوَتِیْ ۶۰ وَمَنْ هٰذِا الْاَسْمَآءِ یَدْعُوْا مُرَتِّلًا

الٰہی رحم فرما میرے والدین اور بھائیوں اور اس پر جو ان ناموں کو عمدہ طریقے سے پڑھ کر دعا کرے،

اَنَا قَادِرِیُّ الْحَسَنِیُّ عَبْدُ الْقَادِرِ ۶۱ دُعِیْتُ بِمُحْیِ الدِّیْنِ فِیْ دَوْحَةِ الْعُلَا

میں قادری حسنی عبدالقادر ہوں اور میں شجرہ عالیہ میں محی الدین کے لقب سے پکارا جاتا ہوں۔

وَصَلِّ عَلٰی جَدِّیْ الْحَبِیْبِ مُحَمَّدٍ ۶۲ بِاَحْلٰی سَلَامٍ فِی الْوُجُوْدِ وَاَكْمَلَا

اور رحمت نازل فرما میرے پیارے نانا محمد ﷺ پر کائنات میں شیریں ترین اور کامل ترین سلام کے ساتھ

مَعَ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ جَمْعًا مُؤَیَّدًا ۶۳ وَبَعْدُ فَحَمْدُ اللّٰهِ خَتْمًا وَّاَوَّلًا

اور آپ کے آل و اصحاب پر جو تائید شدہ جماعت ہے اور پھر تعریف اللہ کے لیے ہے انتہا ابتدا میں،

مناجات باسمائے باری تعالیٰ

اے خالق جہاں مُتَعَالِی ہے تیری ذات
دے ہم کو برتری کے ہمہ عالیہ صفات

یَا بَرُّ ہم پہ بارشِ احسان مدام کر
اظہار التفات وکرم صبح وشام کر

توفیق توبہ خالق وتوّاب کر ہمیں
رکھ توبۂ نصوح پر عامل سدا ہمیں

یا منتقم ہماری فغاں سن، سلام لے
دنیا کے ظلم وجور کا جلد انتقام لے

ہو یارءف رحمت ورافت کی اک نظر
معدوم کر جہاں سے بنائے فساد وشر

مالک! ہیں تیری ملک، تیری مملکت میں ہم
بے یار وبے دیار، اسیر ملال وغم

یا ذاالجلال صاحب اکرام لے خبر
غارت گروں کو قہر سے اپنے تباہ کر

یا رب بلطف خاص کچھ ایسا ہو انتظام
تیرے غریب بندوں کی ہو پرورش مدام

یا مقسط سکھا ہمیں آئینِ معدلت
ہو عدل ورحم شیوۂ اعیانِ سلطنت

یا جامع جمعیت خاطر ہو مرحمت
مسلم سے انتشار فنا کر ہمہ جہت

کر یا غنی ہمیں غمِ پیہم سے بے نیاز
دے مال وزر ہمیں، کرم خاص سے نواز
یا مغنی تونگروزردار رکھ ہمیں!
دائم امینِ دولت بیدار رکھ ہمیں
یا مانع گناہ منہیات سے بچا
رکھ دور فعل زشت سے آفات سے بچا
یا ضآرٌ نہ پہنچے ہمیں کچھ کبھی ضرر
نقصان مال وزر سے رہے قوم بے خطر
یا نافع عطا ہو مفادِ ابد قرار
دنیا ودیں میں ہم کو منافع ہوں بیشمار
ہوں یا بدیع پیدا وہ ہم میں ولی جدید
ہو بدعتوں کا دور زمانے سے ناپدید
یا نور رکھ مدام منور دماغ و دِل
ہر سینہ ہو مرقع انوار مستقل!
یا ھادی پھر جہاں کو ہدایت نصیب کر
بے راہ روکو راہِ شریعت نصیب کر
یا باقی پھر بقائے ابد اقتدار دے
راحت برائے زندگیٔ مستعار دے
یا وارث نہ رکھ کسی انساں کو تو لا ولد
پھیلے ہر اک سلسلۂ نسل تا اَبد
کر یا رشید پھر دیارِ رشادو رشدوا
گم کردہ راہ قوم کو راہ صفاء دکھا
دے یا صبور صبر و تحمل جہان کو
آئین ضبط نفس سکھا خستہ جان کو
اللہ واسطہ تیری ذات وصفات کا
صدقہ رسول تاجور کائنات کا
اپنی صفاتِ خاص کا مظہر بنا ہمیں
اخلاق وانقیاد کا خُوگر بنا ہمیں
رکھ یا حمید مائل حمد وثناء ہمیں
کر ذوقِ نعتِ رحمتِ عالم عطا ہمیں
یا محصی حصارِ حریفاں شکست کر
ہم کو اُبھار حوصلے اعداء کے پست کر
یا مبدیٔ قلوب میں پیدا وہ جوش کر
بندے ترے مٹا سکیں دنیا سے شور وشر
کر پھر سے عیش وامن کی تخلیق یا معید
ہر رات شب برات ہو ہر دن ہو روزِ عید
دے یا محی روح مسلماں میں تازگی
آ جائے جس سے دین میں ایماں میں تازگی
مضبوط بے کسوں کو بنا جلد یا متین
بربادیوں کا ورنہ مسلماں کو ہے یقیں
ہیں مردہ دل، حیات ہمیں یا ممیت دے
مخلوق کے قلوب میں سچی پریت دے
یا حی نیم جاں ہیں مسلماں، حیات دے
جور و جفائے اہل جفا سے نجات دے
قیوم تیری ذات ہے اے خالقِ انام
قائم نبی کا دین رہے تاحدِ قیام
یا واجد غنی و تونگر بنا ہمیں
کر قید بندگیٔ عدو سے رہا ہمیں
یا ماجد ہو مجد و بزرگی عطا ہمیں
جلووں سے اپنے وجد میں ہر روز لا ہمیں
یا واحد تو ہے خالق و یکتا و لاشریک
دے شانِ احدیت کا سبق ہم کو ٹھیک ٹھیک

رکھ بے نیاز اہلِ جہاں سے صـمـد ہمیں — دے جیتے جی ہی عفو خطا کی سند، ہمیں!
یـا قـادرُ تجلّی قدرت نما دِکھا — دُنیا میں قدر ملّتِ اِسلام کی بڑھا
یـا مـقـتـدر ہمیں ہو عطا جاہ و اقتدار — افزوں ہو روز مقتدرت عزّت ووقار
کر یـا مـقـدم اہلِ عرب کی طرف نظر — فتح قدیم جیسی ہمیں نصرت نصیب کر
مسلم کا یـا مـؤخـر کر خاتمہ بخیر — ذلت نصیب ہو دم آخر سپاہ غیر
یـا اوّل ہو اوّلیت کا شرف عطا — روز جزا معاف ہو پہلے مری خطا
یـا آخـر نہ ہو دم آخر گناہگار — تیرے حضور کثرتِ عصیاں سے شرمسار
یـا ظـاهـر مظاہرہ الطاف وجود کر — عشاق کا قبول سلام ودرود کر
یـا بـاطـن ہوں منکشف اسرار باطنی — طور نگاہ کر مرے انوار باطنی
یـا ولـیُّ ہو اُمت مسلم کا کارساز — کر قوم کو ولائے محمد ﷺ سے سرفراز
سلطان کائنات کا عاشق بنا ہمیں — اپنے جمال ذات کا عاشق بنا ہمیں
جوش وخروش اُلفت اسلام دے ہمیں — پھر بادۂ الست کا اِک جام دے ہمیں
دُنیا کی نعمتوں سے مسلماں کو شاد رکھ — باہم دگر فریفتۂ اتحاد رکھ
عاشق ترے حبیب کے سب شادماں رہیں — دنیا میں کامیاب رہیں کامراں رہیں
مسلم کو اے خدا! شرفِ عزّ وجاہ دے — ہوشور وشر کا دور تو ہم کو پناہ دے
یا ربّ حریم قدس کا زینہ دکھا ہمیں — دربار تاجدار مدینہ دکھا ہمیں
آئے دم وصال نہ دل میں خیال غیر — یا رب ضیاءؔ فقیر کا ہو خاتمہ بخیر

....

اسماءِ حسنٰی سے توسل کرنا

اس باب کے حرف آخر کے طور پر یہ مسئلہ بھی یاد رہے کہ دعا کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذاتی وصفاتی ناموں کے وسیلہ سے دعا کی جائے (و ان یسئال اللہ تعالیٰ باسمائہ الحسنیٰ و صفاتہ العلی ۔حصن حصین) توسّل کی ایک صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنٰی وصفات جلیلہ کے وسیلہ سے دعا کی جائے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: **و للہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا** (اعراف آیت ۱۸۰)

اللہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں تم اُن کے وسیلہ سے اللہ سے دعا مانگو

اور یہ وہ مخصوص نام ہیں جن کا اسماء الٰہی ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے یہ اسماءِ حسنٰی اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کے حامل ہیں۔ جس طرح خدا تعالیٰ کی ذاتِ مبارک ہے اسی طرح اس کے اسماء بھی مبارک ہیں اس لیے اس کے ناموں کی برکات سے بھی

دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس کو جب ان اسماء حسنیٰ کے وسیلہ سے پکارا جاتا ہے تو وہ اس پکار کو شرفِ اجابت سے نوازتا ہے۔

حدیث ۱: حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئی سُنا۔

اللھم انی اشھد انك انت الله لا الٰه الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد

تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے خدا تعالیٰ کا وہ نام لے کر پکارا ہے کہ جب اس نام کے ساتھ اس سے سوال کیا جاتا ہے تو ضرور جواب دیتا ہے۔ اس حدیث کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے:

حدیث ۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے۔ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا نماز سے فارغ ہو کر اس نے یہ دعا کی۔

اللھم انی اسئلك بان لك الحمد لا اله الا انت المنان بدیع السموٰت والارض یا ذالجلال والاکرام یا حی یا قیوم ۔

تو آپ نے فرمایا: اس نے اللہ کا وہ نام لے کر دعا کی ہے کہ جب وہ اس نام کے ساتھ پکارا جاتا ہے تو جواب دیتا ہے اور جب اس سے مانگا جاتا ہے تو ضرور عطا کرتا ہے اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

(مشکوۃ کتاب اسماء اللہ تعالیٰ)

حدیث ۳: حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ذوالنون (یونس علیہ السلام) نے جب اپنے پروردگار کو مچھلی کے پیٹ میں پکارا تھا، تو یوں پکارا تھا: **لا اله الا انت سبحنك انی كنت من الظلمین ۔**

کوئی مسلمان کسی حاجت میں خدا تعالیٰ کو ان کلمات سے یاد نہیں کرتا مگر وہ ضرور اس کی سنتا ہے جو مسلمان اپنی حاجت براری کے لیے حق تعالیٰ کو ان کلمات مبارکہ سے یاد کرتا ہے تو حق تعالیٰ ضرور اس دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔

ایں دعا از من......

(اللہ تبارک وتعالیٰ کے لطف وکرم، فضل واحسان اور اس کی عنایت ومہربانی سے اسماء الحسنیٰ کا باب اختتام پذیر ہوا اور اس کی پروف ریڈنگ آج ۱۱ اپریل ۲۰۱۲ء بروز اتوار کو بیت اللہ شریف کے سامنے بیٹھ کے کر رہا ہوں اور اس وقت میرے ساتھ عزیز القدر برخوردار محمد راشد سلیم بھی بیٹھے ہیں جو کہ دمام سے تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان عنایات پر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس کے بعد شانِ خدا بزبانِ مصطفیٰ کا دوسرا باب جو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بارے، میں نبی اکرم ﷺ کے ارشادات پر مشتمل ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ گزشتہ باب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرمائے اور آئندہ باب کو بخیر وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

ندر من در دو جہاں با عزت وتمکین باد ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ہم اللہ عزوجل سے حسن خاتمہ کا سوال کرتے ہیں اور اس کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہیں، بے شک حد سے بڑھنے والے ہی اس

کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہتے ہیں۔ یا اللہ عزوجل! ہم تیری بارگاہ میں تیرے محبوب ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ تیرے محبوب ﷺ تیری بارگاہ میں ہم عاصیوں اور گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ یا اللہ عزوجل! ہمیں خوف سے امن عطا فرمادے، ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما اور ہمارے گناہ معاف فرمادے۔ یا اللہ عزوجل! اگر تو بھی صرف انہیں ہی اپنے بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے گا جو تیرے نیک بندے ہیں تو پھر ہمیں بتا کہ ہم جیسے گناہگاروں کو کون قبول کرے گا؟ یا اللہ عزوجل! اگر تو اطاعت گزار بندوں پر ہی رحم و کرم کی بارش نازل فرمائے گا تو کوتاہی کرنے والوں اور عاصیوں پر کون کرم کرے گا؟ یا اللہ عزوجل! ہم اپنے نفسوں کی برائی کو اچھی طرح جان چکے لہٰذا ہم پر نظرِ کرم فرما اور ہماری توبہ قبول فرما۔ یا اللہ عزوجل! ہم پر ایسا افضل وکرم فرما جو ہمیں تیری ذات کے سوا ہر چیز سے بے پرواہ کردے، ہمیں اطاعت کی توفیق، معصیت سے نفرت اور پُر خلوص نیت کی دولت سے نواز دے، ہمیں اپنی ایسی رحمت سے نواز کر جو ہماری کمی اور کوتاہی کو پورا کردے اور ہمارے فقر کو غنا سے بدل دے، ہمارے گناہوں کو مٹادے اور ہماری قدر ومنزلت میں اضافہ فرمادے ہمیں اپنے اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کے ارشادات عالیہ سن کران سے نفع حاصل کرنے کی سعادت نصیب فرما اور ہم گناہ گاروں کے حق میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شفاعت قبول فرما اس دن کے جس دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ہم پر اپنی حاصل رحمت نازل فرما۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین۔ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد نبیك العظیم ورسولك الکریم والداعی الی الصراط المستقیم۔ علیه وعلیٰ اٰله واصحابه وازواجه وذریاته افضل الصلوة واکمل التسلیم۔

ثناء و حمد بے پایاں خدا را — کہ صنعش در وجود آورد مارا
الٰہا قادرا پروردگارا — کریما منعما آمرزگارا
خداوندا! تو ایمان وشہادت — عطا کر دی بہ فضل خویش مارا
ز احسان خداوندی عجب نیست — اگر خط در کشی جرم وخطارا
بہ حق پار سایان کز در خویش — نیند ازی من نا پارسا را
خدایا! گر تو سعدی را برانی — شفیع آرد روانِ مصطفیٰ ﷺ را
محمد ﷺ، سیّد سادات عالم — چراغ وچشم جملہ انبیاء را



دوسرا باب:

رحمتِ خدا جل وعلا بارشاداتِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حمدِ باری تعالیٰ عزّ اسمہ

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے جو ایسا ''رحیم'' ہے کہ اپنے رحمدل بندوں پر بے انتہاء رحم فرماتا ہے۔ وہ ایسا ''کریم'' ہے جو نافرمانوں پر بھی جودوکرم کی بارش برساتا ہے۔ وہ ایسا ''حلیم'' ہے کہ جب کسی گناہ گار کو اپنی لغزش ونافرمانی پر حسرت وندامت کرتے ہوئے ملاحظہ فرماتا ہے تو اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ وہ ایسا ''علیم'' ہے کہ دلوں کے بھید جانتا ہے، نیتوں پر مطلع ہے اور زمین وآسمان کی کوئی شئے بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایسا ''عظیم'' ہے کہ کسی بھی گناہ کو معاف کرنا اس کے لیے دشوار ومشکل نہیں۔ وہ کسی عیب کو دیکھتا ہے تو محض اپنے فضل ونعمت سے چھپا دیتا ہے کیونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے۔ اس نے مؤمنین کو گناہ اور گمراہی سے نکالنے کے لیے ارشاد فرمایا: ''و رحمتی وسعت کل شیء ط (پ۹، الاعراف:۱۵۶) اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔'' پس وہ لغزشوں اور گناہوں کو بخش دیتا ہے اور جس شخص نے اللہ عزوجل کے حرام کردہ کام کو مجبور ہو کر اختیار کیا وہ گناہگار نہ ہوگا۔ جس نے اس کی بارگاہ میں توبہ کر لی وہ اسے نجات عطا فرمائے گا اور جس نے اس پر توکل وبھروسہ کیا وہ ہر معاملہ میں اسے کافی ہو جائے گا۔

اے توبہ کرنے والو! تمہیں عذاب سے بچنے کی خوشخبری ہو۔ تم اس نعمت پر اللہ عزوجل کا شکر ادا کرو کیونکہ تمہارے رب عزوجل نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا اور تمہارے لیے سعادت مندی لکھ دی ہے۔ اس نے اپنی معرفت کا ارادہ کرنے والے عارفین کے لیے علم کو ظاہر فرما دیا۔ جنت میں اپنے محبوب بندوں کو اپنے دیدار کی اجازت عطا فرما دی اور انہیں اپنی اُنسیت ومحبت کے جاموں سے سیراب کیا تو وہ اس کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گئے......، ڈر والوں نے اللہ عزوجل کے لیے تابعداری اور عاجزی کو لازم کر لیا اور اپنی گذشتہ خطاؤں پر آنسو بہائے تو اس نے ان کے لیے یہ فیصلہ فرما دیا: ''**قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ط** (پ۲۴، الزمر:۵۳) تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔''...... پس اس نے مغفرت کے ذریعے امان کا تاج ان کے سر پر سجا دیا جس سے پہچانے جاتے ہیں۔

اے اپنی زندگی کے ایام غفلت میں ضائع کرنے والے! اے اپنے نامۂ اعمال کو گناہوں سے بھرنے والے! اپنے مولیٰ عزوجل کی طرف خلوصِ دل اور فرمانبردارنفس کے ساتھ متوجہ ہو جا کیونکہ اس نے عام شفاعت کے مالک، اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ارشاد فرمایا ہے: "فان كذبوك فقل ربكم ذو رحمة واسعة ج (پ۸، الانعام: ۱۴۷) پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم فرماؤ کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے۔ تو اس نے کتنے ہی گناہ معاف فرمادیے کتنے ہی دل خوش کر دیے اور کتنے ہی پشیمانوں کو سند قبولیت جاری فرمادی۔

اے خداوند جہاں تیرا بڑا دربار ہے — فضل تیرا ہر گھڑی مولا ہمیں درکار ہے
ہم تیرے بندے ہیں یا رب تو ہمارا ہے خدا — ہم خطا کاروں کو تیرا فضل ہی درکار ہے

چہل ربنا

قرآن مجید کے چالیس مقامات جن میں ربنا لفظ آیا ہے ملاحظہ فرمائیں بلکہ ان کا ورد کریں پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہے۔

(۱) ربنا تقبل منا ط انك انت السميع العليم○ (بقرہ: ۱۲۷/۲)

(۲) ربنا واجعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم○ (۱۲۸/۲)

(۳) ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار○ (۲۰۱/۲)

(۴) ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكفرين○ (۲۵۰/۲)

(۵) ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا ج○ (۲۸۶/۲)

(۶) ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ج○

(۷) ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به ج واعف عنا وقفہ واغفرلنا وقفہ وارحمنا وقفہ انت مولانا فانصرنا على القوم الكفرين○ (۲۸۶/۲)

(۸) ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة ج انك انت الوهاب○ (آل عمران ۸/۳)

(۹) ربنا انك جامع الناس ليوم لا ريب فيه ط ان الله لا يخلف الميعاد○ (۹/۳)

(۱۰) ربنا اننا امنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار○ (۱۶/۳)

(۱۱) ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاكتبنا مع الشهدين○ (۵۳/۳)

(۱۲) ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا في امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكفرين○ (۱۴۷/۳)

(۱۳) ربنا ما خلقت هذا باطلا ج سبحنك فقنا عذاب النار○ (۱۹۱/۳)

(۱۴) ربنا انك من تدخل النار فقد اخزيته وما للظلمين من انصار○ (۱۹۲/۳)

(۱۵) ربنا اننا سمعنا مناديا ينادي للايمان ان امنوا بربكم فامنا ط○ (۱۹۳/۳)

(۱۶) ربنا فاغفرلنا ذنوبنا وكفر عنا سياتنا وتوفنا مع الابرار○ (۱۹۳/۳)

(۱۷) ربنا واتنا ما وعدتنا علیٰ رسلك ولا تخزنا یوم القیامة انك لا تخلف المیعاد○ (۱۹۴/۳)

(۱۸) ربنا امنا فاکتبنا مع الشھدین○ (۸۳/۵)

(۱۹) ربنا انزل علینا مآئدة من السمآء تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا وایة منك وارزقنا وانت خیر الرازقین○ (۱۱۴/۵)

(۲۰) ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین ○ (اعراف۷/۲۳)

(۲۱) ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمین ○ (۴۷/۷)

(۲۲) ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین○ (۸۹/۷)

(۲۳) ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین○ (۱۲۶/۷)

(۲۴) ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمین○ ونجنا برحمتك من القوم الکفرین○ (یونس ۸۵/۱۰)

(۲۵) ربنا انك تعلم مانخفی وما نعلن وما یخفٰی علی اللہ من شیء فی الارض ولا فی السمآءِ○

(سورہ ابراھیم ۳۸/۱۴)

(۲۶) ربنا وتقبل دعآء○ (۴۰/۱۴)

(۲۷) ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب○ (۴۱/۱۴)

(۲۸) ربنا اتنا من لدنك رحمةً وھیئی لنا من امرنا رشدا ○ (الکھف ۱۰/۱۸)

(۲۹) ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا اوان یطغٰی○ (سورہ طٰہٰ ۴۵/۲۰)

(۳۰) ربنا الذی اعطٰی کل شیء خلقه ثم ھدٰی○ (۵۰/۲۰)

(۳۱) ربنا امنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر الراحمین○ (سورہ مومنون ۱۰۹/۲۳)

(۳۲) ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما○ انھا سآءت مستقرا ومقاماً ○

(فرقان ۶۵،۶۶/۲۵)

(۳۳) ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماماً○ (۷۴/۲۹)

(۳۴) ربنا لغفور شکور○ (فاطر ۳۴/۳۵)

(۳۵) ربنا وسعت کل شی رحمة وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلك وقھم عذاب الجحیم○

(سورہ مومن ۷/۴۰)

(۳۶) ربنا وادخلھم جنت عدن التی وعدتھم ومن صلح من ابآئھم وازواجھم وذریتھم انك انت العزیز الحکیم○ وقھم السیات ومن تق السیات یومئذ فقد رحمته وذٰلك ھو الفوز العظیم○

(سورہ مومن ۸،۹/۴۰)

(۳۷) ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انك رؤف رحیم○ (سورہ حشر ۵۹/۱۰)

(۳۸) ربنا علیك توکلنا والیك انبنا والیك المصیر○ (سورہ ممتحنہ ۶۰/۴)

(۳۹) ربنا لا تجعلنا فتنة للذین کفروا واغفر لنا ربنا انك انت العزیز الحکیم○ (یونس ۶۰/۵)

(۴۰) ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انك علی کل شیء قدیر○ (تحریم ۶۶/۸)

گر آنکھ سے بھی جائے تو کرتا ہے اپنا کام — دل کو ہے اسم ذات سے کچھ ایسا التزام
تسبیح خواں ہیں اس کے سمک تا سما سبھی — ہر دل میں اس کی یاد ہے ہر لب پہ اس کا نام
قمری کے زمزمے میں ہے تمجید کردگار — کوئل کے لب پہ اس کا ترانہ ہے صبح وشام
مسجود خشک وتر ہے وہی ذات لا شریک — ہے بحر وبر میں اس کی عبادت کا اہتمام
دیتا ہے اس کو آیۂ لا تقنطوا سے مات — جب بھی مجھے ستائے ہے میرا خیال خام
درپیش آدمی کو ہے لغزش قدم قدم — آتا ہے تھامنے کو کرم اس کا گام گام
مبدا ہر ابتداء کا وہی ذات لا یزال — ہر انتہا کا اس کی مشیت پہ اختتام
شہزاد جس کا حامی وناصر ہو خود خدا — رہتا نہیں وہ شخص زمانے میں بے مرام

(شہزاد مجددی)

اللہ تعالیٰ پر ایمان کے متعلق عقیدہ

۱- صانع عالم جل مجدہ واجب الوجود ازلی وابدی ہے اس کا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں تمام کمالات ممکنات اس کی عظمتِ ذاتی کے ظل وپرتو ہیں۔

۲- وجوب ووجود استحقاق عبادت خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی وجزوی اس کی ذاتِ مقدس سے مختص ہیں۔

۳- حیات، قدرت، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ، صفات ذاتیہ حق سبحانہ کی ہیں ان سب سے ازلاً متصف ہے باقی صفات فصلیہ، سلبیہ، اضافیہ ہیں۔

۴- کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے بیشتر ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں (آلان کما کان)

۵- شفائے مرض، عطائے رزق، ازالۂ تکالیف ومصائب بطور استقلال وخلق اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

۶- جوہر، عرض، جسم، مکان، زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدیل ذاتی وصفاتی، جہل، کذب، ممکنات سے مختص ہیں ذات حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

۷- اللہ تعالیٰ بندوں کے فعال واعمال کا خالق ہے لیکن کفر ومعصیت پر راضی نہیں ہے۔

۸- تمام خیر وشر خالق الکل جل شانہ کے ارادہ وخلق وتقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے لیکن راضی صرف

خیر پر ہے۔

۹- بے نیاز ہے کسی کا اس پر حق نہیں ہے مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

۱۰- مومن کو دینِ حق پر انشراح عطا فرمانا اور اسے قبول کرنا اور اس کے موافق اعمال واحسان کی توفیق عطا فرمانا اس کا فضل ہے اور کافر کو صرف عقل وحواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء علیہم السلام کا اس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا جنابِ ربّ العزت کا عدل ہے۔

۱۱- صفت عدل وفضل کی چھ صورتیں ہیں جن کا اعتقاد کرنا مومن پر فرض ہے۔

۱-حق سبحانہ کسی پر ذرّہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا۔

۲-کسی کے اعمالِ حسنہ سے ذرّہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔

۳-کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔

۴-اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لیے اجر رکھتا ہے۔

۵-کسی کو طاعت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا۔

۶-فوق الطاقت کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

۱۲- اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیصِ الوہیت ہو اس کا ذاتِ حق پر بولنا کلمۂ کفر ہے۔

عقیدۂ اہل السنۃ فی توحید اللہ تعالیٰ

(۱) ان اللہ واحد لا شریک له (۲) ولا شیء مثله (۳) ولا شیء یعجزه (۴) ولا اله غیره (۵) قدیم بلا ابتدا ' دائم بلا انتها (۶) لا یفنی ولا یبید (۷) ولا یکون الا ما یرید (۸) لا تبلغه الاوهام' ولا تدرکه الافهام (۹) ولا یشبه الانام (۱۰) حی لا یموت' قیوم لا ینام (۱۱) خالق بلا حاجة' رازق بلا مؤنة (۱۲) ممیت بلا مخافة ' باعث بلا مشقة (۱۳) ما زال بصفاته ' قدیما قبل خلقه ' لم یزدد بکونهم شیئا لم یکن قبلهم من صفة' وکما کان بصفاته ازلیا' کذلك لا یزال علیها ابدیا (۱۴) لیس بعد خلق الخلق استفاد اسم (الخالق) ولا باحداث البریة استفاد اسم (الباری) (۱۵) له معنی الربوبیة ولا مربوب' معنی الخالق ولا مخلوق (۱۶) وکما انه محی الموتی بعد ما احیا' استحق هذا لاسم قبل احیائهم ' کذلك استحق اسم الخالق قبل انشائهم (۱۷) ذلك بانه علیٰ کل شیء قدیر وکل شیء الیه فقیر ' وکل امر علیه یسیر' لا یحتاج الی شیء (لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر (۱۸) خلق الخلق بعمله (۱۹) وقدر لهم اقدارًا (۲۰) وضرب لهم اجالا (۲۱) ولم یخف علیه شیء قبل ان یخلقهم ' وعلم ما هم عاملون قبل ان یخلقهم (۲۲) وامرهم بطاعته ' ونهاهم عن معصیته (۲۳) وکل شیء یجری بتقدیره و مشیئته ' ومشیئة تنفذ ' لا مشیئة للعباد الا ما شاء لهم' فما شاء لهم کان' ولم یشا لم یکن (۲۴) یهدی من یشاء ' ویعصم ویعافی ' فضلا ' ویضل من

يشاء ويخذل و يبتلى ' عدلا (۲۵) وكلهم يتقبلون في مشيئته ' بين فضله وعدله (۲۶) وهو متعال عن الاضداد والانداد (۲۷) لا راد لقضائه ' ولا معقب لحكمه ' ولا غالب لامره (۲۸) امنا بذلك كله ' وايقنا ان كلامن عنده (قال العلامة حجة الاسلام ابوجعفر الوراق الطحاوى بمصر عليه الرحمة هذا بيان عقيدة اهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة ابى حنيفة و ابى يوسف و ابى عبدالله محمد بن الحسن الشيبانى رضوان الله عليهم اجمعين وما يعتقدون من اصول الدين ويدينون يا رب العالمين . (العقيدة الطحاويه)

رحمت خداوندی کا بیان

مومنو وقت رحمت رب ہے اب وہ مانگو جو دل کا مطلب ہے
سب کو رب غفور دیتا ہے ہے وہ داتا ضرور دیتا ہے

ارشادِ خداوندی ہے:

(۱) قل يعبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ط ان الله يغفر الذنوب جميعا ط انه هو الغفور الرحيم ○ (پ۲۴، الزمر: ۵۳)

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

مذکورہ آیتِ مبارکہ میں اللہ عزوجل نے اپنے گنہگار، نافرمان، فاسق وفاجر اور سرکش بندوں کو مخاطب فرمایا جنہوں نے یہ سمجھ لیا کہ ان کی مغفرت نہ ہوگی اور وہ رحمتِ الٰہی عزوجل سے مایوس ہوگئے تو اللہ عزوجل نے مندرجہ بالا ارشاد فرمایا:

یعنی وہ اس کے گناہ بخشتا ہے جو توبہ کرے، ظلم سے باز آجائے اور برے افعال سے معافی طلب کرلے اور فرمایا: "انه هو الغفور الرحيم ○ ترجمہ: بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔" یعنی اس کے لیے غفور ہے جو توبہ کرے اور اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کرے اور اس کے لیے رحیم ہے جو برے افعال ترک کر کے نیک اعمال کی طرف راغب ہوجائے۔

حضرت سیدنا ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: "قرآن کریم میں کوئی آیت (رحمت کے اعتبار سے) مذکورہ آیت سے بڑھ کر وسعت والی نہیں۔"

(الموسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، الحدیث ۶۸، ج۱، ص۸۴)

حضرت سیدنا اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہ میں نے حضور ﷺ کو اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کرتے ہوئے سنا:

قل يعبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ط ان الله يغفر الذنوب جميعا ط

(پ۲۴، الزمر: ۵۳)

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور اسے کوئی پرواہ نہیں (یعنی سب کے گناہ بخش دے تو بھی اسے کوئی پرواہ نہیں)۔ (جامع

الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب من سورۃ الزمر، الحدیث ۳۲۳۷، ص ۱۹۸۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں ہے: ''ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا لمن یشاء ترجمہ: بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے جس کے چاہتا ہے۔'' (اس میں لمن یشآء زائد ہے)

(تفسیر القرطبی، سورۃ الزمر، تحت الآیۃ ۵۳، ج۸، الجزء الخامس عشر، ص۱۹۶)

حضرت سیدنا ابوکنود علیہ الرحمۃ اللہ الودود بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ایک واعظ کو دیکھا جو لوگوں کو وعظ ونصیحت کر رہا تھا اور آگ اور بیڑیوں کا ذکر کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: ''اے وعظ کرنے والے! لوگوں کو اللہ عزوجل کی رحمت سے کیوں مایوس کرتے ہو؟ پھر یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

(شعب الایمان للبیہقی باب فی الرجاء من اللہ الحدیث ۱۰۵۳، ج۲، ص ۲۱)

اے خدا کیا پاک ہے تو شان میں — لاشریک وحدہ بے مثل ہے تو شان میں
تیری طاقت ہے بڑی اور تیری قدرت ہے بڑی — ہر وصف میں تو ہے بڑا بے مثل اپنی شان میں
تو رحیم بھی تو کریم بھی ہے تو عدیم المثال بھی — ہیں منہدم سب طاقتیں تیری طاقتِ لازوال میں
تیری قدرتوں کی تو حد نہیں، نہ ہی طاقتوں کا حساب ہے — شاہ وگدا اِک جا کھڑے تیری قدرتِ بے نیاز میں
تو خالقِ مخلوق ہے، تو لائقِ مسجود ہے — مدح خواں جن وبشر تیری ذات عالی صفات میں
اک گدا سے شاہ کر کے حکمران کرنا اسے — کُن سے فیکون کرنا قدرت لازوال میں
وصف عالی ہے تیرا اے مالکِ کون ومکاں — طاقتیں سب ہیچ ہیں تیری طاقت بے مثال میں
فضل ورحمت کے بھروسہ پر ہے یہ عاجز کھڑا — منظور ہو تو کرم ہے نکتہ نوازی شان میں

حضرت سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ''پہلی امتوں میں ایک شخص کثرتِ عبادت سے اپنے نفس پر سختی کرتا اور لوگوں کو رحمتِ الٰہی عزوجل سے مایوس کرتا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہے اور عرض کر رہا ہے: ''اے میرے رب عزوجل! میرے لیے تیری بارگاہ میں کیا (اجر) ہے؟'' تو بارگاہِ خداوندی عزوجل سے جواب ملا: ''آگ'' عرض کی: ''میری عبادت وریاضت کہاں گئی؟'' ارشاد فرمایا: ''تو دنیا میں لوگوں کو میری رحمت سے مایوس کرتا تھا، آج میں تجھے اپنے رحمت سے مایوس کر دوں گا۔''

(جامع معمر بن راشد مع مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب الاقناط، الحدیث ۲۰۷۲۸، ج۱۰، ص ۲۶۱)

اے انسان! اگر اللہ عزوجل تجھے اپنی بارگاہ میں معافی سے مایوس کرنے کا ارادہ فرمالے تو کون ہے جو تیرے گناہ بخشے گا؟ اللہ عزوجل نے خود ارشاد فرمایا:

(۲) و من یغفر الذنوب الا اللہ ﷻ (پ۴، ال عمران: ۱۳۵)

اور پھر اپنے وسیع عفو وکرم کے پیشِ نظر فرمایا:

ان یغفر الذنوب جمیعا (پ ۲۴، الزمر: ۵۳)

بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے؟

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اللہ کے محبوب ﷺ نے وحشی کی طرف ایک قاصد بھیجا جو اس کو اسلام کی دعوت دے۔ جب وحشی کو پیغام ملا تو اس نے عرض کی: ''اے محمد (ﷺ)! آپ کیسے مجھے دعوتِ اسلام دے رہے ہیں؟ حالانکہ آپ تو فرماتے ہیں کہ ''جس نے کسی جان کو قتل کیا یا شریک ٹھہرایا یا زنا کیا قیامت کے دن اس کے لیے عذاب دُگنا کر دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔'' میں نے تو یہ سب کام کیے ہیں، کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے؟'' تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ''الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا (پ ۱۹، الفرقان: ۷۰) مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے۔''

حضور نبی پاک ﷺ نے بذریعہ قاصد یہ آیتِ مبارکہ وحشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی تو اس نے عرض کی: ''یہ شرط تو بہت سخت ہے، ممکن ہے میں اس پر عمل نہ کرسکو، کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟'' تو اللہ عزوجل نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ''ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (پ ۵، النسآء: ۴۸) بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔''

صدر الافاضل، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''معنیٰ یہ ہیں کہ جو کفر پر مرے اس کی بخشش نہیں، اس کے لیے ہمیشگی کا عذاب ہے اور جس نے کفر نہ کیا ہو وہ خواہ کتنا ہی گنہگار، مرتکبِ کبائر ہو اور بے توبہ بھی مر جائے تو اُس کے لیے خلود نہیں، اس کی مغفرت اللہ کی مشیت میں ہے، چاہے معاف فرمائے یا اُس کے گناہوں پر عذاب کرے۔ پھر اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے۔ اس آیت میں یہود کو ایمان کی ترغیب ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ یہود پر عرفِ شرح میں مشرک کا اطلاق درست ہے۔''

یہ آیتِ مبارکہ جب وحشی کی جانب بھیجی گئی تو اس نے پھر کہا: ''ابھی یہ شبہ باقی ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میری مغفرت بھی ہوگی یا نہیں؟ کیا اس کے علاوہ (کوئی رخصت) ہے؟'' تو اللہ عزوجل نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ''قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ط انہ ھو الغفور الرحیم○''

یہ آیت وحشی اور اس کے دوستوں کی طرف بھیجی گئی تو وحشی نے کہا: ''ہاں! یہ (ہماری بخشش کی گارنٹی) ہے۔'' چنانچہ وہ اور اس کے دوست حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: ''یا رسول اللہ عزوجل و ﷺ! کیا یہ حکم خاص ان لوگوں کے لیے ہے یا تمام مسلمانوں کے لیے؟'' ارشاد فرمایا: ''یہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۴۸۰، ج ۱۱، ص ۱۵۷)

ہے ذکر میرے لب پہ ربِ انام تیرا　　افضل ہے ذات تیری اعلیٰ مقام تیرا

مفلس ہو یا تونگر پاتے ہیں فیض تجھ سے　سب پہ کرم ہے یکساں ہر صبح وشام تیرا
میدان کربلا ہو یا کوئی معرکہ ہو　تسکین جان ودل ہے مشکل میں نام تیرا
ہر شیء میں دیکھتا ہوں جلوہ نما تجھی کو　ہے باعث تسلّی دل میں قیام تیرا
ہیں لاکھ ازم یوں تو دنیا میں اب بھی جاری　ہر قوم کے لیے ہے کامل نظام تیرا
ہو عالم نزع میں جس دم حفیظ خستہ　جاری ہو اس کے لب پر اس وقت نام تیرا

(محمد حفیظ نقشبندی مجددی)

اللہ تعالیٰ ضرور توبہ قبول فرماتا ہے

اہلِ معرفت کا فرمان ہے: اے اہلِ ایمان! اگر اللہ عزوجل نے مومن کو جہنم کا عذاب دینے اور ہمیشہ اس میں ٹھہرانے کا ارادہ فرمایا ہوتا تو اپنی معرفت وتوحید کبھی اس کے دل میں نہ ڈالتا، کیونکہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے:

لا یصلھا الا الاشقی○ الذی کذب وتولی○ (پ ۳۰، الیل: ۱۵، ۱۶)

نہ جائے گا اس (آگ) میں مگر بڑا بدبخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہمیں بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگوں نے زمانہ جاہلیت میں بہت گناہ کیے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان کو یہ خوف تھا کہ ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔'' چنانچہ، اللہ عزوجل نے اس آیتِ مبارکہ میں اُن کو مخاطب فرمایا:

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ط انہ ھو الغفور الرحیم○ (پ ۲۴، الزمر: ۵۳)

(تفسیر طبری، سورۃ الزمر، تحت الآیۃ ۵۳، الحدیث ۳۰۱۷۸، ج ۱۱، ص ۱۵)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''اگر تم اتنی خطائیں کرو کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر توبہ کرو تو اللہ عزوجل ضرور تمہاری توبہ قبول فرمائے گا۔''

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب ذکر التوبۃ، الحدیث ۴۲۴۸، ص ۲۷۳۵)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''اے میرے بندو! تم رات دن گناہوں میں بسر کرتے ہو اور میں گناہوں کو بخشتا رہتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ پس تم مجھ سے بخشش طلب کرتے رہو میں تمہیں بخشتا رہوں گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، الحدیث ۲۵۷۷، ص ۱۱۲۹)

حضرت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''بے شک اللہ عزوجل رات کے وقت اپنا دستِ قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ دن میں گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائے اور دن میں اپنا دستِ قدرت پھیلا دیتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمائے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔'' (صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب قبول التوبۃ......الخ، الحدیث ۲۷۵۹، ص ۱۱۵۶)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو اور بخشش کا سوال نہ کرو تو اللہ عزوجل ضرور تمہاری جگہ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کر کے بخشش کا سوال کریں گے تو اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرما دے گا۔''

(صحیح مسلم کتاب التوبہ، باب سقوط الذنوب...... الخ، الحدیث ۲۷۴۹، ص ۱۱۵۴)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''میری امت رحم کی ہوئی امت ہے، اس کا عذاب دنیا میں ہی زلزلوں اور فتنوں کے ذریعے ہو جائے گا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے ہر امتی کو ایک کتابی (یعنی عیسائی یا یہودی) دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ تیری طرف سے جہنم میں جائے گا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الفتن ، باب ما یرجی فی القتل، الحدیث ۴۲۷۸، ص ۱۵۳۴ — المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعری، الحدیث ۱۹۶۷۸، ج۷، ص ۱۵۶، بتغیر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بروزِ قیامت اللہ عزوجل ہمارے سامنے خوش ہو کر تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: ''خوش ہو جاؤ، اے مسلمانوں کے گروہ! تم میں سے ہر ایک کی جگہ جہنم میں یہودی یا نصرانی کو ڈالا جائے گا۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الشطر الثانی، سعة رحمة اللہ علی سبیل التفاؤل بذلک، ج۵، ص ۳۱۲)

دنیا کی اس سرا کا مالک تو ہی ہے یارب — جو آئے اس سرا میں وہ مہمان تیرا
آنکھیں تیری جہاں کی ہر شے کو دیکھتی ہیں — دنیا میں سب کی باتیں سنتا ہے ''کان'' تیرا
جو تجھ سے ڈر رہے ہیں کیوں تجھ سے ڈر رہے ہیں — چہرا ہے تیرا پیارا، دل مہمان تیرا

اللہ تعالیٰ نے معاہدہ لکھا

حضرت سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ عزوجل نے کائنات کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل امید کے ایک کاغذ پر ایک معاہدہ لکھا پھر اس کو عرش پر رکھا اور ندا دی: ''اے امت محمد یہ! بے شک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی، میں تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی تمہیں عطا کر دوں گا اور مغفرت کا سوال کرنے سے قبل ہی تمہیں بخش دوں گا، تم میں جو مجھ سے ملے اور یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بندے اور رسول ہیں تو میں اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الواو ، فصل فی تفسیر القرآن، الحدیث ۷۴۰۲، ج۲، ص ۴۰۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پاک ہے: ''جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا کرے گا: ''اے امتِ محمد! سن! میرا جو حق تیرے ذمہ تھا وہ میں نے معاف کر دیا، اب ایک دوسرے کو معاف کر کے میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذکر الموت وما بعدہ، الشطر الثانی ،سعة رحمة اللہ...... الخ، ج ۵، ص ۲۱۳)

بندے کو بھی حیا آنی چاہیے

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو روتا ہوا دیکھ کر عرض گزار ہوئے: ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟'' تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ''میرے پاس جبرائیل آئے اور مجھے کہا: ''اللہ عزوجل کو حیا آتی ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو عذاب دے جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو، پھر اسلام میں بوڑھے ہونے والے کو حیا کیوں نہیں آتی کہ وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتا ہے۔''

(کشف الخفاء، حرف الهمزة مع النون، الحديث ۷۴۱، ج ۱، ص ۲۱۷، مختصراً)

☆ حضرت سیدنا احمد بن سہل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت سیدنا یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر پوچھا: ''اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بلا کر ارشاد فرمایا: ''اے بوڑھے! میں نے عرض کی: ''یا اللہ عزوجل! (اور بس بات ختم)

ہمیں حضرت سیدنا عمر عبدالرزاق نے حضرت سیدنا معمر علیہ الرحمہ کے حوالے سے انہوں نے حضرت سیدنا زہری علیہ الرحمہ کے حوالے سے، انہوں نے حضرت سیدنا عروہ علیہ الرحمۃ کے حوالے سے اور انہوں نے اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات بتائی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا: ''حضرت جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے بتایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''مجھے حیا آتی ہے کہ میں کسی سفید بالوں والے کو عذاب دوں جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو۔'' اور میں تو بہت عمر رسیدہ ہوں۔'' اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''عبدالرزاق نے سچ کہا، معمر نے سچ کہا، زہری نے صحیح کہا، عروہ بھی سچا ہے، عائشہ نے بھی ٹھیک کہا، میرے نبی کریم ﷺ نے بھی سچ فرمایا، جبرائیل نے بھی سچ بتایا اور میں نے بھی سچ فرمایا ہے۔ پھر اللہ عزوجل نے مجھے دائیں طرف جنت میں جانے کا حکم فرمایا۔'' (تاريخ بغداد، الرقم ۷۴۸۹، يحيىٰ بن اكثم، ج ۱۴، ص ۲۰۶، بدون عائشه رضی الله عنها ۔ كشف الخفاء، حرف الهمزة مع النون، تحت الحديث ۷۴۱، ج ۱، ص ۲۱۷)

جو نظر آتی ہے رسول دو سرا کی مرضی ۔۔۔ حق تعالیٰ کی بھی آخر وہی ٹھہری مرضی
کر دیا کعبے کو قبلہ اسی لمحے فی الفور ۔۔۔ جوں ہی اللہ نے محبوب کی دیکھی مرضی
جیسے چاہیں شہِ کونین سر آنکھوں پر ۔۔۔ ہم ہیں کیا چیز بھلا کیا ہے ہماری مرضی
تاب پیائش وتخمین واحاطہ کس کو ۔۔۔ قربتیں یار کی ہو یار سے جتنی مرضی
باوجود اس قدر عظمت کے ہیں راضی برضا ۔۔۔ کبھی ٹھونسی نہیں سرکار نے اپنی مرضی
وہی مولیٰ کی مشیت وہی آقا کی رضا ۔۔۔ ہستیاں دو ہیں مگر دونوں کی سانجھی مرضی
خالق نور نے فیضان اسے چمکایا ۔۔۔ جس نے سرکار پُر انوار کی مانی مرضی

(فیضِ رسول فیضان)

بد سہی، چور سہی، مجرم و ناکارہ سہی

جس حدیثِ پاک میں قیامت اور پل صراط کا بیان ہے اس کے آخر میں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ

عزوجل فرشتوں کو حکم فرمائے گا: ''جس کے دل میں ایک ذرّے کے برابر بھی نیکی پاؤ اسے جہنم سے نکال دو۔'' فرشتے بہت سے لوگوں کو نکال کر عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب عزوجل! جن کے متعلق تو نے حکم دیا اب ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔'' تو اللہ عزوجل فرمائے گا: رحمتی وسعت کل شیءٍ ط (پ۹، الاعراف:۱۵۶)

میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

☆ حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''اگر تم اس حدیث پاک کے متعلق میری تصدیق نہیں کرتے تو چاہو تو قرآنِ پاک کی یہ آیتِ مبارکہ پڑھ لو:

ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ج وان تک حسنۃ یضعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما O (پ۵، النسآء:۴۰)

''اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔''

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: ''فرشتوں نے شفاعت کر لی، انبیاء نے شفاعت کر لی، اب صرف ارحم الراحمین کی ذات باقی ہے۔'' پس وہ (اپنی شان کے مطابق) جہنم سے ایک مُٹھی بھر کر ایسے لوگوں کو نکالے گا جن کا توحید پر ایمان کے علاوہ کوئی نیک عمل نہ ہو گا، ان کا جسم کوئلہ بن چکا ہو گا۔ اللہ عزوجل ان کو جنت کے دروازے پر آبِ حیات کی نہر میں ڈالے گا تو وہ ایسے نکلیں گے جیسے سیلاب کے کیچڑ سے دانہ اُگتا ہے، وہ موتیوں کی صورت میں نکالیں جائیں گے ان کی گردنوں میں سونے کے پٹے (یا ہار) ہوں گے۔ اہلِ جنت ان کو پہچان کر کہیں گے: ''یہ اللہ عزوجل کے آزاد کردہ بندے ہیں، جن کو وہ بغیر کسی عمل اور نیکی کے جنت میں داخل کرے گا۔'' ان سے کہا جائے گا: ''جنت میں داخل ہو جاؤ، جو کچھ تم دیکھو گے وہ تمہارے لیے ہے۔'' وہ عرض کریں گے: ''اے ہمارے رب عزوجل! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا جو مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔'' اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: ''تمہارے لیے میرے پاس اس سے بھی افضل چیز ہے۔'' وہ عرض کریں گے: ''اس سے افضل شئے کون سی ہے؟'' تو ارشاد ہو گا: ''میں تم سے راضی ہو گیا، اب کبھی ناراض نہ ہوں گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معرفۃ طریق الرؤیۃ، الحدیث ۱۸۳، ص ۱۱۷)

☆ مروی ہے، اللہ عزوجل اولادِ آدم میں سے ایک کروڑ دس لاکھ (1,10,00,000) کے حق میں حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی شفاعت قبول فرمائے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۲۸۴۰، ج۵، ص ۱۳۸، "الف الف" بدلہ "مائۃ الف الف")

☆ حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ پاک ہے: ''میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لیے ہے۔'' حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جنہوں نے کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہیں کیا انہیں شفاعت کی کیا حاجت؟ یعنی وہ شفاعت کے محتاج نہیں۔''

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب منہ حدیث شفاعتی لاھل الکبائر من امتی، الحدیث ۲۴۳۶، ص۱۸۹۷)

شانِ خدا نہ ان کے علو کی ہے کوئی حد　　یکتا خدا کی ذات محمد بھی منفرد
ان کے مقام انکی حقیقت کو پا سکے　　ممکن نہیں ہزار کرے کوشش خرد
ان کے وسیلہ سے جو نہ کی جائے گی دُعا　　ہو گی وہ بارگاہ خدا میں ہمیشہ ردّ

ہو کر وہ کلمہ گو کرے توہین مصطفیٰ — اس سے زیادہ اور نہیں کوئی کام بد
جو بات آپ نے کہی ہر عہد میں ہے خوب — فرمان مصطفیٰ ہے بہ ہر دور مستند
دنیا میں بھی نواز رہے ہیں علی الدوام — امت کی حشر میں بھی وہ فرمائیں گے مدد
طارق ہے طالب کرم خاص مصطفیٰ — ''مجھ'' جیسا کل جہان میں کوئی نہیں ہے بد

(طارق سلطانپوری)

اللہ تعالیٰ سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے

ایک روایت میں ہے، ایک اعرابی نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! مخلوق کا حساب کون لے گا؟'' ارشادفرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ۔'' اس نے عرض کی: ''کیا وہ خود لے گا؟'' آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''ہاں۔'' تو وہ اعرابی مسکرادیا۔ آپ ﷺ نے اس سے مسکرانے کی وجہ پوچھی تو اس نے عرض کی: ''کریم جب کسی پر قدرت پاتا ہے تو معاف کر دیتا ہے، جب حساب لیتا ہے تو درگزر فرماتا ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: ''اعرابی نے سچ کہا، جان لو! اللہ عزوجل سے بڑا کریم کوئی نہیں، وہ سب کریموں سے بڑھ کر کریم ہے۔''

(شعب الایمان للبیهقی، باب فی حشر الناس بعدما...... الخ، الحدیث ۲۶۲، ج ۱، ص ۲۴۶)

پھراس اعرابی نے عربی میں چند اشعار کہے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے:

(۱)......کریم کا حق جب کسی شخص کے نزدیک متعین ہو جائے تو وہ اپنی عزت کی وجہ سے اسے معاف فرمادیتا ہے۔

(۲)......وہ نافرمان سے درگزر کرکے اس کے گناہ بخش دیتا ہے حالانکہ اس کا گناہ گار اور مجرم ہونا ثابت ہے۔

☆ مشہور حدیث پاک ہے، ''اللہ عزوجل نے کائنات کی تخلیق سے قبل یہ طے کرلیا تھا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہوگی۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء بیان دواء الرجا...... الخ، ج ۴، ص ۱۸۴)

☆ روایت میں ہے، ''جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزوجل عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا جس میں لکھا ہوگا، میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی اور میں ارحم الراحمین (یعنی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا) ہوں پھر وہ اہلِ جنت کے برابر (جہنمیوں کو) دوزخ سے نکال دے گا۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت وما بعد ها، سعة رحمة اللہ علی سبیل التفاؤل بذلك، ج۵، ص ۳۱۲)

☆ مروی ہے: ''ایک اعرابی نے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس آیتِ مبارکہ:

وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها ط (پ ۴، ال عمران: ۱۰۳)

اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچادیا۔

کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو عرض کی: ''اللہ عزوجل کی قسم! اگر رحمٰن ورحیم عزوجل انہیں جہنم میں گرانے کا ارادہ فرمالیتا تو پھر انہیں اس میں گرنے سے کوئی نہ بچاتا۔'' حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشادفرمایا: ''اعرابی کی اس بات کو پلّے باندھ لو حالانکہ یہ

فقیہ نہیں۔'' (احیاء علوم الدین، کتاب الذکر والموت وما بعدھا، سعۃ رحمۃ اللہ علی سبیل التفاؤل بذلک، ج۵، ص ۳۱۲)

اللہ تعالیٰ کس طرح بندے کی پردہ پوشی فرمائے گا

منقول ہے: ''قیامت کے دن جب اللہ عزوجل اپنے بندے کی پردہ پوشی چاہے گا اور اسے سب کے سامنے رسوا نہ کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو اس کا گناہوں بھرا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں عطا فرمائے گا۔ وہ بندہ اس کی وجہ سے خوف زدہ ہوگا جو اس کے نامۂ اعمال میں ہوگا کیونکہ اسے معلوم ہوگا کہ اس کے گناہ بہت زیادہ ہیں۔ چنانچہ، نامۂ اعمال میں جہاں گناہ لکھے ہوں گے وہاں وہ آواز آہستہ کرلے گا اور اپنے دل میں کہے گا: ''سبحان اللہ عزوجل! میری تو ایک نیکی بھی نہیں۔'' جبکہ لوگ کہیں گے: ''سبحان اللہ عزوجل! اس بندے کے نامۂ اعمال میں تو ایک گناہ بھی نہیں۔'' جب وہ آہستہ آواز میں پڑھ کر فارغ ہوگا تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ''اے میرے بندے! تیری نیکیوں کو میں نے اپنی مخلوق پر ظاہر کیا اور تیری برائیوں کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائی، اے میرے فرشتو! اس کو میرے عفو و کرم سے جنت میں لے جاؤ۔''

☆ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں اپنی امت کے گناہوں کے متعلق دعا کی اور عرض کی: ''یا اللہ عزوجل! تو ان کا حساب میرے حوالے کردے تاکہ ان کی برائیوں پر میرے علاوہ کوئی اور آگاہ نہ ہو۔'' اللہ عزوجل نے وحی فرمائی: ''یہ تیری امت ہے، میں اس پر تجھ سے زیادہ رحم فرمانے والا ہوں، میں ان کا حساب کسی کے حوالے نہیں کروں گا تاکہ میرے علاوہ کوئی ان کی برائیاں نہ دیکھے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب الخوف والرجاء، بیان دواء الرجاء...... الخ، ج۴، ص ۱۸۱)

خدا ہے مالک و مولیٰ سبھی روحوں کا جانوں کا
وہ رازق ساری مخلوقات کا خالق جہانوں کا

نظام ایسا بنایا ہے عوالم کے لیے رب نے
توازن جس سے قائم ہے زمیں کا، آسمانوں کا

خدائے پاک نے بھیجا ہے دنیا میں رسولوں کو
وہی محور ہے سارے انبیاء کی داستانوں کا

سہارا بے سہاروں کا فقط خلاقِ عالم ہے
وہی امداد گر ہے بے کسوں کا، ناتوانوں کا

جہاں وردِ درودِ پاک سرور ہوتا رہتا ہے
خدا ناصر ہے ایسے سب مکینوں کا مکانوں کا

شب اسرا خدا و مصطفیٰ کا قرب کیا کہیے!
ہوا وہ فاصلہ بھی ختم، جو تھا دو مکانوں کا

اصول اس کے کبھی تبدیل ہو سکتے نہیں اصلاً
تغیر اور تبدل جس سے ہے سارے جہانوں کا

یقیناً ہشت جنت کا ہر اک گلشن مقدر ہے
نعوتِ سرور و تحمید رب میں تر زبانوں کا

محافظ ساری مستورات کا، اطفال کا ناصر
خدائے لم یزل مولا ہے پیروں کا جوانوں کا

یہ حفظ حرمت سرور کی خاطر جان دیتے ہیں
ہے مقبول خدا جذبہ یہی اپنے جوانوں کا

کبھی محمود کی مانند تم مکہ میں جا دیکھو
بہت رکھتا ہے مالک خیال اپنے مہمانوں کا

(راجا رشید محمود)

سبحان اللہ! میں ان سطور کو بیت اللہ شریف کے سامنے بیٹھ کر پڑھ رہا ہوں اور اپنی گناہگار آنکھوں سے بیت اللہ شریف کے دیدار کے ساتھ ساتھ مقطع کی صداقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ خدا کے بندے! اپنے اللہ کے مہمانوں کی کس طرح خدمت کر رہے ہیں۔

ایک بار پھر سبحان اللہ!

سورۂ نساء کی چار آیات دنیا و مافیہا سے بہتر

حضرت سیدنا معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''سورۃ النساء کی یہ چار آیات اس امت کے لیے دنیا وما فیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے) سے بہتر ہیں:

(۱) ان اللہ لا یغفر ان یشرك به ویغفر مادون ذلك لمن یشآءُ (پ۵، النسآء: ۴۸)

بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے۔

(۲) و لو انهم اذ ظلموآ انفسهم جآءوك فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما○ (پ۵، النسآء: ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(۳) ان تجتنبوا کبآئر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیأتکم وندخلکم مدخلا کریما○ (پ۵، النسآء: ۳۱)

اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔

(۴) و من یعمل سوءا اویظلم نفسه ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیما○ (پ۵، النسآء: ۱۱۰)

اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

(شعب الایمان للبیهقی، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث ۷۱۴۱، ج۵، ص ۴۲۵، بتغیر۔ المعجم الکبیر، الحدیث ۹۰۶۹، ج۹، ص ۲۲۰)

☆ حضرت سیدنا ابو غالب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام کے وقت جایا کرتا تھا۔ ایک دن ان کے پڑوس میں ایک مریض کے پاس گیا تو وہ مریض کو جھڑک رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''افسوس ہے تجھ پر، اے اپنی جان پر ظلم کرنے والے! کیا میں نے تجھے بھلائی کا حکم نہ دیا اور برائی سے نہ روکا تھا؟ تو وہ نوجوان بولا: ''اے میرے محترم! اگر اللہ عزوجل مجھے میری ماں کے سپرد کر دے اور میرا معاملہ اسی کے حوالے فرما دے تو میری ماں میرے ساتھ کیسا معاملہ فرمائے گی؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''وہ تجھے جنت میں داخل کر دے گی۔'' تو اس نے عرض کی: ''اللہ عزوجل مجھ پر میری والدہ سے بھی زیادہ مہربان ہے۔'' پھر اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ چنانچہ، جب اس کے چچا نے اس کے ساتھ قبر میں اتر کر اسے دفن کیا اور قبر کو برابر کر دیا تو اس

نے گھبرا کر چیخ ماری۔ میں نے پوچھا: ''کیا ہوا؟'' تو کہنے لگا: ''اس کی قبر وسیع کر دی گئی اور نور سے بھر دی گئی ہے۔'' (شعب الایمان للبیهقی ، باب فی معالجة کل ذنب بالتوبة، الحدیث ۷۱۱۵، ج۵، ص۴۱۷)

اے مسلمانو! جب اللہ عزوجل اپنے بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے تو پھر بندہ اس کی اطاعت کی طرف آگے کیوں نہیں بڑھتا اور اس کی نافرمانی سے منہ کیوں نہیں موڑتا اور اپنے آگے ایسی چیز کیوں نہیں بھیجتا جس کا نفع اسی کی طرف لوٹے گا۔ اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے: و ما تقدموا لا نفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ؕ (پ۱، البقرہ: ۱۱۰)

اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے۔

☆ حضرت سیدنا ابوبکر بن سلیم صواف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ہم حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے پاس اس شام حاضر ہوئے جس شام ان کا انتقال ہوا تھا۔ ہم نے عرض کی: ''اے ابوعبداللہ! آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟'' ارشاد فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ تمہیں کیا کہوں، ہاں! تم اللہ عزوجل کا عفو و کرم دیکھتے رہو گے جب تک تمہارا حساب نہیں ہوگا۔'' ہم ان کی روح قبض ہونے تک وہیں ان کے پاس رہے۔'' (الموسوعة للامام ابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللہ، الحدیث ۸۵، ج۱، ص۹۵)

بشر کی تاب کیا دعویٰ کرے جو حمد یزداں کا ۔۔۔ کہ ہے وہ حی وقیوم اور خالق جن وانسان کا
وہی ہر شیء پہ قادر ہے نہیں اس کوئی ہمسر ۔۔۔ وہ جو چاہے کرے مضموں ہے یہ آیات قرآں کا
جہاں سے کر دیا نمرود کو نا بود اک دم میں ۔۔۔ مٹایا یک قلم نام ونشان فرعون وہاماں کا
شفیع روز محشر کا بنایا امتی ہم کو ۔۔۔ کیا ہے مستحق ہم کو اسی نے باغ رضواں کا
نکیرین آ کے سائل ہوں گے جس دم مجھ سے مرقد میں ۔۔۔ کہوں گا امت محمد ہوں میں بندہ ہوں رحمان کا
رہ حمد خدا طے ہو سکے کس طرح انساں سے ۔۔۔ کہ اس جا ماعرفنا قول ہے شاہ رسولاں کا

قبر میں رحمتِ الٰہی کا جلوہ

منقول ہے: ''اللہ عزوجل کا لطف و کرم بندے پر اس وقت بہت زیادہ ہوتا ہے جب اس کو قبر میں اُتارا جاتا ہے اور سخت مٹی اس کے نرم و نازک رخسار پر رکھ دی جاتی ہے اور اس کے قرب میں رہنے والے، محبت کرنے والے جب بے وفائی کر جاتے ہیں۔ جب میت کو اوّلاً تختہ غسل پر رکھ کر اس کا لباس اُتار دیا جاتا ہے تو وہ اپنے احباب سے مایوس ہو کر پکارتا ہے: ''ہائے بربادی و رسوائی!'' اس کی ندا سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں سنتا۔ اللہ عزوجل اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''میرے بندے! میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی آخرت میں بھی پردہ پوشی کروں گا۔'' جب میت کو چارپائی پر رکھ کر گھر سے سوئے قبرستان چل پڑتے ہیں تو وہ چلاتا ہے: ہائے تنہائی!'' اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اے میرے بندے! اگر تو آج تنہا ہے تو میں ہمیشہ تیرے قریب ہوں۔ خوف نہ رکھ میں تیرے گناہ مٹا دوں گا، قبر میں تیری تنہائی پر رحم کروں گا، میں تیری تنہائی میں تیرا مونس ہوں۔'' جب لوگ اس کو لحد میں اتار کر اس کے نرم و نازک رخسار کو سخت مٹی پر رکھ کر پلٹ جاتے ہیں تو وہ چیختا ہے: ''ہائے تنہائی!'' اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''اے میرے بندے! کیا تجھے وحشت ہوتی ہے جبکہ میں تیرا انیس ہوں، کیا تو اکیلے پن کی شکایت کرتا ہے جبکہ میں تیرے قریب ہوں۔ اے

میرے بندے! کیا میں تیرا رب نہیں ہوں؟'' عرض کرے گا: ''کیوں نہیں۔ اے میرے رب عزوجل!'' اللہ عزوجل فرمائے گا: ''اے میرے بندے! کیسے تو نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کا میں نے تجھے حکم دیا تھا؟ اور کیسے اس کا مرتکب ہوا جس سے میں نے تجھے منع کیا تھا؟ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ تجھے میری طرف پلٹنا ہے؟ تیرے اعمال میرے سامنے پیش ہوں گے؟ کیا تو نے میرے عہد کو بھلا دیا تھا؟ یا تو میرے وعدے اور وعید کا منکر تھا؟ اب تیرے دوستوں نے تجھے تنہا چھوڑ دیا، مال تیرے ہاتھ سے چھوٹ گیا، مال نے تیرے مقصد میں تجھے کوئی نفع نہ دیا، نہ دوستوں نے تجھے تیرے برے اعمال سے بچایا۔ اب تیرے پاس کیا عذر ہے؟''

بندہ عرض کرے گا: ''اے میرے پروردگار عزوجل! میرا دل مال و دولت کی محبت میں گرفتار ہوا، ان دونوں نے مجھے گناہوں پر آمادہ کیا، اب میں تیرے جوارِ رحمت میں ہوں اور تیرا اس رات مہمان ہوں تو مجھے اپنی آگ سے عذاب نہ دینا، اگر تو ہی مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو پھر کون رحم کرے گا؟'' اللہ عزوجل فرمائے گا: ''اے میرے بندے! لوگوں نے تجھے چھوڑ دیا اور اگر وہ تیرے پاس رہتے تو بھی تجھے ان سے نفع نہ ہوتا، انہوں نے تجھے میرے دروازے کی طرف متوجہ کر دیا اور میرے رحم و کرم پر چھوڑ کر گئے ہیں۔ اے میرے بندے! ٹھنڈا سانس لے اور آنکھوں کو بھی ٹھنڈا کر لے کہ تو آج رات میرا مہمان ہے اور کریم اپنے مہمان کو محروم نہیں چھوڑتا۔ اے فرشتو! احسن طریقے سے اس کی مہمان نوازی کرو اور اس پر اس کے گھر والوں اور قرابت داروں سے زیادہ مہربان ہو جاؤ۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ کا فرمان ہے: ''اگر تمہاری خطائیں آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو ضرور اللہ عزوجل تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔'' (سنن ابن ماجۃ، ابواب الزھد، باب ذکر التوبۃ، الحدیث ۴۲۴۸، ص ۲۷۳۵)

لبیک یا موسیٰ (علیہ السلام)

منقول ہے، حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں عرض کیا: ''یا رب عزوجل!'' اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''لبیک یا موسیٰ!'' آپ علیہ السلام نے عرض کی: ''یا اللہ عزوجل! تو تو مالک ہے، میری کیا حیثیت کہ تو مجھے لبیک کہہ کر جواب دے۔'' تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''مجھے یہ پسند ہے کہ کوئی بندہ مجھے 'یا رب' پکارے تو میں اسے 'لبیک' کہہ کر جواب دوں۔''

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ''یا رب عزوجل! کیا یہ ہر مطیع بندے کے لیے ہے؟'' ارشاد ہوا: ''ہاں! بلکہ ہر گنہگار بندے کے لیے بھی ہے۔'' تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: ''فرمانبردار کے لیے تو اس کی اطاعت کے سبب ہے اور گنہگار پر یہ کرم کس وجہ سے؟'' تو جواب ارشاد ہوا: ''اے موسیٰ! اگر میں بھلائی کرنے والے کو اس کی بھلائی کا بدلہ دوں اور برائی کرنے والے پر اس کی برائی کی وجہ سے احسان نہ کروں تو میرا جود و کرم کہاں جائے گا۔'' (الروض الفائق)

جاری ہے جو دنیا میں اجازت ہے اسی کی ہر سانس عطا کی ہوئی مہلت ہے اسی کی
کم ظرف کو بھی رزق کی کثرت سے نوازے یہ اس کا تحمل ہے یہ شفقت ہے اسی کی
ہر رنگ میں سو رنگ ہیں ہر روپ میں سو روپ وہ خالق فطرت ہے یہ فطرت ہے اسی کی
وہ حسن کے جلوے ہوں کہ پرکیف نظارے ندرت ہے اسی ذات کی قدرت ہے اسی کی

چڑیا بھی لڑے سانپ سے بچوں کو بچا لے یہ ہاتھ اسی کا ہے یہ قوت ہے اسی کی
خود وقت ہے مصروف ثنا روز ازل سے ہر آن جو بخشی ہے وہ نوبت ہے اسی کی
منصور میں جاں ہار چکا دار پہ لیکن زندہ ہوں جو اب تک یہ مشیت ہے اسی کی

پانچ کلمات جو اللہ کو بہت پسند ہیں

منقول ہے: ''اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ فلاں زمین میں میرے ایک ولی کا انتقال ہو گیا ہے تم وہاں جا کر اس کو غسل وکفن دو اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کرو اور مٹی میں اس کو دفن کر دو کہ وہ جنت میں تیرا پڑوسی ہے۔'' چنانچہ، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ اس کو بیابان میں مردہ پایا۔ اس کے پاس کوئی نہ تھا اور نہ ہی دنیا میں اس کی ملکیت میں کوئی چیز تھی۔ لوگ اس کی برائی بیان کرتے اور ہر قسم کے گناہ کا مرتکب قرار دیتے۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے غسل وکفن دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اسے دفن کر دیا۔ پھر عرض کی: ''یا رب عزوجل! میں نے اس میت کے متعلق تیرے حکم پر عمل کیا لیکن لوگ تو اس کی برائی بیان کرتے ہیں اور ہر قسم کے گناہ کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔'' اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اے موسیٰ! میرے بندے سچ کہتے ہیں، لیکن میں ان سے زیادہ وہ کچھ جانتا ہوں جو وہ نہیں جانتے۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے پانچ کلمات سے مجھ سے مناجات کی، جس کے سبب میں نے اس کی مغفرت فرمادی۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ''وہ پانچ کلمات کون سے ہیں؟'' ارشاد ہوا: ''اے موسیٰ! وہ پانچ کلمات یہ ہیں:

(۱)......اے میرے رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نیکوں سے محبت کرتا ہوں اگرچہ خود نیک نہیں ہوں۔

(۲)......یا رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں فاسقوں سے بغض رکھتا ہوں اگرچہ میں خود فاسق ہوں۔

(۳)......یا رب عزوجل! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے جنت میں داخل ہونے سے تیری ملکیت میں کوئی کمی آئے گی تو میں تجھ سے جنت کا سوال نہ کروں۔

(۴)......یا رب عزوجل! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے جہنم میں داخل ہونے سے تیری ملکیت میں اضافہ ہوگا تو میں جہنم سے تیری پناہ نہ مانگوں۔

(۵)......یا رب عزوجل! اگر تو مجھ پر رحم نہ کرے گا تو پھر کون کرے گا؟

اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے اس پر رحم کیا اور کیا میرے کرم کے لائق تھا کہ میں اس کو خائب وخاسر لوٹا دیتا؟ جب اس نے یہ کلمات کہے تو میں نے اس سے درگزر فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی اور میں ہی بخشنے والا مہربان ہوں۔'' (الروض الفائق)

یا اللہ عزوجل! ہمیں دین کی سمجھ عطا فرما، مشکل امور کی تشریح کرنا سکھا اور ہمیں ذلت ورسوائی سے محفوظ فرما۔ اے ہمارے مالک ومولیٰ عزوجل! اے حق ومبین ذات! ہمیں اپنی رحمت سے اپنا کامیاب بندہ بنادے۔ یا ارحم الراحمین! ہم پر اپنا خاص رحم وکرم فرما۔ (امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم)

رحمت خدا بارشادات مصطفیٰ کے باب میں احادیث مبارکہ کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے، پوری توجہ سے پڑھیے اور اللہ کی رحمت

کے طلب گار ہو جائیے۔

لکھ چکا وعظ بھی حکایت بھی تھیں یہ میرے نصیب کی باتیں
اب مدینہ کی یاد آتی ہے لکھ رہا ہوں حبیب کی باتیں

یہاں سے چونکہ کثرت کے ساتھ حدیث کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے اس لیے حدیث کی اصلاحات اور اس کے بارے میں ضروری باتیں جاننا ضروری ہیں۔

اصلاحاتِ حدیث

حدیث:

حدیث کا لفظی معنیٰ نئی بات، نئی چیز، گفتگو، بات، ذکر، بیان۔

علم حدیث کی اصلاح میں نبی کریم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔

خبر:

اس بارے میں میں تین قول ہیں۔

(۱) حدیث اور خبر ایک ہی چیز ہے، ان میں کوئی فرق نہیں۔

(۲) خبر حدیث کے مخالف ہے۔ حدیث وہ ہے جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو غیر سے منقول ہو۔

(۳) خبر حدیث سے عام ہے۔ یعنی حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ جو آپ ﷺ سے منقول ہو یا آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور سے ایک حدیث خبر ہو سکتی ہے لیکن خبر کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ حدیث ہو۔

اثر:

اس کے لغوی معنیٰ ہیں کسی چیز کا باقی رہنے والا نشان یا اثر۔

اثر کی تعریف میں علماء کا یہ اختلاف ہے۔

(۱) بعض علماء کا کہنا ہے کہ اثر اور حدیث ایک ہی چیز ہے ان میں کوئی فرق نہیں۔

(۲) بعض کا کہنا ہے کہ حدیث سے مراد حضور ﷺ کے ارشادات ہیں اور اثر سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے ارشادات ہیں۔

عام طور پر حدیث کی تین اقسام ہیں۔

(۱) قولی حدیث: یعنی آپ ﷺ کے ارشادات

(۲) فعلی حدیث: یعنی آپ ﷺ کے افعال

(۳) تقریری حدیث: یعنی آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام ہوا لیکن نہ تو آپ نے اس کام سے منع فرمایا اور نہ کرنے کا حکم

دیا۔

حدیث قدسی:

ایسی حدیث جو ذات قدسیہ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب ہو یعنی حدیث کا معنی ومفہوم اللہ کی طرف سے ہو اور نبی کریم ﷺ اسے اپنے الفاظ میں بیان فرمائیں۔

سند: حدیث کے دو حصے ہوتے ہیں پہلے حصے کو سند کہتے ہیں اور دوسرے حصے کو متن۔ سند سے مراد راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچاتا ہے۔

متن: جہاں روایوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اس سے آگے کا حصہ متن کہلاتا ہے۔ مثلاً

۱ — حدثنا ابوبكر بن ابی شيبة قال حدثنا شريك عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما امرتكم به فخذوه وما نهيتكم عنه فانتهوا

اس حدیث میں حدثنا سے لے کر ابی هريرة تک سند ہے اور اس کے بعد سے آخر تک کے حصہ کو متن کہیں گے۔

راوی: ایسا شخص جو حدیث بیان کرتا ہے یا حدیث نقل کرتا ہے۔

روایت کرنا: حدیث بیان کرنا یا حدیث نقل کرنا

درایت: درایت کے لفظی معنی ہیں، عقل، دانش، سمجھ کسی حدیث کو منطقی اصولوں، عقل، قرآن یا تاریخ اور دوسری شہادتوں کے ذریعے پرکھنا کہ وہ ان کے خلاف نہ جاتی ہو حدیث کی تحقیق کا یہ طریقہ درایت کہلاتا ہے۔

محدث: ایسا شخص جو حدیث بیان کرنے اور اس میں غور وفکر کے ساتھ مشغول ہو نیز بہت سی احادیث اور ان کے راویوں کے حالات جانتا ہو۔

حافظ حدیث: اس سے مراد ایسا عالم ہے جو ہر وہ حدیث روایت کرے جو اس تک پہنچے اور جن احادیث کی اسے ضرورت ہو وہ انہیں یاد کرے یعنی وہ ایسی کثیر احادیث اور راویوں سے واقف ہو جن سے دیگر علماء ناواقف ہوتے ہیں اور بعض علماء حدیث کہتے ہیں کہ حافظ حدیث سے مراد ایسا شخص ہے جس کو ایک لاکھ احادیث کے علم کا احاطہ کیا ہو۔

حاکم فی الحدیث: اس سے مراد ایسا عالم حدیث ہے جس کا علم روایت شدہ تمام احادیث کو محیط ہو یعنی وہ ان کے متن وسند سے آگاہ ہو۔ راویوں کی جرح وتعدیل اور تاریخ سے واقف ہو۔ احادیث کی عدالت وغرابت اور ناسخ ومنسوخ ہونے پر مطلع ہو۔

صحابی: ایسا شخص جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ سے (ظاہری حیات میں) ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو اور ایمان ہی کی حالت میں فوت ہوا ہو۔

تابعی: تابعی وہ شخص ہوتا ہے جس نے اسلام کی حالت میں کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور پھر ایمان ہی کی حالت میں وفات پائی ہو۔

تبع تابعی: ایسا شخص جس نے ایمان کی حالت میں کسی تابعی سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی پر فوت ہوا ہو۔

روایت لفظی: کسی حدیث کولفظ بہ لفظ بیان کرنا روایت لفظی کہلاتا ہے۔

روایت معنوی: اگر کسی حدیث کو راوی اپنے لفظوں میں بیان کرے تو اسے روایت معنوی یا روایت بالمعنیٰ کہتے ہیں۔

مروی: جو حدیث بیان کی جائے اسے ''مروی'' کہتے ہیں۔ مروی کی جمع مرویات ہے۔

واسطہ: درمیانے راوی کو ''واسطہ'' کہتے ہیں۔

ضبط: کسی حدیث کو صحیح طور پر یادرکھنے یا اس کا مفہوم صحیح طور پر ادا کرنے کو ''ضبط'' کہتے ہیں۔

عدالت: کسی راوی کے اندر نیک اوصاف کا پایا جانا اور اس کا برائیوں سے دور رہنا اور نیک اور مستقل صفات کا حامل ہونا ''عدالت'' کہلاتا ہے۔ صاحب عدالت راوی کو ''عادل'' یا ''عدول'' کہتے ہیں۔

ثقاہت: جس راوی میں یہ دونوں صفات یعنی عدل اور ضبط مکمل طور پر موجود ہوں اسے ثقہ کہتے ہیں۔ ثقہ راویوں کی روایت کو مضبوط تسلیم کیا جاتا ہے۔

تعدیل: کسی راوی کو مکمل تحقیق کے بعد عادل ٹھہرائے جانے کا عمل تعدیل کہلاتا ہے۔

تضعیف: کسی حدیث کو تحقیق کے بعد ضعیف قرار دینے کا عمل ''تضعیف'' کہلاتا ہے۔

جرح یا طعن: راوی پر ناقدانہ نظر ڈالنا جرح یا طعن کہلاتا ہے۔

الفاظ ادائے حدیث:

مختلف احادیث مختلف الفاظ سے شروع کی گئی ہیں۔ احادیث جن مختلف الفاظ سے شروع ہوتی ہیں انہیں ''الفاظ ادائے حدیث'' کہتے ہیں۔ الفاظ ادائے حدیث درج ذیل ہیں (۱) سمعت، حدثنی (۲) اخبرنی، قرات علیه (۳) قری علیه وانا اسمع (۴) انبانی (۵) ناولنی (۶) شافهنی، بالاجازة (۷) کتب الی بالاجازة (۸) عن، قال، روی

کثیر الروایت صحابہ کرام:

جن صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نبی کریم ﷺ سے بہت زیادہ احادیث روایت کی ہیں انہیں کثیر الروایت صحابہ کرام کہا جاتا ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ — آپ نے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث روایت کی ہیں۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما — آپ نے دو ہزار چھ سو تیس (۲۶۳۰) احادیث روایت کی ہیں۔

(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ — آپ نے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث روایت کی ہیں۔

(۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا — آپ کی مرویات کی تعداد دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) ہے۔

(۵) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما — آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار چھ سو ساٹھ (۱۶۶۰) ہے۔

(۶) حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ — آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) ہے۔

(۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار ایک سو ستر (۱۱۷۰) ہے۔

حدیث کی اقسام

متواتر: وہ حدیث جسے اتنے کثیر راوی روایت کریں جن کے جھوٹ پر اتفاق کرنے کو عقل انسانی محال قرار دے، پھر یہ کثرت سند کی ابتداء سے انتہا تک مسلسل برقرار رہے۔

مشہور: جسے ہر طبقے میں تین یا تین سے زیادہ روایت کریں اور راویوں کی تعداد حدِ تواتر تک نہ پہنچے یعنی اس میں خبر متواتر کی مکمل شرائط نہ پائی جائیں۔ چونکہ یہ انتہائی واضح اور ظاہر ہوتی ہے اس لیے اس کا نام مشہور رکھا گیا۔

عزیز: وہ حدیث جس کی سند کے ایک طبقہ میں صرف دو راوی ہوں اور اس کے علاوہ تمام مراحل میں دو یا دو سے زائد راوی موجود ہوں۔

غریب: وہ حدیث جسے روایت کرنے والا راوی سند کے تمام طبقات میں یا بعض میں ایک ہو۔ غریب حدیث کو "فرد" بھی کہتے ہیں۔

صحیح لذاتہ: صحیح لذاتہ سے مراد وہ حدیث مسند ہے جس کی سند متصل ہو، ابتدا سے انتہا تک عادل ضابط راوی عادل ضابط سے روایت کرے اور وہ حدیث شاذ اور معلل نہ ہو۔

صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام خوبیاں ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

حسن لذاتہ: جس حدیث کے راوی میں صرف ضبط کی صفت نہ ہو اور صحیح لذاتہ کی تمام شرائط موجود ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

مرفوع: جس حدیث کی روایت کا سلسلہ نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے اسے حدیث مرفوع کہتے ہیں۔

موقوف: جس حدیث کی روایت کا سلسلہ کسی صحابی پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے، اسے حدیث موقوف کہتے ہیں۔

مقطوع: جس حدیث کی روایت کا سلسلہ کسی تابعی تک پہنچ کر ختم ہو جائے اسے حدیث مقطوع کہتے ہیں۔

حدیثِ متصل: اس حدیث کو کہا جاتا ہے جس کے راوی شروع سے آخر تک پورے ہوں اور درمیان میں سے کوئی راوی چھوٹ نہ گیا ہو۔

حدیث منقطع: ایسی حدیث جس کی سند سے ایک یا کئی راوی مختلف مقام سے ساقط ہو گئے ہوں۔

حدیث معضل: اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند سے دو یا دو سے زیادہ راوی ایک ہی مقام سے بتصرف یا بلا تصرف مصنف ساقط ہوں۔

حدیث معلق: جس حدیث کی سند کے شروع سے روایت کو حذف کر دیا جائے خواہ یہ حذف بعض کا ہو یا کل کا۔

حدیث مرسل: جس حدیث کی سند کے آخر سے راوی چھوڑ دیا جائے مثلاً تابعی نبی کریم ﷺ سے روایت کرے اور صحابی کو

چھوڑ دے۔

حسن لغیرہ: وہ ضعیف حدیث جس کی سندیں زیادہ ہوں اور اس کے ضعیف ہونے کا سبب راوی کا فاسق یا جھوٹا ہونا نہ ہوا۔

الغرض ضعیف حدیث دو امور کی وجہ سے حسن کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

اوّل: وہ حدیث ایک یا زیادہ سندوں سے مروی ہو اور وہ سندیں پہلی سند جیسی یا اس سے قوی ہوں۔

دوم: اس حدیث کے ضعف کا سبب راوی کے حافظے کی کمزوری ہو یا سند میں انقطاع ہو یا کوئی راوی مجہول ہو۔

حسن لغیرہ حدیث حسن لذاتہ سے نچلے درجے پر ہوتی ہے۔

ضعیف: حدیث صحیح اور حدیث حسن کی مذکورہ بالا شرائط میں سے ایک یا زیادہ شرائط اگر راوی میں نہ ہوں مثلاً حدیث کا راوی صاحب عدالت نہیں ہے یا صاحب ضبط نہیں ہے تو اس کی روایت کردہ حدیث ''ضعیف'' کہلائے گی۔

شاذ: اس سے مراد وہ حدیث نہیں جسے ثقہ راوی روایت کرے اور اس کے سوا کوئی دوسرا اسے روایت نہ کرے بلکہ شاذ وہ حدیث ہوتی ہے جسے ثقہ راوی حفاظ ثقہ راویوں کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کرے۔

محفوظ: ارجح اور ثقہ تر راوی کی روایت کردہ حدیث محفوظ کہلاتی ہے۔

منکر: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور وہ ایسے راوی کی حدیث کے خلاف ہو جو قوی راوی ہے۔

معروف: وہ حدیث جس کا راوی قوی ہو اور وہ ایسے راوی کی حدیث کے خلاف ہو جو ضعیف ہے۔

متروک: وہ حدیث جس کی سند میں ایسا راوی ہو جس پر جھوٹ کی تہمت ہو۔

موضوع: وہ بنایا اور گھڑا ہوا جھوٹ جس کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہو۔

چونکہ یہ روایت رتبہ میں حد درجہ کمزور اور گری ہوئی ہوتی ہے اس لیے اس کا نام موضوع رکھا گیا ہے۔

کتب حدیث کی اقسام

صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف صحیح احادیث کا اہتمام کیا ہو جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور صحیح ابن حبان وغیرہ۔

جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانات کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ ہیں:

(سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط، مناقب، جیسے صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ)

سنن: جس کتاب میں احکام سے متعلقہ احادیث ہوں جیسے سنن ابوداؤد اور سنن نسائی۔

مسند: جس کتاب میں صحابہ کی ترتیب سے احادیث لائی جائیں، جیسے مسند احمد بن حنبل

معجم: جس کتاب میں شیوخ کی ترتیب سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی

مستخرج: ایسی کتاب جس میں کسی اور مجموعہ احادیث کی مرویات کو علیحدہ اسناد کے ساتھ پہلے مؤلف کے واسطہ کے بغیر روایت کیا جائے۔ جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری

مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو لایا جائے جو ان ابواب میں کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے حاکم کی مستدرک علی الصحیحین

اربعین: جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں جیسے اربعین نووی

صحاح ستہ: حدیث کی وہ چھ کتب جن میں بیان کردہ احادیث محققین کی تحقیق کے مطابق سب سے اعلیٰ اور صحیح مرتبہ کی ثابت ہوئی ہیں صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ان کے نام یہ ہیں: صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ (تو پھر اب انتظار کس بات کی)

گلشن قدس کی بہاروں سے باغ جنت کے پھول لایا ہوں
عاشقو! بھر لو دامنِ دل کو میں "حدیث رسول" لایا ہوں

(صلی اللہ علیہ والہ وسلم)

اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پہ غالب ہے

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لما خلق اللہ الخلق کتب فی کتابہ وھو یکتب علی نفسہ وھو وضع عندہ علی العرش "ان رحمتی تغلب غضبی " (متفق علیہ۔ بخاری ۲۶۹۹/۶ – کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ ۔ مسلم شریف کتاب التوبۃ باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ وانھا سبقت غضبہ ۲۱۰۷/۴ – ترمذی ۔ ابن ماجہ ۔ نسائی)

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا اور وہ اپنی ذات کے متعلق لکھتا ہے جو اس کے پاس عرش پہ رکھی ہوئی ہے "میرے غضب پہ میری رحمت غالب ہے۔

☆ **عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: ان اللہ لما قضی الخلق کتب عندہ فوق عرشہ ان رحمتی سبقت غضبی ۔** (اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب : التوحید، باب: وکان عرشہ علی الماء وھو رب العرش العظیم، ۲۷۰۰/۶، الرقم: ۲۹۸۶)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو عرش کے اوپر اپنے پاس لکھ کر رکھ لیا: بے شک میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی ہے۔"

☆ **عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ حین خلق الخلق کتب بیدہ علی نفسہ ان رحمتی تغلب غضبی ۔** (اخرجہ الترمذی فی السنن، کتاب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب: خلق اللہ مائۃ رحمۃ، ۵۴۹/۵، الرقم: ۳۵۴۳)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنے

دستِ قدرت سے اپنی ذات کے لیے لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔"

ہے تو ہی تو اگر تجھے پہچان جائیں ہم — پھر یاں سے کیوں بہ حسرت و ارمان جائیں ہم
وہ علم دے ہمیں کہ تجھے جان جائیں ہم — بندے ہیں تیرے اور کو کیوں مان جائیں ہم
ہر شان میں ہے جلوہ نما تو ہی اے خدا — آنکھیں عطا ہوں کاش کہ پہچان جائیں ہم
یا رب ہمارے ساقیِ کوثر ہوں میزباں — جب حشر میں بصورت مہمان جائیں ہم
شانِ جنابِ احمدِ مرسل حبیبِ حق — گر حق نما نظر ہو عطا جان جائیں ہم
برقع اٹھایئے رخِ روشن سے یا نبی — اللہ کے حبیب ہو قربان جائیں ہم
لا تقنطوا ہے سامعہ افروزِ جاں حکیم — واعظ کے قیل وقال کو کیوں مان جائیں ہم

(مولانا محمد عبدالحکیم صدیقی جوش و حکیم قدس سرہٗ)

اے میرے بندو

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ روایت فرمائی ہے کہ اللہ نے فرمایا:

یا عبادی، انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالموا یا عبادی، کلکم ضال الا من هدیته فاستهدونی اهدکم . یا عبادی، کلکم جائع الا من اطعمته فاستطعمونی اطعمکم یا عبادی کلکم عار الا من کسوته فاستکسونی اکسکم . یا عبادی، انکم تخطؤن باللیل والنهار وانا اغفر الذنوب جمیعا فاستغفرونی اغفرلکم . یا عبادی، انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی . یا عبادی، لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم ما زاد ذلك فی ملکی شیئا . یا عبادی، لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد ما نقص ذلك من ملکی شیئا . یاعبادی، لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم قاموا فی صعید واحد فسالونی فاعطیت کل انسان مسالته ما نقص ذلك مما عندی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر . یا عبادی، انما هی اعمالکم احصیها لکم ثم اوفیکم ایاها فمن وجد خیرا فلیحمد الله ومن وجد غیر ذلك فلا یلومن الا نفسه . (اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: تحریم الظلم، ۱۹۹۴/۴، الرقم: ۲۵۷۷، والترمذی فی السنن، کتاب: صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب: منه، ۶۵۶/۴، الرقم: ۲۴۹۵)

"اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کیا ہے اور میں نے تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کر دیا، لہٰذا تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو، سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں، سو تم مجھ سے

ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں، پس تم مجھ سے کھانا طلب کرو، میں تمہیں کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب سے بے لباس ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، لہٰذا تم مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشتا ہوں، تم مجھ سے بخشش طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو! تم کسی نقصان کے مالک نہیں ہو کہ مجھے نقصان پہنچا سکو اور تم کسی نفع کے مالک بھی نہیں کہ مجھے نفع پہنچا سکو، اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّل اور آخر اور تمہارے انسان اور جن تم میں سے سب سے زیادہ متقی شخص کی طرح ہو جائیں تو میری بادشاہت میں کچھ اضافہ نہیں کر سکتے اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر اور تمہارے انسان اور جن تم میں سے سب سے زیادہ بدکار شخص کی طرح ہو جائیں تو میری بادشاہت سے کوئی چیز کم نہیں کر سکتے اور اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر اور تمہارے انسان اور جن کسی ایک جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کا سوال پورا کر دوں تو جو کچھ میرے پاس ہے اس سے صرف اتنا کم ہوگا جس طرح سوئی کو سمندر میں ڈال کر (نکالنے سے) اس میں کمی ہوتی ہے، اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لیے جمع کر رہا ہوں، پھر میں تمہیں ان کی پوری پوری جزا دوں گا، پس جو شخص خیر کو پائے وہ اللہ کی حمد کرے اور جسے خیر کے سوا کوئی چیز (مثلاً آفت یا مصیبت) پہنچے وہ اپنے نفس کے سوا اور کسی کو ملامت نہ کرے۔"

عطا کی زندگی ہر چیز کو رب علیٰ تو نے
بنائے دو جہاں اے خالق ارض وسما تو نے

تیرے جلووں سے نورافشاں ہے اس عالم کا ہر ذرہ
مہ وخورشید وانجم کو عطا کی ہے ضیاء تو نے

تیری قدرت کے مظہر ہیں مناظر کوہساروں کے
چمن زاروں کو بخشی ہے بہار دلکشا تو نے

نگاہ شوق کو احساس ہو کیوں نارسائی کا
کہ دی ہے نحن اقرب کی نوید جانفزا تو نے

عطا کی سنگریزوں کو بھی تو نے تاب گویائی
کیا ہے بے زبانوں کو تکلم آشنا تو نے

کرم تیرا کہ ہم کو خیر امت تو نے فرمایا
عطا تیری دیا ہم کو رسول مجتبیٰ تو نے

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

اس حدیث کے تحت اس سے پہلے اپنی کتاب الباقیات الصالحات میں جو کچھ لکھ چکا ہوں وہ قارئین کی نذر کر رہا ہوں تاکہ بھولا ہوا سبق یاد ہو جائے۔

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ط ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ط انہ ھو الغفور الرحیم ○ (الزمر: ۵۳)

(اے پیارے حبیب آپ) فرما دیجئے اے میرے وہ بندو جنہوں نے (گناہوں اور معصیتوں میں مبتلا ہو کر) اپنی

جانوں پہ زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیہ کریمہ کے شانِ نزول میں مفسرین نے لکھا ہے کہ چند آدمیوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ کا دین تو بے شک حق اور سچ ہے لیکن ہم (ڈرتے ہیں کہ ہم) نے بڑے بڑے جو گناہ کیے ہیں ان کا کیا بنے گا، کیا وہ معاف ہو جائیں گے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اس آیت کے ابتدائی الفاظ کتنے پیارے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یا ایھا الناس کہہ کر بھی خطاب فرما سکتا تھا۔ یا ایھا الذین امنوا بھی فرمایا جا سکتا تھا لیکن نہیں، ی ضمیر کے بغیر ''اے بندو'' بھی کہا جا سکتا تھا مگر نہیں، پھر یعبادی کہنے میں حکمت کیا ہے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کی اپنے گناہ گار بندوں کے ساتھ پیار کی انتہا ہے کہ فرمارہا ہے اے میرے بندو!

بلاتشبیہ و تمثیل یوں سمجھیں کہ ایک شخص کے کئی بیٹے ہوں کچھ تابعدار ہوں اور کچھ نافرمان اور بڑا عرصہ نافرمانی کرتے رہے ہوں اور بڑی بڑی نافرمانیاں کر کے باپ کے پیار کے بارے میں مایوس ہو چکے ہوں کہ اب ہم اپنے باپ کا پیار کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں، بس اب کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہمیں اپنے باپ کا پیار مل سکے کیونکہ ہم نے اس کو تنگ ہی اتنا کیا ہے اور باپ جانتا ہو کہ یہ میرے بارے میں کیسا ذہن بنائے بیٹھے ہیں اس پر باپ کو ترس آئے اور وہ محبت پدری کے جذبات سے سرشار ہو کر کہے! اے میرے پیارے بیٹو! تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے کہ میرے دل میں تمہاری کس قدر محبت ہے۔ اگرچہ تم نے مجھے بہت ستایا ہے لیکن مایوس کیوں ہوتے ہو مجھے باپ کہہ کر تو دیکھو پھر دیکھنا محبت پدرانہ کا نظارا کہ تمہاری نافرمانیاں کس طرح معاف ہوتی ہیں اور پھر یہ ایک فطرتی بات ہے کہ باپ کو ایسی اولاد پر زیادہ ترس آتا ہے۔

ان کا ضمیر سوچ کی کالی چٹان ہے ۔ جن کی نظر میں عشق بھی وہم و گمان ہے

اللہ تعالیٰ لم یلد ولم یولد ہے مثال صرف سمجھانے کے لیے دی ہے کچھ یہی انداز اس آیت میں بھی دکھائی دیتا ہے کہ جن بندوں نے خدا کی نافرمانیاں کر کر کے اپنے آپ کو رب کی رحمت سے مایوس کر لیا ہے ان کو کہا جا رہا ہے اے میرے پیارے بندو! تمہیں کیا پتہ تمہارا رب تم سے کتنی محبت کرتا ہے۔ ماں اپنے اکلوتے بیٹے سے کیا محبت کرے گی جتنی محبت تمہارا رب تمہارے ساتھ فرماتا ہے۔ تم ایک بار اللھم لبیک کہہ کر تو دیکھو اس کی بارگاہ سے دس بار یا عبدی کی ندا آئے گی اور یہ خطاب نیکوکاروں، پرہیزگاروں سے نہیں وہ تو اپنی نیکی و تقوی کی وجہ سے پہلے ہی خدا کے پیارے ہیں یہاں تو خطاب ان سے ہے الذین اسرفوا علی انفسھم ۔ (وہ جو اپنی جانوں پہ ظلم کر بیٹھے ہیں) یعنی بڑے بڑے گناہگار۔ حضور علیہ السلام کا بھی ارشاد ہے: شفاعتی لاھل الکبائر من امتی ۔ میری شفاعت بڑے بڑے گناہگاروں کے لیے ہے۔

میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم ۔ دو کریموں میں گناہ گار کی بن آئی ہے

پھر یہاں پہ ایک اور بڑی عجیب بات سمجھنے والی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود نہیں فرمایا: یعبادیؔ بلکہ اپنے محبوب علیہ السلام کو فرمایا: قل یعبادی اے پیارے تو کہہ دے: اے میرے پیارے بندو!

ہم وہ بندے ہیں جو دن رات گناہ کرتے ہیں

اس کو بھی ایک مثال سے سمجھئے کہ ایک غلام کا آقا پیار بھی کرتا ہو اور غصے بھی ہوتا ہو، اس میں جلال بھی ہو اور جمال بھی، سزا بھی دیتا ہو اور معاف بھی کرتا ہو تو اس غلام سے اگر کوئی نافرمانی ہو جائے اور آقا درگذر کردے۔ تو درگذر کرنے کے باوجود بھی غلام کے دل میں یہ خیال ضرور آتا رہے گا کہ خدا جانے کب جلال میں آ جائے اور اگلے پچھلے حساب لینا شروع کردے۔ لیکن اس آقا کا کوئی پیارا جس میں جمال ہی جمال ہے جلال نہیں، جس میں پیار ہی پیار ہے مار نہیں۔ جس میں معاف کرنے ہی کی صفت ہے سزا دینے کی نہیں، جو سراپا رحم و کرم ہو اپنے غلام کو تسلی دینے کے لیے اپنے اس پیارے کو کہتا ہے کہ تو اس کو کہہ دے کہ سزا کا خطرہ محسوس نہ کرے تیرے آقا نے تجھے معاف کر دیا ہے تو جب آقا کا پیارا ایسی بات کہے گا تو اس کو ضرور حوصلہ ہو گا کہ اگر خود کہتا تو بات اور تھی اب تو کسی صورت میں بھی سزا کی توقع نہیں ہے۔ بلاتشبیہ و تمثیل یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ **لا یخلف المعیاد** کی شان والا ہے رحیم و کریم، غفار و رحمان ہے مگر ساتھ قہار و جبار بھی ہے وہ اگر خود فرمائے کہ میں معاف کرنے والا ہوں تو دل میں یہ کھٹک تو رہے گی کہ کل قیامت کے دن جب اس کے جلال کی انتہا ہو گی اور ہر کوئی نفسی نفسی پکار رہا ہو گا اگر اس نے ہمارا حساب لے لیا تو اس کو کون پوچھنے والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے گناہگار بندوں کے دل سے یہ خوف نکالنے کے لیے اپنے پیارے کو جو سراپا رحمت ہی رحمت ہے، جس میں انتقام کا جذبہ نہیں صرف معاف کرنے سے ہی محبت کرتا ہے۔ اس کو فرمایا: **قل یعبادی**۔ اے پیارے میرے گناہگاروں کو تو کہہ دے کہ رب کی رحمت سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

یارسول اللہ! ہم اس لیے ڈرتے ہیں کہ گناہ بہت ہیں۔ فرمایا: اپنے گناہوں کے پہاڑ دیکھنے والو اللہ کی رحمت کے انبار بھی دیکھو۔ **ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا**۔ اللہ تمہارے تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

ہم وہ بندے ہیں جو دن رات گناہ کرتے ہیں　　　یہ وہ آقا ہیں جو سب بخش دیا کرتے ہیں

ہم ہیں عبد مصطفیٰ پھر تجھ کو کیا؟

یاد رہے! اس آیت کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ حضور علیہ السلام فرما رہے ہیں اے میرے بندو! اس صورت میں بندہ بندگی کرنے والا کے معنی میں نہیں ہو گا بلکہ نوکر چاکر اور خدمت گزار کے معنی میں ہو گا اور یہ قرآن مجید میں بہت جگہ آیا ہے۔

وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم میں یہی معنی مراد ہے۔

اور فقہی اصطلاح میں عبد کا لفظ چاہے وہ عبد ابق ہو، رقیق ہو، ماذون ہو مدبر ہو مکاتب ہو انہی معنوں میں بولا جاتا ہے۔ ان معنوں کے لحاظ سے ہی عبد المصطفیٰ، عبد الرسول نام رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے لہٰذا یہ شرک نہ ہوا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس عقیدے کو شرک قرار دینے والوں کی اپنے ایک شعر میں یوں حجامت فرماتے ہیں:

یعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

خدا معاف کرتا ہے مگر رسول کریم ﷺ کی سفارش سے معاف کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك...... اندازہ لگاؤ کہ گناہگار تو ہم خدا کے ہیں مگر خدا تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کی بارگاہ کا راستہ دکھا رہا ہے کہ اگر معافی چاہتے ہو تو در محبوب سے ہوتے ہوئے آؤ۔

رب اپنے گناہگاراں نوں بھیجے اوہدے درتے
سرکار بناں معاف خطا کون کرے گا امت لئی رو رو کے دعا کون کرے گا

اگر الذنوب کی جگہ الذنب آ جاتا تو الف لام عہد جنسی یا استغراقی کے ذریعے تمام گناہ مراد لیے جا سکتے تھے۔ یا "ذنبا" نکرہ فرمایا جاتا تو پھر بھی ہر گناہ مراد ہو سکتا تھا مگر قربان جائیں اللہ نے الذنوب بھی فرمایا اور پھر ساتھ جمیعا بھی فرما دیا کہ کوئی گناہ معاف ہونے سے بچ نہیں سکے گا۔

کارِ ما بدکاری و شرمندگی کارِ تو برما ہمہ بخشندگی

مزید آیات قرآنیہ

مندرجہ بالا آیت کے علاوہ بھی قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو "اے میرے بندو" کہہ کر یاد فرمایا ہے اگرچہ بعض جگہ وہاں ضمیر متکلم (ی) نہیں ہے۔ مگر ترجمہ یہی ہوگا۔ "اے میرے بندو" کیونکہ وہاں "ی" محذوف ہے اور المحذوف کا لمذکور اور دال کا کسرہ یا کے حذف ہونے پر دلالت کرتا رہے گا اور اللہ کی محبت و مغفرت کی طرف گناہگار بندوں کو بلاتا رہے گا۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

1-و اذا سألك عبادى عنى فانى قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبو الى وليومنوا به لعلهم يرشدون ۔ (البقرہ: ۱۸۶)

ترجمہ: اور اے پیارے! جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب وہ مجھے پکارے تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

دوست نزدیک تر از من بمن است وین عجب ترکہ من ازوے دورم

2-قل يعبادى الذين امنوا يقيموا الصلوٰة وينفقوا مما رزقنهم سرا وعلانية من قبل ان ياتى يوم لا بيع فيه ولا خلل ۔ (ابراھیم: ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب! میرے بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم کریں اور ہمارے دیے ہوئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی نہ یارانہ (یعنی وہ سوداگری و یارانہ جو محبت الٰہی کی وجہ سے نہ ہو)۔

3-ان عبادى ليس لك عليهم بسلطن ۔ (الحجر: ۴۲، الاسراء: ۶۵)

ترجمہ: (شیطان سے اللہ نے فرمایا) بیشک میرے (ایماندار) بندوں پہ تیرا کچھ قابو نہیں۔

4-نبیٔ عبادی انی انا الغفور الرحیم ۔ (الحجر: ۴۹)

ترجمہ: اے محبوب! میرے بندوں کو بتادے کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان۔

5-و قل لعبادی یقول التی ھی احسن...... (بنی اسرائیل: ۵۳)

ترجمہ: اے پیارے! میرے (ایماندار) بندوں سے فرمادو کہ ایسی بات کہیں جو سب سے اچھی ہو۔

6-افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء ۔ (الکھف: ۱۰۲)

ترجمہ: تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا (اپنا) حمایتی بنالیں گے۔

7-و لقد او حینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی ۔ (طٰہٰ: ۷۷)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی میرے بندوں کو راتوں رات لے چل۔ (الشعراء: ۵۲، الدخان: ۲۳)

8-و لقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ۔ (الانبیاء: ۱۰۵)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے۔

9-انه کان فریق من عبادی یقولون ربنا امنا فاغفرلنا وارحمنا وانت خیر الراحمین ۔ (المومنون: ۱۰۹)

ترجمہ: بیشک میرے بندوں کا ایک گروہ یوں دعا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

10- یعبادی الذین امنوا ان ارضی واسعة فایای فاعبدون ۔ (العنکبوت: ۵۶)

ترجمہ: اے میرے ایماندار بندو! بیشک میری زمین وسیع ہے پس میری ہی بندگی کرو۔

11- قل یعباد الذین امنوا اتقوا ربکم ۔ (الزمر: ۱۰)

ترجمہ: فرمادو! اے میرے ایماندار بندو اپنے رب سے ڈرو۔

12- یعباد فاتقون ۔ (الزمر: ۱۶)

(یہ وہ عذاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تو) اے میرے بندو! تم مجھ سے ڈرو۔ (یہاں پہ دونوں جگہ ''ی'' محذوف ہے یعنی اصل میں عبارت یوں تھی یعبادی فاتقونی) اس کے بعد والی آیت میں فرمایا گیا۔

13- فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئک الذین ھداھم الله واولئک ھم اولو الالباب ۔

ترجمہ: میرے ان بندوں کو خوشخبری سنادیں جو کان لگا کر سنیں پھر اس کے بہتر پہ چلیں یہ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت سے نوازا اور یہی عقل مند ہیں۔

14- یعباد لا خوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون ۔ (الزخرف: ۶۸)

ترجمہ: اے میرے بندو! آج تم پر نہ خوف ہے نہ ہی تمہیں غم ہوگا۔

15- فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۔ (الفجر: ۳۰/۲۹)

حصول برکت کے لیے آیات بمعہ ترجمہ وحوالہ لکھ دی گئیں دراصل میں اس موضوع پر ایک حدیث قدسی لکھنا چاہتا ہوں جس میں دس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اسی پیارے خطاب سے مخاطب کیا ہے یعنی یعبادی کے مقدس لفظ سے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے صحیح مسلم میں باب تحریم الظلم کا عنوان دیا ہے جبکہ صاحب مشکوٰۃ اس کو باب الاستغفار میں لائے ہیں اوراس حدیث میں جہاں اللہ تعالیٰ کی صفات بے شمار ہیں وہاں ان صفات کا اپنے بندوں پہ اظہار بھی موسلا دھار ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت، رحمت وحکومت و بے نیازی کا ذکر بھی ہے اور بندے کی محتاجی کا بیان بھی ہے۔

اس میں نعمت ملنے پر شکرادا کرنے کا بیان بھی ہے اور تکلیف کو اپنی شامت اعمال کی طرف منسوب کرنے کا بھی تذکرہ ہے۔

پہلے عربی میں مکمل حدیث ترجمہ کے ساتھ لکھی جا چکی ہے اب دس نکاتی خطاب خداوندی (مضامین حدیث) کا علیحدہ علیحدہ بیان ہو گا۔آج کی تقریر میں یہی حدیث بیان کرنا مقصود ہے۔

مضامین حدیث:

۱- یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالموا ۔

اس جملہ میں ظلم کی حرمت کا بیان ہے یاد رہے! بعض امور ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہیں مگر مخلوق کے لیے عیب ہیں جیسا کہ تکبر کے لائق اللہ ہی کی ذات ہے اوراس کا صفتی نام المتکبر ہے جبکہ بندوں کے لیے تکبر عیب ہے۔یعنی اللہ تکبر کرے تو اس کی شان ہے اور بندہ تکبر کرے تو اس کے لیے عیب ہے لیکن ظلم ایسا عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی نہیں کرتا (وما انا بظلام للعبید) تو بندوں کو ظلم کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: الظلم ظلمات یوم القیمة ۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۴)

ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہیں (یعنی نیک اعمال مومن کے لیے روشنی کا سامان ہوں گے جو مومن کے آگے آگے ہوگی اور ظلم ظالم کے لیے اندھیرے کا سبب ہوگا) العمل الصالح سبب لنور یسعی بین ایدی المومنین کذلك الظلم سبب للظلمة۔

☆ فرمایا: المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه ۔ (مسلم شریف)

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو (کسی کے سپرد کرکے) تباہ کرتا ہے۔

☆ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ عزوجل یملی للظالم فاذا اخذه لم یفلته ثم قرء وکذلك اخذ ربك اذا اخذ القریٰ وھی ظالمة ان اخذه الیم شدید ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے اور جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔(ترجمہ)

اور اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو اپنی گرفت میں لیتا ہے بیشک اس کی پکڑ بڑی سخت دردناک ہے۔

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: نقال اور بے رائے نہ بنو کہ یوں کہو اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھی بھلائی کریں گے اور اگر لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اپنے نفسوں کو قرار دو کہ لوگ بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر لوگ ظلم کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۵)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پہ کیے جانے والے ظلم کا ضرور بدلہ لے گا، اللہ تعالیٰ اپنے اور بندے کے درمیانی معاملات چاہے گا چاہے تو معاف کردے گا چاہے گا تو عذاب دے گا۔ (مشکوٰۃ: خلاصۃ)

ایک روایت میں جانوروں پر دنیا میں کیئے گئے ظلم کا بدلہ لینے کا بھی ذکر ہے۔

☆ **حتی یقاد للشاہ الجلحاء من الشاۃ القرناء ۔**

ترجمہ: یہاں تک کہ منڈی (بے سینگھ) بکری کا بدلہ سینگھ والی بکری سے لیا جائے گا۔ (ایضا)

☆ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایاك ودعوۃ المظلوم فانما یسال اللہ تعالیٰ حقہ وان اللہ لا یمنع ذا حق حقہ

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: مظلوم کی بددعا سے بچو وہ تو اللہ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی حق والے کا حق نہیں روکتا۔

☆ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

من مشی مع ظالم لیقویہ وھو یعلمہ انہ ظالم فقد خرج من الاسلام ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: جو کسی ظالم کو قوت دینے کے لیے اس کے ساتھ چلے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے تو (یہ ظالم کا ساتھ دینے والا) اسلام سے نکل گیا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم صرف اپنا ہی نقصان کرتا ہے (اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے ظلم کی وجہ سے دوسروں کو کیا نقصان ہوسکتا ہے) اس پر آپ نے فرمایا:

واللہ حتی الحباری لتموت فی وکرھا ھزلا لظلم الظالم ۔

ترجمہ: کیوں نہیں اللہ کی قسم اس کے ظلم کا اثر گھونسلوں کے رہنے والے بٹیروں (پرندوں) پر بھی پڑتا ہے (کہ اس کے ظلم کی وجہ سے بارش نہ ہو اور وہ) اپنے گھونسلوں میں بھوک سے مرجائیں تو یہ ظالم کے ظلم کا اثر ہے۔ (مشکوٰۃ)

''اللہ تعالیٰ نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے'' کا معنی کیا ہے؟:

اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے کیونکہ ظلم یہ ہے کہ مقررہ حدود سے تجاوز کیا جائے اور اللہ کے اوپر تو کوئی ہے نہیں کہ جو اس کے لیے حدود متعین کرے کہ اللہ حدود سے تجاوز کرے اور نعوذ باللہ ظالم قرار پائے۔ پھر ظلم نقص وعیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر نقص وعیب سے

پاک ہے لہٰذا حرمت سے مراد یہاں شرعی حرمت نہیں اس لیے کہ شرعی احکام تو بندوں کے لیے ہیں اور نہ ہی اللہ پر کوئی حاکم ہے کہ اس پر حکم نافذ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی شیء ظلم ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ ظلم کا معنی ہے کسی دوسرے کی ملک میں زیادتی کرنا یا وضع الشیء فی غیر محله۔ کسی شیء کو بے محل استعمال کرنا، اللہ تعالیٰ کی ذات ان دونوں باتوں سے پاک ہے کیونکہ ہر شیء اسی کی ملکیت میں ہے اور جس چیز کے استعمال کے لیے جو جگہ مقرر فرما دے وہی اس کا صحیح مصرف ومحل ہے۔ اس کے افعال یا عدل پہ مبنی ہیں یا فضل پہ لہٰذا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے نہ وہ کسی بے قصور کو سزا دیتا ہے۔

ان الله لا يظلم مثقال ذرة ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

وما ظلمونا ولكن كانوا انفسهم يظلمون ۔

ترجمہ: اورانہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا لیکن خود اپنی جانوں پہ ظلم کرتے تھے۔

فمنهم ظالم لنفسه ۔

ترجمہ: ان میں سے بعض اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں۔

فكلا اخذنا بذنبه ۔

ترجمہ: ہم نے سب کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑا ہے۔

ان میں سے بعض پہ پتھراؤ کیا (قوم لوط) بعض کو چیخ نے آ لیا (قوم ثمود) بعض کو زمین میں دھنسا دیا گیا (قارون وغیرہ) بعض کو غرق کر دیا (قوم نوح علیہ السلام اور فرعون اور اس کے لشکر کو)۔

و ما كان الله ليظلمهم ولكن كانوا انفسهم يظلمون ۔ (العنکبوت)

ترجمہ: اللہ کی شان یہ نہیں کہ وہ ان پر ظلم کرے ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پہ ظلم کرتے تھے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ خود ظلم نہیں کرتا لہٰذا فرمایا کہ تم بھی کسی پر جانی، مالی یا آبروریزی کا ظلم نہ کرو کیونکہ یہ تمام جرموں سے بڑا جرم ہے اس لیے کہ یہ حق العباد ہے کہ جو صرف توبہ سے بھی معاف نہیں ہوگا جب تک حق دار خود معاف نہ کرے گا۔

حدیث کا دوسرا جملہ

یا عبادی کلکم ضا الامن هديته......

یہ جملہ اس بات پہ دلالت کرتا ہے کہ تمام انسان اصل فطرت میں گمراہی پر تھے حالانکہ ایک حدیث میں ہے کل مولود یولد علی الفطره ہر پیدا ہونے والا فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے اس کا جواب قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اس گمراہی سے مراد وہ گمراہی ہے جو فطرت کے بعد رسولوں کے آنے سے پہلے تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين ۔ (البقرہ: ۲۱۳)

ترجمہ: تمام لوگ ایک طریقہ (یعنی گمراہی) پر تھے تو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دینے والے اور (گمراہی کے عذاب سے)

ڈرنے والے نبی بھیجے۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ رسولوں کو نہ بھیجتا اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا تو لوگ عیش پرستی اور دلائل توحید میں تدبر نہ کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری پیدائش تاریکی میں ہوئی پھر ہم پر نور کا چھینٹا دیا گیا۔ اگر ہمیں ہمارے نفوس پر چھوڑ دیا جائے تو ہم عقیدۃ اور عملاً بدعملی ہی کریں گے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے تو ہم نیکی کی راہ پر چلیں گے ہم ببول کے درخت کی طرح کانٹوں سے بھرپور ہیں، ہمارے پلے گناہوں کے کانٹوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے ہماری ہی صفت ظلوما جھولا ہے یعنی کل مولود۔ میں ہمارا دنیا میں آنا بیان ہوا اور اس حدیث میں ہماری اصل پیدائش کا تذکرہ ہے۔ پھر یاد رکھو! اگرچہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے ہی ہدایت یافتہ ہیں مگر وہ ہمارے لیے ہدایت کا مرکز ہیں کیونکہ ہمیں ہدایت انہی کے ذریعے سے ملتی ہے جس طرح کہ سورج کو نور تو اللہ نے ہی دیا ہے مگر چاند تارے اور زمین سورج سے نور لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و انك لتهدى الى صراط مستقيم ۔

ترجمہ: اور بیشک (اے محبوب)! آپ سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ)

۳- یا عبادی کلکم جائع الامن اطعمته......

ہم اپنی روحانی وجسمانی غذاؤں میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، ہر جاندار غذا کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ سب کا محتاج الیہ ہے۔ وہ خود نہیں کھاتا مگر سارے جہانوں کو کھلاتا ہے۔ اس کی اتنی بڑی کائنات میں کوئی ایک کیڑا مکوڑا بھی ایسا نہیں جو بھوک سے مر جائے۔ اس کا فرمان ہے: **وما من دابة فى الارض الا على الله رزقها** ۔ ہر جاندار کا رزق اس نے اپنے ذمہ کرم پہ لے رکھا ہے۔ **وهو يطعم ولا يطعم**۔ وہ سارے جہان کو کھلاتا ہے مگر خود نہیں کھاتا۔

۴- یا عبادی کلکم عار الامن کسوته......

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے ظاہری جسم کو ڈھانپنے کا بھی انتظام فرمایا اور ستار العیوب ہونے کے ناطے ان کے باطنی عیوب کی پردہ پوشی بھی فرمائی۔ اس جہان میں جو شخص اپنے عیبوں کو چھپائے گا اس جہان میں اللہ تعالیٰ خود اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و جعل لكم سرابيل تقيكم الحر وسرابيل تقيكم باسكم ۔ (النحل: ۸۱)

ترجمہ: اور اللہ نے ہی تمہارے لیے لباس بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور لڑائی میں تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔

۵- یا عباد انکم تخطؤن باللیل والنهار......

خطاء سے مراد مطلق گناہ ہے چاہے بھول کر ہو یا عمداً اور ظاہر ہے اس سے عام بندوں کے گناہ ہی مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ انبیاء کرام اور ملائکہ تو ویسے ہی معصوم ہیں اور ان کے علاوہ اللہ کے خاص بندے گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں ان پر شیطان کا بس چل ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: **الا عبادك منهم المخلصين**۔

دیے سے دیے کو جلاتے چلو

اس بارے میں ایک اور ایمان افروز حدیث قدسی ملاحظہ ہو جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور ﷺ سے اور حضور ﷺ نے اپنے رب سے روایت کی ہے:

"ان اللہ کتب الحسنات والسیئات، ثم بین ذلک، فمن ھم بحسنۃ فلم یعملھا کتبھا اللہ عندہ حسنۃ کاملۃ، وان ھم بھا فعملھا کتبھا اللہ عندہ عشر حسنات الی سبعمائۃ ضعف الی اضعاف کثیرۃ، وان ھم بسیئۃ فلم یعملھا کتبھا اللہ عندہ حسنۃ کاملۃ، وان ھم بھا فعملھا کتبھا اللہ سیئۃ واحدۃ"، (رواہ البخاری ومسلم فی صحیحھما بھذہ الحروف)

(قال النووی) فانظر یا اخی وفقنا اللہ وایاك الی عظیم لطف اللہ تعالیٰ وتامل ھذہ الالفاظ، وقولہ "عندہ" اشارۃ الی الاعتناء بھا وقولہ "کاملۃ" لتاکید وشدۃ الاعتناء بھا، وقال فی السیئۃ التی ھم بھا ثم ترکھا: "کتبھا اللہ عندہ حسنۃ کاملۃ" فاکدھا بکاملۃ"، "و ان عملھا کتبھا سیئۃ واحدۃ" فاکد تقلیلھا بواحدۃ ولم یوکدھا بکاملۃ، وللہ الحمد والمنۃ سبحانہ لا نحصی ثناء علیہ، وباللہ التوفیق۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا" بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں پھر اسے بیان فرمایا کہ جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں ایک کامل نیکی لکھتا ہے اور اگر اس کا ارادہ کر کے عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ کئی گناہ زیادہ لکھتا ہے اور اگر برائی کا ارادہ کرے لیکن اس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے نزدیک ایک نیکی لکھتا ہے اور اگر ارادہ کرنے کے بعد اس پر عمل بھی کرے تو اس کے لیے ایک ہی گناہ لکھتا ہے۔

اس حدیث پہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اربعین نووی میں فرماتے ہیں:

اے بھائی! دیکھ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تجھے اپنے عظیم لطف وکرم کی توفیق عطا فرمائے ان الفاظ میں غور وفکر کر، آپ کا ارشاد "عندہ" اس کے خاص اہتمام کی طرف اور "کاملۃ" کے الفاظ تاکید اور نہایت اہتمام کی طرف اشارہ ہے جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا اس کے بارے میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے کامل نیکی لکھتا ہے اسے "کاملۃ" کے لفظ سے مؤکد کیا اور اگر عمل بھی کرے تو ایک برائی لکھتا ہے؟ تو "واحدہ" کے لفظ سے قلت کی طرف اشارہ کیا اور کاملۃ سے مؤکد نہ کیا۔ اللہ ہی کے لیے حمد ہے اور اس پاک ذات کا احسان ہے ہم اس کی تعریف نہیں کر سکتے۔

حدیث شریف کے باقی جملے

یا عبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی......

مطلب یہ ہے کہ ہماری عبادتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو کوئی فائدہ نہیں ہے اور ہماری نافرمانیوں سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے ہم عبادت بھی اپنے فائدے کے لیے کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی کر کے خود اپنا ہی نقصان بھی کرتے ہیں وہ ذات بے نیاز ہے اور ہر قسم کی ضرورت سے پاک ہے۔ اگلے تمام جملے اس کی مزید وضاحت کر رہے ہیں۔

۷،۸۔ یا عبادی لو ان اولکم واخرکم......

لہٰذا کوئی شخص یہ سمجھ کر عبادت نہ کرے کہ وہ عبادت کر کے اللہ کا کچھ فائدہ کر رہا ہے اور جس طرح بادشاہوں کی رعایا بگڑ جائے تو ان کا نقصان ہو جاتا ہے۔ آمدنی میں کمی آجاتی ہے، خزانہ خالی ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا کبھی گمان نہ کرنا۔

۹۔ یا عبادی لو ان......

اس جملہ میں سوئی کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کیونکہ سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر میں تو پھر بھی کچھ نہ کچھ کمی آتی ہے جبکہ اللہ کی عطا اس کے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں کرتی وہاں کمی کا سوال ہی نہیں ہے، سمندر پھر بھی متناہی ہے اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ غیر متناہی وہاں کمی کا کیا تعلق؟ دیکھو سورج ہزار ہا سال سے سارے جہاں کو روشنی دے رہا ہے مگر اس کی روشنی بدستور اتنی ہی ہے، ذرہ بھر بھی کمی نہیں آئی۔ جب خدا کی تجلیوں کا یہ حال ہے تو اس کے خزانوں کا حال کیا ہوگا؟ لینے والے بھی محدود جو کچھ لے رہے ہیں وہ بھی محدود اور دینے والا بھی غیر محدود اور اس کے خزانے بھی غیر محدود۔ محدود کو غیر محدود سے کیا نسبت؟

۱۰۔ یا عبادی انما ھی اعمالکم......

اعمال کا پورا پورا بدلہ دینے کا مطلب یہ نہیں کہ نیکوں کو ان کی نیکیوں سے زیادہ نہیں دے گا کیونکہ یہاں عدل کا ذکر ہے جو فضل کے خلاف نہیں۔ نیکوں کو ان کے اعمال سے زیادہ دینا اور بروں کو معاف کرنا یہ اس کا فضل ہے لیکن یہ ہر کسی کو نہیں ملتا بلکہ یوتیہ من یشاء۔ بندے کو چاہیے کہ نیکیوں کو رب کی توفیق سے سمجھے اس میں اپنا کمال نہ جانے اور گناہوں کو اپنی شامت نفس سمجھے دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے کہا: واذا مرضت فھو یشفین۔ بیمار میں ہوتا ہوں شفا اللہ دیتا ہے۔ اسی طرح آدم علیہ السلام کا حال ہے کہ زمین پہ خلیفہ بنانا تھا تو زمین پہ آنے کا کوئی سبب تو بننا تھا مگر عرض کیا: ربنا ظلمنا انفسنا...... اور شیطان نے اپنی گمراہی کو بھی اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ رب بما اغویتنی۔ ادب کرنے والوں کی خطائیں بھی دوسروں کی نیکیوں سے آگے بڑھ جاتی ہیں کیونکہ ان کی خطائیں ان کی شان کے لائق ہیں مگر ہماری عبادتوں سے افضل ہیں، سارے جہان کا ظہور حضرت آدم علیہ السلام کی ایک خطا کی برکت سے ہوا ہے۔ (مراۃ)

بے ادبی اور تکبر سے عبادت کے کام بھی وبال و گناہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ ریا کاری کی نماز کو شرک فرمایا گیا اور نیک نیتی، خلوص اور ادب سے بظاہر معمولی کام بھی عبادت ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں جہاد کے گھوڑے کی پھاوڑے سے لید صاف کرنا بھی نیکی و عبادت قرار دیا گیا۔ اس بارے میں ایک حدیث ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کس طرح بعض معمولی کاموں پہ بھی صدقہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: انسان کے ہر جوڑ پہ صدقہ ہے ہر اس دن جس میں سورج

طلوع ہوتا ہے۔(اب بعض لوگوں نے سمجھا ہوگا کہ صدقہ تو کچھ خرچ کرنے سے ہی ہوگا تو فرمایا):

تعدل بين اثنين صدقه وتعين الرجل في دابته فتحمله عليها او ترفع له عليها متاعه صدقة والكلمة الطيبة صدقة وبكل خطوة تمشيها الى الصلوٰة صدقة وتميط الاذى عن الطريق صدقة . (متفق عليه)

ترجمہ: دو آدمیوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ کرنا صدقہ ہے۔ بندے کی اس کی سواری کے سلسلہ میں مدد کرنا یعنی اس کو سواری پہ بٹھانا صدقہ ہے اس کا سامان سواری پہ رکھوانا صدقہ ہے، اچھی بات صدقہ ہے، ہر وہ قدم جو نماز کی طرف اٹھے صدقہ ہے، راستہ سے تکلیف دہ چیز دور کرنا صدقہ ہے۔

یہ انعام بھی اسی امت کو ملا ہے

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان الله تعالىٰ قال: من عادى لي وليا فقد اذنته بالحرب، وما تقرب الى عبدى بشيءٍ احب الى مما افترضته عليه ، و لا يزال عبدى يتقرب الى بالنوافل حتى احبه، فاذا احببته كنت سمعه الذى يسمع به وبصره الذى يبصر به ويده التى يبطش بها ورجلة التى يمشى بها ولئن سالنى لا عطينه، ولئن استعاذنى لا عيذنه" (رواه البخارى)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی کرے میں اسے لڑائی کا اعلان سناتا ہوں اور میری پسندیدہ چیزوں میں سے کسی بھی چیز کے ذریعہ میرا بندہ مجھ سے اس قدر قریب نہیں ہوتا جس قدر ان چیزوں کی (ادائیگی) کے ذریعے قریب ہوتا ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مجھے محبوب ہو جاتا ہے۔ سو جب وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اس کی محبوبیت اور نزدیکی اس کو اس قدر بلند کر دیتی ہے کہ وہ مجھ سے سوال کرے تو اس کا سوال پورا کر دوں اور جو مانگے اسے دیدوں اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو اسے (آفات و مہلکات سے) پناہ دیدوں۔

اس حدیث کے بارے میں ایک وضاحت

بعض شارحین اور مدعیان علم و دانش حدیث مذکور کی یہ تشریح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بندے کے کان اور آنکھیں ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بندہ اس مقام محبوبیت پر پہنچ کر اپنی آنکھوں سے وہی دیکھتا ہے جس کے دیکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وہی کچھ سنتا، پکڑتا اور اس کی طرف چلتا ہے جن امور کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یعنی غلط، ناجائز اور گناہ والی چیزیں دیکھنے، سننے اور پکڑنے سے اجتناب کرتا ہے۔ یہ توجیہہ درست نہیں کیونکہ کوئی بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا محبوب نہیں بنتا جب تک اس کا دیکھنا، اس کا

سننا، اس کا پکڑنا اور اس کا چلنا احکام خداوندی کے مطابق نہ ہو جائے...... اگر محبوب خدا بن جانے کے بعد بھی وہ صرف غلط اور ناجائز امور سے احتراز کرتا ہے تو یہ تحصیل حاصل ہے، جو کہ محال ہے...... بقول امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ حدیث مذکورہ کا یہ معنی بالکل غلط بلکہ حدیث پاک میں تحریف کے مترادف ہے...... کیونکہ اس معنی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والا بندہ، محبوب ہونے کے بعد اپنے کسی عضو یا حصہ سے گناہ نہیں کرتا، اور وہ اپنے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں سے جو کام کرتا ہے وہ سب جائز اور شرع کے مطابق ہوتے ہیں لیکن محبوب ہونے کی حالت میں مسلسل گناہ کرتا رہتا ہے۔ (معاذ اللہ)

حالانکہ اس معنی کو جب الفاظ حدیث پر پیش کیا جاتا ہے تو حدیث شریف کا کوئی بھی لفظ اس کی تائید نہیں کرتا، کیونکہ ایک معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے کہ گناہوں سے بچنے کی وجہ سے تو وہ محبوب بنا ہے...... اگر گناہوں میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی محبوبیت کا مقام حاصل ہوتا ہے تو تقویٰ و پرہیزگاری کی ضرورت ہی کیا رہ جاتی ہے؟ (ماخوذ از مقامات کاظمی حصہ سوم)

حدیث مذکور کی تصحیح توجیہہ یہ ہے کہ بندہ تقویٰ و پرہیزگاری اور اتباع سنت سے مقام محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے...... جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران:۳۱)

فرما دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔

یعنی بندہ پہلے برے کام ترک کرتا ہے، سچی توبہ کرنے کے بعد فرائض اور نوافل پر پابندی اختیار کرتا ہے تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس کا معبود حقیقی اور محبوب ازلی، خداوند قدوس اپنی نوازشوں، عنایتوں اور کرم نوازیوں کے ساتھ اس کا استقبال فرماتا ہے، پہلے بندہ اسے اپنا محبوب بنانا چاہتا تھا اب وہ اس خاکی انسان کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے، بندہ مقام محبوبیت پر فائز ہو جاتا ہے، اس پر انوار الٰہی کی برسات ہونے لگتی ہے، انوار قدسیہ اس کے حواس، اعضاء و جوارح اور آلات بن جاتے ہیں، نور خداوندی اس کے رگ و ریشہ میں اثر انداز ہوتا ہے، اس طرح یہ مقرب بندہ صفات الٰہیہ کا مرکز و مظہر بن جاتا ہے۔ وہ اللہ کے نور سے سنتا، اسی کے نور سے دیکھتا، اسی کے نور سے چلتا، اسی کے نور سے پکڑتا، اسی کے نور سے سوچتا، اسی کے نور سے بولتا اور اسی کے نور سے تصرف کرتا ہے اس کی طاقت اور تصرف کے سامنے مسافت کا قرب و بعد حائل نہیں ہوتا ایک مقام پر بیٹھ کر وہ پوری دنیا میں تصرف کر سکتا ہے...... کیونکہ وہ انوار قدسیہ کا مہبط اور صفات الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے۔

علماء و اولیاء کی تصریحات

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یعنی ایسے ہی بندہ جب اطاعت فرمانبرداری پر ہمیشگی اختیار کرے تو وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں پس جب جلال خداوندی کا نور بندۂ محبوب کے کان ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کی آوازیں سنتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا نور جلال اس کی آنکھ بن جاتا ہے تو وہ قریب اور دور کو دیکھ لیتا ہے اور جب جلال الٰہی کا نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ مشکلات اور آسانیوں میں، دور اور نزدیک میں تصرف (قبضہ و اختیار) پر قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۲۱)

☆ علامہ سید محمود آلوسی فرماتے ہیں:

اور اولیاء کرام (اللہ ان کی وجہ سے ہمیں نفع دے) کے لیے اس علم غیب سے بہت وافر حصہ ہے اور اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ غیب (کا علم) اللہ کے نور والی آنکھ سے ہر چیز کا مشاہدہ کر لینے کا نام ہے کیونکہ کبھی بندے کو نوافل کی وجہ سے خدا کا قرب عطا کیا جاتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی آنکھ بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور کبھی اس سے ترقی کر کے فرائض کے قرب پر رسائی حاصل کرتا ہے تو سراپا نور بن جاتا ہے تو اس مقام پر پہنچ کر اس کے لیے غیب (چھپی چیزیں) شہود (ظاہر) ہو جاتا ہے اور جو چیزیں ہم سے مفقود (نامعلوم) ہوتی ہیں وہ اس کے لیے موجود (حاضر اور معلوم) ہوتی ہیں۔ (تفسیر روح المعانی، جلد۱)

جب روح مقدس منور ہو جاتی ہے اور اس کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے، عالم محسوسات کی تاریکی سے روگردانی اور دل کے آئینہ کی طبیعت کے زنگ سے دور کرنے کی وجہ سے اور علم وعمل پر ہمیشگی اور انوار الٰہیہ کے فیضان کے طفیل جب وہ نور قوی ہو جاتا ہے اور قلب کی فضا میں پھیل جاتا ہے تب اس پر لوح محفوظ میں لکھے ہوئے نقوش کا عکس پڑنے لگتا ہے اور وہ امور غیبیہ پر مطلع ہو جاتا ہے اور عالم اجسام (نچلے جہان) میں تصرف کرتا ہے بلکہ خود فیاض اقدس، اللہ رب العزت اپنی معرفت تامہ کاملہ کے ساتھ اس پر جلوہ گر ہوتا ہے جو کہ تمام انعامات اور عطیات سے بلند مرتبت ہے تو دوسری نوازشات اور انعامات کا کیا کہنا؟

قاضی عیاض مالکی اور ملا علی قاری حنفی کا فیصلہ

حضرت ملا علی قاری مزدی فرماتے ہیں:

قال الشیخ الکبیر ابوعبد اللہ فی معتقدہ "ونعتقد ان العبد ینتقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیة فیعلم الغیب وتطوی له الارض ویمشی علی الماء ویغیب عن الابصار" (مرقاۃ۱/۶۲)

شیخ کبیر امام ابوعبداللہ اپنی عقائد کی کتاب میں فرماتے ہیں:

ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بندہ روحانی کیفیت کی طرف منتقل ہو جاتا ہے تو اسے غیب کا علم ہو جاتا ہے اور اس کے لیے زمین سمٹ جاتی ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے اور نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

☆ قاضی عیاض فرماتے ہیں:

و ذلک ان النفوس الذکیة القدسیه اذتجردت عن العلاق البدنیة عرجت واتصلت بالملاء الاعلی ولم یبق لها حجاب فتری لکل کالمشاهد بنفسها اوباخبار الملئکة وفیه سریطلع علیه من تیسر له ذلک (مرقاۃ)

اور یہ اس لیے ہے کہ پاکیزہ اور مقدس نفوس جب بدنی آلائشوں سے پاک ہو جاتے ہیں تو ملاء اعلیٰ کی طرف عروج کرتے ہیں اور ان سے جا ملتے ہیں، ان کے لیے کوئی حجاب نہیں رہتا، وہ ہر چیز کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے اپنی ذات کا مشاہدہ کرنے والا دیکھتا ہے یا فرشتوں کی خبر دینے سے (معلوم کرتے ہیں) اور اس میں ایک راز ہے جس پر وہی مطلع ہو سکتا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ اس تک رسائی کا سامان کرے۔

☆ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

ان التضييق والانحصار لا يتصور في الروح وانما يكون في الجسد، والروح اذا كانت لطيفة يتبعها الجسد في اللطافة فتصير يجسدها حيث شاء ت وتتمتع بما شآء ت وتاوى الى ماشآء الله لها كما وقع لنبينا عليه الصلوٰة والسلام في المعراج والاتباعه من الاولياء حيث طويت لهم الارض وحصل لهم الابدان المكتسبة المتعددة وجدوها في اماكن مختلفة في ان واحد والله علٰى كل شيء قدير وهذا في العالم المبنى على الامر العادى غالباً فكيف وامر الروح والاخرة كلها مبنية على خوارق العادات (مرقاة ۴/۳۱)

محل اور مقام میں قید روح کے لحاظ سے تصور نہیں کی جا سکتی۔ یہ قید فقط جسم میں ہوتی ہے بلکہ روح جب لطیف اور پاکیزہ تر ہو جائے تو بدن بھی نورانیت اور لطافت میں اس کے تابع ہو جاتا ہے اور وہ جسم کو جہاں چاہتی ہے لے جاتی ہے اور جہاں سے چاہتی ہے فائدہ اٹھاتی ہے اور جہاں تک اللہ تعالیٰ اسے پہنچانا چاہے پہنچاتا ہے جیسے نبی مکرم ﷺ کو شب معراج یہ مقام اعلیٰ نصیب ہوا اور آپ کے پیروکار اولیاء کرام کے لیے بھی کہ زمین ان کے لیے سمیٹ دی جاتی ہے اور انہیں بہت سارے مثالی بدن حاصل ہو جاتے ہیں جنہیں وہ آن واحد میں مختلف مکانوں میں موجود پاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چاہت پر قادر ہے اور روح کے لیے یہ لطافت اور نورانیت اس عالم میں سے جو غالباً امور عادیہ (عالم اسباب یعنی دنیا) پر مبنی ہے اور جب یہاں ان امور میں کوئی رکاوٹ نہیں تو عالم آخرت میں (مرنے کے بعد) کون سی رکاوٹ ہوگی؟ کیونکہ روح اور آخرت کے تمام معاملات خرق عادت پر مبنی ہیں۔

حضرت غوث جیلانی اور امام ربانی کا فیصلہ

جب تو کثرت عبادت وریاضت کے ذریعے روحانیوں کے زمرے میں داخل ہو جائے گا۔

فحينئذ تؤمن على الاسرار والعلوم اللدنية وغرائبها ويرد عليك التكوين وخرق العادات التي هي من قبيل القدرة التي تكون للمؤمنين في الجنة فتكون في هذه الحالة كانك احييت بعد الموت في الاخرة فتكون كليتك قدره تسمع بالله وتبصر بالله وتنطق بالله وتبطش بالله وتسعى بالله وتعقل بالله وتطمئن وتسكن بالله . (فتوح الغيب مقاله نمبر ۴۰)

تو پھر اس وقت تجھے اسرار علوم لدنیہ اور ان کے عجائبات پر امین بنایا جائے گا اور تجھ پر تکوین (کہ تو جو کہے وہ ہو جائے) اور خوارق عادات وکرامات کو لوٹایا جائے گا جو کہ اس قدرت کے قبیل سے ہیں جو مومنین کو جنت میں حاصل ہوگی، پس تو اس حالت میں اس طرح ہوگا کہ گویا تجھے مرنے کے بعد عالم آخرت میں دوبارہ زندہ کر دیا گیا ہے، پس تو کلی طور پر مجسمہ قدرت اور سراپا قوت بن جائے گا پھر تو سنے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، دیکھے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، کلام کرے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، پکڑے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، چلے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ، سوچے گا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور تجھے سکون اور اطمینان بھی حاصل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب جنوں کو قدرت الٰہی سے یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں متشکل ہو کر عجیب وغریب کام سرانجام دیتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو یہ طاقت عنایت فرمادے تو کون سی تعجب کی بات ہے اور ان کو دوسرے مثالی بدنوں کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح بعض اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ وہ آن واحد میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں اور ان سے مختلف اقسام کے کام وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ (دفتر دوم مکتوب نمبر ۸)

مندرجہ بالا گفتگو سے واضح ہو گیا کہ نور خداوندی جب بندے کے اعضاء و جوارح میں اثر انداز ہوتا ہے تو:

☆......وہ قریب اور دور سے دیکھ لیتا ہے، لوح محفوظ کے نقوش بھی اس کے لیے عیاں ہو جاتے ہیں، چھپی چیزیں ملاحظہ کرتا ہے اور اسے غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔

☆......وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے۔

☆......اس کے ہاتھ اور پاؤں میں یہ طاقت آجاتی ہے کہ وہ مشکل، آسانی، قریب اور دوری میں تصرف کرتا ہے، سب اس کے قبضہ واختیار میں ہوتے ہیں۔

☆......اس کی روح اتنی لطیف اور پاکیزہ ہو جاتی ہے کہ جسم بھی روح کے تابع ہو جاتا ہے، پھر وہ جہاں چاہتی ہے اسے لے جاتی ہے......وہ عروج کرتی ہوئی فرشتوں سے جاملتی ہے، اس کے لیے کوئی حجاب نہیں رہتا پھر صاحب روح تمام اشیاء کو سامنے موجود چیزوں کی طرح دیکھتا ہے۔

☆......اس کے لیے زمین سمٹ جاتی ہے اور بندہ پانی پہ خشک راستے کی طرح چلتا ہے اور نظروں سے اوجھل بھی ہو جاتا ہے۔

☆......اسے مثالی اجسام مل جاتے ہیں وہ آن واحد میں مختلف مقام پر جاسکتا ہے۔

☆......اسے قدرت وقوت کا مجسمہ بنا دیا جاتا ہے اور عجائبات وکرامات کے علاوہ اشیاء کو بنانے اور مٹانے پر امین بھی بنا دیا جاتا ہے......پھر جو وہ کہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ غرق ہو عشق رسول میں ۔۔۔ دل کا سفینہ لے کے حقیقت کے یم میں چل
طے ہوں گی خود ہی فقر وقناعت کی منزلیں ۔۔۔ مولائے کائنات کے نقش قدم پہ چل

گو میں کیسا ہی سہی ہوں تو کریما تیرا

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: ان رجلين ممن دخل النار اشتد صياحهما فقال الرب عزوجل: اخرجوهما فلما اخرجا قال لهما: لای شیء اشتد صياحكما؟ قالا: فعلنا ذلك لترحمنا قال: ان رحمتی لكما ان تنطلقا فتلقيا انفسكما حيث كنتما من النار فينطلقان فيلقی احدهما نفسه فيجعلها عليه بردا وسلاما ويقوم الآخر فلا يلقی نفسه فيقول له الرب عزوجل: ما منعك ان تلقی نفسك كما القی صاحبك؟ فيقول: يا رب انی لا رجو ان لا تعيدنی فيها بعدما اخرجتنی فيقول له الرب: لك رجاؤك فيدخلان جميعا الجنة

برحمة الله . (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: صفة جهنم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب: منه، ۷۱۴/۴، الرقم: ۲۵۹۹، وابن المبارك فی المسند، ۶۸/۱، الرقم: ۱۱۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم میں داخل ہونے والوں میں سے دو آدمی زور زور سے چلانے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ ان دونوں کو نکالو۔ انہیں نکالا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھے گا: تم لوگ اتنا کیوں چیخ رہے تھے؟ وہ کہیں گے: ہم نے یہ اس لیے کیا ہے تا کہ تو ہم پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری تم لوگوں پر رحمت یہی ہے کہ جاؤ اور دوبارہ خود کو دوزخ میں ڈال دو۔ وہ دونوں جائیں گے اور (ان میں سے) ایک اپنے آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو سرد اور سلامتی والی بنا دے گا۔ دوسرا وہیں کھڑا رہے گا اور اپنے آپ کو جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: تجھے کس چیز نے روکا کہ تو بھی اپنے آپ کو اسی طرح ڈالتا جس طرح تیرے ساتھی نے ڈالا۔ وہ کہے گا: اے رب! مجھے اُمید ہے کہ تو ایک مرتبہ دوزخ سے نکالنے کے بعد دوبارہ نہیں لوٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا: تیرے ساتھ تیری اُمید کے مطابق معاملہ ہوگا۔ پس دونوں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

اللہ تعالیٰ کی شان ۔ بے نیازی

عن ابی ذر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: یقول الله تعالیٰ: یا عبادی کلکم ضال الا من هدیته فسلونی الهدی اهدکم . و کلکم فقیر الا من اغنیت فسلونی ارزقکم و کلکم مذنب الا من عافیت فمن علم منکم انی ذو قدرة علی المغفرة فاستغفرنی غفرت له ولا ابالی ولو ان اولکم وآخرکم وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم اجتمعوا علی اتقی قلب عبد من عبادی ما زاد ذلك فی ملکی جناح بعوضة ولو ان اولکم وآخرکم وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم اجتمعوا علی اشقی قلب عبد من عبادی ما نقص ذلك من ملکی جناح بعوضة ولو ان اولکم وآخرکم وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم اجتمعوا فی صعید واحد فسال کل انسان منکم ما بلغت امنیته فاعطیت کل سائل منکم ما سال ما نقص ذلك من ملکی الا کما لو ان احدکم مر بالبحر فغمس فیه ابرة ثم رفعها الیه . ذلك بانی جواد ماجد افعل ما ارید عطائی کلام وعذابی کلام انما امری لشیء اذا اردته ان اقول له کن فیکون . (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: صفة القیامة والرقائق والورع عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب: منه، ۶۵۶/۴، الرقم: ۲۴۹۵، وابن ماجه فی السنن، کتاب: الزهد، باب: ذکر التوبة، ۱۴۲۲/۲، الرقم: ۴۲۵۷)

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! تم سب بھٹکے ہوئے ہو مگر جسے میں ہدایت دوں (وہ ہی ہدایت یافتہ ہے) پس مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہاری راہ نمائی کروں

گا، تم سب محتاج ہو مگر جسے میں نے مالدار کیا (وہ ہی امیر ہے) پس مجھ سے اپنا رزق مانگو میں تمہیں رزق دوں گا۔ تم سب گنہگار ہو مگر جسے میں معافی دوں پس جسے معلوم ہے کہ میں بخشنے پر قادر ہوں وہ مجھ سے بخشش مانگے میں بخش دونگا اور مجھے اس کی پرواہ نہیں اور اگر تمہارے پہلے، پچھلے، زندہ، مردہ اور تر وخشک سب کے سب میرے بندوں میں سے بڑے پرہیزگار بندے کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں کر سکیں گے۔ اگر تمہارے اول، آخر، جن، انسان، زندہ، مردہ اور تر وخشک سب بڑے بد بخت کے دل پر جمع ہو جائیں تو میری حکومت میں مچھر کے ایک پر کے برابر بھی کمی نہیں ہو سکے گی اور اگر تمہارے پہلے پچھلے جن وانسان، زندہ ومردہ، خشک وتر ایک زمیں پھر ہر انسان اپنی آرزو کے مطابق سوال کرے اور میں ہر سائل کو اُس کی خواہش کے مطابق دوں تو بھی میری حکومت وسلطنت میں کچھ کم نہ ہوگا مگر اتنا کہ اگر تم میں سے کوئی سمندر کے پاس سے گزرے اور اس میں سوئی ڈال کر پھر اسے اپنی طرف اُٹھالے۔ یہ اس لیے کہ میں سخی ہوں، بزرگی والا ہوں، جو چاہتا ہوں کرتا ہوں، میرا عطا کرنا بھی (محض) کہنا (حکم دینا) ہے اور میرا عذاب بھی ایک کلام (حکم) ہی ہے۔ میرا حکم کسی چیز کے لیے یہ ہے کہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے کہتا ہوں: ''ہو جا'' پس وہ ہو جاتا ہے۔'' اس سے پہلے یا عبادی والی حدیث میں اس حدیث کا کچھ حصہ شرح کے ساتھ گزر چکا ہے۔ تاہم کچھ الفاظ نئے تھے جس سے شانِ خدا کا بزبانِ مصطفیٰ ﷺ ظہور ہو رہا تھا اس لیے لکھ دی۔

اے فرشتو! ایک نیکی کا ثواب سات سو گنا تک لکھو

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (فرشتوں کو) فرماتا ہے:

اذا اراد عبدی ان یعمل سیئة فلا تکتبوها علیه حتی یعملها، فان عملها فاکتبوها بمثلها، وان ترکها من اجلی فاکتبوها له حسنة، واذا اراد ان یعمل حسنة، فلم یعملها فاکتبوها له حسنة، فان عملها فاکتبوها له بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف۔ (متفق علیه وهذا لفظ البخاری)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے: جب میرا بندہ بُرے کام کا ارادہ کرے تو اس کی کوئی برائی نہ لکھو جب تک کہ وہ اس برائی کا ارتکاب نہ کر لے، اور جب وہ برائی کر لے تو اس کے برابر ہی (گناہ) لکھو، اور اگر میری وجہ سے ترک کر دے تو اس (ترک گناہ) کو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور جب اس نے نیکی کا ارادہ کیا مگر نیکی نہ کر سکا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور اگر وہ اسے کر لے تو اس نیکی کو اس کے لیے دس گنا سے سات سو گنا تک لکھو۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب، التوحید، باب: قول الله تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام الله (الفتح: ۱۵) ۶/۲۷۲۴، الرقم ۷۰۶۲ وفی کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة او سیئة، ۵/۲۳۸۰، الرقم ۶۱۲۶)

تمہارا نام لبوں پر ہے دل کو راحت ہے اسی کے صدقے میری زندگی سلامت ہے

اگر یہ نام ضمانت ہے نہ رحمت کی ۔۔۔ تو سانس لینا بھی میرے لیے قیامت ہے
کچھ اور میری تمنا نہیں سوائے کرم ۔۔۔ کرم کی بھیک دو مجھ کو میں ہوں گدائے کرم
تمہاری ذات ہے سر چشمۂ کرم آقا ۔۔۔ خدا نے خلق کیا ہے تمہیں برائے کرم

بندہ نیاز مند ہے تو بے نیاز ہے

☆ **عن انس بن مالك رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: قال الله تبارك وتعالى: يا ابن آدم، انك ما دعوتني ورجوتني غفرت لك على ما كان فيك ولا ابالي يا ابن آدم، لو بلغت ذنوبك عنان السماء ثم استغفرتني غفرت لك ولا ابالي يا ابن آدم، انك لو اتيتني بقراب الارض خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي شيئا لا تيتك بقرابها مغفرة** ۔ (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: فی فضل التوبة والاستغفار، ۵۴۸/۵، الرقم: ۳۵۴۰)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے انسان! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا اور اُمید رکھتا رہے گا، میں تیرے گناہ بخشتا رہوں گا چاہے تجھ سے کتنے ہی گناہ ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تو بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اے انسان! اگر تو زمین بھر گناہ بھی لے کر میرے پاس آئے لیکن تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے اس کے برابر بخشش عطا کروں گا۔''

ہے پاک رتبہ فکر سے اس بے نیاز کا ۔۔۔ کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا
شہ رگ سے کیوں وصال ہے آنکھوں سے حجاب ۔۔۔ کیا کام اس جگہ خردِ ہرزہ تاز کا
لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے ۔۔۔ اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا
غش آ گیا کلیم سے مشتاق دید کو ۔۔۔ جلوہ بھی بے نیاز ہے اس بے نیاز کا
ہر شے سے ہیں عیاں مرے صانع کی صنعتیں ۔۔۔ عالم سب آئینوں میں ہے آئینہ ساز کا
افلاک وارض سب ترے فرماں پذیر ہیں ۔۔۔ حاکم ہے تو جہاں کے نشیب وفراز کا
اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی ۔۔۔ شہرہ سُنا جو رحمت بیکس نواز کا
مانند شمع تیری طرف لو لگی رہے ۔۔۔ دے لطف میری جان کو سوز وگداز کا
تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم ۔۔۔ دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا
بندے پہ تیرے نفس لعیں ہو گیا محیط ۔۔۔ اللہ کر علاج میری حرص وآز کا
کیوں کر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ ۔۔۔ بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(حضرت حسن رضا خان حسن بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

یہ رحمت رب ہے کس کے سبب؟

☆ عن حذيفة رضي الله عنه قال: انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ان مع الدجال اذا خرج ماء ونارا فاما الذى يرى الناس انها النار فماء بارد واما الذى يرى الناس انه ماء بارد فنار تحرق فمن ادرك منكم فليقع فى الذى يرى انها نار فانه عذب بارد قال حذيفة: وسمعته يقول: ان رجلا كان فيمن كان قبلكم اتاه الملك ليقبض روحه فقيل له: هل عملت من خير قال: ما اعلم قيل له: انظر قال: ما اعلم شيئا غير انى كنت ابايع الناس فى الدنيا واجازيهم فانظر الموسر واتجاوز عن المعسر فادخله الله الجنة فقال: وسمعته يقول: ان رجلا حضره الموت فلما يئس من الحياة اوصى اهله: اذا انا مت فاجمعوا لى حطبا كثيرا واوقدوا فيه نارا حتى اذا اكلت لحمى وخلصت الى عظمى فامتحشت فخذوها فاطحنوها ثم انظروا يوما راحا فاذروه فى اليم، ففعلوا، فجمعه الله فقال له: لم فعلت ذلك قال: من خشيتك فغفر الله له قال عقبة بن عمرو: وانا سمعته يقول ذاك وكان نباشا . (اخرجه البخارى فى الصحيح، كتاب: احاديث الانبياء، باب: ما ذكر عن بنى اسرائيل، ۳/ ۱۲۷۲، الرقم: ۳۲۶۶، وايضاً فى كتاب: البيوع، باب: من انظر موسرا، ۲/ ۷۳۱، الرقم: ۱۹۷۱)

”حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: دجال کے ساتھ پانی ہوگا اور آگ بھی۔ پس جسے لوگ دیکھیں گے کہ یہ آگ ہے وہ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہوگا اور جسے لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی۔ پس جو کوئی تم میں سے اس کے ہتھے چڑھ جائے تو وہ اُس کی آگ میں چلا جائے کیونکہ وہ میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: گذشتہ زمانوں کے کسی آدمی کے پاس ملک الموت اُس کی روح قبض کرنے آیا تو اس سے پوچھا: کیا تجھے اپنی کوئی نیکی معلوم ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میرے علم میں تو کوئی نہیں۔ اس سے کہا گیا، ذرا اور توجہ سے دیکھ۔ وہ کہنے لگا کہ میرے علم میں تو کوئی چیز نہیں سوائے اس کے کہ میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کرتا تھا تو مالدار کو مہلت دے دیا کرتا اور غریب آدمی سے درگزر کرتا رہتا تھا۔ اِس نیک عمل کے سبب اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔ اُنہوں نے یہ بھی روایت کی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے سنا: ایک آدمی کی جب موت قریب آئی اور اُسے زندگی سے مایوسی ہوگئی تو اس نے اپنے اہل وعیال کو وصیت کی: جب میں مرجاؤں تو میرے لیے بہت سا ایندھن لے کر اس میں آگ لگا دینا۔ جب وہ میرے گوشت کے ساتھ ہڈیوں کو بھی جلا دے تو انہیں جمع کر کے پیس لینا اور جس روز تیز ہوا چلے اس روز وہ راکھ کسی دریا میں ڈال دینا۔ اس کے خویش واقارب نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام اجزاء اکٹھے کر کے پوچھا: تو نے ایسا کیوں کیا؟ جواب دیا: تیرے ڈر سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اور وہ آدمی مردے دفنانے کا کام کرتا

تھا۔"

بھول چوک کی معافی

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ تجاوز لی عن امتی الخطا والنسیان وما استکرھوا علیہ" حدیث حسن (رواہ ابن ماجۃ والبیھقی وغیرھما)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے میرے لیے (یعنی میری وجہ سے) درگزر فرما دیا ہے میری امت سے خطا کو اور بھول کو اور ان چیزوں کو جو ان سے زبردستی کرائی جائیں۔"

خطا اس کو کہتے ہیں کہ بغیر قصد وارادہ کے کوئی ایسا کام ہو جائے جو نہ کرنا تھا مثلاً روزہ رکھ کر وضو کے لیے بیٹھا اور جب کلی کرنے لگا تو بغیر ارادہ کے پانی حلق میں چلا گیا' بھول اور زبردستی کا مطلب تو سب ہی جانتے ہیں۔ اللہ پاک کا یہ خاص کرم ہے کہ خطا، بھول اور زبردستی سے کرائے ہوئے کام پر گرفت نہیں فرماتا ہے، جس کی تصریح اس حدیث مبارک میں موجود ہے۔

یہ امر ذہن نشین فرما لیجیے کہ احکام اور اعمال دو قسم کے ہیں۔ بعض حقوق العباد سے متعلق ہیں اور بعض اللہ رب العزت کے حقوق سے متعلق ہیں جن کو حقوق اللہ کہتے ہیں۔ اگر خطاءً کسی کو قتل کر دے تو حسب تصریح قرآن مجید جان کا بدلہ (فدیہ) دینا ہوگا اور کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ اسی طرح اگر بھول کر یا خطاءً کسی کا مالی نقصان کر دے تو اس کا تاوان دینا ہوگا جس کی وجہ یہ ہے کہ خطا اور نسیان (بھول) سے حقوق اللہ کے بارے میں گرفت نہ ہونے کا وعدہ ہے لیکن بندوں کا جانی یا مالی نقصان کر دیا ہو تو اس کی تلافی لازم ہے اور حقوق اللہ میں گرفت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا بلکہ بعض مرتبہ عمل بھی باطل نہ ہوگا۔

مثلاً کسی نے روزہ میں بھول کر کھا پی لیا تو اس سے نہ روزہ ٹوٹے گا نہ اس کا گناہ ہوگا لیکن اگر نماز میں بھول کر بول پڑا تو نماز تو ٹوٹ جائے گی۔ مگر نماز توڑنے کا گناہ نہ ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان جانور ذبح کرنے لگا اور بسم اللہ' اللہ اکبر پڑھنا یاد نہ رہا اور یونہی ذبح کر دیا تو وہ جانور حرام نہ ہوگا۔ اگر نماز کا وقت گزر گیا اور نماز پڑھنا یاد نہ رہا تو نماز چھوڑنے کا گناہ نہ ہوگا لیکن ایسا نہ کرے۔

اگر کوئی شخص زبردستی کر کے کسی مسلمان کو اسلام سے پھیرنا چاہے تو اس کے متعلق قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ

من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم (سورۂ نحل پ ۱۴)

جو شخص کفر کرے اللہ کے ساتھ ایمان کے بعد مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور (اس نے زبردستی کی وجہ سے ظاہراً صرف زبان سے کفر کا کلمہ کہہ دیا) مگر اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن رہا لیکن جو کوئی دل کھول کر کافر ہوا سو ایسے لوگوں پر غضب ہے اللہ کا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

یعنی صدق دل سے قلبی اطمینان کے ساتھ ہمیشہ ایمان پر قائم رہنا فرض ہے۔ دل اسلام سے پھر جائے تو یہ سب سے بڑا گناہ ہے' جس کی بخشش کسی طرح نہ ہوگی الا یہ کہ کوئی مجبور کر دے یا ارتداد کے بعد پھر سے اسلام لے آئے' یعنی پھر اسلام قبول کرے۔

سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر آن ہے لب پہ حمد خدا سبحان اللہ سبحان اللہ
اک بندۂ خاکی پر یہ عطا سبحان اللہ سبحان اللہ

تو ارفع ہے تو اعلیٰ ہے تو روح کو پالنے والا ہے
کچھ تیری نظر سے نہیں ہے چھپا سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر چیز میں دیکھی تیری جھلک اور تیری جھلک ہے تا بفلک
ہر سمت ہے تو ہی جلوہ نما سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ شمس وقمر یہ ارض وسما
سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر رنگ میں ہے جلوہ تیرا
سبحان اللہ سبحان اللہ

میں در در تجھ کو ڈھونڈا پھرا
لیکن بے کار ہوا پھرنا

شہ رگ سے بھی تو پاس ملا
سبحان اللہ سبحان اللہ

جلوے تیرے گلشن گلشن
سطوت تیری صحرا صحرا

رحمت تیری دریا دریا
سبحان اللہ سبحان اللہ

تو مولیٰ میں محتاج تیرا
تو حاکم میں محکوم تیرا

تو مالک میں بندہ تیرا
سبحان اللہ سبحان اللہ

ساری خوبیوں کا مالک

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے کائنات اور اس کی ہر چیز کو مضبوط بنایا اور اس کی اکٹھی اور جدا جدا اشیاء کو پختہ بنایا۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں جس کے مجھ پر بہت احسانات ہیں اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں اس کے احسانات کا شکر ادا کرنے سے قاصر رہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی بادشاہ اور بہت زیادہ احسان فرمانے والا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ عزوجل نے ان کو سراپا ہدایت بنا کر بھیجا اور آپ ﷺ نے معجزۂ قرآنی کے ذریعے کفر کے اندھیروں میں حیرت زدہ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائی اور تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے دینِ اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمایا اور آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر ہر گھڑی اور ہر وقت اللہ عزوجل کی دائمی رحمت کا نزول ہو۔

خدا دے واسطے حمداں تمامی
خدا دا سب تو اُچا نام نامی

او ہر ذرّے دا اے مالک تے خالق
میں کی دساں اودھی ارفع مقامی

ہے اسدی شان ستار العیوبی
چھپا لیندا اے او بندیاں دی خامی

ہے ازلوں ابد تیکر اسدی شاہی
قدیمی شان ہے اودھی دوامی

شریک اودھا کوئی شی جو بناوے
او ہے بد بخت تے مشرک حرامی

کرے تعریف بندہ کی خدا دی
جنہوں دیندے نے کل عالم سلامی

نبی مرسل تے بھاویں اولیاء نیں
خدا ولوں نیں ایہہ سارے پیامی

کرم اوھدے تھیں پڑھدے پۓ نیں پنچھی تے پھلاّں تے کرن نازک خرامی
قلم ہوون جے رُکھ سیاہی سمندر ختم نہ ہو سکے شان گرامی
ایہیہ ہے فرمان یوسف میرے رب دا کر اُوس رہے محمد (ﷺ) دی غلامی

(حاجی محمد یوسف علی نگینہ)

اگر مسلمان اور کافر جان لیتے

الطاف تیرے خلق پہ ہیں عام اے کریم تیرے سپرد ہیں مرے سب کام اے کریم
معبود وکار ساز تجھے مانتا ہوں میں مجھ پر ہیں سدا ترے انعام اے کریم
امت ترے حبیب کی ہے مشکلات میں وا اس پہ کر دے پھر در انعام اے کریم
اخلاص کی مہک سے ہوں الفاظ مشکبار پھیلاؤں یوں رسول کا پیغام اے کریم
دیکھوں طلوع فجر کا منظر مدینے میں مکہ کی وادیوں میں ہو گر شام اے کریم
تن سے نکل کر روح نثار حضور ہو تائب کا ہو شہید سا انجام اے کریم

(جناب حفیظ تائب رحمۃ اللہ علیہ)

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لو يعلم المومن ما عند الله من العقوبة ما طمع بجنته احد ولو يعلم الكافر ما عنده الله من الرحمة ما قنط من جنته احد

(اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: التوبة، باب: في سعة رحمة الله تعالىٰ وانها سبقت غضبه، ۲۱۰۹/۴، الرقم: ۲۷۵۵، والترمذي في السنن، كتاب: الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: خلق الله مائة رحمة، ۵۴۹/۵، الرقم: ۳۵۴۲)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر مسلمان کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر سزا ہے تو کوئی بھی اُس کی جنت کی اُمید نہ رکھتا اور اگر کافر کو معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کس قدر رحمت ہے تو کوئی (کافر) بھی اُس کی جنت سے نا اُمید نہ ہوتا۔''

میرے معبود مجھے اپنا بنائے رکھنا اپنے آگے ہی میرے سر کو جھکائے رکھنا
خواب غفلت میں نہ سو جاؤں بھلا کر تجھ کو اپنے محبوب کے صدقے میں جگائے رکھنا

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: جعل الله الرحمة مائة جزء فامسك عنده تسعة وتسعين جزءا، وانزل في الارض جزءا واحدا فمن ذلك الجزء يتراحم الخلق حتى ترفع الفرس حافرها عن ولدها خشية ان تصيبه (اخرجه البخاري في

الصحیح، کتاب: الادب، باب: جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزء، ۵/۲۲۳۶، الرقم: ۵۶۵۴، ومسلم فی الصحیح، کتاب: التوبۃ، باب: فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ وانھا سبقت غضبہ، ۴/۲۱۰۸، الرقم: ۲۷۵۲)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں جن میں سے اُس نے ننانوے حصے اپنے پاس رکھ لیے اور ایک حصہ زمین پر نازل کیا۔ ساری مخلوق جو ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہ اُسی ایک حصہ کی وجہ سے ہے، یہاں تک کہ گھوڑا جو اپنے بچے کے اُوپر سے اپنا پاؤں اُٹھاتا ہے کہ کہیں اُسے تکلیف نہ پہنچے وہ بھی اسی ایک حصے کے باعث ہے۔''

بنائے اپنی حکمت سے زمین وآسماں تو نے
دکھائے اپنی رحمت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے
دلوں کو معرفت کے نور سے روشن کیا تو نے
سمویا اپنی قدرت سے مزاج انس وجاں تو نے
ہم اب سمجھے کہ شہنشاہ ملک ولامکاں ہے تو
بنایا اِک بشر کو سرور کون ومکاں تو نے

الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا

سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے عقلوں کی اپنی توحید کی طرف رہنمائی فرمائی اور انہیں ہدایت دی اور اپنی توحید کو سلامتی کے سفینے میں نجات کا سبب بنایا پس اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننے والا کہتا ہے: ''اس (سلامتی کی) کشتی کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ عزوجل کے نام سے ہے۔'' پس وہ اپنے محبوب تک پہنچ گئی اور مقصود کو پانے میں کامیاب ہوگئی اور اس ذاتِ الٰہی عزوجل کے مشاہدوں کے سمندر میں تیرنے لگی پس جب اس ذات نے اسے ندا دی تو وہ اس کی لذت میں منہمک ہوگئی۔

پاک ہے وہ ذات جس نے کعبہ مشرفہ کو شان وشوکت عطا فرمائی (الحمد للہ! جو اس وقت میری نگاہوں کے سامنے ہے) اور اسے اپنے عظمت اور جلال کے ساتھ خاص کیا اور اسے داخل ہونے والوں کے لیے امن والا گھر بنا دیا اور یہ وہی مبارک گھر ہے جس سے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ہجرت فرمائی مگر آپ ﷺ نے اسے چھوڑا نہ اس سے تعلق توڑا اور نہ ہی آپ ﷺ کا دل اس سے ہٹ کر دوسرے قبلے کی طرف متوجہ ہوا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ پر یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں جنہیں آپ ﷺ نے سنا اور تلاوت فرمایا: قد نری تقلب وجھک فی السمآء ج فلنو لینک قبلۃ ترضھا ص (پ۲، البقرۃ:۱۴۴) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا
جہاں والوں سے کیونکر ہو سکے ذکر وبیاں تیرا
زمین وآسماں کے ذرّے ذرّے میں تیرے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا
ٹھکانہ ہر جگہ تیرا سمجھتے ہیں جہاں والے
سمجھ میں آ نہیں سکتا ٹھکانا ہے کہاں تیرا
جہاں رنگ وبو کی وسعتوں کا راز داں تو ہے
نہ کوئی ہم سفر تیرا نہ کوئی راز داں تیرا

اس حدیث کے مختلف حوالہ جات کے ساتھ اس کو کئی بار لکھ رہے ہیں تاکہ خدا کی رحمت کا ہمیں بھی حصہ نصیب ہو جائے۔

☆ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان للہ مائۃ رحمۃ انزل منھا

رحمة واحدة بين الجن والانس والبهائم والهوام، فبها يتعاطفون وبها يتراحمون وبها تعطف الوحش على ولدها، واخر الله تسعا وتسعين رحمة يرحم بها عباده يوم القيامة ۔ (اخرجه مسلم في الصحيح ، كتاب: التوبه، باب: في سعة رحمة الله تعالىٰ وانها سبقت غضبه، ۲۱۰۸/۴، الرقم: ۲۷۵۲، والترمذي في السنن ، كتاب: الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب: خلق الله مائة رحمة، ۵۴۹/۵، الرقم: ۳۵۴۱، وابن ماجه في السنن، كتاب: الزهد، باب: ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة، ۱۴۳۵/۲، الرقم: ۴۲۹۳)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پاس سو رحمتیں ہیں اُس نے اُن میں سے ایک رحمت جن، انس، حیوانات اور حشرات الارض کے درمیان نازل کی ہے جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے پر شفقت ورحم کرتے ہیں، اور اُسی سے وحشی جانور اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں (اپنے پاس) محفوظ رکھی ہیں، جن کے سبب قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا''۔

اے اعرابی! تو نے اللہ کی رحمت کو محدود کر دیا

تو ہے ہر بالا سے بالا یا الٰہ العالمین
تو ہے اونچی شان والا یا الٰہ العالمین

ہر طرف ہے کار فرما تیری قدرت دہر میں
ہے تیرا ہر سو اُجالا یا الٰہ العالمین

تیرے اوصاف حمیدہ سمجھ سے ہیں بالاتر
ہے تیرا ہر کام نرالا یا الٰہ العالمین

ہے زمانے پہ تیری رحمت کا ہر دم نزول
تو ہے بے حد لطف والا یا الٰہ العالمین

تیری بخشش عاصیوں کی جستجو میں ہے سدا
تو ہے بخشش کرنے والا یا الٰہ العالمین

آبِ رحمت سے اسے بھی روشنائی کر عطا
ہے مرا دفتر جو کالا یا الٰہ العالمین

میرے مولا تیری رحمت نے ہمیشہ ہی مجھے
ہر مصیبت سے نکالا یا الٰہ العالمین

ڈگمگایا جب قدم تو نے اے مولیٰ کریم
ہر قدم پہ ہے سنبھالا یا الٰہ العالمین

کاش مجھ کو بھی دکھائے حسن رُخ آ کر کبھی
شہنشاہ وہ طیبہ والا یا الٰہ العالمین

اپنے قاسم کو عطا کر روشنی عرفان کی
کر اسے عرفان والا یا الٰہ العالمین

(ابوالکرم قاسم الحیدری)

☆ عن جندب رضي الله عنه قال: جاء اعرابي فاناخ راحلته ثم عقلها، ثم صلى خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فلما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ، اتى راحلته فاطلق عقالها، ثم ركبها، ثم نادى: اللهم ارحمني ومحمدًا ولا تشرك في رحمتنا احدًا ۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اتقولون هذا اضل ام بعيره؟ الم تسمعوا ما قال؟ قالوا: بلى، قال: لقد حظرت، رحمة الله واسعة، ان الله خلق مائة رحمة فانزل الله رحمة واحدة، يتعاطف بها الخلائق جنها

وانسها وبهاء مها وعنده تسع وتسعون ۔ اتقولون: هو اضل ام بعيره؟ (اخرجه ابوداؤد في السنن، كتاب: الادب، باب من ليست له غيبة، ۴/۲۷۱، الرقم: ۴۸۸۵، واحمد بن حنبل في المسند، ۴/۳۱۲، الرق ۱۸۸۲۱، والروياني في المسند، ۲/۱۴۰، الرقم: ۹۵۷، والحاكم في المستدرك، ۱/۱۲۴، الرقم: ۱۸۷، وايضاً في المستدرك، ۴/۲۷۶، الرقم: ۷۶۳۰، والطبراني في المعجم الكبير، ۲/۱۶۱، الرقم: ۱۶۶۷، والهيثمي في مجمع الزوائد، ۱۰/۲۱۳)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے (سفر سے) آ کر اپنے اونٹ کو بٹھایا پھر اُسے ٹانگ سے باندھ کر حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے چلا گیا، جب حضور نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اُس نے اپنے اونٹ کے پاس آ کر اس کی رسی کو کھولا۔ پھر اُس پر سوار ہو کر دعا کرنے لگا: یا اللہ! تو مجھ پر اور محمد (ﷺ) پر رحم فرما اور ہماری رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے (یہ سن کر صحابہ سے) فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ زیادہ بھٹکا ہوا ہے یا اُس کا اونٹ؟ کیا تم نے سنا نہیں کہ اُس نے کیا کہا؟ اُنہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں (یا رسول اللہ! ہم نے سنا ہے) آپ ﷺ نے (اُس اعرابی سے) فرمایا: تُو نے (اللہ تعالیٰ کی رحمت کو) محدود کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے، اللہ تعالیٰ نے کل سو رحمتوں کو تخلیق کیا جن میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک رحمت (زمین پر) اُتاری، مخلوقات میں سے جن وانس اور بہائم (درندے) اُسی کی وجہ سے باہم شفقت ومہربانی کرتے ہیں جبکہ ننانوے رحمتیں اُس کے پاس ہیں۔ اب تم کیا کہتے ہو کہ یہ زیادہ بھٹکا ہوا ہے (جسے رحمتِ الٰہی کی وسعت کا علم نہیں) یا اُس کا اونٹ (جو اس کے ماتحت ہے)۔''

میری نگاہ سے دور میرے وہم وگماں سے دور — میری خرد سے دور میری این و آں سے دور
راحت سے پاک رنج سے پاک ابتلاء سے پاک — ہر بیش وکم سے پاک ہر سو دو زباں سے دور
حسرت سے پاک غم سے پاک آرزو سے پاک — حاجت سے پاک عجز سے پاک امتحان سے دور
کون ومکاں میں صرف وہی ایک ذات ہے — جو ہے ہر اک بشر کی چون وچرا سے دور
اعظم وہ ایک ایسی حقیقت ہے بے نشاں — ظاہر ہے ہر نشان سے مگر ہر نشان سے دور

ننانوے رحمتوں کا ظہور قیامت کے دن ہوگا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ان الله تعالىٰ خلق مائة رحمة، فمنها رحمة يتراحم بها الخلق، فبها تعطف الوحوش على اولادها، واخر تسعة وتسعين الى يوم القيامة ۔ (اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۵/۴۳۹، الرقم: ۲۳۷۷۱، والطبراني في المعجم الكبير، ۶/۲۵۰، الرقم: ۶۱۲۶، والبيهقي في شعب الايمان، ۲/۱۵، الرقم: ۱۰۳۸)

''اللہ تعالیٰ نے سو رحمتوں کو پیدا کیا، اُن میں سے ایک رحمت کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، اُسی کی وجہ

سے وحشی جانور اپنی اولاد پر شفقت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں قیامت کے دن تک کے لیے مؤخر کر رکھی ہیں۔''

☆ عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ عزوجل خلق مائة رحمة، رحمة منها قسمها بین الخلائق، وتسعة وتسعون الی یوم القیامة۔ (اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر، ۳۷۴/۱۱، الرقم: ۱۲۰۴۷، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۲۱۴/۱۰، ۳۸۵)

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سو رحمتوں کو پیدا کیا جن میں سے ایک رحمت کو اُس نے ساری مخلوق کے درمیان تقسیم کر دیا اور ننانوے کو قیامت کے دن تک کے لیے محفوظ کر لیا۔''

(اسے امام طبرانی اور ہیثمی نے روایت کیا ہے۔ نیز امام ہیثمی نے فرمایا کہ اسے امام طبرانی اور بزار نے روایت کیا ہے، ان دونوں کی اسناد حسن ہے۔)

نام بھی تیرا عقیدت سے لیے جاتا ہوں — ہر قدم پر تجھے سجدے بھی کیے جاتا ہوں
کوئی دنیا میں میرا مونس و غمخوار نہیں — تیری رحمت کے سہارے پہ جئے جاتا ہوں
آزمائش کا محل ہو یا مسرّت کا مقام — سجدۂ شکر بہر حال کیے جاتا ہوں
تیرے اوصاف میں اک وصف خطا پوشی ہے — اس بھروسے پہ خطائیں بھی کیے جاتا ہوں
''صبر'' کرنا تیری شانِ کریمی کو عزیز — بس یہی سوچ کے آنسو بھی پیے جاتا ہوں

قیامت کے دن اولیاء اللہ پر سو رحمتیں ہوں گی

☆ عن محمد بن سیرین وخلاس کلاهما عن ابی هریرة رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال: ان اللہ عزوجل مائة رحمة، قسم منها رحمة بین اهل الدنیا فوسعتهم الی آجالهم، واخر تسعة وتسعین لاولیائه، وان اللہ تعالیٰ قابض تلک الرحمة التی قسمها بین اهل الدنیا الی تسع وتسعین فکملها مائة رحمة لاولیائه یوم القیامة۔ (اخرجه الحاکم فی المستدرک، ۱۲۳/۱، الرقم: ۱۸۵، واحمد بن حنبل فی المسند، ۵۱۴/۲، الرقم: ۱۰۶۸۱، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۳۸۵/۱۰، والالبانی فی سلسلة الاحادیث الصحیحة، ۱۷۶/۴، الرقم: ۱۶۳۴)

''امام محمد بن سیرین وخلاس رحمۃ اللہ علیہما دونوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی سو رحمتیں ہیں جن میں سے اس نے ایک رحمت کو اہلِ دنیا کے درمیان تقسیم کر دیا پس وہ اُن کی اموات تک انہیں اپنے احاطہ میں لئے رہے گی جبکہ ننانوے رحمتوں کو اس نے اپنے اولیاء کے لیے محفوظ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ دنیا پر تقسیم کی جانے والی رحمت اور باقی ننانوے کو اپنے قبضہ میں لینے والا ہے۔ پھر قیامت کے دن وہ اُن سو

رحمتوں کی اپنے اولیاء پر تکمیل کرے گا۔‘‘

(اس حدیث کو امام احمد اور حاکم نے مذکورہ الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، نیز امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے اُس کی مثل اور روایت بھی بیان کی ہے جس کی امام احمد نے تخریج کی ہے۔ اس کے تمام رجال صحیح ہیں۔ البانی نے بھی کہا کہ یہ تمام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متصل صحیح اسانید ہیں۔)

☆ عن معاوية بن حيدة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: ان الله تعالىٰ خلق مائة رحمة، فرحمة بين خلقه يتراحمون بها، وادخر لا وليائه تسعة وتسعين. (اخرجه الطبرانى فى المعجم الكبير، ۱۹/ ۴۱۷، الرقم: ۱۰۰۶، وتمام الرازى فى الفوائد، ۱/ ۲۴۸، الرقم: ۶۰۲، وابن عساكر فى تاريخ مدينة دمشق، ۸/ ۲۵۹، والهيثمى فى مجمع الزوائد، ۱۰/ ۳۸۵)

’’حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سو رحمتوں کو تخلیق کیا، پس ایک رحمت مخلوق کے درمیان تقسیم کر دی جس کے باعث وہ باہم رحم کرتے ہیں جبکہ ننانوے رحمتوں کو اپنے اولیاء (کی شفاعت) کے لیے محفوظ کر لیا۔‘‘

نوعِ انسان پہ ہے کس درجہ عنایت تیری — ہر زمانے میں نبی لائے ہدایت تیری
پتے پتے میں نظر آتی ہے ’’رحمت‘‘ تیری — ذرّے ذرّے نے ہمیں دی ہے شہادت تیری
خشکی و آب میں پنہاں ہے تیرا عکسِ جمال — تابشِ مہر میں ظاہر ہے جلالت تیری
کتنا جاں بخش ہے یہ تیرے نبی کا فرمان — تیری مخلوق کرے صرف عبادت تیری

دنیا میں ایک فی صد رحمت

☆ عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خلق الله مائة رحمة فوضع رحمة واحدة بين خلقه يتراحمون بها وعند الله تسع وتسعون رحمة. (اخرجه الترمذى فى السنن، كتاب: الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: خلق الله مائة رحمة، ۵/ ۵۴۹، الرقم: ۳۵۴۱، واحمد بن حنبل نحوه فى المسند، ۲/ ۴۸۴، الرقم: ۱۰۲۸۵، وابن كثير فى تفسير القرآن العظيم، ۲/ ۲۰۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کیں ایک رحمت اپنی مخلوق کے درمیان رکھی جس سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں جبکہ ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔‘‘

(اس حدیث کو امام ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے۔ نیز امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا — وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا
طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا — کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

ہر جگہ ذکر ہے اے واحد ویکتا تیرا
کون سی بزم میں روشن نہیں اکا تیرا

پھر نمایاں جو سرطور ہو جلوہ تیرا
آگ لینے کو چلے عاشق شیدا تیرا

خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اجالا تیرا
کیجئے کونسی آنکھوں سے نظارا تیرا

سات پردوں میں نظر اور نظر میں عالم
کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ معمّا تیرا

طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ
کیوں نہ ہو یار کہ جلوہ ہے یہ جلوہ تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھو کے تجھے پائے گا جویا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی وصحرا آباد
شہر میں ذکر ترا دشت میں چرچا تیرا

برق دیدار ہی نے تو یہ قیامت توڑی
سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردہ تیرا

طور پر جلوہ دکھایا ہے تمنائی کو
کون کہتا ہے کہ اپنوں سے ہے پردہ تیرا

میکدہ میں ترانہ تو اذاں مسجد میں
وصف ہوتا ہے نئے رنگ سے ہر جا تیرا

بے نوا مفلس ومحتاج وگدا کون کہ میں
صاحب جود وکرم وصف ہے کس کا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک ومولیٰ ہے میں بندہ تیرا

انگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
خلوت دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اب جماتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
خوبرو یوں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

☆ عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: قسم ربنا رحمته مائة جزء فانزل منها جزءا فی الارض فهو الذی یتراحم به الناس والطیر والبهائم، وبقیت عنده مائة رحمة الا رحمة واحدة لعباده یوم القیامة (اخرجه الهیثمی فی مجمع الزوائد، ۱۰/۳۸۵، والهندی فی کنز العمال، ۴/۲۳۹، الرقم: ۱۰۴۰۶)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارے رب نے اپنی رحمت کو سو اجزاء میں تقسیم کیا پھر ان میں سے ایک جزو کو زمین پر اُتارا۔ یہی وہ جزوِ رحمت ہے جس کی وجہ سے انسان، پرندے اور درندے باہم شفقت ورحمت کرتے ہیں، باقی ننانوے رحمتیں اس کے پاس قیامت کے دن اپنے بندوں کے لیے محفوظ ہیں۔"

پایا نہ جب سہارا اے دو جہاں کے مالک
میں نے تجھے پکارا اے دو جہاں کے مالک

مغموم ہوں بدل دے اب تو مسرّتوں سے
تقدیر کا ستارا اے دو جہاں کے مالک

اللہ کی رحمت سے جنت میں بے حساب وکتاب داخلہ

☆ عن سهل بن سعد رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: لیدخلن الجنة من

امتي سبعون الفا او سبع مائة الف، شك في احدهما، متما سكين آخذ بعضهم ببعض، حتى يدخل اولهم وآخرهم الجنة، ووجوههم على ضوء القمر ليلة البدر . (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب، ۲۳۹٦/۵، الرقم: ۶۱۷۷، وايضا في كتاب: بدء الخلق، باب: ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة، ۱۱۸٦/۳، الرقم: ۳۰۷۵، وايضا في كتاب: الرقاق، باب: صفة الجنة والنار، ۲۳۹۹/۵، الرقم: ۶۱۸۷، ومسلم في الصحيح، كتاب: الايمان، باب: الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱۹۸/۱، الرقم: ۲۱۹)

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد (بغیر حساب وعذاب کے) جنت میں داخل ہوں گے،' (راوی کو عدد میں سے کسی ایک کا شک ہے) یہ ایک دوسرے کو (نسبت کی وجہ سے باہم) تھامے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ اُن کا پہلا (قیادت کرنے والا) اور آخری شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اُن کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔''

خدایا تو مکین لا مکاں ہے — تجلی تیری ہر شیء سے عیاں ہے
تیری خلاقیت کی کچھ حد نہیں — تو ہی تو خالق ہر این وآں ہے
تو ہی مالک الملک حی وقیوم — تیری ہی بادشاہت جاوداں ہے
کوئی انکار کر سکتا ہے کیسے — وہ ظاہر از زمیں تا آسماں ہے
اسی کے نام ہیں ستار و غفار — خطا کاروں پہ وہ رحمت فشاں ہے
سب اس کے خوانِ نعمت پر ہیں پلتے — وہی ہر ایک کا روزی رساں ہے
الٰہی عابد خستہ کی سُن لے — مدینہ آرزوئے قلب وجاں ہے

(عابد برھانپوری)

یاد رہے: گزشتہ حدیث اور آنے والی احادیث میں ستر ہزار کا عدد اہل عرب کثرت یعنی بہت زیادہ تعداد کو بیان کرنے کے لیے بولا کرتے تھے لہٰذا ستر ہزار سے مراد صرف ستر ہزار ہی نہیں ستر لاکھ، ستر کروڑ اور اربوں کھربوں بھی ہو سکتا ہے اور یہ اہل ایمان کلمہ گو صحیح العقیدہ لوگوں کے لیے خوشخبری ہے۔

حبیب حق کی صدا لا الٰہ الا اللہ — ہے رب ہی سب سے بڑا لا الٰہ الا اللہ
تمام بگڑے ہوئے کام خود سنورنے لگے — جو ہم نے دل سے کہا لا الٰہ الا اللہ

چاند کی طرح چمکدار چہرے والوں کے لیے رحمت کی خوشخبری

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يدخل الجنة من امتي زمرة هم سبعون الفا، تضيء

وجوههم اضاءة القمر ليلة البدر، وقال ابوهريرة رضى الله عنه : فقام عكاشة بن محصن الاسدى يرفع نمرة عليه، فقال: يا رسول الله، ادع الله ان يجعلنى منهم؟ قال: اللهم اجعله منهم، ثم قام رجل من الانصار، فقال: يا رسول الله ، ادع الله ان يجعلنى منهم؟ فقال: سبقك بها عكاشة . (اخرجه البخارى فى الصحيح ، كتاب: الرّقاق، باب: يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب، ۲۳۹٦/۵، الرقم: ۲۱۷٦، وايضا فى كتاب: اللباس، باب: البرود والحبرة والشملة، ۲۱۸۹/۵، الرقم: ۵۴۷۴، ومسلم فى الصحيح، كتاب: الايمان، باب: الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱۹۷/۱، الرقم: ۲۱٦)

میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری اُمت کے ستر ہزار افراد کا گروہ (بغیر حساب کے) جنت میں داخل ہوگا جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عکاشہ بن محصن نے اپنی اُون کی چادر کو بلند کرتے ہوئے کھڑے ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی اُن میں شامل فرما لے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اِس کو اُن میں شامل فرما لے، پھر ایک انصاری شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی اُن میں شامل کر لے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔“

دل میں ہے یاد تیری لب پر ہے نام تیرا — آ سودۂ جہاں ہے اب یہ غلام تیرا
رہتا ہے جس کے لب پر ہر وقت نام تیرا — اس پر بڑا کرم ہے ربِ انام تیرا
کیا تیری ذات تک ہو ادراک کی رسائی — آئے نہ جو سمجھ میں وہ ہے مقام تیرا
گلشن کے رنگ و بو نے تیرا پتہ بتایا — غنچے کی مسکراہٹ لائی پیام تیرا
تیری تجلیوں تک کرتا ہے رہنمائی — مہرِ مبیں تیرا ماہِ تمام تیرا

بے حساب جنت میں داخل ہونے والے کون لوگ ہوں گے

☆ عن ابن عباس رضى الله عنهما قال : قال النبى صلى الله عليه وسلم : عرضت على الامم، فاخذ النبى يمر معه الامة، والنبى يمر معه النفر ، والنبى يمر معه العشرة، والنبى يمر معه الخمسة، والنبى يمر وحده، فنظرت فاذا سواد كثير، قلت: يا جبريل عليه السلام، هؤلاء امتى ؟ قال: لا ولكن انظر الى الافق، فنظرت فاذا سواد كثير، قال: هو لاء امتك، وهو لاء سبعون الفا قدامهم، لا حساب عليهم ولا عذاب ، قلت: ولم ؟ قال: كانوا لا يكتوون ولا يسترقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون، فقام اليه عكاشة بن محصن، فقال: ادع الله ان يجعلنى منهم؟ قال: اللهم، اجعله منهم، ثم قام اليه رجل آخر ، قال: ادع الله ان يجعلنى منهم؟ قال: سبقك بها

عكاشة. (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: يدخل الجنة سبعون الفا بغير حساب، ۵/۲۳۹۶، الرقم: ۶۱۷۵)

''حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر سابقہ اُمتیں پیش کی گئیں تو ایک نبی گزرنے لگے جن کے ساتھ کثیر تعداد تھی، کسی نبی کے ساتھ گروہ تھا، کسی نبی کے ساتھ دس افراد تھے، اور کسی نبی کے ساتھ پانچ افراد تھے، اور کوئی نبی اکیلا ہی تھا، اُسی دوران میں نے ایک جمِ غفیر دیکھا تو پوچھا: جبرئیل! یہ میری اُمت ہے؟ اُس نے کہا: نہیں! بلکہ آپ آسمان کے کنارے کی طرف دیکھیں تو میں نے عظیم جمِ غفیر دیکھا۔ اس نے کہا: یہ آپ کی اُمت ہے؟ ان میں سے پہلے ستر ہزار افراد بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغ لگوا کر علاج کراتے تھے، نہ غیر شرعی جھاڑ پھونک کراتے تھے، نہ بد شگونی لیتے تھے اور اپنے رب پر کاملاً توکل کرتے تھے۔ پس عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے اُن میں شامل فرما لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اِسے اُن میں شامل فرما لے، پھر ایک دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی اُن میں شامل فرما لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ اس پر تجھ سے پہل لے گیا ہے۔''

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو کہ آ رہا ہے وہی خدا ہے
تلاش اس کو نہ کر بتوں میں وہ ہے بدلتی ہوئی رُتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے وہی خدا ہے
نظر بھی رکھے سماعتیں بھی وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی
جو خانۂ لاشعور میں جگمگا رہا ہے وہی خدا ہے
کسی کو تاجِ وقار بخشے کسی کو ذلت کے غار بخشے
جو سب کے ماتھے پہ مہرِ قدرت لگا رہا ہے وہی خدا ہے
کسی کو سوچوں نے کب سراہا وہی ہوا جو خدا نے چاہا
جو اختیارِ بشر پہ پہرے بٹھا رہا ہے وہی خدا ہے
سفید اس کا سیاہ اس کا نفس نفس ہے گواہ اس کا
جو شعلۂ جاں جلا رہا ہے بجھا رہا ہے وہی خدا ہے

☆ عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما (في رواية طويلة) قال: ثم ينجو المومنون، فتنجو اول زمرة، وجوههم كالقمر ليلة البدر سبعون الفا لا يحاسبون، ثم الذين يلونهم كاضوا نجم في السماء ثم كذلك...... الحديث (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الايمان، باب: ادنى اهل الجنة منزلة فيها، ۱/۱۷۷، الرقم: ۱۹۱، واحمد بن حنبل في المسند، ۳/۳۴۵، الرقم: ۱۴۷۲۱، ورواه مرفوعاً)

''حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما (سے طویل حدیث روایت ہے) فرماتے ہیں: پھر قیامت کے دن مومنین نجات پائیں گے تو سب سے پہلے ایسی جماعت نجات پائے گی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے، وہ ستر ہزار افراد ہوں گے جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ پھر (وہ مومن نجات پائیں گے) جو اِن سے متصل ہوں گے (اور جن کے چہرے) آسمان کے ستاروں کی مانند چمکتے ہوں گے پھر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔''

سر تابقدم بندہ خطا کار ہے یا رب — لیکن تو ہی ستار ہے غفار ہے یا رب
ہر چند کہ تو باطن وپوشیدہ ہے پھر بھی — ہر شے سے ترے حُسن کا اظہار ہے یا رب
تو نور ازل بھی ہے تو ہی نورِ ابد بھی — کونین بھی یوں مطلع انوار ہے یا رب
کونین کی ہر شے تیری دیتی ہے گواہی — پاگل ہے وہ جس کو ترا انکار ہے یا رب
ظاہر ہیں ہر اک شے سے ترے حُسن کے جلوے — تاروں میں چمک پھولوں میں مہکا ہے یا رب
ہر ذرّہ یہاں طور ہے ہر شے میں کشش ہے — دنیا یہ یا مصر کا بازار ہے یا رب
عابد کے لیے باعثِ تسکین ہے یہ بات — اب حمد ہی بس مرکز افکار ہے یا رب

(عابد برھانپوری)

یہ تعداد کیسے پوری ہوگی

☆ عن ابی هريرة رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال: سالت ربي عزوجل فوعدني ان يدخل من امتي سبعين الفا على صورة القمر ليلة البدر، فاستزدت فزادني مع كل الف سبعين الفا ـ فقلت: اى رب، ان لم يكن هو لاء مهاجرى امتي؟ قال: اذن اكملهم لك من الاعراب ـ (اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۳۵۹/۲، الرقم: ۸۷۰۷، وابن منده في الايمان، ۸۹۵/۲، الرقم: ۹۷۶، هذا اسناد صحيح على رسم مسلم، والهيثمي في مجمع الزوائد، ۴۰۴/۱۰، وقال: رجاله رجال الصحيح، واورده العسقلاني فتح الباري، ۴۱۰/۱۱، وقال: سنده جيد)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب عزوجل سے سوال کیا تو اُس نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری اُمت سے ستر ہزار افراد جنت میں داخل فرمائے گا جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ میں نے زیادہ چاہا تو اس نے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار اضافہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا: اے میرے رب! اگر وہ میری اُمت کے مہاجر (گناہوں کو ترک کرنے والوں سے پورے) نہ ہوئے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تب میں اُن کو تیرے لئے دیہات کے رہنے والوں میں سے مکمل کروں گا۔''

کرم بن کے سوہنا جے آیا نہ ہوندا — غریباں دا دل مسکرایا نہ ہوندا
اسانوں گناہواں دی دھپ ساڑ دیندی — جے آقا دی رحمت دا سایہ نہ ہوندا

اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو امت کے بارے غمگین نہ فرمائے گا

☆ عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنه قال: غاب عنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما، فلم يخرج حتى ظننا انه لن يخرج، فلما خرج سجد سجدة، فظننا ان نفسه قد قبضت فيها، فلما رفع راسه قال: ان ربي تبارك وتعالىٰ استشارني في امتي ماذا افعل بهم؟ فقلت: ما شئت اى

رب، هم خلقك وعبادك، فاستشارني الثانية، فقلت له كذلك، فقال: لا احزنك في امتك يا محمد، وبشرني ان اول من يدخل الجنة من امتي سبعون الفا مع كل الف سبعون الفا ليس عليهم حساب...... الحديث (اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۵/۳۹۳، الرقم: ۲۳۳۳۶، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ۲/۱۲۲، والهيثمي في مجمع الزوائد، ۱۰/۶۸)

''حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک دن ہماری نظروں سے اوجھل رہے، پس آپ تشریف نہ لائے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ ﷺ آج حجرہ مبارک سے باہر نہ نکلیں گے۔ جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے ہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنا سرِ انور اُٹھا کر ارشاد فرمایا: میرے رب تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے میری اُمت کے بارے میں مشورہ طلب کیا کہ میں اُن سے کیا معاملہ کروں؟ میں نے عرض کیا: میرے رب! جیسا تو چاہے، وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ طلب کیا تو میں نے اِسی طرح عرض کیا۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا: یا محمد (ﷺ)! میں تجھے تیری اُمت کے بارے غمگین نہیں کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خوشخبری سنائی کہ میرے ستر ہزار اُمتی جن میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار ہوں گے بغیر حساب کے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔''

(اسے امام احمد بن حنبل، ابنِ کثیر اور ہیثمی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا کہ اس کی اِسناد حسن ہے)

وہی ایمان کا دنیا میں تقاضا سمجھے — جو خدا کو بھی شہِ دیں کو بھی یکتا سمجھے
رازِ توحید کو سمجھے ہیں اگر زاہدِ خشک — ان کی عظمت کو نہیں سمجھے تو پھر کیا سمجھے
رشتہ روح پہ موقوف نہیں نخلِ حیات — وہی زندہ ہے جو سرکار کو زندہ سمجھے
مان لیتا ہے وہ سو جان سے مختارِ جہاں — میرے آقا کو جو محبوبِ خدا کا سمجھے
اس کو مانا بھی تو کیا مانا، کہا خود سا بشر — شانِ سرکار کے منکر! تجھے ''مولا'' سمجھے
جو سمجھتے ہیں گھٹا دیں گے نبی کی رفعت — کیا رفعنا لک ذکرک کا وہ معنی سمجھے
ربِ اعلیٰ کی قسم اس کا مقدر اعلیٰ — جو انہیں اولیٰ کہے افضل واعلیٰ سمجھے
وہ نہ ہوتے تو کہاں ہوتا جہانِ ہستی — یہ حقیقت ہے جسے لوگ فسانہ سمجھے
سب نظر والے اسے کہتے رہے شانِ کلیم — سب سمجھ والے انہیں جانِ مسیحا سمجھے
شیخِ کامل نے سکھایا ہے یہی درسِ وفا — ہم وفا والے غلام ان کے ہیں دُنیا سمجھے

(غلام مصطفیٰ مجددی)

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی (ﷺ)

☆ عن ابي امامة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: وعدني

ربي ان يدخل الجنة من امتي سبعين الفا، لا حساب عليهم ولا عذاب مع كل الف سبعون الفا وثلاث حثيات من حثياته . (اخرجه الترمذي في السنن، كتاب: صفة القيامة والرقائق والورع، باب: في الشفاعة، ۶۲۶/۴، الرقم: ۲۴۳۷، وابن ماجه في السنن، كتاب: الزهد، باب: صفة محمد صلى الله عليه وسلم، ۱۴۳۳/۲، الرقم: ۴۲۸۶)

''حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اُن میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار کو داخل کرے گا نیز اللہ تعالیٰ اپنے چلوؤں میں سے تین چلو (لپیں، اپنی حسب شان جہنمیوں سے بھر کر) بھی جنت میں ڈالے گا۔''

(اس حدیث کو امام ترمذی، ابنِ ماجہ، احمد، ابنِ ابی شیبہ، ابنِ ابی عاصم اور ابنِ کثیر نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔)

دامن مصطفیٰ تھام لو عاصیو آئیں گی رحمتیں جوش پر آج بھی
لوٹ سکتے ہو گر لوٹ لو بے خطر ان کا جاری ہے فیض نظر آج بھی

اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب سے وعدہ جو بہر حال وفا ہونا ہے

عن ابي امامة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان الله عزوجل وعدني ان يدخل من امتي الجنة سبعين الفا بغير حساب، فقال يزيد بن الاخنس السلمي: والله، ما اولئك في امتك الا كالذباب الاصهب في الذبان . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : كان ربي عزوجل قد وعدني سبعين الفا مع كل الف سبعون الفا، وزادني ثلاث حثيات . (اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۲۵۰/۵، الرقم: ۲۲۱۵۶، والطبراني في المعجم الكبير، ۱۵۹/۸، الرقم: ۷۶۷۲، وابن ابي عاصم في السنة، ۲۶۱/۱، الرقم: ۵۸۸، وقال الالباني: اسناده صحيح ورجاله كلهم ثقات، والشيباني ايضاً في الآحاد والمثاني، ۴۴۵/۲، الرقم: ۱۲۴۷، والمنذري في الترغيب والترهيب، ۲۲۵/۴، الرقم: ۵۴۷۳)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت یزید بن اخنس سلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ رب العزت کی قسم! یہ تو آپ کی اُمت میں شہد کی مکھیوں میں سے (ایک قسم) سفید سرخی مائل مکھیوں کی تعداد تک ہے۔ (یعنی بہت کم ہے) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے رب عزوجل نے مجھ سے ستر (۷۰) ہزار میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار کو داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے (یعنی اُن ہزار خوش بختوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھ معیت اختیار کرنے والوں میں سے ستر (۷۰) افراد کو لے کر جنت میں جائے گا) اور میرے لیے اللہ تعالیٰ

نے مزید تین چلوؤں کا اضافہ فرمایا ہے (اپنی حسبِ شان تین چلّو میری اُمت کے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا)۔''

(اسے امام احمد، طبرانی، ابن ابی عاصم اور ابنِ کثیر نے روایت کیا ہے اور اس کی اسناد قوی اور اس کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں۔)

تیری رحمت ہی سب کے کام آئے

اے خدا اے جمال زیبائی　　خوب ہے تیری عالم آرائی
تو کہاں ہے کہاں نہیں ہے تو　　محو حیرت ہے تاب گویائی
سب میں موجود اور سب سے جُدا　　کون سمجھے یہ راز تنہائی
پارہ پارہ قبائے استدلال　　ریزہ ریزہ ہے دام جویائی
یاس میں غم میں اور مشکل میں　　تیری رحمت ہی سب کے کام آئی
اعظم اس نام ہی سے گلشن میں　　زندگی تازگی ورعنائی

تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو کبھی مفلس ومحتاج نہیں ہوتا، وہ کرم فرمانے والا، قدیم اور یکتا ہے، باپ بیٹے سے منزہ ہے، حصہ دار اور مددگار سے پاک ہے، کسی حاکم، مماثل (یعنی مشابہ)، ہٹ دھرم اور سرکش سے بہت بلند ہے، تمام اچھی نعمتوں پر تمام تعریفوں کے ساتھ اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے، وہ نافرمان پر اپنا پردہ ڈال دیتا ہے حالانکہ وہ اسے نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوتا اور ملاحظہ کر رہا ہوتا ہے اور وہ اپنے عاجز بندے پر اپنے بے پایاں احسانات فرماتا ہے اور اس کے تمام مقاصد پورے فرماتا ہے۔ پاک ہے وہ جو مضبوط چٹانوں اور پتھریلی زمین سے نہریں نکالتا ہے، خشک بے جان لکڑی سے درخت اور خوشنما کلیاں اُگاتا ہے اور ایک ہی پانی سے سیراب ہونے والی باہم ملی ہوئی یا جدا جدا سیدھی شاخوں سے مختلف ذائقوں اور رنگوں کے تروتازہ پھل پیدا فرماتا ہے۔ یہ اس کی قدرت کی بعض نشانیاں اور اس کی حکمت وکاریگری کے بعض عجائبات ہیں۔ انسان کو اس کا مشاہدہ کرنا چاہیے۔

بزم افلاک میں ہر سو ہے اجالا تیرا　　چشم بینا ہو تو ہر شیء میں ہے جلوہ تیرا
دونوں عالم میں فقط راج ہے مولیٰ تیرا　　کوئی ثانی ہے نہ ہمسر ہے نہ ہمسا تیرا
کوئی مالک نہیں دنیا کا سوائے تیرے　　ہر گلستان تیرا، صحرا تیرا، دریا تیرا
کوئی بھی چیز نہیں حکم سے باہر تیری　　مالک الملک، ہر اک جاں پہ ہے قبضہ تیرا
ہم کسی اور کے دروازے پہ جائیں کیونکر　　آسرا ہم کو اگر ہے تو خدایا تیرا

حضرت عمر نے نعرہ بلند کیا

☆ عن عتبة بن عبد السلمي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان ربي وعدني ان يدخل من امتي الجنة سبعين الفا بغير حساب ثم يتبع كل الف بسبعين الفا (وفي

روایة الطبرانی قال: ثم یشفع کل الف لسبیعن الفا)، ثم یحثی بکفه ثلاث حثیات، فکبر عمر . فقال: ان السبعین الفا الاول یشفعهم الله فی آبائهم وامهاتهم وعشائرهم، وارجو ان یجعل امتی ادنی الحثوات الاواخر - (اخرجه ابن حبان فی الصحیح، ۱۶/۲۳۲، الرقم: ۷۲۴۷، والطبرانی فی المعجم الکبیر، ۱۷/۱۲۷، الرقم: ۳۱۲)

''حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھ سے میری اُمت کے ستر (۷۰) ہزار افراد کو بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ پھر ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار کو داخل فرمائے گا (طبرانی کی روایت کے الفاظ ہیں: پھر ہر ہزار ستر (۷۰) ہزار کی شفاعت کرے گا)، پھر اپنی ہتھیلی سے تین لپ بھر کر مزید ڈالے گا۔ اِس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: اُن کے پہلے ستر ہزار افراد کی شفاعت کو اللہ تعالیٰ اُن کے آباء واجداد، امہات اور قبائل کے حق میں قبول فرمائے گا اور مجھے اُمید ہے کہ میری اُمت کو دوسری ہتھیلیوں سے قریب ترین رکھے گا۔''

(اسے امام ابن حبان، طبرانی اور ابنِ کثیر نے روایت کیا ہے۔ امام ابنِ کثیر نے کہا ہے کہ حافظ ضیاء الدین ابو عبد اللہ المقدسی نے اپنی کتاب ''صفة الجنة'' میں لکھا ہے: میں اس اسناد میں کوئی علت نہیں جانتا۔)

مرا مالک رؤف وہادی ومقسط رحمان ہے
اسے جو مانتا ہے وہ سلیم العقل انسان ہے
خدا خالق ہے اور توجیہہ خلقت حرف قرآن ہے
عبادت کے لیے پیدائش ہر جن وانساں ہے
نبی سے جس کو الفت ہے، خدا پر جس کا ایماں ہے
ثنا سائے ادب ہے وہ، وہی بندہ سخن داں ہے
ہے خلقت اس سے ہر شے کی، وجود اس سے بقا اس سے
کسی شے کا بھی عرفاں اصل میں خالق کا عرفاں ہے
خدائے لم یزل کے دستِ قدرت کے اشارے پر
حیات وموت کی ہر ایک صورت گرم جولاں ہے
وہ ہر شے کی کفالت کرنے والا مرتبے. والا
ہر اک عظمت، ہر اک خوبی، میرے خالق کے شایاں ہے
الٹ پھیر اس سے ہے دن رات کا قائم زمانے میں
بدلتی صورتیں ساری، یہ ہم پہ رب کا احسان ہے
یہ ہریالی، یہ پانی، یہ دھنک، یہ رنگ، یہ خوشبو
یہ جو کچھ بھی نظر آتا ہے، رب کے زیر فرماں ہے
وہ القدوس ہے، وہ قادرِ مطلق ہے، الحق ہے
میرے دل میں اسی کے گھر پہنچ جانے کا ارماں ہے
تنوع اور بوقلمونیاں دنیا میں ہیں اس سے
کوئی گریہ کناں ہے اور کوئی شاداں وفرحاں ہے
کرم کی اک نظر محمود پر اے میرے ربّ! کر دے
یہ خاطی تو ہے لیکن اب خطاؤں پر پشیماں ہے

(راجا رشید محمود)

رازدارِ نبوت نے مسئلہ سمجھا دیا

☆ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سالت (ای الله تبارك

وتعالیٰ الشفاعة لا متی، فقال: لك سبعون الفا يدخلون الجنة بغير حساب ۔ قلت: زدنی، قال: لك مع كل الف سبعون الفا، قلت: ذدنی، قال: فان لك هكذا وهكذا، فقال ابوبكر: حسبنا، فقال عمر: يا ابا بكر، دع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال ابوبكر: يا عمر، انما نحن حفنة من حفنات الله (اخرجه ابن ابی شيبة فی المصنف، ۶/۳۱۸، الرقم: ۳۱۷۳۹، والهناد بن السری فی الزهد، ۱/۱۳۵، الرقم: ۱۷۸، والديلمی فی مسند الفردوس، ۲/۳۱۱، الرقم: ۳۴۰۷)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنی اُمت کے لیے شفاعت کا سوال کیا تو اُس نے فرمایا: آپ کی خاطر (آپ کی اُمت میں سے) ستر (۷۰) ہزار بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: میرے لیے اضافہ فرما، فرمایا: آپ کی خاطر اُن میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر (۷۰) ہزار داخل ہوں گے، میں نے عرض کیا: میرے لیے مزید اضافہ فرما، فرمایا: پس آپ کی خاطر اتنے اتنے اور بھی (بغیر حساب چلو بھر کر جنت میں داخل کروں گا)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہمارے لیے اتنا کافی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر! رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: عمر! (تمہیں معلوم تو ہے کہ) ہم سارے اللہ تعالیٰ کے چلوؤں میں سے ایک چلو ہیں (وہ چاہے تو ہتھیلی کی ایک لپ سے ہم سب کو جنت میں داخل کر دے)۔''

چھپائے رکھ میرے عیبوں کو یا ستار یا اللہ ۔۔۔ معاصی سے بچا لے مجھ کو یا غفار یا اللہ
الٰہی آنکھوں سے ہو جائے اگر دیدار یا اللہ ۔۔۔ میرا وجدان بن جائے تیرا اقرار یا اللہ

اللہ کی رحمت کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا

☆ عن ابی بكر الصديق رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اعطيت سبعين الفا يدخلون الجنة بغير حساب، وجوههم كالقمر ليلة البدر وقلوبهم على قلب رجل واحد، فاستزدت ربی عزوجل، فزادنی مع كل واحد سبعين الفا ۔ قال ابوبكر: فرايت ان ذالك آت على اهل القرى ومصيب من حافات البوادی ۔ (اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۱/۶، الرقم: ۲۲، ابويعلى فی المسند، ۱/۱۰۴، الرقم: ۱۱۲، والهيثمی فی مجمع الزوائد، ۱۰/۴۱۰، وابن كثير فی تفسير القرآن العظيم، ۱/۳۹۳)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے ستر (۷۰) ہزار افراد ایسے عطا کیے گئے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور اُن کے دل ایک شخص کے دل کے مطابق ہوں گے۔ میں نے اپنے رب عزوجل سے زیادہ چاہا تو اُس نے (اپنے ان مقربانِ خاص کی سنگت اختیار کرنے والوں کا خیال رکھتے ہوئے اُن میں سے) ہر ایک کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار

کا میرے لیے اضافہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ (مقام) دیہات کے رہنے والوں کو حاصل ہوگا اور ننگے پاؤں چلنے والے صحرائی باشندے اس پر فائز ہوں گے۔''

تجھ سے علم کا گھر روشن ہے تجھ سے لوح و قلم روشن
سادہ کاغذ کالی سیاہی لفظوں کا ہر پرچم روشن
ظلمت ظلمت سورج تیرا ذہن و دل میں نور بھرے
رات کے طاق میں چاند ہے روشن تجھ سے صبحِ غم روشن
کنکر پتھر پیڑ شجر پھل پھول فلک اور یہ دھرتی
تیری حکومت عالم عالم بام و در پہ علم روشن
مٹی کی کچی گاگر ہے، بحر جہاں میں طغیانی
کشتی پار لگے گی تجھ سے سب میں دم روشن
کوئی نہیں غمخوار و مونس، مجبوروں، لاچاروں کا
بیماروں مہجوروں پر ہے تیرا دستِ کرم روشن
بے سایہ، بے مایہ خلقت آگ کا دریا پار کرے
لشکر کا لشکر ڈوبے ہے شعلوں میں شبنم روشن
جسموں کی دیوار شکستہ روح میں گہرا سناٹا
تیری صدا اسے دُنیا جاگے راہ کے پیچ و خم روشن
خود مختاری کا دعویٰ کرنے والا پل میں مٹ جائے
تیرے قہر سے پتہ لرزے رہا نہ جور و ستم روشن
نصرؔ کہاں بیٹھے ہو تم بھی، حمد قلم سے لکھنے کو
حرفِ سخن، گویائی مانگو بابِ دُعا پیہم روشن

خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عن عبد الرحمن بن ابی بکر رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ان ربی اعطانی سبعین الفا من امتی یدخلون الجنة بغیر حساب. فقال عمر: یا رسول الله، فهلا استزدته؟ قال: قد استزدته فاعطانی مع کل رجل سبعین الفا، قال عمر: فهلا استزدته؟ قال: قد استزدته فاعطانی هکذا (اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۱/۱۹۷، الرقم: ۱۷۰۶، والبزار فی المسند، ۶/۲۳۴، الرقم: ۲۲۶۸، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۱۰/۴۱۰، وابن کثیر فی تفسیر القرآن العظیم، ۱/۳۹۳)

''حضرت عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پروردگار عزوجل نے مجھے ایسے ستر (۷۰) ہزار اُمتی عطا فرمائے ہیں جو بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے اِس سے زیادہ نہیں چاہا؟ فرمایا: میں نے اِس سے زیادہ چاہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر فرد کے ساتھ ستر، ستر ہزار عطا فرمائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا: کیا آپ نے اِس سے زیادہ نہیں چاہا؟ فرمایا: میں نے اِس سے زیادہ چاہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اِتنا اور عطا فرمایا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے لَپ بھر کر ڈالی)۔''

کیا کیا نہ دیا کیا کیا نہ ملا ذرّے کو گوہر کر ڈالا
یہ آپ کی موج ہے جب چاہا قطرے کو سمندر کر ڈالا

اِس کے بعد بھلا کون دوزخ میں جائے گا؟

☆ عن انس رضی الله عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: یدخل الجنة من امتی سبعون الفا. قالوا: زدنا یا رسول الله، قال: لکل رجل سبعون الفا. قالوا: زدنا یا رسول الله، وکان علی

كثيب، فحثا بيده، قالوا: زدنا يا رسول الله، فقال: هذا وحثا بيده ، قالوا: يا نبى الله، ابعد الله من دخل النار بعد هذا

(اخرجه ابويعلى فى المسند، ۲/۷/ ۴۱۷، الرقم: ۳۷۸۳، والمقدسى فى الاحاديث المختارة، ۶/ ۵۴، الرقم: ۲۰۲۸، وابن كثير فى تفسير القرآن العظيم، ۱/ ۳۹۵، وقال: هذا اسناد جيد ورجاله كلهم ثقات، ما عدا عبد القاهر بن السرى وقد سئل عنه ابن معين فقال: صالح، والهيثمى فى مجمع الزوائد، ۱۰/ ۴۰۴، وقال: اسناده حسن)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمارے لیے اضافہ فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کے ساتھ مزید ستر (۷۰) ہزار افراد ہوں گے۔ اُنہوں نے (دوبارہ) عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمارے لیے اضافہ فرمائیں۔ آپ ﷺ ریت کے ٹیلہ پر تھے، آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے لپ بھری (اور اس میں اضافہ کردیا)۔ اُنہوں نے (پھر) عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمارے لیے اضافہ فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لو اور اپنے ہاتھوں سے پھر لپ بھری۔ اُنہوں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! اللہ اُسے اپنی رحمت سے دور فرمائے جو اِس کے بعد بھی جہنم میں داخل ہو۔''

خدایا حاکم مطلق ہے تو ہر ایک عالم کا
جھکا ہے سر تیری سرکار میں ہر قیصر وجم کا
گدائے بار گاہِ پاک ہوں، مارا ہوا غم کا
بھرم رہ جائے یا رحمٰن! میرے دیدۂ نم کا
شبِ اسریٰ تیری قدرت کے سب نے معجزے دیکھے
ستارہ بن کے ہر ذرّہ زمیں کا عرش پر چمکا
زمیں وآسماں کا نور ہے تو خالق اکبر!
تیری عظمت کہ تو معبود ہے نورِ مجسم کا
شرف ہر عبد کا ہے بندگی مولائے کل! تیری
تیری حمد وثناء اعزاز ہے ہر ابنِ آدم کا
قضا وقدر کی بنیاد ہے تیرے ارادوں پر
نظامِ ہست وبود اظہار ہے امید محکم کا
کھڑا ہے خیمہ افلاک حرف ''کن'' کی قوت سے
یہ فرشِ خاک آئینہ ہے تدبیر منظم کا
مدار زندگی ہے اک تیرے ذکرِ مسلسل پر
یہ دُنیا چار دن کی ہے، بھروسہ کچھ نہیں دم کا
مجھے شہزاد اس کے لطف کی اُمید رہتی ہے
کہ میں ہوں بندۂ نا چیز اس رحمٰن وارحم کا

(شہزاد مجددی)

کیا میری امت اس قدر ہوگی؟

عن عمرو بن حزم رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه تغيب عنهم ثلاثا لا يخرج الا لصلاة مكتوبة، فقيل له فى ذالك، قال: ان ربى وعدنى ان يدخل من امتى الجنة سبعون الفا لا حساب عليهم، وانى سالت ربى فى هذه الثلاثة الايام، المزيد، فوجدت ربى واجدا، ماجدا، كريما ـ فاعطانى مع كل واحد من السبعين الفا، سبعين الفا، قال قلت: يا رب وتبليغ امتى هذا؟

قال: اكمل لك العدد من الاعراب (اخرجه البيهقي في شعب الايمان ١/ ٢٥٢ الرقم: ٢٦٨)

''حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تین دن تک صرف فرض نمازوں کے علاوہ تشریف فرما نہ ہوئے تو آپ ﷺ سے اِس بارے میں عرض کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پروردگار عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے ستر (۷۰) ہزار اُمتی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے اُن تین دنوں میں اپنے رب سے مزید کا سوال کیا تو میں نے اُسے عطا فرمانے والا، عظمت و بزرگی والا اور بہت کرم کرنے والا پایا۔ پس اُس نے مجھے اِس ستر ہزار کے ہر فرد کے ساتھ ستر، ستر ہزار عطا فرمائے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! کیا میری اُمت اِس عدد تک پہنچ جائے گی؟ اُس نے فرمایا: میں تیری خاطر اس عدد کی گنواروں سے تکمیل کروں گا۔''

☆ عن ابي امامة رضي الله عنه انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليدخلن الجنة بشفاعة رجل ليس بنبي، مثل الحيين او مثل احد الحيين: ربيعة ومضر، فقال رجل: يا رسول الله، اوما ربيعة من مضر؟ فقال: انما اقول ما اقول. (اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ٥/ ٢٥٧، الرقم: ٢٢٢١٥، والطبراني في المعجم الكبير، ٨/ ١٤٣، الرقم: ٧٦٣٨، وايضا في مسند الشاميين، ٢/ ١٤٧، الرقم: ١٠٧٩، والهيثمي في مجمع الزوائد، ١٠/ ٣٨١، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٢٤٨)

''حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ایک شخص، جو کہ نبی نہیں ہوگا، کی شفاعت کے سبب دو قبیلوں ربیعہ اور مضر یا اُن دونوں میں سے ایک کے برابر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ربیعہ مضر کی طرح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جس کا مجھے حکم دیا جاتا ہے۔''

(اسے امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے کہا ہے: امام احمد کے رجال اور طبرانی کی اسانید میں سے ایک کے رجال صحیح حدیث کے (بلند درجہ) رجال ہیں سوائے عبد الرحمٰن بن میسرہ کے، وہ ثقہ ہے۔)

تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا   لفظ کن سے کیے پیدا ارض وسما
ذرے ذرے سے ملتا ہے تیرا پتا   تیرا ہمسر نہیں ہے کوئی دوسرا
تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا
سارے عالم پہ مولا ہے تیری نظر   تو ہمارے ہر اک کام سے باخبر
ذات تیری گمان سے بھی ہے ماورا   تیرا ہمسر نہیں ہے کوئی دوسرا
تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا
تو ہے رحمٰن بھی اور قہار بھی   تو ہے جبار بھی اور ستار بھی

بے سہاروں کو ہے بس تیرا آسرا تیرا ہمسر نہیں ہے کوئی دوسرا
تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا
یا الٰہی ہمیں سیدھا رستہ دکھا میں ہوں بندہ تیرا تو ہے مولیٰ میرا
حمد لکھنے کا حق کس طرح ہو ادا تیرا ہمسر نہیں ہے کوئی دوسرا
تو ہے میرا خدا تو ہے سب کا خدا

(محمود کاوش)

ایک امتی کی شفاعت پہ اللہ کی اس قدر رحمت ہوگی

☆ عن عبد الله بن قيس قال : كنت عند ابي بردة ذات ليلة، فدخل علينا الحارث بن اقيش، فحدثنا الحارث ليلتئذ، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان من امتي من يدخل الجنة بشفاعته اكثر من مضر، وان من امتي من يعظم للنار حتى يكون احد زواياها . (اخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب: الزهد، باب: صفة النار، ۱۴۴۶/۲، الرقم: ۴۳۲۳، واحمد بن حنبل في المسند، ۳۱۲/۵)

’’حضرت عبداللہ بن قیس فرماتے ہیں: میں ایک رات حضرت ابو بردہ کے پاس تھا کہ ہمارے پاس حضرت حارث بن اقیش رضی اللہ عنہ آئے۔ حضرت حارث نے اُسی رات ہمیں بیان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے ایک اُمتی کی شفاعت کے سبب قبیلہ مضر سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور بے شک ایک ایسا اُمتی بھی ہوگا (جو اپنے گناہوں کے سبب) دوزخ کے لیے اتنا بڑا ہو جائے گا کہ اُس کا ایک کونہ محسوس ہوگا۔‘‘

(اسے امام ابنِ ماجہ، احمد، ابنِ ابی شیبہ، ابو یعلی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے کہا ہے: یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح الاسناد ہے۔)

دہر کی مشکلوں کو ٹالا ہے پستیوں سے ہمیں نکالا ہے
صرف میں کیا ہوں ساری دنیا کو رحمتِ مصطفیٰ نے پالا ہے

نیکی کے اجر اور گناہ سے درگزر میں رحمتِ خداوندی

☆ عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم فيما يروي عن ربه عزوجل قال: قال: ان الله كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذلك، فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة، فان هو هم بها فعملها كتبها الله له عنده عشر حسنات الى سبع مائة ضعف الى اضعاف كثيرة، ومن هم بسيئة فلم يعملها كتبها الله له عنده حسنة كاملة فان هو هم بها فعملها كتبها الله له سيئة واحدة (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: من هم بحسنة او بسيئة، ۲۳۸۰/۵، الرقم: ۶۱۲۶، ومسلم في الصحيح، كتاب: الايمان، باب: اذا هم العبد بحسنة كتبت واذا هم

بسيئة لم تكتب، ۱/۱۱۸، الرقم: ۱۳۱)

’’حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور بدیاں لکھ دیں اور اُنہیں واضح فرما دیا ہے۔ پس جس نے نیک کام کا ارادہ کیا اور اُسے کر نہ سکا تب بھی اللہ تعالیٰ اُس کے لیے پوری نیکی کا ثواب لکھ دیتا ہے اور اگر اُس نے ارادہ کیا اور پھر اُسے کر بھی لیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے دس نیکیوں سے سات سو تک اور اُس سے بھی کئی گنا زیادہ کر کے لکھ دیتا ہے اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور پھر اُسے نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اُس گناہ کے کرنے کا ارادہ کیا اور اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں صرف ایک برائی لکھتا ہے۔‘‘

سارے جہاں کے مالک، سارے جہاں کے والی — تیری ہے ذات افضل تیری ہے شان عالی
تو نے اگائے سارے، پھل پھول اور پودے — دنیا کے باغ کا ہے، تو ابتدا سے مالی
تو دو جہاں کا آقا، تو دو جہاں کا مولا — کوئی بھی تیرے در سے آتا نہیں ہے خالی
تو نے بنایا عالم، تو نے بسایا عالم — کرتی ہے ذکر تیرا، گلشن کی ڈالی ڈالی
یا رب! ہماری تجھ سے اتنی ہی آرزو ہے — جائیں نہ تیرے در سے خالی تیرے سوالی

نیکی کا صرف ارادہ کرنے پہ ثواب مل جاتا ہے

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: يقول الله: اذا اراد عبدی ان يعمل سيئة فلا تكتبوها عليه حتى يعملها فان عملها فاكتبوها بمثلها وان تركها من اجلی فاكتبوها له حسنة واذا اراد ان يعمل حسنة فلم يعملها فاكتبوها له حسنة فان عملها فاكتبوها له بعشر امثالها الی سبع مائة ضعف . (اخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب : التوحيد، باب: قول الله تعالیٰ: يريدون ان يبدلوا كلام الله، ۶/۲۷۲۴، الرقم: ۷۰۶۲، وابن حبان فی الصحيح، ۲/۱۰۵، الرقم: ۳۸۲)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ بُرے کام کا ارادہ کرے تو اُس کی برائی نہ لکھو جب تک کہ وہ اُس پر عمل نہ کر لے اور جب اُس پر عمل کر لے تو اُس کے برابر ہی لکھو اور اگر میری وجہ سے اُسے ترک کر دے تو اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور جب وہ نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور ابھی اس پر عمل بھی نہ کیا تو تب بھی اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور اگر وہ اس پر عمل کر لے تو اُس کے لیے دس گنا سے سات سو گنا تک لکھو۔‘‘

اللہ اللہ اللہ اللہ

پوچھا گل سے یہ میں نے کہ اے خوبرو — تجھ میں آئی کہاں سے نزاکت کی بُو
یاد میں کس کی ہنستا مہکتا ہے تو؟ — ہنس کر بولا اے طالب رنگ و بو

اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

عرض کی میں نے سنبل سے اے مشک بو
صبح کو کر کے شبنم سے تازہ وضو
جھوم کر کون سا ذکر کرتا ہے تو؟
سن کے کرنے لگا دم بدم ذکر ہو

اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

جب کہا میں نے بلبل سے اے خوش گلو
کیوں چمن میں چہکتا ہے تو چار سو؟
دیکھ کر گل کسے یاد کرتا ہی تو؟
وجد میں بول اٹھا ''وحدہٗ'' ''وحدہٗ''

اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

جب پپیہے سے پوچھا کہ اے نیم جاں
یاد میں کس کی کہتا ہے تو ''پی کہاں''؟
کون ہے ''پی ترا'' کیا ہے نام ونشاں
بول اُٹھا بس وہی جس پہ شیدا ہے تو

اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

اعظمی گرچہ بے حد گنہگار ہے
مجرم وبد عمل ہے خطا کار ہے
حق تعالیٰ مگر ایسا غفار ہے
اس کی رحمت کا نعرہ ہے لا تقنطوا

اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

(علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

ایک نیکی پہ دس کا ثواب

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قال الله عزوجل: اذا هم عبدی بسيئة فلا تكتبوها عليه فان عملها فاكتبوها سيئة واذا هم بحسنة فلم يعملها فاكتبوها حسنة فان عملها فاكتبوها عشرا ۔ (اخرجه مسلم فی الصحيح، كتاب: الايمان، باب: اذا هم العبد بحسنة كتبت واذا هم بسيئة لم تكتب، ۱/۱۱۷، الرقم: ۱۲۸)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے: جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُس کے نامۂ اعمال میں مت لکھو۔ پھر اگر وہ اس پر عمل کرے تو ایک گناہ لکھ دو اور اگر وہ نیکی کا ارادہ کرے اور اسی نیکی کو نہ کرے تو اس کی ایک نیکی لکھ دو اور اگر اس کے مطابق عمل کرے تو دس نیکیاں لکھ دو۔''

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: قال الله عزوجل: اذا هم عبدی بحسنة ولم يعملها كتبتها له حسنة فان عملها كتبتها عشر حسنات الى سبع مائة ضعف واذا هم بسيئة ولم يعملها لم اكتبها عليه فان عملها كتبتها سيئة واحدة (اخرجه مسلم فی

الصحیح، کتاب: الایمان، باب: اذا هم العبد بحسنة کتبت واذا هم بسیئة لم تکتب، ۱/۱۱۷، الرقم: ۱۲۸)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا بندہ کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے اور اُس پر عمل نہیں کرتا تو میں اُس کی ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کر لیتا ہے تو میں اُس کے لیے دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھ دیتا ہوں۔ جب وہ گناہ کا ارادہ کرے اور اُس پر عمل نہ کرے تو میں اُسے نہیں لکھتا اور اگر اس گناہ پر عمل کرے تو صرف ایک گناہ ہی لکھتا ہوں۔''

ذرّہ ذرّہ جہاناں دا دیوے صدا — پتہ پتہ چمن دا پکارے پیا
گذر دی جتھوں وی جاوے باد صبا — آ کے مستی دے وچ کہندی اے برملا
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

اللہ ھو دی اے مستی جہاناں دے وچ — کیف ایسے دا سارے مکاناں دے وچ
مہک اسدی اے سب گلستاناں دے وچ — ذکر اس دا اے سبناں زباناں دے وچ
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

اسدے ذاکر نوں راہ ہدیٰ وی ملے — بعد لطف فنا دے بقا وی ملے
نفس نوں موت روح نوں غذا وی ملے — ایہہ خدائی تے کی اے خدا وی ملے
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

ذکر ایہو ای کردے نے سب انبیاء — ملک، حوراں، صحابی تے سب اولیاء
غوث، ابدال، اوتاد تے اصفیاء — ذکر ایہو ای کردا اے مستی عطا
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

ذکر سب ذکراں تو نرالا وی اے — سب توں اچا وی اے سب تو بالا وی اے
توڑ دا ماسوا والا تالا وی اے — اسم اعظم وی اے، اسم اعلیٰ وی اے
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

یوسفؔ اس ذکر دی عجب ہی شان ہے — ذکر ایسے دے وچ نور عرفان ہے
ایہو اسلام تے دین وایمان ہے — ایہو پیر طریقت دا فرمان ہے
اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو

(حاجی یوسف علی نگینہ)

ایک نیکی کا ثواب سات سو گنا

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن محمد رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: قال الله عزوجل: اذا تحدث عبدی بان يعمل حسنة فانا اكتبها له حسنة ما لم يعمل فاذا عملها فانا اكتبها بعشر

امثالها واذا تحدث بان يعمل سيئة فانا اغفرها له ما لم يعملها فاذا عملها فانا اكتبها له بمثلها وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : قالت الملائكة: رب،ذاك عبدك يريد ان يعمل سيئة وهو ابصر به فقال: ارقبوه فان عملها فاكتبوها له بمثلها وان تركها فاكتبوها له حسنة انما تركها من جراى ۔ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا احسن احدكم اسلامه فكل حسنة يعملها تكتب بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف وكل سيئة يعملها تكتب بمثلها حتى يلقى الله ۔ (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الايمان، باب: اذا هم العبد بحسنة كتبت واذا هم بسيئة لم تكتب، ۱/۱۱۷، الرقم: ۱۲۹، واحمد بن حنبل في المسند، ۲/۳۱۵، الرقم: ۸۱۵۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میرا بندہ کسی نیکی کے لیے دل میں سوچتا ہے تو وہ اس نیکی کو ابھی کرتا نہیں کہ میں اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں اور جب وہ اس نیکی کو کر لیتا ہے تو میں اس کی دس نیکیاں لکھ دیتا ہوں اور جب وہ کسی گناہ کے لیے سوچتا ہے تو جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے میں بخش دیتا ہوں اور جب وہ گناہ کر لیتا ہے تو میں اس کا ایک گناہ ہی لکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرشتے عرض کرتے ہیں: اے رب! تیرا فلاں بندہ گناہ کا ارادہ رکھتا ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا خوب علم ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: انتظار کرو اگر وہ گناہ کرے تو ایک گناہ لکھ دو اور اگر گناہ نہ کرے تو اس کے بدلہ میں ایک نیکی لکھ دو کیونکہ اس نے گناہ کو صرف میرے خوف کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص صدقِ دل سے اسلام قبول کرتا ہے تو اُس کی ایک نیکی کو دس سے لے کر سات سو گنا تک لکھا جاتا ہے اور اُس کا گناہ صرف ایک ہی لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے آ ملتا ہے۔“

خدا نے سنواری، ہماری تمہاری — یہ تقدیر ساری، ہماری تمہاری
نبی نے اسے نوری آ کے بنایا — یہ فطرت تھی ناری، ہماری تمہاری
خدا کا کرم ہے، نبی کی نظر سے — ہدایت ہے جاری، ہماری تمہاری
یہ سر ان پہ قرباں ، یہ دل ان پہ شیدا — یہ جاں ان پہ واری ہماری تمہاری
خدا سے ہوئے قائم الفت کے رشتے — نبی سے ہے یاری ہماری تمہاری
کھلے حشر میں ان کے گیسوئے رحمت — ہوئی غمگساری ہماری تمہاری
خدا ان کے دامن کو آباد رکھے — وہی پردہ داری ہماری تمہاری
ارے ان کے دشمن جہنم میں جائیں — ہے جنت تو پیاری ہماری تمہاری
نبی کے تصور سے مہکی ہوئی ہے — امیدوں کی کیاری ہماری تمہاری

(غلام مصطفیٰ مجددی)

روئے زمیں برابر گناہوں کی بخشش

☆ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یقول اللہ عزوجل: من جاء بالحسنة فله عشر امثالها وازید ومن جاء بالسیئة فجزاوہ سیئة مثلها او اغفر ومن تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا ومن تقرب منی ذراعا تقربت منه باعا ومن اتانی یمشی اتیته هرولة ومن لقینی بقراب الارض خطیئة لا یشرك بی شیئا لقیته بمثلها مغفرة ۔ (اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: الذکر والدعا والتوبة والاستغفار، باب: فضل الذکر والدعا والتقرب الی اللہ تعالیٰ، ۴/۲۰۶۸، الرقم: ۲۶۸۷، وابن ماجه فی السنن، کتاب: الادب، باب: فضل العمل، ۲/۱۲۵۵، الرقم: ۳۸۲۱)

’’حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اُسے اُس کی مثل دس گنا اجر ملتا ہے اور میں مزید اجر دیتا ہوں ۔ جو شخص ایک برائی کرتا ہے اُسے صرف ایک برائی کی سزا ملتی ہے، یا میں اُسے بھی معاف کر دیتا ہوں اور جو بقدر ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں اُس سے بقدر ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے بقدر ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اُس سے بقدر چار ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چلتا ہوا آتا ہے میں اُس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں اور جو شخص تمام روئے زمین کے برابر گناہ کر کے مجھ سے ملے اور اس نے شرک نہ کیا ہو تو میں اُس سے اُتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملوں گا ۔‘‘

نہ دولت نہ جاہ و چشم چاہتے ہیں گدائی تیرے در کی ہم چاہتے ہیں
نگاہوں میں اپنی حرم چاہتے ہیں تجھے دل سے تیری قسم چاہتے ہیں

ندائے رحمت و مغفرت

عن ابی هریرة رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: یتنزل ربنا تبارك وتعالیٰ کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الآخر یقول: من یدعونی فاستجیب له من یسالنی فاعطیه من یستغفرنی فاغفر له ۔ (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: الدعوات، باب: الدعاء نصف اللیل، ۵/۲۳۳۰، الرقم: ۵۹۶۲، وایضاً فی کتاب: التوحید، باب: قول اللہ تعالیٰ: یریدون ان یبدلوا کلام اللہ، ۶/۲۷۲۳، الرقم: ۷۰۵۶)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر رات اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو وہ فرماتا ہے: کون ہے مجھ سے دعا کرنے والا تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے مجھ سے سوال کرنے والا کہ میں اسے عطا کروں؟ کون ہے مجھ سے استغفار کرنے والا تاکہ میں اس کی مغفرت کروں ۔‘‘

پوشیدہ ہے پُر جلوہ ہر اک شے سے عیاں ہے
یا رب تو ہی بتلا تو عیاں ہے کہ نہاں ہے

جنگل میں پہاڑوں پہ بیابانوں میں ڈھونڈا
معلوم کسی کو نہیں تو ملتا کہاں ہے

اللہ جمیل کی صدا آتی ہے اکثر
پر میری نظر لائق دیدار کہاں ہے

سنتا ہوں کہ ہے انفس وآفاق میں تو ہی
اور یہ بھی ہے مشہور قریب رگ جاں ہے

ہر بیکس ومجبور کا ہے آسرا تو ہی
ہر اک کا مددگار ہے تو فیض رساں ہے

یہ تیرا کرم ہے کہ میں اب حمد سرا ہوں
ورنہ مجھے یا رب بھلا کب تابِ بیاں ہے

وابستہ ہے عابد کی جبیں تیرے ہی در سے
اس در کے سوا اور کہاں جائے اماں ہے

(پروفیسر سید عابد میر قادری سلطانی)

کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے عطا کروں

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ينزل ربنا عزوجل كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر يقول: من يدعونى فاستجيب له من يسالنى فاعطيه من يستغفرنى فاغفرله ۔ (اخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب: الجمعة، باب: الدعا فی الصلاة من آخر الليل، ۱/۳۸۴، الرقم: ۱۰۹۴، والترمذی فی السنن، كتاب: الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: منه، ۵/۵۲۶، الرقم: ۳۴۹۸، وقال ابوعيسى: هذا حديث حسن صحيح)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات (اپنی شان کے مطابق) آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے۔ رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو پکارتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے کہ میں اسے عطا کروں؟ کوئی ہے جو مجھ سے معافی چاہے کہ میں اسے بخش دوں؟''

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ينزل الله الى السماء الدنيا كل ليلة حين يمضى ثلث الليل الاول فيقول: انا الملك انا الملك من ذا الذى يدعونى فاستجيب له من ذا الذى يسالنى فاعطيه من ذا الذى يستغفرنى فاغفر له فلا يزال كذلك حتى يضيء الفجر ۔ (اخرجه مسلم فی الصحيح، كتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب فی الدعا والذكر فی آخر الليل والاجابة فيه، ۱/۵۲۲، الرقم: ۷۵۸)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب رات کا نصف یا اس کے دو تہائی حصے گزر جاتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں۔ کوئی ہے مانگنے والا کہ جسے میں عطا کروں، کوئی ہے دعا کرنے والا کہ جس کی دعا میں قبول کروں، کوئی ہے

بخشش طلب کرنے والا کہ جسے میں بخش دوں حتیٰ کہ اِسی طرح صبح ہو جاتی ہے۔''

پشیمان ہے ازل سے لوح گماں میری
نہیں ہے توصیف کے قابل قلم میرا زباں میری
بنام مصطفیٰ آسودگی دے میرے بچوں کو
اگر اشکوں سے بھی لکھی گئی ہے داستاں میری
غبارِ مفلسی میں ہے میرے آنگن کی رعنائی
گھٹا برسے کہ تشنہ ہے ابھی تک ارضِ جاں میری
پس زنداں گرفتار بلا ہوں ایک مدت سے
مسلسل کرب کی حالت میں ہے عمر رواں میری
گداز وسوز کی مشعل جلے گی ہر دریچے میں
ذرا عرش بریں سے لوٹ آنے دو فغاں میری
ہوائے عجز کو حکم سکونت دے میرے مالک
انا کی گرہ میں لپٹی ہوئی بستیاں میری
ریاضؔ بے نوا کی التجا ہے بزم ہستی سے
نشان راہ بن جائے یہ ہستی بے نشاں میری

(ریاض حسین چودہری)

ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ میں اس کو بخش دوں

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا مضى شطر الليل او ثلثاه ينزل الله تبارك وتعالىٰ الى السماء الدنيا فيقول: هل من سائل يعطى هل من داع يستجاب له هل من مستغفر يغفر له حتى ينفجر الصبح ۔ (اخرجه مسلم فى الصحيح، كتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب فى الدعا والذكر، ۱/۵۲۲، الرقم: ۷۵۸)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب رات کا نصف یا اُس کے دوتہائی حصے گزر جاتے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے: کوئی مانگنے والا ہے جسے میں عطا کروں۔ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ جس کی دعا میں قبول کروں، کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے کہ جسے میں بخش دوں حتیٰ کہ اِسی طرح صبح ہو جاتی ہے۔''

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ينزل الله فى السماء الدنيا لشطر الليل اولثلث الليل الآخر فيقول: من يدعونى فاستجيب له او يسالنى فاعطيه ثم يقول: من يقرض غير عديم ولا ظلوم ۔ (اخرجه مسلم فى الصحيح، كتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب فى الدعا والذكر، ۱/۵۲۲، الرقم: ۷۵۸)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نصف یا تہائی رات گزر جانے کے بعد آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے: ہے کوئی جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اُس کی دعا قبول کروں یا مجھ سے سوال کرے اور میں اُسے عطا کروں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُس ذات کو کون قرض دے گا جو نہ کبھی فنا ہوگی نہ کسی پر ظلم کرے گی۔''

☆ عن سعيد بن سعيد بهذا الاسناد وزاد ثم يبسط يديه تبارك وتعالىٰ يقول: من يقرض غير عدوم ولا ظلوم ۔ (رواه مسلم ۔ اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب في الدعا والذكر، ۱/۵۲۲، الرقم: ۷۵۸)

''ایک اور سند سے بھی یہ روایت منقول ہے اور اُس میں یہ اضافہ ہے اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) اپنے ہاتھ پھیلا کر فرماتا ہے اُس کو کون قرض دے گا جو نہ کبھی فنا ہوگا اور نہ کبھی ظلم کرے گا۔''

تیری ذات پاک ہے اے خدا تیری شان جل جلالہ — تیرا نام مالکِ دوسرا تیری شان جل جلالہ
جسے چاہے مُردہ بنائے تو جسے چاہے زندہ اٹھائے تو — تیرے ہاتھ میں ہے فنا بقا تیری شان جل جلالہ
کوئی شاہ کوئی امیر ہے کوئی بے نوا وفقیر ہے — جسے چاہے جیسا بنا دیا تیری شان جل جلالہ
تو خدا امیر وغریب کا تو سہارا شاہ وفقیر کا — تو ہے ساری دنیا کا آسرا تیری شان جل جلالہ
ہے ہر اک چمن میں تو رنگ وبو ہے زباں پہ طوطی کی تو ہی تو — پڑھے کیوں نہ بلبل خوش نوا تیری شان جل جلالہ

ہے کوئی توبہ کرنے والا

عن ابي سعيد وابي هريرة رضي الله عنه قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله يمهل حتى اذا ذهب ثلث الليل الاول نزل الى السماء الدنيا فيقول: هل من مستغفر؟ هل من تائب؟ هل من سائل؟ هل من داع؟ حتى ينفجر الفجر ۔ (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: صلاة المسافرين وقصرها، باب: الترغيب في الدعا والذكر، ۱/۵۲۳، الرقم: ۷۵۸)

''حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مہلت دیتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے: کوئی ہے بخشش طلب کرنے والا! کوئی ہے توبہ کرنے والا! کوئی ہے سوال کرنے والا! کوئی ہے دعا کرنے والا! حتیٰ کہ فجر کی پو پھوٹ پڑتی ہے۔''

مرے خالق تو ہے سب کا سہارا — ترے در پر ہے خلقت کا گذارا
اگر ہوں یہ دیکھنے والی آنکھیں — تو ہر اک شے میں ہے تیرا نظارا
تری نظرِ کرم ہو جائے تو پھر — چمک اٹھے مقدّر کا ستارا
ترے محبوب کا جو نام لے لے — تو طوفاں میں ملے اس کو کنارا
ہر اک مشکل ہوئی حل اس کی فوراً — تجھے جس نے بھی مشکل میں پکارا
بروزِ حشر قائدؔ کی طرف بھی — تری رحمت کا ہو جائے اشارا

(ابوالارشد قائدؔ شر قپوری)

کون ہے بخشش مانگنے والا؟

عن ابی هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ينزل الله الى السماء الدنيا كل ليلة حين يمضى ثلث الليل الاول فيقول: انا الملك من ذا الذى يدعونى فاستجيب له من ذا الذى يسالنى فاعطيه من ذا الذى يستغفرنى فاغفر له فلا يزال كذلك حتى يضىء الفجر ۔

(اخرجه الترمذى فى السنن، كتاب: الصلاة، باب: ما جاء فى نزول الرب عزوجل الى السماء الدنيا كل ليلة، ۲/۳۰۷، الرقم: ۴۴۶)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر رات اللہ تعالیٰ کی (خاص) رحمت، رات کی پہلی تہائی کے آخر تک اُترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں، کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اُسے قبول کروں؟ کون ہے جو مانگے میں اُسے عطا کروں، کون ہے جو بخشش مانگے میں اُسے بخش دوں؟ اور صبح صادق تک یہی کیفیت رہتی ہے۔''

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی دوسرے طرق سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب رات کا آخری تہائی باقی رہتا ہے اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے۔'' اور یہ روایت صحیح تر ہے۔

نصف شعبان کی رات رحمت الٰہی جوبن پر

عن عائشة رضى الله عنها قالت: فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة فخرجت فاذا هو بالبقيع فقال: اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله؟ قلت: يا رسول الله، انى ظننت انك اتيت بعض نسائك ۔ فقال: ان الله عزوجل ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لاكثر من عدد شعر غنم كلب ۔ (اخرجه الترمذى فى السنن، كتاب: الصوم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ما جاء فى ليلة النصف من شعبان، ۳/۱۱۶، الرقم: ۷۳۹، وابن ماجه فى السنن، كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى ليلة النصف من شعبان، ۱/۴۴۴، الرقم: ۱۳۸۹)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک رات میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو نہ پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکلی کیا دیکھتی ہوں کہ آپ جنت البقیع میں ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے ڈر ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کرے گا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر (جیسا کہ اُس کے شایانِ شان ہے) اُترتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو بخشتا ہے۔''

عیاں ہے ذرے ذرے سے خدا کی عالم آرائی
اسی کا عکس انور ہے جمال وحسن وزیبائی

وہ لا محدود ہے ادراک کی حدوں سے باہر ہے
ابد تک محوِ حیرت ہی رہے گا ذوق جویائی

وہ ہے موجود ہر جاں میں جدا بھی ہر کسی سے ہے
ہے ہر محفل میں رہ کر بھی مسلم اس کی تنہائی

جہان ماسوا اس کی نگاہوں میں نہیں جچتا
ہے دیکھی جس نے ہر جلوے میں اس کی شان یکتائی

ہے گھیرا یاس کا توڑا اسی کے لطف رحمت نے
مصیبت کی گھڑی میں ذات بس اس کی ہی کام آئی

اسی کا نور ہے سب یوسفی صحن گلستان میں
اسی نے دی ہے غنچوں کو چٹک پھولوں کو رعنائی

کون ہے جو مجھ سے رزق وعافیت مانگے

☆ عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا فيقول : الا من مستغفر لي فاغفر له الا مسترزق فارزقه الا مبتلى فاعافيه الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر ۔ (اخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ۱/۴۴۴، الرقم: ۱۳۸۸، والبيهقي في شعب الايمان، ۳/۳۷۸، الرقم: ۳۸۲۲، وايضا في فضائل الاوقات، ۱/۱۲۲، الرقم: ۲۴)

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اِس رات میں سورج غروب ہوتے ہی آسمانِ دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اُس کی مغفرت کروں، کون مجھ سے رزق طلب کرتا ہے کہ میں اُسے رزق دوں، کون مبتلائے مصیبت ہے کہ میں اُسے عافیت دوں۔ اسی طرح صبح تک ندا بلند ہوتی رہتی ہے۔‘‘

بدبخت ہی ہوگا جو نہ بخشا جائے

☆ عن عائشة رضي الله عنها قالت: فقدت النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فخرجت اطلبه فاذا هو بالبقيع رافع راسه الى السماء فقال: يا عائشة ، اكنت تخافين ان يحيف الله عليك ورسوله قالت: قد قلت: وما بي ذلك ولكني ظننت انك اتيت بعض نسائك ۔ فقال: ان الله تعالىٰ ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لا كثر من عدد شعر غنم كلب (اخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ۱/۴۴۴، الرقم: ۱۳۸۹)

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے ایک رات حضور نبی اکرم ﷺ کو (بستر مبارک پر موجود) نہ پایا، میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی، دیکھا تو آپ ﷺ جنت البقیع میں تھے۔ آپ ﷺ کا سر آسمان کی جانب اٹھا ہوا تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو اِس بات کا خوف کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ﷺ تجھ پر ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کیا: یہ بات نہیں بلکہ مجھے خیال ہوا تھا کہ آپ دوسری ازواج میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمانِ دنیا کی جانب نزول فرما ہوتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کے گناہوں کی بخشش فرماتا ہے۔''

کون ہے خاک سے سبزے کو اُگانے والا — ارض کو دامن گلزار بنانے والا
سطح دریا پہ سفینوں کو بہانے والا — آسماں کو مہ و انجم سے سجانے والا
ہم سے پوچھو تو بتائیں اسے کیا کہتے ہیں — اسی ہستی کو زمانے میں خدا کہتے ہیں
وہی اس وقت بھی تھا جب کوئی موجود نہ تھا — صیغہ رفت نہ تھا مسئلہ بود نہ تھا
رونق ہستی کونین کی ہے کان وہی — جلوہ محفل ''یوم ھو فی شان'' وہی
اک ہمیں اس راہ تحقیق میں کیا حیراں ہیں — جملہ اقوام ومِلل کے عقل حیراں ہیں
اہل بینش متحیر، علماء حیراں ہیں — فلسفی سر بگریباں، حکماء حیراں ہیں
صمدیّت کا تقاضا ہے کہ وہ راز رہے — اور بندوں کی جبیں وقف درِ ناز رہے

یہ ہیں بد بخت

عن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان الله ليطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاحن ۔ (اخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ۱/۴۴۵، الرقم: ۱۳۹۰)

''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب کو (آسمان دنیا پر) ظہور فرماتا ہے اور مشرک اور چغل خور (یا کینہ پرور) کے علاوہ سب کی بخشش فرما دیتا ہے۔''

گناہگاروں کے لیے رب کی رحمت کا بیان

ان کی رحمت کا آسرا مانگو — مانگو مانگو یہی دعا مانگو
جو بھی مانگو اے مانگنے والو — صدقہ نام مصطفیٰ مانگو

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسن بن علی رضی الله عنه وعنده الاقرع بن حابس التميمي جالسا، فقال الاقرع: ان لي عشرة من الولد ما قبلت منهم احدا فنظر اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم قال: من لا يرحم لا يرحم ۔

(اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الادب، باب: رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ۵/۲۲۳۵، الرقم: ۵۶۵۱،

ومسلم في الصحيح، كتاب: الفضائل، باب: رحمة والعيال وتواضع هو فضل لك، ۴/۱۸۰۸، الرقم: ۲۳۱۵)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما تو آپ ﷺ کے پاس اُس وقت اقرع بن حابس تمیمی بھی بیٹھے ہوئے تھے (یہ دیکھ کر) وہ بولے: (یا رسول اللہ!) میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو کبھی اُن میں سے کسی کو نہیں چوما۔ اِس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

تو ہی خالق تو ہی رازق تو ہی رب   دوسرا تجھ بن ہے میرا کوئی کب
الغرض ہر کام کا میرے کفیل   ظاہر و باطن تو ہی ہے بے دلیل
لیک صد حسرت بایں لطف وعطا   میں کروں ہر دم ترے جرم وخطا
پر کروں کیا آہ تیرے حلم وخیر   کرتے ہیں مجھ کو گناہوں پر دلیر
ہے یقین گر عمر بھر عصیاں ہو اب   پیش خورشید کرم ہوں محو سب
گر تیری بخشش کا نکلے آفتاب   ہو شب جرم وخطا روز ثواب
ہو طلوع تیرا اگر ماہ نجات   ظلمت عصیاں ہو نور صالحات
کر ترا دریا رحمت جوش کہا   مثل خس دے سب گناہوں کو بہا
لطف و احساں کیا کروں تیرا رقم   کرتا ہے جو جو کہ تو مجھ پر کرم
قطرۂ نا پاک سے مجھ کو بفضل   کر دیا پاک ولطیف وخوب شکل

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ عن ابي هريرة رضي الله عنه ان الاقرع بن حابس ابصر النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقبل حسينا، فقال: ان لي عشرة من الولد ما فعلت هذا بواحد منهم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من لا يرحم لا يرحم. (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الادب، باب: رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ۵/۲۲۳۵، الرقم: ۵۶۵۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو حضرت حسین علیہ السلام کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا، تو عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے آج تک اُن میں سے کسی کے ساتھ بھی ایسا (پیار بھرا برتاؤ) نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

چلے پھر ہوائے کرم یا الٰہی   مٹا دل سے رنج والم یا الٰہی
یہی ہے دعا دم بدم یا الٰہی   کرم ہو کرم ہو کرم یا الٰہی
سکوں دے ہمارے دل مضطرب کو   فنا کر دے افکار وغم یا الٰہی

عطا کر ہمیں دین و دنیا کی دولت — طفیل شفیع امم یا الٰہی
یہ مانا کہ بے حد گناہ ہیں ہمارے — مگر تیری رحمت سے کم یا الٰہی
چلا ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر — ہوا جن پہ تیرا کرم یا الٰہی
مٹا ہر بیماری جسم اور روح کی — رہے پھر نہ کوئی سقم یا الٰہی

جولوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ بھی رحم نہ فرمائے گا

☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس

جولوگوں پہ رحم نہیں کرتا اس پہ اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرمائے گا۔(اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب: التوحید، باب: قول اللہ تبارک وتعالیٰ: قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن، ۶/۲۶۸۶، الرقم: ۶۹۴۱، وایضا فی الادب المفرد، ۱/۴۸، الرقم: ۹۶) صحیح مسلم کی روایت میں انہی سے روایت ہے مگر الفاظ یہ ہیں

من لا یرحم الناس لا یرحمہ اللہ

جولوگوں پہ رحم نہیں کرتا اس پہ اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرمائے گا۔(اخرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب: الفضائل، باب: رحمة الصبیان والعیال، ۴/۱۸۰۹، الرقم: ۲۳۱۹، والبخاری فی الادب المفرد، ۱/۴۸، الرقم: ۹۶)

کھلاتی پلاتی ہے رحمت خدا کی — دوامی ثباتی ہے رحمت خدا کی
بھلوں کو بھلائی کی توفیق دی ہے — بروں سے نبھاتی ہے رحمت خدا کی
نگاہِ طلب کو کئی صورتوں میں — تجلی دکھاتی ہے رحمت خدا کی
سنو پار ساؤ! نہ اتراؤ خود پر — گنہ سے بچاتی ہے رحمت خدا کی
مصائب سے ہم یوں ہی گھبرا رہے ہین — ہمیں آزماتی ہے رحمت خدا کی
جو روؤں تو اس کا کرم چپ کرائے — گروں تو اٹھاتی ہے رحمت خدا کی
بچا کر سفینوں کو طوفان غم سے — کنارے لگاتی ہے رحمت خدا کی
بناتی ہے بگڑے ہوئے کام میرے — مقدر جگاتی ہے رحمت خدا کی
وہیں چلنے لگتی ہے باد بہشتی — جہاں یاد آتی ہے رحمت خدا کی
ابھرتا ہے فیضان جب خوف دل میں — تو ہمت بڑھاتی ہے رحمت خدا کی

(پروفیسر فیض رسول فیضان)

اللہ تعالیٰ تمام کاموں میں نرمی کو پسند فرماتا ہے

☆ عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان اللہ یحب الرفق

فی الامر کله .

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ایک معاملہ میں نرمی برتنے کو پسند فرماتا ہے۔'' اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الادب، باب: الرفق في الامر كله، ۵/۲۲۴۲، الرقم: ۵۶۷۸، وايضا في كتاب: الاستئذان، باب: كيف الرد على اهل الذمة بالسلام، ۵/۲۳۰۸، الرقم: ۵۹۰۱، وايضا في كتاب: الدعوات، باب: الدعا على المشركين، ۵/۲۳۴۹، الرقم: ۲۰۳۲، ومسلم في الصحيح، كتاب: السلام. باب: النهي عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام وكيف يرد عليهم، ۴/۱۷۰۶، الرقم: ۲۱۶۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے الفاظ اس طرح بھی مروی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

يا عائشة ان الله رفيق يحب الرفق في الامر كله

اے عائشہ بے شک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے، ہر معاملہ میں نرمی کو ہی پسند فرمایا ہے۔ (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: اذا عرض الذمي وغيره بسب النبي صلى الله عليه وسلم ولم يصرح نحو قوله: السام عليكم، ۶/۲۵۳۹، الرقم: ۲۵۲۸، ومسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، ۴/۲۰۰۳، الرقم: ۲۵۹۳)

ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی یہ الفاظ بھی ہیں:

ان الله رفيق ويحب الرفق ويعطي على الرفق مالا يعطي على العنف .

بے شک اللہ تعالیٰ نرمی فرمانے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پہ وہ کچھ عطا فرما دیتا ہے جو کہ سختی پہ عطا نہیں فرماتا۔

☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: **من يحرم الرفق يحرم الخير .**

جو نرمی سے محروم ہوا وہ (ہر) بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔

(اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، ۴/۲۰۰۳، الرقم: ۲۵۹۲)

حمد بے حد ہے سزاوار خدائے دو جہاں
جس کا ذکر پاک ہے وجہ قرار قلب وجاں
انضباط کائنات اک حرف کن سے کر دیا
انبساط وغم کا خالق کون ہے تیرے سوا
آگ کو حدّت عطا کی ہے، روانی آب کو
پھول کو رنگت تو نزہت گلشن شاداب کو
ابن آدم کے لیے کر دی مسخر کائنات
سب علوم اس کو سکھائے از پئے عرفانِ ذات
شکر اس کی نعمتوں کا کیا ہو بندوں سے ادا
بیکراں رحمت ہے اس کی، لطف ہے بے انتہا
اس کی عظمت کو پہنچ سکتے نہیں فکر وخیال
اس کا ہے ذکرِ مقدس ماورائے قیل وقال
جس طرح بے مثل ہے محمود ربّ ذوالجلال
ہے حبیب اس کا جہاں میں بے نظیر و بے مثال

(راجا رشید محمود)

صلہ رحمی اور قطع رحمی

عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء . الرحم شجنة من الرحمن فمن وصلها وصله الله ومن قطعها قطعه الله

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا (یعنی اللہ تعالیٰ) تم پر رحم فرمائے گا۔ رحم، رحمٰن سے مشتق ہے۔ جو اس کو ملائے گا اللہ تعالیٰ اُسے ملائے گا اور جو اُسے قطع کرے گا اللہ تعالیٰ سے اُس کا رشتہ ٹوٹ جائے گا۔''

(اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ما جاء في رحمة الناس، ۳۲۳/۴، الرقم: ۱۹۲۴)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا اهل الارض يرحمكم من في السماء

رحم کرنے والوں پہ رحمٰن بھی رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پہ رحم کرو آسمان والا تم پہ رحم فرمائے گا۔

(اخرجه ابوداؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی الرحمة ۲۸۵/۴، الرقم: ۴۹۴۱)

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر ۔۔۔ خدا مہربان ہو گا عرشِ بریں پر

اے علّام الغیوب......

اے علّام الغیوب عزوجل! درگزر فرما کہ ہم تیری رحمت سے اچھا گمان رکھتے ہیں۔ یا اللہ عزوجل! میری حسرت کتنی عظیم ہے کہ میں دوسروں کو نصیحت کرتا ہوں اور خود غافل ہوں۔ یا اللہ عزوجل! مجھ پر کتنی سخت مصیبت ہے کہ میں دوسروں کو جگاتا ہوں اور خود سویا ہوا ہوں، اے میرے مالک عزوجل! میرا معاملہ کتنا عجیب ہے کہ میں دوسروں کی رہنمائی کرتا ہوں اور خود حیرت زدہ ہوں۔ یاالٰہی عزوجل! نصیحت کرنے والے اور بیکار باتوں میں پڑنے والے سے درگزر فرما۔ یاالٰہی عزوجل! اگر میرا کلام خالص تیری رضا کے لیے نہیں تو میرے اجتماع میں کوئی تو ایسا شخص ہوگا جو خالص تیری رضا کے لیے حاضر ہوا ہوگا لہٰذا اپنے وجہ کریم کے صدقے میری کوتاہی کے معاملے میں اس کی شفاعت قبول فرما اور اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! ہم سب پر اپنی خاص رحمت فرما۔

کچھ نہ تھا جب بھی تھا تو ہی موجود ۔۔۔ جب کچھ نہ ہو گا، ہو گا تیرا وجود
مالک الملک لا شریک ہے تو ۔۔۔ تو ہی خالق ہے اور تو ہی معبود
تیری ہی جستجو میں سب گم ہیں ۔۔۔ جز تیرے اور کوئی نہیں مقصود
تو ہی ہر شیء سے ہو گیا ظاہر ۔۔۔ تو ہی شاہد ہے اور خود ہی مشہود

شکر تیرا خدائے عزوجل عابد ہے تیرے در پہ سر بسجود

پروفیسر سید عابد میر قادری سلطانی برھانپوری/ بشکریہ ماہنامہ آستانہ کراچی، ماہ اکتوبر ۲۰۱۰ء

پیاسے کتے کو پانی پلانے والی بدکارہ بخشی گئی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

بینما کلب یطیف برکیة کاد یقتله العطش اذ راته بغی من بغایا بنی اسرائیل فنزعت موقها فسقته فغفر لها به .

''کتا کسی کنوئیں کے گرد گھوم رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ عنقریب پیاس سے مرجائے گا۔ اِسی اثنا میں بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کا اُدھر سے گزر ہوا۔ اُس نے اپنا موزہ اُتار کر اُس سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا۔ اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُس کی مغفرت فرما دی گئی۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: احادیث الانبیاء، باب: حدیث الغار، ۱۲۷۹/۳، الرقم: ۳۲۸۰، ومسلم فی الصحیح، کتاب: السلام، باب: فضل سقی البهائم المحترمة واطعامها، ۱۷۶۱/۴، الرقم: ۲۲۴۵)

☆ **عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: بینا رجل یمشی فاشتد علیه العطش فنزل بئرا فشرب منها ثم خرج فاذا هو بکلب یلهث یاکل الثری من العطش فقال: لقد بلغ هذا مثل الذی بلغ بی فملا خفه ثم امسکه بفیه ثم رقی فسقی الکلب فشکر الله له فغفر له۔ قالوا: یا رسول الله، وان لنا فی البهائم اجرا؟ قال: فی کل کبد رطبة اجر**

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی جا رہا تھا کہ اُسے سخت پیاس لگی۔ وہ ایک کنوئیں میں اُترا اور اُس سے پانی پیا جب باہر نکلا تو ایک کتے کو ہانپتے دیکھا جو پیاس کی وجہ سے مٹی چاٹ رہا تھا۔ اُس نے دل میں کہا: اِسے بھی اُسی طرح پیاس لگی ہوگی جیسے مجھے پیاس لگی تھی۔ اُس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور منہ میں لے کر نکلا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی یہ نیکی قبول کی اور اُسے بخش دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض گزار ہوئے۔ یا رسول اللہ! کیا جانوروں کی وجہ سے بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر جاندار پر ثواب ملتا ہے۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: المساقاة، باب: فضل سقی الماء، ۸۳۳/۲، الرقم: ۲۲۳۴، وایضا فی کتاب: المظالم والغضب، باب: الآبار علی الطرق اذا لم یتاذبها، ۸۷۰/۲، الرقم: ۲۳۳۴)

لوگوں سے درگزر کرنے والے سے اللہ نے درگزر فرمایا

عن حذیفه رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: تلقت الملائکة روح رجل ممن کان قبلکم فقالوا: اعملت من الخیر شیئا قال: لا قالوا: تذکر قال: کنت اداین الناس فامر فتیانی ان ینظروا المعسر ویتجوزوا عن الموسر ۔ قال: قال الله عزوجل: تجوزوا عنه .

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلی اُمتوں کے ایک شخص کا واقعہ ہے کہ (مرنے کے بعد) فرشتے اُس کی روح سے ملے اور پوچھا: کیا تم نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ فرشتوں نے کہا: یاد کرو، اُس نے کہا: میں لوگوں کو قرض دیتا تھا اور اپنے نوکروں سے کہتا تھا کہ مفلس کو مہلت دینا اور مالدار سے درگزر کرنا، اللہ عزوجل نے فرمایا: (اے فرشتو!) تم بھی اِس سے درگذر کرو۔'' (اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: المساقاة، باب: فضل انظار المعسر، ۳/۱۱۹۴، الرقم: ۱۵۶۰)

☆ عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: دخلت امراة النار فی هرة ربطتها فلم تطعمها ولم تدعها تاکل من خشاش الارض۔

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک عورت بلی کی وجہ سے دوزخ میں ڈالی گئی۔ اُس نے اُسے باندھ رکھا تھا لیکن نہ اُسے کھانے کو دیتی تھی اور نہ ہی چھوڑتی تھی کہ وہ کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: بدء الخلق، باب: خمس من الدواب فواسق یقتلن فی الحرم، ۳/۱۲۰۵، الرقم: ۳۱۴۰)

☆ عن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: دخلت امراة النار فی هرة ربطتها فلا هی اطعمتها ولا هی ارسلتها تاکل من خشاش الارض حتی ماتت هزلا۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک عورت بلی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوگئی، اُس نے ایک بلی کو باندھ کر رکھا، اُس کو نہ کھلایا، نہ پلایا اور نہ ہی اُس کو آزاد کیا کہ وہ حشرات الارض کو کھا لیتی حتیٰ کہ وہ بلی کمزوری کی وجہ سے مرگئی۔'' (اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب تحریم تعذیب الهرة ونحوها من الحیوان الذی لا یوذی، ۴/۲۱۱۰)

تو رؤف ورحیم وخالق ہے — تو ولی وحمید ورازق ہے
تو ودود وحفیظ وصادق ہے — ذات تیری ثنا کے لائق ہے
جھولیاں سب کی تو ہی بھرتا ہے — تو دعائیں قبول کرتا ہے
فرحت جاوداں ہے جس کا نام — جس کو کہتے ہیں انبیاء کا امام
لطف سے تیری اے خدائے انام — جس کو حاصل ہوئی بقائے دوام
تیرا محبوب تیرا محرم ہے — ذات جس کی رسول اکرم ہے
ایک ہم ہیں کہ غرقِ ذلت ہیں — قائل سحر، جبر ونخوت ہیں
گو زمانے میں ہم بکثرت ہیں — زیرِ دام نفاق ونفرت ہیں
قافلے اپنے بے حیل ہوئے — چھوڑ کر تجھ کو ہم ذلیل ہوئے

بت شکن بت پرست ہو بیٹھے
اپنی غیرت سے ہاتھ دھو بیٹھے

رونا رسوائیوں کا رو بیٹھے
بیج نفرت کے آپ بو بیٹھے

ولولے سرد ہو گئے اپنے
قافلے گرد ہو گئے اپنے

واسطہ تجھ کو تیری عظمت کا
پھیر دے رخ ہماری قسمت کا

واسطہ اس شہ نبوت کا
جو ہے سر چشمہ تیری رحمت کا

ہم زمانے میں ایک ہو جائیں
اپنے اعمال نیک ہو جائیں

(رشک ترابی)

چڑیا یا کسی بھی جانور پہ رحم کرنے والے کے لیے خوشخبری

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من رحم ولو ذبيحة عصفور رحمه الله يوم القيامة

جس شخص نے ایک چڑیا کو ذبح کرتے وقت بھی رحم کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو بخش دے گا۔

اِس حدیث کو امام طبرانی، بیہقی اور بخاری نے ''الادب المفرد'' میں روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا کہ اسے امام طبرانی نے ثقہ رجال کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(اخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ۲۳۴/۸، الرقم: ۷۹۱۵، والبيهقي في شعب الايمان، ۴۸۲/۷، الرقم: ۱۱۰۷۰، والبخاري في الادب المفرد، ۱۳۸/۱، الرقم: ۳۸۱)

☆ عن ابن عمر رضي الله عنهما لعن النبي صلى الله عليه وسلم من مثل بالحيوان .

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو جانور کے ناک کان وغیرہ کاٹے۔'' (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الذبائح والصيد، باب: مايكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ۲۱۰۰/۵، الرقم: ۵۱۹۶)

☆ عن ابن عمر رضي الله عنهما انه مر على قوم وقد نصبوا دجاجة حية يرمونها فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن من مثل بالبهائم .

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک زندہ مرغی کو زمین میں گاڑ رکھا تھا اور اُس پر نشانہ بازی کر رہے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کے مثلہ کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔'' (اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۱۳/۲، الرقم ۴۶۲۲)

☆ عن سعيد بن جبير رضي الله عنه يقول خرجت مع ابن عمر رضي الله عنهما في طريق من طرق المدينة فاذا غلمة يرمون دجاجة فقال ابن عمر: من فعل هذا؟ فتفرقوا فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن من يمثل بالحيوان .

''حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ساتھ مدینہ کی ایک راہ پر جا رہا تھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ لڑکے ایک مرغی کو باندھے اُس پر نشانہ بازی کر رہے ہیں۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ (یہ سن کر) لڑکے بھاگ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کے مثلہ کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔''

(اس حدیث کو امام دارمی، حاکم اور ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا کہ یہ حدیث امام بخاری اور مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔)

(اخرجه الدارمي في السنن، ۲/۱۱۳، الرقم: ۱۹۷۳، والحاكم في المستدرك، ۴/۲۶۱، الرقم: ۷۵۷۵، وابو نعيم في حلية الاولياء، ۴/۲۹۶، والمناوي في فيض القدير، ۶/۳۸۸)

اک ذرۂ نا چیز کیا حمد خدا کرے — کیا بحر بے کنار میں نا آشنا کرے
سب کو نوازنا تری رحمت کی ریت ہے — کوئی تمام عمر نہ چاہے وفا کرے
آنکھیں جلیں مثلِ چراغ شب فراق — سجدے تیرے حضور یہ دل جا بجا کرے
طاعت، ادب، رضا وعطا میں ہیں دونوں ایک — کافر ہے جو حبیب ومحبّ کو جدا کرے
میں ہر گھڑی گناہ میں گھرتا چلا گیا — رحمت تری معاف میری ہر خطا کرے
جاں سے قریب ہے مگر ادراک سے وریٰ — یاں شہ سوار عقل کرے گر تو کیا کرے
ہم کیا ہمارے لفظ کیا اپنی بساط کیا — ہوتا ہے کون نورؔ حواس کی ثنا کرے

(نور احمد نور)

جانوروں کو ستانے والا

عن هشام بن زيد قال: دخلت مع انس رضي الله عنه على الحكم بن ايوب فراى غلمانا او فتيانا نصبوا دجاجة يرمونها فقال انس رضي الله عنه: نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان تصبر البهائم.

''حضرت ہشام بن زید کا بیان ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حکم بن ایوب کی خدمت میں حاضر ہوا پس اُنہوں نے چند لڑکوں یا نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اُس پر تیر چلا رہے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔'' (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الذبائح والصيد، باب: ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ۵/۲۱۰۰، الرقم: ۵۱۹۴)

☆ عن ابن عمر رضي الله عنهما انه دخل على يحيى بن سعيد وغلام من بني يحيى رابط دجاجة يرميها فمشى اليها ابن عمر حتى حلها ثم اقبل بها وبالغلام معه فقال: ازجروا غلامكم

عن ان یصبر ھذا الطیر للقتل فانی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان تصبر بھیمۃ اوغیرھا للقتل ۔

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت یحیٰی بن سعید کے پاس گئے تو حضرت یحیٰی کی اولاد میں سے ایک لڑکے کو دیکھا کہ مرغی کو باندھ کر اُسے پتھر مار رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس کے پاس جا کر اُسے آزاد کیا۔ پھر مرغی اور اُس لڑکے کو ساتھ لے کر حضرت یحیٰی بن سعید کے پاس گئے اور فرمایا: اپنے لڑکے کو تنبیہ کریں کہ پرندے کو اس طرح بے بس نہ کیا کرے کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے مویشی وغیرہ کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔'' (اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب: الذبائح والصید، باب: مایکرہ من المثلۃ والمصبورۃ والمجثمۃ، ۵/۲۱۰۰، الرقم: ۵۱۹۵)

نالہ کرتے ہیں آہ کرتے ہیں ۔۔۔ یہ بھی کوئی گناہ کرتے ہیں
پاؤں زخمی ہوئے تو ہونے دو ۔۔۔ سر کو ہم وقفِ راہ کرتے ہیں
آپ کے ہجر میں اسیر الم ۔۔۔ گریہ اے بادشاہ کرتے ہیں
دور دُوری کا دور ہو جائے ۔۔۔ یہ دعا صبح گاہ کرتے ہیں
دل لگانا کسی سے لا حاصل ۔۔۔ وہ کسی سے نباہ کرتے ہیں
گرچہ عاصی ہیں تیری رحمت کے ۔۔۔ ہم امید اے الٰہ کرتے ہیں
ناامیدی ہے کام کافر کا ۔۔۔ یاس وہ رو سیاہ کرتے ہیں
آپ کے غم میں جان دی ہم نے ۔۔۔ آپ کو ہم گواہ کرتے ہیں
ان کے حسنِ جمیل کی توصیف ۔۔۔ انجم ومہر وماہ کرتے ہیں
حالِ دل ان سے کیا کہے کوئی ۔۔۔ سن کے وہ واہ واہ کرتے ہیں
حسنِ ناپائیدار پہ یہ غرور ۔۔۔ بت ستم بے پناہ کرتے ہیں
حسن فانی بھی حسن ہے کوئی ۔۔۔ عمر کو کیوں تباہ کرتے ہیں
حسن باطل پہ ناز اور غمزہ ۔۔۔ کیوں یہ نامہ سیاہ کرتے ہیں
آنکھ رکھتے ہیں جو نعیم الدین ۔۔۔ دل سے عشقِ الٰہ کرتے ہیں

(مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی)

ایسے شخص پہ خدا کی لعنت ہے

☆ عن سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ قال: کنت عند ابن عمر رضی اللہ عنہما فمروا بفتیۃ او بنفر نصبوا دجاجۃ یرمونھا فلما راوا ابن عمر رضی اللہ عنہما تفرقوا عنھا وقال ابن عمر: من

فعل هذا ان النبي صلى الله عليه وسلم لعن من فعل هذا ۔

''حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا کہ آپ کا گزر چند لڑکوں یا آدمیوں کے پاس سے ہوا جو ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ بازی کر رہے تھے۔ جب اُنہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا: یہ کام کس نے کیا ہے؟ بیشک حضور نبی اکرم ﷺ نے اُس پر لعنت فرمائی ہے جو ایسا کام کرے۔'' (اخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب: الذبائح والصيد، باب: مايكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ۵/۲۱۰۰، الرقم: ۵۱۹۶)

☆ عن سعيد بن جبير رضي الله عنه قال مرا بن عمر رضي الله عنهما بفتيان من قريش قد نصبوا طيرا وهم يرمونه وقد جعلوا لصاحب الطير كل خاطئة من نبلهم فلما راوا ابن عمر رضي الله عنهما تفرقوا، فقال ابن عمر: من فعل هذا لعن الله من فعل هذا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن من اتخذ شيئا فيه الروح غرضا ۔

''حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قریش کے چند جوانوں پر گزر ہوا جو ایک پرندے کو باندھ کر اُس پر تیراندازی کی مشق کر رہے تھے اور اُنہوں نے پرندے والے سے یہ طے کر لیا تھا کہ جس کا تیر نشانہ پر نہیں لگے گا وہ اُس کو کچھ دے گا، جب اُنہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو اِدھر اُدھر ہو گئے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو شخص اِس طرح کرے اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، جو شخص کسی جاندار کو ہدف بنائے بلاشبہ اُس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے۔'' (اخرجه مسلم فی الصحيح، كتاب: الصيد، والذبائح وما يوكل من الحيوان، باب: النهي عن صبر البهائم، ۳/۱۵۵۰، الرقم: ۱۹۵۸)

تیری قید سے جب رہا ہو گئے ہم — اسیر کمند ہوا ہو گئے ہم
جفاؤں نے پیکر وفا کا بنایا — وفاؤں سے اہل رضا ہو گئے ہم
وہ معراج پائی کہ خود ہی نہ سمجھے — تیرے عشق میں کیا سے کیا ہو گئے ہم
مرض تیری الفت کا لے کر جگر میں — زمانے کے حق میں شفا ہو گئے ہم
لُٹایا جو جاناں پہ نقدِ بقا کو — تو سلطانِ ملک بقا ہو گئے ہم
تیرے عشق کی مشکلیں سہتے سہتے — زمانے کے مشکل کشا ہو گئے ہم
نہیں شائبہ شرک کا اس میں بالکل — کہ الا ہوئے جب کہ لا ہو گئے ہم

(حضرت خاکی محدث امروہوی)

راستے سے ٹہنی ہٹانے والا بخشا گیا

☆ عن ابى هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال نزع رجل لم يعمل

خیر اقط غصن شوک عن الطریق اما کان فی شجرۃ فقطعہ والقاہ واما کان موضوعا فاماطہ فشکر اللہ لہ بھا فادخلہ الجنۃ ۔

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے قطعاً کوئی نیکی نہیں کی تھی سوائے ایک کانٹے دار ٹہنی کو راستے سے ہٹانے کے۔ شاید اُسے کسی نے درخت سے کاٹ کر پھینک دیا تھا یا کسی اور وجہ سے گری پڑی تھی۔ اُس کا اُسے (لوگوں کی) تکلیف کے باعث راہ سے ہٹانا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اُس کی وجہ سے اُسے جنت میں داخل فرما دیا۔‘‘ (اخرجہ ابو داؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی اماطۃ الاذی عن الطریق، ۳۶۲/۴، الرقم: ۵۲۴۵، واحمد بن حنبل فی المسند، ۲۸۶/۲)

مالک کون ومکاں پروردگار — رب عالم خالق لیل ونہار
قادر وقیوم رب ذوالجلال — بے عدیل وبے نظیر وبے مثال
چشم ظاہر سے پنہاں رہتا ہے تو — دل کے اندر بے گماں رہتا ہے تو
تو نے ہی کون ومکاں پیدا کیے — یہ زمین وآسماں پیدا کیے
تو نے ہی پیدا کیے ہیں مہر وماہ — ہیں ستارے تیری قدرت کے گواہ
بزم موجودات کا خالق ہے تو — جملہ محسوسات کا خالق ہے تو
پاک تیری ذات ہے ہر عیب سے — رزق تو دیتا ہے سب کو غیب سے
لاج رکھ اسلام کی اے ذوالجلال — دے مسلمانوں کو پہلا سا کمال
دے مسلمانوں کو ہر جاہ ووقار — خاتمہ بالخیر کر پروردگار

(مولانا ضیاء القادری)

جانوروں کے ساتھ زیادتی بھی برداشت نہیں

عن عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن النھبۃ والمثلۃ ۔

’’حضرت عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لوٹ مار کرنے اور ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹنے سے منع فرمایا۔‘‘ (اخرجہ البخاری فی الصحیح، کتاب: الذبائح والصید، باب: ما یکرہ من المثلۃ والمصبورۃ والمجثمۃ، ۲۱۰۰/۵، الرقم: ۵۱۹۷)

☆ عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فانطلق لحاجتہ فراینا حمرۃ معھا فرخان فاخذنا فرخیھا فجاء ت الحمرۃ فجعلت تفرش فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: من فجع ھذہ بولدھا ردوا ولدھا الیھا ورای قریۃ نمل قد حرقناھا فقال: من حرق ھذہ؟ قلنا: نحن قال: انہ لا ینبغی ان یعذب بالنار الا رب النار ۔

''حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اُس کے بچے پکڑ لیے تو چڑیا پر بچھانے لگی۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کس نے اِسے اِس کے بچوں کی وجہ سے تڑپایا ہے؟ اِس کے بچے اِسے لوٹا دو۔ آپ ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک بل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِسے کس نے جلایا ہے؟ ہم عرض گزار ہوئے: (یا رسول اللہ!) ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کے ساتھ عذاب دینا، آگ (کو پیدا کرنے والے اس) کے رب کے سوا کسی کے لیے مناسب نہیں ہے۔''

(اخرجه ابو داؤد في السنن، كتاب: الجهاد، باب: في كراهية حرق العدو بالنار، ۳/۵۵، الرقم: ۲۶۷۵، وايضا في كتاب: الادب، باب: في قتل الذر، ۴/۳۶۷، الرقم: ۵۲۶۸)

تو ہی تو سب کا ہے معبود یا رب بہر سو ہے تو ہی موجود یا رب
ہر اک سے ہے تیرا حسن ظاہر تو ہی شاہد تو ہی مشہود یا رب
کرم تیرا سمک سے تا سما ہے تری رحمت نہیں محدود یا رب
تری ہی آرزو میں جی رہا ہوں تو ہی تو ہے میرا مقصود یا رب
حطیم و ملتزم اور حجرِ اسود ''ہیں'' پھر پیش نظر موجود یا رب
مسلمانوں پہ اعداء کے مظالم تو ہی کر سکتا ہی مسدود یا رب
جبین عابد ہے تیرے ہی در پر یہ ساجد اور تو مسجود یا رب

(پروفیسر سید عابد میر قادری سلطانی برہانپوری)

بچوں کو ان کی ماں کے پاس پہنچا دو

عن عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر ومررنا بشجرة فيها فرخا حمرة، فاخذناهما . قال: فجاءت الحمرة الى النبي صلى الله عليه وسلم وهي تصيح، فقال: من فجع هذه بفرخيها؟ قال: قلنا: نحن . قال ردوهما .

''حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے، ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے جس میں چنڈول (ایک خوش آواز چڑیا) کے دو بچے تھے، ہم نے وہ بچے اُٹھا لیے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ چنڈول حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں شکایت کرتے ہوئے حاضر ہوئی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: کس نے اِس چنڈول کو اِس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف دی ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کیا: ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بچے اِسے لوٹا دو۔''

(اس حدیث کو امام حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔)

(اخرجه الحاكم في المستدرك على الصحيحين، ۴/۲۶۷، الرقم: ۷۵۹۹، والبيهقي في دلائل النبوة، ۱/۳۲۱)

☆ عن عبد الله رضي الله عنه انه قال نزل النبي صلى الله عليه وسلم منزله فانطلق لحاجته فجاء وقد اوقد رجل على قرية نمل اما في الارض واما في شجرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ايكم فعل هذا؟ فقال رجل من القوم: انا يا رسول الله ۔ قال: اطفها اطفها ۔

''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، پس آپ ﷺ اپنی کسی حاجت کے لیے تشریف لے گئے، دیکھا کہ کسی شخص نے زمین پر یا ایک درخت پر چیونٹیوں کے بل میں آگ لگا رکھی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کس نے یہ کیا ہے؟ لوگوں میں سے ایک آدمی بولا: یا رسول اللہ! میں نے، آپ ﷺ نے فرمایا: اِسے بجھاؤ، اِسے بجھاؤ۔''

(اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا کہ اِسے امام احمد نے صحیح رجال کے ساتھ روایت کیا ہے۔)

(اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۱/۳۹۶، الرقم: ۳۷۶۳)

خدا کی رحمت کی انتہا ہی نہیں

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں: ''بروزِ قیامت جب عدن کے سمندر کی گہرائی سے آگ نکلے گی تو تمام لوگ میدانِ محشر کی طرف ہانکے جائیں گے۔ میدان قیامت کی ہولناکیوں سے لوگ متحیر، پیاسے، مدہوش اور کانپتے ہوں گے کہ اسی دوران اللہ عزوجل تجلی فرمائے گا تو اس کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی اور مخلوق ایک دوسرے کو دیکھ لے گی اور ماں اپنے بیٹے کو دیکھے گی جس سے دنیا میں وہ بہت محبت کرتی تھی۔ وہ اسے پہچان کر کہے گی: ''اے میرے بیٹے! کیا میرا پیٹ تیری پناہ گاہ نہ تھا؟ کیا میری گود تیرے لیے نرم بستر نہ تھی؟ کیا میرا دودھ تیرے لیے سیرابی کا باعث نہ تھا؟'' تو بیٹا پوچھے گا: ''اے میری ماں! تو کیا چاہتی ہے؟'' وہ کہے گی: ''میرے گناہ مجھ پر بھاری ہو گئے ہیں تو ان میں سے صرف ایک گناہ اٹھا لے۔'' تو وہ کہے گا: ''یہ بات ناممکن ہے! آج ہر جان اپنے عملوں میں گروی (رہن) ہے۔ اے میری ماں! اگر میں تیرا بوجھ اٹھا لوں تو میرا بوجھ کون اٹھائے گا؟'' اسی دوران اللہ عزوجل کی جانب سے ایک منادی اعلان کرے گا: ''اے فلاں بن فلاں! آؤ، اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہو جاؤ۔'' یہ اعلان سنتے ہی اس شخص کا رنگ متغیر ہو جائے گا اور اللہ عزوجل سے حیاء کے سبب اس کے اعضاء بے چین ہو جائیں گے۔ جب ماں اپنے بیٹے کی گھبراہٹ ملاحظہ کرے گی تو پوچھے گی: ''اے میرے بیٹے! کیا ہوا؟'' وہ جواب میں کہے گا: ''اے میری ماں! مجھے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لیے بلایا گیا ہے، اب میں اس سے بھاگ کر کہاں چھپوں یا میرا چھٹکارا کیسے ہو؟'' اسی دوران دو فرشتے اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے پکڑ کر گھسیٹنا شروع کر دیں گے۔ جب اس کی ماں دیکھے گی تو اُسے سینے کی طرف کھینچے گی اور اپنے بالوں سے چھپائے گی اور اپنی پوری طاقت سے فرشتوں کو اس سے دور کرنے کی کوشش کرے گی لیکن دور نہ کر سکے گی۔ جب دیکھے گی کہ وہ ان سے اپنا بیٹا نہیں لے سکتی تو روتے ہوئے فرشتوں سے کہے گی: ''اس ذات کی قسم جس نے مجھے میری قبر سے اٹھایا ہے! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تم دونوں کو اپنا بیٹا نہ لے جانے دیتی۔'' پھر وہ اسے روتے ہوئے الوداع کرے گی اور کہے گی: ''اے میرے بیٹے! میں تجھے

اس ذات کی قسم دیتی ہوں جس نے اپنی بارگاہ میں پیشی اور حساب و کتاب کے لیے تجھے بلایا! اگر تجھے نجات ملے تو مجھے مت بھولنا۔ میں بہت دیر سے کھڑی ہوں، بہت حسرت زدہ ہوں اور میری تکلیف اور پیاس بہت شدت اختیار کر گئی ہے۔''

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''پھر دو فرشتے اس کے بیٹے کو ''سدرۃ المنتہیٰ'' پر مقرر فرشتے کے سپرد کر دیں گے۔'' وہ پوچھے گا: ''تمہارا تعلق کس اُمت سے ہے؟'' تو لڑکا جواب میں کہے گا: ''میں حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ کا اُمتی ہوں۔'' فرشتہ کہے گا: ''خوشخبری ہے تیرے لیے اور امتِ محمد یہ علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام کے لیے۔'' پھر وہ فرشتہ اسے نور میں داخل کر دے گا۔ کوئی اندازے سے نہیں جان سکتا کہ وہ کہاں جائے گا، دائیں یا بائیں، آگے یا پیچھے۔ (واللہ اعلم بالصواب) اچانک اسے اللہ عزوجل کی طرف سے ایک آواز سنائی دے گی: ''ٹھہر جا! میں تیرا رب ہوں، اپنے اعضاء کو پُرسکون رہنے دے اور اپنے دل کو اطمینان دے۔ میرے عزت وجلال کی قسم! تجھے تیری ماں اپنی طرف کھینچ رہی تھی اور اپنے سینے سے چمٹا رہی تھی تو میں تجھ پر اسے بھی بڑھ کر شفیق ہوں۔'' پھر ارشاد ہوگا: ''اے میرے بندے! اپنا نامۂ اعمال پڑھ۔'' تو وہ اسے پڑھے گا لیکن جب کوئی گناہ پائے گا تو آواز آہستہ کر لے گا اور جب کوئی نیکی پائے گا تو آواز بلند کر لے گا۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ''اے میرے بندے! اپنی نیکی کو بلند آواز سے اور برائی کو پست آواز سے کیوں پڑھتا ہے؟'' تو وہ روتے ہوئے عرض کرے گا: ''یا اللہ عزوجل! مجھے معلوم ہے کہ تو اچھائی کو ظاہر کرتا ہے اور برائی کی پردہ پوشی فرماتا ہے۔''

پھر اللہ عزوجل فرمائے گا: ''اے میرے بندے! میں نے تیرے گناہوں اور عیبوں کو مخلوق سے کیسے پوشیدہ رکھا جبکہ تو نے ان کے ذریعے میرا مقابلہ کیا۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ میں تجھ سے باخبر تھا اور تجھے دیکھ رہا تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! مجھ میں تیری ڈانٹ ڈپٹ سننے کی طاقت نہیں تو مجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دے۔'' اللہ عزوجل فرمائے گا: ''اگر میں تجھے جہنم میں جانے کا حکم دے دوں تو میرا جود و کرم اور عفو و درگزر کس کے لیے ہوگا؟ (پھر اللہ عزوجل فرمائے گا) اے فرشتو! میرے بندے کو میرے فضل و رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔'' وہ پھر عرض کرے گا: ''اے میری معبود و مالک عزوجل! میری والدہ دنیا میں مجھے بہت چاہتی تھی اور مجھ پر بہت شفقت کرتی تھی اور آج اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے مدد مانگی اور چاہا کہ میں اس کی مدد کروں۔ اے میرے مولیٰ عزوجل! اگر تو نے مجھے معاف کر دیا ہے تو میرا ٹھکانا میری بجائے میری والدہ کو بخش دے، اب وہ جس عذاب میں ہے اس سے برداشت نہیں ہو رہا۔'' تو اللہ عزوجل! ارشاد فرمائے گا: ''میرے عزت وجلال کی قسم میں تم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کرتا بلکہ میں تم پر رحم کر چکا ہوں (پھر فرمائے گا) اے فرشتو! ان دونوں کو میری جنت میں لے جاؤ اور میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں''۔ (الروض الفائق)

اے خدا! اے مہربان مولائے من — اے انیس خلوے شبہائے من
اے کریم و کار ساز و بے نیاز — دائم الاحسان شہہ بندہ نواز
اے کہ نا مت راحت جاں ودلم — اے کہ فضل تو کفیل مشکلم
ماخطا آ ریم تو بخشش کنی — نعرۂ انی غفور می زنی

حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کا واقعہ

☆ عن سليمان بن بريدة رضي الله عنه عن ابيه، قال : جاء ماعز بن مالك الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله، طهرني ـ فقال: ويحك ارجع فاستغفر الله وتب اليه، قال: فرجع غير بعيد ثم جاء فقال: يا رسول الله، طهرني ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ويحك ارجع فاستغفر الله وتب اليه، قال: فرجع غير بعيد ثم جاء فقال: يا رسول الله: طهرني فقال النبي صلى الله عليه وسلم مثل ذلك حتى اذا كانت الرابعة قال له رسول الله: فيم اطهرك فقال: من الزنى فسال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ابه جنون فاخبر انه ليس بمجنون ـ فقال: اشرب خمرا فقام رجل فاستنكهه فلم يجد منه ريح خمر ـ قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ازنيت؟ فقال: نعم فامر به فرجم فكان الناس فيه فرقتين قائل يقول: لقد هلك لقد احاطت به خطيئته وقائل يقول: ما توبة افضل من توبة ماعز انه جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فوضع يده في يده ثم قال: اقتلني بالحجارة ـ قال: فلبثوا بذلك يومين اوثلاثة ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم جلوس فسلم ثم جلس فقال: استغفروا لماعز بن مالك ـ قال: فقالوا: غفر الله لماعز بن مالك ـ قال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لقد تاب توبة لو قسمت بين امة لو سعتهم ـ قال: ثم جاء ته امراة من غامد من الازد فقالت: يا رسول الله طهرني فقال: ويحك ارجعي فاستغفري الله وتوبي اليه ـ فقالت: اراك تريد ان ترددني كما رددت ماعز بن مالك ـ قال: وماذاك؟ قالت: انها حبلي من الزنى ـ فقال: انت؟ قالت: نعم فقال لها: حتى تضعي ما في بطنك ـ قال: فكفلها رجل من الانصار حتى وضعت قال: فاتي النبي صلى الله عليه وسلم فقال: قد وضعت الغامدية ـ فقال: اذا لا نرجمها وندع ولدها صغيرا ليس له من يرضعه فقام رجل من الانصار فقال الى رضاعه يا نبي الله ـ قال فرجمها ـ

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کرعرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے ،آپ ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو، جاؤ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، اور توبہ کرو، انہوں نے پھر تھوڑی دیر بعد واپس آ کرعرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے ،حضور نبی اکرم ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا: حتیٰ کہ چوتھی باران کے کہنے پرآپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کیا: زنا سے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق پوچھا: کیاان کا دماغ خراب ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں وہ پاگل نہیں ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہوکران کا منہ سونگھا تو شراب کی بد بومحسوس نہیں کی ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیاتم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، پھرآپ ﷺ نے ان

کو رجم کرنے کا حکم دیا، بعد میں حضرت ماعز کے متعلق لوگوں کی دو رائیں ہوگئیں، بعض کہتے تھے کہ حضرت ماعز ہلاک ہوگئے اور اس گناہ نے انہیں گھیر لیا اور بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ حضرت ماعز کی توبہ سے کسی کی توبہ افضل نہیں ہے کیونکہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا: مجھے پتھروں سے مار ڈالیے، حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ دو، تین دن صحابہ میں یہی اختلاف رہا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور درآں حالیکہ وہ بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ سلام کرنے کے بعد بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے استغفار کرو، صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ ماعز بن مالک کی مغفرت کرے، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ماعز نے ایسی توبہ کی ہے اگر اس کو تمام امت پر تقسیم کر دیا جائے تو اسے کافی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ کے پاس قبیلہ غامد سے جو ازد کی شاخ ہے ایک عورت آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے پاک کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو، جاؤ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور توبہ کرو، وہ کہنے لگی میرا خیال ہے کہ آپ مجھے بھی اسی طرح واپس کر رہے ہیں جس طرح آپ نے ماعز بن مالک کو واپس کر دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: وہ زنا سے حاملہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم خود؟ اس نے عرض کیا: جی! آپ ﷺ نے فرمایا: تم وضع حمل تک رک جاؤ۔ حضرت بریدہ کہتے ہیں پھر ایک انصاری شخص نے اس کی خبر گیری اپنے ذمہ لے لی حتیٰ کہ اس کا وضع حمل ہوگیا، حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ پھر وہ (انصاری) حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ غامدیہ کا وضع حمل ہوگیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہم اس حال میں اس کو رجم نہیں کریں گے کہ اس کا بچہ چھوٹا ہو اور اسے دودھ پلانے والا کوئی نہ ہو، پھر ایک انصاری نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اسے دودھ پلوانا میرے ذمہ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اس عورت کو رجم کر دیا۔‘‘

(اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الحدود، باب: من اعترف على نفسه بالزنى، ۳/۱۳۲۱، الرقم: ۱۶۹۵)

لایا گر گلشن میں خارستان سے — دور مت کیجو اب اس بستان سے
گر چہ میں نالائق در بار ہوں — پر اسی گلشن سے ہوں گو خار ہوں
ہوں پڑا گرچہ برا ہوں یا بھلا — چھوڑ اس در کو کہاں جاؤں بھلا
منہ میر اس در کے گر قابل نہیں — پر کروں کیا دوسرا بھی در نہیں
گر بھگایا تو نے اے شاہ جہاں — پھر بتا میرا ٹھکانہ ہے کہاں
اس سے زیادہ اب تمنا کچھ نہیں — آستاں تیرا ہو اور میری جبیں
یوں ہوس ہے اب تو اے پروردگار — یہ تیرا کوچہ ہو اور میرا غبار
کچھ نہ دو عالم سے خواہش ہے مجھے — جو تری خواہش ہے خواہش ہے مجھے

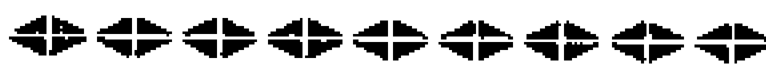
(حاجی امداد اللہ)

بے مثال توبہ کا واقعہ

☆ عن عمران بن حصين رضي الله عنه ان امراة من جهينة اتت نبي الله صلى الله عليه وسلم وهي حبلى من الزنى فقالت: يا نبي الله، اصبت حدا فاقمه علي فدعا نبي الله صلى الله عليه وسلم وليها فقال: احسن اليها فاذا وضعت فاتني بها ففعل فامر بها نبي الله صلى الله عليه وسلم فشكت عليها ثيابها ثم امر بها فرجمت ثم صلى عليها فقال له عمر: تصلي عليها يا نبي الله وقد زنت فقال: لقد تابت توبة لو قسمت بين سبعين من اهل المدينة لو سعتهم وهل وجدت توبة افضل من ان جادت بنفسها لله تعالىٰ.

''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی درآں حالیکہ وہ زنا سے حاملہ تھی، اس نے عرض کیا: یا نبی اللہ! میں نے لائق حد جرم کیا ہے، آپ مجھ پر حد قائم کیجئے، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا: اس کی اچھی طرح نگہداشت کرنا اور جب اس کا وضع حمل ہو جائے تو اسے میرے پاس لے کر آنا، اس نے ایسا ہی کیا، پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کپڑے کس کر باندھنے کا حکم دیا (تاکہ اس کی بے پردگی نہ ہو) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اسے رجم کر دیا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں حالانکہ یہ زانیہ ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کیا جائے تو انہیں کافی ہو گی اور کیا تم نے اس سے افضل کوئی توبہ دیکھی ہے کہ اس (توبہ کرنے والے) نے اللہ کے لیے اپنی جان دے دی ہو!''

(اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الحدود، باب: من اعترف على نفسه بالزنى، ۳/۱۳۲۴، الرقم: ۱۶۹۶، والدارمي في السنن، ۲/۲۳۵، الرقم: ۲۳۲۵)



تیسرا باب

شانِ خدا جل وعلا بادعیہ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء)

حمد لکھنے کا سلیقہ مجھے مولیٰ دے دے   میرے اللہ مجھے اپنی تمنا دے دے
میں زر و مال کا طالب نہیں اے رب کریم   دائمی حاضری گنبد خضریٰ دے دے

تمام تعریفیں اس اللہ عزوجل کے لیے جس نے اپنے بندوں میں سے ان کو چُنا جو عبادت کے قابل تھے اور ان کو خدمت گار بنایا، ان کے کئی گروہ بنائے، انہیں اپنی خاص نظرِ عنایت سے نوازا، ان سے پختہ عہد لیا، ان کو صاف کیا اور انہیں چن لیا، ان کو بلا کر قریب کیا اور ان کو وصل اور لقاء کے ساتھ زندگی بخشی، ان کو نفس کی پستی سے بارگاہ اُنسیت میں بلند کیا، تسبیح وتقدیس کے جام میں شراب طہور (پاکیزہ شراب) سے انہیں سیراب کیا تو ان میں سے ہر ایک اُس شراب کے سرور میں خوش اور اس کا خطاب سننے میں مد ہوش ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے حلقہ احباب میں بلند رتبہ ہوا اور اس نے اپنے پیاروں کے لیے سحری کے وقت تجلی فرمائی پس محب نے زندگی کا مزا اٹھایا اور دیدار کرنے میں کامیاب ہوگیا جبکہ ان میں سے وجد کا زخمی کیا ہوا کانپ کر زمین پر تشریف لے آیا، اللہ عزوجل نے ان کے ظاہری وجود کو فنا کیا اور ہمیشہ کی بقا سے نوازا، اور انہوں نے آخری سانس کو بھی اس کے نام پر قربان کردیا، اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کو اپنی محبت کے راز عطا کئے تو انہوں نے اس کی غیرت سے خوف کھاتے ہوئے اپنے اوپر غیر کے دروازے بند کردیئے، پس اس کی مشک دلوں کے مشام کی طرف سے مہکی تو دلوں نے اپنے محبوب کی طرف سے اس مشک کو سونگھ لیا، اور ایک خفی راز اور اس کی پاکیزہ مہک حضرت سیدنا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے راز کی طرف سے گزر گئی تو وہ اس کے آثار پر سیدھے چلتے گئے اور حضرت سیدنا شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو وہ محبت کی دلہنوں کی طرح آراستہ ہوکر رات گزارنے لگے، حضرت سیدنا ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو انہوں نے مزید کی صدا لگائی اور ان کی حرارت بڑھ گئی اور حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو وہ محبتِ الٰہی کی قید میں مزید پختہ ہوگئے اور حضرت سیدنا فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو پوری رات ڈاکہ زنی کے بعد توفیق کے گھوڑوں پر سوار ہوگئے اور انہوں نے اپنی تمام تر کوشش عبادتِ الٰہی میں لگادی، اور حضرت سیدنا خواص رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو وہ اخلاص کے سمندروں میں غوطہ زن ہوکر خالص جواہر چننے لگے، حضرت سیدنا سمنون رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے گزری تو ان پر محبت اور وجد کے طریقے ظاہر ہوگئے اور وہ پہاڑ میں دیوانوں کی طرح پھرنے لگے اور محبت الٰہی عزوجل میں آوازیں لگانے اور سسکیاں لے کر مسلسل آنسو بہانے لگے۔ (شاعر اللہ عزوجل کے سچے محبین کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔)

اطعمتمونی فی الوصال وفی اللقا   وھجرتمونی فالتھبت تحرقا

يـا مـالـكـي رقـي وغـاية مطلبي — رفـقـا فـقـد ذاب الـفـواد تشـوقـا
حـاشـاكـمـو ان تـطـردوني سـادتي — و بـحـبـكـم قـلـبـي غـدا متـعـلـقـا
يـا سـادتـي لـم يهن لـي من بـعـدكم — عيـش ولا عـايـنـت شيـئـا مـونـقـا
ان مـت مـن وجـدي وفـرط صبـابتي — شـوقـا الـى رؤيـاكـم لـكـم البـقـا
يـا نـفـس قـد زال الـعـنـافتمتعي — بـوصـال مـن تـهـوى فقـد زال الشـقـا
وجـلا الـحـبـيـب جـمـالـه فلا جـل ذا — اصبـحـت مـن وجـدي بـه متـمـزقـا
هـاكـم فـؤادي فتشـوه فـان تـروا — فيـه لـغـير كـمـو هـوىٰ وتشـوقـا
فـتـحـكـمـوا فيـه بـمـا يـرضيـكـمـو — يـا مـنيـتـي ان خـان يـومـا مـوثـقـا
و اذا فـنـيـت بـحـبـكـم فـيـحـق لـي — ان الـفـنـاء بـحـبـكـم عيـن البـقـا

ترجمہ:(۱)......تم نے مجھے وصال اور ملاقات کا شرف بخشا پھر مجھے چھوڑ دیا تو میں محبت کی آگ میں جلنے لگا۔
(۲)......اے میرے مالکو اور میرے مقصد کی انتہا! مہربانی فرماؤ کیونکہ میرا دل شوقِ دیدار سے پگھل رہا ہے۔
(۳)......اے میرے سردارو! میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ تم مجھے دُھتکار دو کیونکہ میرے دل کو تم سے محبت ہو چکی ہے۔
(۴)......اے میرے سردارو! تمہارے بعد میرے لیے کوئی مزا نہیں اور نہ ہی مجھے کوئی چیز دلکش لگی۔
(۵)......اگر میں تیرے دیدار کی شدید محبت اور اپنے وجد سے مرجاؤں تو یہ تیرے لیے بقا ہے۔
(۶)......اے نفس! اب مشقت اور شقاوت زائل ہو چکی ہے اس لیے تو اپنے محبوب کے وصال سے لطف اٹھالے۔
(۷)......حبیب نے اپنا جمال ظاہر کیا تو اس جمال کو دیکھ کر میں اس کی محبت کی وجہ سے تار تار ہو گیا۔
(۸)......(اے محبوبو!) یہ میرا دل حاضر ہے، اگر اس میں اپنے غیر کی محبت پاؤ تو جلا ڈالو۔
(۹)......اور اگر اس میں کسی اور کی محبت پاؤ تو اپنی مرضی کے مطابق جو چاہو سزا دو۔ ہائے کاش! میں مرجاؤں اگر میرا دل کسی دن (محبت کے) پختہ وعدے میں خیانت کرے۔
(۱۰)......اگر میں تمہاری محبت میں فنا ہو جاؤں تو میں اس کا سزاوار ہوں کیونکہ تمہاری محبت میں فنا ہونا حقیقت میں بقا ہے۔

مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی ایک منظوم دعاء

لبيك لبيك انـت مـولاه — فـارحـم عبيـدا اليك مـلـجـاه
حاضر ہوں حاضر ہوں تو ہی مرا مولا ہے — اپنے ناچیز بندہ پر رحم فرما تو ہی اس کی جائے پناہ ہے
يـا ذا الـمـعـالي عـليك معتمدي — طـوبـى لـمـن كـنـت انـت مـولاه
اے صاحب بزرگی وبلندی تجھی پر میرا بھروسا ہے — اس کو خوشخبری جس کا تو مالک ہو
طـوبـى لـمـن كـان نـادمـا ارقـا — يشـكـو الـى ذي الـجـلال بـلـواه

اس شخص کو خوشخبری ہو جو شرمندہ اور بیدار ہو

مـــابـــه عـــلة ولا ســـقـــم

اس کو کوئی شکایت کوئی بیماری

اذا خـــلا فـــي الـــظـــلام مبتهـــلا

جب وہ رات کی تاریک میں تنہا گڑگڑاتا ہے

ســالـــت عبدی وانـــت فـــی کتفـــی

میرے بندے تو نے مجھ سے سوال کیا اور تو میری پناہ میں ہے

صـــوتك تشتـــاقــــه مـلـئـكـتــــی

تیری آواز کے میرے فرشتے مشتاق ہیں

فـــی جـنة الـخـلـد مـــا تـمـنـــاه

بہشت دائمی میں اس کی تمام آرزوئیں پوری ہوں گی

ســلـــنـــی بـلا حشـمة ولا رهـــب

مجھ سے بلا شرم اور خوف کے مانگ

قـريـح الـقـلـب من وجـع الـذنـوب

گناہوں کے درد کی وجہ سے زخمی دل

اضـــر بـجـســمـــه سهـــر الـلـيـالـــی

راتوں کی بیداری نے اس کے جسم کو اس قدر نقصان پہنچایا ہے

و غيـــر لـــونـــه خـــوف شـــديـــد

خوف شدید نے اس کے رنگ کو متغیر کر دیا ہے

يـنـــادی بـــالـتـضـرع يـــا الهـــی

وہ تضرع کے ساتھ پکارتا ہے کہ یا خدایا

فـــزعـــت الـــی الـخـلائـق مستـغيـثـا

میں نے مخلوقات کی طرف فریاد کر کے گھبرا کر پناہ لی

و انـــت تـجـيـــب من يـدعـوك ربـــی

تجھ کو جو بھی پکارے تو جواب دیتا ہے اے میرے رب

و دآنـــی بـــاطـــن ولـديـك طـــب

اپنی مصیبت کی خدا صاحب جلال کی درگاہ میں شکایت پیش کرے

اكـثـــر مـــن حـبـــه لـــمـــولاه

اپنے مالک کی محبت سے زیادہ نہیں ہے

اجـــابـــه الله ثـــم لـبـــاه

تو خدا پاک اس کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اسے لبیک کہتا ہے

و کـل مـــا قـلـــت قـد سـمـعـنـاه

اور جو کچھ تو نے کہا میں نے سنا

فـــذنبك الان قـــد غـــفـــرنـــاه

پس اس وقت میں نے تیرے گناہ کو بخش دیا

طـــوبـــاه طـــوبـــاه ثـم طـــوبـــاه

اس کے لیے خوشخبری پر خوشخبری ہے

ولا تـــخـف انـــنـــی انـــا الله

اور مجھ سے نہ ڈر کہ میں تیرا معبود ہوں

نـحـيـل الـجـسـم يشهق بـالـنـحـيـب

اور لاغر جسم والا گریہ زاری کرتا ہے

فـصـار الـجـسـم مـنـه كـالـقـضـيـب

کہ وہ جسم مثل ٹہنی کے ہو گیا ہے

لـمـــا يـلـقـاه من طول الـكـــروب

اور وہ خوف اس مصیبت کا ہے جو اسے پیش آنے والی ہے

اقـلـنـــی عـثـرتـــی واسـتـــر عيـوبـــی

میری لغزش سے درگزر کر میرے عیوب کو چھپا

و لـــم ار فـــی الـخـلائـق من مـجـيـب

مگر ان میں ایک شخص کو بھی فریاد رسی کرنے والا نہ پایا

وتـكـشـف ضـــر عـبـدك يـــا حبيـبـــی

اور اپنے بندے کی تکلیف کو زائل کر دیتا ہے اے میرے مطلوب

و مـــن لـــی مثـل طبك يـــا طبيـبـــی

میری بیماری پوشیدہ ہے مگر تیرے پاس علاج ہے
اے میرے طبیب میرے لیے تیرے برابر کس کا علاج ہوگا
(دیوان علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ)

دعا انسانی فطرت کا تقاضا ہے

دُعاء کرنا عین انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ جب انسان مبتلائے مصائب ہوتا ہے اور چاروں طرف سے آفات و بلیات میں گھر جاتا ہے تو بے اختیار اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ اٹھالیتا ہے۔ قرآن مجید میں رب کائنات کا ارشاد ہے۔

"واذا مس الانسان ضر دعا ربه منيبا اليه" (الزمر ۸)

"جب انسان کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اپنے پروردگار کے حضور ہمہ تن رجوع کے ساتھ متوجہ ہوکر دعا کرتا ہے۔"

بارگاہ الٰہی میں دعا کرنے کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا کہ خود انسان قدیم ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس درخت سے کچھ کھالیا، جس سے منع کیے گئے تھے تو رب کائنات نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تم نے یہ کیا کیا ہے؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے معافی مانگتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔

"ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخسرين○" (الاعراف: ۲۳)

"اے ہمارے رب ہم نے اپنا برا کیا، اور اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوں گے"

رب کریم نے فرمایا ہے جب دُعاء کرنے والا دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا کو قبول فرماتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے دعا کو عبادت کا مغز فرمایا ہے۔ دعا انسانی عزائم اور ارادوں کو کامیابی اور کامرانی سے ہمکنار کرنے میں مدد دیتی ہے۔ دعا اطمینان قلب کے لیے ایک بہترین ذریعہ ہے۔ دعائیں ہماری آرزوؤں، تمناؤں اور خواہشات کا اظہار ہوتی ہیں اور تمناؤں کا نکھار بھی ہوتی ہیں۔ تضرع اور گڑگڑا کر دعا کرنے سے دل کا بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے میرے بندو! دعا کرو میں تمہاری دعا سنتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے خود ہی ایمان والوں کو ہر موقع اور ہر ضرورت کی دعائیں سکھائی ہیں۔ جو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں۔

رب رحمٰن ورحیم کی یہ شان ہے کہ اپنے بندے کے، دُعاء کے لیے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو خالی لوٹاتے ہوئے حیا فرماتا ہے۔ جب بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بے نیاز اور اپنے آپ کو محتاج جانتے ہوئے اس کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ اے رب غفور ورحیم تو مالک ومولیٰ ہے میں تیرا بندہ ہوں، تو آقا ہے میں غلام ہوں، تو حقیقی داتا ہے میں تیرے در کا بھکاری ہوں، تو میرا حقیقی پرسان حال ہے، تو خالق کائنات ہے، تو اللہ رب العزت اپنی رحمتوں سے مانگنے والے کی جھولی بھر دیتا ہے۔

مالک ومولا محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
حیدر وصفدر علی المرتضیٰ کے واسطے

جملہ پیرانِ طریقت کا تصدق اے کریم
اے خدا سب اولیاء سب اصفیاء کے واسطے

خاتمہ بالخیر فرمانا مرا ایمان پر
مغفرت کرنا مری خیر الوریٰ کے واسطے

ہوں مسلمانانِ عالم کامیاب وکامران
رحم فرما اولیاء واصفیاء کے واسطے

تابش اسلام ضو افشاں ہو یا رب دہر میں نور ایماں ہو عطا جان ضیاء کے واسطے

(مولانا محمد یعقوب ضیاء القادری بدایونی)

دعاء، اللہ جل مجدہ الکریم کو بڑی پیاری ہے اسی لیے قرآن مجید فرقان حمید میں جگہ جگہ اپنے پیغمبروں علیہم السلام کی دعاؤں کا ذکر بھی فرمایا ہے اور دعا کے لیے حکم بھی۔ دعا مانگنا ہمارا کام ہے قبول کرنا ہمارے ربّ کا کام ہے۔

پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا حکم الٰہی بھی ہے اور سنت انبیاء کرام علیہم السلام بھی۔ دعا سے دلوں میں محبت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور جذبہ اطاعت الٰہی پیدا ہوتا ہے۔ نصیب کھلتے ہیں، رحمتیں قریب ہوتی ہیں اور مصیبتیں ٹلتی ہیں۔ اظہار بندگی کے لیے دین اسلام نے دعا کی رغبت دی ہے۔ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کے دعائیں مانگنے کی شان ہی نرالی ہے۔ جب ایمان دار ربّ ذوالجلال کے پیارے محبوب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ مہربانی فرماتے ہوئے دُعاء قبول فرماتا ہے اور مانگنے والے کو مانگنے سے زیادہ دیتا ہے۔ کیوں کہ خود ہی تو اس نے فرمایا ہے کہ گنہگارو! میرے محبوب ﷺ کے در پر جاؤ، ان سے سفارش کے لیے عرض کرو، ان کی سفارش کرنے پر تمہیں نواز دوں گا۔

یا رب جھلک رہا ہے ہر سو ترا ہی نور ہر ایک سجدہ ریز ہے یا رب ترے حضور
خالق کون ومکاں کوئی نہیں ترا شریک تیرا ذکرِ پاک ہے آسانِ راحت در صدور
رازق ہے تو مخلوق کا خلقت کو ہے یقیں انسان ہی نا سمجھ ہی جس کو نہیں شعور
ظاہر وباطن کی ہے تجھ کو خبر ربِ علیم خوب جانے کس کے دل میں کس قدر حب حضور
لا تقنطوا فرمان ہے ربِ کریم کا در رحمتوں کا ہے کھلا تب تک کہ ہونشور
جانتے ہیں آپ کے احسان ہم پر بے شمار یا الٰہی کرم سے کر دے تو آساں سب امور
کون پوچھے گا تجھے گر بخش دے ساجد کو تو میں تو عصیاں کار لیکن تُو تو ہے ربِ غفور

دعاؤں کا مجموعہ، نماز، دعا، قرآن مجید کا آغاز، مسلمان آپس میں پیار ومحبت بڑھانے کے لیے ایک دوسرے سے ملتے وقت دعائیہ کلمات بولتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ جل شانہ اپنے بندوں کی دعا کو سنتا ہے۔ زندگی کے ہر مراحل میں غم جو بندے پر چھائے ہوتے ہیں وہ اشک بن کر برس جاتے ہیں۔ اس طرح دکھ، درد وغم کی تلخی ختم بھی ہو جاتی ہے اور کبھی کم بھی۔ اگر انسان کے لئے دعا کا سہارا نہ ہوتا تو آج دنیا ایک وسیع پاگل خانہ ہوتی۔

یا رب ان عظمت ذنوبی کثیرۃ ولقد علمت بان عفوك اعظم
ان کان لا یرجوك الا محسن فیمن یلو ذو یستجیر المجرم

(روح المعانی پ۹ص۷۰)

دعا اطمینانِ قلب کا سب سے بڑا وسیلہ ہے

انسان دنیاوی خوشحالی اور مادی ترقی کی بناء پر خواہ اپنے رب سے کتنا ہی دور چلا جائے اور غفلت ونسیان کے کتنے ہی دبیز

پردے اس کے دل پر پڑ جائیں۔ بہر حال مصائب کے ہجوم اور ابتلاء آلام ہونے کے وقت بے اختیار بے ساختہ فریاد اور دعا کے لیے اس کے ہاتھ اُٹھ ہی جاتے ہیں۔ دل مضطرب سے معاً الفاظ پکار بن کر نکلتے ہیں۔ بے ساختگی کے عالم میں نکلی ہوئی یہ آواز دعا کہلاتی ہے۔

مصیبت میں پکارنے کی جبلّت ایک مسلمہ حقیقت ہے انسان اپنے اس جبلی ادراک کے تحت ایک برتر ہستی کے سامنے اپنے عجز کا اعتراف کرتا ہے اور اسے فریاد رس سمجھ کر امداد و اعانت کا طالب ہوتا ہے قرآن حکیم نے اس فطری تقاضے کو کئی جگہ بیان کیا ہے۔ فرمایا۔

۱۔ **اذا مس الانسان ضر دعا ربه منيبا اليه** (الزمر آیت ۸)

''جب انسان کو کوئی نقصان پہنچے تو اپنے پالنے والے کو پکارتا ہے اور ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔''

۲۔ **و اذا مس الانسان الضر دعانا لجنبه او قاعدًا او قائما فلما كشفنا عنه ضره مر كان لم يدعنا الى ضر مسه** (سورہ یونس۔ آیت ۱۲)

''اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کروٹ پر یا بیٹھے یا کھڑے (ہر حال میں) ہم کو پکارے چلا جاتا ہے۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف کو دُور کر دیتے ہیں تو ایسا (بے پرواہ بن کر) چل دیتا ہے گویا اس تکلیف کو دور کرنے کے لیے جو اس کو پہنچ رہی تھی ہم کو (کبھی) اس نے پکارا ہی نہ تھا۔''

بہر حال دعا بیچارگی اور درماندگی کی حالتِ اضطرار میں لطف و رحم کی وہ پکار ہے جو اطمینان قلب کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ جب کوئی خطرہ خوفناک شکل میں اس کی طرف پیش قدمی کرتا ہے۔ یا جب کسی امید کے چراغ کی لو مدہم ہونے لگتی ہے تو وہ بے اختیار اس پاک ذات کی طرف لوٹتا ہے جو ارض و سموت کی خالق اور کائنات کی مدبر ہے جس کے قبضہ قدرت میں ہر وجود کی تقدیر ہے۔

۳۔ **اذا مسكم الضر فاليه تجئرون** (النحل۔ آیت ۵۳)

''جب تم کو کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے آگے روتے اور گڑگڑاتے ہو۔''

دعا عبادت کی جان ہے

دعا اللہ جل جلالہ سے مناجات کرنے، اس کی قربت حاصل کرنے، اس کے فضل و انعام کے مستحق ہونے اور بخشش و مغفرت کا پروانہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **ادعونی استجب لكم ان الذين يستكبرون عن عبادتی سيد خلون جهنم داخرين** (المومن: ۶۰) مجھ سے دُعاء مانگو میں قبول فرماؤں گا۔ بیشک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر جائیں گے۔ سورۃ البقرۃ میں ارشاد خداوندی ہے: **اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لى** (پ ۲ سورۃ البقرۃ ۱۸۶) میں دُعاء مانگنے والے کی دُعاء قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں یعنی وہ جیسا گمان مجھ سے رکھتا ہے میں اس سے ویسا ہی سلوک کرتا ہوں

(و انا معہ اذا دعانی) اور میں اس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دُعا کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دُعاء سے زیادہ بزرگ تر نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دے اور تمہارے رزق کو وسیع کردے رات دن اللہ تعالیٰ سے دُعاء مانگتے رہو کیونکہ دُعاء مومن کا ہتھیار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔

اے مرے دل کی تڑپ کچھ کام کر، فریاد کر
عرش کا پایہ اَدب سے تھام کر، فریاد کر
عرض کر، ناچیز بندے کی ترے فریاد ہوں
سر بسر میں سرگزشت ہستیِ برباد ہوں
واسطہ دے میری جانب سے شہِ لولاک کا
واسطہ دے نسبت سرکار حیدر پاک کا
ہاں بنا بھی لے وسیلہ میری معروضات کا
حضرت صدیقِ اکبر کی مبارک ذات کا
دے دہائی فاطمہ کے لاڈلوں کے نام کی
عرض کر دے سب کہانی سختی ایام کی
عرض کر اِک بندۂ ناچیز کی فریاد ہے
خود زبانِ حال جس کی حسرتِ روداد ہے
عرض کرنا یہ کہ اے مالک مرے داتا مرے
رحم فرما حال تو ٹوٹے دلوں کا دیکھ لے
اے خدا پوشیدہ تجھ سے کونسی ہے بات بن
تیرے بندے ہیں مسلمان اُن کی معروضات سن
زندگی کی سختیاں ہیں اور ان کی ذات ہے
غم سراپا دن ہے اُن کا اور حسرتِ رات ہے
دیکھنے والا نہیں کوئی محبت سے اُنہیں
دوست رکھتے ہیں تو سب اپنی ضرورت سے انہیں
رخ ہوا کا پھیر دے رحمت سے اپنی اے خدا
جوڑ دے ٹوٹے ہوئے دل رحمت سے اپنی اے خدا
زندگی کی سختیاں ، دشواریاں سب دور کر
اور اس اندوہگیں ماحول کو مسرور کر
آرزو ان کی اگر پوری نہ کی تو دیکھنا
قہقہہ زن دہریت مذہب پہ ہو گی دیکھنا

(ضیاء القادری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دُعاء بندے کی تین باتوں سے خالی نہیں ہوتی۔

☆ یا اس کا گناہ بخشا جاتا ہے (دعا کے ذریعے سے)

☆ یا دنیا میں اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

☆ یا اس کے لیے آخرت میں بھلائی جمع کردی جاتی ہے کہ جب بندہ اپنی دعاؤں کا ثواب دیکھے گا، جو دنیا میں مستجاب (یعنی قبول) نہ ہوئی تھیں تو تمنا کرے گا کہ اے کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی اور یہیں کے واسطے جمع رہتیں۔

ایک دعا سے آدمی کو کم از کم چار فائدے حاصل ہوتے ہیں:

اوّل: عابدوں کے گروہوں میں داخل ہوتا ہے کہ دعا بذاتِ خود عبادت بلکہ عبادت کا مغز ہے۔

دوم: اس دعا کے ذریعے سے اپنے عجز وانکساری ظاہر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم کا اعتراف کرتا ہے۔
سوئم: شریعت کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے کیونکہ جو شخص دعا نہیں مانگتا اس پر اللہ ناراض ہوتا ہے۔
چہارم: اتباعِ سنت۔ اس لیے کہ رسول اکرم ﷺ کثرت سے دعا کرتے اور دوسروں کو بھی دُعاء کی تلقین کرتے۔

دعا کی حقیقت کیا ہے؟

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۳ ج ۵ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب فرماتے ہیں۔

وھو طلب الادنیٰ بالقول من الاعلیٰ شیئا علیٰ جھة الاستکانة

کم تر شخصیت کا برتر ہستی سے عاجزانہ انداز میں کسی چیز کے طلب کرنے کو دُعاء کہتے ہیں۔

تفسیر کبیر ص ۱۰۶ ج ۵ میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ قمطراز ہیں۔

و حقیقة الدعا استدعا العبد ربه جل جلاله العنایة و استمداده ایاه المعونة ۔

دعا کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے عنایت و مدد کا طلبگار ہو۔ (انتہیٰ)

حدیث شریف میں یہاں تک آیا ہے کہ اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو اور جتنی عبادتیں ہیں اگر دنیا کے لیے ہوں تو عبادت نہیں رہتیں، مگر دُعا ایک ایسی عبادت ہے کہ اگر دنیا کے لیے بھی ہو تب بھی عبادت ہے اور ثواب ملتا ہے۔ مثلاً مال مانگے یا اور کوئی دنیوی حاجت مانگے۔ جب بھی ثواب کا مستحق بنے گا۔ حدیث شریف میں ہے: من لم یسئل اللّٰہ یغضب علیه کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے' اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے جو برابر مانگتا رہے اس سے خوش ہوتا ہے۔

ہر تدبیر میں انسان اپنے جیسے کے سامنے احتیاج کو ظاہر کرتا ہے۔ خواہ قالاً ہو یا حالاً اور دعا میں ایسے سے مانگتا ہے جو سب سے زیادہ کامل القدرۃ ہے اور جس کے سب محتاج ہیں اور عقل بھی یہی کہے گی کہ جو سب سے زیادہ قادر تر ہے۔ اسی سے مانگنا اکمل وانفع ہے۔

پس یقیناً یہ تدبیر (دعا) ہر تدبیر سے بڑھ کر ہے، کیونکہ اور تدبیر بھی حق تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ ہی سے کامیاب ہو سکتی ہے تو جو شخص حق تعالیٰ سے مانگے گا وہ ضرور کامیاب ہوگا۔ دُعا صرف امور غیر اختیاریہ کے ساتھ خاص نہیں' جیسا کہ عام خیال ہے کہ جو امر اپنے اختیار سے خارج ہوتا ہے' وہاں مجبور ہو کر دعا کرتے ہیں' ورنہ تدبیر پر اعتماد ہوتا ہے' بلکہ امور اختیاریہ میں بھی دعا کی سخت ضرورت ہے۔ اصل کام تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے یہ اسباب وعلامات محض بندوں کی تسلی و دیگر حکمتوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں۔ (شریعت اور طریقت ص ۱۴۶، ۱۴۷)

این سببہا در نظر پر دہاست ۔۔۔ در حقیقت فاعل ہر شئے خداست

رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ تو ہر انسان کی ہر ڈھکی چھپی چیز سے واقف ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ انسان کو کیا حاجت درپیش ہے اور اس کے دل میں کونسی خواہش پیدا ہو رہی ہے؟ پھر دعا کے ذریعے اسے اپنی حاجت یا خواہش ظاہر کرنے کا کیا فائدہ؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ دعا کا مقصد یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حاجت اور خواہش سے واقف کرایا جائے' بلکہ اس کا

مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنی حاجت کو حاصل کرنے کے لیے اپنے پروردگار کے سامنے عبودیت اور مسکنت کا اظہار کرے اور اپنے عمل سے یہ واضح کر دے کہ وہ ہر معاملہ میں اپنے آپ کو خدا کا محتاج سمجھتا ہے اور اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی تمام حاجتوں کو پورا کرنے پر قادر ہے اور وہی اس لائق ہے کہ اپنی ہر ضرورت کے لیے اس کی طرف رجوع کیا جائے اور دعا کے ساتھ کیا جائے' کیونکہ اس کے محبوب علیہ السلام کا فرمان ہے: **لیس شیء اکرم علی اللہ تعالیٰ من الدعاء ۔**

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر کوئی شیٔ مکرم ومحترم نہیں۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن وقال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد)

اور دعا نہ مانگنا تکبر کی علامت قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سُنا ''**الدعا ھو العبادۃ** ۔ دعا عین عبادت ہے'' پھر آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی ''**وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین** (عافر) اس میں فرمایا گیا کہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں (یعنی دعائیں نہیں کرتے) وہ عنقریب ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہونگے'' (اخرجہ الترمذی فی السنن کتاب التفسیر باب ومن سورۃ المومن ۵/۳۷۴، الرقم: ۳۲۴۷ وابو داؤد فی السنن کتاب الصلوٰۃ باب الدعا ۲/۷۶ الرقم: ۱۴۷۹)

دعا کی ضرورت کیا ہے؟

کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کی صلاح وفلاح کی ضرورت نہ ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دارین کی صلاح وفلاح کے واسطے اسباب وابواب موضوع فرما دیئے کہ اہل حاجت ان سے مدد لیں اور عقبات ومہالک سے نجات پائیں۔ ان ارباب میں سے بجز دعا کے جتنے اسباب ہیں ان کے سببات خاص خاص امور ہیں، چنانچہ اسباب طبعیہ کا (مثل زراعت وتجارت وطبابت کے) اصلی مقصود فلاح دنیوی بنایا گیا ہے۔ گو بواسطہ معین دین بھی ہو اور اسباب شرعیہ کا (مثل صوم وصلوٰۃ وحج کے) مقصود بالذات فلاح دینی ٹھہرایا گیا گو بالعرض نافع دنیا بھی ہو۔ مگر صرف دعا ایک ایسی چیز ہے کہ فلاح دین ودنیا دونوں کے لیے بالمساوات ایک مرتبہ میں مشروع وموضوع ہے جس سے بوجہ اس جامعیت کے اس کی وقعت وعظمت ظاہر ہے اس لیے قرآن وحدیث میں نہایت درجہ اس کی ترغیب وفضیلت وتاکید جا بجا وارد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس شخص کو دعا کی توفیق دی گئی اس کے لیے قبولیت کے دروازے کھل گئے۔ ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھل گئے اور ارشاد فرمایا کہ قضاء کو صرف دعا ہٹا دیتی ہے احتیاط اور تدبیر سے نہیں ٹلتی اور دعا نازل شدہ بلا کے لیے بھی نافع ہے اور اس بلا کے لیے بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئی اور کبھی بلا نازل ہوتی ہے اور ادھر سے دعا پہنچ کر اس سے ملتی ہے اور دونوں میں قیامت تک کشتی ہوتی رہتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبل مصیبت بھی دعا کرتا رہے۔ اس کی برکت سے مصیبت نہیں آتی اور کبھی اس کی وجہ سے مصیبت ٹل جاتی ہے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز قدر ومنزلت کی نہیں اور جس کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ سختیوں کے وقت اس کی دعا قبول فرما لیا کرے، اس کو چاہیے کہ خوشی اور عیش کے وقت کثرت سے دعا مانگا کرے اور ارشاد فرمایا کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون ہے اور آسمان کا نور ہے۔ دعا میں یہ بھی خاصیت ہے کہ اس سے تدبیر ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔

اے خدا صدقہ محمد مصطفٰے کی ذات کا
واسطہ مولا علی مولائے موجودات کا

ہر مسلمان کو محبت دے شہِ لولاک کی
مرحمت فرما عقیدت خواجگانِ پاک کی

دین پر، اسلام پر، ایماں پہ قائم رکھ ہمیں
پیرویٔ صاحب قرآن پہ قائم رکھ ہمیں

ظلمتِ لا دینیت کر قلبِ مسلم سے فنا
ہر مسلماں کو فریب مغربیّت سے بچا

کمتری کا دُور کر اِحساس ہم سے ذُوالجلال
کر غُرورِ کُفر و شِرک و دہریّت کو پائمال

زیرِ مشق اہل باطل سب ہیں اسلامی بلاد
مژدۂ فتح مبیں دے ہم کو اے رب العباد

واسطہ اے خالق کُل خواجگانِ چشت کا
توڑ دے بزمِ جہاں سے زور اہل زشت کا

دشمنانِ ملتِ اسلام کو ناشاد رکھ
امت خیر الوریٰ کو شاد رکھ آباد رکھ

دعا کرنیکا فائدہ کیا ہے؟

دعا کرنے سے بندہ کوحق تعالیٰ سے خاص تعلق ہوتا ہے جس وقت آدمی دعا کرتا ہے۔اس وقت غور کرکے ہر شخص دیکھ لے کیوں کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق محسوس ہوگا بغیر اس کے خاص تعلق نہیں ہوتا۔

دعا میں ایک نفع یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کے یہاں معذور سمجھا جائے گا کیونکہ جب اس سے سوال ہوگا کہ تم نے حق کا اتباع کیوں نہیں کیا تو یہ کہہ دے گا کہ میں نے طلب حق کے لیے بہت سعی کی اور تجھ سے بھی عرض کردیا کہ مجھ پر حق واضح ہو جائے، بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وعنایت سے نیک بندوں کی عاجزی اور دعا وزاری پر نظر فرما کر محض اپنی قدرت سے تھوڑے سے ناتمام اسباب سے یا بلا اسباب بھی اثر مرتب فرما دیتا ہے۔

گر گریزی با امید راحتے
ہم ازاں جا پیشت آید آفتے

ہیچ کنجے بے دودبے دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

دعا اگر بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو جائے تو اس سے بڑھ کر سعادت اور خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے؟ یہ تو بڑا ہی اعلیٰ مقام ہے دعا بظاہر اگر قبول بھی نہ ہو تب بھی اپنے رب سے اس بہانے مناجات اور سرگوشی کی جو نعمت حاصل ہو جاتی ہے وہ کیا کچھ کم سعادت ہے۔

دعا کے فوائد جلیلہ میں سے ایک فائدہ تو یہ ہے کہ قلبِ انسانی کو اپنے مالک وخالق سے نسبت صحیح حاصل ہو جاتی ہے۔اسے پتہ لگ جاتا ہے کہ ارض وسماء میں مدبر امور کون ہے۔

وہ جان جاتا ہے کہ اس کی جان کس کے قبضہ میں ہے۔اس کا ایمان خدا حی وقیوم پر کامل ہو جاتا ہے۔اس کا اعتماد قریب ومجیب کی ہستی پر مکمل ہو جاتا ہے۔رب العالمین کے سمع، بصر اور علم وقدرت کی صفات پر اس کو وثوق مستحکم ہو جاتا ہے۔بندہ کو اپنی بیکسی بلکہ کل عالم کی درماندگی آشکارا ہو جاتی ہے۔یہی وہ عرفان ہے جس سے بندہ خود اپنی قدر و قیمت سے آگاہ ہو جاتا ہے اور یہی وہ معرفت ہے جس سے اس کے سامنے کچھ کچھ شانِ الوہیت جلوہ گر ہوتی ہے۔یہ ہزار منفعتوں کی ایک منفعت ہے اور یہی وہ چیز ہے

جس کے لیے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے۔ انبیاء اور فرشتے شب و روز ذکر اور دعا اور تسبیح و استغفار کو اپنا ورد بنائے رکھتے ہیں مبارک ہے وہ انسان جسے دعا مانگنے والوں کے زمرہ میں جگہ مل جائے۔ دعا کی منفعت خود لذتِ دعا ہے اور یہ وہ فائدے ہیں جو آغاز کار میں عطا فرمائے جاتے ہیں

اے خدا اپنی محبت اپنا عرفاں دے مجھے — رحمت عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
ہر مسلمان کو عطا کر جذبۂ شوق ''دعا'' — مرتضیٰ خیبر شکن شیر خدا کے واسطے
دین و دنیا کی عطا کر نعمتیں یا رب مجھے — خواجگانِ چشت کے جود و سخا کے واسطے
اے خدا ان جملہ پیران طریقت کے طفیل — تیرے محبوب معظم مصطفیٰ کے واسطے
رزق و روزی، امن و راحت، علم و عرفاں کر عطا — وقف رکھ دل کو مرے صدق و صفا کے واسطے
عشق اصحاب رسولِ پاک دے یا رب مجھے — حب اہلِ بیت دے دل کی جلا کے واسطے
عالمِ اسلام کو دکھلا صراط مستقیم — عزتیں دے امتِ خیر الوریٰ کے واسطے
مصطفیٰ کے روضہ اقدس کی عظمت کر سوا — رکھ ہمیں مائل فقط اپنی رضا کے واسطے
خاتمہ بالخیر فرمانا دم رحلت مرا — میرے مولا شافع روزِ جزا کے واسطے

(مولنا محمد یعقوب ضیاء القادری)

دعا کرنے سے تسکین روح اور اطمینان قلب ملتا ہے

دعا کے نتیجے میں مومن بندے کو تسکین روح اور اطمینان قلب کی جو دولت حاصل ہوتی ہے اس کی برکتوں کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**

سنو! اللہ کے ذکر ہی سے دل اطمینان و سکون سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

اور سکون قلب کی وہ دولت ہے جس کے لیے بھرپور خزانوں والے سرمایہ دار اور وسیع اختیار رکھنے والے ارباب اقتدار بھی ترستے ہیں، لیکن یہ نعمت ملتی اسی کو ہے جو ایمان باللہ۔ ایمان بالآخرۃ اور حب رسول ﷺ کی دولت سے مالا مال ہو۔ **اللھم اجعلنا منھم** نیز دعا مانگنے کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرتا ہے، کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ مانگتا ہے (**ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء**)

دعا کے لطف سے صحیح معنی میں انسان اسی وقت آشناء ہو سکتا ہے جب کہ وہ اپنے اوپر وہی کیفیت طاری کرے جسے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔

و روح الدعا ان یری کل حول وقوۃ من اللہ ویصیر کالمیت فی ید الغسال و کالتمثال فی ید محرك التماثیل و یجدلذۃ المناجاۃ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۵۱، ج ۲)

دعا کی روح یہ ہے کہ دعا کرنے والا ہر قوت و حرکت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے اور اس کی قدرت و عظمت کے مقابلہ

میں اپنے آپ کو اس طرح بے کس اور بے بس سمجھے جیسے مردہ غسال کے ہاتھوں میں یا بے جان صورتیں حرکت دینے والے کے قبضے میں ہوتی ہیں پھر اس کیفیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مناجات اور سرگوشی کی لذت وحلاوت اسے حاصل ہوگی۔

اے اللہ ہم کو اپنے در کا سوالی بنا دے — اے ربِ کریم ہم کو مانگنا سکھلا دے

دعا اور مسئلہ تقدیر

بعض عقل پرست یہ سوال کرتے ہیں کہ جو بات دعا میں طلب کی جارہی ہے تقدیر میں اس کا واقعہ ہونا لکھا جا چکا ہے یا واقع نہ ہونا مسطور ہے۔ اگر تقدیر میں یہ لکھا ہے کہ ضرور واقع ہوگی تو دعا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ اس کو واقع ہونا ہی ہے اور اگر نوشتہ تقدیر یوں ہے کہ وہ واقع نہیں ہوگی تو انسان خواہ کتنی ہی دعا کیوں نہ کرے وہ ہرگز واقع نہیں ہوسکتی۔ اس صورت میں بھی دُعاء سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس شبہ کے جوابات دو طریقوں سے دیئے جاتے ہیں الزامی اور تحقیقی الزامی:

والجواب عن الشبهة الاولٰى انها متناقضة ۔ لان اقدام الانسان على الدعاء ان كان معلوم الوقوع فلا فائدة فی اشتغالكم بابطال الدعاء ۔ وان كان معلوم العدم لم يكن الى انكاركم حاجة ۔ ثم نقول كيفية علم الله و كيفية قضائه وقدره غائبة عن العقول والحكمة الالهية تقتضى ان يكون العبد معلقا بين الرجاء وبين الخوف اللذين بهما تتم العبودية ۔ وبهذا الطريق صححنا القول بالتكاليف مع الاعتراف با حاطة علم الله بالكل وجريان قضائه وقدره فی الكل ۔

الزامی جواب تو یہ ہے کہ یہ شبہہ خود ہی متناقض اور باطل ہے اگر علم ازلی میں بندہ کا اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دعا کرنا مقدر ہے (تو وہ ضرور دعا کر کے رہے گا) پھر اس کے سامنے آپ کا دعا کے بیکار ہونے کے دلائل پیش کرنا بے سود ہے اور اگر نوشتہ تقدیر یوں ہے کہ بندہ اپنی مقصد برآری کے لیے دعا نہیں کرے گا (تو وہ پہلے ہی دعا نہیں کر رہا) تو پھر اس کے سامنے دعا کے خلاف دلائل پیش کرنے کیا ضرورت؟ (تحقیقی جواب)! پھر ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کے قضاء وقدر کی کیفیت انسانی عقول سے مخفی و پوشیدہ ہے اور حکمت الٰہیہ اس بات کی متقاضی ہے کہ بندہ امید اور خوف کے درمیان رہے، کیونکہ ان ہی (دو ملے جُلے جذبات) سے عبودیت کی تکمیل ہوتی ہے اور تکالیف شرعیہ (بندے کے مکلف ہونے) کی بات بھی تو مسلمہ ہے باوجود اس اعتراف کے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تمام اشیاء کو محیط ہے اور اس کی قضاء وقدر تمام اشیاء میں جاری وساری ہے، چنانچہ صحابہ کرام نے بھی اس اشکال کے متعلق نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ یارسول اللہ! ہم دنیا میں جو عمل کرتے ہیں کیا ان کا فیصلہ پہلی ہی ہوچکا ہے یا ہمارے عمل کرنے کے بعد ہوتا ہے آپ نے فرمایا تمام اعمال کا فیصلہ پہلے ہی ہوچکا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا پھر عمل سے کیا فائدہ؟ آپ نے فرمایا کہ عمل کرتے رہو۔ ہر شخص کے لیے وہ کام آسان کردیا جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوتا ہے (یعنی جس کے مقدر میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اس کو اسی راہ پر لگا دیا جاتا ہے) اس حدیث کے لطائف پر غور کیجئے کہ آنحضرت ﷺ

نے ان کو قضاء وقدر سے بھی آگاہ کر دیا (یعنی تمام اعمال کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے) اور ساتھ ساتھ عمل کی بھی تاکید فرمادی، جو اظہار بندگی کا ایک ذریعہ ہے۔ (تفسیر کبیر، پارہ ۲۵، ص ۱۰۹)

ریگ زاروں میں تو کوہساروں میں تو — آسمانوں میں تو آبشاروں میں تو
کہکشاں تیری لوح وقلم بھی ترے — شمس میں اور قمر میں ستاروں میں تو
ہیں ندی نالے اور دریا ترے — بحر وبر میں تو اور سبزہ زاروں میں تو
تیرے بادل بھی ہیں پھول بھی ہیں ترے — ان خزاؤں میں تو اور بہاروں میں تو
قہقہے بھی ترے آہیں بھی ہیں تری — شادی وغم میں تو ہے پکاروں میں تو
کرنیں سورج کی اور چاندنی بھی تری — سارے چشموں میں تو آبشاروں میں تو
ذرے ذرے میں ہے جلوہ تیرا فقط — خوب روؤں میں تو ماہ پاروں میں تو
صبح بھی ہے تری ذات بھی ہے تری — ان پہاڑوں میں تو اور غاروں میں تو
تنگ دستی میری بادشاہی تری — مشکلوں میں ہے تو اور سہاروں میں تو
یہ ہوائیں تری یہ فضائیں تری — سب مناظر ترے ہیں نظاروں میں تو
تو ہی دیتا ہے اپنے پرائے کو بھی — غیروں میں بھی تو ہماروں میں تو
تیرے ہی حکم کا سکہ چلتا ہے — تو بیابانوں میں مرغزاروں میں تو
ہیں نبی تیرے اور اولیاء ترے — تیرا بابر بھی ہے دین داروں میں تو

فرمان نبوت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لا یرد القضاء الا الدعا ولا یزید فی العمر الا البر

''قضاء نہیں ٹلتی مگر دعا سے ٹل جاتی ہے اور نیک سلوک کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھاتی۔''

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں: **لا یرد القدر الا الدعا** ''تقدیر نہیں بدلتی مگر دعا سے''۔ کے الفاظ ہیں۔ (ابن ماجہ حدیث ۴۰۳۲، مشکوٰۃ حدیث ۲۲۳۳، ترمذی حدیث ۲۱۳۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد اللہ بالدعا (مشکوٰۃ ص ۱۹۵، ترمذی ج ۲، ص ۱۹۵)

''دعا نازل شدہ آفت میں بھی نفع دیتی ہے اور اس بلا میں بھی جو نہ اتری ہو۔ تو اے اللہ (جل جلالک) کے بندو! دُعاء کو مضبوطی سے پکڑو۔''

بندے رب دے دُعا کر کے تقدیر بدل دیندے ایہہ لوح وقلم والی تحریر بدل دیندے

کیا دعا کرنا راضی برضاءِ الٰہی رہنے کے خلاف ہے؟

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بندگی کا اعلیٰ مقام تو یہ ہے کہ انسان راضی برضاء ہو جائے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ اس کے بارے میں فیصلہ فرمادے اسے ہنسی خوشی قبول کرے۔ اس کے برعکس دعا سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ خدا کے فیصلوں پر راضی ہونے کے بجائے اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ بندہ ابتداءً دعا ومناجات اور الحاح وزاری کے ذریعہ خدا کے سامنے اپنی احتیاج ظاہر کرے اپنے عمل سے بے چارگی کو تسلیم کرلے اور یہ واضح کردے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کی رحمت سے بے نیاز نہیں سمجھتا۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے لیے جو فیصلہ فرمادے اس پر راضی ہو جائے۔ تو یہ بندگی کا زیادہ بلند مقام ہے اس کے برخلاف اگر شروع سے ہی دعا نہ کرے تو اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ بندہ اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے، چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں:

و عن الرابعة انه اذا كان مقصوده من الدعا اظهار الذلة والمسكنة ثم رضى بما قدره الله وقضاه . فذالك من اعظم المقامات . (تفسیر کبیر ص ۱۰۹، ج۵)

بعض لوگ دُعاء پر اعتراض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے پر بہت مہربان ہے لہٰذا جس چیز کو بندہ طلب کر رہا ہے۔ اگر اس میں بندے کی مصلحت ہے تب تو اللہ دعا کے بغیر ہی اپنی مہربانی سے اسے عطا فرمادے گا اور اگر بندے کے لیے خلاف مصلحت ہے تو اسے طلب کرنا فضول ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ بھی دیا جاسکتا ہے کہ یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ ایک خلاف مصلحت چیز کو بندے کے لیے مصلحت بنادے۔ اس لیے دعا فائدہ سے خالی نہیں چنانچہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و الجواب عن الثالثة انه يجوز ان يصير ما ليس بمصلحتهٖ مصلحةً بحسب سبق الدعا

(تفسیر کبیر ص ۱۰۹، ج۵)

یا حیّ یا قیوم یا حیّ یا قیوم یا حیّ یا قیوم یا حیّ یا قیوم
تو خالق ہے ہم مخلوق تو رازق ہے ہم مرزوق تیری ذات ہے قائم دائم باقی سب ہے معدوم
یا حیّ یا قیوم یا حیّ یا قیوم
تو ہے داتا تو رحمان تیری مولا اونچی شان تو نے لوح پہ لکھے مولا سب جگ کے مقسوم
یا حیّ یا قیوم یا حیّ یا قیوم
تو والی ہے تو مختار کرتا ہے مخلوق سے پیار تو ظاہر ہے تو باطن ہے تو عالم معلوم
یا حیّ یا قیوم یا حیّ یا قیوم

جھولی کر دینا بھرپور مشکل کر مقصود کی دور میرے مولا چلی ہوئی ہے پھر بادِ مسموم

یا حیّ یا قیوم یا حیّ یا قیوم

یا حیّ یا قیوم یا حیّ یا قیوم

اکثر دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟

دعا کے بارے میں ایک بڑا ہی اہم سوال اور اس کا جواب ذہن نشین فرمالیں تا کہ زندگی کے کسی موڑ پہ آپ بہک نہ سکیں یہ سوال وجواب بہت پُرانا ہے اور عربی کتب میں بھی سلف صالحین نے لکھا ہے ہم سوال وجواب عربی عبارت کے ساتھ بمعہ ترجمہ لکھ رہے ہیں۔

فان قیل قولہ تعالیٰ (فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان) یدل علیٰ انہ یجیب دعا الداعین ۔ ونحن نری کثیرًا من الداعین لا یستجاب لھم ۔

پس اگر یہ شُبہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر دعا کرنے والوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

اس کے جوابات شیخ زادہ نے حاشیہ بیضاوی ص۴۹۰-ج۱- میں اور امام قرطبی نے تفسیر قرطبی میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر ص۱۰۹، ج۵ میں لکھے ہیں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جواب تو یہ دیا کہ آیت مذکورہ بالا میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت دعا کا وعدہ علی الاطلاق ذکر فرمایا ہے، مگر دوسری جگہ اس وعدے کے ساتھ ایک قید لگی ہوئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فیکشف ما تدعون الیہ ان شآء (سورۃ انعام)

اگر وہ چاہتا ہے تو اس چیز کو کھول دیتا ہے جس کی تم دعا کرتے ہو۔

لہٰذا اصول فقہ کے قاعدے کی رُو سے مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اسی مقام پر اس شبہ کے متعدد جوابات دیئے ہیں بخوف طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ طالب تفصیل حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت فرما سکتے ہیں۔

البتہ محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر رازی کی کتاب (مسائل الرازی واجوبتہا ص۱۳) سے جامع اور مختصر جوابات پیش کیے جا رہے ہیں۔

قلنا روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما من مسلم دعا اللہ بدعوۃ لیس فیھا قطیعۃ رحم ولا اثم الا اعطاہ اللہ بھا احدی ثلاث خصال اما ان یجعل دعوتہ ۔ واما ان یدخرھا لہ فی الاخرۃ ۔ واما ان یدفع عنہ من السوء مثلھا ۔ ولان قبول الدعاء شرطہ الطاعۃ للہ تعالیٰ واکل الحلال وحضور القلب وقت الدعاء فمتی اجتمعت ھذہ الشروط حصلت الاجابۃ ولان الداعی قد یعتقد مصلحتہ فی الاجابۃ ۔ واللہ تعالیٰ یعلم ان مصلحتہ فی تاخیر ما سال اوفی منعہ

فیجیبه الی مقصوده الا صلی وهو طلب المصلحة فیکون قد اجیب وهو یعتقد انه منع عنه ۔

(انتهی)

ہم جواب دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے جب کوئی مسلمان کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ اور صلہ رحمی کا منقطع کرنا نہ ہو تو یقیناً اسے ان تین چیزوں میں سے ایک عطا کی جاتی ہے بالعجلت اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے یا آخرت کے لیے ذخیرہ بنالی جاتی ہے یا اس سے اس حیثیت کی برائی دفع کر دی جاتی ہے (تو آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد اس سوال کا پورا پورا جواب ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ میں تمہاری دعا قبول کروں گا یہ تو نہیں فرمایا کہ فوراً قبول کرونگا اگر اس کی دعا کا دنیا کی بجائے آخرت میں فائدہ پہنچے تب بھی وعدہ بالکل سچا ہے) نیز قبولیتِ دعا کے لیے طاعت خداوندی اور اکلِ حلال اور حضور قلب بوقتِ دعا شرط ہیں پس جب یہ شرائط متحقق ہوں گی تو قبولیت دعا بھی متحقق ہوگی نیز دعا کرنے والا اپنی مصلحت قبولیتِ دعا ہی سمجھتا ہے حالانکہ علم باری تعالیٰ میں اس کے لیے بہتری قبولیت دعا کی تاخیر یا رد میں ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بندہ کے مقصود اصلی یعنی اس کی مصلحت کے مطابق اجابت فرماتا ہے پس مصلحت اسے مل جاتی ہے دعا قبول ہو چکی ہے اور وہ سمجھتا رہتا ہے کہ جو مانگا تھا نہیں ملا۔

میرا دامن خالی بھر دے یا اللہ

علامہ محمود نسفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مدارک جلد اوّل میں اجیب دعوة الداع اذا دعان کے تحت ایک اور جواب لکھتے ہیں۔

اجابة الدعاء وعد صدق من الله لا خلف فیه غیر ان اجابة الدعوة تخالف قضاء الحاجة فا جابة الدعوة ان یقول العبد یا رب فیقول الله لبیك عبدی وهذا امر موعود موجود لکل مومن وقضاء الحاجة واعطاء المراد وذاك قد یکون نا جزا وقد یکون بعد مدة وقد یکون فی الاخرة وتکون الخیر له فی غیره ۔

اجابتِ دعا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سچا وعدہ ہے جس میں تخلف کو کچھ دخل نہیں البتہ اجابت دعا حاجت کو پورا کر دینے کا نام نہیں، کیونکہ اجابت دعا کے تو یہ معنی ہیں کہ بندہ یا رب کہہ کر پکارے تو اللہ تعالیٰ اس کے پکارنے پر لبیک کہے اور یہ امر ہر حالت میں، ہر مومن کے لیے موعود ہے اور حاجت پورا کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ دعا کرنے والے کو اس کا مطلوب دیا جائے اور مطلوب کا دیا جانا کبھی تو فی الفور وقوع میں آتا ہے اور کبھی کچھ مدت کے بعد اور کبھی آخرت کے ثواب میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

مجھ پر اپنی رحمت کر دے یا اللہ — میرا خالی دامن بھر دے یا اللہ
پلک جھپکتے پل سے پار اتر جاؤں — اپنی رحمت کے دو پردے یا اللہ
محشر کی ذلت سے کاش میں بچ جاؤں — مجھ کو بس اس قابل کر دے یا اللہ
تو اپنے محبوب کے صدقے رکھ لینا — عاصیوں کے محشر میں پردے یا اللہ

چھوڑ کے تیرا یہ در اور کہاں جائیں — تیرے بندے تیرے بردے یااللہ
جب تڑپوں طیبہ سے بلاوا آ جائے — آہوں میں اتنا تو اثر دے یا اللہ
پوری کر دے یہ خواہش بھی زاہد کی — طیبہ میں چھوٹا سا گھر دے یا اللہ

الٰہی نغمۂ مغموم سن لے

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مطلوب کے علاوہ کوئی اور شیء مناسب اس کو دی جاتی ہے اور الاکلیل علیٰ مدارک التنزیل ص ۱۱۰، ج ۲ میں مولانا شیخ الدلائل عبدالحق مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت رقمطراز ہیں۔

فنقول انما یؤخرا ستجابته لانه ربما یحبه فیؤخراعطاء مراده لیدعوه فیسمع صوته کما روی عن یحییٰ بن سعید رحمة الله علیه انه قال رایت رب العزة فی المنام یا رب کم ادعوك فلم تستجب دعائی فقال یایحییٰ انی احب اسمع صوتك . وربما یکون بفقد شرائط القبول وهی اکل الحلال وصدق المقال وغیر ذلك من الشرائط المعتبرة المذکورة فی الاخبار والاثار اولانه فضل والفضل مقید بالمشیة علی ما قیل ان الفضل بید الله یوتیه من یشاء . او لانه انما یدعوا ماهو خیر له ویجوز ان یکون خیریته عند الله تعالٰی فی عدم استجابة دعائه . اولان استجابة الدعا قد یکون بقبول ذلك الدعآء بعینه وقد یکون بردبلیته کانت علیه فی الدعا عوضه وقد یکون برفع درجته فی الاخرة عوضه کما جآء فی الخبر الصحیح .

ہم جواب دیتے ہیں کہ کبھی قبولیت دعا میں دیر اس لیے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس بندے سے پیار و محبت ہوتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ بندہ مانگتا رہے اور اس کا مولیٰ اس کی آواز سنتا رہے جیسا کہ حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔ تو میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں کتنی بار تجھ سے دعا مانگ چکا ہوں مگر تو نے میری دعا قبول نہیں فرمائی۔ ارشاد ہوا کہ میں تیری آواز کو سننا پسند کرتا ہوں اور کبھی قبولیت میں دیر اس لیے ہوتی ہے کہ قبولیت دعا کی معتبر شرائط مثلاً رزق حلال اور صدق مقال وغیرہ جو احادیث و آثار میں مذکور ہیں مفقود ہوتی ہیں اور یا اس لیے کہ دعا کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کا محض فضل و احسان ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بندہ اپنی نادانی سے کسی چیز کو اپنے حق میں بہتر سمجھ کر مانگتا ہے لیکن واقعہ میں وہ چیز بندہ کے حق میں بہتر نہیں ہوتی۔ اس لیے اللہ اس بندے کو وہ چیز دینا بہتر نہیں سمجھتا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندہ جس چیز کی دعا کرتا ہے وہی بعینہ اس کو مل جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کی بجائے کوئی آنے والی بلا اور مصیبت ٹال دی جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو بندہ کے لیے آخرت کا ذخیرہ بنا دیتا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے (یعنی بندہ جس مقصد کے لیے دعا کرتا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کو نہیں دیتا۔ لیکن اس کی دعا کے بدلے آخرت کا بہت بڑا ثواب اس کے لیے لکھ دیا جاتا ہے۔

الٰہی نغمۂ مغموم سن لے
فغانِ بندۂ مغموم سن لے
پرستار وفا خو کی دعا ہے
یہ اک ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہے
ترے احسان ہیں اک اِک قدم پر
بھروسہ ہے فقط تیرے کرم پر
حبیب پاک کے صدقے میں یا رب
مصائب زندگی کے دُور کر سب
مسلمانوں کو راحت دے خوشی دے
فراغت کر عطا آسودگی دے
لگے منجدھار کی کشتی کنارے
سنبھل جائیں یہ سب آفت کے مارے
جو بیچارے ہیں اُن کا چارہ فرما
مرادیں سب مسلمانوں کی بر لا
اُنہیں اخلاص کی اکسیر دے دے
اُنہیں پھر عزت وتوقیر دے دے
کر ایسی اُن کے اُوپر مہربانی
بہ امن وعافیت ہو زندگانی
یہ بے حسی کی کیفیت بدل دے
مذاقِ علم دے ذوقِ عمل دے
وہی آ جائے کرداروں میں نیکی
کریں باہم مدد اِک دوسرے کی
دلِ ناؔمی کی ہیں پُر درد آہیں
رسائی کی عطا کر اُن کو راہیں

(منظور حسین ناؔمی)

بیہقی، وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تحقیق

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر مظہری جلد اول ص ۲۰۲ میں فرماتے ہیں:

و التحقيق في الباب عندی ان ما ذكرنا من الاقوال كلها صحيحة وانه ليس كل دعاء مستجاب ومدلول الاية ان مقتضى الدعا الاجابة فانه تعالٰى جواد كريم قادر علٰى كل شيء ومن كان هذا صفته لا يمنع مسؤله عقلاً ونقلاً روى الترمذى وابو داؤد عن سلمان رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ربكم حيى كريم يستحيى من عبده اذا رفع يديه ان يردهما صفرًا ۔ وانما يظهر تخلف الاستجابة عن الدعا او تاخره عنه اما لحكمة اولما نع من الاستجابة او فقد شرط عقوبة للداعى والله اعلم ۔

میری تحقیق دربارۂ دعا یہ ہے کہ ہم نے جتنے اقوال اوپر ذکر کیے ہیں وہ سب صحیح، درست ہیں اور یہ بات بھی محقق ہے کہ ہر دعا مستجاب نہیں ہوتی اور آیت کا مدلول تو یہ ہے کہ دعا کا مقتضیٰ قبولیت ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جواد اور فضل وکرم والا اور ہر چیز پر قادر ہے اور جس ذات پاک کی یہ صفات ہوں اس ذات سے مطلوبہ چیز کا حاصل نہ ہونا عقلاً ونقلاً بعید ہے، چنانچہ ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حیاء اور فضل وکرم والا ہے۔ جب بندہ اس کی جناب میں دستِ سوال پھیلاتا ہے تو اسے خالی ہاتھ لوٹانے میں شرم آتی، البتہ بسا اوقات دعا کا

مستجاب نہ ہونا یا اس کی قبولیت میں تاخیر کا رونما ہونا یا تو کسی حکمت کے ماتحت ہوتا ہے یا قبولیت دعا کے کسی مانع کی وجہ سے ہوتا ہے یا دعا کرنے والے کی عقوبت کے لیے ہوتا ہے جب کہ شرائط دعا مفقود ہوں۔ کسی صاحب دل نے کیا خواب کہا:

کیوں نہیں ہوتی دعا میری قبول ۔۔۔ ہے تیرا یہ اعتراض از بس فضول
بخشتا ہے شیے وہی جو ہو مفید ۔۔۔ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو اپنی اُمید

دعا کی اہمیت وافادیت

وللدعوات تاثیر بلیغ ۔۔۔ وقد ینفیه اصحب الضلال

(قصیدہ بدءالآمالی)

لا تسئلن بنی ادم حاجة ۔۔۔ و سل الذی ابوابه لا تحجب
الله یغضب ان ترکت سؤاله ۔۔۔ و بنی ادم حین یسائل یغضب

(فیض القدیر ص ۵۵۶ ج ۱)

دعاؤں کا اثر ضرور پہنچتا ہے گمراہ لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ اپنے جیسے انسان سے اپنی حاجت نہ مانگ بلکہ اس سے مانگ جس کے دروازے ہر وقت کھلے ہیں۔ اگر تو اللہ سے نہ مانگے گا تو وہ ناراض ہو جائے گا اور انسانوں سے مانگا جائے تو ناراض ہو جاتے ہیں۔

☆ عن النعمان بن بشیر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الدعاء هو العبادة ثم قرأ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جهنم داخرین (احمد ۔ ترمذی ۔ نسائی ۔ ابن ماجه)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عین عبادت ہے۔ اس کے بعد آپ نے سند کے طور پر یہ آیت پڑھی۔ ''وقال ربکم ادعونی'' تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو اور مانگو میں قبول کروں گا اور تم کو دوں گا' جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کریں گے ان کو ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں جانا ہوگا۔

☆ عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الدعآء مخ العبادة (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دُعاء عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔

☆ عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من فتح له منکم باب الدعا فتحت له ابواب الرحمة ۔ وما سئل الله شیئا یعنی احب الیه من ان یسئل العافیه ۔ (وفی روایه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الدعاء ینفع ممانزل ومما لم ینزل فعلیکم عبادا الله

بالدعاء) (رواه الترمذی والحاکم وقال هذا حدیث صحیح الاسناد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ کو سوالوں اور دعاؤں میں سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندے اس سے عافیت کی دعا کریں (یعنی کوئی دعا اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ محبوب نہیں)۔

(حضور ﷺ نے فرمایا: دعا اس مصیبت کے لیے بھی کافی ہے جو اتر چکی اور اس کے بھی جو ابھی تک نہ اتری، اے خدا کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو)۔

☆ **عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ من لم یسئال اللہ یغضب علیہ**

(رواہ الترمذی وابو یعلی والحاکم والبخاری فی الادب وقال الحاکم ہذا حدیث صحیح الاسناد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

☆ **عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَلُوا اللہ من فضلہ فان اللہ یحب ان یسئال وافضل العبادۃ انتظار الفرج** (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات محبوب ہے کہ اس کے بندے اس سے دعا کریں اور مانگیں اور فرمایا کہ اس بات کا انتظار کرنا کہ وہ بلا اور پریشانی کو اپنے کرم سے دور فرمائے گا' اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

گناہوں کی عادت چھڑا میرے مولا — مجھے نیک انسان بنا میرے مولا
میری سابقہ ہر خطا میرے مولا — تو رحمت سے اپنی مٹا میرے مولا
تو قدرت سے اپنی بدل نیکیوں سے — ہر اِک میری لغزش خطا میرے مولا
ہو قدموں میں سرکار کے جب مرا سر — تو ایماں پہ اُس دم اُٹھا میرے مولا
تجھے تو خبر ہے میں کتنا بُرا ہوں — تو عیبوں کو میرے چُھپا میرے مولا
تو لے گا اگر عدل سے کام اپنے — میں ہوں مستحق نار کا میرے مولا
تجھے واسطہ تیری رحمت کا یا رب — جہنم سے مجھ کو بچا میرے مولا
جو رحمت تیری شامل حال ہو تو — ٹھکانہ ہے جنت مرا میرے مولا
تو مسجود میرا میں ساجد ہوں تیرا — تو مالک میں بندہ ترا میرے مولا
تو مطلوب میرا میں ساجد ہوں تیرا — مجھے دے دے اپنی وِلا میرے مولا
نہ محتاج کر تو جہاں میں کسی کا — مجھے مفلسی سے بچا میرے مولا

مجھے بھی دکھا دے تو جلوہ نبی کا یہی ہے میری التجا میرے مولا
ہے کعبے پہ نظریں عبید رضا کی ہوں مقبول ہر اک دعا میرے مولا

(محمد اویس عبید رضا)

تقدیر کو دعا ہی بڑھاتی ہے

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ادلکم علیٰ ما ینجیکم من عدوکم ویدر لکم ارزاقکم تدعون اللہ فی لیلکم ونہارکم فان الدعاء سلاح المؤمن (اخرجہ ابویعلی فی المسند، ۱/۳۴۴، الرقم: ۴۳۹ وایضاً، ۳/۳۴۶ الرقم: ۱۸۱۲ والحاکم فی المستدرک، ۱/۶۶۹ الرقم: ۱۸۱۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے تمہارا بچاؤ کرے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے؟ وہ یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دعا کیا کرو رات میں اور دن میں کیونکہ دعا مومن کا خاص ہتھیار، یعنی اس کی خاص طاقت ہے۔

☆ وعن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرد القضاء الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر (ترمذی)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تقدیر کو دعا کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو نیکی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بڑھاتی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ انداز بیان اس چیز کو ظاہر کر رہا ہے کہ بلاء اور مصیبت کے دفع کرنے میں دعا کو خاص تاثیر حاصل ہے جو کسی اور چیز کو حاصل نہیں مگر آدمی پر کسی مصیبت کے آنے کا اندیشہ ہو اور اس کو دعا کی توفیق ہو جائے تو پھر اس ذریعہ سے وہ مصیبت دور اور دفع ہو جائے گی اور اس سے وہ نجات پا جائے گا۔

☆ الدعا مفتاح الرحمۃ ۔ والوضوء مفتاح الصلوٰۃ ۔ والصلوٰۃ مفتاح الجنۃ ۔

دعا رحمت کی کنجی ہے اور وضوء نماز کی کنجی ہے اور نماز جنت کی کنجی ہے۔ (جامع الصغیر للسیوطی)

دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ، سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ سے خشوع وخضوع، ہچکیوں، سسکیوں، ندامت کے آنسوؤں کی جھڑیوں میں دعائیں کرنے کا سلیقہ وطریقہ عطا فرمائے اور اپنے خصوصی فضل وکرم اور حضور ﷺ کی شانِ رحمت کا صدقہ ہم خطا کاروں کو اپنی رحمت ومغفرت میں ڈھانپ کر شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔

حافظا وظیفہ دعا گفتن است وبس در بند آں مباش کو نشنید یا شنید

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ ان العبد لیدعو اللہ وھو علیہ غضبان فیعرض عنہ ثم یدعوہ فیقول اللہ تعالیٰ

لملائکته ابیٰ عبدی ان یدعو غیری یدعونی فعرض عنه اشهد کم انی قد استحیت له

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بندہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہونے کی وجہ سے اس سے اعراض فرماتا ہے وہ بندہ پھر اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندے نے میرے علاوہ کسی اور کے سامنے دعا کرنے سے انکار کر دیا ہے حالانکہ میں نے اس سے اعراض فرمایا ہے، اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے اس کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔(اخرجه الطبرانی فی الدعاء، ۲۸/۱، الرقم: ۲۱، وابو نعیم فی حلیة الاولیاء، ۲۰۸/۶، والدیلمی فی مسند الفردوس، ۳۷۵/۴، الرقم: ۷۰۸۸)

☆ حضرت عمر الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انی لااحمل هم الاجابة ولکن هم الدعا فاذا اتممت الدعا علمت ان الاجابة معه

مجھے قبولیت کی فکر نہیں ہوتی بلکہ دعا کی فکر ہوتی ہے، جب میں دعا پوری کر لیتا ہوں تو جان لیتا ہوں کہ قبولیت تو اس کے ساتھ ہی ہے(اخرجه الامام القسطلانی فی المواهب اللدنية بالمنح المحمديه، ۳۵۰/۳)

☆ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

الدعا لظهر الغیب افضل من الزیارة واللقاء لا نهما قد یعرض فیهما التزین والرّیاء

غائبانہ دعا زیارت وملاقات سے افضل ہے کیونکہ ان دونوں میں تکلف وریا کا خطرہ ہوتا ہے(اخرجه الشعرانی فی الطبقات الکبریٰ ۴۴)

☆ استاذ ابو علی دقاق فرماتے ہیں:

اذا بکی المذنب فقد ارسل الله

جب گناہ گار روتا ہے تو سمجھ لو کہ اس نے اللہ تعالیٰ تک اپنا پیغام پہنچا دیا(اخرجه القشیری فی الرسالة ۲۷۰)

مرا خالق مرا رازق جہاں سارے کا والی ہے ۔ اسی کی ذات اعلیٰ ہے اسی کی ذات عالی ہے
اسی نے مصطفیٰ کو نور کے سانچے میں ڈھالا ہے ۔ اسی نے انکی سیرت صورتِ قرآن میں ڈھالی ہے
اسی نے چاند وسورج آسماں تارے بنائے ہیں ۔ اسی کے پاک در کا یہ جہاں سارا سوالی ہے
اسی خالق نے ہر مخلوق کو ہے پیدا فرمایا ۔ اسی نے کی عطا ہر چیز کو صورت نرالی ہے
وہی داتا ہے دیتا دو جہاں کو نعمتیں ساری ۔ اسی نے اولیاء کو کی عطا شانِ کمالی ہے
وہی معبود ہے میرا وہی مقصود ہے میرا ۔ اسی نے دل میں میرے نعت کی ہر بات ڈالی ہے

دعا کے آداب

معمولی دنیوی بادشاہوں بلکہ ان کے ماتحت حاکموں کے سامنے درخواست پیش کرنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں غلط طریقے پر مانگنے کا نتیجہ نہ صرف محرومی ہوتی ہے، بلکہ بعض اوقات سائل حاکم کے عتاب کا شکار ہو جاتا ہے۔

مدارج السالکین ص ۳۹۱ ج ۲ پر علامہ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں:

وادب المرء عنوان سعادته وفلاحه وقلة ادابه عنوان شقاوته وبواره وما استجلب خير الدنيا والأخرة بمثل الادب ولا استجلب حرمانها بمثل قلة الادب ۔

آدمی کا باادب ہونا اس کی سعادت اور کامیابی کی علامت ہے اور بے ادب ہونا اس کی شقاوت اور ہلاکت کی دلیل ہے اور دین ودنیا کی بھلائی کا حاصل ہونا ادب پر ہی موقوف ہے اور ان سے محرومی قلت ادب کے باعث ہی ہوتی ہے۔

ادب تاجیست از فضل الٰہی بنہ برسر بروہر جاکہ خواہی

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے

اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ احکم الحاکمین کے دربارِ عالیہ میں درخواست پیش کرنے کے آداب نہ ہوں؟ چنانچہ علامہ ابن القیم مدارج السالکین ص ۳۷۸ ج ۲ پہ لکھتے ہیں:

و تامل احوال الرسل صلوٰت الله وسلامه عليهم مع الله وخطابهم وسؤالهم كيف كانت تجدها كلها مشحونة بالادب قائمة به ۔

اگر تو انبیاء علیہم السلام کے حالات اور ان کی مناجاتِ اور معروضات میں غور وفکر کرے گا کہ وہ جناب باری سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں کس انداز کے تھے تو سب کو انتہائی ادب سے متصف پائے گا۔

اور المجالس السنیہ شرح اربعین نوویہ ص ۵۷ میں علامہ شیخ احمد الفشنی فرماتے ہیں:

قال ابو علی الروزباری رحمة الله عليه العبد يصل بادبه الىٰ ربه وبطاعته الى الجنة ۔

ابو علی روزباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ادب کی وجہ سے بندہ خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور بندگی وطاعت کی بدولت جنت تک۔

اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات کو نماز سے فراغت کے بعد میں نے اپنے پاؤں کو محراب میں دراز کر دیا، تو غیب سے آواز آئی، کیا بادشاہوں کی مجالس میں بیٹھنے کا یہی طریقہ ہے، تو میں نے عرض کیا کہ اس طرح ہرگز نہیں، چنانچہ اس کے بعد میں نے ساری زندگی پھر کبھی پاؤں اس طرح دراز نہیں کیا۔

ایک عارف سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ایک بار حرم شریف میں اپنے پاؤں کو دراز کیا تو ایک خاتون نے مجھے ٹوکا اور کہا کہ ادب کے ساتھ بیٹھو، ورنہ تمہارا نام مقربین کی فہرست سے کاٹ دیا جائے گا۔ (شرح اربعین ص ۵۲، ۵۳ للفشنی)

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بہرحال اس شہنشاہ حقیقی کے دربارِ عالیہ کے بھی آداب ہیں جو قرآنِ مجید واحادیثِ شریفہ میں بیان فرما دیے گئے ہیں۔

رسالہ قشیریہ ص ۲۶۷ پہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گذرے جو رو رو کر دعا کر رہا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی۔

الٰهي لو كانت حاجته بيدي قضيتها ۔اے اللہ اگر اس کی حاجت کا پورا کرنا میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں اب تک ضرور پوری کر دیتا۔اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

انا ارحم به منك ولكنه يدعوني وقلبه عند غنمه واني لا استجيب لعبد يدعوني وقلبه عند غيري اے موسیٰ! میں تجھ سے زیادہ اس پر رحم کرنے والا ہوں بات یہ ہے کہ یہ پکارتو مجھے رہا ہے اور اس کا دل اپنی بکریوں کے پاس ہے اور میں اس بندے کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل میرے سوا کسی اور کے پاس ہو۔یہ بات موسیٰ علیہ السلام نے اس بندے کو بتائی فانقطع الى الله تعالىٰ بقلبه فقضيت حاجته۔اس نے پوری توجہ کے ساتھ دعا کی تو اس کی دعا قبول کر لی گئی۔

☆ حضرت شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الدعاء مفتاح الحاجة ومستروح اصحاب الفاقه وملجأ المضطرين ومتنفس ذوي المارب ۔

دعا حاجت کی چابی، فاقہ مسنون کے لیے راحت، مجبوروں کے لیے جائے پناہ اور حاجت مندوں کے لیے آرام گاہ ہے۔(ایضاً)

☆ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے فرمایا:

ناجواني فان لم تفعلوا فانظروا الى فان لم تفعلوا فاسمعوا منى فان لم تفعلوا فكونوا ببابى فان لم تفعلوا فانزلوا حاجتكم بى ۔

مجھ سے باتیں کیا کرو اگر یہ نہ ہو سکے تو میری طرف دیکھا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو میری باتیں سنا کرو، یہ بھی نہ کر سکو تو میرے دربار میں حاضر رہو اور یہ بھی نہ کر سکو تو دعا کی صورت میں میرے پاس اپنی ضرورتوں کو لاؤ(ایضاً)

امام قرطبی تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۳۱۱ پر رقمطراز ہیں:

قال ابن عطاء ان للدعاء اركانا واجنحة واسبابا واوقاتا فان وافق اركانه قوى وان وافق اجنحته طارفي السماء وان وافق مواقيته فازوان وافق اسبابه انجح ۔

ابن عطاء علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں دعا کرنے والے کو چاہیے کہ دعا کے ارکان، بازو، اسباب اور اس کے خاص اوقات کو ملحوظ رکھے تاکہ اس کی دعا میں طاقت پرواز پیدا ہو اور اللہ کے دربار اقدس میں پہنچ کر مژدہ اجابت لا سکے۔اب ہم دعا کے آداب کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے۔

دعاء سے محرومی

☆ حضرت ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لان احرم الدعاء اشد على من ان احرم الاجابة ۔

اگر میں دعا سے محروم کر دیا جاؤں تو یہ میرے لیے زیادہ ناگوار ہوگا بہ نسبت اس کے کہ میں قبولیت دعا سے محروم کر دیا جاؤں۔(رسالہ قشیریہ ۲۶۵)

☆ اسی میں ہے کہ بیان کیا گیا ہے حضرت یحییٰ بن سعید قطان نے خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور عرض کی: **کم ادعوك ولا تجیبنی؟** یا اللہ میں تجھے کتنا ہی پکاروں مگر تو میری پکار کا جواب ہی نہیں عطا فرماتا۔ جواب ملا: **یا یحییٰ لانی احب ان اسمع صوتك** س لیے کہ میں تیری آواز سننا پسند فرماتا ہوں۔

☆ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی الٰہی: الٰہی **کیف ادعوك وانا عاص** ۔ یا اللہ میں تجھے کیسے پکاروں، میں تو گناہ گار ہوں۔ **وکیف لا ادعوك وانت کریم** اور تجھے کیوں نہ پکاروں جبکہ تو کریم ہے

(اخرجہ القشیری فی الرسالہ ۲۶۷)

گر بظاہر ہے ہر اک کا یار اور | پر ہے باطن میں وہی کیجئے جو غور
اس کا جو یا ہے ہر اپنے طور پر | ایک سے ہے دوسرا بس بے خبر
ہے جمال حق سے ہر دل آشنا | ہر لقب میں کرتا ہے اس کی ثنا
ہے ہر اک کا ذکر اور تسبیحات اور | ڈھونڈتا ہے اس کو ہر ایک اپنے طور
سارے عالم کا وہی معبود ہے | سب کو ہر شے سے وہی مقصود ہے
ہے ہر اک کو مستی دل شوق اور | رکھتی ہے ہوں جان اس کا ذوق اور

(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)

استقبالِ قبلہ

عین العلم میں ہے **وحقہ ان یستقبل القبلة** ۔ دعا کے اداب میں سے یہ ہے کہ قبلہ کی طرف رُخ کر کے دعا مانگے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار القدسیہ ص ۵۱۱ پہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد **وحیث ما کنتم فولوا وجوهکم شطره** کے متعلق فرماتے ہیں' اس کے عموم پہ عمل کرتے ہوئے اپنی ہر مجلس میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنا چاہیے ہاں اگر مجلسوں میں دوسرے لوگ بھی موجود ہیں تو پھر ان کے حقوق کا خیال رکھیں اور انکی طرف رُخ کر کے بیٹھیں۔

طبرانی میں باسناد حسن مروی ہے **ان لکل شیء سیدا وان سید المجالس قبال القبلة** ۔ (حضور ﷺ کا ارشاد ہے) ہر شیء کا ایک سردار ہوتا ہے اور نشستوں میں سب کا سردار یہ ہے کہ انسان قبلہ رُخ ہو کر بیٹھے۔

طبرانی میں ہی ایک روایت اس طرح ہے: **ان لکل شیء شرفا وان شرف المجالس ما استقبل به القبلة** ۔ ہر چیز کا ایک شرف ہے اور مجالس کا شرف قبلہ رو ہونے میں ہے۔

زین الحلم شرح عین العلم ج ا ص ۱۰۲ پہ ملا علی قاری لکھتے ہیں: امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی **انه علیه السلام اتی الموقف بعرفة واستقبل القبلة ولم یزل یدعوا حتی غربت الشمس** حضور ﷺ میدان عرفات میں تشریف لائے اور قبلہ رو ہو کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

حاشیہ مراقی الفلاح میں نماز استسقاء کے سلسلہ میں علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

و یقوم الامام مستقبل القبلة حل دعائه لانه افضل و اقرب الاجابة ۔ (ص ۳۰۱)

امام بوقت دعا قبلہ رو کھڑا ہو کیونکہ قبلہ رُخ ہو کر کھڑے ہونا افضل بھی ہے اور دعا کے زیادہ قبول ہونے کا باعث بھی۔

مجالس السنیہ شرح اربعین نوویہ شیخ احمد الفشنی ص ۵۸ پہ لکھتے ہیں:

وقال بعضهم ما فتح الله علی ولی الاوهو مستقبل القبلة ۔

بعض علماء نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ جب بھی کسی ولی پہ معرفت کا دروازہ کھولتا ہے تو اس ولی اللہ کا منہ قبلہ ہی کی طرف ہوتا ہے۔

حکی ان رجلا علم ولدین القران علی السواء فکان احارهما یقرا وهو مستقبل القبلة فحفظ القران قبل صاحبه بسنة

حکایت میں ہے ایک شخص نے اپنے دو بیٹوں کو حفظ قرآن پاک کے لیے بیک وقت بٹھایا تو ان میں سے ایک قبلہ رُخ ہو کر یاد کرتا تھا چنانچہ اس نے اپنے بھائی سے ایک سال پہلے حفظ کرلیا۔ مزید تفصیل کے لیے تفسیر قرطبی ج ۷ ص ۲۲۴ سورۃ اعراف کا مطالعہ کریں۔

ہر شے سے اس جہاں کی جلوہ عیاں ہے تیرا — پھر بھی ہے خلق حیراں، مسکن کہاں ہے تیرا
ہے لائق عبادت بس ایک ذات تیری — سجدہ جہاں روا ہے وہ آستاں ہے تیرا
بستی ہے جس پہ خلقت وہ سب زمیں ہے تیری — ہے دور جو نظر سے وہ آسماں ہے تیرا
تیرا ہے یہ لق و دق تپتا ہوا بیاباں — پھولوں سے جو لدا ہے وہ گلستان ہے تیرا
ذرے کا ہے جو مخزن وہ ہے زمین تیری — سورج کا ہے جو مسکن وہ آسماں ہے تیرا
ساکن سمندروں میں موتی تمام تیرے — اور بہتی ندیوں میں پانی رواں ہے تیرا
اس دن سے کام میرا بگڑا نہیں ہے کوئی — جس دن سے نام ہوا ہے وردِ زباں ہے تیرا
اس بزم آب و گل میں ہر تذکرہ ہے فانی — جو ذکر جاوداں ہے وہ بے گماں ہے تیرا

(ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی)

جہت کا تعین کیوں ضروری ہے؟

نماز میں قبلہ کا تعین اور وہ بھی کعبۃ اللہ کے ضروری ہونے پہ ایک تحقیق ملاحظہ ہو، اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قوتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ (۱) قوت عقلیہ، جو مجردات و معقولات کا ادراک کرتی ہے۔ (۲) قوت خیالیہ، جو عالمِ اجسام میں تصرف کرتی ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ قوت خیالیہ قوت عقلیہ کی مقارنت و مصاحبت سے باز رہتی ہو اسی لیے جب انسان کسی ایسے امر کا تصور کرنا چاہتا ہے جو محض عقلی ہو تو وہ اس بات پر مجبور ہوتا ہے کہ اپنے ذہن میں اس امر عقلی کے لیے ایک صورت خیالیہ وضع کرے، تاکہ وہ صورت خیالیہ مدرکہ اس معنے عقلی کے ادراک کے لیے معین و مددگار ثابت ہو۔ خداوند تعالیٰ نے انسان کی اس فطرت کا لحاظ فرماتے

ہوئے اپنی عبادت کے لیے قبلہ متعین فرمایا اور اسے بمنزلہ دربار شاہی کے قرار دیا۔ پس نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا گویا دربار خداوندی میں ظاہر ہونا ہے اور قرأت و تسبیحات بمنزلہ مدح و ثناء شاہی ہیں اور رکوع و سجود و قیام و قعود خدمت شاہی میں مشغول ہونے کی مانند ہیں۔ ۲- شریعت الٰہیہ کا منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں میں باہمی کامل اتحاد و اتفاق اور الفت و موافقت ہو اور اس غرض کے لیے تمام مسلمانوں کے لیے ایک مرکز کا تعین ناگزیر تھا اور قدرتی طور پر مسلمانوں کے لیے یہ مرکز بیت اللہ الحرام ہی قرار دیا جا سکتا تھا کیونکہ مکہ مکرمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گاہ ہے خانہ کعبہ دنیا کی سب سے پہلی مسجد اور اولین عبادت خانہ ہے، جس کو حضرت آدم اور پھر حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام نے اسی مقصد کے لیے تعمیر کیا تھا پس یہ بالکل مناسب ہے کہ امت محمدیہ کے افراد اور ملت حنیفہ کے پیروؤں کے لیے اسی کو قبلہ قرار دیا گیا۔ (از افادات امام رازی) ماخوذ از قاموس القرآن ص ۳۹۵ نیز تعین قبلہ کے فلسفہ کو علامہ رشید رضا مصری نے اپنی تفسیر المنار ص ۴۶۲، ۴۶۳ ج اول میں اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا ہے طالب تفصیل وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

بوقت دعا ہتھیلیوں کا رُخ کس طرف ہو؟

دعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوئے ہتھیلیوں کا رُخ آسمان کی طرف ہونا چاہیے اور ایک روایت میں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تھے تو دونوں ہتھیلیاں ملا لیتے تھے اور ان کا رُخ اپنے منہ کی طرف رکھتے تھے۔

(زین الحلم ص ۱۰۲ ج ۱)

اس کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح اربعین نوویہ ص ۸۶، ۸۷ پر لکھتے ہیں:

جاء ایضا انه رفع یدیه وجعل ظهور هما الیٰ جهة القبلة وجعل بطونهما مما یلیه لعله لبیان الجواز ۔

یعنی آپ نے اس طرح بیان جواز کے لیے کیا ہے۔

دعا کے وقت آسمان کی طرف ہاتھ اٹھانے میں کیا حکمت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جہت سے منزہ ہیں۔

جواب ۱: یہ امر تعبدی ہے یعنی سرکاری حکم کی تعمیل ہے۔ جس طرح نماز کے اندر قبلہ رُخ ہونا اور سجدہ کی حالت میں ناک اور پیشانی کا زمین پر رکھنا امر تعبدی ہے اور آسمان دعا کے لیے بمنزلہ قبلہ ہے۔

جواب ۲: جہت سماوی کو کئی وجوہ سے فضیلت حاصل ہے آسمان ہی مہبط رزق رحمت و برکت یعنی مہبط نزول باراں ہے اور اسی سے وحی نازل ہوتی رہی اور وہی ملاء الاعلیٰ کا مسکن ہے اور وہاں ہی بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی میں جنت ہے جو مومن کی انتہائی مراد ہے اور دعا کے لیے بمنزلہ قبلہ کے ہے۔ (تعلیق الصبیح ملخصاً ص ۵۲ ج ۳)

اللہ رے کعبہ میں منگتوں کا ہے کیا عالم ۔۔۔ ہے شور و فغاں ہر دم ہے آہ و بکا ہر دم
دیوارِ اجابت پر کہتا ہے کوئی یا رب ۔۔۔ عقبیٰ کا بھلا کر دے دنیا بھی نہ ہو برہم
کچھ رکن عراقی پر ہیں عرق جبیں لیکر ۔۔۔ کچھ رکن یمانی پر روتے ہیں کھڑے پیہم
ہے گوشۂ شامی پر سجدے میں پڑا کوئی ۔۔۔ کہتا ہے نہ اب آئے تا حشر بھی شامِ غم

تو علم عطا کر دے تو رزق عطا کر دے　　ہر گھونٹ پہ کہتا ہے پی پی کے کوئی زمزم

دوسرا ادب

و یرفع یدیه حتی یری ما تحت ابطیه ضاما کفیه جاعلا بطنهما نحو السماء فهو مروی (عین العلم)

آدابِ دعا میں سے ایک ادب یہ ہے کہ دعا کے وقت ہاتھوں کو باہم ملا کر ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف اس قدر اونچا کریں کہ بغلوں کے نیچے کا حصہ دکھائی دینے لگے۔ یہی (احادیث میں) مروی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میدان عرفات میں تشریف لائے اور قبلہ رُخ ہو کر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا (مسلم)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دعا میں اس قدر ہاتھ بلند کرتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی (متفق علیہ)

اور تعلیق الصبیح ص ۵۲ ج ۳ میں ہے کہ دعا کے اندر ہاتھ اُٹھانے کی سنت اولین اور آخرین سے جاری چلی آ رہی ہے اور اس کا فلسفہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی عجز وابتہال اور تضرع کا مظاہرہ کرنا دعا کے آداب میں سے ہے تو پسندیدہ بات یہی ہے کہ اخلاص کے ساتھ قولاً وفعلاً اپنے عجز وانکسار کا اظہار کیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا اور ساتھ ساتھ اپنی احتیاج ومسکنت کا اعتراف کرنا تضرع قولی ہے اور اس کے ساتھ اللہ کی جناب میں دست سوال دراز کرنا تضرع فعلی ہے اور ان دونوں کے جمع ہونے سے اجابت دعا کی اُمید زیادہ قوی ہو جاتی ہے (انتہی)

اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح اربعین ص ۸۶ پر بیان فرماتے ہیں کہ بندے کا دعا کے وقت ہاتھ اُٹھانے سے بندہ کی ذلّت وعاجزی اور انکسار وافتقار کا عجیب مظاہرہ ہوتا ہے۔

دعا کی چار قسمیں

مبسوط سرخسی میں امام محمد بن حنفیہ علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ دعا کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) دعائے رغبت: اس میں ہتھیلیوں کے پیٹ آسمان کی طرف ہوں۔

(۲) دعائے رہبت: اس میں ہاتھوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف ہو۔

(۳) دعا تضرع: اس میں خنصر، بنصر (چھوٹی اور اس کے ساتھ والی انگلی) کو بند کرے اور وسطیٰ (درمیانی) اور ابہام (انگوٹھے) کا حلقہ بنائے اور مسبحہ (شہادت والی انگلی) سے اشارہ کرے۔

(۴) دعائے خفیہ: بندہ صرف دل ہی دل میں دعا کرے اور زبان سے کچھ نہ کہے۔ (مراقی مع الطحطاوی ص ۲۰۶)

جو دل ہے تیری یاد میں بیدار اے خدا　　وہ دل ہے رحمتوں کا سزا وار اے خدا
دینا ہے تیرے نور سے صنوبار اے خدا　　عقبیٰ ہے تیرے فیض کا گلزار اے خدا

مجھ کو بچا رہا ہے زمانے کی دھوپ سے — تیرے نبی کا سایۂ دیوار اے خدا
تو نے حسیں جہاں میں بنائے حسیں بہت — تیرا نبی ہے حسن کا شہکار اے خدا
جو ہے تیرے نبی کی محبت سے شاد کام — وہ ہے تیرے جمال سے سرشار اے خدا
مشکل میرے وجود سے مشکل میں پڑ گئی — وہ ہے کریم اور تو غمخوار اے خدا
جذبے نظر نظر کے کہاں رہ میں کھو چکے — یوسف تو ہے کدھر ہیں خریدار اے خدا
دھرتی ہی بانجھ ہو گئی روح ضمیر کی — تیرا کرم تو دیکھا گہر بار اے خدا
جلووں کا آج چاہنے والا کوئی نہیں — جانے کہاں گئے وہ طلبگار اے خدا
مجھ پر بھی معرفت کا درِ شوق کھول دے — میں بھی بنوں تیرے پیار کا بیمار اے خدا
مجرم ہے پھر بھی تیری عنایت کا حشر میں — ہو گا غلام زار بھی حقدار اے خدا

دعا میں ہاتھ کس قدر بلند کئے جائیں؟

دونوں ہاتھوں کو اس قدر اونچا کیا جائے کہ سینے یا کندھوں کے مقابل ہو جائیں اور سینے کے قریب نہ ہوں، بلکہ سامنے کی سمت میں بڑھے ہوئے ہوں اور ہاتھوں کو اٹھانے کا یہی اوسط درجہ ہے اور آنحضرت ﷺ دعا کے وقت اکثر اپنے ہاتھوں کو اتنا ہی اُٹھاتے تھے۔ باقی جن احادیث سے ہاتھوں کو زیادہ اوپر اُٹھانا معلوم ہوتا ہے۔ تو یہ صورت بعض اوقات پر محمول ہے۔ یعنی جب دعا میں بہت ہی زیادہ استغراق، مبالغہ اور محویت منظور ہوتی تھی۔ مثلاً استسقاء یا سخت آفات و مصائب کے وقت' تو اس وقت اپنے ہاتھوں کو اتنا اُٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ چنانچہ علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی ۱۷۳ پر فرماتے ہیں:

و فی الحصن الحصین و شرحه ان یرفعهما حذاء منکبیه باسطا کفیه نحو السماء لا نها قبلة الدعاء و اما ماروی انه کان یرفع یدیه حتیٰ یری بیاض ابطیه فمحمول علی بیان الجواز او علی حالة الاستسقاء ونحوها من شدة البلاء والمبالغة فی الدعاء۔

اور اسی مقام پر علامہ طحطاوی بعض افاضل سے نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ ہاتھوں کو خواہ سینے تک اُٹھایا جائے یا کندھوں تک دونوں صورتیں جائز ہیں اور ان میں معمولی تفاوت ہے، باقی علماءؒ نے لکھا ہے کہ جس مقصد و مراد کے لیے دعا مانگی جارہی ہو وہ مقصد جتنا زیادہ اہم ہو دعا کے وقت دونوں ہاتھ بھی اتنے ہی زیادہ اُوپر اُٹھانے چاہئیں۔ (تعلیق الصبیح ج ۳ ص ۵۲)

اے کہ ترے وجود سے برگ و ثمر ہیں پُر بہار — اے کہ ترے شہود سے شمس و قمر ہیں تابدار
اے کہ تیری ہی شان میں نغمہ سرا ہے جوئبار — اے کہ تیری بلندیوں کے ہیں گواہ کوہسار
اے کہ تمام خلق کا تو ہی فقط ہے غمگسار — اے کہ ترے کرم کے ہیں دونوں جہاں امیدوار
اے کہ ہر ایک شخص کو تو ہی نے دی ہے زندگی — اے کہ فقط تجھی پہ ہے ارض وسما کا انحصار
اے کہ ترے ہی لطف سے زندہ ہے ساری کائنات — اے کہ ترے ہی حسن سے سارے جہاں پہ ہے نکھار

اے کہ ترے سوا کوئی قابل بندگی نہیں! اے کہ ترے گدا ہیں سب بخت نشین وتاجدار
اے کہ ترے غلام کو کوئی بھی خوف وغم نہیں اے کہ ترے غلام پر شاہوں کے تاج ہیں نثار
اے کہ ترا کمال ہے فکر ونظر سے بھی بلند اے کہ ترے عروج سے اوج فلک بھی شرمسار
تیرے سوا اگر کوئی قابلِ فخر وقدر ہے تو وہ ترا حبیب ہی رشک ہلال و بدر ہے

دعا میں ہاتھوں کے بارے چند مسائل

(۱) پہلا مسئلہ یہ ہے کہ دعا میں ہاتھوں کو باہم ملایا جائے یا کشادہ رکھا جائے، اس کے بارے علامہ طحطاوی۔ نہر الفائق کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وفی النهر من کیفیته المستحبة ان یکون بین الکفین فرجة وان قلت

یعنی ہاتھ اٹھانے کی مستحب کیفیت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کے درمیان کشادگی کسی قدر ہونے چاہیے خواہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔

اور اس کے آگے علامہ موصوف حصن حصین کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ دعا کے آداب سے ایک یہ بھی ہے کہ دونوں ہاتھوں کو باہم ملایا جائے اور انگلیوں کا رُخ بجانب قبلہ ہونا چاہیے۔ وفی شرح الحصن والظاهر ان من الادب ایضا ضم الیدین وتوجیه اصا بعهما نحو القبلة ۔

اور آگے فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو باہم ملانا افضل اور بہتر ہے اور اگر معمولی کشادگی رکھی جائے تو بھی جائز ہے اور امام شعرانی لواقح الانوار ۷۲۹ پر فرماتے ہیں' آسمان کی طرف دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے میں حکمت یہ ہے کہ دربار خداوندی سے معنوی عطیات حاصل کرنے کے لیے ہاتھ ایک ذریعہ ہیں۔ پس دونوں ہاتھوں کو باہم اس قدر ضم کیا جائے جس طرح پانی پینے والا اپنے دونوں ہاتھوں کو باہم ملاتا ہے۔

کہتی ہے یہ پھولوں کی ردا اللہ ھو اللہ اشجار کے پتوں نے کہا اللہ ھو اللہ
بادل نے آسماں پہ لکھا اللہ ھو اللہ پربت کی قطاروں کی ندا اللہ ھو اللہ
ہو سورۂ یٰسین کہ ہو سورۂ رحمٰن قرآن کے لفظوں کی صدا اللہ ھو اللہ
کرتا ہے ثناء تیری برستا ہوا پانی دریا بھی ہے مصروف ثناء اللہ ھو اللہ
خوشبو، کرن، اجالے، دھنک اور کہکشاں واصف ہیں تیرے ارض وسما اللہ ھو اللہ
شبنم گری جو پھولوں پہ پڑھتی ہوئی ثناء بلبل نے دیکھ کر یہ کہا اللہ ھو اللہ
جب نزع کے عالم میں ہو مولیٰ یہ اجاگر وردِ زباں ہو ذکر تیرا اللہ ھو اللہ

(نثار علی اجاگر)

(۲) یہ ہے کہ کیا سیدھے ہاتھوں سے دعا کرنی چاہیے یا اُلٹے ہاتھوں سے بھی کر سکتے ہیں؟ تو اس کے بارے میں گذارش

ہے کہ دعا مانگتے وقت جب ہاتھوں کو اُٹھاؤ تو ہتھیلیوں کا رُخ آسمان کی طرف کرو جیسا کہ دعا کے وقت کا معمول ہے۔ ہاتھوں کو اُلٹ کر دُعا نہ مانگو۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظھورھما فاذا فرغتم فامسحوا بھا وجوھکم واما ما ورد فی صحیح المسلم انہ علیہ السلام جعل ظھورھما الی السماء فلعلہ من خصوصیۃ دعاء الا ستسقاء لما فیہ من الایماء الی انقلاب الاحوال کما ذکر فی تقلیب الرداء فالا ول لحصول مطلوب من النعماء والثانی لدفع ما وقع من البلاء (شرح اربعین للقاری ص ۸۶-۸۷)

جس وقت تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو اُس سے اپنے سیدھے ہاتھوں کے ذریعے مانگو اور جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر لو اور وہ حدیث جو مسلم شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جب دعا مانگی تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کر لی تو ہوسکتا ہے کہ یہ طلب بارش کی دعا کی خصوصیات سے ہو۔ کیونکہ یہ بھی ایک اچھا شگون ہے اور فال لینے کے درجہ میں ہے اور اس میں تبدیلی حالات کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ چادر پلٹ کر اچھا شگون لیا جاتا ہے۔ پس اگر کسی نعمت کی طلب کے لیے دعا کی جائے تو ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرنا چاہیے اور اگر کسی بلاء (قحط وغیرہ) کے دور کرنے کے لیے دعا مانگی جائے تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کرنا چاہیے۔

(۳) تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ کیا دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کا چہرے پہ پھیر لینا بھی مسنون ہے؟

اس بارے میں حضرت سائب ابن یزید اپنے والد مکرم سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب دعا مانگتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے تو اپنے منہ پر دونوں ہاتھوں کو پھیرتے تھے۔ (بیہقی)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ جب دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے تو انہیں اس وقت تک نہ رکھتے تھے جب تک اپنے منہ مبارک پر نہ پھیر لیتے تھے (ترمذی)

اور تعلیق الصبیح ص ۵۲ ج ۳ پر اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

و اما مسح الوجہ بھما فی خاتمۃ الدعاء فنراہ من طریق التیمن والتفاؤل و کانہ یشیرا الیٰ ان کفیہ ملئتا من البرکات السماویۃ والانوار الالھیۃ فھو یفیض منھا علی وجھہ الذی ھو اولیٰ الاعضاء بالکرامۃ

دعا کے خاتمہ پر اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا بطور تیمن اور نیک فالی کے ہے اور گویا وہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ میری ہتھیلیاں برکات سماویہ اور انوار الٰہیہ سے مملو ہو چکی ہیں اور وہ اشرف الاعضاء یعنی اپنے چہرے کو ان سے مستفیض کر رہا ہے۔ (ہکذا فی تحفۃ الاحوذی ص ۲۹ ج ۹)

(۴) چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ ولا یمسح بید واحدۃ لا نہ فعل المتکبرین (طحطاوی)

ایک ہاتھ کو چہرے پہ نہ پھیرا جائے کیونکہ یہ متکبرین کا عمل ہے۔

تفسیر روح البیان ص ۳۲۶ ج ۴ میں علامہ اسماعیل حقی افندی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات کو میں نے سخت سردی کی وجہ سے ایک ہی ہاتھ کو نکال کر دعا مانگی۔ دعا سے فراغت کے تھوڑی دیر بعد مجھ پر اونگھ طاری ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا وہ ہاتھ جو دعا کے لیے نکالا تھا، نور سے بھرا ہوا ہے اور دوسرا بالکل خالی۔ تو میں نے کہا اے میرے پروردگار! اس کی کیا وجہ ہے؟ غیب سے آواز آئی کہ جس ہاتھ کو تو نے دعا کے لیے نکالا تھا وہ تو نور سے بھر دیا گیا ہے اور جس ہاتھ کو تو نے مستور رکھا وہ محروم کر دیا گیا۔ (میں اور آپ کس کھیت کی مولی ہیں یہ تو اس مولیٰ کا کرم ہے)

لکھاں حمد اس رب کریم تائیں جنہیں میرے تے کرم کمایا اے — میری برساں دی کیتی امنگ پوری سُتے بخت نوں میرے جگایا اے
میٹوں در حبیب دی حاضری دا اوسے سوہنے نے مژدہ سنایا اے — میری آس امید دے کھیت اُتے اپنی رحمت دا ابر برسایا اے

احادیث مبارکہ

اب دعا میں خاص ہاتھوں کی کیفیت کے بارے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه

(الجامع الترمذی باب ماجاء فی رفع الایدی عند الدعا ۲/ ۱۷۴، السلسلة الصحيح للالبانی ۵۹۵)

نبی اکرم ﷺ جب دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے تو اس وقت تک نیچے نہ فرماتے تھے جب تک چہرے پر نہ پھیر لیتے۔

☆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا دعا فرفع يديه ومسح وجهه بيديه

(السنن لابی داؤد باب الدعا ۱/ ۲۰۹، المسند لاحمد بن حنبل ۴/ ۲۲۱، كنز العمال للمتقی ۴۲/۷، ۱۸۰۱۴)

حضور ﷺ جب دعا کرتے تو دونوں ہاتھ اُٹھاتے اور پھر چہرۂ انور پہ پھیر لیتے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا رفعتم ايديكم الى الله تعالىٰ ودعوتم وسالتموه حوائجكم فامسحوا ايديكم على وجوهكم فان الله تعالىٰ حيي كريم يستحي من عبده اذا رفع يديه وسأل ان يردهما خائبين فامسحوا هذا الخير على وجوهكم

جب تم اپنے رب کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرو تو پھر انہیں اپنے چہرے پہ پھیر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ حیا والا ہے کرم فرمانے والا ہے جب بندہ اپنے ہاتھ اُٹھا کر سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے ہاتھ خالی پھیرنے سے حیا آتی ہے، پس خیر کو اپنے چہروں پہ مل لو۔

یعنی اللہ تعالیٰ ہاتھ خالی نہیں پھیرتا، کسی طرح کی بھلائی اور خیر و خوبی خواہ وہی خیر جس کے لیے دعا کی یا دوسری نعمت ضرور مرحمت فرماتا ہے بنظر اس نعمت و برکت کے دعا کے بعد منہ پہ ہاتھ پھیرنا مقرر ہوا۔ (ذیل المدعا ص ۳۱ - از اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

☆ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: (اس سے پہلے بھی یہ حدیث شرح اربعین لعلی قاری کے حوالے سے گزر چکی)

سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظھورھما فاذا فرغتم فامسحوا بھما وجوھکم

(السنن لابی داؤد باب الدعاء ۱/۲۰۹، مشکوٰۃ المصابیح ۲۲۴۳)

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے وقت ہتھیلیاں اوپر رکھو، ہتھیلیوں کی پشت آسمان کی طرف نہ ہو اور جب (دعا سے) فارغ ہو جاؤ تو چہروں پر ہاتھ پھیر لو۔

مالک ہر کمال تیری ذات دائما لازوال تیری ذات
تو ہے قہار تو ہی ہے غفار سراپا جلال وجمال تیری ذات
دینوی و اخروی ہر مرحلے میں لے گی مجھ کو سنبھال تیری ذات
حدِّ ادراک سے ہے تو آگے ماورائے خیال تیری ذات
ہر زمانے کا تو ہی خالق ہے استقبال وحال تیری ذات
تو ہے نزدیک تر رگِ جاں سے سنتی ہے ہر سوال تیری ذات
عالم غیب داں، خبیر وعلیم آشنائے مآل تیری ذات
تو مکان وجہت سے یکسر پاک اے کہ بے خد وخال تیری ذات
عقل نیّر میں تو سمائے کہاں بیروں از قیل وقال تیری ذات

تیسرا ادب

دون العین فھو منھی عنہ۔ دعا کے وقت اپنی نگاہ آسمان کی طرف نہ اُٹھانا کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے۔ (عین العلم)

زین الحلم شرح عین العلم ص ۱۰۲ ج ا میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس قول کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

لینتھین اقوام عن رفع ابصارھم الی السماء ...... او لتخطفن ابصارھم۔

لوگ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف بوقت دعا اُٹھانے سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نگاہیں اُچک لی جائیں گی۔

اور علامہ طحطاوی ص ۱۷۳ پر فرماتے ہیں:

و یکرہ ان یرفع بصرہ الی السماء لما من ترک الادب وتوھم الجھۃ وقد نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک کما فی شرح الحصن الحصین۔

دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ ایک تو اس میں ترک ادب ہے اور نیز اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے ایک جہت کی تعیین کا ابہام بھی لازم آتا ہے اور جناب رسول خدا ﷺ نے بوقتِ دعا آسمان کی طرف نگاہ

اُٹھانے کو منع فرمایا ہے جیسا کہ حصن حصین کی شرح میں مذکور ہے۔

یا خدا التجا ہے یہ میری ان کی جلووں میں یوں موت آئے
جان قدموں میں نکلے نبی کے اور وہیں مجھ کو دفنایا جائے
لے کے ہاتھوں میں پیارے نبی کو کہہ رہی تھی یہ دائی حلیمہ
اللہ اللہ چہرہ نبی کا جو بھی دیکھے وہ قربان جائے
عظمت مصطفیٰ کیا بیان ہو شان میرے نبی کی نہ پوچھو
بہر تعظیم سارا زمانہ جن کی چوکھٹ پہ سر کو جھکائے
ہے سہارا ہمیں مصطفیٰ کا چھوڑ دے چھوڑتی ہے تو دنیا
ہم سے دامن نبی کا نہ چھوٹے چاہے سارا جہاں چھوٹ جائے

(پرنم صاحب)

دعا کو حمد و درود سے شروع کیا جائے

ویفتتح بالتحمید والصلوٰة ویختم بهما لکونهما مقبولین فلا ترد حاجته فی البین ۔

آداب دعا سے ایک (چوتھا ادب) یہ ہے کہ دعا کو حمد اور درود شریف سے شروع کرے اور ان ہی پر ختم کرے اس لیے کہ حمد و درود ہر دو اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ مقبولیت رکھتے ہیں۔ پس ان کے درمیان واقع ہونے والی دعا رد نہیں کی جاتی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ دعا کو خدا کی حمد و ثناء سے شروع کرے یعنی اوّل ہی اپنی حاجت کو پیش کرنا شروع نہ کردے۔

اور زین الحلم (ص ۱۰۲، ج ۱) میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے جیسا کہ سورہ فاتحہ میں پہلے خدا تعالیٰ کی حمد واقع ہوئی ہے۔ نیز حدیث شریف میں بروایت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ وارد ہے کہ حضور ﷺ دعا مانگنے سے پہلے سبحٰن ربی الاعلی الوھاب فرمایا کرتے تھے۔

تفسیر مراح لبید (ص ۲۴۷، ج ۲) میں آیت

ربنا وسعت کل شیء رحمة وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلك وقهم عذاب الجحیم ؕ

اے رب ہمارے! تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو شامل ہے، تو ان لوگوں کو جو توبہ کر چکے ہیں اور تیری راہ پر چلتے ہیں بخش دے اور نیز ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے۔

اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں۔

هذا دلیل علی ان السنة فی الدعاء ان یبدأ فیه بالثناء علی الله ثم یدعوا عقبه فان الملئکة لما عزموا علی الدعاء للمؤمنین بدوا بالثناء فقال ربنا وسعت کل شیء رحمه وعلماً (انتهی)

یہ دلیل ہے اس بات کی کہ دعا میں سنت یہ ہے کہ دعا کو حمد باری تعالیٰ سے شروع کیا جائے اس کے بعد اپنے مطلب کو پیش کیا جائے۔ اس لیے کہ حاملین عرش فرشتوں نے جب مومنین کے لیے دعا مانگنے کا عزم کیا تو پہلے خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی چنانچہ انہوں نے کہا اے پروردگار ہمارے تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کو شامل ہے۔

لائق حمد تیری ذات کہ محمود ہے تو

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو بلند و بالا اور بزرگی والا ہے، سب خوبیوں والا ہے، پیدا کرنے والا اور لوٹانے والا ہے، اپنے ارادے کو پورا کرنے والا ہے، اپنے جلالِ کبریائی میں یکتا ہے، جس کی کوئی کیفیت وحد بندی نہیں، اس کے ملک کی کوئی ابتدا ہے نہ انتہا، اس نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا اور ہدایت کی طرف رہنمائی کے لیے ان کو صحیح راستوں پر چلایا، اور انہیں اپنی پسندیدہ صورت پر پیدا فرمایا اور ہمیشہ کی زندگی اور نعمتوں والی جنت کی بشارت عطا فرمائی، نگاہِ عبرت عطا فرمائی، اور عذاب جہنم اور وعیدوں کے ذریعے اسے ڈرایا اور انسان پر اپنا شکر ادا کرنا لازم فرمایا اور انہیں اپنے مزید فضل و کرم کی ضمانت عطا فرمائی اور ان پر موت مقرر کردی پس اس سے کسی کو چھٹکارا نہیں اور نہ ہی بھاگنے کی کوئی جگہ ہے۔ اس نے کتنے دوستوں کو اپنے دوستوں کی جدائی پر رلایا؟ کتنے بچوں کو یتیم کیا اور انہیں آہ و بکا اور گریہ وزاری میں مبتلا فرمایا؟ وہ انسان کو موت دینے کے بعد نہ ظاہر کرتا ہے نہ واپس لوٹاتا ہے، اس نے اہلِ دنیا پر موت مقرر فرمائی اور ہر آزاد و غلام کو تقدیر کے تیروں کا ہدف بنایا، اور چاند کی منازل کو اس سے دور کر دیا، اور طائرِ روح کو قفسِ عنصری سے جدا کر دیا۔ انسان کو زندگی کی لذت کے بدلے قبر کی بے کیف و مکدر زندگی دی۔ پس بادشاہ اور محتاج و غنی سب کے سب فقر اور موت میں برابر ہیں۔

پاک ہے وہ ذات جس نے ہر جابر و سرکش کو موت کی ذلت میں گرفتار کیا اور ہر باطل پرست کو توڑ دیا، ان کو وسیع محلوں سے تنگ قبر میں ڈال دیا، ان کی لمبی مدت کی رسی کو کاٹ کر ان کے آباء و اجداد کو ان سے لے لیا اور بچوں کو پنگھوڑوں سے اٹھایا اور قبر کو ان کا ٹھکانہ بنادیا۔ ان کے چہرے مٹی میں مل گئے۔

ہے تیرے ہی واسطے ہر ثنا کہ نہاں بھی تو ہے عیاں بھی تو
ہے تیری ہی ذات تو ہر جگہ کہ یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو
تیری ذات ہی کی تجلیوں سے ہیں دو جہاں میں یہ تابشیں
کہ ہے نور بزم مکاں بھی تو کہ ہے "ناز" بزم جہاں بھی تو
میرے لفظ لفظ میں ہے نہاں تیرا ماجرا تیری داستاں
کہ ہے روح ذکر و بیاں بھی تو کہ ہے جان فکر و فغاں بھی تو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دعا مانگے اسے چاہیے کہ پہلے مجھ پر درود بھیجے، کیونکہ درود کی قبولیت تو ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ بعید ہے کہ دو دعاؤں (درود بھی دعا ہے) میں سے ایک کو قبول فرمالے اور دوسری کو رد فرمادے۔

اور ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی کوئی حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہے تو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی حاجت مانگے اور خاتمہ دعا بھی درود پر کرے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا کے اول و آخر درود کو قبول فرمائے گا اور اس کے کرم سے یہ بعید ہے کہ درمیانی بات لورد فرمادے۔ (زین المحلم ص ۱۰۲، ۱۰۳، ج ۱)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے وقت اپنی حاجت پیش کرنے سے پہلے ہم کو خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء

اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کا اہتمام ضرور کرنا چاہیے اور حاجت پیش کرنے سے پہلے حمد و ثناء درود و سلام ہے پس جب ہم خدا کی حمد کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوگا اور جب آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجیں گے تو آپ بارگاہ ایزدی میں ہماری حاجت کے پورا ہونے کے لیے سفارش فرمائیں گے۔

لانسئل اللہ تعالیٰ شیئاً الا بعد ان نحمد اللہ تعالیٰ ونصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذلک کالھدیۃ بین یدی الحاجۃ ۔ وقد قالت عائشۃ رضی اللہ عنھا مفتاح قضاء الحاجۃ الھدیۃ بین یدیھا ۔ فاذا حمدنا اللہ تعالیٰ رضی عنا ۔ واذا صلینا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم شفع لنا عند اللہ فی قضاء تلک الحاجۃ ۔ (لواقح الانوار القدسیہ ص ۲۸)

سورج میں چمک تیری مہتاب نشان تیرا — تاروں کی تجلی میں جلوہ ہے عیاں تیرا
پھل پھول شجر کانٹے کرتے ہیں ثناء تیری — چہکار میں چڑیوں کی ہوتا ہے بیاں تیرا
بہتے ہوئے پانی سے آتی ہے صدا تیری — مچھلی کی زباں پر بھی ہے نام رواں تیرا
ہر ادنیٰ واعلیٰ کو دیتا ہے تو ہی روزی — ہے شکر ادا کرتی ہر ایک زباں تیرا
ہر چیز میں پنہاں ہیں جلوے تیری قدرت کے — ہر شے کی حقیقت پر غالب ہے گماں تیرا
سورج میں چمک تیری مہتاب نشان تیرا — تاروں کی تجلی میں جلوہ ہے عیاں تیرا

حمد باری تعالیٰ کے فضائل

عن جابرؓ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعآء الحمد للہ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور خدا کو پکارنے کا سب سے افضل کلمہ الحمد للہ ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

ترجمان السنہ (ص ۵۶، ج ۲) میں اس حدیث کے فوائد و حواشی میں لکھتے ہیں کہ الحمد للہ کا افضل دعا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دعا کا لفظ عربی زبان میں اُردو کے استعمال سے ذرا جداگانہ ہے۔ عربی میں دعا کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے پکارنے کو کہتے ہیں اور اس ذات بے نیاز کو اپنے طرف متوجہ کرنے کے لیے اس کی تعریف سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں اسی لیے سورۃ فاتحہ کو الحمد للہ سے شروع کیا گیا ہے۔ (انتہی) اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بہت پسند ہے۔
آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر دنیا ساری میری امت میں کسی کے ہاتھ میں ہو اور وہ الحمد للہ کہے تو یہ کہنا اس سے افضل ہے۔

زباں پہ کیا ہو تیری حمد اور ثنا کے سوا — مجھے تو کچھ نظر آتا نہیں فنا کے سوا (اکبر)

حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تخت پر پرواز کر رہے تھے جب تخت سلیمانی پر ایک کسان کی نگاہ پڑی تو فرطِ

حیرت سے پکار اٹھا۔ سبحن اللہ لقد اوتی ال داؤد ملکا ۔ سبحن اللہ لقد اوتی ال داؤد ملکا ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد کو کیسی بہترین سلطنت سے نوازا ہے۔

سبحان اللہ! کسان کا یہ جملہ معجزانہ طور پر بذریعہ ہوا آپ تک پہنچا، تو آپ نے تخت اتارا اور کسان کو بلا بھیجا اور فرمایا۔

ماذا قلت؟ تو نے ابھی کیا کہا تھا؟

تو اس نے عالم حیرت میں جو جملہ کہا تھا (سبحان اللہ) اس کا آپ کے سامنے اعادہ کیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

تسبیحۃ واحدۃ یقبلھا اللہ تعالیٰ خیر مما اوتی ال داؤد (روح المعانی ص ۱۷۵، سورۃ نمل)

ایک بار سبحان اللہ کہنا جس کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت بخشا ہو تو یہ تسبیح بارگاہِ خداوندی سے جو کچھ آلِ داؤد علیہ السلام کو عنایت کیا گیا ہے اس سے بہتر ہے۔

پس از سی سال این معنٰے محقق شد با خاقانی ۔۔۔ کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

حمد باری تعالیٰ از شیخ عزالدین مقدسی

یا رب میری سوئی ہوئی تقدیر جگا دے ۔۔۔ آنکھیں مجھے دی ہیں تو مدینہ بھی دکھا دے
سننے کی جو قوت مجھے بخشی ہے خداوندا! ۔۔۔ پھر مسجد نبوی کی آذانیں بھی سنا دے
حوروں کی نہ غلماں کی نہ جنت کی طلب ہے ۔۔۔ مدفن میرا سرکار کی بستی میں بنا دے
مدت سے میں ان ہاتھوں سے کرتا ہوں دعائیں ۔۔۔ ان ہاتھوں میں اب جالی سنہری وہ تھما دے
منہ حشر میں مجھ کو نہ چھپانا پڑے یا رب ۔۔۔ مجھ کو اپنے محبوب کی چادر میں چھپا دے
عشرت کو بھی اب خوشبوئے حسان عطا کر ۔۔۔ جو لفظ کہے ہیں انہیں تو نعت بنا دے

سب خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جو حق کو ظاہر فرمانے والا ہے، اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ بندے کی سعادت وشقاوت اسی کے دستِ قدرت میں ہے، گناہوں کو مٹانے والا، پردہ پوشی فرمانے والا، دلوں کی پیاس بجھانے والا، اپنے عشق کی بیماری لگانے والا اور پھر اس سے شفا دینے والا ہے، غموں کو دور کرنے والا، بادل کو پیدا کرنے والا اور اسے بھیجنے والا ہے۔ بجلی کو چمکانے والا اور اس سے روشنی ظاہر کرنے والا ہے، بجلی کو گرج کی آواز دینے والا ہے، درختوں کو پتے دینے والا اور انہیں پروان چڑھانے والا ہے، کلیوں کو حسن اور خوبصورتی دینے والا ہے، پھلوں کو کڑوا اور میٹھا بنانے والا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی تصویر بنانے والا اور اسے غذا دینے والا ہے، حق کو ثابت کرنے والا اور اسے باقی رکھنے والا ہے، باطل کو غلط ثابت کرنے والا اور مٹانے والا ہے۔ اس نے مخلوق کو اپنی پہچان کرائی تو اس کے بندے حیران و پریشان ہو گئے اور اس کی معرفت کی راہیں دشوار ہو گئیں اور سالکین نے میدانوں میں بستر جما دیئے اور پھر عقلوں کی طرف مائل ہوئے تو عقلوں نے جواب دیا: ہم تو یہ بھی نہیں جانتیں کہ ہم کہاں سے آئیں، تو سالکین نے فکروں کی طرف اپنا قاصد بھیجا مگر وہ ایسی جگہ بھٹک گیا جہاں ہر سمجھ دار بھی بھٹک جاتا ہے۔ پھر انہوں نے

عقلوں کے ساتھ بصیرتوں کے چراغ روشن کئے اور نورِ ایمان کے ساتھ رہنمائی حاصل کی، جب بھی چراغ ان کے لیے روشن ہوتے ہیں تو وہ چلنے لگتے ہیں۔ جب وہ عرفان کی منزل تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی ان کے لیے غیر مانوس ہوگئی اور اس کی کبریائی اُن سے چھپ گئی۔ پھر وہ دلوں کی طرف پلٹے تو دلوں نے کہا: ہم تو ہر عیب سے منزہ ومبرہ عزوجل کے گھر ہیں، اور گھر والا ہی اس میں موجود شئے کے متعلق زیادہ جانتا ہے۔

پھر انہوں نے اسمائے الٰہیہ عزوجل سے رہنمائی چاہی تو اسماء نے جواب دیا: ہم تو اس کو نام دینے کی طاقت نہیں رکھتے پھر وہ صفات کی طرف متوجہ ہوئے تو صفات نے بھی یہی کہا کہ ہم اسے ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں پھر وہ کلمات کی طرف بڑھے تو کلمات نے کہا: ہم تو صرف کلمات ہیں جو وحی کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے عرش سے التماس کرتے ہوئے عرض کی: ''کیا تو اپنے قرب کے سبب اس کی ذات تک پہنچا سکتا ہے یا اس کے قریب کرسکتا ہے؟'' تو مدہوشی میں ڈوبے ہوئے اور حیرت میں فنا عرش نے انہیں پکار کر کہا: ''میں اس کا احاطہ نہیں کرسکتا کہ اس کی پہچان حاصل کرسکوں، اور میں اس کو اٹھائے ہوئے نہیں کہ اس کے متعلق کچھ بتا سکوں، میں اس کے ساتھ ملا ہوا بھی نہیں کہ میرا مقام اس سے قریب ہو اور نہ اس سے جدا ہوں کہ میرا مقام اس سے دور ہو۔ یقیناً تم نے مجھ سے ایسے امرِ کا سوال کیا ہے جو میں نہیں جان سکتا اور تم نے ایسے راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ میں بھی ہمیشہ اس کی تلاش اور سراغ میں رہا مگر مجھے حیرت اور بھٹکنے کے سوا کچھ نہ ملا۔'' یہ سن کر سالکین کہنے لگے: ''اگر تو بھی اس کی معرفت حاصل نہ کرسکا تو اس بلند وبرتر ذات سے تیرے قرب کا کیا فائدہ! حالانکہ لوگوں نے تو تجھے بلند رتبہ قرار دیا ہے؟''

تو عرش بولا: ''میرا اللہ عزوجل سے ایسا ہی قرب ہے جیسا سانس کا اپنی نالیوں سے ہے اور میری اس سے ایسی ہی دوری ہے جیسی تیر چلانے والے سے تیر کی ہوتی ہے، میں اس کی بارگاہ میں ایسا ہی حقیر ہوں جیسے غلام اپنے مالکوں کے سامنے ہوتا ہے، مجھے بھی اس کا اتنا ہی اشتیاق ہے جتنا عاشق کو اپنے محبوب سے ملاقات کے ایام کا شوق ہوتا ہے۔'' انہوں نے دوبارہ کہا: ''پھر تو رب عزوجل کے متعلق کیا کہتا ہے؟'' تو عرش کہنے لگا: میں وہی کہتا ہوں جو اس کی تلاش میں سرگرداں اور اپنی اُمیدیں نہ پانے والا کہتا ہے۔'' سالکین نے کہا: ''جب تُو اس کی تعریف کرے تو ہر عیب سے اس کی پاکی بیان کر اور کسی شئے کو اس کے مشابہ قرار دینے سے بچ اور یوں کہہ: وہ ایسا اوّل ہے کہ کوئی اوّل اس کا ثانی نہیں اور ایسا آخر ہے کہ کوئی آخر اس کے قریب نہیں، ایسا ظاہر ہے کہ کوئی ظاہر اس کے مشابہ نہیں، ایسا باطن ہے کہ کوئی باطن اس کی برابری نہیں کرسکتا، ایسا دور ہے کہ کوئی مسافت اس جتنی نہیں ہوسکتی، ایسا قریب ہے کہ تو جب چاہے اس سے ملاقات کرلے، ایسا واحد ہے کہ کوئی واحد اس کے مقابل نہیں، وہ ایسا یکتا ہے جس کی کوئی انتہا نہیں کہ اس کی حد ختم ہوجائے، اگر تو اس سے خالص دوستی رکھے تو وہ تجھے اپنے پسندیدہ جام سے پاک وصاف شربت پلائے گا اور اگر اس کی محبت کا جام پی لیا جائے تو پینے والا دوسروں کو پلانے والا بن جاتا ہے۔

یا الٰہی! میرا مقصود بس تو ہی تو ہے، اور تاریکیوں میں میرے لیے نور اور روشنی ہے۔ یا الٰہی! تیرے تو میرے علاوہ بھی بہت بندے ہیں مگر میرے لیے تیرے سوا کوئی نہیں، میں نے جہالت کے سبب تیری نافرمانی کی اور برے افعال کے باوجود تجھ سے دعا کی پھر بھی تو نے اپنے فضل وکرم سے میری دعا قبول فرمائی اور میں نے تیری طرف رجوع کیا تو تُو نے میری اُمید پوری کردی،

میں نے تیری بارگاہ میں اپنے دل کی بیماری کا شکوہ کیا تو تُو نے میری تکلیف زائل فرمادی اور مجھے فوراً شفا عطا فرمادی، کتنے ہی خطرات اور مشکلات نے مجھے گھیرا مگر تو نے میری بھرپور اعانت کی اور دشمنوں کے خلاف میری مدد فرمائی۔ اے مشکلات اور تکالیف میں میری اُمید گاہ! تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں۔ (الروض الفائق فی المواعظ والرقائق للشیخ شعیب حریفیش المتوفی ۸۱۰ھ)

درود وسلام بہ بارگاہ خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی ط یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماO

(پ۲۲، الاحزاب:۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "سید عالم ﷺ پر درود وسلام بھیجنا واجب ہے، ہر ایک مجلس میں آپ ﷺ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں، اور نماز کے قعدۂ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے، اور آپ ﷺ کے تابع کر کے آپ ﷺ کے آل واصحاب و دوسرے مومنین پر بھی درود بھیجا جا سکتا ہے یعنی درود شریف میں آپ ﷺ کے نام اقدس کے بعد ان کو شامل کیا جا سکتا ہے اور مستقل طور پر حضور کے سوا ان میں سے کسی پر درود بھیجنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: درود شریف میں آل واصحاب کا ذکر متوارث ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر مقبول نہیں۔ درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تکریم ہے۔ علماء نے اللھم صل علی محمد کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یا ربّ! محمد مصطفےٰ ﷺ کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اوّلین وآخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء مرسلین وملائکہ اور تمام خلق پر اُن کی شان بلند کر کے۔

مسئلہ: درود شریف کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں، حدیث شریف میں ہے: سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب درود بھیجنے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ مسلم کی حدیث شریف میں ہے: جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار بھیجتا ہے۔ ترمذی کی حدیث شریف میں ہے: بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے۔

اللہ زاد محمدًا تکریما ۔۔۔ حباہ فضلا من لدنہ عظیما

واختارہ فی المرسلین کریما ۔۔۔ ذا رأفۃ بالمؤمنین رحیما

صلوا علیہ وسلموا تسلیما

یـا امة الهـادی خـصـصـتـم بـالـوفـا — بیـن الـوری والـصـدق ایـضـا والصفا
صـلـوا عـلـی الـنبی الهادی المصطفیٰ — فـالله قـد صـلـی عـلـیـه قـدیـمـا
صـلـوا عـلـیـه وسـلـموا تسليما

فـمـتـی اری الـحـادی یبشـر بـاللقا — و یـضـمـنـا بـاب الـمحصب والنقا
واری ضـریـح الـمـصـطـفیٰ قد اشرقا — مـولـیٰ رحیـمـا لا یـزال حـلیـمـا
صـلـوا عـلـیـه وسـلـموا تسليما

ثـم الـرضـا عـن الـه الـکـرمـاء — وکـذالك عـن اصـحـابـه الـخـلـفـاء
فهـمـو هـمـو دیـنـی وعـقـد ولائی — قـومـا تـراهـم فـی الـمـعـاد تجوما
صـلـوا عـلـیـه وسـلـموا تسليما

ترجمہ: (۱)......اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت بڑھائی اور اپنی طرف سے فضلِ عظیم عطا فرمایا اور آپ ﷺ کو تمام رسولوں میں کرم والا بنایا۔ یہ مومنین کے ساتھ مہربان اور رحیم ہیں، پس اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۲)......اے ہادی ﷺ کی اُمت! تمہیں تمام مخلوق میں سے وفا اور صدق وصفا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے پس تم ہدایت دینے والے نبی ﷺ پر درودِ پاک پڑھو، کیونکہ اللہ عزوجل بھی آپ ﷺ پر ہمیشہ درود بھیجتا ہے لہٰذا تم بھی اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۳)......میں کب حبیبِ خدا عزوجل ﷺ کے دیدار کی خوشخبری دینے والے سوار کو پاؤں گا جو ہمیں بابِ محصب اور ریت کے ٹیلوں کی جانب لے جائے گا اور میں مزارِ مصطفیٰ ﷺ کا دیدار کراؤں گا جس کو رحیم وحلیم مولیٰ نے منور فرما دیا ہے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(۴)......پھر اللہ عزوجل آپ ﷺ کی کریم آل اور آپ ﷺ کے خلفائے راشدین صحابہ کرام علیہم الرضوان سے راضی ہو، وہ میرا دین اور میری محبت کی گرہ ہیں، وہ ایسے لوگ ہیں کہ تم انہیں بروزِ قیامت ستاروں کی طرح دیکھو گے۔ پس ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

دعا کی قبولیت کے لیے درود شرط ہے

نا قبولِ بارگاہ حق کبھی ہوتا نہیں — غور کے قابل ہے یہ تخصیص وتفرید درود
خود خدا بھی اور کرتے ہیں فرشتے بھی یہ کام — اہل ایمان کو بھی ہے تلقین وتاکید درود
بڑھ رہی ہے دن بدن توقیر وتقدیس سلام — اوج پر ہر روز ہے تجلیل وتمجید درود
اسکی برکت سے عطا ہوتی ہے ہر غم سے نجات — مشکلیں آسان ہوتی ہیں یہ تائید درود
دائمی لطف خدا ومصطفیٰ پائے گا وہ — بھا گیا جس دیدہ ور کو حسنِ جاوید درود

حضرت فضالہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اُس نے نماز پڑھی پھر اس نے دعا مانگنا شروع کر دی یا اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نمازی تو نے جلدی کی ہے لہٰذا جب تو نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کیا کر پھر مجھ پر درود پڑھا کر پھر اللہ سے جو چاہے مانگ قبول ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی وہاں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے جب میں نماز پڑھ کر بیٹھا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر میں نے نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھ کر دعا کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **سل تعطہ** تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا ابن عطا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعا کے ارکان بازو اور اوقات ہوتے ہیں اگر ارکان موافق ہوں تو دعا قوی ہو جاتی ہے اور اگر اوقات موافق ہوں تو دعا جلد قبول ہو جاتی ہے اور اگر اسباب موافق ہوں تو دعا مقصود تک جلد پہنچ جاتی ہے۔

دعا ندا ہے فریاد ہے پکار ہے اپنے رب کے سامنے بے بسی کا اظہار ہے دعا کے ارکان حضوری قلب گڑگڑانا حق تعالیٰ سے تعلق اور ماسوی اللہ (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) سے قطع تعلق۔ دعا کے بازو صدق واخلاص۔ دعا کے اوقات وقت سحر اور اس کی اسباب نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق (لٹکی) رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔

فضائل درود شریف

درود شریف کے فضائل میں تو علماء کرام کی مستقل تصانیف موجود ہیں۔ یہاں ان کو درج کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مختصراً اتنی بات کہے دیتا ہوں کہ جناب سرورِ کائنات ﷺ رحمت دوجہاں ہیں۔ ان کے ساتھ جس قدر تعلق ہوگا اسی قدر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

☆ حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا:

یا ابا کاهل من صلی علیٰ کل یوم ثلاث مرات و کل لیلة ثلاث مرات حبابی و شوقا الی کان حقا علی الله ان یغفر له ذنوبه تلك اللیلة و ذلك الیوم ۔

جو شخص بھی تین مرتبہ دن کو اور تین دفعہ رات کو مجھ پر شوق اور محبت کے ساتھ درود شریف بھیجتا ہو اللہ تعالیٰ اس بندے کے اس رات اور دن کے گناہوں کو بخشنا اپنے اوپر واجب فرمالیتا ہے۔ (اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر، ۳۶۲/۱۸، الرقم: ۹۲۸، والمنذری الترغیب والترهیب ۲۲۸/۲، الرقم: ۲۵۸، والهیثمی فی مجمع الزوائد ۲۱۸/۴، والعسقلانی فی الاصابه، ۳۴۰/۷، الرقم: ۱۰۴۴۱)

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی حین یصبح عشر او حین یمسی عشرا ادرکته شفاعتی یوم القیامة ۔ (الترغیب والترهیب، ۲۶۱/۱، الرقم: ۹۸۷) جو شخص صبح وشام مجھ پہ دس مرتبہ درود بھیجے گا اُسے قیامت کے دن میری شفاعت نصیب ہو

گی۔

ذکر چھڑتا ہے جب شفاعت کا بات اتنی سمجھ میں آتی ہے
اپنی نسبت سے کوئی کچھ بھی نہیں ان کی نسبت ہی کام آتی ہے
ان کی رحمت کا سہارا پا کر اک نئی روح دوڑ جاتی ہے
جب سہارے فریب دیتے ہیں ان کی رحمت گلے لگاتی ہے

☆ حدیث شریف میں وارد ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے ہاں زیادہ مقرب تم میں سے وہ شخص ہے جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے۔

بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ ص ۴۶، ج ۴ میں ہے:

النبی وسیلة الی اللہ تعالیٰ والصلوٰة افضل الوسائل الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ تو جناب رسول اللہ ﷺ ہیں اور جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے کا بہترین وسیلہ درود شریف ہے۔

اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض عارفین سے نقل کیا ہے کہ درود شریف کے ذریعے بلا واسطہ شیخ و مرشد قرب الٰہی نصیب ہو جاتا ہے، کیونکہ درود شریف کے ذریعے سے ذاتِ نبوت سے براہِ راست تعلق پیدا ہو جاتا ہے بخلاف دوسرے اذکار کے کہ ان پر شیطان کی مداخلت سے بچنے کے لیے شیخ و مرشد سے تعلق ضروری ہے ورنہ اُن اذکار کی برکت سے محرومی ہوتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول جمیل میں فرماتے ہیں۔ مجھے میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روزانہ درود شریف پر مداومت کرنے کی وصیت فرمائی اور انہوں نے فرمایا کہ ہم نے جو کچھ بھی پایا وہ اسی درود شریف کی وجہ سے پایا۔ الفاظ یہ ہیں ہــــا

وجدنا ما وجدنا (انتہی)

حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور انور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں سارا وقت جناب پر درود ہی پڑھتا رہوں۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے یوں کر لیا تو تیری ساری پریشانیاں دُور ہو جائیں گی اور تیرے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔

(نوٹ) درود شریف کے فوائد کا جامع بیان لوامع الانوار القدسیہ ص ۲۸۶ میں اور ابن القیم کی جلاء الافہام اور علامہ سخاوی کی القول البدیع میں ملاحظہ فرمائیں۔ اکبر مرحوم نے اپنے کلام منظوم میں کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

ہے یہ وہ نام خاک کو پاک کرے نکھار کر ہے یہ وہ نام خار کو پھول کرے سنوار کر
ہے یہ وہ نام ارض کو کر دے سما اُبھار کر اکبر اسی کا ورد تو شوق سے بے شمار کر

صلی علی محمد، صلی علی محمد

حالت ملک وقوم پر ہوں شب وروز بے قرار دین سے دل کو پھیر دے ایسے سبب ہیں بیشمار

مرکز طبع کیا بنے جس سے ہو کم یہ انتشار آئی صدا فلک سے یہ، پڑھ تُو اسی کو بار بار

صلی علی محمد، صلی علی محمد

آذان کے بعد دعا و درود

عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضى الله عنهما انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلاة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت له الشفاعة .

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو پس جو بھی شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے وسیلہ طلب کرو بے شک وسیلہ جنت میں ایک منزل ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک کو ملے گی اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ سو جس نے اس (مقام) وسیلہ کو میرے لیے طلب کیا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔'' (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يسال الله له الوسيلة، ۲۸۸/۱، الرقم: ۳۸۴، والترمذي في السنن، كتاب المناقب، باب في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، ۵/۵۸۶، الرقم: ۳۶۱۴، وابو داؤد في السنن، كتاب الصلاة، باب ما يقول اذا سمع المؤذن، ۱۴۴/۱، الرقم: ۵۲۳، والنسائي في السنن، كتاب الاذان، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم بعد الاذان، ۲۵/۲، الرقم: ۶۷۸)

☆ عن جابر رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين ينادى المنادى: اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صل على محمد وارض عنه رضا لا تسخط بعده استجاب الله له دعوته .

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اذان سنتے وقت یہ کہا: (اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صل على محمد وارض عنه رضا لا تسخط بعده) (اے میرے اللہ! اے اس دعوتِ کامل اور نفع دینے والی نماز کے ربّ! تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیج اور ان سے اس طرح راضی ہو کہ اس کے بعد کبھی ناراض نہ ہو۔) تو اللہ تعالیٰ (اس کے بعد مانگی جانے والی) اس بندے کی دعا (ضرور) قبول فرما لیتا ہے۔'' (اخرجه احمد بن حنبل في المسند، ۳۳۷/۳، الرقم: ۱۴۶۵۹، والطبراني في المعجم الاوسط، ۲۹/۱، الرقم: ۱۹۴، وابن السني في عمل اليوم والليلة، ۸۸/۱، الرقم: ۹۶، والمنذري في الترغيب والترهيب، ۱۱۶/۱، الرقم: ۳۹۶، والهيثمي في مجمع الزوائد، ۳۳۲/۱، والصنعاني في سبل السلام، ۱۳۱/۱)

☆ عن ابی الدرداء رضی الله عنه یقول: کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا سمع النداء قال: اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صل علٰی محمد عبدك ورسولك واجعلنا فی شفاعته یوم القیامة ۔قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من قال هذا عند النداء جعله الله فی شفاعتی یوم القیامة ۔

''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب اذان کی آواز سنتے تو یہ فرماتے: (اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة صل علٰی محمد عبدك ورسولك واجعلنا فی شفاعته یوم القیامة) (اے میرے اللہ اے اس دعوت کامل اور قائم ہونے والی نماز کے ربّ! تو اپنے بندے اور رسول حضرت محمد (ﷺ) پر درود بھیج اور قیامت کے روز ہمیں ان کی شفاعت عطا فرما۔) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان سنتے وقت یہ کلمات کہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے میری شفاعت عطا فرمائے گا۔'' (اخرجه الطبرانی فی المعجم الاوسط، ۴/۷۹، الرقم: ۳۶۶۲، والمنذری فی الترغیب والترهیب، ۱/۱۱۶، الرقم: ۳۹۸، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۱/۳۳۳)

☆ عن انس بن مالك رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا قال الرجل حین یؤذن المؤذن: اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة اعط محمدًا سوله یوم القیامة نالته شفاعة محمد صلی الله علیه وسلم ۔

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص نے موذن کی اذان سن کر یہ کہا: (اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلاة القائمة اعط محمدًا سوله یوم القیامة) (اے میرے اللہ! اے اس دعوت کامل اور قائم ہونے والی نماز کے ربّ! تو محمد مصطفیٰ ﷺ کو قیامت کے روز ان کا اجر عطا فرما)۔ تو (قیامت کے دن) وہ شخص حضور ﷺ کی شفاعت کا حقدار ٹھہرے گا۔'' (اخرجه الطبرانی فی الدعاء، ۱/۱۵۳، الرقم: ۴۳۱، وابن ابی شیبة فی المصنف، ۱/۲۰۶، الرقم: ۲۳۶۵، وایضا، ۶/۹۷، الرقم: ۲۹۷۷۱، والذهبی فی تذکرة الحفاظ، ۱/۳۶۹، الرقم: ۳۶۳، وایضا فی سیر اعلام النبلاء، ۱/۱۱۳)

پہلے سرکار پہ بھیجوں میں درود اور سلام

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صلوا علی واجتهدوا فی الدعا (المسند لاحمد بن حنبل ۱/۲۱۹، الجامع الصغیر للسیوطی ۲/۳۱۰)

مجھ پہ درود بھیجو اور دعا میں خوب کوشش کرو۔

☆ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

الدعا محجوب عن الله تعالٰی حتی یصلی علٰی محمد واهل بیته

دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں رہتی ہے جب تک محمد ﷺ اور ان کے اہل بیت پہ درود نہ بھیجا جائے۔(الجامع الصغیر للسیوطی ۱/۴۳، الکامل لابن عدی ۱۰۸/۴، کنز العمال للمتقی ۳۱۸۰، ۷۲/۲)

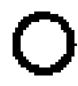
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے عزیز! دعا طائر (پرندہ) ہے اور درود شہپر طائر بے پر کے اُڑ سکتا ہے(ذیل المدعا ص۱۶)

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : صلوا علی، فان صلاة علی زكاة لكم ، واسالوا الله لی الوسيلة قالوا: وما الوسيلة يا رسول الله، قال: اعلى درجة في الجنة، ولا ينالها الا رجل واحد، وارجو ان اكون انا هو

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہاری زکوٰۃ ہے اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ طلب کیا کرو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ وسیلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک وسیلہ جنت میں ایک اعلیٰ درجہ کا نام ہے اور اسے صرف ایک شخص ہی حاصل کر پائے گا اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ شخص میں ہی ہوں گا۔''

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا: اسے امام بزار نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں داؤد بن علبہ نامی راوی ہے...... اسے امام ابن نمیر نے ثقہ قرار دیا ہے۔(اخرجه ابن ابی شيبة فی المصنف، ۳۲۵/۶، الرقم ۳۱۷۸۴، وابو يعلى فی المسند ۲۹۸/۱۱ الرقم: ۲۹۸ لو ابن راهويه فی المسند ۳۱۵/۱، الرقم: ۲۹۷)

پہلے سرکار پہ بھیجوں میں درود اور سلام پھر میں توفیق ثناء ان سے ادب سے مانگوں
دل عشاق کی بن جائیں جو دھڑکن خالد ایسے الفاظ کی خیرات میں رب سے مانگوں



ہزاراں درود و ہزاراں سلام بروح محمد علیہ السلام

یا اللہ عزوجل! تو ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمت بھیج جن کو تو نے تمام مخلوق پر فضیلت اور بلند مقام عطا فرمایا، دین اسلام کی طرف ہدایت دینے والا اور راہِ جنت کی طرف رہنمائی کرنے والا بنایا۔ یا اللہ عزوجل! یا رب العلمین! ہماری طرف سے آپ ﷺ پر درودِ پاک بھیج جیسے تو نے ہمیں درود بھیجنے کا حکم دیا ہے۔

یا اللہ عزوجل! ہمیں شہنشاہِ مدینہ ﷺ کے گروہ میں اٹھا، آپ ﷺ کی اتباع میں کامیابی حاصل کرنے والوں میں رکھ ہمیں شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا مطیع بنا، آپ ﷺ کی سنت پر چلا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اقتدا کرنے والا بنا۔

یا اللہ عزوجل! ہمیں حوضِ کوثر پر حاضر ہونا نصیب فرما، حضور ﷺ کا دیدار عطا فرما، ان کی شفاعت سے محروم نہ فرما اور اے جلال و اکرام والے! ہمیں اپنی رحمت سے رحمت و رضوان والے گھر میں آپ ﷺ کا پڑوس عطا فرما۔

جو آپ ﷺ پر ایک بار درود پاک پڑھتا ہے۔ اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے' تو یہ نو (۹) گنا مزید رحمت نازل ہوگی' تو کیا کوئی نفع یا فائدہ اس سے بڑھ کر ہے؟

حضور ﷺ کا فرمان نشان تقرب ہے: ''جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا۔ اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے' اور جس نے دس بار درود پاک پڑھا۔ اللہ عزوجل اس پر سو رحمتیں بھیجتا ہے' اور جس نے سو بار درود پاک پڑھا۔ اللہ عزوجل اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے' اور جس نے ہزار بار درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے''۔ (المعجم الاوسط' الحدیث ۷۲۳۵' ج ۵' ص ۲۵۲' مختصر۔ القول البدیع فی الصلوٰة علی الحبیب الشفیع للسخاوی' الباب الثانی فی ثواب الصلوة والسلام علی رسول اللّٰہ' ص ۲٤۱)

اب کیا کوئی درود پاک پڑھنے والے خوش نصیب کے فضائل بیان کرسکتا ہے؟ جبکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: ''جس نے ہزار بار مجھ پر درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں''۔

صَلُّوْا عَلَى الْهَادِيْ الْبَشِيْرِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ تَحْظُوْا مِنَ الرَّحْمٰنِ بِالْغُفْرَانِ
فَاللّٰهُ قَدْ اَثْنٰى عَلَيْهِ مُصَرِّحًا ۔۔۔ فِيْ مُحْكَمِ الْاٰيَاتِ وَالْقُرْاٰنِ

ترجمہ: (۱)......تم ہدایت اور خوشخبری دینے والے حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ پر درودِ پاک پڑھو رحمٰن عزوجل سے مغفرت کا حصہ پاؤ گے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صلی علی صلوة واحدة صلی الله علیه عشر صلوات وحطت عنه عشر خطیئات ورفعت له عشر درجات ۔ (رواہ نسائی واحمد وقال الحاکم هذا حدیث صحیح الاسناد)

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پہ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گنا معاف کئے جاتے ہیں اور دس درجے بلند کئے جاتے ہیں''

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اولی الناس بی یوم القیامة اکثر هم علی صلاة ۔ (رواہ الترمذی وقال ابوعیسی: هذا حدیث حسن)

''قیامت کے روز لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو (اس دنیا میں) ان سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔''

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان لله ملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام ۔ (رواہ النسائی والدارمی وقال للحاکم: هذا حدیث صحیح الاسناد)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے زمین میں بعض گشت کرنے والے فرشتے جو مجھے میری اُمت کا سلام پہنچاتے ہیں۔''

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامن احد یسلم علیّ الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیه السلام (رواہ ابوداؤد واحمد)

''امت میں سے کوئی شخص) ایسا نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میری روح واپس لوٹا دی۔ یہاں تک کہ میں ہر سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔''

☆ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

حیثما کنتم فصلوا علیّ فان صلاتکم تبلغنی (رواہ الطبرانی باسناد حسن)

''تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو بے شک تمہارا درود مجھ پر پہنچ جاتا ہے۔''

☆ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ تشریف لائے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر خوشی ظاہر ہو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا:

جاء نی جبرئیل علیه السلام فقال: ان ربك یقول: اما یرضیك یا محمد ان لا یصلی علیك احد من امتك الا صلیت علیه عشراً ولا یسلم علیك احد من امتك الا سلمت علیه عشراً۔ (رواہ النسائی والدارمی)

''ابھی ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا: آپ کا رب فرماتا ہے اے محمد! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کی امت میں سے جو شخص ایک مرتبہ آپ پر درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں بھیجوں اور آپ کی امت میں سے کوئی آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔''

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

ان الدعا موقوف بین السماء والارض لا یصعد منه شیء حتی تصلی علی نبیك (رواہ الترمذی)

''یقیناً دعا اس وقت تک زمین اور آسمان کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اس میں سے کوئی بھی چیز اوپر نہیں جاتی جب تک تم اپنے نبی مکرم ﷺ پر درود نہ پڑھ لو۔''

بر آلِ محمد علیہ السلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کل دعا محجوب حتی یصلی علی محمد صلی اللہ علیه وسلم وال محمد (رواہ الطبرانی باسناد جید وقال الهیثمی: رجاله ثقات)

''ہر دعا اس وقت تک پردہ حجاب میں رہتی ہے جب تک حضور نبی اکرم ﷺ پر اور آپ ﷺ کے اہل بیت پر درود نہ بھیجا جائے۔''

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم واحدۃ صلی اللہ علیہ وملائکتہ سبعین صلاۃ ۔
(رواہ احمد اسنادہ حسن)

''جو حضور نبی اکرم ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود (بصورت رحمت) بھیجتے ہیں۔''

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما اجتمع قوم فی مجلس فتفرقوا من غیر ذکر اللہ والصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا کان علیھم حسرۃ یوم القیامۃ ۔ (رواہ ابن حبان واحمد)

''جو قوم کسی مجلس میں اکٹھی ہوئی اور پھر (اس مجلس میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر اور حضور ﷺ پر درود پڑھے بغیر منتشر ہوگئی تو وہ مجلس ان کے لیے قیامت کے روز باعث حسرت بننے کے سوا اور کچھ نہیں ہوگی۔''

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حدیث پاک ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما قعد قوم مقعد الا یذکرون اللہ فیہ ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا کان علیھم حسرۃ یوم القیامۃ وان ادخلوا الجنۃ ۔ (رواہ ابن حبان واسنادہ صحیح)

''کوئی قوم کسی بیٹھنے کی جگہ (مجلس میں) بیٹھے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے اور نہ حضور نبی ﷺ پر درود بھیجے تو وہ مجلس روز قیامت ان کے لیے حسرت کا باعث ہونے کے سوا کچھ نہیں ہوگی اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں (یعنی انہیں ہمیشہ اس کا پچھتاوا رہے گا)۔''

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشراً ومن صلی علی عشراً صلی اللہ علیہ مائۃ ومن صلی علی مائۃ کتب اللہ بین عینیہ براءۃ من النفاق وبراءۃ من النار واسکنہ اللہ یوم القیامۃ مع الشھداء (رواہ الطبرانی وقال الھیثمی رجالہ ثقات)

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتوں کا نزول فرماتا ہے اور جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو شخص مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے (ماتھے پر) دونوں آنکھوں کے درمیان منافقت اور آگ (دونوں) سے ہمیشہ کے لیے آزادی لکھ دیتا ہے اور روزِ قیامت اس کا قیام شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

صلو علی فان الصلاۃ علی زکاۃ لکم (رواہ ابن ابی شیبہ وابو یعلی باسنادہ)

''مجھ پر درود پڑھا کرو بلاشبہ مجھ پر درود پڑھنا تمہارے لیے (روحانی وجسمانی) پاکیزگی کا باعث ہے۔''

☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من صلى على حين يصبح عشراً وحين يمسي عشراً ادركته شفاعتي يوم القيامه (رواه الطبراني باسناد جيد كما قال الهيثمي)

''جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت مجھ پر دس دفعہ درود بھیجے گا اسے قیامت کے روز میری شفاعت نصیب ہوگی۔''

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اكثروا الصلوٰة على فان صلوتكم على مغفرة لذنوبكم واطلبوا الى الدرجة والوسيلة فان وسيلتي عند ربي شفاعة ۔ (مناوى، فيض القدير، ۲: ۸۸، ابن عساكر في تاريخ مدينه دمشق)

''مجھ پہ زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کرو بے شک تمہارا مجھ پہ درود بھیجنا تمہارے گناہوں کی مغفرت ہے اور میرے لیے وسیلہ بھی طلب کیا کرو (ات محمدن الوسيلة) بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا وسیلہ (تمہارے حق میں) شفاعت ہے۔''

اللهم اجعل صلاتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين وامام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة واللهم ابعثه مقاما محمودا يغبطه الاولون والاخرون (المسند الشاشي، ۲: ۸۹، رقم: ۸۵۹۴)

(وفي رواية، وامام المتقين وخاتم النبيين محمد عبدك ورسولك)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس کو پسند ہو کہ اس کا نامۂ اعمال اجر وثواب کے پورے پیمانے سے ناپا جائے تو اسے چاہیے کہ ہم اہل بیت پہ یوں درود بھیجے۔''

اللهم صل على محمدن النبي وازواجه العالمين امهات المومنين وذريته واهل بيته كما صليت على ال ابراهيم انك حميد مجيد ۔ (ابو داؤد شريف، ۱: ۲۵۸، رقم: ۹۸۲)

☆ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ہم آپ پہ درود کیسے بھیجیں آپ نے فرمایا: مجھ پہ درود بھیجو اور خوب گڑگڑا کر دعا بھی کیا کرو اور یوں (درود بھیجو)۔

اللهم صل على محمد وعلى ال محمد ۔ (سنن نسائي، ۳: ۴۸، رقم: ۱۲۹۲)

☆ حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے روز ایک ہزار مرتبہ یہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

اللهم صل على محمد (صلى الله عليه وسلم) ۔ (ابو نعيم، حلية الاولياء ۸: ۲۳۷، سيوطي، الدرالمنثور ۵: ۲۱۲)

سکونِ قلب جو چاہتے ہو تو درود پڑھو

عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلم يقف عشية عرفة

بالموقف فیستقبل القبلة بوجهه ثم یقول لا الٰه الا الله وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علٰی كلی شیئی قدیر مائة مرة ثم یقرء قل هوالله احد مائة مرة ثم یقول: اللهم صل علٰی محمد وآل محمد كما صلیت علی ابراهیم وآل ابراهیم انك حمید مجید وعلینا معهم مائة مرة الا قال الله تعالیٰ یا ملائكتی ما جزاء عبدی هذا سبحنی وهللنی وكبرنی وعظمنی وعرفنی واثنی علی وصلی علی نبیی اشهدوا ملائكتی انی قد غفرت له وشفعته فی نفسه ولو سالنی عبدی هذا لشفعته فی اهل الموقف كلهم.

''حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو بھی مسلمان وقوف عرفہ کی رات قبلہ رُخ کھڑا ہو کر سو (۱۰۰) مرتبہ یوں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے پھر سو (۱۰۰) مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھتا ہے پھر سو (۱۰۰) مرتبہ یوں کہتا ہے اے اللہ تو درود بھیج حضرت محمد ﷺ کی آل پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو بہت زیادہ تعریف کیا ہوا اور بہت زیادہ بزرگی والا ہے اور ان کے ساتھ ہم پر بھی درود (رحمت) بھیج جب وہ اس طرح کہتا ہے تو (اللہ پوچھتا ہے) اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کی جزاء کیا ہونی چاہیے؟ اس نے میری تسبیح و تہلیل اور تکبیر و تعظیم اور تعریف و ثناء بیان کی اور میرے نبی ﷺ پر درود بھیجا اے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اس بندے کو بخش دیا ہے اور اس کی شفاعت اس کے حق میں قبول فرمالی ہے اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے تمام اہلِ عرفہ کی شفاعت کرتا تو میں قبول کر لیتا۔'' (بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۴۶۳، رقم: ۴۰۷۴ منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۱۳۳، رقم: ۱۸۰۴)

اللهم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد من صلی علیه ○

اللهم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد من لم یصل علیه ○

اللهم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد انفاس الخلائق ○

اللهم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد نجوم السموت ○

اللهم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد كل شی ء فی الدنیا والآخرة، صلوات الله تعالیٰ وملٰئكته وانبیائه ورسله وجمیع الخلائق علی سید المرسلین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین وشفیع المذنبین سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰله واصحابه وازواجه وذریته واهل بیته واهل طاعتك اجمعین من اهل السموت والارضین برحمتك یا ارحم الراحمین ویا اكرم الاكرمین وصلی الله علی سیدنا محمد واله واصحابه اجمعین وسلم تسلیما دآئما ابدًا كثیرا والحمد لله رب العلمین.

جہاد سے بڑھ کر فضیلت

☆ عن ابی بكر الصدیق رضی الله عنه قال: الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم امحق

لـلـخطايا من الماء للنار، والسلام على النبي صلى الله عليه وسلم افضل من عتق الرقاب، وحب رسـول الله صـلـى الله عليه وسلم افضل من مهج الانفس اوقال: من ضرب السيف في سبيل الله عزوجل . (كنز العمال، ٢: ٣٦٧، رقم: ٣٩٨٢)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا پانی کے آگ کو بجھانے سے بھی زیادہ گناہوں کو مٹانے والا ہے اور حضور ﷺ پر سلام بھیجنا یہ غلاموں کو آزاد کرنے سے بڑھ کر فضیلت والا کام ہے اور حضور ﷺ کی محبت یہ جانوں کی روحوں سے بڑھ کر فضیلت والی ہے یا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر فضیلت والی ہے۔''

☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جنت البقیع کی طرف جا کر ایک طویل سجدہ فرمایا، جب میں نے اس بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور انہوں نے مجھے کہا: ان لا يصلي عليك احد الا ويصلي عليه سبعون الف ملك

جو کوئی بھی آپ پہ درود بھیجے گا ستر ہزار فرشتے اس پر درود (بصورت دعا) بھیجتے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۰/۵۱۷، مسند ابی یعلی ۲/۱۵۸، رقم: ۸۴۷، شعب الایمان للبیہقی ۲: ۲۱۰، رقم: ۱۵۵۵)

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص حضور نبی اکرم ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کے بدلہ میں اس پر ستر مرتبہ درود (بصورت دعاء) اور سلامتی بھیجتے ہیں۔ اب بندہ کو اختیار ہے چاہے تو وہ اس سے کم آپ ﷺ پر درود بھیجے یا اس سے زیادہ۔'' (مسند احمد، ۲/۱۷۲، الرقم: ۶۶۰۵)

جب بھی ہو وردِ زباں صلِ علیٰ تیرے ﷺ لیے ۔۔۔ سب کہیں ''فرش سے تا عرش بنا تیرے لیے''
یہ گنہگار بھی ہے حاضرِ دربار، آقا ﷺ! ۔۔۔ دل بھی تیرے لیے اور جانِ وفا تیرے لیے
جا کے یہ روضہ اقدس پہ فرشتو کہنا ۔۔۔ کوئی لیتا ہے، تڑپنے کا مزا، تیرے لیے
شب معراج سرِ عرش بلایا تجھ کو ۔۔۔ ہے سعادت کا یہ انعام عطا تیرے لیے
اُس تجلی نے سبھی راز کیے تجھ پر فاش ۔۔۔ کچھ نہ باقی رہا پردوں میں چھپا تیرے لیے
خلق ایسا کہ ہوئے غیر ترے حلقہ بگوش ۔۔۔ زیب دیتا ہے ''شہہ صدق وصفا'' تیرے لیے
رحم ایسا تھا کہ دشمن بھی لگے سینے سے ۔۔۔ ہیں بنے لطف وکرم جُود وسخا تیرے لیے
تجھ پہ سب جن وملک، انس وبشر بھیجیں درود ۔۔۔ خود ثنا خواں ہے دو عالم کا خدا تیرے لیے
اب یہی ایک تمنا دل بے تاب کی ہے ۔۔۔ میرا جینا میرا مرنا ہو سدا تیرے لیے
تیری سنت کا ہو پرتو یہ مری طبع سلیم ۔۔۔ دست بستہ میں رہوں صبح ومسا تیرے لیے

اللهم صل وسلم علىٰ سيدنا ومولٰنا محمد وعلىٰ اٰل سيدنا محمد بعدد رحمة الله ○

اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد فضل اللہ○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد خلق اللہ○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد علم اللہ○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد قطرات الامطار○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد اوراق الاشجار○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد رمل القفار○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد ما خلق فی البحار○

بد بخت کون ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اس شخص کے خلاف ہلاکت کی دعا کی جس کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر ہوا اور وہ آپ ﷺ پہ درود نہ بھیجے۔

ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل نے دعا کی اور حضور ﷺ نے آمین کہا۔(خلاصہ احادیث . ترمذی، ۵:۵۵۰، رقم ۳۵۴۵ ، بابقول رسول اللہ رغم انف رجل . المستدرك للحاكم على الصحيحين ۱، ۹۰۵۴۹، ۴، ۱۷۰ ، رقم ۷۲۵۶)

ایک روایت میں ایسے شخص کو بد بخت قرار دیا گیا(المعجم الاوسط للطبرانی ،۴، ۱۲۲ ، رقم ۳۸۷۱)

ایک روایت میں ہے من الجفاء ان اذکر عند رجل فلا یصلی علی یہ بے وفائی ہے کہ کسی کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پہ درود نہ بھیجے۔(مصنف عبد الرزاق ۲/۲۱۷، رقم ۳۱۲۱، فتح الباری للعسقلانی ۱۱، ۱۶۸)

ایک روایت میں ہے کہ ہر وہ مجلس جس میں لوگ جمع ہوں' نہ تو اس میں اس کا ذکر کریں اور نہ ہی مجھ پہ درود شریف پڑھیں اور مجلس برخاست ہو جائے' قاموا عن انتن من جیفة . وہ بدبودار و مردار چیز سے اُٹھے۔اور قیامت کے دن یہ مجلس اہل مجلس کے لیے حسرت کا باعث ہو گی۔(ترمذی ۵: ۴۶۱' رقم ۳۳۸۰' شعب الایمان للبیھقی ۲/۲۱۴' رقم: ۱۵)

اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد کلمات اللہ○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد کرم اللہ○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد حروف کلام اللہ○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد الحبوب والثمار○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد الیل والنھار○
اللھم صل وسلم علٰی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا محمد بعدد ما اظلم علیہ الیل واشرق علیہ النھار○

درود پڑھ کر دعا مانگو قبول ہوگی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تک حضور ﷺ پہ درود نہ پڑھا جائے دعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے، اس دعا کا ایک لفظ بھی اوپر نہیں چڑھتا۔

(ترمذی ۲:۳۵۶، رقم ۴۸۶، الترغیب والترھیب ۲، ۳۳۰ رقم ۲۵۹)

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتا، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ساتھ ہوتے پس جب تشہد پہ بیٹھ کر اللہ کی حمد وثناء کی اور پھر حضور ﷺ پہ درود بھیجا اور پھر اپنے لیے دعا کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: **سل تعطه سل تعطه** .ہاں اب مانگ تجھے دیا جائے (ترمذی ۲، ۴۸۸، رقم ۵۹۳)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مجھے مسافر کے پیالے کی طرح نہ بناؤ کہ جب وہ اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے تو اپنی چیزوں کو اپنی سواری کے ساتھ لٹکا دیتا ہے اور پیالے میں پانی بھر لیتا ہے پھر اگر وضو کی حاجت ہو تو اس سے وضو کر لیتا ہے، پیاس لگے تو اس سے پانی پی لیتا ہے، ورنہ پانی کو بہا دیتا ہے **اجعلوني في اول الدعاء ووسط الدعاء واخر الدعاء**۔ مجھے دعا کے شروع، درمیان اور آخر میں وسیلہ بناؤ (یعنی درود شریف کے جھرمٹ میں دعا کرو) (مسند الفردوس للدیلمی ۵، ۱۵۸، رقم ۷۴۵۱)

اس معنی کی بے شمار احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔

قطب ربانی حضرت سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخ احمد الزواری علیہ الرحمۃ روزانہ چالیس مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے ایک دن فرمایا: ہم کثرت سے حضور ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں یہاں تک کہ حالت بیداری میں آقا ﷺ ہمارے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں اور ہم آپ کے ساتھ صحابہ کرام علیہ الرضوان کی مانند مجلس کرتے ہیں آپ کا مزار پرانوار مصر کے مشہور شہر دمنھور میں ہے (ابتداء تکمیل الحسنات تلخیص افضل الصلوات علی سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم للنبھانی علیہ الرحمۃ)

صل علٰی نبینا صل علٰی محمد

بھیجا تجھے خدا نے حبیب — آپ ہوئے ہمارے نصیب
بے شک ہیں آپ ہمارے قریب — صل علٰی محمد
لائے ہو تم کتاب مبین — غیب پر ہو نہ تم ضنین
عرش پہ تم ہوئے مکین — صل علٰی محمد
جود وسخا تمہاری ہے عام — بڑھ کر ہوا سے ہے تمام
نہ اس میں کسی کو ہے کلام — صل علٰی محمد
محبت تمہاری ہے ایمان — ایمان کی ہے بلکہ جان

نجات کا ہے یہ سامان ۔ صل علیٰ محمد
رحمت کہا ہے حق نے تجھے ۔ یہ اچھی خبر سنائی ہمیں
کہ تحفہ دیا ہے میں نے تمہیں ۔ صل علیٰ محمد

الغرض ان کے ہر مُو پہ بیحد درود

''اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا سرِاقدس برکت سے تخلیق فرمایا (اللھم صل علی راس محمد فی الرء وس)، آپ ﷺ کی آنکھوں کو حیا سے (اللھم صل علی عین محمد فی العیون)، آپ ﷺ کے مبارک کانوں کو غیرت سے (اللھم صل علی اذن محمد فی الاذان)، آپ ﷺ کی زبانِ اقدس کو ذکر سے (اللھم صل علی لسان محمد فی الالسنۃ)، دونوں لب مبارک تسبیح سے (اللھم صل علی شفۃ محمد فی الشفاہ)، چہرۂ انور رضا سے (اللھم صل علی وجہ محمد فی الوجوہ)، سینۂ اخلاص سے (اللھم صل علیٰ صدر محمد فی الصدور)، قلبِ اطہر رحمت سے (اللھم صل علی قلب محمد فی القلوب)، جگر مقدس شفقت سے، اللھم صل علیٰ کبد محمد فی الاکباد' کف دست کرم سے (اللھم صل علی کف محمد فی الاکف)، موئے مبارک سبزۂ جنت سے (اللھم صل علیٰ شعر محمد فی الشعور)، لعابِ دہن شہد سے، (گوشت) لحمِ اقدس مشک سے (اللھم صل علیٰ لحم محمد فی اللحوم)، استخوان (جسمِ اقدس کا ڈھانچہ پاک) کافور سے (اللھم صل علیٰ عظم محمد فی العظام)، دندان مبارک برکت سے (اللھم صل علیٰ سن محمد فی الاسنان)، پائے اقدس رضا سے (اللھم صل علیٰ قدم محمد فی الاقدام)، بازو قوت سے (اللھم صل علیٰ ید محمد فی الایدی)، جب اللہ تعالیٰ نے ان اوصاف سے آپ ﷺ کی تکمیل فرمائی تو ارشاد فرمایا:

اے امتِ محمدیہ! میں تجھے اپنا حبیب (ﷺ) تحفۃً عطا فرماتا ہوں۔ ان کی قدر و منزلت کو پہچانو اور ان کی خوب تعظیم و تکریم کرتے رہو۔'' (نزہت المجالس ص ۲۶۲: امام عبدالرحمٰن صفوری شافعی)

رسول خدا ہیں قریب ۔ دیکھے انہیں کوئی بانصیب
انکار ہے اس کا عجیب ۔ صل علیٰ محمد
مانے نہ آپ کو جو نور ۔ حق سے ہے وہی تو دور
دل میں ہے اس کے فتور ۔ صل علیٰ محمد
دل کو مرے آقا حضور ۔ کر دو کرم سے نور نور
وسواس کا شر جائے دور ۔ صل علیٰ محمد
تھی برکت تمہارے نام کی ۔ کہ آدم کی بخشش ہو گئی
ان کی خطا ڈھل گئی ۔ صل علیٰ محمد
یہ سرور نبی کا ہے غلام ۔ غلامی میں ان کی ہے تمام

ان پہ درود اور سلام صل علٰی محمد

(شیخ القرآن مفتی غلام سرور قادری علیہ الرحمۃ)

زاہد تیری نماز کو میرا اسلام ہے

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: وضو کے بغیر نماز نہیں، ذکر خدا کے بغیر وضو نہیں۔ ولاصلوٰۃ لمن لم یصل علی نبی اللہ فی صلاتہ ۔

اور اپنی نماز میں جو اپنے نبی ﷺ پہ درود نہیں بھیجتا اس کی نماز نہیں۔

(المستدرک للحاکم علی الصحیحین ۱، ۲۰۲: ۹۹۲، دارقطنی ۱: ۳۵۵)

☆ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صلی صلاۃ لم یصل فیھا علی ولا علی اھل بیتی لم تقبل منہ

جس نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور میرے اہل بیت پہ درود نہ بھیجا تو اس کی نماز قبول ہی نہیں (دارقطنی ۱: ۳۵۵، رقم ۶)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں جس نماز میں حضور ﷺ اور اہل بیت پہ درود نہ بھیجا جائے میں اس کو نماز کامل نہیں سمجھتا (ایضاً، ۱: ۳۳۶، رقم ۸)

اللھم صل علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد فی الاولین والاخرین وفی الملاء الاعلی الی یوم الدین ۔

اللھم صل علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد وانزلہ المنزل المقرب منک یوم القیمۃ ۔

اللھم صل علٰی روح محمد فی الارواح وعلٰی جسدہ فی الاجساد وعلی قبرہ فی القبور ۔

اللھم صل علٰی محمد عبدک ورسولک وصل علٰی المومنین والمومنات والمسلین والمسلمات ۔

اللھم یا رب محمد وال محمد صل علٰی محمد وال محمد واعط محمدا الدرجۃ والوسیلۃ فی الجنۃ اللھم رب محمد وال محمد اجز محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ما ھو اھلہ ۔

جہاں سے بھی درود پڑھو پہنچتا ہے

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو حضور ﷺ کی قبر انور کے قریب ایک بڑے سوراخ کی طرف آتا اور اس میں داخل ہو کر دعا مانگتا، آپ نے اس کو بلا کر فرمایا کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ سُناؤں جو میں نے اپنے والد گرامی (امام حسین رضی اللہ عنہ) سے سُنی ہے اور انہوں نے اپنے باپ (سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ) سے اور انہوں نے حضور ﷺ سے سُن کر اس کو روایت کیا کہ آپ نے فرمایا:

لا تتخذوا قبری عید اولا بیوتکم قبورا وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث ما کنتم ۔

میری قبر کو عید نہ بناؤ (کہ جس طرح عید سال میں دو مرتبہ آتی ہے اس طرح تم بھی سال میں صرف دو ہی مرتبہ آؤ بلکہ ممکن ہو تو کثرت سے آؤ) اور نہ اپنے گھروں کو قبرستان بناؤ اور مجھ پہ درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا

ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۲، ۱۵۰، رقم: ۷۵۴۲)

صرف درود ہی نہیں بلکہ سلموا علی فان تسلیمکم یبلغنی اینما کنتم مجھ پہ سلام بھی بھیجا کرو تم جہاں بھی ہو گے تمہارا سلام مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔(عن علی مرفوعا کشف الخفاء للعجلونی، ۲، ۳۲ رقم ۱۶۰۲)

اللھم صل علیٰ محمد عبدك ونبيك النبي الامي ۔اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد وعلی اھل بيته ۔

اللھم صل علیٰ محمد فی الاولین وصل علیٰ محمد فی الاخرین وصل علیٰ محمد فی النبیین وصل علیٰ محمد فی المرسلین وصل علیٰ محمد فی الملاء الا علی الی یوم الدین اللھم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك علی سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيين عبدك ورسولك امام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللھم ابعثه المقام المحمود الذی یغبطه به الاولون والاخرون ۔

روزانہ سومرتبہ درود پڑھنے سے سو حاجات پوری ہوتی ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص جمعہ کے دن اور رات میں مجھ پہ سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری کر دیتا ہے ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی پھر ایک فرشتے کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے جو اس درود کو میری قبر میں مجھے پیش کرتا ہے جس طرح تمہیں تحائف پیش کیے جاتے ہیں ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیاۃ ۔ میرا علم وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ وفات سے پہلے تھا۔“(کنز العمال ۱۰: ۵۰۷ رقم ۲۲۴۲)

ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ درود بھیجنے والے کا نام ونسب اور قبیلہ بتاتا ہے تو میں یہ سب کچھ اپنے پاس سفید کاغذ پہ (لکھ کر) محفوظ کر لیتا ہوں(شعب الایمان للبیہقی ۳، ۱۱۱، رقم ۳۰۳۵)

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

”جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو تو آغاز درود شریف سے کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ اس سے دو حاجتوں کا سوال کیا جائے تو ان میں سے ایک کو تو پورا کر دے اور دوسری کو نہ کرے۔“(کشف الخفاء للعجلونی ۲: ۳۹، رقم ۱۶۲۰)

یعنی درود تو یقیناً قبول ہی قبول ہے تو اس کے صدقے تمہاری حاجت بھی قبول ہو جائے گی۔

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد حتی لا یبقیٰ من الصلوۃ شیء وارحم محمدا واٰل محمد حتی لا یبقیٰ من الرحمة شیء وبارك علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد حتی لا یبقیٰ من البرکة شیء وسلم علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد حتی لا یبقی من السلام شئی ۔

....

درود شریف پل صراط پہ نور ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

الصلوٰۃ علیٰ نور علی الصراط ۔ ''مجھ پہ بھیجا ہوا درود پلصراط پہ نور بن جائے گا۔''

جو شخص مجھ پہ جمعہ کے دن اسّی مرتبہ درود شریف پڑھے گا اس کے اسّی سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(مسند الفردوس للدیلمی ۲: ۴۰۸، رقم: ۳۸۱۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو سو مرتبہ مجھ پہ درود پڑھے گا وہ قیامت کو اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پہ بہت زیادہ نور ہوگا اور اس نور کو دیکھ کر لوگ (حیرت سے) بول اُٹھیں گے کہ ای شیء کان یعمل ھذا ۔ یہ بندہ کیا کام کرتا ہوگا؟ (جس کی وجہ سے آج اس کو اس قدر نور حاصل ہوا)۔ (بیہقی فی شعب الایمان، ۳: ۱۱۲، ص ۳۰۳۶)

اسی لیے حکم ہوا زینوا مجالسکم بالصلوات علی ۔ اپنی محفلوں کو درود شریف سے سجایا کرو یعنی درود پاک کی محافل کیا کرو (مسند الفردوس للدیلمی ۲/ ۲۹۱، ۳۳۳۰)

ایک روایت میں ہے جمعہ کے دن سو مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کو قیامت کے دن جو نور ملے گا لو قسم ذلک النور بین الخلق لو سعھم۔ اگر وہ تمام مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو ان کو کافی ہو جائے گا۔

(اخرجہ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء، ۸: ۴۷ والھندی فی کنز العمال ۱: ۵۰۷، ۲۲۴۰)

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد صلوۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء واعطہ الوسیلہ وابعثہ المقام المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ھو اھلہ واجزہ افضل ما جازیت نبیا عن امتہ وصل علیہ وعلیٰ جمیع اخوانہ من النبیین والصالحین یا ارحم الراحمین ۔

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واھل بیتہ واصھارہ وانصارہ واشیاعہ ومحبیہ وامتہ وعلینا معھم اجمعین یا ارحم الراحمین ۔

اللھم صل علی سیدنا محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی وعلیٰ اٰلہ وازواجہ وذریتہ وسلم عدد خلقک ورضا نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک ۔

مجھ پہ خوبصورت انداز سے درود بھیجو

حضرت مجاہد علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

انکم تعرضون علی باسماء کم وسیمائکم فاحسنوا الصلوۃ علی

''تم اپنے ناموں اور علامتوں کے ساتھ میرے سامنے پیش کیے جاتے ہو لہٰذا مجھ پہ نہایت خوبصورت انداز سے درود بھیجا کرو۔'' (مصنف عبد الرزاق ۲/ ۲۱۴، رقم ۳۱۱۱)

☆ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے: اذا صليتم فاحسنوا الصلوة على نبيكم .
جب تم نماز پڑھ چکو (یا جب تم درود پڑھنا چاہو) تو اپنے نبی ﷺ پہ نہایت خوبصورت انداز سے درود بھیجا کرو۔
(ایضاً ۲/۲۱۴، نمبر ۳۱۱۲)

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
اذا صليتم علي فاحسنوا الصلوٰة فانكم لا تدرون لعل ذلك يعرض علي .
جب تم مجھ پہ درود بھیجو تو نہایت خوبصورت انداز سے بھیجو کیونکہ ہوسکتا ہے اور تم نہیں جانتے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (کنز العمال ۱: ۴۹۷، نمبر ۲۱۹۳)

اللهم صل على سيدنا محمد حاء الرحمة ميما الملك ودال الدوام السيد الكامل الفاتح الخاتم عدد ما في علمك كائن او قد كان كلما ذكرك وذكره الذاكرون وكلما غفل عن ذكرك وذكره الغافلون صلوة دائمة بدوامك بقية بقائك لا منتهى دون علمك انك على كل شيء قدير .

درود پڑھنے والے کی شفاعت کا وعدہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو میری قبر انور کے نزدیک آ کر مجھ پہ درود بھیجتا ہے میں خود سنتا ہوں اور جو دور رہ کر پڑھتا ہے تو وہ اس کام پہ ایک مقرر شدہ فرشتے کے ذریعے مجھے پہنچایا جاتا ہے اور درود پاک درود بھیجنے والے کے دنیا و آخرت کے معاملات کے لیے کفیل ہو جاتا ہے۔ وكنت له شهيدا وشفيعا اور میں (قیامت کے دن) اس کا گواہ ہوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (کنز العمال ۱، ۴۹۸، نمبر ۲۱۹۸)

اللهم صل على سيدنا محمد ن الذى ملات قلبه من جلالك وعينه من جمالك فاصبح فرحا مسرورا مؤيدا منصورا وعلى اله وصحبه وسلم تسليما والحمد لله على ذلك .

درود شریف کا بے انتہا ثواب

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص فریضہ حج ادا کرتا ہے اور اس کے بعد کسی غزوہ میں شریک بھی ہوتا ہے تو اس کے غزوہ میں شریک ہونے کا ثواب چار سو حج کے برابر ہے اور یہ خوشخبری سن کر وہ لوگ پریشان ہو گئے جو جہاد کرنے پہ قدرت رکھتے تھے اور نہ ہی حج کرنے کی استطاعت پس اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی آپ ﷺ کی طرف ما صلى عليك احدا لا كتبت صلاتك باربعمائة غزاة كل غزاة بار بعمائة حجة .
جو شخص آپ پہ ایک مرتبہ درود بھیجے گا اس کا ثواب چار سو غزوات کے ثواب کے برابر لکھ دوں گا اور ہر غزوہ کا ثواب چار سو حج کے برابر ہوگا (القول البديع للسخاوى ۱۲۶)

اللھم صل علٰی محمد بعدد من صلی علیه وصل علٰی محمد بعدد من لم یصل علیه وصل علٰی محمد کما تحب ان یصلی علیه وصل علٰی محمد کما تنبغی الصلوٰۃ علیه ۔صلی اللہ علٰی نبینا محمد کلما ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون ۔

درود شریف صدقہ ہے اس کے لیے جس کے پاس مال نہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''جس کے پاس صدقہ کرنے کے لیے مال نہیں وہ اپنی دعا میں یوں کہے: اللھم صل علٰی محمد عبدك ورسولك وصل علی المومنین والمومنت والمسلمین والمسلمات ۔ یہی اس کی طرف سے صدقہ ہو جائے گا۔''

(اخرجه الحاکم فی المستدرك علی الصحیحین ۴: ۱۴۴، نمبر ۷۱۷۵، ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من سرہ ان یلقی اللہ وھو عنه راض فلیکثر الصلوٰۃ علی ۔

جو شخص اللہ تعالیٰ سے حالت رضاء میں ملنا چاہے وہ میرے اوپر زیادہ سے زیادہ درود بھیجے۔

(میزانِ الاعتدال فی نقد الرجال للذھبی ۵/۲۳۵)

اللھم صل علٰی محمد وعلٰی ال محمد ملء الدنیاء ملٔ الأخرۃ وارحم محمدا وال محمد ملء الدنیا وملء الأخرۃ واجز محمدا وال محمد ملء الدنیا والاخرۃ وسلم علٰی محمد وعلٰی ال محمد ملء الدنیا وملء الأخرۃ ۔

کتاب میں اسم محمد ﷺ کے ساتھ درود شریف لکھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی فی کتاب لم تزل الملائکة تستغفرله ما دام اسمی فی ذلك الکتاب ۔

جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں (میرا نام لکھ کر) درود شریف بھیجتا (لکھتا) ہے تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ میرا نام اس کتاب میں موجود رہتا ہے۔(المعجم الاوسط للطبرانی ۲: ۲۳۲، رقم: ۱۸۳۵، الترغیب والترھیب للمنذری ۱: ۶۲ رقم: ۱۵۷)

☆ ایک عالم (حمزہ بن محمد حافظ) اپنی تحریر میں صرف صلی اللہ علیہ لکھا کرتے تھے تو حضور ﷺ نے خواب میں انہیں فرمایا: اما تختم الصلوۃ علی فی کتابك ۔تو اپنی کتاب میں مجھ پر مکمل درود کیوں نہیں لکھتا۔

(سیر اعلام النبلاء للذھبی، ۱۶: ۱۸۰، تذکرہ الحفاظ للقیسرانی ۳: ۹۳۴)

☆ حضرت محمد بن ابی سلیمان الوراق فرماتے ہیں کہ میرے والد کو صرف اس لیے بخش دیا گیا کہ وہ ہر حدیث میں نام مصطفیٰ

ﷺ کے ساتھ درود شریف لکھا کرتے تھے (الجامع لاخلاق الراوی واداب السامع ۱:۲۷۲، رقم ۵۶۷)

اس عنوان کی بہت ساری احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں ہم نے اختصار کے لیے انہیں نہیں لکھا۔

اللھم صل علی سیدنا محمد ن السابق للخلق نور ہ ورحمۃ للعلمین ظھورہ عدد من مضی من خلقك ومن بقی ومن سعد ومن شقی صلاۃ تستغرق العد وتحیط بالحد صلاۃ لا غایۃ لھا و لا منتھیٰ ولا انقضاء صلاۃ دائمۃ بدوامك وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وسلم تسلیما مثل ذلك۔

ایک وضاحت

اس باب میں جتنے درود شریف لکھے جارہے ہیں ان میں سے ہر درود پاک کی الگ الگ فضیلت ہے اور یہ تمام درود بزرگانِ دین سے مروی ہیں اور ہر درود شریف کے تحت کوئی نہ کوئی واقعہ بھی ہے جو کہ امام نبھانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تکمیل الحسنات تلخیص افضل الصلوات علی سید السادات میں دیکھا جا سکتا ہے میں نے صرف حصول برکت کے لیے یہ درود پاک لکھے ہیں اور اعراب بھی نہیں لگائے نیز ہر عنوان کے تحت جس قدر احادیث تھیں وہ بھی تمام نقل نہیں کیں تا کہ اختصار ہو سکے' کیونکہ یہ کتاب درود شریف کی نہیں ہے کہ تمام تفاصیل کا ذکر کیا جائے بلکہ درود پاک تو دعا کے آداب میں سے ایک ادب تھا جو کہ ذات مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ طبعی وفطری محبت کی وجہ سے طویل ہو گیا ورنہ ہمیں سُنی کون کہے گا اگر ہم مختلف حیلوں بہانوں سے آقا علیہ السلام کی عظمت کو بیان نہ کریں۔

شاہ بطحا کی مدح سرائی اصل سنت کے حصے میں آئی

ہر دن رات میں تین مرتبہ درود شریف پڑھنا

حضرت ابو کاہل رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے فرمایا:

اعلمن یا ابا کاھل انہ من صلی علی کل یوم ثلاث مرات وکل لیلۃ ثلث مرات حبالی وشوقا کان حقا علی ان یغفر لہ ذنوبہ تلك اللیلۃ وذلك الیوم۔

اے ابو کاہل جان لے جو شخص تین مرتبہ ہر دن میں اور تین مرتبہ ہر رات میں محبت وشوق کے ساتھ میرے اوپر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس دن رات کے اس بندے کے گناہوں کو بخشنا اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸:۳۶۲ رقم ۹۲۸)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''کوئی دو آدمی ایسے نہیں کہ جو آپس میں محبت رکھتے ہوں ایک دوسرے کو ملیں، مصافحہ کریں پھر نبی ﷺ پہ درود بھیجیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہ ہوں'' (مسند ابویعلی ۵، ۳۳۴، رقم ۲۹۶۰)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

جو شخص بھی مجھ پہ درود بھیجتا ہے ایک فرشتہ اس درود کو لیکر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو فرماتا ہے کہ اس درود کو میرے بندے (حضور ﷺ) کی قبر انور میں لے جا تا کہ آپ ﷺ درود بھیجنے والے کے لیے

دعائے مغفرت کریں اور اس سے اس (درود بھیجنے والے) کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔

(مسند الفردوس للدیلمی ۴، ۱۰ نمبر ۲۰۲۶)

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صل علی یوم الجمعة مائتی صلاة غفر له ذنب مائتی مام

''جو جمعہ کے دن مجھ پہ دوسو مرتبہ درود بھیجے اس کے دوسال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

(کنز العمال ۱، ۵۰۷ نمبر ۲۲۴۱)

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان

عن ابی طلحة رضی الله عنه قال دخلت علیٰ رسول الله صلی الله علیه وسلم واساریر وجهه تبرق فقلت یا رسول الله صلی الله علیه وسلم مارایتك اطیب نفسیا ولا اظهر بشرا منك فی یومك هذا فقال ومالی لا تطیب نفسی ولا یظهر بشری وانما فارقنی جبریل الساعة فقال یا محمد من صلی علیك من امتك صلاة کتب الله له بها عشر حسنات ومحاعنه عشر سیئات ورفعه بها عشر درجات وقال له الملك مثل: ما قال لك ؟ قلت : یا جبریل ، وما ذاك الملك؟ قال: ان الله وکل بك ملکا من لدن خلقك الیٰ ان یبعثك لا یصلی علیك احد من امتك الاقال: وانت صلی الله علیك ۔

''حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درآنحالیکہ آپ ﷺ کے چہرے کے خدوخال خوشی سے چمک رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ ﷺ کو آج کے دن سے بڑھ کر کبھی اتنا زیادہ خوش نہیں پایا (اس کی کیا وجہ ہے؟) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جبرائیل ابھی میرے پاس سے روانہ ہوا ہے اور مجھے کہا اے محمد ﷺ آپ ﷺ کی امت میں سے جو بھی آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس گناہ معاف کر دیتا ہے اور دس درجات بلند کر دیتا ہے اور فرشتے اس کے لیے ایسا ہی کہتے ہیں جیسے وہ آپ ﷺ کے لیے کہتا ہے حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے جبرائیل اس فرشتے کا کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پیدائش سے لے کر آپ ﷺ کی بعثت تک ایک فرشتہ کو آپ ﷺ کے ساتھ مقرر کیا ہوا ہے، آپ ﷺ کی امت میں سے جو بھی آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو وہ کہتا ہے (اے حضور ﷺ پر درود بھیجنے والے) اللہ تجھ پر بھی درود (بصورت رحمت) بھیجے۔'' (طبرانی، المعجم الکبیر، ۵: ۱۰۰، رقم: ۴۷۲۰، ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۶۱، منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۳۲۵، رقم: ۲۵۹۷)

☆ عن انس بن مالك قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا قال العبد اللهم صل علیٰ محمد خلق الله عزوجل من تلك الکلمة ملکاله جناحان جناح بالمشرق وجناح بالمغرب

ورجلاه في تخوم الارضين ورأسه تحت العرش فيقول صل علی عبدی کما صلی علی نبيي فهو يصلي عليه الی يوم القيامة

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اللهم صل علی محمد کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کلمات سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کے دو پر ہیں ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور اس کی دو ٹانگیں ساتوں زمینوں کی آخری حدود تک ہیں اور اس کا سر اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ہے پس اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو فرماتا ہے قیامت تک اس شخص پہ اسی طرح درود بھیج جس طرح اس نے میرے نبی پہ درود بھیجا وہ فرشتہ اس بندے کے لیے قیامت تک درود بصورت دعا بھیجتا رہے گا۔ (دیلمی، مسند الفردوس، ۱:۲۸۶، ۲۸۷، رقم: ۱۱۲۴)

اللهم صل علی نور الانوار وسر الاسرار وترياق الاغيار ومفتاح باب اليسار سيدنا محمدن المختار واله الاطهار واصحابه الاخيار عدد نعم الله وافضاله .

جو مجھ پہ درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کا راستہ بھول گیا

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من ذكرت عنده فنسي الصلوة علی خطیء طريق الجنة يوم القيامة .

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۶: ۳۲۶، رقم: ۳۱۷۹۳)

جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پہ درود پڑھنا بھول جائے تو وہ قیامت کے دن جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ ایک روایت میں ہے ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی بجائے دوزخ کی طرف چل پڑے گا۔

(مسند الفردوس للدیلمی، ۳: ۶۳۴، نمبر ۵۹۸۵)

ایک روایت میں ہے فلا هو مني ولا انا منه۔ نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے نہ اس کا مجھ سے کوئی واسطہ (ایضاً: ۵۹۸۶)

اللهم صل علی الذات المحمدية اللطيفة الاحدية شمس سماء الاسرار ومظهر الانوار ومركز مدار الجلال وقطب فلك الجلال، اللهم بسرّه لديك وبسيره اليك امن خوفي واقل عثرتي واذهب حزني وحرصي وكن لي وخذني اليك مني وارزقني الفناء عني ولا تجعلني مفتونا بنفسي محجوبا بحسي واكشف لي عن كل سرّ مكتوم يا حي يا قيوم .

درود کی برکت سے اونٹنی بول پڑی

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال : كنا جلوسا حول رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل اعرابي جهوري بدوي يماني علیٰ ناقة حمراء فاناخ بباب المسجد ثم قعد فلما قضی نحبه قالوا: يا رسول الله ان الناقة التي تحت الاعرابي سرقة قال: اثم بينة؟ قالوا نعم يا رسول الله قال يا علي خذ حق الله من الاعرابي ان قامت عليه البينة وان لم تقم فرده الی قال فاطرق

الاعرابی ساعة فقال له النبی صلی الله علیه وسلم : قم یا اعرابی لا مر الله والا فادل بحجتك فقالت الناقة من خلف الباب: والذی بعثك بالکرامة یا رسول الله ان هذا ما سرقنی ولا ملکنی احد سواه فقال له النبی صلی الله علیه وسلم یا اعرابی بالذی انطقها بعذرك ماالذی قلت؟ قال: قلت: اللهم انك لست برب استحدثناك ولا معك اله اعانك علیٰ خلقنا ولا معك رب فنشك فی ربو بیتك انت ربنا کما نقول وفوق ما یقول القائلون اسالك ان تصلی علیٰ محمد وان تبرئینی ببراء تی فقال له النبی صلی الله علیه وسلم والذی بعثنی بالکرامة یا اعرابی لقد رایت الملائکة یتبدرون افواه الازقة یکتبون مقالتك فاکثر الصلاة علی ۔

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بلند آواز والا یمنی دیہاتی بدو اپنی سرخ اونٹنی کے ساتھ ادھر آیا اس نے اپنی اونٹنی مسجد کے دروازے کے سامنے بٹھائی اور خود آ کر ہمارے ساتھ بیٹھ گیا پھر جب اس نے اپنا واویلا ختم کر لیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ اُونٹنی جو دیہاتی کے قبضہ میں ہے یہ چوری کی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کیا اس پر کوئی دلیل ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں جی۔ یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اگر اس اعرابی پر چوری کی گواہی مل جاتی ہے تو اس سے اللہ کا حق لو (یعنی اس پر چوری کی حد جاری کرو) اور اگر چوری کی شہادت نہیں ملتی تو اس کو میری طرف لوٹا دو۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر اعرابی نے کچھ دیر کے لیے اپنا سر جھکایا پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے اعرابی اللہ کے حکم کی پیروی کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ وگرنہ میں تمہاری حجت سے دلیل پکڑوں گا پس اسی اثناء میں دروازے کے پیچھے سے اونٹنی بول پڑی اور کہنے لگی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا نہ تو اس شخص نے مجھے چوری کیا ہے اور نہ ہی اس کے سوا میرا کوئی مالک ہے پس حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے اس اونٹنی کو تیرا عذر بیان کرنے کے لیے قوت گویائی بخشی اے اعرابی یہ بتا تو نے سر جھکا کر کیا کہا تھا۔ اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے کہا اللہ تو ایسا خدا نہیں ہے جسے ہم نے پیدا کیا ہو اور نہ ہی تیرے ساتھ کوئی اور الٰہ اور رب ہے کہ ہم تیری ربوبیت میں شک کریں تو ہمارا رب ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں اور کہنے والوں کے کہنے سے بھی بہت بلند ہے پس اے میرے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو حضور ﷺ پر درود بھیج اور یہ کہ مجھے میرے الزام سے بری کر دے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس رب کی قسم جس نے مجھے عزت کے ساتھ مبعوث کیا اے اعرابی میں نے دیکھا کہ فرشتے تمہاری بات کو لکھنے میں جلدی کر رہے ہیں پس تو کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کر۔''

(المستدرک للحاکم علی الصحیحین ۲:۶۷ ، نمبر ۲۲۳۶)

اللھم صل وسلم وبارك علیٰ سیدنا محمد وآدم ونوح وابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ وما بینھم من النبیین والمرسلین صلوات الله وسلامه علیھم اجمعین ○

اللهم صل علٰى سيدنا محمد عدد ما فی علم الله صلوٰة دائمة بدوام ملك الله○
اللهم صل وسلم وبارك علٰى سيدنا محمد ن الروف الرحيم ذى الخلق العظيم وعلٰى اٰله واصحابه وازواجه فی كل لحظة عدد كل حادث وقديم○

درود پاک نے پل صراط سے بآسانی گزار دیا

عن عبد الرحمن بن سمرة قال : خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: انی رأيت البارحة عجبا رأيت رجلا من امتی قد احتوشته ملائكة فجاء ه وضوء ه فاستنقذه من ذلك ورايت رجلا من امتی قد احتوشته الشياطين فجاء ه ذكر الله فخلصه منهم ورايت رجلا من امتی يلهث من العطش فجاء ه صيام رمضان فسقاه ورايت رجلا من امتی من بين يديه ظلمة ومن خلفه ظلمة وعن يمينه ظلمة وعن شماله ظلمة ومن فوقه ظلمة ومن تحته ظلمة فجاء ه حجه وعمر ته فاستخرجاه من الظلمة ورأيت رجلا من امتی جاء ه ملك الموت ليقبض روحه فجاء ته صلة الرحم فقالت ان هذا كان واصلا لرحمه فكلمهم وكلموه وصار معهم ورايت رجلا من امتی يتقی وهج النار عن وجهه فجاء ته زبانية العذاب فجاء ه امره بالمعروف ونهيه عن المنكر فاستنقذه من ذلك ورايت رجلا من امتی هوى فی النار فجاء ته دموعهٖ التی بكی من خشية الله فاخرجته من النار ورايت رجلا من امتی قد هوت صحيفته الى شماله فجاء ه خوفه من الله فاخذ صحيفته فی يمينه ورايت رجلا من امتی قد خف ميزانه فجاء افراضه فثقل ميزانه ورايت رجلا من امتی يرعد كما ترعد السعفة فجاء ه حسن ظنه بالله فسكن رعدته ورايت رجلا من امتی يزحف على الصراط مرة ويجثو مرة ويتعلق مرة فجاء ته صلاته على فاخذت بيده فاقامته على الصراط حتى جاوز ورايت رجلا من امتی انتهى الى ابواب الجنة فغلقت الابواب دونه فجاء ته شهادة ان لا اله الا الله فاخذت بيده فادخلته الجنة ۔

''حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک دن گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ گذشتہ شب میں نے خواب میں عجیب چیز دیکھی میں کیا دیکھتا ہوں کہ فرشتوں نے میری امت کے ایک آدمی کو گھیرا ہوا ہے اس دوران اس شخص کا وضوء وہاں حاضر ہوتا ہے اور اس آدمی کو اس مشکل صورت حال سے نجات دلاتا ہے اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ اس پر قبر کا عذاب مسلط کیا گیا ہے پس اس کی نماز آتی ہے اور اس کو اس عذاب سے نجات دلاتی ہے اور میں ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ اس کو شیاطین نے گھیرا ہوا ہے پس اللہ کا ذکر (جو وہ کیا کرتا تھا) آتا ہے اور اس کو ان شیاطین سے نجات دلاتا ہے اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ پیاس کے مارے اس کا برا حال ہے پس رمضان کے روزے آتے ہیں اور اس کو پانی پلاتے ہیں اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا

ہوں جس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے تاریکی ہی تاریکی ہے پس اس کا حج اور عمرہ آتے ہیں اور اس کو تاریکی سے نکالتے ہیں اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں کہ ملک الموت (موت کا فرشتہ) اس کی روح قبض کرنے کے لیے اس کے پاس کھڑا ہے اس کا صلہ رحم آتا ہے اور کہتا ہے یہ شخص صلہ رحمی کرنے والا تھا پس وہ ان سے کلام کرتا ہے اور وہ اس سے کلام کرتے ہیں اور وہ ان کے ساتھ ہو جاتا ہے اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں جو اپنے چہرے سے آگ کا شعلہ دور کر رہا ہے پس اس کا صدقہ آجاتا ہے اور اس کے سر پر سایہ بن جاتا ہے اور اس کے چہرے کو آگ سے ڈھانپ لیتا ہے اور میں اپنی امت کا ایک آدمی دیکھتا ہوں اس کے پاس عذاب والے فرشتے آتے ہیں پس اس کے پاس اس کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر آجاتا ہے اور اس کو عذاب سے نجات دلاتا ہے اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ آگ میں گرا ہوا ہے پس اس کے وہ آنسو آجاتے ہیں جو اس نے اللہ کی خشیت میں بہائے اور اس کو آگ سے نکال دیتے ہیں اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا اس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں تھا پس اس کا اللہ سے خوف اس کے پاس آجاتا ہے اور وہ اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں پکڑ لیتا ہے اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ اس کے نیک اعمال والا پلڑا ہلکا ہے پس اس کا قرض دینا اس کے پاس آجاتا ہے تو اس کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا کہ وہ خوف کے مارے کانپ رہا ہوتا ہے جیسا کہ کھجور کی شاخ (ہوا سے ہلتی ہے) پس اس کا اللہ کے ساتھ حسن ظن آتا ہے تو اس کی کپکپاہٹ ختم ہو جاتی ہے اور میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا جو کبھی تو پل صراط پر آگے بڑھتا ہے کبھی رک جاتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے پس اس کا وہ درود جو مجھ پر بھیجتا ہے آتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور اس کو پل صراط پر سیدھا کھڑا رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو عبور کر لیتا ہے اور میں نے اپنے امت کا ایک آدمی دیکھا وہ جنت کے دروازے تک پہنچتا ہے پس جنت کے دروازے اس پر بند کر دیے جاتے ہیں اور وہ باہر کھڑا رہتا ہے پس اس کا کلمہ شہادت آتا ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔" (ہیثمی مجمع الزوائد، ۷:۱۷۹، ۱۸۰، ابن رجب حنبلی، التخویف من النار، ۱:۴۲ واسطی، تاریخ واسط، ۱:۱۶۹، ۱۷۰)

اللھم صل علی محمدن النبی الامی وعلی الہ وصحبہ وسلم عدد ما علمت وزنۃ ما علمت وملء ما علمت

قلم سونے کے، دوات چاندی کی اور کاغذ نور کے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے زمین پہ کچھ ایسے فرشتے ہیں جن کو نور سے پیدا کیا گیا اور وہ زمین پہ صرف جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اترتے ہیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم، چاندی کی دواتیں اور نور کے اوراق ہوتے ہیں (لا یکتبون الا الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم) وہ صرف اور صرف حضور ﷺ پہ بھیجا جانے والا درود شریف لکھتے ہیں۔ (مسند الفردوس للدیلمی، ۱:۱۸۴، رقم: ۶۸۸)

☆ آپ ہی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

من صلی علی صلوۃ کتب اللہ لہ قیرا طا والقیرا ط مثل احد
جو مجھ پہ ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ایک قیراط (اجروثواب کا) لکھ دیتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔ (مصنف عبدالرزاق، ۱:۵۱، رقم:۱۵۳)

اللھم انی اسئلك بك ان تصلی علی سیدنا محمد وعلی سائر الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الھم وصحبھم اجمعین وان تغفر لی ما مضی وتحفظنی فیما بقی ۔

☆ اللھم صل وسلم علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم وبارك علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم فی العالمین انك حمید مجید عدد خلقك ورضا نفسك وزنة عرشك ومداد کلماتك کلما ذکرك الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون ○

☆ اللھم صل افضل صلوٰۃ علیٰ افضل مخلوقاتك سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم عدد معلوماتك ومداد کلماتك کلما ذکرك الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون ○

☆ اللھم صل علی سیدنا محمد عبدك ونبیك ورسولك النبی الامی وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم عدد مافی السموت وما فی الارض وما بینھما واجر لطفك فی امورنا والمسلمین اجمعین یا رب العالمین ○

☆ اللھم صل علی سیدتا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم عدد ماکان وعدہ مایکون وعدہ ما ھو کائن فی علم اللہ ○

درود وسلام کے (۱۰۱) ثمرات وبرکات

۱ - امتثال امر اللہ سبحانہ وتعالی ۔

''درود وسلام پڑھنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے حکم کی تعمیل ہوئی ہے؟'' صلوا علیہ وسلموا تسلیمًا ۔

۲ - موافقتہ سبحانہ فی الصلاۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم، وان اختلف الصلاتان فصلاتنا علیہ دعا وسوال، وصلاۃ اللہ تعالیٰ علیہ ثناء وتشریف ۔

''اس میں اللہ عزوجل کے ساتھ موافقت نصیب ہوتی ہے گو نوعیت میں ہمارا درود بھیجنا اور اللہ کا درود بھیجنا مختلف ہے کیونکہ ہمارا درود دعا اور سوال ہے اور اللہ تعالیٰ کا درود حضور ﷺ پر رحمت وثناء کی شکل میں عطا ونوال ہے۔''

۳ - موافقة ملائکة فیھا ۔

''درود خوانی میں فرشتوں کے ساتھ بھی موافقت نصیب ہوتی ہے۔'' لقولہ تبارك و تعالیٰ :

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا یھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر خوب کثرت سے درود و سلام بھیجا کرو)

۴- حصول عشر صلوات من الله على المصلي عليه صلى الله عليه وسلم مرة.

''ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے والے کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دس رحمتیں نصیب ہوتی ہیں۔''

درود شریف پڑھنے سے بلندیٔ درجات نصیب ہوتی ہے

انه يرفع له عشر درجات . ''ایک دفعہ درود بھیجنے پر دس درجات بلند کیے جاتے ہیں۔''

عن انس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشر صلوات وحطت عنه عشر خطيئات ورفعت له عشر درجات .

(نسائي، السنن، ۳: ۵۰، كتاب السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم: ۱۲۹۷)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود (رحمت) بھیجتا ہے اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے لیے دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔''

۶- انه يكتب له عشر حسنات . ''ایک بار درود شریف پڑھنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔''

۷- انه يمحى عنه عشر سيئات . ''ایک دفعہ درود بھیجنے سے دس گناہوں (بدیوں) کو مٹا دیتا ہے۔''

عن عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على صلاة من امتي كتب له عشر حسنات ومحي عنه عشر سيئات . (ابو یعلی، المسند، ۲: ۱۷۳، رقم: ۸۶۹)

''حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔''

۸- انه يرجى اجابة دعائه اذا قدمها امامه، فهي تصاعد الدعا الى عندرب العالمين، وكان موقوفا بين السماء والارض قبلها .

''درود شریف دعا سے پہلے پڑھا جائے تو اس دعا کی قبولیت کی امید پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ درود شریف دعا کو رب العالمین تک لے جاتا ہے اور درود سریف کے بغیر دعا زمین و آسمان کے درمیان ہی روک لی جاتی ہے۔''

عن امير المومنين على بن ابى طالب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من دعا الا وبينه وبين الله عزوجل حجاب حتى يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم، فاذا فعل ذلك انخرق ذلك الحجاب ودخل الدعاء، واذا لم يفعل ذلك رجع الدعاء .

(ديلمي، مسند الفردوس، ۴: ۴۷، رقم: ۶۱۴۸)

''امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ کوئی دعا ایسی نہیں جس کے اور اللہ کے درمیان حجاب نہ ہو یہاں تک کہ دعا کرنے والا حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور جب وہ درود بھیجتا ہے تو یہ حجاب ہٹا دیا جاتا ہے اور دعا (حریم قدس میں) داخل ہو جاتی ہے اور اگر وہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود نہ بھیجے تو وہ دعا (باریاب ہوئے بغیر) واپس لوٹ آتی ہے۔''

۹- انها سبب لشفاعته صلى الله عليه وسلم اذا قرنها بسؤال الوسيلة له او افردها

''درود بھیجنا آپ ﷺ کی شفاعت پانے کا سبب بنتا ہے۔ خواہ درود کے ساتھ نبی ﷺ کے لیے سوال وسیلہ ہو یا نہ ہو۔''

عن رويفع بن ثابت الانصاری رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من صلى على محمد، وقال اللهم انزله المقعد المقرب عندك يوم القيامة، وجبت له شفاعتي

(مسند احمد، ۴، ۱۰۸)

''حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص حضور رحمت عالم ﷺ پر درود بھیجتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے میرے اللہ حضور ﷺ کو قیامت کے روز اپنے نزدیک مقام قرب پر فائز فرما اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔''

درود شریف پڑھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں

انها سبب لغفران الذنوب .

''درود شریف بھیجنا گناہوں کی مغفرت کا باعث بنتا ہے۔''

۱۱- انها سبب لكفاية الله العبد ما اهمه .

''درود شریف بندہ کے رنج و غم میں اللہ تعالیٰ کے کفایت کرنے کا سبب بنتا ہے یعنی درود شریف اللہ تعالیٰ کے کفایت کرنے کے سبب بندے کے لیے دافع رنج و غم ہو جاتا ہے۔''

عن ابی بن كعب رضی الله عنه قال : قلت لرسول الله صلى الله عليه وسلم ''اجعل لك صلاتي كلها قال اذا تكفى همك ويغفر لك ذنبك .''

(ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۶۳۶، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب نمبر ۲۳، رقم: ۲۴۵۷)

''حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ساری دعا آپ ﷺ پر درود بھیجنے کے لیے خاص کر دوں تو؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا پھر تو یہ درود تیرے تمام غموں کو کافی ہو جائے گا اور تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

۱۲- انها سبب لقرب العبد منه صلى الله عليه وسلم يوم القيامة .

''درود بھیجنا روزِ محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہونے کا سبب بنتا ہے۔''

عن ابی امامة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اکثروا علی من الصلاة فی کل یوم جمعة فان صلاة امتی تعرض علی فی کل یوم جمعة فمن کان اکثر هم علی صلاة کان اقربهم منی منزلة۔ (بیهقی، السنن الکبری، ۳: ۲۴۹، رقم: ۵۷۹۱)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجنا اپنا معمول بنالو بے شک میری امت کا درود ہر جمعہ کے روز مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میری امت میں سے جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا وہ (قیامت کے روز) مقام و منزلت کے اعتبار سے میرے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔''

۱۳ – انها تقوم مقام الصدقة لذی العسرة۔

''تنگ دست اور مفلس کے لیے درود بھیجنا صدقہ کے قائم مقام ہے۔''

عن ابی سعید رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ایما رجل لم یکن عنده صدقة فلیقل فی دعائه: اللهم صل علی محمد عبدك ورسولك وصل علی المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات فانها له زکاة۔ هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔

(المستدرك للحاکم علی الصحیحین ۴: ۱۴۴، نمبر ۷۱۷۵)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو وہ اپنی دعا میں یوں کہے اے اللہ اپنے رسول اور بندے حضرت محمد ﷺ پر درود بھیج اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر رحمتیں نازل فرما یہی اس کا صدقہ ہو جائے گا اس حدیث کی اسناد صحیح ہے لیکن شیخین نے اس کی تخریج نہیں کی۔''

۱۴ – انها سبب لقضاء الحوائج۔

''درود شریف قضاء حاجات کا وسیلہ ہے۔''

عن انس بن مالك خادم النبی صلی الله علیه وسلم قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم ان اقربکم منی یوم القیامة فی کل موطن اکثرکم علی صلاة فی الدنیا من صلی علی فی یوم الجمعة ولیلة الجمعة مائة مرة قضی الله له مائة حاجة سبعین من حوائج الآخرة وثلاثین من حوائج الدنیا (شعب الایمان للبیهقی ۳: ۱۱۱، نمبر ۳۰۳۵)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ جو حضور نبی اکرم ﷺ کے خادم خاص تھے بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے روز تمام دنیا میں سے تم میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں تم میں سب سے زیادہ

مجھ پر درود بھیجنے والا ہوگا پس جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرماتا ہے ان میں سے ستر (۷۰) آخرت کی حاجتوں میں سے اور تیس (۳۰) دنیا کی حاجتوں میں سے ہیں۔''

فرشتوں کی دعائیں ملتی ہیں

انها سبب لصلاة الله على المصلى وصلاة ملائكة عليه .

''یہ (درود) درود خواں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فرشتوں کی دعائے رحمت کے حصول کا سبب بنتا ہے۔''

عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما يقول: من صلى على رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة صلى الله عليه وسلم وملائكته سبعين صلاة فليقل عبد من ذلك او ليكثر (مسند احمد ۲: ۱۷۲، نمبر ۶۶۰۵)

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو حضور نبی اکرم ﷺ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود وسلام بھیجتے ہیں پس اب بندہ کو اختیار ہے چاہے تو وہ اس سے کم یا زیادہ درود بھیجے۔''

۱۶ — انها زكاة للمصلى وطهارة له .

''یہ (درود) درود پڑھنے والے کے لیے زکوٰۃ اور طہارت ہے۔''

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوا على، فان صلاة على زكاة لكم . (مصنف ابن ابى شيبه ۶: ۳۲۵، نمبر ۳۱۷۸۴)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا مجھ پر درود بھیجنا یہ تمہاری پاکیزگی (کا سبب) ہے۔''

۱۷ — انها سبب لتبشير العبد بالجنة قبل موته .

''بے شک درود بھیجنا موت سے پہلے بندہ کو جنت مل جانے کی خوشخبری کا سبب بنتا ہے۔''

عن انس رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من صلى على فى يوم الف مرة لم يمت حتى يرى مقعده من الجنة . (الترغيب والترهيب ۲: ۳۲۸، نمبر ۲۵۷۹)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص مجھ پر ایک دن میں ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے اسے اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔''

۱۸ — انها سبب للنجاة من اهوال يوم القيامة .

''بے شک درود بھیجنا قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا سبب بنتا ہے۔''

عن انس بن مالك رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: يا ايها الناس ان انجاكم يوم

القیامة من اهوالها و مواطنها اکثر کم علی صلاة فی دار الدنیا ۔

(مسند الفردوس ۵: ۲۷۷، نمبر ۸۱۷۵)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو تم میں سے قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے مختلف مراحل میں سب سے زیادہ نجات پانے والا وہ شخص ہوگا جو دنیا میں تم میں سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجنے والا ہوگا۔''

۱۹ - انها سبب لرد النبی صلی اللہ علیه وسلم الصلاة والسلام علی المصلی والمسلم علیه ۔

''رسول اللہ ﷺ خود درود و سلام بھیجنے والے کو اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔''

عن ابی هریرة رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیه السلام ۔ (ابو داؤد شریف ۲: ۲۱۸، نمبر ۲۰۴۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ مجھے میری روح لوٹا دیتا ہے پھر میں اس سلام بھیجنے والے کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔''

حافظہ مضبوط ہوتا ہے

انها سبب لتذکر العبد مانسیه ۔

''بے شک درود بھولی ہوئی شے یاد آ جانے کا سبب بنتا ہے۔''

عن انس بن مالک: قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: اذا نسیتم شیئاً فصلوا علی تذکروه ان شاء اللہ ۔ (جلاء الافهام لا بن قیم نمبر ۲۲۳)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی بات بھول جائے تو مجھ پر درود بھیجو ان شاء اللہ وہ (بھولی ہوئی چیز) تمہیں یاد آ جائے گی۔''

۲۱ - انها سبب لطیب المجلس، وان لا یعود حسرة علی اهله یوم القیامة ۔

''درود پاک کی برکت سے مجلس پاکیزہ ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن وہ نشست اہل مجلس کے لیے حسرت کا باعث نہیں بنے گی۔''

عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: ما اجتمع قوم فی مجلس فتفرقوا من غیر ذکر اللہ والصلاة علی النبی صلی اللہ علیه وسلم الا کان علیهم حسرة یوم القیامة ۔ (الصحیح لابن حبان ۲: ۳۵۱ نمبر ۵۹۰)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب کچھ لوگ کسی مجلس میں جمع ہوتے ہیں پھر اس مجلس سے اللہ کا ذکر کیے بغیر اور حضور ﷺ پر درود بھیجے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں تو ان

کی یہ مجلس قیامت کے روز ان کے لیے حسرت وملال کا باعث ہوگی۔"

۲۲-انها تنفی عن العبد اسم البخل اذا صلی علیه عند ذكره صلی الله عليه وسلم .

"درود شریف بھیجنے کی برکت سے بخیلی کی عادت بندہ سے جاتی رہتی ہے۔"

عن حسين بن علی بن ابی طالب رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم البخيل الذی من ذكرت عنده ، لم يصل علی . (ترمذی، الجامع الصحيح، ۵: ۵۵۱، كتاب الدعوات، باب قول رسول الله صلی الله عليه وسلم "رغم انف رجل" رقم: ۳۵۴۶)

"حضرت حسین بن علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔"

۲۳-نجاته من الدعا عليه الانف اذاتر كها عند ذكره صلی الله عليه وسلم .

"درود پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ کی بددعا (ناک خاک آلود ہو) سے بندہ محفوظ ہو جاتا ہے۔"

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم رغم انف رجل ذكرت عنده، فلم يصل علی . (ترمذی شریف ۵: ۵۵۰ نمبر ۳۵۴۵)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔"

۲۴-انها ترمی صاحبها علی طريق الجنة وتخطی بتاركها عن طريقها .

"درود شریف درود بھیجنے والے کو جنت کے راستے پر گامزن کر دیتا ہے اور جو درود کو ترک کرتا ہے وہ جنت کی راہ سے دور ہو جاتا ہے۔"

عن جعفر، عن ابيه رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من ذكرت عنده فنسی الصلاة علی خطئی طريق الجنة يوم القيامة . (مصنف ابن ابی شیبہ ۶: ۳۲۶، نمبر ۳۱۷۹۳)

"حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے تو قیامت کے روز وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔"

بدبو کا خاتمہ ہوتا ہے

انها تنجی من نتن المجلس الذی يذكر فيه الله ورسوله ويحمد ويثنی عليه فيه ويصلی علی رسوله صلی الله عليه وسلم .

"درود بھیجنا مجلس کی سڑاند سے نجات دیتا ہے کیونکہ اس مجلس میں ذکر الٰہی اور ذکر مصطفیٰ ﷺ کیا جاتا ہے، اور باری تعالیٰ کی حمد و ثناء اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے۔"

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : ما اجتمع قوم فی مجلس فتفرقوا من غير ذكر الله والصلاة علی النبی صلی الله عليه وسلم الا كان عليهم حسرة يوم القيامة ." (صحيح ابن حبان ۲: ۳۵۱ نمبر ۵۹۰)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب چند لوگ کسی مجلس میں جمع ہوتے ہیں پھر اس مجلس سے وہ اللہ کا ذکر کیے بغیر اور حضور ﷺ پر درود بھیجے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں تو ان کی یہ مجلس قیامت کے روز ان کے لیے باعثِ حسرت وملال ہوگی۔''

۲۶-انها سبب لتمام الامر الذی ابتدی بحمد الله والصلاة علی رسوله

''جو کام اللہ کی حمد وثناء اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود سے شروع ہو، درود اس کے مکمل ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔''

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال: كل امر لم يبدأ فيه بحمد الله والصلاة علی فهو اقطع ابتر ممحوق من كل بركة . (الارشاد لابی يعلی ۱: ۴۴۹ نمبر ۱۱۹)

''ہر وہ نیک اور اہم کام جس کو نہ تو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اور نہ ہی حضور ﷺ پر درود بھیجنے کے ساتھ شروع کیا جائے تو وہ ہر طرح کی برکت سے خالی ہو جاتا ہے۔''

۲۷-انها سبب لو فور نور العبد علی الصراط . ''پل صراط پر بندہ کے لیے افراطِ نور کا سبب درود شریف بنے گا۔''

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : الصلاة علی نور علی الصراط ومن صلی علی يوم الجمعة ثما نين مرة غفرله ذنوب ثمانين عاماً . (مسند الفردوس للديلمی ۲: ۴۰۸ نمبر ۳۸۱۴)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر بھیجا ہوا درود پل صراط پر نور بن جائے گا اور جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن اسی (۸۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''

۲۸-انها سبب انه يخرج بها العبد عن الجفاء .

''بے شک حضور ﷺ پر درود بھیجنے سے ہی بندہ جفاء کی زد سے باہر نکل جاتا ہے۔''

عن محمد بن علی قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من الجفاء ان اذكر عند رجل فلا يصلی علی . (مصنف عبد الرزاق ۲: ۲۱۷ نمبر ۳۱۲۱)

''حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جفا (بے وفائی) ہے کہ کسی کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔''

۲۹–انها سبب لنيل رحمة الله له .

''بیشک درود اللہ تعالیٰ کی رحمت تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (کیونکہ صلوٰۃ بمعنی رحمت کے ہے اور صلوٰۃ قضائے رحمت اور موجب رحمت ہے)۔''

عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: من ذكرت عنده فليصل علي ومن صلى علي مرة واحدة صلى الله عليه عشرًا . (السنن الكبرى لنسائي ٦: ٢١ نمبر ٩٨٨٩)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس میرا ذکر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر درود بھیجے اور جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔''

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

انها سبب يعرض اسم المصلى عليه صلى الله عليه وسلم وذكره عنده .

''درود پڑھنا اس امر کا سبب بنتا ہے کہ درود پڑھنے والے کے نام کا ذکر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں کیا جائے۔''

عن عمار بن ياسر رضى الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان الله وكل بقبرى ملكا اعطاه اسماء الخلائق فلا يصلى على احد الى يوم القيامة، الا بلغنى باسمه واسم ابيه هذا فلان قد صلى عليك . (مسند بزار ۴: ۲۵۵، نمبر ۱۴۲۵)

''حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات (کی آوازوں کو سننے (اور سمجھنے) کی قوت واستعداد عطاء فرمائی ہے یا تمام مخلوق کے نام) پس قیامت کے دن تک جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا وہ فرشتہ اس درود پڑھنے والے کا نام اور اس کے والد کا نام مجھے پہنچائے گا اور کہے گا یا رسول اللہ ﷺ فلاں بن فلاں نے آپ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔''

۳۱–انها سبب لتثبت الاقدام على الصراط

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام پڑھنے والے کو پل صراط پر سے گزرتے وقت ثابت قدمی نصیب ہوگی۔''

عن عبد الرحمن بن عوف قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : رايت رجلاً من امتى يزحف على الصراط مرة ويحبو مرة ويتعلق مرة فجاء ته صلاته على فاخذت بيده فاقامته على الصراط حتى جاوز . (مجمع الزوائد للهيثمى ۷: ۱۸۰)

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی امت کا ایک آدمی دیکھا جو کبھی تو پل صراط پر آگے بڑھتا ہے اور کبھی رک جاتا ہے اور کبھی لٹک جاتا ہے پس اس کا مجھ پر درود بھیجنا اس کے کام آتا ہے اور اس کی دستگیری کرتا ہے اور اس کو پل صراط پر سیدھا کھڑا کر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کو عبور کر لیتا ہے۔''

۳۲-الصلاة علَى النبى صلى الله عليه وسلم زينة المجالس ۔

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مجالس کی زینت کا سبب بنتا ہے۔''

عن ابى هريرة رضـى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : زينوا مجالسكم بالصلاة على فان صلاتكم تعرض على او تبلغنى ۔ (كشف الخفاء للعجلونى ۱ : ۵۳۶، نمبر ۱۴۴۳)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اے لوگو) مجھ پر درود بھیجنے کے ذریعے اپنی مجالس کو سجایا کرو بے شک تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے یا مجھے پہنچ جاتا ہے۔''

۳۳-انها سبب براة المصلى من النفاق

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کو نفاق سے پاک کر دیتا ہے۔''

۳۴-انها سبب براة المصلى من النار

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کو جہنم کی آگ سے بچا لیتا ہے۔''

شہداء کی سنگت ملتی ہے

انها سبب لا سكان المصلى مع الشهداء يوم القيامة ۔

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کو روز قیامت شہداء کے ساتھ ٹھہرانے کا سبب بنتا ہے۔''

عـن انـس بـن مالك رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى على صلاة واحدة صلى الله عليه عشر او من صلى على عشرا صلى الله عليه مائة ومن صلى على مائة كتب الله بين عينيه براءة مـن الـنـفاق وبراءة من النار واسكنه الله يوم القيامة مع الشهداء ۔ (المعجم الاوسط للطبرانى ۷ : ۱۸۸ نمبر ۷۲۳۵)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود (بصورت رحمت) بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر سو مرتبہ درود (بصورت دعاء) بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کے درمیان نفاق اور جہنم کی آگ سے براءت لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت کی روز اس کا ٹھکانہ شہداء کے ساتھ کرے گا۔''

۳۶-انها سبب لصلاة الملائكة على المصلى ۔

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے پر فرشتوں کے درود بھیجنے کا سبب بنتا ہے۔''

عـن ربيـعة رضـى الله عـنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: ما من مسلم يصلى على الا صلت عليه الملائكة ما صلى على فليقل العبد من ذلك او ليكثر ۔ (ابن ماجه ۱ : ۲۹۴، نمبر ۹۰۷)

''حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

کہ جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس پر اسی طرح درود (بصورت دعاء) بھیجتے ہیں جس طرح اس نے مجھ پر درود بھیجا پس اب بندہ کا اختیار ہے کہ وہ مجھ پر اس سے کم درود بھیجے یا زیادہ۔''

۳۷-انها سبب لتسليم الله عليٰ من سلم عليه صلى الله عليه وسلم

''حضور نبی اکرم پر سلام بھیجنا سلام بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کے سلام بھیجنے کا سبب بنتا ہے۔''

عن عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اني لقيت جبرائيل عليه السلام فبشرني وقال: ان ربك يقول: من صلى عليك صليت عليه، ومن سلم عليك سلمت عليه، فسجدت لله عزوجل شكرًا. (المستدرك للحاكم على الصحيحين ١: ٧٣٥، نمبر ٢٠١٩)

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں جبرائیل علیہ السلام سے ملا تو اس نے مجھے یہ خوشخبری دی کہ بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ جو شخص آپ پر درود و سلام بھیجتا ہے میں بھی اس پر درود و سلام بھیجتا ہوں پس اس بات پر میں اللہ عزوجل کے حضور سجدہ شکر بجالایا۔''

۳۸-انها سبب انه يخرج بها العبد عن الشقاء

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے سے بندہ بدبختی سے نکل جاتا ہے۔''

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ادرك رمضان ولم يصمه شقي ومن ادرك والديه او احدهما فلم يبره فقد شقي ومن ذكرت عنده فلم يصل علي فقد شقي. (المعجم الاوسط للطبراني ۴: ۱۶۲، نمبر ۳۸۷۱)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بد بخت ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کے روزے نہ رکھے اور بد بخت ہے وہ شخص جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان کے ساتھ نیکی نہ کی اور بد بخت ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔''

۳۹-ان النبي صلى الله عليه وسلم يسمع صلاة المصلي

''حضور نبی اکرم ﷺ بذاتِ خود درود بھیجنے والے کا درود سنتے ہیں۔''

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا ابلغته. (شعب الايمان للبيهقي ٢: ٢١٨، نمبر ١٥٨٣)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود پڑھتا ہے میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ (بھی) مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔''

آقا علیہ السلام خود درود سنتے ہیں

الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم تبليغه صلى الله عليه وسلم

''حضور نبی اکرم ﷺ پر بھیجا ہوا درود از خود آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے۔''

عن ابی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجعلوا بيوتكم قبوراً ولا تجعلوا قبري عيداً او صلوا على فان صلاتكم تبلغني حيث كنتم ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور نہ ہی میری قبر کو عید (کہ جس طرح عید سال میں دو مرتبہ آتی ہے اس طرح تم سال میں صرف ایک یا دو دفعہ میری قبر کی زیارت کرو بلکہ میری قبر کی جہاں تک ممکن ہو کثرت سے زیارت کیا کرو) اور مجھ پر درود بھیجا کرو پس تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہو تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔''

۴۱-السلام على النبى صلى الله عليه وسلم يبلغه صلى الله عليه وسلم

''حضور نبی اکرم ﷺ پر بھیجا ہوا اسلام آپ ﷺ کو پہنچ جاتا ہے۔''

عن علي مرفوعاً قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سلموا على فان تسليمكم يبلغني اينما كنتم ۔ (كشف الخفاء للعجلوني ۲: ۳۲ نمبر ۱۶۰۲)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ پر سلام بھیجا کرو بے شک تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا اسلام مجھے پہنچ جاتا ہے۔''

۴۲-صلاة المصلى على النبى صلى الله عليه وسلم سبب لبشراه صلى الله عليه وسلم

''درود بھیجنے والے کا درود حضور نبی اکرم ﷺ کی خوشی کا باعث ہے۔''

عن ابى طلحة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جاء ذات يوم والبشر يرى فى وجهه فقال: انه جاء نى جبريل عليه السلام فقال: اما يرضيك يا محمد ان لا يصلى عليك احد من امتك الا صليت عليه عشراً، ولا يسلم عليك احد من امتك الا سلمت عليه عشرا؟

(سنن نسائی ۳: ۵۰، نمبر ۱۲۹۴)

''حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک دن تشریف لائے اور آپ ﷺ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار نمایاں تھے آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد ﷺ کیا آپ ﷺ اس بات پر خوش نہیں ہوں گے کہ آپ ﷺ کی امت میں سے کوئی بھی آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو میں اس پر دس مرتبہ درود (بصورت دعاء) بھیجتا ہوں اور جو آپ ﷺ پر ایک مرتبہ سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجتا ہوں۔''

۴۳-ان اولى الناس بالنبى صلى الله عليه وسلم اكثرهم عليه صلى الله عليه وسلم صلاة ۔

''روز قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں آپ ﷺ پر درود کی کثرت کرتا ہوگا۔''

عن عبد اللہ بن مسعود: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اولیٰ الناس بی یوم القیامۃ اکثرھم علی الصلاۃ ۔ (ترمذی شریف ۲: ۳۵۴، نمبر ۴۸۴)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب وہ ہوگا جو (دنیا میں) مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجا کرتا تھا۔''

۴۴۔من صلّٰی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کتاب لم تزل الملائکۃ تصلی علیہ مادام اسمہ فی ذلک الکتاب

''جوشخص کسی کتاب میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے فرشتے اس وقت تک اس پر درود (بصورتِ دعاء) بھیجتے رہتے ہیں جب تک آپ ﷺ کا نام اس کتاب میں موجود رہتا ہے۔''

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی فی کتاب لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ مادام اسمی فی ذلک الکتاب ۔ (المعجم الاوسط للطبرانی ۲: ۲۳۲، نمبر ۱۸۳۵)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر کسی کتاب میں درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس کے لیے اس وقت تک بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں جب تک میرا نام اس کتاب میں موجود رہتا ہے۔''

اسی سال کے گناہ معاف

من صلّٰی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ ثمانین مرۃ غفرت لہ خطیئۃ ثمانین سنۃ ۔

''جو شخص جمعہ کے دن حضور نبی اکرم ﷺ پر ۸۰ مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلاۃ علی نور علی الصراط ومن صلی علی یوم الجمعۃ ثمانین مرۃ غفرلہ ذنوب ثمانین عاما ۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر درود بھیجنا پل صراط پر نور کا کام دے گا پس جو شخص جمعہ کے دن مجھ پر اسی (۸۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ بخش دیتا ہے۔''

۴۶۔یصلی سبعون الف ملک علٰی من صلی علَی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

''جو شخص حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے ستر ہزار فرشتے اس پر درود (بصورتِ دعاء) بھیجتے ہیں۔''

عن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ قال: خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی البقیع فسجد سجدۃ طویلۃ ، فسالتہ فقال: جاء نی جبریل علیہ السلام، وقال : انہ لا یصلی علیک احد الا ویصلی علیہ سبعون الف ملک ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ ۲: ۵۱۷)

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جنت البقیع کی طرف آیا آپ ﷺ نے وہاں ایک طویل سجدہ کیا پس میں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا جو کوئی بھی آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے ستر ہزار فرشتے اس پر درود (بصورت دعاء) بھیجتے ہیں۔''

۴۷-الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم تستغفر لقائلها ۔

''حضور نبی اکرم ﷺ پر بھیجا ہوا درود، درود خواں کے لیے مغفرت طلب کرتا ہے۔''

۴۸-الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم تقربها عين المصلى ۔

''حضور نبی اکرم ﷺ پر بھیجے ہوئے درود سے درود خواں کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی ہے۔''

عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ما من عبد يصلى على صلاة الا عرج بها ملك حتى يجىء وجه الرحمن عزوجل فيقول الله عزوجل اذهبوا بها الى قبر عبدى تستغفر لقائلها وتقربه عينه ۔ (مسند الفردوس للديلمى ۴: ۱۰ نمبر ۶۰۲۶)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے ایک فرشتہ اس درود کو لے کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس فرشتے کو فرماتا ہے کہ اس درود کو میرے بندے (حضور نبی اکرم ﷺ) کی قبر انور میں لے جاؤ تا کہ یہ درود بھیجنے والے کے لیے مغفرت طلب کرے اور اس سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔''

غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل

الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم امحق للخطايا من الماء للنار

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا پانی کے آگ کو مٹانے سے بڑھ کر گناہوں کا مٹانے والا ہے۔''

۵۰-السلام على النبى صلى الله عليه وسلم افضل من عتق الرقاب

''حضور نبی اکرم ﷺ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ افضل ہے۔''

عن ابى بكر الصديق قال: الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم امحق للخطايا من الماء للنار، والسلام على النبى صلى الله عليه وسلم افضل من عتق الرقاب، وحب رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل من مهج الانفس اوقال: من ضرب السيف فى سبيل الله عزوجل ۔

(كنز العمال ۲: ۳۶۷ نمبر ۳۹۸۲)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا پانی کے آگ کو بجھانے سے بھی زیادہ گناہوں کو مٹانے والا ہے اور حضور ﷺ پر سلام بھیجنا غلاموں کو آزاد کرنے سے بڑھ کر فضیلت والا کام ہے اور حضور

ﷺ کی محبت جانوں کی روحوں سے بڑھ کر فضیلت والی ہے یا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر فضیلت والی ہے۔"

۵۱۔انها سبب لا ستيجاب الامان من سخط الله

"حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے محفوظ رہنے کا سبب بنتا ہے۔"

عن علی رضی الله عنه انه قال لو لا ان انس ذكر الله عزوجل ما تقربت الىٰ الله عزوجل الا بالصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: قال جبريل: يا محمد! ان الله عزوجل يقول من صلى عليك عشر مرات استوجب الامان من سخطى . (القول البديع للسخاوى: ۱۲۲)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں اللہ عزوجل کا ذکر بھول جاتا تو میں اس کا قرب حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے بغیر نہ پاسکتا، بے شک میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جبرائیل امین نے مجھے کہا اے محمد ﷺ جو شخص آپ ﷺ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے وہ میری ناراضگی سے محفوظ رہتا ہے۔"

۵۲۔مكثر الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم يكون تحت ظل عرش الله يوم القيامة

"روزِ قیامت (دنیا میں) حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے والا اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوگا۔"

عن علی عن النبى صلى الله عليه وسلم انه صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة تحت ظل عرش الله يوم القيامة يوم لاظل الا ظله قيل من هم يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من فرج عن مكروب من امتى واحيا سنتى واكثر الصلاة على . (ايضاً: ۱۲۳)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت والے دن تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوں گے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ (تین اشخاص) کون ہیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک وہ شخص جس نے میری امت کے کسی مصیبت زدہ سے مصیبت کو دور کیا دوسرا وہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا اور تیسرا وہ جس نے کثرت سے مجھ پر درود بھیجا۔"

۵۳۔احب الاعمال الى الله الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم

"اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا ہے۔"

عن علی بن ابی طالب رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قلت لجبريل اى الاعمال احب الىٰ الله عزوجل قال الصلاة عليك يا محمد صلى الله عليه وسلم وحب على بن ابى طالب . (ايضاً: ۱۲۹)

''حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے جبرائیل سے پوچھا اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل کون سے ہیں؟ تو جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ پر درود بھیجنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا۔''

۵۴ – انها سبب لنفی الفقر ۔

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا فقر کو ختم کر دیتا ہے۔''

عن سمرة السوائی والد جابر رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کثرة الذکر والصلاة علی تنفی الفقر ۔ (ایضاً)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت سمرہ سوائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کثرت ذکر اور مجھ پر درود بھیجنا فقر کو ختم کر دیتا ہے۔''

دل روشن ومنور ہو جاتا ہے

ینضر الله قلب المصلی وینوره بالصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم ۔

''اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے والے کے دل کو درود کے وسیلہ سے تر و تازہ اور منور کر دیتا ہے۔''

عن خضر بن ابی العباس والیاس بسام قالا سمعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: مامن مؤمن صلی علیٰ محمد صلی الله علیه وسلم الا نضربه قلبه ونوره الله عزوجل ۔ (ایضاً: ۱۳۲)

''حضرت خضر بن ابو عباس اور الیاس بن بسام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مومن بھی حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو تر و تازہ اور منور کر دیتا ہے۔''

۵۶ – من صلیٰ علی النبی صلی الله علیه وسلم فتح الله له سبعین بابا من الرحمة ۔

''جو حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔''

عن خصر بن انشا والیاس بن بسام قالا: سمعناه صلی الله علیه وسلم یقول علی المنبر: من قال صلی الله علیٰ محمد صلی الله علیه وسلم فقد فتح علیٰ نفسه سبیعن بابا من الرحمة ۔ (ایضا:۱۳۳)

''حضرت خضر بن انشا اور الیاس بن بسام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ''صلی اللہ علی محمد'' (اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے) کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے۔''

۵۷ – الصلاة علی النبی صلی الله علیه وسلم سبب لرویته فی المنام

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا سبب ہے۔''

عن خضر بن انشار والیاس بن بسام یقولان: جاء رجل من الشام الیٰ النبی صلی الله علیه وسلم

فقال یا رسول الله : ان ابی شیخ کبیر وھو یحب ان یراك فقال ائتنی به فقال انه ضریر البصر فقال قل له لیقل فی سبع اسبوع یعنی فی سبع لیال صلی الله علیٰ محمد صلی الله علیه وسلم فانه یرانی فی المنام حتی یروی عنی الحدیث ففعل فراه فی المنام ۔ (ایضاً)

''حضرت خضر بن انشا اور الیاس بن بسام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شام کا ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ ﷺ بے شک میرا باپ بوڑھا ہے لیکن وہ آپ ﷺ کی زیارت کرنے کا مشتاق ہے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا کہ اپنے باپ کو میرے پاس لے آ تو آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ نابینا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کہو کہ وہ سات راتیں ''صلی الله علیٰ محمد'' (اللہ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے) پڑھ کر سوئے بے شک (اس عمل کے بعد) وہ مجھے خواب میں دیکھ لے گا اور مجھ سے حدیث روایت کرے گا آدمی نے ایسا ہی کیا تو اس کو خواب میں آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔''

۵۸-الصلاۃ علی النبی تقی المصلی من الغیبة ۔

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کو غیبت سے بچاتا ہے۔''

عن خضر ابن انشا والیاس بن بسام یقولان: سمعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول، اذا جلستم مجلسا فقولوا بسم الله الرحمن الرحیم، وصلی الله علیٰ محمد یوکل الله بکم ملکا یمنعکم من الغیبة حتی لا تغتابوا ۔(ایضاً)

''حضرت خضر بن انشا اور الیاس بن بسام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی مجلس میں بیٹھو تو بسم الله الرحمن الرحیم اور صلی الله علیٰ محمد کہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کردے گا جو تمہیں غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔''

۵۹-الصلاۃ علی النبی صلی الله علیه وسلم طھارۃ قلوب المومنین من الصداء ۔

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا مومنین کے دلوں کو زنگ آلود ہونے سے بچاتا ہے۔''

عن محمد بن قاسم رفعه ، لکل شیء طھارۃ وغسل وطھارۃ قلوب المومنین من الصداء الصلاۃ علی النبی صلی الله علیه وسلم ۔(ایضاً: ۱۳۵)

''حضرت محمد بن قاسم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ہر چیز کے لیے طہارت اور غسل ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا مومنین کے دلوں کو زنگ سے پاک کرتا ہے۔''

درود خواں لوگوں کا محبوب بن جاتا ہے

صلاۃ النبی صلی الله علیه وسلم سبب لحب الناس للمصلی ۔

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا درود بھیجنے والے کے لیے لوگوں کی محبت کا سبب بنتا ہے۔''

عن خصر والیاس قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما من مومن یقول صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا احبہ الناس وان کانوا ابغضوہ ۔ (ایضاً: ۱۳۳)

''حضرت خضر اور حضرت الیاس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مومن ایسا نہیں کہ وہ صلی اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہے مگر یہ کہ لوگ اس سے سب سے زیادہ محبت کرنے لگیں گے اگرچہ اس سے پہلے وہ اس سے نفرت ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔''

۶۱ ۔الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبب لمصافحتہ المصلی یوم القیامۃ ۔

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قیامت کے دن مصافحہ کرنے کا سبب ہے۔''

عن عبدالرحمن بن عیسیٰ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی فی یوم خمسین مرۃ صافحتہ یوم القیامۃ ۔ (ایضاً: ۱۳۶)

''حضرت عبدالرحمٰن بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو روزانہ مجھ پر پچاس (۵۰) مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ قیامت کے روز میں اس سے مصافحہ کروں گا۔''

۶۲ ۔الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبب لتقبیلہ فم المصلی ۔

''حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا آپ ﷺ کے درود بھیجنے والے کے منہ کو بوسہ سے نوازنے کا سبب بنتا ہے۔''

عن محمد بن سعید بن مطرف الرجل الصالح قال کنت جعلت علیٰ نفسی کل لیلۃ عند النوم اذا اویت الیٰ مضجعی عدداً معلوماً اصلیہ علی النبی ﷺ فاذا انا فی بعض اللیالی قد اکملت العدد فاخذتنی عینای و کنت ساکنا فی غرفۃ فاذا بالنبی ﷺ قد دخل علی من باب الغرفۃ فاضاء ت بہ نوراً ثم نہض نحوی وقال ہات ہذا الفم الذی یکثر الصلاۃ علی اقبلہ ۔

(سعادۃ الدارین للنبہانی ۱۷

''حضرت محمد بن سعید بن مطرف رضی اللہ عنہ جو کہ ایک نیک اور صالح انسان تھے فرماتے ہیں کہ ہر رات سونے سے پہلے میں نے حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کے لیے ایک خاص عدد مقرر کیا ہوا تھا۔ پھر ایک رات میں نے درود کا عدد مکمل کیا ہی تھا کہ مجھے نیند آ گئی درآنحالیکہ میں اپنے کمرے میں تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ میرے کمرے کے دروازے سے اندر داخل ہو رہے ہیں پس آپ ﷺ کے جسم اطہر سے میرا کمرہ منور ہو گیا پھر حضور نبی اکرم ﷺ میری طرف بڑھے اور فرمایا اپنا منہ جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے آگے لاؤ تا کہ میں اس کو چوم سکوں۔''

۶۳ ۔المجلس الذی یصلی فیہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تتارج منہ الرائحۃ الطیبۃ الی السماء ۔

''وہ مجلس جس میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے اس سے ایک بہترین خوشبو آسمان کی طرف بلند ہوتی

ہے۔''

عن بعض العارفين رضى الله عنه انه قال مامن مجلس يصلى فيه على محمد صلى الله عليه وسلم الا قامت منه رائحة طيبة حتى تبلغ عنان السماء فتقول الملائكة هذا مجلس صلى فيه على محمد صلى الله عليه وسلم . (ايضاً)

''کسی عارف سے روایت ہے کہ جس مجلس میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے اس سے ایک نہایت ہی پاکیزہ خوشبو پیدا ہوتی ہے جو آسمان کے کناروں تک پہنچ جاتی ہے (اس خوشبو کی وجہ سے) فرشتے کہتے ہیں یہ اس مجلس کی خوشبو ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا گیا۔''

۶۴ ۔ كثرة الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم يرضى الرحمن .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب بنتا ہے۔''

درود سے شیطان دفع دور

كثرة الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم يطرد الشيطان .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا شیطان کو بھگاتا ہے۔''

۶۶ ۔ كثرة الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم يجلب السرور .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا خوشی لانے کا باعث بنتا ہے۔''

۶۷ ۔ كثرة الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم يقوى القلب والبدن .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دل اور جسم کو مضبوط کرتا ہے۔''

۶۸ ۔ كثرة الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم ينور القلب والوجه .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دل اور چہرے کو منور کرتا ہے۔''

۶۹ ۔ كثرة الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم يجلب الرزق .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا کثرتِ رزق کا باعث بنتا ہے۔''

خوفِ خدا اور عبادت میں لذت نصیب ہو

كثرة الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم يكسب المهابة والحلاوة .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا اللہ تعالیٰ سے خوف اور عبادت میں حلاوت کا باعث بنتا ہے۔''

۷۱ ۔ كثرة الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم يورث محبة النبى التى هى روح الاسلام .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے سے آپ ﷺ کی محبت نصیب ہوتی ہے جو کہ روحِ اسلام ہے۔''

۷۲- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يورث المعرفة والانابة والقرب وحياة القلب وذكر النبي صلى الله عليه وسلم للعبد .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت، انابت، قربت زندہ دلی اور اس بندے کا حضور علیہ السلام کی زبان پہ ذکر کا باعث بنتا ہے۔''

۷۳- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم قوت القلب وروحه .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا دل اور جان کی غذا اور اس کی روح ہے۔''

۷۴- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يحدث الانس .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا طبیعت میں انس و محبت کو پیدا کرتا ہے۔''

وحشت ختم ہو جاتی ہے

كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يزيل الوحشة .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا طبیعت اور مزاج سے وحشت کو ختم کر دیتا ہے۔''

۷۶- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يوجب تنزل السكينة .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا دلوں میں نزول سکینہ کا باعث بنتا ہے۔''

۷۷- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم غشيان الرحمة .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا رحمت کے سائبان کے چھا جانے کا باعث بنتا ہے۔''

۷۸- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم حفوف الملائكة بالمصلي .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے سے فرشتے کا درود بھیجنے والے کو اپنے پروں کے ساتھ گھیر لیتے ہیں۔''

۷۹- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يشغل عن الكلام الضار .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا انسان کو نقصان دہ کلام سے بچاتا ہے۔''

درود خواں کی نیک بختی

كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يسعد المصلي .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا درود بھیجنے والے کی ابدی خیر و سعادت کا باعث بنتا ہے۔''

۸۱- كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يسعد بها جليس المصلي .

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنے کی وجہ سے درود بھیجنے والے کے ہم نشین اس کی مجلس سے خوش ہوتے ہیں۔''

۸۲- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ايسر العبادات وافضلها ۔
''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا آسان ترین اور افضل ترین عبادت ہے۔''

۸۳- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم غراس الجنة ۔
''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا جنت کی شادابی عطا کرتا ہے۔''

۸۴- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يؤمن العبد من نسيان النبي صلى الله عليه وسلم ۔
''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے سے انسان حضور نبی اکرم ﷺ کو بھولنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔''

۸۵- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يعم الاوقات والاحوال وليس شيئى من الطاعات مثله ۔
''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا ایسی عبادت ہے جو تمام اوقات اور احوال میں بلاشرط جائز ہے اس کے وقت کی کوئی پابندی نہیں یہ عبادت ہر وقت ادا ہے اس میں قضا نہیں جبکہ دوسری تمام عبادات ایسی نہیں۔''

۸۶- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم نور للعبد في دنياه وقبره ويوم حشره ۔
''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا بندے کے لیے دنیا، قبر اور یوم آخرت میں نور کا باعث بنتا ہے۔''

۸۷- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم راس الولاية وطريقها ۔
''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا ولایت کی طرف جانے والا راستہ ہے۔''

۸۸- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يزيل خلة القلب ويفرق غمومه وهمومه ۔
''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دل کی مفلسی اور اس کے غموں کو دور کرتا ہے۔''

۸۹- الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يزيل قسوة القلب ۔
''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا دل کی سختی کو دور کرتا ہے۔''

درود کی مجلس جنت کے باغات

مجلس الصلاة والسلام مجالس الملائكة ورياض الجنة ۔
''درود و سلام کی مجالس فرشتوں کی مجالس اور جنت کے باغات ہیں۔''

۹۱- كل صلوٰة شرعت لا قامة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم ۔
''تمام نمازوں کو حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کے ساتھ شروع اور مشروط کر دیا گیا ہے۔''

۹۲- افضل كل اهل عمل اكثرهم فيه علىٰ النبي صلى الله عليه وسلم صلاة ۔
''تمام صاحبانِ اعمالِ صالحہ سے افضل وہ شخص ہے جو کثرت سے حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔''

۹۳- ادامة الصلاة علىٰ النبي صلى الله عليه وسلم تنوب مناب كثير من الطاعات البدنية

والمالية .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر ہمیشہ کثرت سے درود بھیجتے رہنا بہت ساری بدنی اور مالی طاعات کے قائم مقام ہے۔''

۹۴ – كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يعين على طاعة الله .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں معاون ثابت ہوتا ہے۔''

مشکل کا حل

كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يسهل كل صعب .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا تمام امور میں حائل مشکلات کو رفع کر دیتا ہے۔''

۹۶ – كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يسر الامور كلها .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا تمام امور کی انجام دہی کو آسان بنا دیتا ہے۔''

۹۷ – كثرة الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم يعطى المصلي رفعة لروحه .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے والے کی روح اعلیٰ مقامات پر فائز کی جاتی ہے۔''

۹۸ – المصلون على النبي صلى الله عليه وسلم اسبق العمال في مضمار الاخرة .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنے والے تمام اہل عمل سے آخرت میں سبقت لے جائیں گے۔''

۹۹ – الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم سد بين العبد وبين نار جهنم .

''حضور نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا بندے اور جہنم کی آگ کے درمیان ڈھال بن جائے گا۔''

زمیں کا اتنا ٹکڑا آسماں ہے

تتباهى كل بقاع الارض بمن يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم .

''زمین کے ٹکڑے بھی جن پر کوئی شخص حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجتا ہے، اس شخص پر فخر کرتے ہیں۔''

۱۰۱ – كثرت الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم توصل المصلي الى حضرة النبي صلى الله عليه وسلم الروحية .

''کثرتِ درود و سلام حضور ﷺ کی کچہری کی حاضری نصیب کرتا ہے۔''

(البدر التمام في الصلوٰة على صاحب الدنو والمقام)

☆ اللهم صل وسلم على روح سيدنا محمد في الارواح وصل وسلم علىٰ جسده في الاجساد وصل وسلم علىٰ قربه في القبور وصل وسلم علىٰ اسمه في الاسمآء ○

☆ اللهم صل وسلم على سيدنا محمد صاحب العلامة والغمامة ○

☆ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد الذی ھو ابھی من الشمس والقمروصل وسلم علیٰ سیدنا محمد عدد حسنات ابی بکر وعمر وصل وسلم علی سیدنا محمد عدد نبات الارض واوراق الشجرO

☆ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد عبدك الذی جمعت به شتات النفوس ونبیك الذی جلیت به ظلام القلوب وحبیبك الذی اخترته علیٰ کل حبیبO

☆ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد الذی جآء بالحق المبین وارسلته رحمة للعلمینO

☆ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد النبی الملیح صاحب المقام الاعلیٰ واللسان الفصیحO

☆ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد کما ینبغی لشرف نبوته ولعظیم قدره العظیم وصل وسلم علیٰ سیدنا محمد حق قدره ومقداره العظیم وصل وسلم علیٰ سیدنا محمد الرسول الکریم المطاع الامینO

☆ اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد الحبیب وعلیٰ ابیه ابراھیم الخلیل وعلیٰ اخیه موسی الکلیم وعلیٰ روح الله عیسیٰ الامین وعلیٰ داؤد وسلیمان وزکریا ویحییٰ وعلی آلھم کلما ذکرك الذاکرون وغفل عن ذکرھم الغافلونO

☆ اللھم صل وسلم وبارك علی عین العنایة وزین القیامة وکنزالھدایة وطراز الحلة وو عروس المملکة ولسان الحجة وشفیع الامة وامام الحضر ة ونبی الرحمة سیدنا محمد وعلی آدم ونوح وابراھیم الخلیل وعلیٰ اخیه موسی الکلیم وعلیٰ روح الله عیسیٰ الامین وعلیٰ داؤد وسلیمان وزکریا ویحییٰ وعلی آلھم کلما ذکرك الذاکرون وعفل عن ذکرھم الغافلونO

شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

اُم المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں وقتِ سحر کچھ سی رہی تھی کہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی اور چراغ بجھ گیا۔ اتنے میں حضور نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ تشریف لے آئے، آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کے نور سے سارا کمرہ جگمگا اٹھا اور سوئی مل گئی۔ (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں):

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

(حدائق بخشش)

میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل ﷺ! آپ ﷺ کا چہرۂ انور کتنا روشن ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! ہلاکت ہے اس کے لیے جو بروزِ قیامت مجھے نہ دیکھے گا۔'' میں نے عرض کی: ''بروزِ قیامت آپ ﷺ کی زیارت سے کون محروم رہے گا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بخیل۔'' میں نے پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ! بخیل کون ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود پاک نہ بھیجے۔'' (دلائل النبوة للاسماعیل الاصبھانی، فصل، الحدیث ۱۱۷)

ص ۱۱۳) (السنن الکبریٰ للنسائی، کتب العمل الیوم واللیلۃ، باب من البخیل، الحدیث ۹۸۸۵، ج۶، ص ۲۰)

اللھم صل وسلم وبارك علٰی سیدنا محمدن النور الذاتی والسر الساری فی سائر الاسماء والصفات ○

مائی حوا رضی اللہ عنہا کا حق مہر

حضرت سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جب اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی اور انہوں نے اپنی نگاہیں کھولیں تو جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا، ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔'' تو عرض کی: ''یا اللہ عزوجل! کیا تو نے کسی ایسی ہستی کو بھی پیدا فرمایا ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے بھی زیادہ معزز ہے؟'' تو اللہ عزوجل کی جانب سے جواب ملا: ''ہاں! وہ تیری اولاد میں سے ایک نبی ہے۔'' پھر جب اللہ عزوجل نے حضرت سیدتنا اماں حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا فرما کر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام میں شہوت رکھی اور آپ علیہ السلام نے ان سے نکاح کی خواہش کی تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اس کا حق مہر ادا کرو۔'' آپ علیہ السلام نے عرض کی: ''اس کا حق مہر کیا ہے؟'' اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''اس نام والے پر سو مرتبہ درود پاک بھیجو۔'' عرض کی: ''یا اللہ عزوجل! اگر میں ایسا کروں تو کیا تو میرا نکاح اس سے کر دے گا؟'' تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ''ہاں۔'' چنانچہ، حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ پر سو مرتبہ درود پاک پڑھا اور یہ حضرت سیدتنا حوا رضی اللہ عنہا کا مہر تھا۔ پھر اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کا نکاح حضرت سیدتنا حوا رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔''

(نزھۃ المجالس، باب مناقب فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنھا، فصل فی تزویج حواء...... الخ، ج ۲، ص ۲۱۷، مفھوما)

اللھم صل وسلم وبارك علٰی سیدنا محمدن الفاتح لما اغلق والخاتم لما سبق والناصر الحق بالحق والھادی الی صراطك المستقیم صلی اللہ علیہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ حق قدرہ ومقدارہ العظیم ○

اللھم صل وسلم وبارك علٰی سیدنا محمد وعلٰی اٰلہ عدد کمال اللہ وکما یلیق بکمالہ ○

اللھم صل وسلم وبارك علٰی سیدنا محمدو علی الہ عدد انعام اللہ وافضالہ ○

اللھم صل وسلم وبارك علٰی سیدنا محمدن النبی الامی الحبیب العالی القدر الجاہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وسلم ○

اللھم صل علٰی سیدنا محمدو علی الہ صلوٰۃ انت لھا اھل وھو لھا اھل ○

اللھم صل وسلم علٰی سیدنا محمد قد ضاقت حیلتی ادرکنی یا رسول اللہ ○

چہرہ روشن ہو گیا

حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے دورانِ طواف ایک شخص کو ہر قدم پر حضور نبی کریم ﷺ پر درودِ پاک پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا: ''اے بھائی! ''سبحان اللہ، لا الٰہ الا اللہ'' کے بجائے درودِ پاک کا ورد کئے جا رہے ہو، اس میں

تمہارا کیا راز ہے؟'' تو وہ پوچھنے لگا: ''اللہ عزوجل آپ کو معاف فرمائے، آپ کون ہیں؟'' میں نے بتایا: ''میں سفیان ثوری ہوں۔'' تو اس نے کہا: ''اگر آپ اہلِ زمانہ میں اجنبی نہ ہوتے تو میں آپ کو اس کا راز نہ بتاتا، میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ حج بیت اللہ کے ارادے سے چل پڑا۔ اثنائے سفر میں والدِ محترم بیمار ہو گئے تو میں اپنے والدِ محترم کے علاج معالجے کے لیے رک گیا۔ علاج کے دوران ان کا انتقال ہو گیا۔ جبکہ میں ان کے سر کے قریب کھڑا تھا، ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر میں نے فوراً پڑھا: ''انا للہ وانا الیہ راجعون O (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۶) ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔'' پھر میں نے ان کے چہرے پر چادر ڈال دی۔ اچانک مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے زیادہ حسین و جمیل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کا لباس انتہائی صاف و شفاف تھا اور اس سے ایسی خوشبو آ رہی تھی جو میں نے کبھی نہ سونگھی تھی۔ وہ قدم بقدم چلتے ہوئے میرے والدِ محترم کے قریب تشریف لائے اور ان کے چہرے سے چادر ہٹا کر اپنا مبارک ہاتھ چہرے پر پھیرنے لگے۔ والد صاحب کا چہرہ اچانک چمک اٹھا۔ پھر وہ پلٹنے لگے تو میں ان کے کپڑوں سے لپٹ گیا اور ان سے دریافت کیا: ''اللہ عزوجل آپ پر رحم فرمائے، آپ کون ہیں؟ جن کے سبب اللہ عزوجل نے میرے والدِ محترم پر اس ویرانے میں یہ احسان فرمایا ہے۔'' انہوں نے پوچھا: ''کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحبِ قرآن محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہوں، تیرے والدِ گرامی تو گناہگار تھے لیکن مجھ پر کثرت سے درود پاک بھیجتے تھے۔ جب یہ اس بیماری میں مبتلا ہوئے تو مجھ سے فریاد کی اور بے شک جو مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھتا ہے میں اس کی فریادرسی کرتا ہوں۔'' پھر میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ میرے والدِ گرامی کا چہرہ بالکل سفید ہو چکا تھا۔''

(تفسیر روح البیان، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ ۵۶، ج ۷، ص ۲۲۵)

درود پڑھنے والے کے لیے دس عزتیں

ایک روایت میں ہے کہ ''حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِ اکبر ﷺ پر درود پڑھنے والوں کے لیے دس عزتیں ہیں: ''(۱)......اللہ عزوجل کی رحمت (۲)...... نبی مختار ﷺ کی شفاعت (۳)......معزز ملائکہ کی موافقت (۴)......منافقین و کفار کی مخالفت (۵)......خطاؤں اور گناہوں کی معافی (۶)......حاجات کی تکمیل (۷)......ظاہر و باطن کی روشنی (۸)......جہنم سے نجات (۹)......جنت میں داخلہ (۱۰)......رب عزوجل کے سلام کی بشارت۔''

منقول ہے، محدثینِ کرام رحمۃ اللہ علیہم قیامت کے دن اپنے قلم دان لیے حاضر ہوں گے، اللہ عزوجل حضرت سیدنا جبرائیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائے گا: ''اے جبرائیل! ان کی تمام حاجات پوری کر دو کیونکہ یہ دنیا میں نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتے تھے، اور انہیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کر دو۔''

منقول ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو مرنے کے بعد قبر میں عذاب میں مبتلا دیکھ کر بہت غمگین ہوئی اور گریہ وزاری کرنے لگی۔ پھر اس عورت نے دوبارہ اپنے بیٹے کو رحمت و نور کی چھما چھم بارش میں دیکھ کر اس کے متعلق دریافت کیا؟ تو اس نے جواب دیا: ''ایک شخص اس قبرستان سے گزرا اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھ کر اس کا ثواب تمام مردوں کو پہنچایا تو اس کی برکت سے اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا۔''

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جس نے صبح وشام یہ درودِ پاک پڑھا: "اللھم یا رب محمد وال محمد صل علیٰ محمد وال محمد واجز محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ما ھو اھلہ" یعنی یااللہ عزوجل! اے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی آل کے رب عزوجل! (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی آل پر رحمت بھیج اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے شایانِ شان جزائے خیر عطا فرما۔" تو اس نے اعمال لکھنے والے فرشتوں کو ایک ہزار صبح تک (اس کا اجر لکھنے) پر لگا دیا۔ (نزھۃ المجالس، باب فضل الصلاۃ والتسلیم...... الخ، ج ۲، ص ۲-۱۸۱، المعجم الکبیر، الحدیث ۱۱۵۰۹، ج ۱۱، ص ۱۶۵، باختصار) اوراس نے اپنے نبی کا حق ادا کیا، اللہ عزوجل اس کی اوراس کے والدین کی مغفرت فرمائے اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کا حشر فرمائے۔" (آمین)

اللھم صل صلاۃ کاملۃ وسلم سلاماتا ما علی سیدنا محمد تنحل بہ العقد وتنفرج بہ الکرب وتقضیٰ بہ الحوائج وتنال بہ الرغائب وحسن الخواتم ویستسقی الغمام بوجھہ الکریم وعلیٰ الہ وصحبہ فی کل لمحۃ ونفس بعدد کل معلوم لک ○

اللھم صل وسلم علیٰ مولانا محمد وعلیٰ الہ عدد الاعداد کلھا من حیث ابتہاء ھا فی علمک ومن حیث لا اعداد من حیث احاطتک بما تعلم لنفسک من غیر انتھاء انک علیٰ کل شیء قدیر ○

الصلوٰۃ والسلام علیک یا اول خلق اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا اٰخر رسل اللہ

ایک بزرگ کا بیان ہے، "میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا۔ اس کی وفات کے بعد میں نے اسے خواب میں جنت میں دیکھا تو پوچھا: "تمہیں یہ مقام کیسے ملا؟" اس نے بتایا: "میں ایک اجتماعِ ذکر میں حاضر ہوا۔ ایک محدث صاحب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کرتے سنا کہ "جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے درودِ پاک بھیجے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔" یہ کہنے کے بعد ان محدث صاحب نے بآوازِ بلند درودِ پاک پڑھا پھر میں نے اور تمام اہلِ اجتماع نے درودِ پاک پڑھا اللہ عزوجل نے اسی دن ہمیں بخش دیا۔" (فضائل درود سلام بحوالہ سعادۃ الدارین، ص ۱۵۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ایک دن جبرائیلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے پاس حاضر ہو کر عرض کی: "اے محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی خوشخبری لے کر حاضر ہوا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی کے پاس لایا نہ بعد میں (لاؤں گا) اور وہ یہ کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "(اے محبوب!) تیرا جو امتی تجھ پر تین مرتبہ درود پاک پڑھے گا اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اسے بخش دیا جائے گا۔" یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کیا۔" (المستطرف فی کل فن مستظرف، باب ۸۴ فیما جاء فی فضل الصلاۃ...... الخ، ج ۲، ص ۵۰۵)

تکمیل الحسنات تلخیص افضل الصلوٰات علیٰ سید السادات کے چند مختصر درود شریف اس باب کی زینت بنائے گئے ہیں کچھ جو رہ گئے ہیں وہ کتاب کے آخر میں ان شاء اللہ لکھ دیے جائیں گے۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں میری حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

....

تیری اس شان کے قربان یا غفار اے اللہ مجھے تو نے دیا عشق شہِ ابرار یا اللہ
تیرے فضل وکرم نے کی یہ میری عزت افزائی بنایا مجھ کو مداح شہِ ابرار یا اللہ
(ضیاء القادری)

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے

جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود پاک پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، تو یہ نو (۹) گنا مزید رحمت نازل ہوگی، تو کیا کوئی نفع یا فائدہ اس سے بڑھ کر ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''جس نے مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے دس بار درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر سو رحمتیں بھیجتا ہے، اور جس نے سو بار درود پاک پڑھا اللہ عزوجل اس پر ہزار رحمتیں نازل فرماتا ہے، اور جس نے ہزار بار درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۷۲۳۵، ج۵، ص ۲۵۲، مختصر ۔ القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع للسخاوی، الباب الثانی فی ثواب الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، ص ۲۴۱)

اب کیا کوئی درود پاک پڑھنے والے خوش نصیب کے فضائل بیان کرسکتا ہے؟ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''جس نے ہزار بار مجھ پر درود پاک پڑھا میں اور وہ جنت کے دروازے پر ایک ساتھ ہوں گے۔''

صلوا علی الهادی البشیر محمد تحظوا من الرحمن بالغفران
فالله قد اثنی علیه مصرحا فی محکم الآیات والقرآن

ترجمہ: (۱)......تم ہدایت اور خوشخبری دینے والے حضرت سیدنا محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھو رحمٰن عزوجل سے مغفرت کا حصہ پاؤ گے۔

(۲)......تحقیق اللہ عزوجل نے واضح نشانیوں اور قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحتاً تعریف فرمائی۔

منقول ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑا ہوکر درود پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے اور اگر بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور جو نیند کی حالت میں آپ پر درود پاک پڑھے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور یہ اس طرح ہے کہ بندہ جب تک اللہ عزوجل چاہے کفر کی حالت میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے، اور جب اللہ عزوجل اس کے لیے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا کلمہ شہادت الہام کردیتا ہے اور کوئی مسلمان اس کے پاس جاکر اسے کلمہ شہادت کی تلقین کرتا ہے اور اس کے سامنے بار بار کلمہ پڑھتا ہے۔ پھر وہ (مسلمان) اس کو کہتا ہے: ''حضور نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھ۔'' جب وہ ایسا کرتا ہے اور اپنے اسلام میں حسن پیدا کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھتا ہے، تو اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے

پہلے بخش دیا جاتا ہے۔

صلوا علی خیر الانام محمد ان الصلوۃ علیہ نور یعقد

من کان صلی قاعدا یغفرلہ قبل القیام والمتاب یجدد

و کذاک ان صلی علیہ قائما یغفر لہ قبل القعود ویرشد

ترجمہ:(۱)......مخلوق میں سب سے بہتر حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھو، بے شک ان پر درود پاک پڑھنا ایسا نور ہے جو ضامن ہے یعنی بخشش کی گارنٹی ہے۔

(۲)......جو بیٹھنے کی حالت میں دورد پاک پڑھے اُسے کھڑا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے اور توبہ کرنے والے کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔

(۳)......اور ایسے ہی اگر کھڑے ہو کر درود پاک پڑھے تو بیٹھنے سے پہلے بخش دیا جاتا اور اس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔

سیدنا ابوبکر صدیق کی والدہ ماجدہ کا واقعہ

حدیثِ پاک میں ہے کہ ''جو شخص حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نیند کی حالت میں درود پاک پڑھتا ہے اُسے بیدار ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔'' جیسا کہ امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا (آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سیدتنا سلمٰی ابھی مسلمان نہیں ہوئی تھیں) آپ رضی اللہ عنہ رات کے ابتدائی حصہ میں اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کچھ گفتگو فرمائی، انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں بہت بھلی لگیں، رات طویل ہو گئی اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سوگئیں۔ جب انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا: ''تمہارا کیا حال ہے؟'' عرض کی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو خیریت سے ہوں مگر یہ میری ماں ہے، اس کے بغیر میرا کوئی چارہ نہیں، اے تمام لوگوں کے سردار! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے دعا فرمایئے کہ اللہ عزوجل ان کو اسلام کی توفیق عطا فرما دے۔'' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو کشادہ کیا، ہونٹوں سے دھیمی دھیمی آواز نکالی، اور ان کے لیے دعا کی، تو وہاں موجود ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا ہے کہ ''اللہ عزوجل کی قسم! ہم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کو حالتِ نیند میں کلمہ شہادت پڑھتے سنا۔'' اور جب وہ بیدار ہوئیں تو بلند آواز سے پڑھا: ''اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ یعنی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں اور (حضرت سیدنا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں بیداری سے پہلے ہی بخش دیا گیا۔

اس کی مثل کئی لوگوں کے بے شمار واقعات ہیں، جو پہلے مسلمان نہ تھے پھر انہوں نے خواب میں سرکار والا تبار صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر جب وہ بیدار ہوئے تو ان کی بخشش ہو چکی تھی:

ھنیئنا لعھن قد رات نور احمد و فازت جھارا منہ بالحسن والرؤیا

و قد اسعد الرحمن عبدا دعا له — فاضحیٰ سعیدا فی الممات وفی المحیا
و بدل دین الشرك بالنور والهدیٰ — بلغ ما یهویٰ من الدین والدنیا
و فاز برؤیا المصطفیٰ سید الوریٰ — نبی حباه الله بالرتبة العلیا
علیه صلاة الله ما طاف طائف — بمكة بنیت الله قصدا اتی سعیا
صلاة شذاها عطر الکون جهرة — فمن قاسا بالمسك یوم افما استحیا

ترجمہ:(۱)......مبارک ہو اس آنکھ کو جس نے نورِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا جلوہ دیکھا اور خواب میں حضور پُر نور ﷺ کے حُسنِ سَرمدی کو بلاحجاب دیکھنے میں کامیاب ہوگئی۔

(۲)......رحمٰن عزوجل نے اس بندے کو نیک بخت کیا جس نے آپ ﷺ کے لیے دُعا کی (یعنی آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا) تو وہ زندگی اور موت میں سعادت مند ہوگیا۔

(۳)......اور اس نے شرک والے دین کو نورِ ہدایت سے بدل لیا اور دین و دنیا کی بلندیوں کو پالیا۔

(۴)......اور وہ مخلوق کے سردار مصطفیٰ کریم ﷺ کے دیدار کی بدولت کامیاب ہوگیا، جو ایسے نبی علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے بغیر کسی بدلے کے بلند و بالا مرتبہ عطا فرمایا۔

(۵)......آپ ﷺ پر اللہ عزوجل کی رحمتیں نازل ہوتی رہیں جب تک مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاو تکریما میں طواف کرنے والے بیت اللہ شریف کے طواف کا قصد کرتے رہیں۔

(۶)......درود پاک کی خوشبو واضح طور پر کائنات کا عطر ہے، تو جس نے کسی دن کستوری کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو کیا اس کو شرم نہ آئی۔

درود پاک پڑھنے والے پر انعامِ خداوندی

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرا ایک گناہ گار پڑوسی تھا، نشہ کی وجہ سے اسے صبح و شام کا علم نہ ہوتا، میں اُسے وعظ و نصیحت کرتا لیکن وہ قبول نہ کرتا، توبہ کی ترغیب دیتا مگر وہ توبہ نہ کرتا، اس کے انتقال کے بعد میں نے اس کو خواب میں بلند مقام پر فائز دیکھا، اس پر جنت کے اعزاز و اکرام کا لباس تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: ''کس کام کے سبب تو نے یہ مقام و مرتبہ پایا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''میں ایک دن محفلِ ذکر میں حاضر ہوا تو میں نے ایک محدث (حدیث بیان کرنے والے) کو کہتے ہوئے سنا کہ ''جس شخص نے حضور نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ پر بلند آواز سے درود پاک پڑھا اس کے لیے جنت لازم ہوگئی۔'' پھر انہوں نے پیارے مصطفیٰ ﷺ پر با آواز بلند درودِ پاک پڑھا، میں نے بھی ان کے ساتھ بلند آواز سے درود پاک پڑھا اور دیگر لوگوں نے بھی اپنی آوازوں کو بلند کیا تو اسی دن ہم سب کو بخش دیا گیا۔ مغفرت کا میرا یہ حصہ اللہ عزوجل نے مجھے اس نعمت (یعنی درود پاک کے پڑھنے) کی برکت سے عطا کیا ہے۔''

یا فوز من صلی علیه فانه — یحوی الامانی بالنعیم السرمدی

ان شئت بعد الضلالة تهتدی ۔ صلی علی الهادی النبی محمد

یا قومنا صلوا علیه لتظفروا ۔ بالبشر والعیش الهنی الارغد

و یخصکم رب الانام بفضله ۔ و الفوز بالجنات یوم المرعد

صلی علیه الله جل جلاله ۔ مالاح فی الافاق نجم الفرقد

ترجمہ: (۱)......کامیاب وہ ہے جس نے آپ ﷺ پر درود پاک پڑھا اس لیے کہ وہ ہمیشہ رہنے والی اور نعمت والی جگہ (یعنی جنت) میں خواہشات جمع کرتا ہے۔

(۲)......اگر تو گمراہی کے بعد ہدایت حاصل کرنا چاہے تو ہدایت دینے والے نبی حضرت سیدنا محمد ﷺ پر درود پاک پڑھ۔

(۳)......اے لوگو! درود پاک پڑھو تا کہ کشادہ روئی اور آرام دہ مبارک زندگی پا کر کامیابی حاصل کر لو۔

(۴)......اور تا کہ تمہیں رب الانام عزوجل بروز قیامت اپنے فضل اور جنت (کو حاصل کرنے) کی کامیابی کے ساتھ خاص کر دے۔

(۵)......آپ ﷺ پر اللہ عزوجل درود پاک بھیجے جب تک آسمان کے کناروں میں فرقد (یعنی قطبی) ستارہ چمکتا رہے۔

بیس مرتبہ درود پاک کی برکت

سرکار دو عالم ﷺ پر درود پاک پڑھنے کے فضائل میں بیان کیا گیا ہے کہ ''ایک عورت کا بیٹا تھا جو بہت گناہگار تھا۔ وہ اس کو نیکی کا حکم دیتی، بے حیائی اور برے کاموں سے منع کرتی (لیکن وہ باز نہ آتا) آخر کار تقدیر اس پر غالب آئی اور وہ گناہوں کی حالت میں مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت صدمہ ہوا کہ اس کا بیٹا بغیر توبہ کیے مر گیا۔ اس نے تمنا کی کہ اسے خواب میں دیکھے۔ ایک دفعہ اس نے خواب میں اپنے بیٹے کو عذاب میں مبتلا دیکھا تو وہ مزید غمگین ہو گئی۔ جب کچھ مدت کے بعد اس نے دوبارہ اپنے بیٹے کو دیکھا تو اس کی حالت اچھی تھی اور وہ خوش و خرم تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے اس حالت کے متعلق پوچھا کہ ''اے میرے بیٹے! میں نے تجھے عذاب میں مبتلا دیکھا تھا، یہ مرتبہ و مقام کیسے ملا؟'' تو اس نے جواب دیا: ''اے میری ماں! ایک گنہگار شخص ہمارے قبرستان سے گزرا، اس نے قبروں کی طرف دیکھا اور دوبارہ زندہ اٹھائے جانے کے متعلق غور و فکر کیا۔ مُردوں سے نصیحت حاصل کی، اپنی لغزش پر رویا اور اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کی کہ اب وہ کبھی گناہوں کی طرف نہ پلٹے گا۔ تو اس کی توبہ سے آسمان کے فرشتے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے: سبحان اللہ عزوجل! اس شخص نے اپنے رب عزوجل کے ساتھ کیا ہی خوب صلح کی ہے۔ جب اس نے سچی توبہ کر لی تو اللہ عزوجل نے اس کی توبہ قبول فرمائی، پھر اس نے کچھ قرآن حکیم پڑھا اور حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ پر بیس مرتبہ درود پاک پڑھا اور اس کا ثواب ہم سب قبرستان والوں کو پہنچایا۔ اس کا ثواب ہم پر تقسیم کیا گیا تو مجھے بھی اس سے بھلائی ملی جس کے سبب اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا اور مجھے وہ مقام عطا کیا گیا جو آپ ملاحظہ فرما رہی ہیں۔ اے امی جان! یاد

رکھیے! حضور نبی اکرم نورِ مجسم ﷺ پر درود پاک پڑھنا دلوں کا نور، گناہوں کا کفارہ اور مردوں کے لیے رحمت ہے۔"

حمدِ خدا و شانِ مصطفیٰ ﷺ

تاجدارِ رسالت ﷺ اس فضیلت کے مالک ہیں جو حد و شمار سے باہر، اور آپ ﷺ کی شان مخلوق کے درمیان ہمیشہ بلند ہوتی رہے گی۔ قرشی و ہاشمی نبی ﷺ نے مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کی، پس جب آپ ﷺ ذاتِ باری تعالیٰ کے قریب ہوئے تو دو ہاتھ جتنا فاصلہ بھی نہ تھا، پاک ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا جو کچھ بھی عطا فرمایا۔ آپ ﷺ پر اللہ عزوجل کی طرف سے ایسی بے حد و بے شمار رحمتیں نازل ہوں جن رحمتوں کی تعریف کی انتہا نہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس نے حضور سید المرسلین ﷺ کو تمام مخلوق پر شرف بخشا اور مومنین پر مہربان بنایا، آپ ﷺ کو فضلِ عظیم اور خلقِ کریم عطا فرمایا، آپ ﷺ کے ذریعے دلوں اور جسموں کو جہالت و گمراہی کے امراض سے شفا عطا فرمائی اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو مقصد تک پہنچایا اور آپ ﷺ کے ذریعے بندوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی اور آپ ﷺ کے متعلق ہمیں تعظیم کا حکم فرمایا اور آپ ﷺ ہی کے لیے تکریم اور تعظیم ہے۔ (الروض الفائق) آمدم برسرِ مطلب

کون سی دعا جلد قبول ہوتی ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان ما دعوة اسرع اجابة من دعوة غائب لغائب۔

بے شک سب دعاؤں میں بہت جلد مقبول ہونے والی دعا وہ ہے جو ایک غائب شخص دوسرے کے لیے کرے۔ (رواہ الترمذی۔ کتاب البر والصلۃ، ۴/۳۵۲، الرقم ۱۹۸۰)

☆ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:

دعوة المرء المسلم لا خيه لظهر الغيب مستجابة عند راسه ملك موكل كلما دعا لا خيه بخير قال الملك الموكل به آمين ولك بمثل۔

مسلمان کی دعا اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں قبول ہوتی ہے، اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے جب بھی بندہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے فرشتہ کہتا ہے "اے اللہ قبول فرما، اور تیرے (دعا مانگنے والے) کے لیے بھی اسی کی مثل ہو (یعنی جس نعمت کی دعا تو نے اپنے بھائی کے لیے کی ہے وہ نعمت اللہ تجھے بھی عطا فرمائے)۔

(اخرجہ مسلم فی الصحیح، کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار......۴/۲۰۹۴، الرقم ۲۷۳۳)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ثلاث دعوات مستجابات دعوة المظلوم او دعوة المسافر ودعوة الوالد على ولده

تین دعائیں (بہت جلد) قبول ہوتی ہیں (۱) مظلوم کی دعا، (۲) مسافر کی دعا، (۳) والد کی دعا اولاد کے خلاف۔

(اخرجہ الترمذی فی السنن کتاب الدعوات باب (۴۸) ۵/۵۰۲ الرقم ۱۵۳۶، ابوداؤد کتاب الوتر، ۲/۸۹، الرقم ۱۵۳۶)

کیا حمد کر سکے گی میری زبان تیری — ساری نشانیاں اے بے نشان تیری
عقل وشعور تک کی ہوتی نہیں رسائی — کیا ذات پا سکیں گے وہم وگمان تیری
کون ومکان کی ہر شے لبیک کہہ رہی ہے — ہر سمت گونجتی ہے پیہم اذان تیری
جو شے ہے صرف تیری اے خالقِ دو عالم — ہر ایک جسم تیرا ہر ایک جان تیری
ہے تیری کبریائی ثابت بہر قرینہ — باطن ہے شان تیری ظاہر ہے شان تیری
تیری ربوبیت کی آغوش ہے کشادہ — ہر امن کی امیں ہے بے شک امان تیری
خالدؔ کو بندگی کا اخلاص تو نے بخشا — چاہی ہے استعانت اے مستعان تیری

(خالد محمود خالدؔ)

پانچواں ادب

• دعا کا پانچواں ادب یہ ہے ویقدم حاجة الاخرة لتسارع النجاح ۔ اخروی حاجت کو دنیوی حاجت پہ مقدم کرے تاکہ جلد کامیابی سے بہرہ ور ہو (عین العلم)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ زین الحلم شرح عین العلم ص ۱۰۴، ج ا میں اس قول کے تحت لکھتے ہیں کہ مانگنے میں حاجتِ آخرت کو مقدم رکھے۔

لقولہ علیہ السلام اللھم لا تجعل الدنیا اکبر ھمنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

''اے اللہ! دنیا کو ہمارا مقصد اعظم نہ بنا۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی خیر وخوبی عطا فرما اور آخرت میں بھی خوبی وبھلائی عطا فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ''

یعنی پہلے فی الدنیا حسنة مانگنا ہمارے مؤقف کے منافی نہیں ' کیونکہ حسنہ دُنیا سے مراد وہ نیکیاں اور خوبیاں ہیں جو آخرت میں کام آئیں۔ اب اس آیت کریمہ کے متعلق تفسیر ماجدی ص ۸۰ کے فوائد وحواشی ملاحظہ ہوں۔ مومنین کی دُعائیں، منا جاتیں، آرزوئیں، دنیا وآخرت دونوں کی فلاح وبہبود کی جامع ہوتی ہیں۔ حسنة وہ اطاعت ہے جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ وبہتر ہے، اور اس کے اندر ہر قسم کی خیر وخوبی آ گئی۔ دنیا میں حسنة توفیق خیر ہوئی اور آخرت میں حسنة ثمرہ خیر (بحوالہ قرطبی)

ایسی جامع وہمہ گیر دُعا سے ادیان وملل کے صحیفے خالی ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خود اس دعا کی کثرت رکھتے تھے۔

(بحوالہ بخاری ومسلم)

مال، اولاد، صحت، اطمینان وغیرہ جو چیزیں بھی تحصیلِ خیر میں معین ہوسکتی ہیں' خواہ وہ بظاہر دنیوی اور مادی ہوں۔ سب مومن کا مقصود ومطلوب بن سکتی ہیں۔ البتہ خود دنیا ہرگز کسی مومن کا مدعا اور مقصود نہیں بن سکتی ہے۔ آیت کی ترکیب خوب نظر میں رہے۔ الخ مراد محض یہ ہے کہ ہمیں تو اللہ کے دربار سے صرف بھلائی یا بہتری درکار ہے۔ دنیا میں ہو تو بھی اور آخرت میں ہو تو بھی۔ مزید

تفسیر یہ کہ دنیا میں ہمیں اعمال خیر عنایت ہوں اور آخرت میں ثمراتِ خیر بعض نادان اور سطحی دماغ والے اہل قلم نے آیت سے عجیب وغریب نتیجہ نکالا ہے کہ آخرت کی طرح دنیا بھی مومن کا مقصود بن سکتی ہے' بلکہ قرآن مجید خود طلبِ دنیا کی ترغیب وتعلیم دیتا ہے۔ تعالی اللہ علوا کبیرا مغالطہ کی قلعی اوپر کھولی جا چکی ہے۔ مادہ پرست قوموں کی دنیا طلبی اور دنیا پسندی سے مرعوب ہو کر خود مسلمانوں کو طلب دنیا کی تعلیم دینا بلکہ اسے قرآنی تعلیم قرار دینا خدمت اسلام کی عجیب وغریب صورت ہے۔

رحمۃ القدوس شرح بخاری ص ۱۴۲، ج ۱ میں آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی منقول ہے۔

من بدأ بحظه من اخرته نال من اخرته ما اراده ولم يفته من دنياه ما قسم له

''جو شخص اپنی آخرت کے حصّہ کو (دنیا پر) مقدم کرے گا وہ آخرت سے اپنی مراد پالے گا اور دنیا سے جتنا حصّہ اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے وہ بھی فوت نہ ہوگا۔''

آیات واحادیث اس مضمون میں بکثرت وارد ہیں۔ حاجات اُخرویہ میں رغبت کرنا حقیقی ایمان ہے۔

نہاں تھا تو، تو روشن تھا چراغ زندگی میرا ۔۔۔ مگر موج نفس پوشیدہ تھی تیرے نظارے میں
چند عنایات تیری ہوں تو گنی بھی جائیں ۔۔۔ فیض کا سیل بہاتے تجھے ہم نے دیکھا

چھٹا ادب

و يقدم ربنا خمسا فورد فيه فاستجاب لهم ربهم (آیہ ۱۹۵، آل عمران بین العلم)

دعا سے پہلے لفظ ربنا کو پانچ بار کہے چنانچہ (قرآن مجید میں) وارد ہوا ہے پھر ان کے پروردگار نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔

یاد رہے: قرآن مجید میں جس قدر دعائیں وارد ہوئیں ہیں وہ اکثر وبیشتر رب وربنا کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں اور اس کا فلسفہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ میں اس کی صفت ربوبیت کو قبولیت دعا کے لیے بطور وسیلہ کے پیش کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا یہ عالم ہے کہ وجود بخشا۔ نیست سے ہست بنانا اور عدم سے وجود میں لانا پرورش کے تمام بیرونی وسائل اور اندرونی ذرائع جمع کرنا اور ہر ایک شے کو اس کی فطرت کے مطابق مواہب عطا کرنا، یہ اس کی شان ربوبیت کے ہی کرشمے ہیں۔

پانی میں تیرنے والے، ہوا میں اڑنے والے، زمین پر رینگنے والے، زندگانی کا سانس رکھنے والے خاکی، ناری، نوری، کروبی سب کے سب ہر آن ہر لحظہ اس کی ربوبیت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ غرضیکہ ہر شخص اور ہر چیز اس کی پروردہ ہے اور وہ سب کا پروردگار ہے۔ **فتبارك الله رب العلمين**

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اربعین نوویہ کی شرح المبین المعین لفہم الاربعین ص ۸۶ پر فرماتے ہیں۔

و اخرج البزار مرفوعا اذا قال العبد يا رب اربعا قال الله لبيك يا عبدى سل تعطه ۔ ولذا غالب

ادعية القران مصدرة بذكر الرب فان نعت الربوبية ينسب حالة العبودية . وقد قال جعفر الصادق رحمة الله عليه من حزنه امر فقال خمس مرات ربنا نجاه الله مما يخاف واعطاه ما اراد . لان الله تعالىٰ حكىٰ عنهم فى اخرال عمران انهم قالوه خمساً ثم قال فاستجاب لهم ربهم .

بزار رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضرت ﷺ سے مرفوعاً روایت نقل کی ہے کہ بندہ جب چار دفعہ ''یا رب'' کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''لبیک'' اے میرے بندے مانگ کیا مانگتا ہے کہ تجھے عطا کیا جائے اور اسی وجہ سے قرآن مجید کی اکثر دعائیں لفظ رب و ربنا سے شروع ہوتی ہیں، کیونکہ صفت ربوبیت کا ذکر کرنا بندہ کی شان عبودیت کے زیادہ مناسب ہے اور حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی پریشانی میں مبتلا ہو تو پانچ بار یا ربنا کہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس چیز سے جس کا وہ خوف رکھتا ہے امان بخش دیتا ہے اور جو چیز وہ چاہتا ہے اس کو عطا فرما دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کے آخر میں ان دانشمند حضرات کی دعوات کو نقل فرمایا ہے۔ جن میں انہوں نے پانچ بار ربنا کہا (ربنا ما خلقت هذا باطلا) تو اُن کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے پروردگار نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔

وڈیاں مہراں والیا سایاں رب غریب نواز — اپنے فضل کرم تھیں کھولیں رحمت دا دروازہ
رحمت دا دریا الٰہی ہر دم وگدا تیرا — جے ہک قطرہ بخشیں مینوں کم ہو جاوے میرا
وچہ خزانے تیرے یا رب ہرگز تھوڑ نہ کوئی — ہر محتاج نمانے کارن تیری رحمت ہوئی
جیکر ساڈے عیباں کارن تیرا فضل نہ ہوندا — دفتر کالے بدیاں والے کون اساڈے دھوندا
سارے پاسے چھان تیرے در آ ڈِگا منہ کالا — ایسی نعمت تیرے باجھوں کوئی نہیں دیون والا
بخش قصور میرے یا خالق صدقہ نام غفاروں — اوگن میرے تے گن تیرے دونویں باجھ شماروں
جو کوئی سائل در تیرے تے آن سوال سناوے — پوری کریں مراد اُسے دی جو منگے سو پاوے
تیرا اوہ دربار الٰہی پاک منزہ عالی — جس درباروں کوئی سوالی کدی نہ ولیا خالی

آواز کو زیادہ بلند اور بہت پست نہ کیا جائے

دعا کا ساتواں ادب یہ ہے کہ ويجتنب الجهر والمخافة (عین العلم)

(دعا میں) آواز کو زیادہ بلند کرنے سے اور زیادہ پست کرنے سے اجتناب کرے۔

دعا کرتے وقت ہیئت اور آواز ہر شے سے تذلل کا اظہار ہونا چاہیے۔ نہ اس قدر چیخ کر دعا کی جائے کہ گویا خدا بلند آواز ہی کو سنتا ہے اور نہ ہی یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ تو دل کی باتوں کو جانتا ہے، منہ سے کہنے کی کیا ضرورت ہے بالکل خاموشی اختیار کر لی جائے، بلکہ بجائے اس افراط اور تفریط کے میانہ روی اختیار کی جائے۔ دعا میں جہر مفرط (زیادہ چلانا) خلاف ادب ہے اور بغیر الفاظ کے دعا کا اثر قلب پر پڑتا نہیں اور نہ اس میں گڑگڑاہٹ پیدا ہوتی ہے جو اُسے قبولیت کے مقام پر پہنچائے۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها ۔ یہ آیت کریمہ دعا کے بارے میں نازل ہوئی ہے (قرطبی ص ۳۴۴، ج ۱۰)

اور مراقی الفلاح کے حاشیہ (ص ۱۷۳) میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں:

و من الادب ان يدعوا بخشوع وتذلل وحفض صوت اى بان يكون بين المخافة والجهر كما في الاذكار عن الاحياء ليكون اقرب الى الاجابة

اور دعا کے آداب سے یہ بھی ہے کہ دعا خشوع، عاجزی اور پست آواز کے ساتھ مانگی جائے یعنی جہر مفرط اور اخفاء کے درمیان ہو اور یہی انداز قبولیت کے زیادہ قریب ہے جیسا کہ اذکار نووی میں احیاء العلوم کے حوالے سے مذکور ہے

اور جہر مفرط کی ممنوعیت کے متعلق زین الحلم شرح عین العلم (ص ۱۰۲، ج ۱) میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولا يبالغ في رفع صوته لما روىٰ ابوموسىٰ الاشعرى قال قدمنا مع النبى (صلى الله عليه وسلم) فلما دنونا المدينة كبر وكبر الناس ورفعوا اصواتهم فقال يايها الناس ان الذين تدعون ليس باصم ولا غائب ان الذى تدعون بينكم وبين اعنا ق ركابكم .

اور بوقت دعا بلند آوازی میں مبالغہ نہ کرے، چنانچہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ جب ہم ایک سفر سے واپس آئے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی بلند آواز سے تکبیر کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ وہ تو تمہارے عین درمیان میں موجود ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم کی روایت میں اس حدیث کے الفاظ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اس طرح ہیں

كنا مع النبى صلى الله عليه وسلم فى سفر فكنا اذا علونا كبرنا فقال النبى صلى الله عليه وسلم ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم ولاغائبا ولكن تدعون سميعا بصيرا .

(الجامع الصحیح للبخاری باب الدعا اذا علا عقبۃ ۲/۹۴۴ - الصحیح مسلم ۲/۳۴۶)

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجا است | تاریک دلم نور ضیائے تو کجا است
مارا تو بہشت گر بطاعت بدھی | آں بیع بود لطف عنایت تو کجا است

دعا میں چیخنا چلانا مکروہ وبدعت ہے

علامہ ابوالبرکات نسفی اپنی تفسیر (مدارک ص ۵۷ - ج ۲ - اور قرطبی ص ۲۲۶، ج ۷) میں **اُدعوا ربکم تضرعا وخفية انه لا يحب المعتدين** (سورۃ اعراف آیت ۵۰) کے تحت ابن جریج سے نقل فرماتے ہیں۔

الصياح فى الدعا مكروه وبدعة دعا میں چیخنا اور چلانا مکروہ اور بدعت ہے۔ (هكذا فی روح المعانی ص ۱۳۹، ج ۸)

اور اسی مقام پر علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی ص ۱۳۹ - ۱۴۰ جزء ثامن میں رقمطراز ہیں:

و تری کثیرًا من اهل زمانك یعتمدون الصراخ فی الدعا خصوصاً فی الجوامع حتی یعظم اللغط ویشتد وتستك المسامع وتستد ولا یدرون انهم جمعوا بین بدعتین رفع الصوت فی الدعاء وکون ذلك فی المسجد

تو اپنے زمانہ کے بہت سے لوگوں کو دیکھے گا جو دعا میں بہت اونچا چلانے پر اعتماد رکھتے ہیں، خصوصاً بڑی بڑی مسجدوں میں۔ یہاں تک کہ شور پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اس عمل میں انہوں نے دو بدعتیں جمع کر لی ہیں۔ ایک تو دُعا میں بلند کرنا آواز کا اور دوسری بلند آوازی مسجد میں۔

اور علامہ رشید رضا مصری اپنی تفسیر المنار ص ۴۵۸- ج ۸ میں لکھتے ہیں۔ جس طرح دعا آہستہ مانگی جا سکتی ہے اسی طرح مناسب حد تک آواز کے ساتھ بھی مانگنے کی اجازت ہے۔ تنہائی میں جہاں ریاء کا خطرہ نہ ہو اور دوسروں کو اس کی آواز سے اذیت پہنچنے کا احتمال نہ ہو تو مناسب حد تک بلند آواز کے ساتھ دعا مانگنا بہتر ہے کیونکہ اس طرح وسوسے سے دور رہیں گے اور بیدار رہنے میں بھی مدد ملے گی، مگر مجمع میں خاموشی سے دعا مانگنا ہی پسندیدہ ہے۔

اور یہی تحقیق علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی (ص ۱۴۰، ج ۸) میں نقل فرمائی ہے وہاں ملاحظہ کیجئے۔ اور امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ احکام القرآن (ص ۴۲، ج ۳) میں لکھتے ہیں:

و الدلیل علی ما روی فی تاویل قوله تعالیٰ قد اجیبت دعوتکما قال کان موسی یدعوا وھارون یؤمن فسماھما الله داعیین

اور اس پر دلیل وہ ہے جو آیت **قد اجیبت دعوتکما** کی تاویل میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے اور دونوں کو اللہ تعالیٰ نے دُعا مانگنے والا قرار دیا۔

اور آمین کہنے والا تب ہی آمین کہتا ہے جب کہ کلمات دعا کی وہ سنتا ہو۔ پس ثابت ہوا کہ مناسب حد تک بلند آواز کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے۔

ثناء وحمد بے پایاں خدا را ۔۔۔ کہ صنعش در وجود آورد مارا
الٰہا قادرا پروردگارا ۔۔۔ کریما منعما آمرز گارا
خدا وندا تو ایمان وشہادت ۔۔۔ عطا کر دی بہ فضل خویش مارا
ز احسان خدا وندی عجب نیست ۔۔۔ اگر خط در کشی جرم وخطارا
بہ حق پارسایان کز در خویش ۔۔۔ نیند ازی من نا پار سارا
خدایا! گر تو سعدی رابرانی ۔۔۔ شفیع آرد روانِ مصطفیٰ ﷺ را
محمد ﷺ سید سادات عالم ۔۔۔ چراغ وچشم جملہ انبیاء را

(شیخ سعدی شیرازی)

آمین کے بارے میں اہم نکتہ

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للہیثمی (ص ۱۷۰-ج ۱۰) باب التامین علی الدعا کے تحت حدیث نقل فرماتے ہیں۔

عن ابی هبیرة عن حبیب بن مسلمة الفهری و كان مستجاباً انه امر علی جیش فد رب الدروب فلما لقی العدو قال للناس سمعت رسول الله (صلی الله علیه وسلم) یقول لا یجتمع ملاء فیدعوا بعضهم ویؤمن سائر هم الا اجابهم الله ثم انه حمد الله وا اثنیٰ علیه وقال اللهم احقن دماء نا واجعل اجورنا اجور الشهدآءِ فبیناهم علیٰ ذلك اذ نزل الهنباط امیر العدوفدخل علی خبیب سرادقه . (رواہ الطبرانی وقال الهنباط بالرومیہ صاحب الجیش ورجالہ رجال الصحیح غیر ابن لہیعہ وہو حسن الحدیث)

ابوہبیرۃ سے روایت ہے کہ حبیب بن مسلمہ فہری مستجاب الدعوات تھے۔ یہ ایک لشکر کے امیر ہوئے اور سرحدیں پار کر چکنے کے بعد جب دشمنوں سے ملے، تو لوگوں سے کہا: میں نے حضور ﷺ سے سُنا ہے' آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی جماعت جمع ہوتی ہے اوران کا بعض دُعاء کرے اور باقی لوگ آمین کہیں تو ضرور اللہ پاک اُن کی دعا قبول کرتا ہے اور اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ثناء کی اور کہا اے میرے اللہ! ہمارے خون کی حفاظت فرما ہمارے اجور کو شہداء جیسا اجر کر دے۔ لوگ ابھی اسی حال میں تھے کہ اچانک دشمنوں کا امیر جس کو ہنباط کہتے ہیں آیا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خیمے میں داخل ہو گیا۔

اور تفسیر مراغی ص ۷۵-ج ۲ میں واذاسالك عبادی عنی فانی قریب (سورة بقر: ۱۸۶) تفسیری فوائد میں مسطور ہے۔

و یستفاد من هذا الأیة انه لا ینبغی رفع الصوت فی العبادات الا بالمقدار الذی حدده الشرع فی الصلوٰة الجهریة . وهو ان یسمعه من بالقرب منه فمن تعمد المبالغة فی الصیاح حین الدعا كان مخالفا لا مرربه وامرنبیه .

اوراس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عبادات میں آوز کا بلند کرنا اتنی مقدار میں ہونا چاہیے جس قدر جہری نماز میں شریعت نے حد بندی کی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی آواز کو قریب والا آدمی سُن سکے۔ جو شخص دعا کے وقت چیخ و پکار میں مبالغہ کرے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے۔

(دعا کے اس ادب کی مزید وضاحت تیرھویں ادب میں آ رہی ہے)

سو بہ سو جابہ جا اک تیری ذات ہے
ہر طرف رونما اک تیری ذات ہے

معطی ہر عطا اک تیری ذات ہے
جس نے سب کچھ دیا اک تیری ذات ہے

کیوں کسی غیر سے عرض حاجت کروں
جبکہ حاجت روا اک تیری ذات ہے

کوئی تجھ سا نہیں تو کسی سا نہیں
ہر کسی سے جُدا اک تیری ذات ہے

کل صدا آسرا اک تیری ذات تھی
آج بھی آسرا اک تیری ذات ہے

دعا میں بتکلف قافیہ بندی نہ کی جائے

دعا کا آٹھواں ادب یہ ہے کہ ولا یتکلف بالسجع فورد ایا کم والسجع فی الدعا (عین العلم) تکلف کر کے قافیہ بندی سے پرہیز کیا جائے کیونکہ حدیث شریف میں اس سے منع فرمایا گیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ تصنع اور الفاظ کی زیبائش و آرائش سے توجہ الی اللہ میں فرق آ جاتا ہے، دعا میں انہماک باقی نہیں رہتا، معانی و مفہوم کی طرف دھیان میں خلل پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ زین العلم شرح عین العلم ج اص ۱۰۴ میں ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری لکھتے ہیں۔

ولا یتکلف بالسجع فی الدعا فان حال الداعی ان یکون حال متضرع والتکلف لا ینا سبہ

دعا میں قافیہ بندی کا تکلف نہ کرے اس لیے کہ دعا مانگنے والے کی حالت تضرع کرنے والے کی طرح ہو اور تکلف اس کے مناسب حال نہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

و انظر السجع من الدعا فا جتنبہ فانی عھدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحبہ لا یفعلون

دعا میں قافیہ بندی سے پرہیز کرو، کیونکہ آنحضرت ﷺ کا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ طرز عمل نہ تھا۔

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت مستجاب الدعوات تھے اور نہایت سادہ الفاظ میں دعا مانگا کرتے تھے اور لوگوں کے حسنِ اعتقاد کا یہ عالم تھا کہ ان کے ایک ایک لفظ پر ہر کونے اور ہر گوشے سے آمین کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ ایک صاحب دل کا کیا ہی اچھا قول ہے: ادع بلسان الذلۃ والافتقار لا بلسان الفصاحۃ والا نطلاق ذلت اور افتقار کی زبان سے اللہ کو پکارو۔ فصاحت، بلاغت اور طلاقت لسانی سے کام نہ لو۔

تجھ سے درمانِ غم کا سوالی ہوں میں	میری غم آشنا اک تیری ذات ہے
مجھ کو تیرے سوا کچھ نہیں چاہیے	حاصلِ مدعا ایک تیری ذات ہے
ہر جہاں تیرا ہی پر تو حسن ہے	حسن کی انتہا اک تیری ذات ہے
ہر ثنا پھر تیری ہی ثنا کیوں نہ ہو	لائق ہر ثنا اک تیری ذات ہے
فہم سے ماورا کوئی شے بھی نہیں	فہم سے ماورا ایک تیری ذات ہے
اے خدا میری سب مشکلیں دور کر	میرے مشکل کشا ایک تیری ذات ہے

(پروفیسر منیر قصوری)

ذوق طبعی کا تقاضا

لیکن یہ بات یاد رہے کہ دعا کرتے وقت اگر ذوق طبعی سے زبان پر بلا تکلف کلمات دعائیہ موزونہ جاری ہو جائیں تو اس میں کوئی ہاک نہیں، چنانچہ سرور کائنات ﷺ کی بعض دعاؤں میں کلمات موزونہ منقول و ماثور ہیں، لیکن ان دعاؤں میں قافیہ بندی کا قصد نہیں کیا گیا، چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ زین العلم شرح عین العلم ص ۱۰۴، ج ا میں فرماتے ہیں۔

ثم المنع انما هوالتكلف في السجع بخلاف ما اذاورد علی مقتضی الطبع ففي الادعية الماثورة علی لسان صاحب الشرع جاءت كلمات متوازنة مؤتلفة الا انها غير متكلفة كقوله عليه السلام۔

"اللهم ذا الحبل الشديد والامر الرشيد اسئلك الامن من يوم الوعيد ۔ والجنة يوم الخلود ۔ مع المقربين الشهود والركع السجود ۔ والموفون بالعهود انك رحيم ودود وانت تفعل ما تريد ۔"(رواہ الترمذی)

اے اللہ مضبوط رسی والے اور درست حکم والے پروردگار! وعید کے دن، امن کا طالب ہوں اور خلود کے دن جنت کا اور تیرے ان مقربین کی رفاقت سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہوں جنھوں نے تیری گواہی دی۔ تیرے لیے رکوع و سجود کو شعار ٹھہرایا اور اپنے عہد کو پورا کیا۔ پروردگار! تو رحیم اور شفقت والا ہے اور تو جو چاہے کر سکتا ہے۔

و كقوله عليه السلام اللهم اني اعوذبك من علم لا ينفع وعمل لا يرفع وقلب لا يخشع ودعاء لا يسمع (رواہ احمد وابن حبان والحاکم)

اے اللہ میں تیرے ساتھ ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نافع نہ ہو اور ایسے عمل سے تیری طرف جو اٹھایا نہ جائے اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور اس دعا سے جو مقبول نہ ہو۔

و كقوله عليه السلام ۔ اللهم استر عوراتنا وامن روعاتنا (رواہ احمد)

اے اللہ میرے عیوب کو ڈھانک دے اور میرے خوف کو امن میں تبدیل کر دے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دعا میں قافیہ بندی آورد اور تکلف کے طور پر منع ہے اور بے تکلف اور آمد کے طور پر جائز ہے۔

دعا میں غنا سے پرہیز کیا جائے

دعا کا نواں ادب یہ ہے کہ ان لا يتكلف التغني بالا نغام ۔ گانے کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے (حصن حصین) چنانچہ امام قرطبی علیہ السلام اپنی تفسیر کے ص نمبر ۳۱۲ پہ لکھتے ہیں: و من شرط الدعاء ان يكون سليما من اللحن كما انشد بعضهم ۔ ينادی رب باللحن ليث كذالك اذا دعاه لا يجيب

دعا کی شرط یہ بھی ہے کہ گانے کے لب ولہجہ سے پاک ہو جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ لیث لحن کے ساتھ اپنے رب کو پکارتا ہے۔ جب اس انداز سے اس کو پکارے گا تو اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔

امام برکلی طریقہ محمدیہ ص ۲۲۵-ج ۲ میں فرماتے ہیں: و اقبح التغني ما كان في القران والذكر والدعآء ۔

اور بدترین نغمہ سرائی وہ ہے جو تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی اور دعا میں (بتکلف یا الفاظ کی تبدیلی کا باعث) ہو۔

دعا میں تو تضرع، زاری، انکساری، گریہ وزاری ہونی چاہیے اور موسیقی کے لب ولہجہ، طرز کو دعا سے کیا مناسبت؟ جو سراسر خشوع کے منافی ہے لہٰذا بارگاہِ الٰہی میں اپنی درخواست پیش کرنے والے کو اس شرط کا خاص اہتمام التزام کرنا چاہیے۔

زمیں کے لوگ ہوں یا اہل عالم بالا
ہر اک زبان پہ ہے کہانی ربی الاعلیٰ

تیرے قلم کی گواہی مرقعِ عالم
فضائیں آئینہ ہیں، دل ہو دیکھنے والا

دیے حسین خد وخال تو نے مٹی کو
تیرے جمال کے سانچوں نے آدمی ڈھالا

تھمائی میر کو لیل ونہار کی ڈوری
صبا کو سونپ دی آرائشِ گل ولالہ

زمین تیرہ کے منہ سے لگا دیا تو نے
مہ ونجوم بھر آسمان کا پیالہ

پڑھے قصیدہ وحدت ہجوم کون ومکاں
تو سب کا رب ہے کسی نے تجھے نہیں پالا

مجھے ہی تو نے دیا اختیار لغزش بھی
مجھی پہ اپنی خلافت کا بوجھ بھی ڈالا

اُتار کر مرے سینے میں آگہی کا چاند
بصیرتوں کا مرے گرد کھینچ دے ہالہ

ہر ایک سانس کو میری بنا چراغِ حرم
نہ ہو ذرا بھی مرا نامہ عمل کالا

(مظفر وارثی)

دعا کا دسواں ادب

الدعا بلفظ اعجمی جهل معناه ۔ایسے عجمی الفاظ کے ساتھ دعا کرنا کہ جن کے معانی نہ جانتا ہو۔(مرقات شرح مشکوٰۃ)

جہاں تک ممکن ہو دعا عربی زبان میں مانگی جائے، کیونکہ عربی زبان اشرف اللغات ہے اور عربی زبان کو دوسری زبانوں پر کئی وجوہ سے فضیلت اور برتری حاصل ہے، چنانچہ طریقہ محمدیہ ص ۹۲-ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

ففي بستان العارفين اعلم ان العربية لها فضل على سائر الالسنة ۔ اسی قول کے تحت بریقہ محمودیہ ص ۲۵۵-ج ۱ میں فرماتے ہیں:

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) احبو العرب لثلاث لانى عربي والقرآن عربيى و كلام اهل الجنة عربي

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عرب سے تین باتوں کی وجہ سے محبت رکھو اس لیے کہ میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہلِ جنت کی گفتگو بھی عربی میں ہوگی۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ اور اسی مقام پر بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ ص ۲۵۵ ج ۱ میں ہے:

و اما العربية فلها مزية علىٰ باقيها حتى يكره التكلم بغيرها لمن يحسنها

اور عربی زبان کو دوسری زبانوں پر خاص فضیلت حاصل ہے حتیٰ کہ جو شخص عربی زبان میں گفتگو کرنے کی مہارت رکھتا ہو اس کے لیے کسی دوسری زبان میں گفتگو کرنا مکروہ ہے۔

عربی زبان کی فضیلت

اور حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ ص ۲۲۴، ج ۱ میں اسی مقام پر شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال الحليمى لا ينبغى لا حد اطلاق لسانه بتفضيل العجم على العرب بعدما بعث الله تعالىٰ افضل رسله من العرب وانزل اخر كتبه بلسان العرب فصار فرضا على الناس ان يتعلموا لغة العرب ليعقلوا عن الله امره ونهيه ومن ابغض العرب اوفضل العجم عليهم فقد اذىٰ بذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم لانه اسمعه فى قومه خلاف الجميل ومن اذاه فقد اذى الله تعالىٰ ذكره المناوى فى شرح جامع الصغير للسيوطى .

حلیمی فرماتے ہیں کہ عرب کے بالمقابل عجم کو فضیلت دینے کے متعلق کسی شخص کو زبان کھولنا مناسب نہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں سے افضل پیغمبر کو عرب ہی سے مبعوث فرمایا اور اپنی آخری کتاب کو بھی عرب کی زبان میں نازل فرمایا۔ پس لوگوں پر لازم ہے کہ عربی زبان سیکھیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات امر و نہی کو سمجھ سکیں اور جو شخص عرب سے بغض رکھے گا یا عجم کو عرب سے افضل سمجھے گا، تو آنحضرت ﷺ کی قوم کے حق میں اس قسم کے مبغوض خیالات رکھنے سے آنحضرت ﷺ کو ایذا پہنچائے گا اور جس (بدبخت) نے حضور ﷺ کو ایذا پہنچائی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ اس کو جامع صغیر کی شرح میں علامہ عبدالرؤف مناوی مصری نے بیان کیا ہے۔

یہاں امام حلیمی علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے عربی زبان کی فضیلت اور اس کی تعلیم و تعلم کی اہمیت بھی واضح ہوگئی، مگر ساتھ ساتھ عرب کی محبت کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ اگرچہ ادب مذکور سے اس کی مناسبت نہیں، مگر محبت عرب کی اہمیت کے متعلق ایک حدیث ضمناً عرض کر دیتا ہوں تا کہ حضور ﷺ کی محبوب قوم کی شان نمایاں ہو جائے۔

عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبغضى فتفارق دينك قلت يا رسول الله كيف ابغضك وبك هدانا الله قال تبغض العرب فتبغضنى (رواہ الترمذی)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا دیکھو مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ دین سے بالکل جدا ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں۔ آپ ہی کے طفیل تو اللہ نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی۔ فرمایا عرب سے بغض رکھو گے تو مجھ سے بغض رکھنے لگو گے۔

علماء کرام اس حدیث کے حواشی میں فرماتے ہیں کہ اسلام میں محبت کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ رسول کی محبت خدا کی محبت کی وجہ سے ہے، عرب کی محبت اس لیے ہے کہ وہ خدا کے برگزیدہ رسول کی محبوب قوم ہے، باقی عرب کے کسی خاص شخص سے اس کی بداعمالی کی وجہ سے عداوت عرب کی عداوت نہیں کہلاتی۔ عرب آنحضرت کی قوم ہے اس لیے وہ ہمیشہ نظروں میں محبوب رہنی چاہیے۔ (ایضاً)

باقی رہا اصل مسئلہ کہ عجمی زبان میں ان کلمات کے ساتھ دعا کرنا منع ہے جن کے معنی نہ جانتا ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ دعا کفریہ الفاظ پر مشتمل ہو اور یہی حکم رقیہ، منتر، جنتر، افسون اور طلسم کا ہے۔

چنانچہ حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ ص ۳۹۱- ج ۲ میں شیخ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں:

قال المازری جمیع الرقی جائزة اذا کانت بایات الله او بذکره وینهی عنه اذا کانت باللغة العجمیة اوبمالا یدری معناه لجواز ان یکون فیه کفر ۔

مازری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیاتِ قرآنیہ اور اسماءِ الٰہیہ کے ساتھ جھاڑ پھونک جائز ہیں ۔ البتہ اگر وہ منتر، افسوں عجمی زبان میں ہوں اور معنی سے بھی واقفیت نہ ہو تو یہ منہی عنہ ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کفریہ الفاظ پر مشتمل ہو۔

باقی عجمی شخص اگر اپنی زبان میں دعا کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اللہ تعالیٰ تو سب زبانوں کو جانتا ہے بلکہ اپنی زبان میں دعا کرنا بایں معنی موزوں و مناسب ہے کہ دعا کرنے والا جو کچھ کہنا چاہتا ہے وہ سوچ سمجھ کر حضورِ قلب کے ساتھ کہہ سکتا

اے خدا تجھ سے ہماری ہے دعا ۔۔۔ ہم کو کامل صاحبِ ایماں بنا
راہ حق پر استقامت کر نصیب ۔۔۔ تیری رحمت ہو سدا ہم سے قریب
دین کے احکام پہ عامل رہیں ۔۔۔ اتباعِ سرورِ عالم کریں
نورِ قرآں ہو چراغِ رہگزر ۔۔۔ زندگی کا اس طرح طے ہو سفر
دل میں یادِ مصطفیٰ زندہ رہے ۔۔۔ لب پہ ان کا نام پائندہ رہے
نیک بندوں کا تیرے نقشِ قدم ۔۔۔ ہو ہمارے چشم ودل میں محترم
تیری مرضی کے مطابق ہو عمل ۔۔۔ نفسِ ظالم کا نہ ہو اس میں دخل
زندگی پر چھائی ہے غم کی خزاں ۔۔۔ دے مسرت کی بہارِ جاوداں
جوشِ اسلامی کا ہو ایسا ظہور ۔۔۔ ٹوٹ جائے کفر وباطل کا غرور
بخش ہم کو نعمتِ دنیا ودیں ۔۔۔ اور عطا کر دولتِ علم ویقیں
جو فرائض ہیں بجا لاتے رہے ۔۔۔ اپنے اور غیروں کے کام آتے رہیں
یوں بنیں ماں باپ کے خدمت گزار ۔۔۔ اپنی دنیا اور عقبیٰ لیں سنوار
وہ کریں طرزِ عمل ہم اختیار ۔۔۔ دین و دنیا کا ملے عزو وقار
جو کریں ماں باپ کی خدمت حسیم ۔۔۔ ان سے خوش ہوتا ہے رحمٰن ورحیم

بہتر یہی ہے کہ ماثور دعاؤں پہ اکتفاء کیا جائے

دعا کا گیارھواں ادب یہ بیان کیا گیا ہے والاولیٰ ان یقتصر علی الماثور لئلا یسئل ما لا صلاح فیه (عین العلم) افضل یہی ہے کہ ادعیہ ماثورہ کو کافی سمجھا جائے تاکہ (بے توجہی میں کہیں) اس طرح کا سوال نہ کر بیٹھے جس میں اس کے لیے بھلائی نہ ہو۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ زین الحلم میں ص ۱۰۴۔ج ا پر اس قول کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دعاءِ ماثورہ کے علاوہ اور کچھ نہ مانگے' ہوسکتا ہے کہ وہ مانگنے میں حد سے تجاوز کر جائے اور ایسا سوال کر بیٹھے جس میں اس کے لیے بہتری ومصلحت نہ ہو نیز ہر شخص

اپنے طور پر دعا مانگنا بھی اچھی طرح نہیں جانتا۔
چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ علماء کی ضرورت جنت میں بھی ہوگی جب کہ اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے فرمائے گا: کچھ مانگو، تو ان کو معلوم نہ ہوگا کہ کس چیز کا سوال کریں، یہاں تک کہ علماء سے دریافت کر کے درخواست کریں گے۔ نیز آنحضرت ﷺ نے تعلیم اُمت کے لیے ہر مرغوب و پسندیدہ چیز کو بارگاہِ الٰہی سے طلب کیا ہے اور ہر خوفناک، خطرناک چیز سے پناہ مانگی ہے۔

معاف کر دے ہمارے قصور یا اللہ ہے تو ہی مالکِ یوم النشور یا اللہ
ہمارے اور ترے درمیان وسیلہ ہیں ترے حبیب ہمارے رسول یا اللہ
جھکے ہی رہتے ہوں ہر دم تیرے حضور میں ہم عبادتوں میں وہ دے دے سرور یا اللہ
وہ جن کے سر میں ہے سودا خدائی دعوے کا جھکا دے ان کے سر پُر غرور یا اللہ
گناہ گار سعیدی بڑا ہے پُر امید عطا ہو صدقۂ احمد ضرور یا اللہ

(محمد صلاح الدین سعیدی)

غیر ماثورہ دعا کرنا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار ص ۶۷۹ طبع جدید میں فرماتے ہیں کہ ہمیں دعا غیر ماثورہ ہرگز نہ مانگنی چاہیے۔ مگر اس وقت جب کہ ہمیں دعا ماثورہ سے کچھ یاد نہ ہو اور یہ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کی دعا کے الفاظ و کلمات نہایت جامع و مانع، اکمل و اتم ہوتے ہیں۔ نیز دعا ماثورہ کے مانگنے سے بجائے ابتداع کے آنحضرت ﷺ کے اتباع کی سعادت بھی حاصل ہوتی تھی۔
نیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ و مرشد حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے بارگاہِ الٰہی میں ماثورہ کلمات سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو جلد قبول فرمالیتا ہے اور جس شخص نے من گھڑت اور مخترع (غیر ماثورہ) کلمات سے دعا مانگی تو اس کی دُعا قبول نہیں کی جاتی، مگر جب کہ وہ انتہائی بے قرار ہو۔ پس بندہ کو چاہیے کہ ماثورہ ادعیہ سے کسی قدر دعائیں یاد کر لے تاکہ مصائب و شدائد کے وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ سکے۔
نیز اسی کتاب کے ص ۵۹۱ پر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ و مرشد حضرت علی خواص علیہ الرحمۃ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ماثور دعا کو قبول فرماتا ہے، اس لیے کہ ماثور دعا بھی از قسم وحی ہوتی ہے اور وحی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ پس گویا صفت سے موصوف کو مخاطب کیا جاتا ہے، لیکن دُعاءِ غیر ماثور کے کلمات ان صفات سے خالی ہوتے ہیں۔
نیز اسی کتاب کے ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو چاہیے کہ ماثور کلمات سے ہی دعا مانگے، اسی لیے کہ کلامِ نبوت فصاحت اور بارگاہِ الٰہی کے آداب عظمت ملحوظ رکھنے میں بہت بلند ہوتا ہے اور جن جن کلمات سے آنحضرت ﷺ نے دعائیں مانگی ہیں وہ قبولیت کے زیادہ قریب ہیں۔
پس جس شخص کے دل میں آنحضرت ﷺ کی ذرّہ بھی عظمت ہوگی وہ کبھی اس راستہ پر چلنے کی کوشش نہ کرے گا۔ جس میں آنحضرت کی اتباع نصیب نہ ہو۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگوں نے ان ادعیہ کو تو ترک کر رکھا ہے جو آنحضرت ﷺ سے ماثور ہیں اور احادیث میں مذکور ہیں اور اُن کی بجائے غیر معتبر اوراد و وظائف بڑی دلچسپی سے پڑھتے ہیں جن کے پڑھنے کے لیے بخورات اور خورد و نوش وغیرہ کی عجیب عجیب شرائط بیان کی گئی ہیں' حالانکہ کہاں ہم جیسے لوگ اور کہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذات گرامی۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور و متداول تفسیر ص ۲۲۶ - ج ۷ میں فرماتے ہیں۔

و منهـا ان يدعوا بما ليس في الكتاب والسنة فيتخير الفاظا مقفاة و كلمات مسجعة قد وجدها في كراريس لا اصل لها ولا معول عليها فيجعلها شعاره ويترك ما دعا به رسوله عليه السلام

اور از قبیل اعتداء فی الدعا ایک یہ بھی ہے کہ کتاب و سنت کی ادعیہ کو چھوڑ کر ان مقفی الفاظ اور مسجع کلمات کو دعا کے لیے اختیار کرے جو غیر مستند اور نا قابلِ اعتماد رسائل، مکاتیب سے اخذ کی گئی ہوں اور ان کو اپنا شعار بنا لے اور آنحضرت ﷺ کی ماثورہ ادعیہ کو ترک کر دے۔

جو سرِ بزم ہویدا بھی ہے مستور بھی ہے — جو ہے نزدیک رگِ جاں سے بھی اور دور بھی ہے
ذرّے ذرّے کو بہم جس کی تجلّی کا وصال — ہجر میں جس کے ہر اک ذرّہ مگر چُور بھی ہے
جس کی قدرت کے نشان انفس و آفاق تمام — جس کی رحمت کا مکاں سینہ مہجور بھی ہے
جس کی طلعت کے سبب بندہ نا چیز کا دل — نازشِ عرش بھی ہے رشکِ سرِ طور بھی ہے
اپنے محبوب کا طالب بھی ہے مطلوب جسے — وہ محبت بھی ہے امید بھی ہے نور بھی ہے
خلد میں وجہ قرار ایک اُسی کا جمال ہے — گر چہ دلجوئی کو واں حسنِ جواں حور بھی ہے
مالک الملک بھی ہے صاحب ملکوت بھی ہے — کبریا ہے، دلِ اسلم میں وہ مستور بھی ہے
حُسن کا اپنے جو آئینہ کیا اس نے ہمیں — غیر سے برتر و بیگانہ کیا اُس نے ہمیں

(اسلم وشیر)

خوب گڑگڑا کر دعا کی جائے

یہ دعا کا بارھواں ادب ہے عین العلم میں اس کے لیے **یتضرع** کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے جس کا مطلب ہے اللہ کے حضور رو رو کر، عاجزی و انکساری کے ساتھ اپنی درخواست پیش کی جائے کوئی حاجت مانگنا یا گناہوں کی معافی طلب کرنا تضرع اور عجز کہلاتا ہے۔

جس طرح گڑگڑا کر عاجزی اور فریاد کرنے والے کو دیکھ کر ہر انسان کا دل پسیج جاتا ہے اور اس کی حالت پر رحم آنے لگتا ہے۔ اسی طرح رب العزت اپنے بندے کو دیکھتا ہے کہ وہ اس کے حضور میں تضرع اور عجز کے ساتھ فریاد پیش کر رہا ہے تو ضرور اس کی فریاد رسی فرماتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں بندوں کو بارگاہِ الٰہی میں دعا مانگتے وقت ایسے عجز و انکساری کی ہدایت فرمائی ہے۔ **و اذكر ربك في نفسك تضرعا** (سورۃ اعراف)

پس دعا کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے سوال کی اہمیت اور مسؤل عنہ (باری سبحانہ وتعالیٰ) کی عظمت کے لحاظ سے اپنی دعا میں سوز و گداز، عجز و نیاز، لجاجت و سماجت وانکسار وافتقار اور اپنی شکستگی ودر ماندگی، عاجزی، بے چارگی، بے بسی، بیکسی کا اظہار کرے۔ غرضیکہ دعاء میں غایت احتیاج اور نہایت افتقار کی حالت اختیار کرنی چاہیے شکل وصورت کا انداز بھی عاجزانہ ہو اور الفاظ، کلمات بھی افتقار کے مناسب ہوں، محض سوال اور دعا کے الفاظ پر ہی اکتفانہ کی جائے' بلکہ دل بھی ساتھ ساتھ گریاں ہو اور زبان اس کی صحیح ترجمان ہو اور یہ دولت اہل اللہ کی صحبت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ **وفی ذٰلك فلیتنافس المتنافسون .**

عارف باللہ مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

ایکہ خواہی کزبلا جاں راخری — جان خود را در تضرّع آوری

باتضرع باش تاشاداں شوی — گریہ کن تابے دہاں خنداں شوی

اے خوشا چشمے کہ آں گریانِ اوست — وے ہمایوں دل کہ آں بریانِ اوست

آخر ہر گریۂ ماخندہ است — مرد آخر بیں مبارک بندہ است

اے اپنی جان کو مصیبت سے چھڑانے والے' اپنی جان کو عاجزی وآہ وزاری کی طرف لے آ۔ اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرتا کہ خوشی حاصل ہو' اس کی بارگاہ میں گڑگڑا تاکہ مسکرانا نصیب ہو' کتنی قسمت والی ہے وہ آنکھ جو اس کی وجہ سے روتی ہے اور کتنا خوش نصیب ہے وہ دل جو اس کے لیے تڑپتا ہے' ہمارا رونا بالآخر مسکرانا ہے' آخرت کی فکر کرنے والا ہی بابرکت انسان ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے:

اذا احب الله عبدا ابتلاہ لیسمع تضرعه (عن ابن مسعود وھو حسن لغیرہ کذافی العزیزی ص ۷۹، ج ۱)

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کو کسی بلاء میں مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کی گریہ وزاری سنے۔

(آداب المصاب ص ۴۳)

من بندہ شرمسارم، تو رحم کن رحیما — در فسق بے شمارم، تو رحم کن رحیما

اندر سرائے فانی، کردم گناہ تو دانی — درماندہ را بخوانی، تو رحم کن رحیما

شرمندہ روئے زردم، جرم عظیم کردم — خود را بتو سپردم، تو رحم کن رحیما

غیبت دروغ گفتم، غافل بسے بخفتم — توبہ بسے شکستم، تو رحم کن رحیما

در وقت نزع جانم، گویا بکن زبانم — تاکلمۂ بخوانم، تو رحم کن رحیما

از تن رود چو جانم، بستہ شود زبانم — بے چارہ چوں بمانم، تو رحم کن رحیما

در گور چوں بمانم تنہا چوں بے کسانم — ہر دم ترا بخوانم، تو رحم کن رحیما

یارب بحق مرداں، گورم فراخ گرداں — از فضل تا قیامم، تو رحم کن رحیما

یا رب گناہ گارم' پر عیب و شرمسارم — جز تو کسے نہ دانم تو رحم کن رحیما
جنت بدہ مکانم با جملہ مؤمنانم — تا جاوداں بخوانم تو رحم کن رحیما
عمرم گزشت باطل' کردہ گناہ حاصل — بر این فقیر غافل' تو رحم کن رحیما
من سعدیؔ صفائم' بر دینِ مصطفائم — ہر دم ہمیں بخوانم' تو رحم کن رحیما

دعا آہستہ آواز میں مانگی جائے

عین العلم میں ہے ویخفی فور دادعوا ربکم تضرعا وخفیة ، ان لا یحب المعتدین ۔ آہستہ آواز سے دعا مانگے چنانچہ قرآن مجید میں ہے اپنے رب سے گڑگڑا کر بھی دعا کرو اور چپکے چپکے بھی بے شک اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرمایا اس (تیرھویں ادب) کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاری علیہ الرحمہ زین الحلم شرح عین العلم کے ص ۴۰۱ ج ا میں لکھتے ہیں:

یخفی الدعا عن غیرہ ۔ دوسرے شخص سے چھپا کر دعا مانگے۔

دعا میں جہاں تک ہو سکے اخفاء سے کام لیا جائے۔ یعنی چُپ چپاتے اور آہستگی سے اپنے رب کے حضور سرگوشی اور مناجات کی جائے۔ دعا کا اصل ادب یہی ہے اِلّا یہ کہ کسی موقعہ پر خود شارع علیہ السلام ہی نے بلند آواز سے دُعاء کرنے کا حکم دیا ہو۔

علامہ زمخشری اپنی مشہور تفسیر کشاف ص ۱۱۰ ج ۲ پر لکھتے ہیں:

و عن الحسن رحمة اللہ علیہ ان اللہ یعلم القلب التقی والدعا الخفی ان کان الرجل لقد جمع القران وما یشعر بہ جارہ ۔ ان کان الرجل لقد فقہ الفقہ الکثیر ولا یشعر الناس بہ ۔ وان کان الرجل لیصلی الصلوٰۃ الطویلة وعند الزور وما یشعرون بہ ولقد ادرکنا اقواماً ما کان علی الارض من عمل یقدرون علی ان یعملوہ فی السر فیکون علانیة ابدًا ۔ ولقد کان المسلمون یجتھدون فی الدعآء وما یسمع لھم صوت ان کان الا ھمسا بینھم وبین ربھم ۔ وذلک ان اللہ تعالیٰ یقول ادعوا ربکم تضرعا وخفیة، وقد اثنیٰ علی زکریا فقال اذنادیٰ ربہ ندآء خفیا ۔ وبین دعوۃ السر ودعوۃ العلانیة سبعون ضعفاً ۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے' آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ پرہیز گار دل اور پوشیدہ دعا کو جانتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا پہلے زمانہ میں بعض لوگ پورے قرآن کے حافظ ہوتے تھے اور لوگوں کو اس بات کا پتہ نہ ہوتا تھا۔ بعض لوگ بڑے فقیہہ ہوتے تھے اور لوگوں کو اس کا علم بھی نہ ہوتا تھا اور بعض لوگ اپنے گھروں میں لمبی لمبی نمازیں پڑھتے تھے اور ان کے گھر کے رہنے والے مہمانوں کو اس کا شعور بھی نہ ہوتا تھا۔ لیکن اب ایسے لوگ ہیں کہ روئے زمین پر کوئی کام چھپا کر نہیں کر سکتے۔ حالانکہ پہلے مسلمان لوگ نہایت زاری سے دعا کرتے تھے مگر ان کی آواز سنائی نہ دیتی تھی' کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمادیا ہے ادعوا ربکم تضرعا و خفیة اور حضرت زکریا علیہ السلام کی پوشیدہ دعا کو اللہ تعالیٰ نے مقام مدح میں ذکر فرمایا اور فرمایا، اذ نادیٰ ربہ نداءً خفیاً ۔ جب اس نے اپنے رب کو پوشیدہ طور پر چپ

چپاتے پکارا۔ نیز آپ نے فرمایا کہ پوشیدہ وعلانیہ دعا میں ستر گنا فرق ہے۔ (انتہی)

دردِ دل کی بھی کوئی دوا چاہیے　　تیرے بیمار کو بس شفا چاہیے
رنج وغم سے بکھر نہ میں جاؤں کہیں　　میں تیرا ہوں تو تیری رضا چاہیے

بہترین دعا اور بہترین رزق

اسی آیت کریمہ کے تحت احکام القرآن ص ۲۴۲ ج ۳ میں جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ حسن بصری کے مذکورہ آثار نقل فرمانے کے بعد رقمطراز ہیں۔

وروی سعد بن مالك ان النبی صلی الله علیه وسلم قال خیر الذکر الخفی وخیر الرزق ما یکفی ۔قال ابوبکر رحمة الله علیه فی هذه الایة وما ذکرنا من الاثار علیٰ ان اخفاء الدعا افضل من اظهاره لان الخفیة هی السر .

حضرت سعد بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بہترین ذکر وہ ہے جو پوشیدہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جائے۔

ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت اور ان احادیث سے جو ہم نے اوپر بیان کی ہیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اخفاءِ دُعا اظہار سے افضل ہے کیونکہ خفیہ بمعنی پوشیدہ ہے۔ (ہکذا فی القرطبی ص ۲۲۳، ج ۷)

نیز احکام القرآن ص ۵۵ ج ۳ میں پوشیدہ دعا کی وجہ فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و انما اخفاء الدعا افضل لا نه ابعد من الریاءِ واقرب من الاخلاص واجد ربا لا ستجابة

دعا کا پوشیدہ مانگنا اس لیے افضل ہے کہ پوشیدہ دعا ریا سے زیادہ دُور، اور اخلاص سے زیادہ قریب اور قبولیت کے زیادہ لائق ہوتی ہے۔

اور علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الفوائد میں اور التفسیر القیم ص ۲۴۵ میں پوشیدہ دعا کے بہت سے فوائد لکھے ہیں۔

ازاں جملہ یہ ہیں:

- آہستہ دعا عظمت ایمان کی نشانی ہے کیونکہ دعا کرنے والے کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ پاک دُعا خفی کو بھی سنتا ہے۔
- ادب وتعظیم کے لحاظ سے بھی یہی طریقہ موزوں ہے۔ دنیا میں بادشاہوں اور حاکموں کے درباروں میں گفتگو کرتے ہوئے ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا گستاخی اور خلاف ادب قرار دیا جاتا ہے پھر وہ خدا جو ہلکی اور دھیمی آواز بھی سُن لیتا ہے۔ اس کے حضور میں تو سرّی دعا اور زیادہ مناسب ہے۔
- تضرع اور خشوع دونوں دعا کی جان ہیں اور یہ دونوں بہ نسبت اونچی آواز کے پست آواز سے زیادہ حاصل ہوتے ہیں اور کوئی بھی عاجز ومسکین، نیازمندانہ حالت میں اپنی آواز کو اونچا نہیں کرتا کیونکہ اونچی آواز میں طنطنہ ہے اور دعا میں طنطنہ نہیں بلکہ عجز ومسکنت کی ضرورت ہے۔

- پوشیدہ دعا میں ریاکاری اور نمائش پسندی کی بجائے اخلاص کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔
- پست آواز سے دلجمعی حاصل ہوتی ہے۔ بلند آواز سے یکسوئی اور جمعیت خاطر پراگندہ ہو جاتی ہے، جس قدر آواز پست ہوگی اتنا ہی خدا سے لگاؤ، اور تعلق میں اضافہ ہوگا۔
- پست آواز میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے، گویا وہ اس طرح سرگوشی کر رہا ہے جس طرح ایک قریبی دوست سے کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی پوشیدہ وسری دعا کی مدح فرمائی۔

یاد رہے: اس آیت کریمہ کے تحت جمل ص ۱۵۰ ج ۲ و خازن ص ۲۴۱ ج ۲ میں طاعات وعبادات میں اظہار و اخفاء کے افضل مواقع بیان کیے ہیں نیز اس سے متعلق حکیم ترمذی کا قولِ فیصل بھی نقل کیا ہے۔ مزید تفصیل مندرجہ بالا تفاسیر میں مذکور ہے۔

اے کردہ بہ عالم از تقاضائے عطا — باب ہنراں لطافت آموزیھا
از لرزہ دو لخت شدہمہ حرف دعا — یا رب ہر مشکل را آساں فرما

(حافظ صوفی افضل فقیر)

پوری امید کے ساتھ دعا کی جائے

دعا کا چودھواں ادب یہ ہے کہ ویحقق الرجاء فوردا دعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ (عین العلم) قبولیت دعا کی امید قوی رکھے جیسا کہ حدیث شریف میں حکم دیا گیا تم پورے یقین کے ساتھ اللہ سے مانگو۔ دعا کی قبولیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن اور یقین کو بڑا دخل ہے، اس لیے دعا مانگتے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے کرم پر پورا بھروسہ ہونا چاہیے اور یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرو کہ تمہارے دل میں اس کی قبولیت کا یقین ہو۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ پر بے اعتمادی اس کی بارگاہِ کرم میں گستاخی ہے۔

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں اور دنیا میں حاجت روا کون ہے
سب کا داتا تُو، سب کو دیتا ہے تُو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے
کون مقبول ہے، کون مردود ہے، بے خبر! کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے
جب تُلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کُھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے
کون سُنتا ہے فریاد مظلوم کی، کس کے ہاتھوں میں کُنجی ہے مقسوم کی
رزق پر کس کے پلتے ہیں شاہ وگدا، مسند آرائے بزمِ عطا کون ہے
اولیا تیرے محتاج اے ربِ کُل! تیرے بندے ہیں سب انبیاء ورُسل
ان کی عزت کا باعث ہے نسبت تری، ان کی پہچان تیرے سوا کون ہے
میرا مالک مری سُن رہا ہے فُغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زُباں

اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو نامہ بر کیا بلا ہے، صبا کون ہے
ابتدا بھی وہی، انتہا بھی وہی، ناخدا بھی وہی ہے خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نُما، اُس احد کے سوا دوسرا کون ہے
(صاحبزادہ نصیرالدین نصیر)

دعا میں صداقت کیسے پیدا ہو؟

مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۱۴۱ ج ۵ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث وانتم موقنون بالاجابۃ کے تحت لکھتے ہیں:

و انتم معتقدون ان اللہ لا یخیبکم لسعۃ کرمہ و کمال قدرتہ و احاطۃ علمہ لتحقق صدق الرجاء وخلوص الدعاء' لان الداعی ما لم یکن رجاؤہ واثقا لم یکن دعاؤہ صادقًا ۔

دعاء کرتے وقت تمہارا یہ پختہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وسیع کرم اور کمال قدرت اور علم محیط کی بدولت تمہیں محروم نہ رکھے گا تاکہ (تمہارے اس پختہ عقیدہ کی وجہ سے) اُمید میں صِدق اور دعا میں اخلاص پیدا ہو جائے اور جب تک دعا کرنے والے کی امید قوی نہیں ہوتی، اس وقت تک دعا میں صداقت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ص ۳۱۲ ج ۲ میں فرماتے ہیں:

ینبغی للمؤمن ان یجتھد فی الدعآء ویکون علی رجآء من الاجابۃ ولا یقنط من رحمۃ اللہ لانہ یدعوا کریمًا ۔

مومن کو چاہیے کہ دعا میں خوب دل لگائے اور قبولیت دعا کی امید رکھے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، کیونکہ وہ کریم ذات سے مانگ رہا ہے۔ (اور گنہگار بندوں کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ انہیں بھی قبولیت دعا کی قوی امید رکھنی چاہیے کیونکہ خدا کی رحمت کا دامن اتنا وسیع ہے کہ اس کے سامنے انسان کے گناہ سب بالکل ہیچ ہیں۔)

قال سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ لا یمنعن احدًا من الدعآء ما یعلمہ من نفسہ فان اللہ قد اجاب دعاء شرالخلق ابلیس ۔ قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین ۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمہیں اپنے نفس کی بداعمالی دُعا سے باز نہ رکھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تو مخلوق میں سب سے بدتر یعنی ابلیس ملعون کی بھی دعا قبول فرمائی جب کہ اس نے کہا کہ پروردگار! قیامت تک کے لیے مہلت چاہتا ہوں۔ تو اللہ نے کہا۔ جا تجھے مہلت دی گئی۔

وہ حقائق ہوں اشیاء کے یا خُشک وتَر، فہم وادراک کی زد میں ہیں سب، مگر
ماسوا ایک اُس ذات بے رنگ کے، فہم وادراک سے ماوریٰ کون ہے
انبیاء ، اولیاء، اہلِ بیت نبی، تابعین وصحابہ پہ جب آ بنی
گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تُو نہیں ہے تو مشکل کُشا کون ہے

اہلِ فکر ونظر جانتے ہیں تجھے کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیر! اس کو تو فضلِ باری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

جب تیرے گناہ بہت زیادہ ہوجائیں

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اربعین نوویہ ص ۲۲۹ پر یہ اشعار عربیہ نقل فرمائے ہیں جو بار بار پڑھنے کے قابل ہیں۔

اذا كثرت منك الذنوب فداوها . برفع يد في الليل والليل مظلم' ولا تقنطن من رحمة الله انما . قنوطك منها من خطاياك اعظم . فرحمته للمحسنين كرامة . ورحمة للمسرفين تكرم

جب تیرے گناہ بہت زیادہ ہوں تو اُن کا علاج یہ ہے کہ تو اندھیری رات کو دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو ورنہ تیری یہ مایوسی تیرے گناہوں سے بدتر گناہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوکاروں کے لیے تو باعثِ عزت ہے، اور گناہگاروں کے لیے اس کی رحمت کرم نوازی ہے۔

اور امام ابن ابی الدنیا اپنے ایک رسالہ حافلہ (الفرج بعد الشدۃ) میں فرماتے ہیں۔

احسن الظن برب عودك حسنا بالا مس سوی اودك

اپنے مالک سے نیک گمان رکھو جس نے تمہیں انعامات کا عادی بنا رکھا ہے اور (گذشتہ) کل تک تمہاری کجی کو دُرست فرمایا ہے۔

ان ربا كان يكفيك الذی كان بالا مس سيكفيك غدك

جو مالک کل تک تیرے تمام مقاصد کی کفالت کرتا تھا وہ آئندہ بھی کرے گا۔

اور علامہ فشنی المجالس السنیہ شرح اربعین نوویہ ص ۳۵ پر فرماتے ہیں:

سبحان من لا يخيب من قصده من قصد الله صادقا وجده

پاک ہے وہ ذات جس کا قصد کرنے والا نامراد نہیں ہوتا، اور طلب صادق رکھنے والا اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے۔

قد شمل الخلق فضل نعمته كل الى فضله يمد يده

اس کی نعمت کا کرم تمام مخلوق کو شامل ہے اور ہر ایک اس کے فضل کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے

وہ ارحم الراحمین ہے' اس کے دربارِ عالی سے نااُمید ہونا مسلمان کی شان نہیں۔ جو کافروں کو نعمت سے محروم نہیں رکھتا تجھے کب محروم رکھے گا۔

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب گبرو ترسا وظیفہ خود داری
دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری
باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست صد بار گر توبہ شکستی باز آ

قال یحییٰ بن معاذ رحمة الله علیه یقول کیف ادعوک وانا عاص وکیف لا ادعوک وانت کریم ۔

(تعلیق الصبیح ص ۴۴ ج ۳)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اے میرے پروردگار! میں گنہگار ہو کر کیسے تجھ سے دعا مانگوں، مگر جب تو بڑے کرم والا ہے تو کیسے دعا کو چھوڑ دوں۔

تصدق اپنے خُدا کے جاؤں یہ پیار آتا ہے مجھ کو انشاء
اِدھر سے ایسے گناہ پیہم اُدھر سے یہ دمبدم عنایت

دعا کا پندرھواں ادب

و ان یسال بعزم ۔ دعا کو عزم و یقین کے ساتھ مانگے۔ (حصن حصین)

مطلب یہ کہ دعا پورے عزم بالجزم کے ساتھ مانگنی چاہیے اور دعا میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہ ہو جس سے بندہ کی بے نیازی اور بے پرواہی کا پہلو نکلتا ہو۔ مثلاً کوئی یوں کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو ایسا کر دے۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس میں بھی بندہ کی بے نیازی اور استغناء جھلکتی ہے جو اسے کسی صورت بھی زیب نہیں دیتی۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دعا احدکم فلا یقل اللهم اغفرلی ان شئت ۔ارحمنی ان شئت ارزقنی ان شئت ولیعزم مسئلته انه یفعل ما یشآء ولا مکره له ۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم دعا مانگو تو یوں مت کہو کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے، تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما دے۔ تو چاہے تو مجھے روزی دے دے بلکہ خوب اصرار کے ساتھ کسی شرط و تردد کے بغیر مانگا کرو کیونکہ وہ خود مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اس پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضور ﷺ نے فرمایا! اذا دعا احدکم فلیعزم المسالة ولا یقل اللهم ان شئت فاعطنی فان الله لا مستکره له ۔ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو عزم بالجزم کے ساتھ کرے یوں نہ کہے کہ الٰہی تو چاہے تو میری حاجت کو پورا فرما دے کیونکہ اللہ پہ کوئی جبر کرنے والا نہیں ہے۔

ذکر خدا سے ہے سر شاری — دم دم کیف وسرور ہے طاری
حمد کے موتی میں نے ڈھونڈے — کی ہے قلم نے شنگرف کاری
واحد رحیم ہے قادر مطلق — ربّ کریم وہ خالق وباری
شاہ وگدا، درویش توںگر — سب پہ کرم کی بارش جاری
اک اک سانس ہے اس کی امانت — عالم خواب ہو یا بیداری
اس کی حفیظ ثنا میں لکھوں — کب ہے ہمت کب ہے یاری

(محمد حفیظ نقشبندی مجددی)

دعا یوں مت مانگو

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دعا احدكم فلا يقل اللهم اغفرلي ان شئت ولكن ليعزم وليعظم الرغبة فان الله لا يتعاظمه شي اعطاه

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم دعا مانگو تو یوں مت کہو کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے بلکہ بلاشرط پورے جزم ویقین اور پوری رغبت کے ساتھ دعا مانگا کرو کیونکہ اللہ کو بڑی سے بڑی چیز دینی بھی کچھ مشکل نہیں ہوتی۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار القدسیہ میں ص ۲۸۱، ۲۸۲ پر فرماتے ہیں۔

ولكن يحتاج الداعي ان يكون متلبسا با داب الدعآء ويتحفظ جهده من ان يدعوا الله تعالىٰ في حصول الشيء الا بعد تفويض ذلك الامر اليه فربما سال العبد شيئاً فكان فيه هلاكه كما وقع لبلعام بن باعوراء وكما وقع لثعلبة حين قال يا رسول الله اسال الله ان يكثر ما لي فكان في ذلك هلاكه .

دعا کرنے والے کو سب سے پہلے اپنے آپ کو آداب دعا کے ساتھ آراستہ کرنا چاہیے بعدہ حسب المقدور اس بات کی کوشش کرے، کہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے پہلے اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔ بسا اوقات انسان ایک چیز کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اور اس میں اس کے لیے ہلاکت مضمر ہوتی ہے جیسی بلغم بن باعورا کے ساتھ واقعہ پیش آیا اور جس طرح ثعلبہ نے رسولِ کریم ﷺ سے کثرتِ مال کے لیے دعا کی درخواست کی تھی اور وہی کثرتِ مال اس کے لیے باعث تباہی ثابت ہوئی۔

ولو ان العبد قال اللهم اعطني كذا اوادفع عني كذا ان كان فيه صلاح لي لم يهلك لا نه تعالىٰ ان اعطاه ما سال كان خيراً وان منعه اياه كان خيرًا . وان دفع عنه ذلك البلاء كان خيرًا . وان لم يدفعه كان خيرًا .

اور اگر بندہ اپنی دعا میں یوں کہے اے اللہ مجھے یہ عنایت کر یا مجھ سے اس مصیبت کو دُور کر دے اگر اس میں میری صلاح وفلاح ہے تو یہ شخص تباہی سے بچ جائے گا۔ اب اللہ تعالیٰ اس کو اس کی مطلوبہ چیز اسی صورت میں عنایت فرمائے گا جب کہ وہ اس کے حق میں سراسر بہتر ہوگی اور اگر مطلوبہ چیز نہ عنایت فرمائے گا تو اسی میں اس کی بہتری ہوگی۔

اسی طرح اگر مصیبت کے دُور کرنے میں بہتری ہوگی تو دور فرمائے گا اور اگر ابتلاء میں بندہ کی بہتری ہوگی تو اس کو مبتلا ہی رکھے گا۔

اے رب دو جہاں تو مالک ہے کون ومکاں ۔۔۔ میں کروں حمد و ثنا کس طرح تیری بیاں
تو مختار مالک ہے میں ہوں ادنیٰ حقیر ۔۔۔ کس طرح پہنچوں تجھ تک تیری ہے اونچی شان

بخشے تو نے علم وہنر کے خزانے اپنے نیک بندوں کو
دے مجھ کو علم وہنر کی دولت، بڑھا دے میری آن
عزت، دولت، شہرت دے مجھی نبی ﷺ کے صدقے میں
کھول دے درِرحمت کے بنا دے تو بگڑے کام
بابِ قبول کے کھول اب مریم کی دعاؤں کے لیے
واسطہ رحمتِ عالم کا دیتی ہوں میں صبح وشام
غم میں بھی قانونِ فطرت سے میں کچھ بدظن نہیں
یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں

(صاحبزادی مریم فیض)

یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں

و من كلام سيدى الشيخ ابى الحسن الشاذلى رضى الله عنه اذا خيرك الله تعالىٰ فى شيء فاياك ان تختار وفر من اختيارك الى اختياره فانك جاهل بالعواقب

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرّہٗ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ تجھے کسی چیز میں اختیار دے تو مختار ہونے سے بچو اور اپنے اختیار کو اللہ کی پسند میں فنا کردو کیونکہ تم نتائج سے بے خبر ہو۔

و سمعت سيدى محمد بن عنان رحمة الله عليه يقول من اقبح الذنوب عند الله ان يسئال العبد ربه فى حصول شى من غير تفويض ثم اذا اعطاه له وحصل له منه ضجر وتعب سأل الله ان يحوله عنه . فان الحق تعالىٰ جوده فياض على عبده . وله اوقات لا يرد فيها سائلاً ولو كان كافرًا . والحق تعالىٰ ليس هو تحت امرنا ولا طاعتنا . حتى نقول له بكرة النهار مثلاً افعل لنا كذا ثم اخر النهار نندم ونقول له حول عنا ما اعطيته لنا بكرة النهار .

حضرت محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے قبیح گناہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے بغیر تفویض کے کسی چیز کا سوال کرنے۔ پھر جب اس کی وہ آرزو پوری کردی جائے تو ضجر وملال کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگنے لگ جائے کہ اب اس کو مجھ سے ہٹا دے۔ اللہ تعالیٰ جواد، فیاض تو ہے ہی اور اس کے ہاں ایسے اوقات مبارک بھی ہیں جن میں کافر تک کی بھی دعا رد نہیں فرماتا اور اللہ تعالیٰ ہمارے ماتحت اور تابع تو ہرگز نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) ہم صبح کو تو یہ کہیں کہ ہمارا یہ کام کردے اور شام کو پشیمان ہو کر یوں کہیں کہ صبح کی مسؤلہ چیز کو ہم سے ہٹا دے۔

ما للعباد عليه حق واجب   كلا ولا سعى لديه ضائع
ان عذبوا فبعدله او نعموا   فبفضله وهو الكريم الواسع

اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کوئی حق واجب نہیں اور نہ ہی اس کے ہاں کسی کی کوشش ضائع و بے سود جاتی ہے (ان الله لا يضيع اجر المحسنين) اگر لوگ عذاب میں ڈال دیے جائیں تو یہ اس کا عدل ہے یا اگر انعامات کے ساتھ نواز دیے جائیں تو یہ محض اس کا فضل ہے اور وہ کریم ہے وسیع خزانوں کا مالک ہے۔

خدایا بے پراں نوں پار لگا دے — مدینہ سب نوں سوہنے دا وکھا دے
شفاعت دی جیہڑا خیرات ونڈے — اسانوں اوہ سخی داتا وکھا دے
جینوں ویکھاں تے مڑ کے کجھ نہ ویکھاں — اوہ سوہنا گنبد خضریٰ وکھا دے
میں اوہدے قدماں دی خیرات منگاں — مدینے پاک دا منگتا وکھا دے
جھکے جس دے غلام اگے زمانہ — اوہ بیٹھا بوریے آقا وکھا دے
جدوں اکھ کھولاں تے ویکھا مدینہ — مرے مولیٰ سبب ایسا بنا دے
تیری امت پئی دھپاں چہ سڑری — مدینے دی ہوا ٹھنڈی چلا دے
ھنیرے دے اسیں مارے ہوئے آں — ہٹا زلفاں تے آ کے دن چڑھا دے
اکھاں وچ اشک منہ تے ناں نبی دا — ظہوری نعت انج پڑھدا وکھا دے

(محمد علی ظہوری)

دعا کا سولہواں ادب

ویلح فورد ان اللہ یحب الملحین فی الدعا واقلہ التثلیث ۔ دعا میں الحاح کرے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور کم مرتبہ الحاح کا تین بار ہے۔ الحاح (اصرار) کی شرح کرتے ہوئے امام شعرانی مواقع الانوار ص ۴۹ یہ فرماتے ہیں۔

ولا یخفٰی ان الحق تعالٰی یحب من عبادہ الا لحاح فی الدعاء لانہ موذن بشدۃ الفاقۃ والحاجۃ ومن لم یلح فی الدعاء فکان لسان حالہ یقول انا غیر محتاج الٰی فضل اللہ تعالٰی

اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ دعا میں بندوں کے الحاح کو پسند فرماتا ہے کیونکہ الحاح سے بندہ کی شدت احتیاج اور ضرورت کا اظہار ہوتا ہے اور جو شخص دعا میں الحاح نہیں کرتا وہ گویا زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا محتاج نہیں ہوں۔ اور کہا گیا ہے:

من کان اضعف ۔ کان الرب بہ الطف جو شخص جس قدر منکسر ہوگا۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم اس کے شامل حال ہوگا

زور رابگزار و زاری رابگیر — رحم سوئے زار آید اے فقیر

زین الحلم شرح عین العلم ص ۱۰۵ ج ۱ میں یلح کے تحت فرماتے ہیں: ای یسکرر الدعاء کلمات دعائیہ کو بار بار دہرائے۔

اور تکرار سوال بھی طلب صادق کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شانِ کریمی ہے کہ وہ بار بار کلمات دعا کے دہرانے سے خوش ہوتا ہے اور کلمات دعا کو کم از کم تین بار لوٹانا چاہیے کیونکہ تکرار کا کم از کم مرتبہ تین بار ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے:

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کان علیہ السلام اذا دعا دعا ثلاثا و اذا سأل سأل ثلاثا ۔(رواہ مسلم)
مسلم شریف میں مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب دعا فرماتے تھے تو تین بار دہراتے تھے۔
اور مراقی الفلاح کے حاشیہ طحطاوی ص ۳۷۱ میں ہے:
و ینبغی ان یلح مرۃ بعد مرۃ وقتاً بعد وقت و ان یکررہ ثلاثا
اور دعا کرنے والے کے لیے مناسب یہی ہے کہ دعا میں بار بار الحاح کرے اور ہر وقت مانگے اور کلمات دعا کا تین بار تکرار کرے۔

غم میں بھی قانونِ فطرت سے میں کچھ بدظن نہیں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا دوست ہے دشمن نہیں

دعا میں جلد بازی سے پرہیز کرے

دعا کا سترھواں ادب یہ ہے کہ و لا یستعجل فورد یستجاب لا حدکم مالم یعجل (عین العلم) دعا کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے حدیث شریف میں ہے کہ تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک کہ جلدی نہ کرے۔
بعض اسباب کی وجہ سے دعاء کا اثر مرتب نہیں ہوتا۔ ان میں سے ایک بندہ کی عجلت بھی ہے۔ دعا مانگنے والے کو چاہئے کہ دعا کی قبولیت کے بارے میں جلد بازی اور عجلت سے کام نہ لے اور اگر قبولیت دعا میں کچھ دیر ہوتی دکھائی دے تو دل برداشتہ اور مایوس ہو کر دعا کو ترک نہ کر دے بلکہ پورے اعتماد اور یقین محکم کے ساتھ دعا کا سلسلہ جاری رکھے۔ دیکھئے کوئی درخت جلد پھل دینے لگتا ہے، اور کوئی دیر سے ثمر لاتا ہے، دعا مانگنے والے کو ضروری ہے کہ یاس اور نا اُمیدی کا اثر دل پر نہ ہونے دے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

سگان دنیا کے امیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس اُمیدواری میں گزارتے ہیں۔ صبح و شام ان کے دروازے پر دوڑتے ہیں اور وہ ہیں کہ رخ نہیں ملاتے، بار نہیں دیتے، جھڑکتے، دل تنگ کرتے، ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ امیدواری میں لگایا تو بیگار ڈالی، یہ حضرت گرہ سے کھاتے، گھر سے منگاتے، بیکار بیگار کی بلا اٹھاتے ہیں، اور وہاں برسوں گزریں ہنوز روز اول ہے، مگر یہ نہ امید توڑیں، نہ پیچھا چھوڑیں۔
اور احکم الحاکمین، اکرم الاکرمین عز جلالہ کے دروازے پر اول تو آتا ہی کون ہے، اور آئے بھی تو اکتاتے گھبراتے، کل کا ہوتا آج ہو جائے، ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی صاحب پڑھا تو تھا کچھ اثر نہ ہوا، یہ احمق اجابت کا دروازہ اپنے لیے خود بند کر لیتے ہیں، اور پھر بعض تو ایسے جامے سے باہر ہو جاتے ہیں کہ اعمال وادعیہ کے اثر سے بے اعتقاد، بلکہ اللہ عزوجل کے وعدہ و کرم سے بے اعتماد، والعیاذ باللہ الکریم الجواد، ایسوں سے کہا جائے، اے بے حیا! بے شرمو! ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالو، اگر کوئی تمہارا برابر والا دوست تم سے ہزار بار کچھ کام اپنے کہے اور تم اس کا ایک کام نہ کرو، تو اپنا کام اس سے کہتے ہوئے اول تو آپ لجاؤ گے کہ ہم نے تو اس کا کہنا کیا ہی نہیں، اب کس منہ سے اس سے کام کو کہیں لو غرض دیوانی ہوتی ہے، کہہ بھی دیا اور اس نے نہ کیا اصلاً محل شکایت نہ جانو گے کہ ہم نے کب کیا تھا جو وہ کرتا۔ اب جانچو۔ پھر تم مالک علی الاطلاق عز جلالہ کے کتنے احکام

بجالاتے ہو۔اس کے حکم بجانہ لانا اور اپنی درخواست کا خواہی نہ خواہی قبول چاہنا کیسی بے حیائی ہے۔

او احمق! پھر فرق دیکھ، اپنے سر سے پاؤں تک نظر غور کر ایک ایک روئیں میں ہر وقت ہر آن کتنی کتنی ہزار در ہزار صد ہزار بے شمار نعمتیں ہیں۔تو سوتا ہے اور اس کے معصوم بندے تیری حفاظت کو پہرہ دے رہے ہیں۔تو گناہ کر رہا ہے اور سر سے پاؤں تک صحت وعافیت، بلاؤں سے حفاظت، کھانا ہضم، فضلات کا دفع، خون کی روانی، اعضا میں طاقت، آنکھوں میں روشنی، بے حساب کرم، بے مانگے بے چاہے تجھ پر اتر رہے ہیں، پھر اگر تیری بعض خواہشیں عطا نہ ہوں تو تو کس منہ سے شکایت کرتا ہے۔تو کیا جانے کہ تیرے لیے بھلائی کا ہے میں ہے۔تو کیا جانے کہ کیسی سخت بلا آنیوالی تھی کہ اس دعا نے دفع کی۔تو کیا جانے کہ اس دعا کے عوض کیسا ثواب تیرے لیے ذخیرہ ہو رہا ہے۔اس کا وعدہ سچا ہے۔ہاں بے اعتقادی آئی تو یقین جان کہ مارا گیا، اور ابلیس لعین نے تجھے اپنا سا کر لیا والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

اے ذلیل خاک، اے آب ناپاک! اپنا منہ دیکھ اور اس عظیم شرف کو غور کر۔کہ اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے، اپنا پاک متعالی نام لینے، اپنی طرف منہ کرنے اور اپنے پکارنے کی تجھے اجازت دیتے ہیں، لاکھوں مرادیں اس فضل عظیم پر نثار، او بے صبرے! ذرا بھیک مانگنا سیکھ، اس آستانہ رفیع کی خاک پر لوٹ جا اور لپٹا رہ اور ٹکٹکی بندھی رکھ کہ اب دیتے ہیں، اب دیتے ہیں' بلکہ اسے پکارنے، اس سے مناجات کرنے کی لذت میں ایسا ڈوب جا کہ ارادہ ومراد کچھ یاد نہ رہے، یقین جان کہ اس دروازے سے محروم ہرگز نہ پھرے گا۔کہ من دق باب الکریم انفتح ☆ وباللہ التوفیق (ذیل المدعا ص ۳۶)

ملا علی قاری فرماتے ہیں

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۶ ج ۵ میں فرماتے ہیں۔

ولا ینبغی ان یمل من الدعآء لا نہ عبادۃ وتاخیر الاجابۃ اما لانہ لم یات وقتہ لان لکل شی وقتاً مقدرًا فی الازل اولانہ لم یقدر فی الازل قبول دعآئہ فی الدنیا فیعطی فی الأخرۃ من الثواب عوضہ او یؤخر دعاؤہ لیلح ویبالغ فی الدعا فان اللہ یحب الملحین فی الدعاء......

اور دعا کرنے والے کے لیے یہ مناسب نہیں کہ دعا کرنے سے اکتا جائے اس لیے کہ دعا خود عبادت ہے۔باقی قبولیت دعا کی تاخیر کے کئی وجوہ ہیں۔یا تو اب تک اس کا وہ وقت نہیں آیا جو ازل میں مقرر کیا گیا تھا۔یا پھر ازل میں اس کی دعا کی قبولیت دنیا میں مقدر ہی نہیں تو پھر اس دعا کے عوض اس کو آخرت میں بدلہ دے دیا جائے یا قبولیت دعا میں تاخیر اس لیے ہوتی ہے تاکہ دعا کرنے والا دعا میں الحاح اور بار بار تکرار کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ دعا میں الحاح کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔الی الاخرہ

زین الحلم ص ۱۰۵ ج ۱ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسی ادب کے ضمن میں لکھتے ہیں:

و اذا سال احدکم ربہ مسألۃ فتعرف الاجابۃ فلیقل الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات جب دعا قبول ہو جائے تو یہ کہے **الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ۔ و من ابطاء عنہ من ذلک شیء فلیقل**

الحمد للہ علیٰ کلِّ حال اور جب قبولیت میں دیر ہوتو کہے **الحمد للہ علیٰ کل حال** یعنی اس طرح کا تقاضا نہ کرے کہ جس طرح کوئی حقدار اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے بلکہ اگر دعا قبول ہوجائے تو اسے محض اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھے اور اگر قبول نہ ہوتو راضی برضا رہے اور اسے بھی کسی مصلحت پر مبنی سمجھ کر اللہ کی حمد وثناء میں مصروف رہے۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

لا یزال یستجاب للعبد مالم یدع باثم وقطعیة رحم ما لم یستعجل قیل یا رسول اللہ ما الاستعجال قال یقول وقد دعوت قد دعوت فلم اریستجب لی فیستحر عند ذلک فیدع الدعاء

(کنز العمال للمتقی، ۳۲۲۰،۳/۸۲)

بندہ اگر جلدی نہ کرے تو اس کی دعا اس وقت تک قبول کی جاتی ہے جب تک کہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے بشرطیکہ جلد بازی سے کام نہ لے عرض کیا گیا حضور جلد بازی (الاستعجال) کیا ہے فرمایا: یوں کہے۔ میں نے دعا کی پھر دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی پھر وہ گھبرا کر دعا کرنا ہی چھوڑ دے۔

☆ **عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : یستجاب لا حدکم مالم یعجل ، یقول: دعوت مالم یستجب لی .**

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ (السنن لابن ماجہ ۲/۲۸۲- المسند لاحمد بن حنبل ۲/۳۹۶، الجامع الصغیر للسیوطی ۲/۵۹۰- فتح الباری للعسقلانی ۱۱/۱۴۰☆ الترغیب والترہیب للمنذری ۲/۴۹۰)

دعا کا اٹھارھواں ادب

یہ ہے کہ دعا سے پہلے کوئی نیک عمل کرے اور مصیبت کے وقت اپنی کی ہوئی نیکی کو یاد کرے۔ **وتقدیم عمل صالح وذکرہ عند الشدۃ** ۔ (حصن حصین) دعا سے پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز نفل کا اہتمام کرے اور حمد وثنا کے بعد اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

من کانت لہ حاجۃ الی اللہ تعالیٰ او الی احد من بنی ادم فلیتوضاء ولیحسن الوضوء ثم لیصل رکعتین ثم یثن علی اللہ تعالیٰ عزوجل ویصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جس کسی شخص کو اللہ تعالیٰ یا کسی انسان سے حاجت کا معاملہ درپیش ہوتو اسے چاہیے کہ پہلے وضوء کر کے دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بجالائے اور سرور کائنات ﷺ پر درود بھیجے (اس کے بعد اپنی حاجت پیش کرے)

(ترمذی۔ مستدرک للحاکم)

صاحب طبقات الشافعیہ فرماتے ہیں:

وینبغی للداعی ان یبدأ بعمل صالح یتنور بہ قلبہ لیعقبہ الدعاء ولذلک کان الدعاء عقب

المکتوبات اقرب الی الاجابات و من افضل الاعمال الصلوۃ وقد جاء فی احادیث کثیرۃ ۔ الامر بتقدیمھا علی الدعا عند الحاجات و اقل الصلوٰۃ رکعتان فان حصل نور بھا و اشرقت علائم القبول فالا ولٰی الدعاء عقبھا و الا فلیصل المرء الٰی ان تلوح امارات القبول فیعرض اذذاک عن الصلوٰۃ ویفتح الدعاء فان اقرب الاجابۃ ۔

دعا مانگنے کے لیے یہ مناسب ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے کوئی نیک عمل کرے تا کہ اس نیک عمل کی بدولت اس کا قلب منور ہو جائے۔اس کے بعد دعا کرے یہی وجہ ہے کہ فرض نمازوں کے بعد دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے اور نماز تمام نیک اعمال میں افضل ہے اور بہت سی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ضرورت کے وقت دعا کرنے سے پہلے نماز پڑھی جائے اور نماز کم سے کم دو رکعت ہوتی ہے اگر دو رکعت پڑھنے کے بعد قلب میں نورانیت پیدا ہوا اور قبولیت کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔تب تو ان ہی دو رکعتوں کے بعد دعا کرے۔ ورنہ پھر نماز پڑھے،اور جب تک قبولیت کی علامات ظاہر نہ ہوں برابر نماز پڑھتا رہے،اور جب قبولیت کے آثار ظاہر ہو جائیں تو نماز کو ختم کر کے دعا مانگے تو یہ دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوگی۔

دیدارِ خداوندی کی طالب خاتون

حضرت سیدنا سعد بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس چٹیل میدان سے گزر رہا تھا جہاں بنی اسرائیل ایک عرصے تک حیران و سرگرداں بھٹکتے پھرتے رہے۔وہاں ہم نے کسی انسان کو آتے دیکھا۔ میں نے عرض کی:''اے میرے استاذِ محترم! کوئی شخص آ رہا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''جاؤ! دیکھو! کون ہے، یہاں تو کوئی صدیق ہی آ سکتا ہے؟''میں نے دیکھا تو وہ کوئی عورت تھی۔آپ نے فرمایا:''ربِّ کعبہ کی قسم! یہ تو کوئی صدیقہ ہے۔''چنانچہ،آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے پاس گئے،اور سلام پیش کیا تو کہنے لگی:''مردوں کو کیا ہو گیا ہے کہ عورتوں کو مخاطب کرتے ہیں؟''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''میں آپ کا بھائی ذوالنون ہوں،تہمت والوں میں سے نہیں ہوں۔''تو اس نے کہا:''خوش آمدید! اللہ عزوجل آپ کو سلامت رکھے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا:''آپ کو اس ویرانے میں آنے پر کس نے ابھارا؟''اس نے جواب دیا: اللہ عزوجل کے اس فرمانِ عالیشان نے:

الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھا جروافیھا ؕ (پ۵، النساء: ۹۸)

''کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔''

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''محبتِ الٰہی عزوجل کے بارے میں کچھ بیان کیجئے؟''تو وہ کہنے لگی:''سبحان اللہ عزوجل! آپ اس کو خوب جانتے ہیں،خود معرفت کی زبان میں کلام کرتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔''آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''سوال کرنے والا جواب کا حق دار ہے۔''تو اس نے چند اشعار پڑھے،جن کا مفہوم یہ ہے:

''اے میرے مالک و مولیٰ عزوجل! میں تجھ سے شدید محبت کرتی ہوں کیونکہ تو ہی اس کا حق رکھتا ہے۔محبت ایسا ذکر ہے جو تیرے علاوہ سب سے بے خبر کر دیتا ہے۔تو ہی محبت کا اہل ہے لہٰذا میرے سامنے سے پردے اُٹھادے۔تا کہ میں تیرا دیدار کر سکوں۔

میرے نزدیک اِدھر اُدھر کی چیزوں کی کوئی تعریف نہیں بلکہ ہر چیز میں تیری ہی حمد و ثناء ہے۔''

پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

یا حبیب القلب مالی سواکا فارحم الیوم مذنبا قد اتاکا

یا رجائی وراحتی وسروری قد ابی القلب ان یحب سواکا

ترجمہ: اے دل کے دوست! تیرے سوا میرا کوئی نہیں، اپنی بارگاہ میں حاضر اس گنہگار پر رحم فرما، اے میری اُمید، میری راحت اور اے میرے سرور! دِل نے تیرے سوا کسی اور سے محبت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ایک صاحب حال کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

لی ذنوب شغلتنی عن صیامی وصلاتی

ترکت جسمی علیلا مات من قبل وفاتی

لیتنی تبت لربی من جمیع السیئات

انا عبد یا الٰہی! ھائم فی الفلوات

بحت جھرًا بعیوبی وذنوبی قاتلاتی

قد توالت سیئاتی وتلاشت حسناتی

ترجمہ: (۱)......میرے گناہوں نے مجھے نماز روزے سے غافل کر دیا۔

(۲)......میں نے اپنے جسم کو اتنا علیل و کمزور کر دیا کہ وہ موت سے پہلے ہی مر چکا ہے۔

(۳)......کاش! میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں تمام گناہوں سے توبہ کر لیتا۔

(۴)......اے میرے معبود عزوجل! وسیع بیابان میں تیرا یہ بندہ حیرت زدہ ہے۔

(۵)......میرے عیوب سب پر ظاہر ہوگئے گناہوں نے میری کمر توڑ ڈالی۔

(۶)......میری برائیاں بہت زیادہ ہو چکیں اور نیکیاں برباد ہو چکی ہیں۔ (الروض الفائق)

مصیبت کے وقت اپنی کی ہوئی نیکی کا واسطہ دے کر دعا کرنا

مصیبت اور سختی کے وقت اپنی نیکی کا واسطہ دے کر دعا کرے جیسا کہ اصحاب غار نے کیا تھا۔

اصحاب غار کا مختصر سا قصہ یہ ہے کہ تین شخص ایک پہاڑ کی غار میں پناہ گزین ہوئے۔ ایک بڑا بھاری پتھر آ پڑا جس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ تو وہ آپس میں کہنے لگے جس نے جو نیک عمل کیا ہو اس کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے شاید اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات عطا فرما دے۔ ایک شخص جو اپنے والدین کا نہایت مطیع و فرماں بردار تھا، اپنے والدین کی خدمت کا ذکر کر کے اس نے دعا کی جس سے کچھ پتھر سرک گیا۔ دوسرے نے اپنے زنا سے بچنے کا واقعہ یاد کر کے دعا کی۔ اس سے پتھر اور زیادہ ہٹ گیا۔ تیسرے نے جو مزدور کی مزدوری بڑھا کر دی تھی اس کا ذکر کر کے دعا کی، تو اس سے پتھر بالکل ہٹ گیا اور غار کا منہ کھل گیا۔

غرضیکہ اس وقت ان میں سے ہر ایک شخص نے اپنی عمر کے مقبول ترین عمل کا وسیلہ پیش کر کے حق تعالیٰ سے فریاد کی اور بتدریج غار کا منہ کھل گیا۔ (زین الحلم شرح عین العلم ص ۱۰۵ ج ۱)

دعا کے وقت اپنے سابقہ گناہوں کو یاد کرنے کے متعلق ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ زین الحلم ص ۱۰۵ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔

و الاولیٰ ان یذکر ھا ویتوب منھا ویستغفر عنھا لیکون ادعیٰ الی الاجابۃ ۔

اور بہتر بات یہ ہے کہ دعا کے وقت اپنے گناہوں کو یاد کرے اور اُن سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تا کہ اس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہو جائے۔

اور امام قرطبی اپنی تفسیر ص ۱۸۱ ج ۷ میں آیت کریمہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین کے تحت رقمطراز ہیں کہ ان دونوں نے اپنی لغزش کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی۔

اور تفسیر ماجدی میں ۳۲۷ میں اسی آیت کے حواشی وفوائد تفسیر یہ میں ہے ابوالبشر وام البشر علیہما السلام کی اس مناجات میں ادب اور استغفار کی تعلیم سارے آدم زادوں کے لیے قیامت تک ہے۔ (انتہی) رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرًا اے پروردگار میں نے اپنی جان پر (تیری نافرمانی کر کے) بہت ہی ظلم کیا ہے۔

چار مقبول لڑکیوں کی دعا

حضرت سیدنا محمد بن مروان رحمۃ اللہ علیہ جو فقر وتقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرنے والوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کعبہ مشرفہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفا وتکریما میں رُکنِ یمانی کے قریب طواف میں مشغول تھا کہ اچانک چار لڑکیوں کو آتے دیکھا، ان پر مقبولیت کے آثار نمایاں تھے۔ ان میں سب سے بڑی نے غلافِ کعبہ سے لپٹ کر عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی عزوجل میں عرض کی:

الیك حجی لا للبیت والحجر ولا طواف بار کان ولا جدر

ترجمہ: میرا حج تو صرف تیرے لیے ہے، نہ بیت اللہ شریف کا، نہ حجر اسود کا، نہ ارکان کا طواف اور نہ ہی دیواروں کا۔

پھر اس نے اپنے سر کو بلند کر کے عرض کی: ''یا اللہ عزوجل! تیری محبت نے مجھے مضطرب کر دیا ہے اور میں عشق ومحبت میں گرفتار ہو گئی ہوں، اب میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، یا اللہ عزوجل! اگر میری لغزشوں نے مجھے تیری بارگاہ سے لوٹا دیا تو مجھے میری محبت تیرے دروازے پر کھینچ لائے گی۔ اگر میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دور کر دیا تو تیرے عفو وکرم کی امید مجھے تیرے قریب کر دے گی۔ اگر میری خطاؤں نے مجھے قید کرا دیا تو تیری طرف رجوع میں میرا اخلاص مجھے آزاد کرا دے گا۔ یا اللہ عزوجل! مجھے تیرا وصال کب حاصل ہوگا، تیری بارگاہِ جمال تک کب پہنچوں گی؟ اے وحشت زدوں کے دوست! اے محبین کے محبوب! اے خائفین کو پناہ دینے والے! اے گنہگاروں پر رحم کرنے والے اور اے تائبین کی توبہ قبول فرمانے والے! اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور میری مغفرت فرما۔'' پھر اس نے لمبا سانس لیا اور چند اشعار پڑھے جن میں سے دو یہ ہیں:

استغفر الله مما كان من زللي و من ذنوبي وتفريطي واصراري

يا رب هب لي ذنوبي يا كريم فقد امسكت حبل الرجاء يا خير غفار

ترجمہ: میں اپنے گناہوں، لغزشوں، خطاؤں اور گناہ پر اصرار سے مغفرت چاہتی ہوں، اے میرے رب عزوجل! اے کریم! میرے گناہوں کی مغفرت فرمادے، اے بخشنے والے مہربان! میں نے امید کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔

پھر وہ غمگین و پریشان بیٹھ گئی اور دوسری مضطرب و بے قرار ہو کر گریہ وزاری کرتے ہوئے پکارنے لگی: ''اے تمام امیدوں کی انتہاء! اے نیکوں کو نیک اعمال پر ابھارنے والے! اے عارفین کے دلوں میں محبت کی قندیل روشن کرنے والے! اے وحشت زدوں کے انیس! اے دلوں کے طبیب! اے گناہوں کو بخشنے والے! میرا جسم تیری محبت سے پگھل رہا ہے، مجھے تیری بارگاہ میں پیش ہونے سے شرم آتی ہے، اے سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! مجھ پر اپنی خاص رحمت کا نزول فرما اور مجھ سے درگزر فرما۔ پھر وہ اِدھر اُدھر گھومنے لگی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

اتيتك اشتكي سقمي ودائي و عندك يا مني قلبي دوائي

فلا احد سواك اليه اشكو فيرحم عبرتي ويري بكائي

فيا مولى الورى جدلي بعفو ومن بنظرة فيها شفائي

ترجمہ: میں تیری بارگاہ میں اپنی کمزوری و بیماری کی درخواست لے کر حاضر ہوئی ہوں، اے میرے دل کی آرزو! میرے مرض کی دوا تیرے پاس ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں جسے میں اپنی بیماری بتاسکوں اور وہ میری گریہ وزاری کو دیکھے اور میرے آنسوؤں پر رحم کرے۔ اے ساری مخلوق کے مالک و مولیٰ عزوجل! اپنی بخشش و کرم فرما کر مجھ پر احسان فرما، اور ایسی نظرِ رحمت فرمادے جس میں میری شفاء ہو۔

باقی دو کا حال

پھر وہ بیٹھ گئی اور تیسری کھڑی ہوئی، وہ بھی کافی دیر تک روتی رہی۔ پھر عرض کرنے لگی: ''یا اللہ عزوجل! میرے گناہوں نے مجھے تیرے دروازے سے دُھتکار دیا ہے اور ہمیشہ کی غفلت نے تیری بارگاہ سے دور کردیا ہے، میں تیرے دروازے پر ذلت و محتاجی کے ساتھ گناہوں اور خطاؤں کی معافی کی آس لگائے کھڑی ہوں، میں تیرے عذاب سے فرار ہو کر تیری پناہ میں آ گئی ہوں، پھر اس نے بھی چند اشعار پڑھے، جو یہ ہیں:

ببابك ربي قد انخت ركائبي وما لي من ارجوه يا خير واهب

سواك فجد لي بالذي انت اهله لا عطني من الافضال اسنى المواهب

اذا لم امت شوقا اليك وحسرة عليك فلا بلغت منك مآربي

ترجمہ: اے میرے مالک عزوجل! تیرے دروازے پر میں نے ڈیرہ لگالیا ہے، اے بہتر عطا کرنے والے! تیرے علاوہ میرا کون ہے جس سے میں اُمید رکھوں، مجھ پر اپنی شان کے مطابق جود و کرم فرما اور مجھے اپنا بہترین فضل عطا فرما،

اگر میں تیرے شوقِ دیدار اور حسرتِ دیدار میں نہ مری تو اپنے مقصود کو نہ پہنچی۔

اس کے بعد وہ اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہاتے ہوئے بیٹھ گئی اور چوتھی لڑکی روتے ہوئے کھڑی ہوئی، وہ حسرت کے عالم میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہی تھی۔ چنانچہ اس نے عرض کی، ''یا الٰہی عزوجل! تو نے عبادت وریاضت کرنے والوں کو حکم دیا کہ وہ تیرے دروازے پر کھڑے ہوں اور مجھے معلوم نہیں کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔ یا اللہ عزوجل! اگر معاف کرنا تیری صفت نہ ہوتی تو عبادت وکوشش کرنے والے جب گناہوں میں مبتلا ہوتے تو تیری بارگاہ میں نہ آتے۔ یا اللہ عزوجل! اگر تو معاف نہ کرسکتا تو میں تجھ سے مغفرت کی امید نہ رکھتی۔ بے شک تیری ہی یہ شان ہے کہ تو مجھ پر اپنی وسیع رحمت کے ساتھ کرم فرما سکتا ہے۔ اے وہ ذات جس سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ شے بھی مخفی نہیں! اے وہ ذات جس کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوتیں! تو میرے گناہوں کی پردہ پوشی فرما، تو ہی میرا مطلوب ومقصود ہے،'' پھر اس نے درج ذیل اشعار پڑھے۔

تعطفت بفضل منك يا مالك الورى فانت ملاذی سیدی ومعینی

لئن ابعدتنی عن جنابك زلتی فان رجائی فیك حسن یقینی

و ظنی جمیل اننی منك ارتجی عواطفك الحسنیٰ فخذ بیمینی

ترجمہ: اے مخلوق کے مالک عزوجل! اپنے فضل سے مجھ پر عنایت کی ہوا چلا دے۔ تو میری پناہ گاہ، میرا مالک اور میری مدد فرمانے والا ہے۔ اگر میری لغزشوں نے مجھے تیرے بارگاہ سے دور کر دیا ہے تو کوئی غم نہیں کیونکہ تیرے متعلق مجھے حسنِ ظن ہے، میرا حسن ظن یہ ہے کہ میں تجھ سے تیرے انعام واکرام کی اُمید رکھوں لہٰذا میری دستگیری فرما۔

حضرت سیدنا محمد بن مروان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کی گفتگو اور دعا سن کر بہت سکون ملا اور ان کے نصیحت بھرے بیانات سے میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ (الروض الفائق)

دعا میں بے بسی اور بے قراری کا اظہار کیا جائے

عین العلم میں ہے ویحقق الاضطرار فورد امن یجیب المضطرا ذا دعاہ ۔ دعا کے وقت بیکسی اور اضطراب کا اظہار کرے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے ''بھلا کون ہے جو بے قرار کی التجا کو قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرے۔

مضطر کی دعا ہر حال میں اجابت سے نوازی جاتی ہے اور امام قرطبی اپنی مشہور تفسیر کے ص ۲۲۳ ج ۱۳ پر مضطر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ قال ابن عباس ھو ذو الضرورۃ المجھور ۔ انتہائی ضرورت مند شخص

قال السدی الذی لا حول ولا قوۃ لہ بے کس وبے بس

قال ذو النون ھو الذی قطع العلائق عما دون اللہ

مضطر وہ ہے جو ماسوا اللہ کو بالکلیہ چھوڑ کر اپنے آپ کو صرف ایک ذات پاک کا محتاج سمجھے۔

وقال سھل بن عبد اللہ ھو الذی اذا رفع یدیہ الی اللہ داعیاً لم یکن لہ وسیلۃ من طاعۃ قدمھا

مضطر وہ ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اس کے پاس بطور وسیلہ کے بارالٰہی میں پیش

کرنے کے لیے کوئی طاعت نہ ہو۔
اور تفسیر حسینی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں مضطروہ ہے جس کا خدا کے سوا کوئی حیلہ اور وسیلہ نہ ہو اور بعض نے کہا کہ مضطروہ ہے جس نے اپنی جان سے ہاتھ دھو لیے ہوں۔ مثلاً دریا میں ڈوبتا آدمی یا لق ودق جنگل میں گم کردہ راہ یا مایوس بیمار (ہکذا فی مدارک التنزیل ص ۲۱۸ ج ۳)
اور تفسیر قرطبی میں ہے:

و جاء رجل الیٰ مالك بن دینار فقال انا اسئلك بالله ان تدعولی فانا مضطر قال اذا فاسئله فانه یجیب المضطر اذا دعاه

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے آکر درخواست کی کہ میں انتہائی بے قرار ہوں خدا کے لیے آپ میرے حق میں دعا فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا جب تو بے قرار ہے تو اپنے لیے خود ہی دعا کر' کیونکہ اللہ تعالیٰ بے قرار کی دعا قبول فرماتا ہے۔ (قرطبی)

قال الشاعر: و انی لا دعوالله والا مرضیق علی فما ینفك ان یتفرجا

اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں جب کہ کام مشکل ہوتا ہے آخر کار وہ مشکل کام حل ہو کر رہتا ہے۔

و رب اخ سدت علیه وجوهه اصاب لها لما دعا الله مخرجا

بسا اوقات بھائیوں کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں تو راہیں کھل جاتی ہیں۔
اور تفسیر روح البیان ص ۳۲۵ ج ۴ میں ہے کہ شیخ داؤد یمانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بیمار کی عیادت کو تشریف لے گئے تو بیمار نے حصول شفاء کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: تو خود اپنے لیے آپ دعا مانگ کیونکہ تو مضطر ہے اور مضطر کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

اللهم اصلح لی دینی الذی هو عصمة امری واصلح لی دنیای التی فیها معاشی واصلح لی اخرتی التی فیها معادی واجعل الحیاة زیادة لی فی کل خیر واجعل الموت راحة لی من کل شر ○ اللهم اجعل خیر عمری آخره وخیر عملی خواتمه وخیر ایامی یوم القاك فیه ○ اللهم انی اسألك عیشة هنیّة ومیتة سویة ومردًا غیر مخز ولا فاضح ○ اللهم انی اسألك خیر المسألة وخیر الدعاء وخیر النجاح وخیر العلم وخیر العمل وخیر الثواب وخیر الحیاة وخیر الممات وثبتنی وثقل موازینی وحقق ایمانی وارفع درجتی وتقبل صلاتی واغفر خطیئاتی واسألك العلا من الجنة ○ اللهم انی اسألك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والسلامة من کل اثم والغنیمة من کل بر والفوز بالجنة والنجاة من النار ○ اللهم احسن عاقبتنا فی الامور کلها واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرة ○ اللهم اقسم لنا من خشیتك ما تحول به بیننا وبین معصیتك ومن

طاعتك ما تبلغنا بها جنتك ومن اليقين ما تهون به علينا مصائب الدنيا و متعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا ما احييتنا واجعله الوارث منا واجعل ثأرنا علٰى من ظلمنا وانصرنا علٰى من عادانا ولا تجعل مصيبتنا في ديننا ولا تجعل الدنيا اكبر همنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علينا من لا يرحمنا ○ اللهم لا تدع لنا ذنبا الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا دينا الا قضيته ولا حاجة من حوائج الدنيا والآخرة الا قضيتها يا ارحم الراحمين ○ ربنا اٰتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار . وصلى الله علٰى نبينا محمد وعلٰى اٰله واصحابه الاخيار وسلم تسليمًا كثيرًا

ایمان افروز حکایات

ستار بجانے والی کی توبہ:

حضرت سیدنا صالح مری علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جو ستار بجاتی تھی۔ایک دن وہ کسی قاری قرآن کے پاس سے گزری جو اس آیتِ مبارکہ کی تلاوت کر رہا تھا:

و ان جهنم لمحيطة بالكفرين ○ (پ ۱۰، التوبۃ: ۴۹) اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔

آیت مبارکہ سنتے ہی اس نے ستار پھینک دیا، ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئی۔ جب افاقہ ہوا تو اس نے ستار کو توڑ دیا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئی، یہاں تک کہ عبادت کی وجہ سے معروف و مشہور ہو گئی۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا، اور اسے کہا: ''اپنے نفس کے لیے نرمی اختیار کرو۔'' تو وہ رونے لگ گئی اور کہنے لگی: ''کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ جہنمی اپنی قبروں سے کیسے نکلیں گے؟ پل صراط کیسے عبور کریں گے؟ قیامت کی ہولناکیوں سے کیسے نجات پائیں گے؟ کھولتے ہوئے گرم پانی کو کیسے گھونٹ گھونٹ کر کے پییں گے؟ اور اللہ عزوجل کی ڈانٹ کو کیسے سن سکیں گے؟'' پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ جب افاقہ ہوا تو التجا کرنے لگی: ''یا اللہ عزوجل! میں نے جوانی میں تیری نافرمانی کی اور اب کمزوری کی حالت میں تیری اطاعت کر رہی ہوں، کیا تو میری عبادت قبول فرمالے گا؟'' پھر اس نے ایک آہِ سرد دلِ پُر دَرد سے کھینچی اور کہا: ''آہ! کل قیامت کتنے ہی لوگوں کے عیب کھول دے گی۔'' پھر اس نے ایک چیخ ماری اور آہ و بکا کرنے لگی۔ مجلس کے سبھی لوگ اس کی شدّتِ گریہ وزاری سے بے ہوش ہو گئے۔

زیارتِ بیت اللہ شریف کا انوکھا شوق:

حضرت سیدنا ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ اُمِّ داب رحمۃ اللہ علیہا کا شمار بلند پایہ صالحات وعابدات میں ہوتا ہے۔ اُن کی عمر نوے (۹۰) برس ہو چکی تھی۔ ہر سال مدینہ منورہ زادها الله تعالٰی شرفاً وتعظيماً سے مکہ معظمہ زادها الله تعالٰی شرفا وتكريماً پیدل چل کر حج کرنے آتی تھیں۔ اُن کی بینائی چلی گئی۔ جب حج کا موسم آیا تو عورتیں ان کے پاس ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں، ان کو آپ کی بینائی چلے جانے کا بہت غم ہوا، آپ نے گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے بارگاہِ ربُّ العزّت میں یوں عرض کی: ''یا اللہ عزوجل! تیری عزت کی قسم! میری آنکھوں کا نور چلا گیا تو کیا ہوا؟ تیری بارگاہ میں

حاضر کے شوق کے انوار تو ابھی باقی ہیں۔'' پھر احرام باندھ کر ''لبیك اللھم لبیك'' کہتے ہوئے اپنی رفقاء کے ساتھ چل پڑیں۔ آپ ان کے ساتھ چلتے ہوئے کبھی آگے بھی نکل جاتیں۔ حضرت سیدنا ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے حال پر بڑا تعجب ہوا تو ہاتفِ غیبی سے آواز آئی: ''اے ذوالنون! کیا تم اس بڑھیا پر تعجب کرتے ہو جسے اپنے مولیٰ عزوجل کے گھر کا شوق تھا پس اللہ عزوجل نے لطف و کرم فرماتے ہوئے اسے اپنے گھر کی طرف چلا دیا اور اس کو طاقت عطا فرمائی۔''

خوفِ خدا میں جان دے دی

منقول ہے کہ ایک عورت کعبۃ اللہ شریف زادھا اللہ تعالیٰ شرفا و تکریما کے پاس رہتی تھی، جس کا نام حکیمہ تھا۔ جب کعبہ مشرفہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفا و تکریما کے دروازے کو کھلتا ہوا دیکھتی تو زوردار چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتی۔ ایک دن اس کی عدم موجودگی میں دروازہ کھولا گیا۔ جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا: ''اے حکیمہ! آج (تیری عدم موجودگی میں) بیت اللہ شریف کا دروزاہ کھولا گیا، اگر تو طواف کرنے والوں کو حالتِ احرام میں تلبیہ (لبیك اللھم لبیك) کہتے ہوئے دیکھ لیتی تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا دل شوق سے زخمی تھا اور وہ اپنے رب کی طرف سے رحمت و مغفرت کا انتظار کرتے ہوئے عاجزی و انکساری سے گریہ کناں تھے۔'' یہ سنتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری جس سے دِل گھبرا جائیں، اور پھر کچھ دیر تڑپتی رہی یہاں تک کہ اس افسوس میں اس نے اپنی جان قربان کر دی کہ وہ اپنا مطلوب نہ پا سکی اور نیک بندوں کے گروہ میں کعبہ مشرفہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفا و تکریما کی زیادت نہ کر سکی اور دُنیا میں کوئی چیز اس کے لیے اس نعمت کا عوض یا بدلہ نہ بنائی گئی لہٰذا اس نے اپنی جان قربان کر دی۔ (الروض الفائق)

اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں مومن عورتوں کا ذکر یوں فرماتا ہے۔''و لو لا رجال مومنون ونساء مومنٰت (پ۲۶، الفتح:۲۵) اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں۔'' اور مزید ارشاد فرمایا:

''ان المسلمین والمسلمت والمؤمنین والمؤمنت والقٰنتین والقٰنتت والصّٰدقین والصّٰدقت والصّٰبرین والصّٰبرت والخٰشعین والخٰشعت والمتصدقین والمتصدقت والصائمین والصّٰئمٰت والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت والذاکرین اللہ کثیرًا والذاکرت اعد اللہ لھم مغفرۃً واجرًا عظیمًاo''(پ۲۲، الاحزاب:۳۵)

ترجمہ: ''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

''اے میرے مقصود! تو ہی میرے دل کی راحت اور تو ہی میرا محبوب ہے، اور تیری دِید کا شوق ہی میرا ساز و سامان ہے۔ اے میری زندگی اور محبت کے مالک! اگر تیری محبت نہ ہوتی تو میں ان وسیع شہروں میں نہ بھٹکتا۔ کتنی ہی مرتبہ تیرے احسانات مجھ پر ظاہر

ہوئے اور میں نے کتنی ہی نعمتیں تجھ سے حاصل کیں۔ پس اب تیری محبت ہی میری خواہش، میرا مقصود اور میرے جلتے ہوئے دل کی آنکھ کا نور ہے۔ میں جب تک زندہ رہوں، مجھے کوئی چین وسکون نہیں۔ رات کی تاریکی میں بھی میری اُمید صرف تُو ہی ہے۔ اے میرے دل کی اُمید! اب اگر تو مجھ سے راضی ہو گیا تو میں بھی خود کو سعادت مند سمجھوں گا۔"

دلِ مضطر تجھے ہوا کیا ہے؟

اور امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الدر النظیم فی خواص القرآن العظیم ص ۲۷،۳۷ مترجم میں آدابِ وشرائطِ دعا کے سلسلہ بیان میں مضطر کی قبولیت دعا کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام زید بن عبد الواحد بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک شخص خچر والا رہتا تھا اور لوگوں کو خچر کرایہ پر دیتا تھا۔ بڑا اعتبار اور امانت دار آدمی تھا جس کو تاجر لوگ اپنا مال واسباب دے کر دوسرے شہروں میں تاجروں کے پاس بھیج دیا کرتے تھے ایک دن وہ بصرہ سے کوفہ کو روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک شخص کو ملا پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ قلی نے کہا کوفہ جارہا ہوں کہنے لگا مجھے بھی جانا ہے میں پاؤں چل سکتا تو تیرے ساتھ ہی چلتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے خچر پر سوار کر لے۔ قلی نے اسے منظور کر لیا اور وہ سوار ہو گیا۔ راستہ میں ایک دوراہہ ملا۔ سوار نے پوچھا کدھر کو چلنا چاہیے۔ قلی نے شارع کا راستہ بتایا۔ سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لیے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر خوب ہے۔ قلی نے کہا میں نے یہ دیکھا نہیں۔ سوار نے کہا کہ میں نے بارہا اس راستہ کو دیکھا ہے۔ قلی نے کہا اچھی بات ہے۔ اسی راستہ کو چلے تھوڑی دُور گئے تو وہ راستہ ایک وحشت ناک جنگل پر ختم ہو گیا۔ یہاں بہت سے مُردے پڑے تھے وہ شخص سواری سے اُترا اور کمر سے خنجر نکال کر قلی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ قلی نے کہا کہ ایسا نہ کر۔ یہ خچر اور سامان سب کچھ لے لے۔ یہی تیرا مقصود ہے مجھے قتل نہ کر۔ اس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا، پھر یہ سب کچھ لوں گا۔ اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک بھی نہ مانی۔ قلی نے کہا اچھا مجھے دو رکعت آخری نماز پڑھنے دے اس نے قبول کیا اور ہنس کر کہا جلدی سے پڑھ لے۔ ان مُردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی مگر ان کی نماز ان کے کچھ کام نہ آئی۔ اس قلی نے نماز شروع کی۔ الحمد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی ادھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ نماز جلدی ختم کر۔ ادھر بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی: **امن یجیب المضطر اذا دعاہ** (لآیۃ) کون ہے جو مجبور کی دعا کو سنتا ہے جب وہ اس سے دعا کرے۔ یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ ایک سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا، اس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا، جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا آگ کے شعلے اس جگہ سے اُٹھنے لگے یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا۔ اس سے پوچھا کہ خدا کے واسطے اتنا تو بتادو کہ تم کون ہو؟ کیسے آئے ہو۔ اس نے کہا میں **امن یجیب المضطر** کا غلام ہوں۔ اب تم مامون ہو جہاں چاہو چلے جاؤ۔ وہ یہ کہہ کر چلا گیا

(ہکذا فی تفسیر ابن کثیر ص ۳۷۱، ج ۳)

اللہ بخش دے گا خطائیں بھی بے شمار — عصیاں کا پہلے کیجئے اقرار سامنے
رب کریم سے یہ دعا ہے حفیظ کی — وقتِ نزع ہوں احمد مختار سامنے

(محمد حفیظ نقشبندی)

وجہ قبولیت دعائے مضطر

اور امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ص۲۲۳ ج۱۳ (سورہ نمل) میں مضطر کی دعا کی قبولیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ضمن الله تعالٰی اجابة المضطر اذا دعاه واخبر بذلك عن نفسه والسبب فی ذلك ان الضرورة الیه باللجاء ینشاء عن الاخلاص وقطع القلب عما سواه ۔ وللاخلاص عنده سبحانه موقع وذمة وجد من مومن او کافر طالع او فاجر فیجیب المضطر لموضع اضطراره واخلاصه ۔

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے قرار کی دعا قبول فرمانے کی ذمہ داری قبول فرماتے ہوئے اپنی طرف سے اس کی اطلاع بھی (قرآن مجید) میں دے دی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ بے قرار نہایت ہی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہاں پناہ و سہارا حاصل کرنے کی درخواست کرتا ہے اور ماسوائے اللہ سے کٹ کر اس کی توجہات کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہوتی ہے اور اخلاص کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت اور ذمہ داری ہے خواہ اخلاص کا مظاہرہ کرنے والا مومن ہو یا کافر۔ فرمانبردار ہو یا نافرمان۔ پس اللہ تعالیٰ بے قرار شخص کی دعا کو اس کی بیقراری اور اخلاص کی وجہ سے قبول فرماتا ہے۔''

اللهم انی اعوذ بك من الشك والشرك والشقاق والنفاق وسوء الاخلاق وسوء المنظر والمنقلب فی المال والاهل والولد اللهم انی اسئلك رضاك والجنة واعوذ بك من سخطك والنار اللهم انی اعوذ بك من فتنة القبر واعوذ بك من فتنة المحیا والممات

اللهم حبب الینا الایمان وزینه فی قلوبنا وکره الینا الکفر والفسوق والعصیان واجعلنا من الراشدین اللهم قنی عذابك یوم تبعث عبادك اللهم ارزقنی الجنة بغیر حساب

اللهم انی اسئلك موجبات رحمتك و عزائم مغفرتك والسلامة من کل اثم والغنیمة من کل بر والفوز بالجنة والنجاة من النار رب قنعنی بما رزقتنی وبارك لی فیما اعطیتنی واخلف علٰی کل غائبة لی منك بخیر ۔

اللهم اظلنی تحت ظل عرشك یوم لا ظل الا ظل عرشك ولا باقی الا وجهك واسقنی من حوض نبیك سیّدنا محمد صلی الله علیه وسلم شربة هنیئة لا نظمأ بعدها ابدًا اللهم انی اسئلك من خیر ما سئلك منه نبیك سیّدنا محمد صلی الله علیه وسلم واعوذ بك من شر ما استعاذك منه نبیك سیّدنا محمد صلی الله علیه وسلم اللهم انی اسئلك الجنة ونعیمها وما یقربنا الیها من قول او فعل او عمل واعوذ بك من النار وما یقربنی الیها من قول او فعل او عمل ۔

اللهم ان لك علی حقوقًا کثیرة فیما بینی وبینك وحقوقًا کثیرة فیما بینی وبین خلقك اللهم ما کان لك منها فاغفره لی وما کان لخلقك فتحمله عنی واغننی بحلالك عن حرامك وبطاعتك

عن معصيتك وبفضلك عن من سواك يا واسع المغفرة اللهم ان بيتك عظيم ووجهك كريم وانت يا الله حليم كريم عظيم تحب العفو فاعف عني .

اللهم اني اسئلك ايمانًا كاملًا ويقينًا صادقًا ورزقًا واسعًا وقلبًا خاشعًا ولسانًا ذاكر ورزقًا حلالًا طيبًا وتوبةً نصوحًا وتوبة قبل الموت وراحةً عند الموت ومغفرةً ورحمةً بعد الموت والعفو عند الحساب والفوز بالجنة والنجاة من النار برحمتك يا عزيز يا غفار رب زدني علمًا والحقني بالصالحين .

اللهم يا رب البيت العتيق اعتق رقابنا ورقاب اٰبائنا وامهاتنا واخواننا واولادنا من النار يا ذاالجود والكرم والفضل والمن والعطاء والاحسان اللهم احسن عاقبتنا في الامور كلها و اجرنا من خزى الدنيا وعذاب الاخرة اللهم انى عبدك وابن عبدك واقف تحت بابك ملتزم باعتابك متذلل بين يديك ارجو رحمتك واخشٰى عذابك من النار يا قديم الاحسان اللهم انى اسئلك ان ترفع ذكرى و تضع وزرى وتصلح امرى وتطهر قلبى و تنور لى فى قبرى وتغفرلى ذنبى واسئلك الدرجات العلٰى من الجنة اٰمين .

الهى عبدك ببابك فقيرك ببابك سائلك ببابك مسكينك ببابك ذليلك ببابك ضعيفك ببابك ضيفك ببابك يا رب العالمين ارحمنى يا مولائى يا مولائى انت الغفار وانا المسىء وهل يرحم المسىء الا الغفار مولائى مولائى انت المالك وانا المملوك وهل يرحم المملوك الا المالك ...... مولائى مولائى انت الرب وانا العبد وهل يرحم العبد الا الرب ...... مولائى مولائى انت الرازق وانا المرزوق وهل يرحم المرزوق الا الرازق ...... مولائى مولائى انت الكريم وانا اللئيم وهل يرحم اللئيم الا الكريم ...... مولائى مولائى انت العزيز وانا الذليل وهل يرحم الذليل الا العزيز ...... مولائى مولائى انت القوى وانا الضعيف وهل يرحم الضعيف الا القوى ...... مولائى مولائى انت الغفور وانا المذنب وهل يرحم المذنب الا الغفور ...... اللهم ان ترحمنى فانت اهل وان تعذبنى فانا اهل فارحمنى يا اهل التقوٰى و يا اهل المغفرة و يا ارحم الراحمين و يا خير الغافرين اللهم انك قلت ادعونى استجب لكم وانك لا تخلف الميعاد اللهم صل وسلم علٰى عبدك ورسولك محمد واٰله واصحابه وازواجه وذرياته واهل بيته كما تحب وترضٰى عدد ما تحب وترضٰى .

اللهم انك تعلم سرى و علانيتى فاقبل معذرتى وتعلم حاجتى فاعطنى سؤلى وتعلم ما فى نفسى فاغفرلى ذنوبى اللهم انى اسئلك ايمانًا يباشر قلبى ويقينًا صادقًا حتى اعلم انه لا يصيبنى الا ما

کتبت لی ورضًا منك بما قسمت لی انت ولیی فی الدنیا والاخرة توفنی مسلمًا والحقنی بالصلحین اللھم لا تدع لنا فی مقامنا ھذا ذنبًا الا غفرته ولا ھمًّا الا فرجته ولا حاجة الا قضیتھا ویسرتھا فیسر امورنا واشرح صدورنا ونور قلوبنا واختم بالصالحات اعمالنا اللھم توفنا مسلمین والحقنا بالصالحین غیر خزایا ولا مفتونین اٰمین یا رب العالمین وصلی اللہ علٰی حبیبه سیّدنا محمد واٰله واصحابه اجمعین

فضائل توبہ

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کل شیء یتکلم به ابن آدم فانه مکتوب علیه، فاذا خطا الخطئة ثم احب ان یتوب الی اللہ عزوجل فلیات بقعة مرتفعة فلیمدد یدیه الی اللہ ثم یقول: اللھم انی اتوب الیك منھا لا ارجع الیھا ابدا، فانه یغفر له ما لم یرجع فی عمله ذلك ۔ (المستدرك للحاکم ۴/۲۶۱، الجامع الصغیر ۲/۲۹۴)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کا ہر بول اس پر لکھا جاتا ہے، تو جو گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کرنا چاہے اسے چاہیے کہ بلند جگہ پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ پھیلائے اور کہے: الٰہی! میں اس گناہ سے تیری طرف رجوع لاتا ہوں اب کبھی ادھر عود نہ کرونگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے مغفرت فرما دیگا جب تک اس گناہ کو پھر نہ کرے۔

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

توبہ کے لیے بلندی پر جانے کی یہی حکمت ہے کہ حتی الوسع موضع معصیت سے بعد اور دوری نیز محل طاعت و منزل رحمت یعنی آسمان کا قرب حاصل ہو۔ جب سیدنا حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ انتقال قریب آیا بن میں تشریف رکھتے تھے اور ارض مقدسہ پر جبارین کا قبضہ تھا، وہاں تشریف لے جانا میسر نہ ہوا دعا فرمائی: اس پاک زمین سے مجھے ایک سنگ پرتاب قریب کر دے۔

☆ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: التائب من الذنب کمن لا ذنب له ۔ (ابن ماجه ۲/۳۱۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے گناہ سے توبہ کر لی وہ ایسا ہے جیسے گناہ کیا ہی نہیں۔

☆ عن انس رضی اللہ عنه قال: قال النبی صلی اللہ علیه وسلم: خیر الخطائین التوابون ۔

(ایضاً، ۲/۳۲۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خطا کار کی خیر اس میں ہے کہ توبہ کرے۔

☆ عـن مـعـاذ رضـي الله عـنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من عير اخاه بذنب لم يمت حتى يعمله ۔ (ترمذی، ۵۳)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی مسلمان بھائی کو توبہ کے بعد اس گناہ کا طعنہ دے وہ نہ مریگا جب تک خود اس گناہ کو نہ کر لے۔

☆ عـن ابـی هـريـرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان العبد اذا اذنب ذنبا تـكـتـب في قلبه نكتة سوداء فان تاب ونزع واستغفر صقل قلبه، وان عاد زادت حتى تغلق قلبه، فذالك "الران" الذى ذكر الله تعالىٰ في القرآن ۔ (ابن ماجه باب الذكر بالتوبه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ دھبہ پیدا ہو جاتا ہے، پھر جب توبہ کرے، اس گناہ سے علیحدگی اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو اس کا دل صیقل و صاف ہو جاتا ہے اس کے بعد پھر گناہ کر بیٹھا تو وہ دھبہ اور زیادہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل کو گھیر لیتا ہے۔ یہی نقطہ ہے وہ جس کا ذکر قرآن کریم میں لفظ "ران" سے فرمایا۔

توبہ کیا ہے؟

عـن امير المومنين ابى بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم : ما اصر من استغفر ۔ (ابو داؤد، ۲۱۲/۱)

امیر المومنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے معافی مانگ لی اس نے گناہ پہ اصرار نہ کیا۔

☆ عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الندم توبة ۔

(ابن ماجه باب ذكر التوبه ۳۲۳/۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ندامت توبہ ہے۔

☆ عـن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : المستغفر من الذنب وهو مقيم عليه كالمستهزى بربه ۔(الترغيب ۹۷/۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو گناہوں پر قائم رہ کر توبہ کرے وہ اپنے رب جل جلالہ سے معاذ اللہ تمسخر کرتا ہے

☆ عـن ابى سعدى الخدرى رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل المومن ومثل الايمان كمثل الفرس فى اخيته يحول ثم يرجع الى اخيته ، وان المؤمن يسهو ثم يرجع، فاطعمو اطعامكم الاتقياء واولو معروفكم المومنين ۔ (المسند احمد بن حنبل ۵۵/۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان اور ایمان کی کہاوت ایسی ہے جیسے چراگاہ میں گھوڑا اپنی رسی سے بندھا ہو کہ چاروں طرف چر کے پھر اپنی بندش کی طرف پلٹ آتا ہے۔ یونہی مسلمان سے بھول ہوتی ہے پھر ایمان کی طرف رجوع لاتا ہے، تو اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مسلمانوں کو دو۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ معالجہ گناہ میں نیکیوں کو کھانا کھلانا اور عام مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔ (رادالقحط والوباء ص ۹)

قبولیت دعا میں اصل چیز توبہ کرنا ہے اور بندوں کے حقوق واپس کرنا ہے۔ (عین العلم)

دعا سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور مظالم ومعاصی سے باز آئے اور دل کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف پوری طرح متوجہ کرے۔ توبہ اسلامی امور میں تو بہت اہمیت رکھتی ہے اور ایمانی مقامات میں سے اس کا اوّل مقام ہے اور سالکین کی طریق کی اسی سے ابتداء ہوتی ہے اور واصلین کے دروازے کی یہی چابی ہے۔

اگر آپ حقیقت توبہ۔ شرائط توبہ۔ مقام توبہ۔ لطائف واسرار توبہ، علامات قبولیت توبہ ان طویل الذیل مباحث کا مفصل بیان پڑھنے کا شوق رکھتے ہوں، تو کتب تصوف کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں ہم اختصار کے ساتھ کچھ نہ کچھ لکھ دیتے ہیں۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معنی التوبة عود العبد الی الطاعة بعد المعصية

توبہ کا معنی گناہ کے بعد بندہ کا نیکی طرف پلٹنا اور رجوع کرنا۔

اور علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ مفردات القرآن میں لکھتے ہیں۔ گناہ کو باحسن وجوہ اور مناسب ترین طریقہ پر چھوڑ دینے کا نام توبہ ہے اور وہ معذرت کی مقبول ترین صورت ہے' کیونکہ معذرت کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔

۱۔ گناہگار جھوٹ بول کر گناہ کا انکار کرے۔

۲۔ اپنے گناہ کی توجیہات بیان کرے جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہوں۔

۳۔ صاف بیانی کے ساتھ اپنے گناہ کا اقرار کرے اور آئندہ کے لیے مکمل احتراز کا عہد کرے۔ یہی تیسری صورت توبہ کہلاتی ہے۔

جیسا گناہ ویسی توبہ

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا عملت سیئة فاحدث عندها توبة، توبة السر بالسر، وتوبة العلانية بالعلانية ۔ (کنز العمال ۴/۲۰۹، جامع صغیر ۱/۵۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی گناہ صادر ہو فوراً توبہ کر۔ پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور علانیہ کی علی الاعلان۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :اذا حدثت ذنبا فاحدث عندها توبة ، ان سرافسر، وان علانية فعلانية (کنز العمال ۴/۲۰۹۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تجھ سے نیا گناہ ہوتو فوراً نئی توبہ کر نہاں کی نہاں، عیاں کی عیاں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مسئلہ توبہ میں مجملاً تحقیق یہ ہے کہ وہ گناہ جو خلق پر بھی ظاہر ہو جس طرح خود اس کے لیے دو تعلق ہیں۔

ایک بندے اور خدا میں کہ، اللہ عزوجل کی نافرمانی کی، اس کا ثمرہ حق جل وعلا کی معاذ اللہ ناراضی، اس کے عذاب منقطع یا ابدی کا استحقاق۔

دوسرے بندے اور خلق میں، کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ آثم وظالم یا گمراہ یا کافر بحسب حیثیت گناہ ٹھہرے اور اس کے لائق سلام وکلام وتعظیم واکرام واقتدائے نماز وغیرہا امور ومعاملات میں اس کے ساتھ انہیں برتاؤ کرنا ہو۔

یونہی اس سے توبہ کے لیے بھی دو رخ ہیں۔

ایک جانب خد، اس کا رکن اعظم بصدق دل اس گناہ سے ندامت ہے۔ فی الحال اس کا ترک اور اس کے آثار کا مٹانا، اور آئندہ نہ کرنے کا صحیح عزم۔ یہ سب باتیں سچی پشیمانی کو لازم ہیں ولہذا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الندم توبة۔ ندامت توبہ ہے۔ یعنی وہی سچی صادقہ ندامت کہ بقیہ ارکان توبہ کو خود مستلزم ہے اسی کا نام توبۃ السر ہے۔

دوسری جانب خلق، کہ جس طرح ان پر گناہ ظاہر ہوا اور ان کے قلوب میں اس کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور معاملات میں اس کے ساتھ اس کے گناہ کے لائق انہیں احکام دیئے گئے اس کی طرح ان پر اسی توبہ ورجوع ظاہر ہو کہ ان کے دل اس سے صاف ہوں اور احکام حالت برات کی طرف مراجعت کریں، یہ توبہ علانیہ ہے۔

توبہ سرسے تو کوئی گناہ خالی نہیں ہوسکتا اور گناہ علانیہ کے لیے شرع نے توبہ علانیہ کا حکم دیا ہے۔

اقول وباللہ التوفیق: اس حکم میں بکثرت حکمتیں ہیں۔

اوّل: اصلاح ذات بین کا حکم ہے، یعنی آپس میں صفائی اور صلح رکھو، یہ گناہ علانیہ میں توبہ علانیہ ہی پر موقوف، کہ جب مسلمان اس کے گناہ سے آگاہ ہوئے اگر توبہ سے واقف نہ ہوں تو ان کے قلوب اس سے ویسے ہی رہیں گے جیسے قبل توبہ تھے۔

دوم: جب وہ اسے برا سمجھے ہوئے ہیں تو اس کے ساتھ وہی معاملات بعد وتنفر رکھیں گے جو بدوں کے ساتھ درکار ہیں۔ علی الخصوص، بدمذہب لوگ، یہ بہت برکات سے محرومی کا باعث ہوگا۔

سوم: جب یہ واقع میں تائب ہولے اور حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: التائب من الذنب کمن لا ذنب له تواب مسلمانوں کے وہ معاملات نظر بواقع بیجا ہوں گے، اور انہیں اس بیجا پر خود یہ شخص حامل ہوا کہ اگر اپنی توبہ کا اعلان کر دیتا تو کیوں وہ معاملات رہتے، تو لازم ہوا کہ انہیں مطلع کر دے۔ جیسے کسی کے کپڑے میں نجاست ہو اور وہ مطلع نہیں تو جاننے والے پر اسے خبر دینی ضروری ہے۔

چہارم: ایسے گناہوں میں جو بدمذہبی بددینی ہیں، اگر یہ مرگیا اور مسلمانوں پر اس کی توبہ ظاہر نہیں، اور بدمذہب کی ندامت

اس کے مرنے پر بھی جائز بلکہ کبھی شرعاً واجب ہے تو اہلسنّت اسے برا اور بددین اور گمراہ کہیں گے، اور ان کے سید و مولیٰ ﷺ نے انہیں زمین میں اللہ عزوجل کا گواہ بتایا ہے، آسمان میں اس کے گواہ ملائکہ ہیں اور زمین میں اہلسنت، تو انکی گواہی سے اس پر سخت ضرر کا خوف ہے، اور وہ خود اس میں تقصیروار ہے کہ اعلان توبہ سے ان کا دل صاف نہ کر دیا اور یہ نہ بھی ہو تو اتنا ضرور ہے کہ علماء صلحا اہل سنت اس کی تجہیز میں شرکت اور اس کے جنازہ پر نماز سے احتراز کریں گے، شفاعت اخیار سے محروم رہے گا، یہ شناعت کیا کم ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پنجم: اصل یہ ہے کہ گناہ علانیہ دوہرا گناہ ہے کہ اعلان گناہ دوسرا گناہ، بلکہ اس گناہ سے بھی بدتر گناہ ہے۔ حدیث میں ہے۔

عن ابی هریرہ رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: کل امتی معافی الا المجاهرین ۔ (مسلم شریف ۲/ ۴۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری سب امت عافیت میں ہے سوا ان کے جو گناہ آشکارا کرتے ہیں۔

عن المغیرة بن شعبة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یزال العذاب مکشوفا عن العباد لما استتروا بمعاصی الله فاذا اعلنوها استوجبوا عذاب النار ۔

(کنز العمال ۱۰۳۷۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندوں سے عذاب الٰہی دور رہے گا جب تک اللہ کی معصیت پوشیدہ کریں گے اور جب اعلانیہ گناہ کریں گے تو عذاب دوزخ خود اپنے اوپر واجب کریں گے۔ (فتاوی رضویہ حصہ اول ۹/ ۲۵۶)

اعلانیہ توبہ

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اعلان گناہ پر باعث نفس کی جرات و جسارت اور سرکشی بے حیائی ہے، اور مرض کا علاج ضد سے ہوتا ہے، جب مسلمانوں کے مجمع میں اپنی بدی و شناعت پر اقرار لائے گا تو اس سے جو انکسار پیدا ہوگا اس سرکشی کی دوا ہوگا۔

فکر حاضر میں اس وقت اتنی حکمتیں خیال میں آئیں، اور شریعت مطہرہ کی حکمتوں کو کون حصر کر سکتا ہے؟ ان میں اکثر وجوہ یہ چاہتے ہیں کہ جن جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہے ان سب کے مواجہ میں توبہ کرے۔ مگر یہ کثرت مجمع کی حالت میں مطلقاً اور بعض صور میں ویسے بھی حرج سے خالی نہیں، اور حرج مدفوع بالنص ہے۔ تاہم اس قدر ضرور چاہیے کہ مجمع توبہ مجمع گناہ کے مشابہ ہو۔ سب میں ادنیٰ درجہ کا اعلان اگرچہ دو کے سامنے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر وہ مقاصد شرع یہاں بے مشاکلت و مشابہت حاصل نہ ہوں گے۔ ولہٰذا علامہ مناوی نے فیض القدیر میں اس حدیث (اعلانیہ توبہ کرنے والی) کی شرح میں لکھا:

احدث عندها توبة تجانسها مع رعایة المقابلة وتحقق المشاکلة مختصرا ۔

سو کے سامنے گناہ کیا اور ایک گوشہ میں دو کے آگے اظہارِ توبہ کر دیا تو اس کا اشتہار مثل اشتہار گناہ نہ ہوا، اور وہ فوائد کہ مطلوب تھے پورے نہ ہوئے، بلکہ حقیقتہ وہ مرض کہ باعث اعلان گناہ تھا توبہ میں کمی اعلان پر بھی وہی باعث ہے کہ گناہ تو دل کھول کر مجمع کثیر میں کر لیا اور اپنی خطا پر اقرار کرتے عار آتی ہے۔

چپکے سے دو تین کے سامنے کہہ لیا وہ انکسار کہ مطلوب شرع تھا حاصل ہونا درکنار ہنوز خودداری واستنکاف باقی ہے اور جب واقع ایسا ہو تو حاشا توبہ سرکی بھی خبر نہیں کہ وہ ندامت صادقہ چاہتی ہے اور اس کا خلوص مانع استنکاف۔

پھر انصاف کیجئے! تو کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں نے توبہ کر لی ہے اور اس مجمع میں توبہ نہ کرنا خود بھی اسی خودداری واستنکاف کی خبر دے رہا ہے۔ ورنہ کسی شخص کا توبہ کا قصہ پیش کرنا، گواہوں کے نام گنانا، ان سے تحقیقات پر موقوف رکھنا یہ جھگڑا آسان تھا یا مسلمانوں کے سامنے یہ دو حرف کہہ لینا کہ الٰہی میں نے اپنے ان ناپاک اقوال سے توبہ کی، پھر یہاں ایک نکتہ اور ہے۔

اس کے ساتھ بندوں کے لیے معاملے تین قسم ہیں۔

ایک یہ، کہ گناہ کی سزا اس کو دی جائے اس پر یہاں قدرت کہاں۔ یعنی قتل وتعزیز وغیرہ کی۔

دوسرے یہ کہ اس کے ارتباط واختلاط سے تحفظ وتحرز کیا جائے کہ بدمذہب کا ضرر سخت متعدی ہوتا ہے۔

تیسرے یہ کہ اس کی تعظیم وتکریم مثل قبول شہادت واقتدائے نماز وغیرہ سے احتراز کریں۔

فاسق وبدمذہب کے اظہار توبہ کرنے سے قسم اول تو فوراً موقوف ہو جاتی ہے **الا فی بعض صور مستثنیات مذکورہ فی الدر وغیرہ** مگر دو قسم باقی ہنوز باقی رہتی ہیں یہاں تک کہ اس کی صلاح حال ظاہر ہو اور مسلمانوں کو اس کے صدق توبہ پر اطمینان حاصل ہو۔ اس لیے کہ بہت عیار اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے زبانی توبہ کر لیتے ہیں اور قلب میں وہی فساد بھرا ہوتا ہے۔

توبہ کے بعد کا معاملہ

عراق میں ایک شخص صبیغ بن عسل تمیمی کے سر میں کچھ خیالات بدمذہبی گھومنے لگے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور عرضی حاضر کی گئی، طلبی کا حکم صادر فرمایا، وہ حاضر ہوا امیر المومنین نے کھجور کی شاخیں جمع کر رکھی تھیں۔ اس کو سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ فرمایا تو کون ہے؟ کہا: کہ میں عبداللہ صبیغ ہوں، فرمایا: اور میں عبداللہ عمر ہوں اور ان شاخوں سے مارنا شروع کیا کہ خون بہنے لگا۔ پھر قید خانے بھیج دیا، جب زخم اچھے ہوئے پھر بلایا اور ویسا ہی مارا پھیر قید کر دیا، سہ بار پھر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ بولا: امیر المومنین واللہ اب وہ ہوا میرے سر سے نکل گئی، امیر المومنین نے اسے حاکم یمن حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اور حکم فرمایا: کہ کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے۔ وہ جدھر گزرتا اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے سب متفرق ہو جاتے یہاں تک کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرضی بھیجی کہ یا امیر المومنین! اس کا حال صلاح پر ہے۔ اس وقت مسلمانوں کو ان کے پاس بیٹھنے کی اجازت فرما دی۔

پھر صحت توبہ اور اطمینان کتنی مدت میں حاصل ہوتا ہے صحیح یہ کہ اس کے لیے کوئی مدت معین نہیں کر سکتے، جب اس شخص کی

حالت کے لحاظ سے اطمینان ہو جائے کہ اب اس کی اصلاح ہو گئی۔ اس وقت اس سے دو قسم اخیر کے معاملات برطرف ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ بات نظر بحالات مختلف ہو جاتی ہے۔ ایک سادہ دل وراست گو سے کوئی گناہ ہوا اس نے توبہ کی، اس کے صدق پر جلد اطمینان ہو جائے گا اور دروغ گو مکار کی توبہ پر اعتبار نہ کریں گے اگرچہ ہزار مجمع میں تائب ہو۔ (فتاوی رضویہ حصہ اول ۹/ ۲۵۷)

اگر گناہ گار کو پتہ چل جائے کہ توبہ میں کتنی لذّت ہے تو......

علامہ ابن القیم کتاب الروح ص ۲۷۳ میں بیان کرتے ہیں اگر گنہگار کو معلوم ہو جائے کہ توبہ میں لذّت گناہوں کی لذت سے ہزاروں گنا زیادہ ہے تو گناہوں کی بہ نسبت توبہ کی طرف دوڑ کر جائے اس لذّت کا بھید وہی جانتا ہے جسے بندے کی توبہ سے اللہ کی فرحت کا حال معلوم ہے کہ اس کی حد بندی ہی نہیں ہو سکتی۔ رحمت عالم ﷺ نے اس کی ایک مثال بیان فرمائی ہے اور اس میں انسان کی وہ مسرت ظاہر فرمائی ہے جس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مسرت نہیں۔ یعنی ایک شخص اپنے کھانے پینے کا سامان لاد کر سوار ہو کر چل پڑتا ہے۔ چلتے چلتے کہیں آرام کے لیے ٹھہر جاتا ہے اور سواری باندھ کر لیٹ جاتا ہے' اتفاق سے اس کی آنکھ لگ جاتی ہے پھر جو آنکھ کھلتی ہے تو سواری گم پاتا ہے۔ چٹیل میدان ہے اور تباہی، ہلاکت منہ پھاڑے ہوئے ہے۔ چاروں طرف اسے ڈھونڈتا ہے مگر وہ ملتی نہیں۔ نا اُمید ہو کر اسی مقام پر آ کر موت کی انتظار میں بیٹھ جاتا ہے آخر چاند طلوع ہوتا ہے اور دُور دُور تک اس کی روشنی پڑنے لگتی ہے۔ غور سے دیکھتا ہے تو چاندنی رات میں اسے اپنی سواری نظر آ جاتی ہے۔ جس کی نکیل ایک درخت سے اُلجھی ہوئی ہے۔ خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتا اور خود فراموشی میں بے ساختہ اس کی زبان سے نکل جاتا ہے کہ اے اللہ'' تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں'' بیچارے کو خوشی کے مارے یہ خبر بھی نہیں رہتی کہ کیا کہہ رہا ہے فرمایا: اس سے بھی زیادہ اللہ کو اپنے بندے کی توبہ سے خوشی ہوتی ہے' لہٰذا یہ حقیقت میں ناقابل انکار ہے کہ انسان کو توبہ سے شدید قسم کی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت قطب وقت عارف باللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار القدسیہ ص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں:

و من شروط اجابة الدعاء كون العبد ليس عليه ذنب فمن سال الله تعالىٰ وعليه ذنب واحد لم يتب منه فهو الى الرد اقرب .

قبولیت دعا کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعا کرنے والے پر گناہ کوئی نہ باقی ہو، اگر اس نے اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعا کی کہ اس کے ذمہ ایک گناہ باقی ہے جس سے وہ توبہ نہیں کر سکا تو ایسے شخص کی دعا ردّ ہونے کے زیادہ قریب ہے۔

اور آگے لکھتے ہیں کہ سیدی علی بحیری رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی شخص دعا کی درخواست کرتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ سب کے سب (**استغفر الله العظيم الذى لا اله الا هو الحىّ القيوم واتوب اليه من كل ذنب**) پڑھو، اس کے بعد آپ دعا فرماتے تھے اور آپ نے فرمایا میرے عزیزو! بندہ کس طرح قبولیت دعا کا امیدوار ہو سکتا ہے۔ جب کہ اس نے اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ جل سبحانہ وتعالیٰ کو ناراض کر رکھا ہوا ور بندہ جب گناہ سے توبہ کرتا ہے تو قبولیتِ دعا کی امید پیدا ہو جاتی ہے۔

انسانی اعضاء کی طہارت کا انتظام

عن ابی هريرة رضـى الله عـنـه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ”كل سلامى من الناس عـلـيـه صـدقة ، كل يوم تطلع فيه الشمس، تعدل بين اثنين صدقة وتعين الرجل في دابة فتحملة عـليهـا اوتـرفع له عليها متاعه صدقة، والكلمة الطيبة صدقة ، وبكل خطوة تمشيها الى الصلاة صدقة، وتميط الاذى عن الطريق صدقة“

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر روز طلوع سورج کے بعد انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے، دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے، کسی کو سواری پر سوار کرنے میں مدد دینا بھی صدقہ ہے، سواری پر کسی کا مال لادنا بھی صدقہ ہے، اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، نماز کو جانے کے لیے ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ سے ہر تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری شریف، جلد ا، صفحہ ۱۱۴۸ کتاب الصلح رقم ۲۵۲۷۔ مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۹۳۵، کتاب الزکوٰۃ رقم ۲۲۳۱۔ مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۸۱۲۸)

اس حدیث پاک میں حضور پر نور ﷺ نے ہماری رہنمائی اس طرف فرمائی کہ روزانہ ہر جوڑ کے شکریہ میں انسان کو صدقہ کرنا ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ صدقہ کے لیے مال ہی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی جھگڑنے والے فریقین کے درمیان صلح کرے گا تو وہ بھی صدقہ ہے یعنی نیکی ہے اور اسی طرح کسی کو سواری پر سوار کرنے میں مدد دینا بھی صدقہ (نیکی) ہے اور اسی طرح اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے۔ نماز کے لیے جو قدم اٹھے وہ بھی صدقہ (نیکی) ہے اور اسی طرح اگر راستے میں کوئی چیز جو کہ ہر آنے جانے والے کے لیے نقصان دہ ہے اس کو راستے سے ہٹا دینا بھی صدقہ (نیکی) ہے۔ یہ حضور پر نور ﷺ کی امت کی خصوصیت ہے کہ مذکورہ چھوٹے چھوٹے اور تھوڑے تھوڑے اعمال کو بھی صدقہ و نیکی کہا گیا ہے۔ اللہ عزوجل تمام اہلِ ایمان ان اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تصویر کا دوسرا رُخ

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت ص ۱۱۷ پہ فرماتے ہیں کہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل ایک بار قحط میں مبتلا ہوئے۔ بار بار دعائیں مانگی گئیں مگر قبول نہ ہوئیں۔ بنی اسرائیل کو حیرانی ہوئی اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اُن سے کہئے تم لوگ باہر نکل کر دُعا مانگ رہے ہو مگر تمہاری بدن پلید ہیں تمہارے پیٹ حرام غذا سے پُر ہیں اور تمہارے ہاتھ ناحق خون سے آلودہ ہیں۔ اس حالت میں نکلنے سے تم پر میرا غصہ زیادہ ہو گیا ہے۔ ہٹو مجھ سے دُور ہو جاؤ ظاہر ہے کہ جو مجرم بادشاہ کی نافرمانی پر کمربستہ ہو۔ جب تک وہ اپنا طرزِ عمل تبدیل نہ کرے۔ اسے عطیہ و اکرام کی امید لے کر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کا حق نہیں جو خیرہ چشم ایسا کرے گا بادشاہ کو اس کی جرأت و جسارت پر غصہ آئے گا اور وہ انعام و اکرام سے سرفراز ہونے کی بجائے عتاب و عقاب کا شکار ہوگا۔

اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ زین الحلم شرح عین العلم ص ۱۰۶ ج ا پر فرماتے ہیں:

وقال سفيان الثوري بلغني ان بني اسرائيل قحطوا سبع سنين حتىٰ اكلوا الميتة من المزابل واكلوا الاطفال وكانوا كذلك يخرجون الى الجبال يبكون ويتضرعون فاوحى الله عزوجل الىٰ انبيائهم لو مشيتم الى باقدامكم حتّٰى تخفى ركبكم وتبلغ ايديكم عنان السماء وتكل السنتكم عن الدعا فاني لا اجيب لكم داعياً ولا ارحم منكم باكيا حتىٰ ترد المظالم الىٰ اهلها ففعلوا فمطروا من يومهم ۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل سات سال قحط میں مبتلا رہے یہاں تک کہ گندگی کے ڈھیروں سے مردار اور اپنے بچوں کو بھی کھانے لگے اور ہمیشہ پہاڑوں کی طرف عاجزی وزاری کے ساتھ دعا کرنے کے لیے نکل جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تم میری طرف اس قدر چلو کہ تمہارے گھٹنے گھس جائیں اور تمہارے ہاتھ آسمان کو پہنچ جائیں اور تمہاری زبانیں دعا کرتے کرتے گنگ ہو جائیں جب بھی میں تم میں سے کسی دُعاء مانگنے والے کی دُعاء قبول نہ کروں گا اور رونے والے پر رحم نہ کرونگا جب تک تم مظلوموں کو اُن کے حقوق واپس نہ کردو۔ چنانچہ آخرکار جس دن انہوں نے لوگوں کے حقوق واپس کیے اور خدا کے حکم پر عمل کیا تو اسی دن بارانِ رحمت سے نوازے گئے۔

دین تو سراپا خیر خواہی کا نام ہے

عن ابی رقية تميم بن اوس الداري رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: ''الدين النصيحة'' قلنا لمن ؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم ۔ (رواه مسلم)

ترجمہ: ''حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے ہم عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ کس کی خیر خواہی کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی، کتاب اللہ کی رسول اللہ کی، ائمہ مسلمین کی اور عام مسلمانوں کی۔''

اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی تمام صفات پر ایمان لانا اس کے تمام احکامات پر عمل کرنا اور درحقیقت یہ اپنے آپ سے خیر خواہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی خیر خواہی سے مستغنی ہے اور کتاب اللہ سے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس پر ایمان لائے اس کی تعظیم کرے، اس کی تلاوت کرے، اس کی آیات میں تدبر کرے اور اس کے مقتضی پر عمل کرے رسول اللہ ﷺ سے خیر خواہی کا مطلب ہے آپ کی نبوت پر ایمان لائے آپ کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق اور آپ کے دیئے ہوئے احکام پر عمل کرے آپ کی تعظیم وتوقیر کرے آپ کے دوستوں سے محبت اور آپ کے دشمنوں سے عداوت رکھے، ائمہ مسلمین سے مراد اگر حکام ہیں تو اس کا مطلب ہے نیکی میں ان کی اطاعت کرے، ان کے خلاف بغاوت نہ کرے اور اگر مجتہدین یا اصحاب فتاویٰ علماء مراد ہیں تو مطلب یہ ہے کہ ان کی تقلید کرے اور ان کے فتوؤں پر عمل کرے اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں ان کی خیر کی طرف رہنمائی کرے، ان کی مصیبت اور تکلیف کو دور کرے۔ ان کے عیوب کی پردہ پوشی کرے، ان کی

جان و مال اور عزت کی حفاظت کرے اور ان کو فائدہ پہنچائے۔

لوگوں کے مال جان کا تحفظ

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ ویقیموا الصلاۃ ویؤتوا الزکاۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماء ھم واموالھم الا بحق الاسلام وحسابھم علی اللہ تعالیٰ۔(رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ محبوب ربّ العزت ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ اللہ عزوجل کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دیں اور نماز اور زکوٰۃ کو ادا نہ کریں اس کے بعد میری طرف سے ان کی جانیں اور اموال محفوظ ہیں البتہ اسلامی احکام کی خلاف ورزی پر ان سے مواخذہ ہوگا اور ان کے باطن کا حال اللہ عزوجل کے سپرد ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس وقت تک لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا کہ جب تک وہ اللہ عزوجل کی توحید اور حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی نہ دیں اور نماز اور زکوٰۃ کو ادا نہ کریں اس کے بعد ان کی جانیں اور اموال محفوظ ہیں یہ الفاظ جو سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں یہ اصل میں جامع وصیتیں ہیں جو کہ آپ نے اپنے اُمتیوں کو ارشاد فرمائیں اور اس کے علاوہ بھی بے شمار علم و حکمت کے پھول اس حدیث مبارکہ سے حاصل ہوئے۔ مثلاً

۱- جو شخص کلمہ پڑھ لے اس کی جان اور مال محفوظ ہیں۔

۲- حضور ﷺ کے اس فرمان کے وقت تک روزہ جہاد وغیرہ کے احکام نہ آئے تھے اسی لیے ان کا تذکرہ اس حدیث میں نہیں ہوا اگر کوئی نماز یا زکوٰۃ کا انکار کرے تو کافر ہے۔ اس کے خلاف کفار کا سا جہاد ہوگا تارکین نماز و زکوٰۃ کی گوشمالی کرنی ہوگی۔

۳- اگر اسلام لا کر قتل، زنا یا ڈکیتی وغیرہ کریں تو قتل کے مستحق ہوں گے کہ یہ اسلام کا حق ہے یہ قتل کفر نہ ہوگا۔

(مراۃ ۱۲، ص ۳۳)

حدیث شریف کے الفاظ حسابھم علی اللہ "ان کا حساب اللہ عزوجل پر ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اگر کسی کا حق مار لیا اور اس کا پتہ چلا تو اس کا حساب اللہ عزوجل پر ہے۔ علاوہ ازیں معلوم ہوا کہ جس نے اسلام کو ظاہر کیا اور دل میں کفر رکھا تو اس کا اسلام قبول کیا جائے گا اور اس کا حساب اللہ عزوجل پر ہے۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور صحیح یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوگی۔

حقوق و فرائض کے بارے میں ایک جامع تحریر

امام محمد برکلی علیہ الرحمہ طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

و اما کیفیۃ خروج التائب عن تبعات الذنوب والمظالم فقد بینا ھا فی جلاء القلوب

توبہ کرنے والے کے لیے گناہوں کے بوجھ و ضرر اور لوگوں کے حقوق سے فراغت حاصل کرنے کی کیفیت کو ہم نے

جلاء القلوب میں مفصل بیان کیا ہے۔

چنانچہ اس کی شرح الوسیلہ الاحمدیہ والذریعہ السرمدیہ فی شرح الطریقۃ المحمدیہ میں شیخ رجب بن احمد رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۴۴ ج ا جلاء القلوب کی عبارت نقل فرماتے ہیں:

قال المصنف في جلاء القلوب . اعلموا اخواني ان الواجب علينا مع التوبة ان نحاسب انفسنا قبل ان نحاسب اذ لم نخلق عبثاً ولا سدًى . قال الله تعالىٰ افحسبتم انما خلقنا كم عبثًا . ايحسب الانسان ان يترك سدًى ويخرج من الحقوق والمظالم ليدخل تحت قوله عليه الصلوٰة والسلام التائب من الذنب كمن لا ذنب له . والحقوق ثلاثة اقسام . حق الله تعالىٰ . وحق العباد . وحق البهائم . اما حق الله فقسمان فعل وترك فالفعل كالصلوٰة والزكوٰة والصوم والحج والفدية والاضحية والنذور والكفارات فيجب تداركها وقضاء ما فات منها واسقاطها عنه ولو بالوصية والفدية . واما طريق قضاء حقوق الله تعالىٰ فلننظر اولا في الصلوٰة . فان عرفنا عدد الفائتة فبها . وان لم نعلم فلنقدرها قدرًا يعلم انها ليست اكثرمنه فلنقضه ويجب التعيين في النية . والطريق الايسران نقول في كل فائتة يوم وليلة اوّل فجر على او اوّل ظهر على الىٰ اوّل وتر على فيكون عدد ركعات فائتة على مذهب ابي حنيفة رحمة الله عليه عشرين . ثم ننظر الىٰ الزكوٰة وصدقة الفطر والنذر والضحايا . فنقضي مافات منها بلاحيلة اذهي مكروهة على القول الصحيح ولكن قضاء الاضحية ان يقوم شاة وسطًا لكل سنة فيتصدق بها على الفقراء . ثم ننظر الى الصوم هل كان وجب علينا قضاوه وحده اومع الكفارات فنفعله علىٰ مقتضى الشرع . ثم ننظر الى الحج ولكن ينبغي في الحج ان نوصي وان حججنا لا حتمال صدور كلمة الكفر تامل .

اور جلاء القلوب میں (امام برکلی طریقہ محمدیہ کے) مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائیو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ توبہ کے ساتھ ساتھ ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم قیامت کے حساب وکتاب سے پہلے پہلے اپنا خود محاسبہ کریں' کیونکہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے بے فائدہ اور بے کار پیدا نہیں فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم نے یہ خیال کرلیا ہے کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ بے کار و مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ اس لیے تمام حقوق ومظالم سے سبکدوش ہو کر سرکار دو عالم ﷺ کے اس فرمانِ مقدس "گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں" کا مصداق ہونا چاہیے۔

حقوق کی قسمیں

حقوق کی تین قسمیں ہیں۔ حقوق اللہ۔ حقوق العباد۔ حقوق البہائم (جانوروں کے حقوق)۔

حقوق اللہ: حقوق اللہ کی دو قسمیں ہیں۔

ایک کا تعلق فعل یعنی (کرنے) سے ہے اور دوسری کا ترک فعل سے
عملی: جن حقوق اللہ کا تعلق فعل سے ہے مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، فدیہ، قربانی، نذر، کفارہ وغیرہ تو ان کی تدارک وتلافی کرنا اور فوت شدہ کی قضاء کرنا واجب ہے (یعنی نفسِ توبہ سے یہ فرائض، واجبات معاف نہیں ہوتے اور اگر بدقسمتی سے ان فرائض، واجبات کی قضاء نہ کرسکا ہو اور زندگی کے لمحات کچھ ہی باقی ہوں تو پھر ان فرائض، واجبات کے مواخذہ سے بچنے کے لیے فدیہ کی وصیت کرنا بھی واجب ہے۔

حقوق اللہ کی وضاحت

عن ابی ثعلبه الخشنی جرثوم بن ناشر رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: "ان الله تعالیٰ فرض فرائض فلا تضیعوها، وحد حدودا فلا تعتدوها، وحرم اشیاء فلا تنتهکوها وسکت عن اشیاء رحمة لکم غیر نسیان فلا تبحثوا عنها"

(حدیث حسن رواه الدارقطنی ج ۴ ص ۱۸۳ کتاب الرضاعت)

ترجمہ: "حضرت جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ سرکارِ مدینہ ﷺ کا یہ قول روایت کرتے ہیں کہ بے شک اللہ عزوجل نے (اپنے بندوں پر) کچھ فرائض مقرر کیے ہیں تم انہیں تلف نہ کرو اور اس کی بنائی ہوئی حدود کو نہ توڑو اور اللہ عزوجل نے بعض چیزوں کو حرام کیا ہے تم ان کو نہ توڑو اور اللہ عزوجل نے تمہارے ساتھ رحمت کا برتاؤ کرتے ہوئے بعض اشیاء کو بیان نہیں فرمایا حالانکہ وہ بھولا نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ان کے متعلق بحث نہ کرو۔"

اس حدیث میں سرکارِ مدینہ ﷺ نے چار باتوں کا حکم دیا جو کہ دینِ اسلام کی اہم ترین باتیں ہیں۔

(۱) اللہ عزوجل کے فرض کردہ احکام کی پابندی
(۲) اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا
(۳) اللہ عزوجل کی مقرر کردہ حدود کی پابندی
(۴) جن چیزوں کی حلت وحرمت کے بارے میں کچھ فرمایا گیا ان سے بچنا۔

۱- اللہ عزوجل کے فرض کردہ احکام کی پابندی یہ ہے کہ جو اس کے فرائض ہیں ان کو صحیح طریقے سے ادا کرو۔ اللہ عزوجل کے حقوق و فرائض میں سے چند درج ذیل ہیں۔ مثلاً روزہ، حج، زکوٰۃ، توحید، نماز وغیرہ وغیرہ۔
۲- اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا مثلاً شراب، جوا، سود، جھوٹ، ملاوٹ، وعدہ خلافی، بداخلاقی وغیرہ سے بچنا۔
۳- اللہ عزوجل کی حدود کی پابندی کرنا اور متشابہات سے بچنا۔
۴- اصل میں یہ چاروں باتوں کا مفہوم ایک ہی ہے لیکن یہاں پر یعنی اس حدیث میں مفصلاً اور اجمالاً بیان ہوئی ہیں۔

الغرض سب سے پہلے ہمیں نماز کے متعلق غور کرنا چاہیے کہ ہماری نمازیں کس قدر فوت ہوئی ہیں اگر صحیح تعداد معلوم ہو تو ان کی قضاء کرنی چاہیے کیونکہ فوت شدہ نمازوں کی قضا فرض ہوتی ہے اور اگر صحیح اندازہ یا تعداد یاد نہ ہو تو پھر ایسا اندازہ لگا لینا چاہیے جس

سے یہ یقین پیدا ہو جائے کہ میری فوت شدہ نمازیں اس مقدار سے زائد نہ ہوں گی۔ پس ہم ان کی قضا کریں اور نیت کرتے وقت ہر نماز کی تعیین بھی از بس ضروری ہے۔

قضا نماز پڑھنے کا آسان طریقہ

ایک ایک روز کی نماز کو بالترتیب یوں قضاء کریں۔ وہ پہلی نماز فجر کی ادا کرتا ہوں جس کا وقت میں نے پایا اور اس کو ادا نہیں کیا۔ اسی طرح وہ پہلی نماز ظہر، وہ پہلی نماز عصر۔ اسی طرح وہ پہلی نماز وتر، کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پنجگانہ نمازوں کی رکعات کی تعداد بیس ہے۔ ان کے نزدیک نماز وتر کی قضاء بھی واجب ہے۔

پھر ہم زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، نذر، قربانی وغیرہ مالی عبادات کے متعلق غور کریں، تو جس قدر ان عبادات مالیہ سے فوت ہوئی ہوں ان کی قضاء کریں (کیونکہ یہ عبادات بھی نفس توبہ سے معاف نہیں ہوتی ہیں) اور قول صحیح کے مطابق ان عبادات کو کسی حیلہ سے ساقط کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

اور قربانی کی قضاء کی صورت یہ ہے کہ ہر سال کی قربانی کے بالمقابل ایک اوسط درجے کی بکری کی قیمت فقراء پر صدقہ کر دینی چاہیے۔

پھر ہمیں روزہ کے متعلق غور کرنا چاہیے کہ کس قدر روزوں کی قضاء ہم پر فرض ہے اور اس باب میں بھی غور کریں کہ روزوں کی صرف قضاء ہی لازم ہے یا ساتھ ساتھ کفارہ بھی۔ پس اس موقعہ پر ہم کو شریعت کے مقتضاء پر عمل کرنا چاہیے۔ (یعنی اگر صرف قضاء لازم ہو تو قضاء کرنی چاہیے اور اگر ساتھ کفارہ بھی لازم تو وہ بھی ادا کرنا چاہیے)۔

پھر ہم کو حج کے متعلق بھی غور کرنا چاہیے اگر ہم نے حج فرض ادا کر لیا ہے تب بھی احتیاطاً حج بدل کی وصیت کر دینی چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ حج کے بعد ہماری زبان سے کوئی کلمہ کفر نکل گیا ہو (العیاذ باللہ) اور کلمہ کفر کے نکلنے سے پہلا حج باطل ہو جاتا ہے۔

احادیث مبارکہ

عن معاذ رضی اللہ عنہ قال کنت ردف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی حمار یقال لہ عفیر، فقال: یا معاذ! ھل تدری حق اللہ علی عبادہ، وما حق العباد علی اللہ ۔ قلت: اللہ ورسولہ اعلم، قال: فان حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ، ولا یشرکوا بہ شیئا، وحق العباد علی اللہ ان لا یعذب من لا یشرک بہ شیئا ۔ فقلت: یا رسول اللہ! افلا ابشر بہ الناس؟ قال: لا تبشرھم فیتکلوا

(متفق علیہ)

”حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے عفیر نامی دراز گوش پر سوار تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے، اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ

وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے وہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں یہ خوشخبری لوگوں تک نہ پہنچا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انہیں یہ خوشخبری نہ دو کہ پھر وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے (اور عمل میں کوتاہی کریں گے)۔"

☆ عن انس بن مالك رضى الله عنه: ان النبى صلى الله عليه وسلم ومعاذ رديفه على الرحل، قال: يا معاذ ابن جبل! قال: لبيك يا رسول الله وسعديك! قال: يا معاذ. قال: لبيك يا رسول الله وسعديك، ثلاثا، قال: ما من احد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدًا رسول الله صدقًا من قلبه الا حرمه الله على النار. قال: يا رسول الله! افلا اخبر به الناس فيستبشروا؟ قال: اذا يتكلوا. واخبربها معاذ عند موته تأثمًا. (متفق عليه)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقعہ پر جبکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھے، حضور نبی اکرم ﷺ نے (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: اے معاذ ابن جبل! حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ وسعدیک! حضرت انس کہتے ہیں کہ تین مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو مخاطب کیا اور ہر مرتبہ حضرت معاذ نے یہی الفاظ دہرائے۔ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی سچے دل سے اس بات کی شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں اس بات سے لوگوں کو مطلع نہ کر دوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اگر تم ان کو یہ بات بتا دو گے تو وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہیں گے، چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنے انتقال کے وقت بیان کی تاکہ حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ سے گناہگار نہ ہو جاؤں (لقوله تعالىٰ: ان الذين يكتمون ما انزلنا ......البقره)۔"

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: العلم، باب: من خص بالعلم قوما دون قوم، کراهية ان لا يفهموا، ۱/۵۹، الرقم: ۱۲۸، ومسلم فی الصحیح، بلفظ: لبیک وسعدیک، ۵/۲۳۱۲، الرقم: ۵۹۱۲، وفی کتاب: الرقاق، باب: من جاهد نفسه فی طاعة الله، ۵/۲۳۸۴، الرقم: ۶۱۳۵، وفی کتاب: التوحید باب: ماجاء فی دعاء النبی صلی الله علیه وسلم امته الی توحید الله تبارک وتعالیٰ، ۶/۲۶۸۵، الرقم: ۶۹۳۸، ومسلم فی الصحیح، کتاب: الایمان، باب: الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة، ۱/۵۸، ۵۹، الرقم: ۳۰، والترمذی فی السنن، کتاب الایمان عن رسول الله صلی الله علیه وسلم باب: ماجاء فی افتراق هذه الامة، ۵/۲۶، الرقم: ۲۶۴۳، وقال ابو عیسیٰ: هذا حدیث حسن صحیح۔ وابن ماجة فی السنن، کتاب الزهد، باب: ما یرجیٰ من رحمة الله یوم القیامة، ۲/۱۴۳۵، الرقم: ۴۲۹۶، والنسائی فی السنن الکبریٰ، ۳/۴۴۳، الرقم: ۵۸۷۷)

جن حقوق کا تعلق ترکِ فعل سے ہے

و الترك كالزنا وشرب الخمر والكذب والغيبة والنميمة والغمز واللمز ونحوها فيجب منها

توبة صحيحة بان نندم عليها والعزم على ان لا نفعلها ابدًا خوفاً من الله تعالىٰ ۔ فاذا فرغنا من حقوق الله تعالىٰ فلننظر في حقوق العباد وهي نوعان مالي مثل الغصب والسرقة واكل مال الغير بغيرا ذنه واتلافه كذالك اما باليد او بشهادة الزور او بالسعي الى الظالم او بغيرها ۔ فما علمنا منها مالكه فنستحله وان صدرت هذه الاشياء عنا في حال الصبا اذيلزم الصبى غرامة مالية ۔ وان مات المالك فنستحله من الورثة ان وجدت وان لم توجدا ولم يعلم المالك فنعطيه ان كان باقيا وقيمته ان هالكاً الى الفقراء بنيته ان يكون وديعة عند الله تعالىٰ يوصلها الىٰ صاحبها يوم القيمة ۔

وغير مالي وهو ايضاً نوعان ۔ بدني مثل الجرح والضرب والاستخدام بغير حق ۔ وقلبي مثل الشتم والاستهزاء ونحوهما ۔ وطريق الخلاص منهما ايضاًالا ستحلال ان امكن والافالتضرع الى الله تعالىٰ والدعاء والتصدق لمن له الحق فلعل الله تعالىٰ يرضيه يوم القيمة واما اذا كان الحق للبهائم بان نضربها بغير ذنب اونحملها فوق طاقتها او لم نتعهد علفها وماء ها فا لامر مشكل جدًا ۔ وان كان الحق لكافر لم نستحله في الدنيا فان خصومتهما يوم القيمة اشداذلا طريق لا رضائهما ولا لا عطاء ثواب المومن اياهما ولا لتحميل اثم الكفر على المومن فاياكم وحقهما ۔ فاذا فرغنا وتخلصنا من الحقين معاً فعند ذلك تتم توبتنا وانا بتنا ۔ فنشكر الله تعالىٰ على ا لتوفيق والاحسان (انتهى)

اوروہ حقوق اللہ جن کا تعلق ترکِ فعل سے ہے۔ مثلاً زنا۔ شراب نوشی۔ جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا۔ چغل خوری کرنا، طعنہ دینا اور لوگوں کے عیوب بیان کرنا۔ تجسس کرنا وغیرہ ایسے قبیح فعل میں جن کا ترک کرنا ضروری ہے تو اس قسم کے گناہوں سے صحیح طور پر توبہ کرنا بھی واجب ہے۔ یعنی ایک تو دل سے گناہوں پر ندامت ہو اوراس کے ساتھ اللہ سے ڈر کر آئندہ کے لیے گناہوں سے اجتناب کرنے کا پختہ عزم بھی ہو۔

حقوق العباد کا بیان

حقوق العباد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مالی اور دوسرے غیر مالی یعنی بدنی وقلبی

حقوق العباد مالی مثلاً کسی کا مال غصب کرنا۔ چوری کرنا۔ کسی کا مال تلف کرنا۔ یا کسی کا مال ناحق کھانا وغیرہ لک یہ جرائم خواہ اپنے ہاتھ سے ہوں یا جھوٹی شہادت کی وجہ سے ہوں یا کسی ظالم کے توسط یا تسلط سے کیے ہوں تو ان کی معافی کی صورت یہی ہے کہ اصل حق دار شخص سے معاف کرایا جائے اور اگر حق دار فوت ہو چکا ہو تو اس کے ورثاء سے معاف کرالیا جائے اور اگر حق دار کا کوئی وارث موجود نہ ہو کہ اس سے معاف کرالیا جائے یا اصل حق دار شخص کی شناخت نہیں تو پھر ان دونوں صورتوں میں وہ مال یا اس کی قیمت اصل مالک کی طرف سے خدا تعالیٰ کے ہاں امانت رکھتے ہوئے فقراء پر صدقہ کر دینا چاہیے تا کہ اصل مالک قیامت کی صبح کو

اس مال کے صدقہ سے ماجور ہو جائے۔

اگر وہ حقوق غیر مالی یعنی بدنی ہوں مثلاً کسی کو مارنا پیٹنا۔ زخمی کرنا۔ ناحق خدمت لینا وغیرہ۔

یا وہ حقوق قلبی ہوں (یعنی ان سے قلب کو اذیت پہنچتی ہو) مثلاً کسی کو گالی وگلوچ دینا۔ یا کسی سے استہزاء کرنا وغیرہ تو ان حقوق بدنی وقلبی سے گلوخلاصی اور سبکدوشی کی صورت یہ ہے اگر ممکن ہو تو معاف کرانے میں دریغ نہ کرنا چاہیے اور اگر معاف کرانا ممکن نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی جناب میں تضرع وزاری کرنی چاہیے اور ساتھ ساتھ صاحبِ حق کے لیے دعا وصدقہ بھی کرنا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن معاف کرنے پر آمادہ فرمالے۔

حقوق کے بارے میں احادیث مبارکہ

عن أم المومنين عائشة الصديقة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدواوين ثلثة، فديوان لا يغفر الله منه شيئا وديوان لا يعبأ الله منه شيئا وديوان لا يترك الله منه شيئا ۔ فاما الديوان الذى لا يغفر الله منه شيئا الا شراك بالله، واما الديوان الذى لا يعبأ الله منه شيئا ظلم العبد نفسه فيما بينه وبين ربه من صوم يوم تركه او صلوٰة تركها فان الله يغفر ذلك ان شاء وتجاوز، واما الديوان الذى لا يترك الله منه شيئا فمظالم العباد بينهم القصاص لا محالة ۔

''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دفتر تین ہیں۔ ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ معاف نہ فرمائے گا اور دوسرے کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور تیسرے میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا۔ وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ معاف نہ فرمائے گا وہ دفتر کفر ہے اور جس کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا اپنے رب کے معاملہ میں اپنی جان پر ظلم کرنا ہے کہ کسی دن کا روزہ چھوڑ دیا نماز چھوڑ دی۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو معاف کر دیگا اور گزر فرمائے گا اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کے باہم ایک دوسرے پر ظلم ہیں۔ ان کا بدلہ ضرور ہونا ہے۔'' (المستدرك للحاكم، الاهوال، ۴/ ۵۷۵، المسند لاحمد بن حنبل، ۶/ ۲۴۰، الجامع الصغير للسيوطى، ۲ / ۲۶۱، اتحاف السادة للزبيدى، ۸/ ۵۲۹، كنز العمال، ۱۰۳۱۱، تاريخ اصفهان لابى نعيم، ۲/ ۲)

بندوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آنا

عن عائشة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان من اكمل المومنين ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله ۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو بہترین اخلاق کا مالک ہے اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ انتہائی نرم ہے۔'' (اخرجه الترمذى فى السنن، كتاب: الايمان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ماجاء فى استكمال الايمان وزيادته ونقصانه، ۵/ ۹، الرقم: ۲۶۱۲)

☆ عن ابی هريره رضی الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اكمل المومنين ايمانا احسنهم خلقا وخياركم خياركم لنسائهم .

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان اس کا ہے جوان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں سے بہترین اشخاص وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہیں۔'' (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الرضاع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ماجاء فی حق المراة علی زوجها، ۳/۴۶۶، الرقم: ۱۱۶۲)

☆ عن جابر رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان من احبكم الی واقربكم منی مجلسا یوم القيامة احاسنكم اخلاقا .

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن میرے نزدیک ترین بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں سے اخلاق میں اچھے ہیں۔'' (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ماجاء فی معالی الاخلاق، ۴/۳۷۰، الرقم: ۲۰۱۸)

☆ عن عائشة رضی الله عنها قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ان المؤمن ليدرك بحسن خلقه درجة الصائم القائم .

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یقیناً مومن حسنِ اخلاق کے ذریعے دن کو روزہ رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔'' (اخرجه ابوداؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی حسن الخلق، ۴/۲۵۲، الرقم: ۴۷۹۸، وابن حبان فی الصحيح، ۲/۲۲۸، الرقم: ۴۸۰، واحمد بن حنبل فی المسند، ۶/۹۰، الرقم: ۲۴۶۳۹)

☆ عن ابی الدرداء رضی الله عنه، عن النبی صلى الله عليه وسلم قال: ما من شيیء اثقل فی الميزان من حسن الخلق .

''حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حسنِ اخلاق سے بڑھ کر میزان میں بھاری چیز کوئی نہیں ہوگی۔'' (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب: ما جاء فی حسن الخلق، ۴/۳۶۲، الرقم: ۲۰۰۲، وابو داؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی حسن الخلق، ۴/۲۵۳، الرقم: ۴۷۹۹)

☆ عن ابن مسعود رضی الله عنه: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: حرم علی النار كل هين سهل قريب من الناس .

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اس شخص پر آگ حرام کر دی

گئی جو نرم خو، خوش اخلاق اور (نیک مجالس میں) لوگوں کے قریب ہے۔''

(اخرجه احمد بن حنبل فی المسند، ۱/۴۱۵، الرقم: ۳۹۳۸، وابن حبان فی الصحیح، ۲/۲۱۵، الرقم: ۴۶۹، والطبرانی فی المعجم ۱۰/۲۳۱، الرقم: ۱۰۵۶۲)

مسکرانا بھی صدقہ ہے

عن ابی ذر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : تبسمك فی وجه اخیك لك صدقة

''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا اپنے مسلمان بھئی کے لیے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔'' (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب: ماجاء فی صنائع المعروف، ۴/۳۳۹، الرقم: ۱۹۵۶، وابن حبان فی الصحیح، ۲/۲۲۱، الرقم: ۴۷۴، والطبرانی فی المعجم الاوسط، ۸/۱۸۳، الرقم: ۸۳۴۲)

☆ عن عائشه رضی الله عنها: قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان الله یحب الرفق فی الامر کله ۔

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ایک معاملہ میں نرمی برتنے کو پسند کرتا ہے۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: الادب، باب: الرفق فی الامر کله، ۵/۲۲۴۲، الرقم: ۵۶۷۸، وفی کتاب: الاستئذان، باب: کیف الرد علی اهل الذمه بالسلام، ۵/۲۳۰۸، الرقم: ۵۹۰۱، وفی کتاب: الدعوات، باب: الدعاء علی المشرکین، ۵/۲۳۴۹، الرقم: ۶۰۳۲، ومسلم فی الصحیح، کتاب: السلام، باب: النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام وکیف یرد علیهم، ۴/۱۷۰۶، الرقم: ۲۱۶۵)

☆ عن عائشه رضی الله عنها: قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : یا عائشة! ان الله رفیق یحب الرفق فی الامر کله ۔ وفی روایة: ان الله رفیق ویحب الرفق ویعطی علی الرفق ما لا یعطی علی العنف ۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یوں بھی مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بیشک اللہ تعالیٰ نرمی سے سلوک کرنے والا ہے اور ہر ایک معاملہ میں نرمی کو پسند کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر اتنا عطا فرماتا ہے کہ اتنا سختی پر بھی عطا نہیں کرتا۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب: اذا عرض الذمی وغیره بسب النبی صلی الله علیه وسلم ولم یصرح نحو قوله: السام علیکم، ۶/۲۵۳۹، الرقم: ۶۵۲۸، ومسلم فی الصحیح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، ۴/۲۰۰۳، الرقم: ۲۵۹۳)

☆ عن جرير رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من يحرم الرفق يحرم الخير .

''حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم ہوا وہ ہر خیر سے محروم ہو گیا۔''

(اخرجه مسلم فى الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل الرفق، ۴/۲۰۰۳، الرقم: ۲۵۹۲، وابو داؤد فى السنن كتاب الآداب، باب: فى الرفق، ۴/۲۵۵، الرقم: ۴۸۰۹)

کسی مسلمان کی مشکل کشائی و حاجت روائی کرنا

عن ابن عمر رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه من كان فى حاجة اخيه كان الله فى حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه بها كربة من كربات يوم القيامة ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة .

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی دنیوی مشکل حل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ستر پوشی کرے گا۔'' (اخرجه البخارى فى الصحيح، كتاب: المظالم، باب: لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه، ۲/۸۶۲، الرقم: ۲۳۱۰، ومسلم فى الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: تحريم الظلم، ۴/۱۹۹۶، الرقم: ۲۵۸۰، والترمذى فى السنن، كتاب: الحدود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ماجاء فى الستر على المسلم، ۴/۳۴، الرقم: ۱۴۲۶)

☆ عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من نفس عن مومن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة ومن يسر على معسر يسر الله عليه فى الدنيا والآخرة ومن ستر مسلما ستره الله فى الدنيا والآخرة والله فى عون العبد ما كان العبد فى عون اخيه .

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی کوئی دنیوی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل کرے گا جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا فرمائے گا اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔'' (اخرجه مسلم فى الصحيح، كتاب: الذكر والدعاء والاستغفار، باب: فضل الاجتماع على تلاوة القرآن، ۴/۲۰۷۴، الرقم: ۲۶۹۹)

☆ عن زيد بن ثابت رضی الله عنه : عن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: لا يزال الله فی حاجة العبد ما دام فی حاجة اخيه ۔

''حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے۔'' (اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير، ۱۱۸/۵، الرقم: ۴۸۰۱، ۴۸۰۲، والمنذری فی الترغيب والترهيب، ۲۶۴/۳، الرقم: ۳۹۷۴، وقال المنذری: رواته ثقات، والديلمی فی الفردوس بمأثور الخطاب، ۹۱/۵، الرقم ۷۵۶۰، والهيثمی فی مجمع الزوائد، ۱۹۳/۸)

☆ عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : ان لله خلقا خلقهم لحوائج الناس يفزع الناس اليهم فی حوائجهم اولئك الآمنون من عذاب الله ۔

''حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق ہے جنہیں اس نے لوگوں کی حاجت روائی کے لیے پیدا فرمایا ہے لوگ اپنی حاجات (کے سلسلے) میں دوڑے دوڑے ان کے پاس آتے ہیں یہ (وہ لوگ ہیں جو) اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔'' (اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير، ۳۵۸/۲، الرقم: ۱۳۳۳۴، والهيثمی فی مجمع الزوائد، ۱۹۲/۸، والقضاعی فی مسند الشهاب، ۱۱۷/۲، الرقم: ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، والمنذری فی الترغيب والترهيب، ۲۶۲/۳، الرقم: ۳۹۶۶)

☆ عن ابن عمر وابی هريرة رضی الله عنهما قالا: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم : من مشی فی حاجة اخيه المسلم حتی يتمها له اظله الله عزوجل بخمسة آلاف وفی رواية: بخمسة وسبعين الف ملك يدعون ويصلون عليه ان كان صباحا حتی يمسی وان كان مساء حتی يصبح ولا يرفع قدما الا كتبت له بها حسنة ولا يضع قدما الا حط الله عنه بها خطيئة ۔

''حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم دونوں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے کام کے سلسلے میں چل پڑا حتی کہ اسے پورا کر دے اللہ عزوجل اس پر پانچ ہزار، اور ایک روایت میں ہے کہ پچھتر ہزار فرشتوں کا سایہ فرما دیتا ہے وہ اس کے لیے اگر دن ہو تو رات ہونے تک اور رات ہو تو دن ہونے تک دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اس کے اٹھنے والے ہر قدم کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اس کے رکھنے والے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔'' (اخرجه البيهقی فی شعب الايمان، ۱۱۹/۶، الرقم: ۷۶۶۹، والطبرانی فی المعجم الاوسط، ۳۴۷/۴، الرقم: ۴۳۹۶، والمنذری فی الترغيب والترهيب، ۱۶۵/۴، الرقم: ۵۲۷۴، ۲۶۳/۳، الرقم: ۳۹۷۳ ورواه ابن حبان فی كتاب الثواب، والهيثمی فی مجمع الزوائد، ۲۹۹/۲)

والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا

☆ عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال: سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم ای العمل احب الی الله؟ قال: الصلاة علی وقتها قال: ثم ای؟ قال: بر الوالدین قال: ثم ای؟ قال: الجهاد فی سبیل الله۔

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین سے حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: الادب، باب: البر والصلة، ۵/۲۲۲۷، الرقم: ۵۶۲۵، وفی کتاب: مواقیت الصلاة، باب: فضل الصلاة لوقتها، ۱/۱۹۷، الرقم: ۵۰۴، ومسلم فی الصحیح، کتاب: الایمان، باب: بیان کون الایمان بالله تعالیٰ افضل الاعمال، ۱/۸۹، الرقم: ۸۵)

☆ عن ابی هریره رضی الله عنه قال: جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: یا رسول الله من احق الناس بحسن صحابتی؟ قال: امك قال: ثم من؟ قال ثم امك قال ثم من؟ قال ثم امك قال ثم من؟ قال ثم ابوك

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا: یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا: تیری والدہ، عرض کی پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، عرض کی پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں، عرض کی پھر کون؟ فرمایا پھر تیرا باپ۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، ۵/۲۲۲۷، الرقم: ۵۶۲۶، ومسلم فی الصحیح، کتاب: البر والصلة والآدب، باب بر الوالدین وانهما احق به، ۴/۱۹۷۴، الرقم: ۲۵۴۸، وابن ماجة فی السنن، کتاب: الادب، بر الوالدین، ۲/۱۲۰۷، الرقم: ۳۶۵۸)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا!

رغم انف ثم رغم انف ثم رغم انف۔

اسکی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلودہ ہو

پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ کس کی؟ فرمایا!

من ادرك ابویه عند الکبر احدهما او کلیهما فلم یدخل الجنة۔

جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم شریف، ۴/۱۹۷۸، ۲۵۵۱)

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، میں آپ سے جہاد اور ہجرت کی بیعت کرنا چاہتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا!

فهل من والديك احد حتي ؟ کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے، عرض کی جی ہاں بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ فرمایا! فتبتغي الاجر من الله ۔ تو اللہ سے اجر و ثواب چاہتا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا! فارجع الي والديك فا حسن صحبتهما اپنے والدین کے پاس جا اور ان سے اچھا سلوک کر۔ (بخاری، ۵/ ۲۲۲۷، ۵۶۲۷)

بخاری میں ہے کہ جہاد کی اجازت مانگنے والے کو حضور علیہ السلام نے فرمایا: احـي والـداك کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی جی ہاں، فرمایا: ففيهما فجاهد، تو انکی خدمت میں ہی جہاد کر۔ (ایضا)

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اما حق الوالدين على ولدهما ۔ والدین کا اپنی اولاد پر کتنا حق ہے؟ فرمایا: هما جنتك ونارك ۔ وہ دونوں تیری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی یعنی چاہے انکی خدمت کر کے جنت کما لے اور چاہے انکی نافرمانی کر کے دوزخ کا مستحق بن جا

(ابن ماجہ، ۲/ ۱۲۰۸، ۳۶۶۲، الترغیب والترہیب، ۳/ ۲۱۶، ۳۷۴۹)

صلۂ رحمی کا بیان

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الرحم معلقة بالعرش تقول: من وصلني وصله الله، ومن قطعني قطعه الله ۔

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رحم عرش سے معلق (وابستہ) ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ عزوجل اس کو جوڑے، اور جس نے مجھے کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔'' (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: صلة الرحم وتحريم وقطيعتها، ۴/ ۱۹۸۱، الرقم: ۲۵۵۵، وابن ابي شيبة في المصنف، ۵/ ۲۱۷، الرقم: ۲۵۳۸۸، وابو يعلى في المسند، ۷/ ۴۲۳، الرقم: ۴۴۴۶)

☆ عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: ابر البر ان يصل الرجل ود ابيه ۔ و في رواية: ان من ابر البر صلة الرجل اهل ودابيه بعد ان يولى ۔

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والد کے دوستوں سے نیکی کرے۔'' ''اور ایک روایت میں ہے کہ بڑی نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے وفات پا جانے کے بعد اس کے دوستوں سے نیکی کرے۔'' (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل صلة اصدقاء الاب والام ونحوهما، ۴/ ۱۹۷۹، الرقم: ۲۵۵۲، والطبراني في المعجم الاوسط، ۸/ ۷۲، الرقم: ۷۹۹۷، والبيهقي في السنن الكبرى، ۴/ ۱۸۰، الرقم: ۷۵۵۷)

☆ عن جاهمة رضي الله عنه قال: اتيت النبي صلى الله عليه وسلم استشيره في الجهاد فقال

النبی صلی الله علیه وسلم : الك والدان؟ قلت: نعم قال: الزمهما فان الجنة تحت ارجلهما .

''حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں جہاد کا مشورہ لینے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں (زندہ ہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہی کے ساتھ رہو کیونکہ جنت ان کے پاؤں تلے ہے۔'' (اخرجه النسائی فی السنن، کتاب: الجهاد، باب: الرخصة فی التخلف لمن له والدة، ۶/۱۱، الرقم: ۳۱۰۴، والطبرانی فی المعجم الکبیر، ۲/۲۸۹، الرقم: ۲۲۰۲، والمنذری فی الترغیب والترهیب، ۳/۲۱۶، الرقم: ۳۷۵۰، والهیثمی فی مجمع الزوائد، ۸/۱۳۸، وقال: ورجاله الثقات)

بڑوں اور چھوٹوں کے حقوق

☆ عن ام المومنین عائشة رضی الله عنها قالت: رایت احدًا کان اشبه سمتا ودلا وهدیا (وفی روایة:) حدیثا وکلاماً برسول الله صلی الله علیه وسلم من فاطمة رضی الله عنها، کانت اذا دخلت علیه قام الیها فاخذ بیدها فقبلها واجلسها فی مجلسه، وکان اذا دخل علیها قامت الیه فاخذت بیده فقبلته واجلسته فی مجلسها .

''اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ میں نے چال ڈھال، شکل وشباہت اور بات چیت میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو حضور نبی اکرم ﷺ سے مشابہ نہیں دیکھا اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ ﷺ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب حضور نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں، آپ ﷺ کے دستِ اقدس کو پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بیٹھاتیں۔''

(اخرجه ابوداؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: ماجاء فی القیام، ۴/۳۵۵، الرقم: ۵۲۱۷، والبخاری فی الادب المفرد، ۱/۳۳۷، الرقم: ۹۷۱، والنسائی فی السنن الکبری، ۵/۹۶، الرقم: ۸۳۶۹)

☆ عن الشعبی رضی الله عنه : ان النبی صلی الله علیه وسلم تلقی جعفر بن ابی طالب فالتزمه وقبل ما بین عینیه .

''حضرت شعبی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے معانقہ فرمایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔'' (اخرجه ابوداؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی قبلة ما بین العینین ۴/۳۵۶، الرقم: ۵۲۲۰، وابن ابی شیبة، ۶/۵۴۱، الرقم: ۳۳۶۸۲، ۷/۳۵۱، الرقم: ۳۶۶۴۳، والمقری فی تقبیل الید، ۱/۸۱، الرقم: ۲۱)

☆ عن عبد الرحمن بن رزین، قال: مررنا بالربذة، فقیل لنا: هاهنا سلمة بن الاکوع . فاتیته

فسلمنا عليه . فاخرج يديه، فقال: بايعت بهاتين نبي الله صلى الله عليه وسلم، فاخرج كفا له ضخمة كانها كف بعير، فقمنا اليها فقبلناها .

''حضرت عبد الرحمٰن بن رزین بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم ربذہ گئے تو ہم کو بتایا گیا کہ یہاں حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ رہتے ہیں۔ ہم ان کے پاس گئے اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑوں سے باہر کئے اور فرمایا: میں نے ان ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہے۔ ان کا ہاتھ بڑا اور ضخیم تھا جیسے اونٹ کے ہاتھ ہوں، ہم لوگ ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے اور ہم نے ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔'' (اخرجه البخاری فی الادب المفرد، ۱/۳۳۸، الرقم: ۹۷۳)

☆ عن ابن جدعان: قال ثابت لانس رضي الله عنه: امسست النبي صلى الله عليه وسلم بيدك؟ قال: نعم، فقبلها .

''حضرت ابن جدعان سے روایت ہے کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مَس کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، تو اس پر انہوں (حضرت ثابت) نے ان کے ہاتھوں کو چوم لیا۔'' (اخرجه البخاری فی الادب المفرد، ۱/۳۳۸، الرقم: ۹۷۴، والمقری فی تقبیل الید، ۱/۷۹، الرقم: ۱۹)

☆ عن صهيب رضي الله عنه مولى العباس قال: رايت عليا يقبل يد العباس ورجليه ويقول: يا عم ارض عني .

''حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے دیکھا اور آپ ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے: اے چچا! مجھ سے راضی ہو جائیں۔'' (اخرجه البخاری فی الادب المفرد، ۱/۳۳۹، الرقم: ۹۷۶، والذهبی فی سیر اعلام النبلاء، ۲/۹۴، والمزی فی تهذیب الکمال، ۱۳/۲۴۰، الرقم: ۲۹۰۵، والمقری فی تقبیل الید، ۱/۷۶، الرقم: ۱۵)

☆ عن اياس بن دغفل رضي الله عنه قال: رايت ابا نضرة قبل خد الحسن بن علي رضي الله عنهما

''حضرت ایاس بن دغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابونضرہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے رُخسارِ مبارک پر بوسہ دیا۔'' (اخرجه ابوداود فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی قبلة الخد، ۴/۳۵۶، الرقم: ۵۲۲۱، والبیهقی فی السنن الکبری، ۷/۱۰۱، الرقم: ۱۳۳۶۱، وابن ابی شیبة فی المصنف، ۵/۲۴۷، الرقم: ۲۵۷۴۳)

☆ عن عمر رضي الله عنه: انه كلما قدم الشام استقبله ابو عبيدة بن الجراح، فقبل يده .

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جب بھی شام آتے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ آپ کا استقبال کرتے

اور آپ کی دست بوسی کرتے۔'' (الحديث رقم ۳۱: اخرجه البيهقي في شعب الايمان، ۶/۴۷۶، الرقم: ۸۹۶۵)

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قبل رسول الله صلی الله عليه وسلم الحسن بن علی رضی الله عنهما وعنده الاقرع بن حابس التميمي جالسا، فقال الاقرع: ان لی عشرة من الولد ما قبلت منهم احدًا فنظر اليه رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: من لا يرحم لا يرحم.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما تو اقرع بن حابس تمیمی بولے: میرے دس بیٹے ہیں میں نے تو کبھی ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'' (اخرجه البخاری في الصحيح، كتاب: الادب، باب: رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ۵/۲۲۳۵، الرقم: ۵۶۵۱)

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه: ان الاقرع بن حابس ابصر النبی صلی الله عليه وسلم وهو يقبل حسينا، فقال: ان لی عشرة من الولد ما فعلت هذا بواحد منهم، فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم: من لا يرحم لا يرحم.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا، تو عرض کیا: میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے آج تک ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ایسا نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'' (اخرجه البخاری في الصحيح، كتاب: الادب باب: رحمة الولد وتقبيله ومعانقته، ۵/۲۲۳۵، الرقم: ۵۶۵۱، وابو داؤد في السنن، كتاب: الادب، باب: في قبلة الرجل ولده، ۴/۳۵۵، الرقم: ۵۲۱۸، وابن حبان في الصحيح، ۲/۲۰۲، الرقم: ۴۵۷، واحمد بن حنبل في المسند، ۲/۲۴۱، الرقم: ۷۲۸۷)

☆ عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال: لما نزلت بنو قريظة علی حكم سعد، هو ابن معاذ، بعث رسول الله صلی الله عليه وسلم، وكان قريبا منه، فجاء علی حمار، فلما دنا قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: قوموا الی سيد كم...... الحديث.

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر بنو قریظہ (قلعہ سے) نیچے اتر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلانے کے لیے ایک آدمی بھیجا اور وہ قریب ہی تھے سو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے، نزدیک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: اپنے سردار کے لیے تعظیماً کھڑے ہو جاؤ۔'' (اخرجه البخاری في الصحيح، كتاب: الجهاد، باب: اذا نزل العدو علی حكم رجل، ۳/۱۱۰۷، الرقم: ۲۸۷۸، وفي كتاب: المغازی، باب: مرجع النبی صلی الله عليه وسلم من الاحزاب ومخرجه الی بنی قريظه ومحاصرته اياهم، ۴/۱۵۱۱، الرقم: ۳۸۹۵، وفي كتاب: الاستئذان، باب: قول النبی صلی الله عليه وسلم: قوموا الی سيدكم، ۵/۲۳۱۰، الرقم: ۵۹۰۷،

ومسلم في الصحيح، كتاب: الجهاد والسير، باب: جواز قتال من نقض العهد وجواز انزال اهل الحصن على حكم حاكم عدل اهل للحكم، ۳/۱۳۸۸، الرقم: ۱۷۶۸، وابو داؤد في السنن، كتاب: الادب، باب: ما جاء في القيام، ۴/۳۵۵، الرقم: ۵۲۱۵، والنسائي في السنن الكبرى، ۵/۶۲، الرقم: ۸۲۲۲)

خاندان اور اولاد کے حقوق

☆ عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان من اكبر الكبائر ان يلعن الرجل والديه. قيل: يا رسول الله! وكيف يلعن الرجل والديه؟ قال: يسب الرجل ابا الرجل، فيسب اباه، ويسب امه فيسب امه.

’’حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کوئی آدمی اپنے والدین پر کس طرح لعنت کرتا ہے؟ فرمایا: ایک آدمی دوسرے آدمی کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ (جواباً) اس کے والد کو گالی دیتا ہے اور جب کوئی کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ (جواباً) اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔‘‘ (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الادب، باب: لا يسب الرجل والديه، ۵/۲۲۲۸، الرقم: ۵۶۲۸، ومسلم في الصحيح، كتاب الايمان، باب: بيان الكبائر واكبرها، ۱/۹۲، الرقم: ۹۰، والترمذي في السنن، كتاب: البر والصلة، باب: في عقوق الوالدين، ۴/۳۱۲، الرقم: ۱۹۰۲، وقال ابو عيسى: هذا حديث حسن صحيح، واحمد بن حنبل في المسند، ۲/۱۶۴، الرقم: ۶۵۲۹، ۶۸۴۰، والبزار في المسند، ۶/۴۳۵، الرقم: ۲۴۸۳)

☆ عن سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له: انك لن تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله الا اجرت عليها، حتى ما تجعل في فم امراتك.

’’حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم جو کچھ خرچ کرتے ہو کہ جس سے تمہارا مقصود رضائے الٰہی ہو تو تمہیں اس پر اجر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنی بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتے ہو (اس پر بھی تمہیں اجر دیا جاتا ہے)۔‘‘ (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الايمان، باب: ما جاء ان الاعمال بالنية والحسبة، ولكل امرئ ما نوى، ۱/۳۰، الرقم: ۵۶، وفي كتاب: الجنائز، باب: رثاء النبي صلى الله عليه وسلم سعد بن خولة، ۱/۴۳۵، الرقم: ۱۲۳۳)

☆ عن بهز بن حكيم، عن ابيه عن جده، قال: قلت: يا رسول الله، عوراتنا ما نأتي منها وما نذر؟ قال: احفظ عورتك الا من زوجتك، او ما ملكت يمينك، فقال: الرجل يكون مع الرجل؟ قال: ان استطعت الا يراها احد فافعل، قلت: والرجل يكون خاليا، قال فالله احق ان يستحيا منه.

''حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اپنے ستر میں سے کیا چھپائیں اور کیا نہ چھپائیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے اپنی شرمگاہ محفوظ رکھو، انہوں نے عرض کیا: اگر مرد، مرد کے ساتھ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ممکن ہو کہ تو ستر چھپا سکے تو ایسا ہی کرو (نہ دکھاؤ)۔ میں نے عرض کیا: انسان تنہا بھی ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حق سب سے زیادہ ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔'' (اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: الآداب عن رسول الله صلی الله علیه وسلم باب: ما جاء فی حفظ العورة، ۵/۹۷، الرقم: ۲۷۶۹، وابو داؤد فی السنن، کتاب: الحمام، باب: ما جاء فی التعری، ۴/۴۰، الرقم: ۴۰۱۷، وابن ماجة فی السنن، کتاب: النکاح، باب: التستر عند الجماع، ۱/۶۱۸، الرقم: ۱۹۲۰، والنسائی فی السنن الکبری، ۵/۳۱۳، الرقم: ۸۹۷۲، واحمد بن حنبل فی المسند، ۵/۳، والبیهقی فی السنن الکبری، ۱/۱۹۹، الرقم: ۹۱۰)

☆ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مروا اولادکم بالصلاة وهم ابناء سبع سنین، واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین، وفرقوا بینهم فی المضاجع.

''حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں اس (نماز نہ پڑھنے) پر مارو اور (اس عمر میں) انہیں الگ الگ سلایا کرو۔'' (اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب: الصلاة، باب: متی یؤمر الغلام بالصلاة، ۱/۱۳۳، الرقم: ۴۹۵، والحاکم فی المستدرك، ۱/۳۱۱، الرقم: ۷۰۸، والدارقطنی فی السنن، ۱/۲۳۰، الرقم ۳، ۲: واحمد بن حنبل فی المسند، ۲/۱۸۷، الرقم: ۶۷۵۶، والبیهقی فی السنن الکبری، ۲/۲۲۸، الرقم: ۳۰۵۰)

☆ عن معاویة بن حیدة رضی الله عنه قال: قلت: یا رسول الله! ما حق زوجة احدنا علیه؟ قال: ان تطعمها اذا طعمت، وتکسوها اذا اکتسیت او اکتسبت، ولا تضرب الوجه، ولا تقبح، ولا تهجر الا فی البیت.

''حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کسی پر اس کی بیوی کا حق کیا ہے؟ فرمایا: جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، جب تم پہنو یا کماؤ تو اسے بھی پہناؤ، اس کے منہ پر نہ مارو، اُس سے برے لفظ نہ کہو اور اسے خود سے جدا نہ کرو مگر گھر میں ہی۔''

(اخرجه ابو داؤد فی السنن، کتاب: النکاح، باب: فی حق المراة علی زوجها، ۲/۲۴۴، الرقم ۲۱۴۲)

☆ عن ابن عباس رضی الله عنهما، عن النبی صلی الله علیه وسلم: سووا بین اولادکم فی

العطية، فلو كنت مفضلا احدًا لفضلت النساء .

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تحائف کی تقسیم میں اپنی اولاد میں برابری رکھو اور اگر میں کسی کو کسی پر فضیلت دیتا تو عورتوں کو (بیٹیوں کو بیٹوں پر) فضیلت دیتا۔‘‘ (اخرجه البخاری فی الصحيح، كتاب: الهبة وفضلها، باب: (١١)، الهبة للولد واذا اعطى بعض ولده شيئا لم يجز حتى يعدل بينهم ويعطى الآخرين مثله ولا يشهد عليه وقال النبی صلى الله عليه وسلم : اعدلوا بين اولادكم فی العطية، ٢/٩١٣)

☆ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما من رجل تدرك له ابنتان فيحسن اليهما، ما صحبتاه او صحبهما، الا ......

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کی دو بیٹیاں ہوں اور جب تک وہ اس کے پاس رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہا (اس دوران) وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہا تو وہ دونوں اسے جنت میں لے جائیں گی۔‘‘ (اخرجه ابن ماجة، كتاب الادب، باب: بر الوالد والاحسان الى البنات، ٢/١٢١٠، الرقم: ٣٦٧٠، وابن حبان فی الصحيح، ٧/٢٠٧، الرقم: ٢٩٤٥، والحاكم فی المستدرك، ٤/١٩٦، الرقم: ٧٣٥١، واحمد بن حنبل فی المسند، ١/٣٦٣، الرقم: ٣٤٢٤، وابو يعلى فی المسند، ٤/٤٤٥، الرقم: ٢٥٧١، والطبرانی فی المعجم الكبير، ١٠/٣٣٧، الرقم: ١٠٨٣٦)

☆ عن ابی سعيد نِ الخدری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من عال ثلاث بنات فادبهن وزوجهن واحسن اليهن فله الجنة . وفی رواية قال: ثلاث اخوات او ثلاث بنات اوبنتان او اختان .

’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے تین بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہا تو اس کے لیے جنت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین بہنیں یا تین بیٹیاں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں۔‘‘ (اخرجه ابو داؤد فی السنن، كتاب: الادب، باب: فی فضل من عال يتيما، ٤/٣٣٨، الرقم: ٥١٤٧، واحمد بن حنبل فی المسند، ٣/٩٧، الرقم: ١١٩٤٣، وابو يعلى فی المسند، ٤/٣٤٢، الرقم: ٢٤٥٧، والطبرانی فی المعجم الكبير، ١١/٢١٦، الرقم: ١١٥٤٢، وابن ابی شيبة فی المصنف، ٥/٢٢١، الرقم: ٢٥٤٣٤، والهيثمی فی مجمع الزوائد، ٨/١٦٢)

☆ عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما ، عن النبی صلى الله عليه وسلم قال: رضى الرب فی رضى الوالد، وسخط الرب فی سخط الوالد .

’’حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔‘‘ (اخرجه الترمذی فی السنن، كتاب: البر والصلة، باب: ماجاء من الفضل فی

رضا الوالدین، ۴/۳۱۰، الرقم: ۱۸۹۹، والحاکم فی المستدرک، ۴/۱۶۸، الرقم: ۷۲۴۹)

☆ عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : انکم تدعون یوم القیامۃ باسمائکم واسماء آبائکم فاحسنوا اسماء کم ۔

”حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم قیامت کے روز اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے، لہٰذا اپنے نام خوبصورت رکھا کرو۔“ (اخرجہ ابوداؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی تغییر الاسماء، ۴/۲۸۷، الرقم: ۴۹۴۸، والدارمی فی السنن، ۲/۳۸۰، الرقم: ۲۶۹۴، واحمد بن حنبل فی المسند، ۵/۱۹۴، الرقم: ۲۲۰۳۵)

☆ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح ۔

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ برا نام تبدیل فرمادیا کرتے تھے۔“ (اخرجہ الترمذی فی السنن، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ما جاء فی تغییر الاسماء، ۵/۱۳۵، الرقم: ۲۸۳۹، وابن ابی شیبۃ فی المصنف، ۵/۲۶۱، الرقم: ۲۵۸۹۲، والسیوطی فی الجامع الصغیر، ۱/۳۴۴، الرقم: ۶۵۰، والمنذری فی الترغیب والترھیب، ۳/۴۹، الرقم: ۳۰۳۳)

جامع حقوق کا بیان

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من حمل علینا السلاح فلیس منا ۔

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہم پر (یعنی مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔“ (اخرجہ البخاری فی صحیح، کتاب: الدیات، باب: قول اللہ تعالیٰ: ومن احیاھا، ۶/۲۵۲۰، الرقم: ۶۴۸۰، وفی کتاب: الفتن، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من حمل علینا السلاح فلیس منا، ۶/۲۵۹۱، الرقم: ۶۶۵۹، ومسلم فی الصحیح، کتاب: الایمان، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من حمل علینا السلاح فلیس منا، ۱/۹۸، الرقم: ۹۸)

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: الا کلکم راع، وکلکم مسؤول عن رعیتہ، الامام راع، ومسؤول عن رعیتہ، والرجل راع فی اھلہ ومسؤول عن رعیتہ، والمراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا ومسؤولۃ عن رعیتھا، والخادم راع فی مال سیدہ ومسؤول عن رعیتہ، قال وحسبت ان قد قال: والرجل راع فی مال ابیہ ومسؤول عن رعیتہ، وکلکم راع ومسؤول عن رعیتہ ۔

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: سن لو! تم میں

سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ حکمران نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آدمی اپنے گھربار کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ نوکر اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (راوی کہتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ) آدمی اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا اور تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: الجمعة، باب: الجمعة فی القری والمدن، ۱/۳۰۴، الرقم: ۸۵۳، وفی کتاب: فی الاستقراض واداء الدیون والحجر والتفلیس، باب: العبد راع فی مال سیده ولا یعمل الا باذنه، ۲/۸۴۸، الرقم: ۲۲۷۸)

پڑوسی کے بارے میں

عن عائشة رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما زال جبریل یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه.

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے ہمسائے کے حقوق بارے میں تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال آنے لگا کہ یہ اسے وارث بنا دیں گے۔''

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: الادب، باب: الوصاة بالجار، ۵/۲۲۳۹، الحدیث: ۵۶۶۸، ۵۶۶۹، ومسلم فی الصحیح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: الوصیة بالجار والاحسان الیه، ۴/۲۰۲۵، الرقم: ۲۶۲۴)

☆ عن عمرو بن شعیب رضی الله عنه، عن ابیه، عن جده قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس منا من لم یرحم صغیرنا، ویعرف شرف کبیرنا

''حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی قدر و منزلت نہ پہچانے۔''

(اخرجه الترمذی فی السنن، کتاب: البر والصلة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم، باب: ما جاء فی رحمة الصبیان، ۴/۳۲۲، الرقم: ۱۹۲۰، وابو داؤد فی السنن، کتاب: الادب، باب: فی الرحمة، ۴/۲۸۶، الرقم: ۴۹۴۱)

☆ عن ابی سعید ن الخدری رضی الله عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: اذا رایتم الجنازة فقوموا، فمن تبعها فلا یقعد حتی توضع.

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ جو جنازہ کے ساتھ جائے تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب: الجنائز، باب: من تبع جنازة فلا یقعد حتی توضع عن مناکب الرجال فان قعد امر بالقیام، ۱/۴۴۱، الرقم:

۱۲۴۸، ومسلم في الصحيح، كتاب: الجنائز، باب: القيام للجنازة، ۲/۶۶۰، الرقم: ۹۵۹)

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: رب اشعث مدفوع بالابواب، لو اقسم علی الله لا بره.

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کتنے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پراگندہ حال ہوتے ہیں جن کو دروازوں سے دھتکار دیا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ کے ہاں کا یہ مقام ہوتا ہے) اگر وہ کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو وہ اسے ضرور پورا فرما دیتا ہے۔'' (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والاداب، باب: فضل الضعفاء والخاملين، ۴/۲۰۲۴، الرقم: ۲۶۲۲، وفي كتاب: الجنة وصفة نعيمها واهلها، باب: النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء، ۴/۲۱۹۱، الرقم: ۲۸۵۴)

یتیم، مسکین اور بیوہ

عن سهل بن سعد رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: انا وكافل اليتيم في الجنة هكذا واشار بالسبابة والوسطى، وفرج بينهما شيئا.

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' اور اپنی شہادت اور درمیان انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ رکھا۔''

(اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الطلاق، باب: اللعان، ۵/۲۰۳۲، الرقم: ۴۹۹۸، وفي كتاب: الادب، باب: فضل من يعول يتيما، ۵/۲۲۳۷، الرقم: ۵۶۵۹، ومسلم في الصحيح، كتاب: الزهد والرقائق، باب: الاحسان الى الارملة والمسكين واليتيم، ۴/۲۲۸۷، الرقم: ۲۹۸۳)

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه، عن النبي صلی الله عليه وسلم قال: الساعي على الارملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله واحسبه، قال: وكالقائم الذي لا يفتر، وكالصائم الذي لا يفطر.

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیوہ عورت اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا خدا کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ اس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو تھکتا نہیں اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔'' (اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: النفقات، باب: فضل النفقة على الاهل، ۵/۲۰۴۷، الرقم: ۵۰۳۸، وفي كتاب الادب، باب: الساعي على الارملة، ۵/۲۲۳۷، الرقم: ۵۶۶۰، ومسلم في الصحيح، كتاب: الزهد والرقائق، باب: الاحسان الى الارملة والمسكين واليتيم، ۴/۲۲۸۶، الرقم: ۲۹۸۲)

☆ عن انس رضی الله عنه عن النبي صلی الله عليه وسلم قال: من عال جاريتين حتى تبلغا،

جاء يوم القيامة انا وهو كهاتين وضم اصابعه .

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں وہ قیامت کے دن آئے گا تو وہ اور میں اس طرح ہوں گے اور اپنی انگلیوں کو ملا دیا۔'' (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل الاحسان الى البنات، ۴/۲۰۲۷، الرقم: ۲۶۳۱، والبخاري في الأدب المفرد، ۱/۳۰۸، الرقم: ۸۹۴، والترمذي في السنن، كتاب: البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ماجاء في النفقة على البنات والاخوات، ۴/۳۱۹، الرقم: ۱۹۱۴)

☆ عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الدنيا متاع وخير متاع الدنيا المراة الصالحة .

''حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا ساز و سامان کی جگہ ہے اور اس دنیا کا بہترین سرمایہ نیک عورت ہے۔'' (اخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الرضاع، باب: خير متاع الدنيا المراة الصالحة، ۲/۱۰۹۰، الرقم: ۱۴۶۷، والنسائي في السنن، كتاب: النكاح، باب: المراة الصالحة، ۶/۶۹، الرقم: ۳۲۳۲)

☆ عن ام سلمة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ايما امراة ماتت، وزوجها عنها راض دخلت الجنة .

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا، وہ جنت میں داخل ہوگئی۔'' (اخرجه الترمذي في السنن، كتاب: الرضاع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ما جاء في حق الزوج على المراة، ۳/۴۶۶، الرقم: ۱۱۶۱، وابن ماجة في السنن، كتاب: النكاح، باب: حق الزوج على المراة، ۱/۵۹۵، الرقم: ۱۸۵۴)

☆ عن ابي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اكمل المومنين ايمانا احسنهم خلقا وخياركم خياركم لنسائهم .

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومنین میں سے کامل مومن وہ ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے بہترین ہے۔'' (اخرجه الترمذي في السنن، كتاب: الرضاع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب: ما جاء في حق المراة على زوجها، ۳/۴۶۶، الرقم: ۱۱۶۲، وابن حبان في الصحيح، ۲/۲۲۷، الرقم: ۴۷۹، والحاكم في المستدرك، ۱/۴۳، الرقم: ۲)

☆ عن عائشة رضي الله عنها انها قالت: امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ننزل الناس منازلهم .

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کو ان کے مراتب کے مطابق جگہ دیں۔'' (اخرجه مسلم فی الصحيح، المقدمه، ۱/۶، وابو يعلى فى المسند، ۸/۲۴۶، الرقم: ۴۸۲۶، والبيهقى فى شعب الايمان، ۷/۴۶۲، الرقم: ۱۰۹۹۹)

راستے کے حقوق

عن ابى سعيد ن الخدرى رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال: اياكم والجلوس بالطرقات . فقالوا يا رسول الله، ما لنا من مجالسنا بد نتحدث فيها، فقال: اذابيتم الا المجلس، فاعطوا الطريق حقه . قالوا: وما حق الطريق يا رسول الله؟ قال: غض البصر، وكف الاذى، ورد السلام، والامر بالمعروف، والنهى عن المنكر .

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: راستوں پہ بیٹھنے سے بچو، عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے کوئی چارہ نہیں ہے ہم راستوں میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں فرمایا اگر اتنا ہی ضروری ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہیں جھکا کر رکھو، تکلیف دہ چیز کو (راستے سے) ہٹاؤ، سلام کا جواب دو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ (اخرجه البخارى فى الصحيح، كتاب: الاستئذان، باب: (۲)، ۵/۲۳۰۰، الرقم: ۵۸۷۵، وفى كتاب: المظالم، باب: افنية الدور والجلوس فيها والجلوس على الصعدات، ۲/۸۷۰، الرقم: ۲۳۳۳، ومسلم فى الصحيح، كتاب: اللباس والزينة، باب: النهى عن الجلوس فى الطرقات واعطاء الطريق حقه، ۳/۱۷۰۴، الرقم: ۲۱۲۱، وابو داؤد فى السنن، كتاب: الاداب، باب: فى الجلوس بالطرقات، ۴/۲۵۶، الرقم: ۴۸۱۵، واحمد بن حنبل فى المسند، ۳/۴۷، الرقم: ۱۱۴۵۴)

☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مثل المومنين فى توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى (متفق عليه وهذا لفظ مسلم)

اہل ایمان کی مثال ایک دوسرے پہ رحم کرنے، دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے، چنانچہ جسم کے کسی بھی حصّہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا: تم جانتے ہو مومن کون ہے؟

صحابہ کرام نے عرض کی اللہ ورسوله اعلم ۔ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔

فرمایا: من امنه المومنون على انفسهم واموالهم والمهاجر من هجر السوء فاجتنبه .

(و فى رواية على دمائهم، ترمذى ۵/۱۷، ۲۶۲۷)

مومن وہ ہے جس سے اہل ایمان کے جان و مال محفوظ ہوں اور مہاجر وہ ہے جس نے بُرائی کو چھوڑ دیا اور اس سے پرہیز کرتا رہا۔ (مسند احمد ۲/۲۰۶، ۲۱۵، حدیث ۶۹۲۵ و ۷۰۱۷)

☆ ایک حدیث اس بارے میں بہت مشہور ہے: **المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده**

مسلمان وہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری شریف، عن عبداللہ بن عمرو، ۵/۲۳۷۹، ۶۱۱۹)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: **المومن مرأة اخيه اذا رای فيه عيبا اصلحه**

مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے جب وہ اس میں کوئی بُرائی دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کے لیے کمر بستہ ہو جاتا ہے۔

(اخرجه البخاری فی الادب المفرد، ۱/۹۳، حديث ۲۳۸)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

جس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور بیت اللہ کا حج کیا اور مہمان کی مہمان نوازی کی وہ جنت میں داخل ہو گیا

(اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير ۱۲/۱۳۶، ۱۲۶۹۲)

☆ ایک شخص نے سوال کیا ای المسلمين خیر ا یا رسول اللہ کون سا مسلمان افضل ہے؟ فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں (بخاری، ۵/۲۳۷۹، حدیث ۶۱۱۹ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پہ حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس سے خیانت کرتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون حرام ہے (دل کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے کسی مسلمان کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

(ترمذی شریف ۴/۳۲۵ حدیث ۱۹۲۷)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے مُنہ نہ موڑو، اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے اے اللہ کے بندو! باہم بھائی بھائی ہو جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر نہ تو ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے تقویٰ اور پرہیز گاری یہاں ہے (اور آپ نے تین مرتبہ اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا) کسی مسلمان کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے۔

(اخرجه مسلم فی الصحيح كتاب البر والصلة والآداب ۴/۱۹۸۶، الرقم: ۲۵۶۴)

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه، ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: حق المسلم علی المسلم خمس: رد السلام وعيادة المريض، واتباع الجنائز، واجابة الدعوة، وتشميت العاطس.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا بیمار کی عیادت کرنا، اس کے جنازہ کے ساتھ جانا، اس کی دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔''

(اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الجنائز، باب: الامر باتباع الجنائز، ۱/۴۱۸، الرقم: ۱۱۸۳، ومسلم فی الصحيح، کتاب: السلام، باب: من حق المسلم للمسلم رد السلام، ۴/۱۷۰۴، الرقم: ۲۱۶۲)

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: حق المسلم علی المسلم ست. قيل: ما هن؟ يا رسول الله! قال: اذا لقيته فسلم عليه، واذا دعاك فاجبه، واذا استنصحك فانصح له، واذا عطس فحمد الله فشمته، واذا مرض فعده، واذا مات فاتبعه.

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون سے حق ہیں؟ فرمایا: جب تو مسلمان کو ملے تو اسے سلام کر اور جب وہ تیری دعوت کرے تو قبول کر، اور جب وہ تجھ سے مشورے چاہے تو اچھا مشورہ دے، اور جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تو بھی جواب میں (يرحمك الله) کہہ اور جب بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کر، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ شامل ہو۔''

(اخرجه مسلم فی الصحيح، کتاب: السلام، باب: من حق المسلم للمسلم رد السلام، ۴/۱۷۰۵، الرقم: ۲۱۶۲، وابن حبان فی الصحيح، ۱/۴۷۷، الرقم: ۲۴۲، والدارمی فی السنن، ۲/۳۵۷، الرقم: ۲۶۳۳)

☆ عن انس بن مالك رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: انصر اخاك ظالما او مظلوما. فقال رجل: يا رسول الله! انصره اذا كان مظلوما، ارايت ان كان ظالما كيف انصره؟ قال: تحجزه او تمنعه من الظلم، فان ذلك نصره.

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہو تب میں اس کی مدد کروں لیکن مجھے یہ بتایئے کہ جب وہ ظالم ہو تو میں اس کی مدد کیسے کروں؟ فرمایا: اسے ظلم سے باز رکھو، یا فرمایا: اُسے ظلم سے روکو، کیونکہ یہ بھی اس کی مدد ہے۔''

(اخرجه البخاری فی الصحيح، کتاب: الاکراه، باب: يمين الرجل لصاحبه، انه اخوه، اذا خاف عليه القتل او نحوه، ۶/۲۵۵۰، الرقم: ۶۵۵۲، وفی کتاب: المظالم، باب: اعن اخاك ظالما او مظلوما، ۲/۸۶۳، الرقم: ۲۳۱۱-

۲۳۱۲، ومسلم فی الصحیح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: نصر الاخ ظالما او مظلوما، ۱۹۹۸/۴، الرقم: ۲۵۸۴)

میں بیمار تھا تو نے عیادت کیوں نہ کی

عن ابی هريرة رضی الله عنه ، قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان الله عزوجل يقول يوم القيامة: يا ابن آدم، مرضت فلم تعدنی . قال : يا رب! كيف اعودك وانت رب العالمين؟ قال: اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعده . اما علمت انك لو عدته لو جدتنیعنده؟ يا ابن آدم! استطعمتك فلم تطعمنی . قال: يا رب! و كيف اطعمك وانت رب العالمين؟ قال: اما علمت انه استطعمك عبدی فلان فلم تطعمه؟ اما علمت انك لو اطعمته لو جدت ذلك عندی؟ يا ابن آدم! استسقيتك فلم تسقنی . قال: يا رب! كيف اسقيك وانت رب العالمين؟ قال: استسقاك عبدی فلان فلم تسقه، اما انك لو سقيته وجدت ذلك عندی .

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری مزاج پرسی نہ کی۔ بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں تیری بیمار پرسی کیسے کرتا جبکہ تو خود تمام جہانوں کا پالنے والا ہے؟ ارشاد ہوگا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی مزاج پرسی نہیں کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس موجود پاتا؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا اور تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا: اے پروردگار! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا جبکہ تو تمام جہانوں کا پالنہار ہے؟ ارشاد ہوگا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا ثواب میری بارگاہ سے پاتا؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ بندہ عرض کرے گا: پروردگار! میں تجھے پانی کیسے پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ ارشاد ہوگا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا ثواب تجھے میرے ہاں سے ملتا؟‘‘ (اخرجه مسلم فی الصحیح، کتاب: البر والصلة والآداب، باب: فضل عيادة المريض، ۱۹۹۰/۴، الرقم: ۲۵۶۹، والبخاری فی الادب المفرد، ۱: ۱۸۲، الرقم: ۵۱۷، وابن حبان فی الصحیح، ۵۰۳/۱، الرقم: ۲۶۹، ۹۴۴، ۷۳۶۲، والبیهقی فی شعب الایمان، ۵۳۴/۶، الرقم: ۹۱۸۲، وابن راهویة فی المسند، ۱۱۵/۱، الرقم: ۲۸، والمنذری فی الترغیب والترهیب، ۳۷/۲، الرقم: ۱۳۰۶)

☆ عن عبد الله رضی الله عنه ، قال : قال رجل: يا رسول الله ! متی اكون محسنا؟ قال: اذا قال جيرانك: انت محسن فانت محسن، واذا قالوا: انك مسیء فانت مسیء .

’’حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں محسن

(نیک) کب بنوں گا؟ فرمایا: جب تیرا پڑوسی تجھے کہے کہ تو نیک ہے تو تُو نیک ہے اور جب وہ تجھے بُرا کہے تو تُو بُرا ہے۔" (اخرجه ابن ماجة فی السنن، کتاب: الزهد، باب: الثناء الحسن، ۲/۱۴۱۱، الرقم: ۴۲۲۲، ۴۲۲۳، وابن حبان فی الصحیح، ذکر العلامة التی یستبدل المرء بها علی احسانه، ۲/۲۸۴، الرقم: ۵۲۵، والحاکم فی المستدرک، ۱/۵۳۴، الرقم: ۱۳۹۹، البیهقی فی شعب الایمان، ۷/۸۵، الرقم: ۱۳۹۹، والحسینی فی البیان والتعریف، ۱/۴۸، الرقم: ۹۷، والمناوی فی فیض القدیر، ۱/۲۴۴)

حقوق العباد کے بارے میں فیصلہ کن حدیث

عن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: من نفس عن مومن کربة من کرب الدنیا نفس الله عنه کربة من کرب یوم القیامة، ومن یسر علی معسر یسر الله علیه فی الدنیا والأخرة، ومن ستر مسلماً ستره الله فی الدنیا والاخرة، والله فی عون العبدما کان العبد فی عون اخیه ومن سلك طریقا یلتمس فیه علما سهل الله له به طریقا الیٰ الجنة ۔ وما اجتمع قوم فی بیت من "بیوت الله یتلون کتاب الله ویتدا رسونه بینهم الا نزلت علیهم السکینة، وغشیتهم الرحمة، وحفتهم الملائکة، وذکر هم الله فیمن عنده، ومن بطابه عمله لم یسرع به نسبه ۔"

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان سے دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کر دی تو اللہ عزوجل قیامت کی تکلیفوں میں سے ایک تکلیف اس سے دور کر دے گا۔ جو کسی غریب کو آسانی دے گا تو اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں اسے آسانی میسر کرے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ عزوجل دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ عزوجل اپنے بندے کی مدد کرنے میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرنے میں رہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے کسی راستہ میں چلا، اللہ عزوجل جنت کی طرف لے جانے والے راستہ کا چلنا اس کے لیے آسان فرما دے گا اور جو لوگ اللہ عزوجل کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد) میں جمع ہو کر اللہ عزوجل کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے اس کا سبق لیتے ہیں تو (اللہ عزوجل کی طرف سے) ضرور ان پر سکون اور اطمینان کا نزول ہوتا ہے اور ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ عزوجل ان کا ذکر اپنے فرشتوں میں کرتا ہے (پھر فرمایا کہ) جس کا عمل بلند مرتبہ پر پہنچانے میں دیر لگا دے اس کا نسب اس کو بلند مرتبہ پر لے جانے میں جلدی نہیں کر سکتا۔

(مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۳۱ کتاب الذکر والدعاء رقم ۲۶۹۹)

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کی رحمت اور اس کے فضل کی عظمت کا بیان فرمایا اور انسان کے ساتھ ہمدردی کا بیان ہے مثلاً مسلمان سے تکلیف کو دور کرنا، غریب کو آسانی دینا، مسلمان کی پردہ پوشی کرنا، اللہ کے راستے میں نکلنا، دینی محافل میں حاضری، کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث حقوق العباد کے بارے میں فیصلہ کن ہے۔

ہزار روزہ ہزار اتقا نماز ہزار
ہزار زہد وعبادت ہزار استغفار
ہزار طاعت شبہا ہزار بیداری
قبول نیست اگر خاطرے بیا زاری

اللہ کو اپنی مخلوق کس قدر پیاری ہے

حدیث شریف میں ہے کہ فرائض کے بعد سب اعمال میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۱ حدیث ۱۱۷۹)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کس قدر پیاری ہے اور مخلوق میں پھر مسلمان کا اللہ کے ہاں کیا مقام ہے۔ سبحان اللہ

ثنا گو پتا پتا ہے خدا یا دم بدم تیرا
زمین وآسماں تیرے ہے موجود وعدم تیرا
جو دنیا میں تیرا کھا کر تیرے شکوے کریں یا رب
تعجب ہے کہ ان پر بھی رہے لطف وکرم تیرا
(اعظم چشتی)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ ۔ ومن کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ ومن کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او لیصمت (متفق علیہ وھذا لفظ البخاری)

جو اللہ پر اور روز قیامت پہ ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو نہ ستائے۔ جو اللہ پر اور قیامت کے دن پہ ایمان رکھتا ہے وہ منہ سے اچھی بات نکالے یا خاموش رہے۔

☆ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا وشبک بین اصابعہ (متفق علیہ)

ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک مضبوط دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے (اس کی وضاحت کے لیے) حضور علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ ۔ (متفق علیہ وزاد مسلم اوقال لجارہ)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے (مسلم شریف میں اتنا اضافہ ہے) یا اپنے پڑوسی کے لیے۔

☆ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی قسم اُٹھا کر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: **واللہ لا یومن** اللہ کی قسم وہ ہرگز ایمان دار نہیں ہو سکتا، عرض کی گئی یا رسول اللہ! کون؟ فرمایا **الذی لا یامن جارہ بوائقہ ۔** وہ جس کا پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے محفوظ نہیں (بخاری شریف ۵/۲۲۴۰، ۵۶۷۰، مسلم شریف ۱/۶۸، ۴۶)

جانوروں کے حقوق

اگر ہم نے جانوروں کو ناحق پیٹا یا نا قابل برداشت بوجھ ان پر لادا ہو، یا اُن کے چارہ، پانی کا ہم نے انتظام نہ کیا ہو تو ان جانوروں کے حقوق کی معافی خاصی مشکل سی بات ہے۔

اگر کسی کافر کی حق تلفی کی گئی ہو (اور کافر بھی کالانعام بل ھواضل کا مصداق ہے) تو اس کی معافی کی واحد صورت یہ ہے کہ دنیا ہی میں اس سے معاف کرا لیا جائے ورنہ قیامت کے دن تو کافر سخت خصیم (جھگڑالو) ثابت ہوگا اور اس کو راضی کرنے کی کوئی صورت ہی نہ ہوگی' کیونکہ نہ تو مومن کی حسنات اس کافر کے سپرد کی جاسکتی ہیں اور نہ ہی کافر کے گناہوں سے تخفیفِ عذاب کے لیے کچھ گناہ مومن کے سپرد کردیئے جائیں گے اور جانوروں کے حقوق کی بھی یہی حالت ہے۔ پس ان دونوں کے حقوق سے خاص طور پر بچنا چاہیے پس جب ہم ان سب حقوق سے فراغت حاصل کرلیں گے (ان کو ادا کردیں) تو پھر ہماری توبہ وانابت مکمل ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اس احسان اور توفیق دینے پر ہمیں شکر کرنا چاہیے۔ ہمیں اس بارے میں ایک حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

عن ابی یعلٰی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ''ان اللہ کتب الاحسان علٰی کل شیءٍ فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فا حسنوا الذبحۃ ولیحداحد کم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ۔

''حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ہر چیز میں احسان کو لازم رکھا ہے لہٰذا جب تم قتل کرو۔ (بطور سزا) تو اچھے طریقے سے کرو اور جب تم میں سے کوئی ذبح کرنا چاہے تو چھری تیز کرلے اور ذبیحہ کو آرام دے۔''

(مسلم شریف، کتاب الذبائح رقم ۱۹۵۵ ابن ماجہ شریف، رقم ۳۱۷۰، مسند امام احمد بن حنبل رقم ۵۸۸۴)

حسن سلوک کے متعلق اس حدیث میں فرمایا گیا ہے اس لیے جس سے بھی ہمیں واسطہ پڑے وہ اگرچہ انسان ہو یا کوئی جانور اس سے حسن سلوک یعنی اچھے طریقے سے پیش آنا چاہیے اور جانور سے اچھا برتاؤ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ذبح کرنے میں فرمایا کہ اچھے طریقے سے ذبح کرے اور وہ اس طرح کی کھٹل چھری سے ذبح نہ کرے اور چھری کو ذبح کرنے سے پہلے تیز کرے نیز یہ بھی فرمایا کہ ذبیحہ کو آرام پہنچائے جس کی بہت سی شکلیں ہیں، مثلاً یہ کہ جانور ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال نہ کھینچے اور کوئی عضو نہ کاٹے، بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح نہ کرے اسی طرح علماء نے لکھا ہے کہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور چھری کو اس کے سامنے تیز نہ کرے۔ غور کرو جب ہمارا دین جانور پہ زیادتی برداشت نہیں کرتا تو انسانوں پھر مسلمانوں پر ظلم کو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے۔ بندوں کو اس لیے رحم وکرم کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ ہمارا خالق مالک رحمٰن ورحیم جو ہوا۔

صدقہ اپنی رحیمی دا رحم فرما — کرکے عرض منظور انکار نہ کر
تینوں تیری ستاری دا واسطہ ای — عیباں میریاں نوں آشکار نہ کر
رکھ کے عدل میزان وچ عمل میرے — اوگن ہار تائیں شرمسار نہ کر

اپنیاں کیتیاں ہتھوں آں خوار آگے حشر وچ مینوں ہور خوار نہ کر

(نصیر الدین نصیر)

دعا کا اکیسواں ادب

تـوجیـه الهـمة الیه تعالیٰ فالنافع هو الحضور (عین) اپنے ارادے کو اللہ ہی کی طرف متوجہ کرنا یہی حضور قلب دعا میں نافع ہے۔ ارشاد ہوتا ہے واعلـمـوا ان الله لا یستجیب دعاء من قلب غافل لاه ۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کسی غافل اور لا پرواہ دل والے کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ (جامع ترمذی ابواب الدعوات ۲/۱۸۹، الصحیح لمسلم باب العزم فی الدعاء ۲/۳۴۲)

زین الحلم شرح عین العلم ص ۱۰۶ ج ۱ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ماسوی اللہ سے اپنے خیال کو ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف اپنے خیالات کو دعا کے وقت متوجہ کرنا چاہیے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فـادعـوا الله مخلصین له الدین

ای تـخـلـیـص قـصـد القلب الی جانب الرب وعدم الالتفات الیٰ ما سواه فی المطلب ۔ وهو من ارکان الدعا ۔

پس دعا مانگنے والے کو چاہیے کہ اخلاص کے ساتھ دعا مانگے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ دُعا میں کسی کو شریک نہ کرے اخلاص جانِ دُعا ہے لہٰذا دعا ہر قسم کی آمیزش، ریاء و نمود سے پاک ہونی چاہیے۔

اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ثمراتِ دعا کا ظہور اخلاص ہی کی بدولت ہوگا ورنہ اس دعا کا نہ دنیا میں کوئی اثر اور نہ آخرت میں کوئی اجر ہوگا' اخلاص تو دنیاوی امور میں بھی کامیابی کی اصل بنیاد ہے۔ کوئی شخص نیکی کا کتنا ہی بڑا کام کیوں نہ کرے۔ لیکن اس کی نسبت یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا مقصد اس کام سے کوئی ذاتی غرض یا محض دکھاوا اور نمائش تھا۔ تو اس کام کی قدر و قیمت فوراً نگاہوں سے گر جائے گی۔ اسی طور روحانی عالم میں بھی خدا کی نگاہ میں اس چیز کی کوئی قدر نہیں جس میں اخلاص نہ ہو۔

اکبر دعا کا ذوق ہو کیونکر نصیب دل

نیز یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ اخلاص کی طرح دعا میں حضور قلب بھی ضروری ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ جو کام بے توجہی سے کیا جائے وہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ یقیناً دعائیں وہی قبول ہوتی ہیں جو توجہ اور حضور قلب سے مانگی جائیں اور جو دعائیں عادت کے طور پر غیر شعوری حالت میں مانگی جائیں یعنی زبان تو ذاکر ہو مگر قلب غافل ہو۔

مقام غور ہے کہ جب درخواست دینے والا خود ہی بے توجہی سے کام لے تو حاکم کو کیا ضرورت ہے کہ وہ اس کی درخواست پر توجہ کرے:

اکبر دُعاء کا ذوق ہو کیونکر نصیب دل اٹھے نہ دردِ دل بھی جو دستِ دعا کے ساتھ

چنانچہ عرفاء فرماتے ہیں لا صـلـوٰة الا بحضور القلب ۔ حضور قلب کے بغیر تو نماز بھی قبول نہیں پھر دعا جو کہ مخ العبادة ہے وہ کس طرح قبول ہو۔

کیسے ہور دے دل میں کیوں ویکھاں بخشن ہار جذ تیرے سوا کوئی نہیں
تیرا فضل جے شامل حال ہووے کیسے ہور شیء دا مینوں چا کوئی نئیں
پلاّ اپنا کھلاراں کیوں کسے اگے تیرے باجھ جَد صاحب عطا کوئی نئیں
جے تو بند کیتا بوہا فضل والا فیر تیرے نصیر لئی جا کوئی نئیں

تنگی وخوشحالی ہر حال میں دعا کا سلسلہ قائم رکھے

بائیسواں ادب دعا کا یہ ہے ویلازمه فی الرخاء لیندفع البلاء (عین العلم) نہ صرف تنگی میں بلکہ خوشحالی میں بھی دعا کا التزام کرے تاکہ ابتلاء کے وقت اس سے پریشانی دور ہو جائے (اور ناشکر گذار لوگوں میں اس کا شمار نہ ہو)۔

اس سلسلہ میں عقل مند آدمی وہ ہے جو فراخی ہو یا تنگدستی ہر حال میں اپنے رب تعالیٰ سے دعا اور طلب کا سلسلہ بدستور جاری رکھے، یہ تو انتہائی خود غرضی کی نشانی ہے کہ مصیبت اور پریشانی میں تو خدا تعالیٰ کو پکارے اور جب راحت و آرام اور خوشحالی ہو تو خدا کو بھول کر تفریحوں اور آسائشوں میں گم ہو جائے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اپنی شرافت نفس کا ثبوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو قدر کی نگاہ سے دیکھے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق بدستور قائم رکھے۔

جیہڑے فقر دے رنگ وچ گئے رنگے جھکدے سدا جگ دے پالن ہار اگے
اکو وار اوریار دا ناں لے کے دھرنا مار بیندے در یار اگے
ڈر دے ہر ویلے ابدی ذات کولوں متھار کھدے اوہدی سرکار اگے
عزت کردے فقیراں تے عاجزاں دی اُٹھدے کدی نہ کسے سردار اگے

مومن شکر گذار اور پختہ کار کی عادت

و من شیمة المؤمن الشاکر الحازم ان یریش للسهم قبل الرمی ویلتجئ الی الله تعالیٰ قبل مس الاضطرار بخلاف الکافر الغبی کما قال تعالیٰ واذا مس الانسان ضر دعا ربه منیباً الیه ثم اذاخوله نعمة منه نسی ما کان یدعوا الیه من قبل

"مومن شکر گذار، پختہ کار کی خصلت اور عادت یہ ہے کہ وہ تیراندازی کے موقعہ سے پہلے ہی اپنے تیر کو پَر لگالیتا ہے اور نزول مصائب سے پیشتر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ ڈھونڈ لیتا ہے۔ بخلاف کافر کند ذہن کے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور آدمی کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو اسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے۔ تو جس کے لیے پہلے سے خدا کو پکار رہا تھا اس کو بھول جاتا ہے"۔

اور زین الحلم شرح عین العلم ص ۱۰۷ ج ۱ میں بحوالہ ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من سره ان یستجیب له عند الشدائد فلیکثر من الدعا عند الرخاء

جس شخص کو یہ بات بھلی معلوم ہو کہ شدائد و مصائب میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا و فریاد سنے تو اسے چاہیے کہ راحت وخوشحالی کے زمانہ میں بکثرت دعا کرتا رہے۔

☆ عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اكثر الدعا بالعافية . (الجامع الصغير للسيوطي، ۱/۸۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عافیت کی دعا اکثر مانگا کر۔

اس حدیث کے راوی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں اور تفسیر مراح لبید ص ۳۶۳ ج ۱ سورہ یونس کے تحت لکھتے ہیں:

فالوا جب على العاقل ان يكون صابرًا عند نزول البلاء . شاكرًا عند الفوزِ بالنعماء وان يكون كثيرا الدعا والتضرع في اوقات الراحة والرفاهية حتّٰى يكون مجاب الدعوة في وقت المحنة

عقل مند پر یہ بات واجب ہے کہ نزولِ مصائب کے وقت صابر اور فراخی وخوشحالی کے وقت خدا تعالیٰ کا شکر گذار رہے اور خوشحالی میں تضرع کے ساتھ بکثرت دعا کرتا رہے تاکہ مصیبت کے وقت اس کی دعا مستجاب ہو۔ پس معلوم ہوا کہ خوشحالی کے زمانہ میں دعا کرنے کا ثمرہ یہ ملتا ہے، کہ نزول مصائب کے وقت اس کی دعا کی تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے اور قبولیت سے نوازی جاتی ہے۔

☆ عن ابي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اغتنموا دعوة المؤمن المبتلى . (الجامع الصغير للسيوطي، ۱/۷۸)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان مبتلاء کی دعا غنیمت جانو۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے چار سوالات

منقول ہے کہ جب حضرت سیدتنا رابعہ بصریہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا کے شوہر کا انتقال ہوگیا تو حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چند احباب کے ساتھ اُن کے پاس آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی اور ایک پردہ درمیان میں حائل کر کے اس کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں نے استفسار کیا: ''آپ کے شوہر انتقال فرما چکے ہیں، لہٰذا اب آپ کو نکاح کر لینا چاہیے۔'' حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: ''میں تمہاری رائے کا احترام کرتے ہوئے بڑی محبت وعزّت سے نکاح کرلوں گی، لیکن مجھے یہ بتائیے کہ آپ میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تاکہ میں اس سے نکاح کروں۔'' وہ بولے: ''حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ۔'' پھر کہنے لگیں: ''اگر آپ میرے چار سوالات کے جوابات دے دیں تو میں آپ سے نکاح کرلوں گی۔'' حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''پوچھو، اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو جواب دوں گا۔'' چنانچہ انہوں نے درج ذیل سوالات کیے:

(۱)...... فقیہہ عالم کیا کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گی تو کیا دُنیا سے مسلمان جاؤں گی یا کافرہ؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا: ''یہ تو غیب ہے، جسے اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

(۲)...... جب مجھے قبر میں رکھا جائے گا اور منکر نکیر سوالات کریں گے تو میں جوابات دے پاؤں گی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یہ بھی غیب ہے۔''

(۳)...... جب لوگ قیامت میں اُٹھیں گے، اور اعمال نامے کھول کر بعضوں کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور بعضوں کو بائیں ہاتھ میں، تو کیا میرا نامۂ اعمال مجھے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا یا اُلٹے میں؟ تو حضرت سیدنا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پھر یہی جواب دیا کہ ''یہ بھی غیب ہے۔''

(۴)...... جب تمام مخلوق میں سے ہر جنتی اور دوزخی گروہ کو پکارا جائے گا اور بلایا جائے گا تو میں کس گروہ میں سے ہوں گی؟ تو اس کے جواب میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا کہ ''یہ بھی غیب ہے، اور غیب کو اللہ عزوجل کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

اس کے بعد حضرت سیدتنا رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا: ''جب معاملہ ایسا ہے (یعنی جب دنیا سے مسلمان رُخصت ہونے، نکیرین کے سوالات کے جوابات دینے، نامۂ اعمال کے دائیں ہاتھ میں ملنے اور جنتی گروہ میں شامل ہونے کا علم نہیں) تو میں اس کی وجہ سے سخت پریشان و مضطرب ہوں لہٰذا مجھے کیسے شوہر کی حاجت ہوسکتی ہے اور کیسے اس کے لیے فارغ وقت نکال سکتی ہوں۔'' (الروض الفائق)

خدا کی قسم ہے خدا جلوہ گر ہے اسی کی حقیقت میں جلوہ گری ہے
یہ شمس و قمر اور یہ برق و شرر میں اسی نور مطلق کی سب روشنی ہے

جامع العلوم والحکم ص ۹۳ میں ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نحن ندعو الا له فی کل کرب ثم ننساه عند کشف الکروب
کیف نرجوا اجابة للدعاء قد سددنا طریقها بالذنوب

ہم ہر مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتے ہیں اور جب مصیبتیں ٹل جاتی ہیں تو اس کو بھول جاتے ہیں۔
ہم قبولیت دعا کی کس طرح اُمید رکھ سکتے ہیں جبکہ گناہوں کی وجہ سے ہم نے اس کے تمام راستے بند کر رکھے ہیں۔

دیندار لوگوں سے دعا کروانے کا جذبہ دل میں ہونا چاہیے

تیسواں ادب یہ ہے کہ یرغب فی ذی فضیلة دینیة۔ دینی فضیلت رکھنے والے (علماء و مشائخ) سے دعا کرانے میں رغبت رکھے۔

زین الحلم شرح عین العلم ص ۱۰۷ ج ا میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دینی فضیلت رکھنے والے حضرات علماء کرام، مشائخ عظام اور خلیفہ انصاف پسند سے اپنے لیے دعا کرانے میں دلچسپی پیدا کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ امام عادل، روزہ دار جب افطار کرے اور مظلوم کی دُعاء

نیز بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔ اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والا۔ مظلوم اور خلیفہ وقت جو انصاف پسند ہو۔

اور عالم متدین اور شیخ طریقت سے دعا کی درخواست کرانے کی سند یہ ہے کہ امام الانبیاء افضل الرسل سید الخلق ﷺ جو''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کے منصب پر فائز ہیں' آپ ﷺ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمایا، جبکہ وہ عمرہ کرنے کے لیے جار ہے تھے کہ مجھے بھی اپنی دعا میں شریک کرنا۔

وقد ثبت انہ علیہ السلام قال لعمر رضی اللہ عنہ حین اعتمر شارکنی فی دعائک یا اخی (وفی روایۃ لا تنسانا یا اخی من دعائک السنن لابن ماجہ باب: فضل الحاج ۲/۲۱۳، المسند لاحمد ۱/۲۹، السنن الکبری للبیھقی ۵/۲۵۱، کنز العمال ۵/۳۰۱، الاذکار النوویہ ۱۹۷)

ترجمہ: تحقیق (حدیث میں) یہ بات ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام سے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ادائیگی عمرہ کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے بھائی دعا میں ہمیں بھی شریک کر لینا۔

تیرے نزدیک مشکل کیا ہے مولیٰ میری کشتی جو ساحل سے لگا دے
کہاں جائے تیرا بیمار مشتاق اسے اپنے ہی ہاتھوں سے دوا دے

(سید غلام معین الدین، گولڑا شریف)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دعا کروانے کی تلقین

روی مسلم من حدیث عمر رضی اللہ عنہ انہ قال لاویس القرنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یاتی علیکم اویس بن عامر مع امداد اھل الیمن من مراد ثم من قرن کان فیہ برص فبری منہ الا موضع الدرھم لہ والدۃ فھو لھابر لو اقسم علی اللہ لا برہ فلو استطعت ان یستغفر وک فا فعل فاستغفرلی فا ستغفر لہ (زین الحکم ص۱۰۷، ج۱)

مسلم شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ تمہارے پاس اویس قرنی بن عامر امداد اہلِ یمن کے قبیلہ مراد اور پھر قرن سے آئے گا، اس کے بدن میں سفیدی (برص) تھی جو دور ہوگئی مگر بمقدار ایک درہم کے باقی ہے۔ وہ اپنی ماں کے حق میں حسنِ سلوک رکھنے والا ہے اگر وہ قسم کھائے اللہ پر تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کرے، اے عمر اگر تجھ سے ہو سکے تو اس سے دعا مغفرت کی درخواست کرنا۔ پس آپ میرے لیے دعا مغفرت کریں، چنانچہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دُعا کی۔

اور اس حدیث کے حواشی میں ہے۔

وفیہ طلب الدعا من اھل الخیر والصلاح وان کان الطالب افضل (لمعات ومرقات)

اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اچھے اور نیکو کار لوگوں سے دعاء خیر طلب کرنی چاہیے اگرچہ طالب دعا مرتبہ کے لحاظ سے افضل کیوں نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے

عن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال : ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اویس القرنی فقال: فمن لقیہ منکم فلیستغفر لکم (الصحیح لمسلم، باب: فضائل اویس القرنی ۳/۳۱۱)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: تم میں سے جو بھی ان سے ملاقات کرے وہ تم سب کے لیے دعائے مغفرت کرائے۔

اور مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۱۰۵ ج ۵ میں ہے کہ حضرت رابعہ بصریہ کے پاس حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وسفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہو کر تواضع کے ساتھ دعا کی درخواست کیا کرتے تھے حالانکہ وہ دونوں حضرات خود بلند مقام پر فائز تھے اور حضرت رابعہ کو دینی مسائل بھی بتلاتے تھے جن سے وہ ناواقف ہوا کرتی تھیں۔

انما کانا یتواضعان لھا فی الحضور عند ھا وطلب الدعا منھا اقتداءً بہ علیہ السلام بل ربما کانا ینفعا نھا فیما تکون جاھلۃ فی امر دینھا

نیز مرقات ص ۱۹۵ ج ۵ پر فرماتے ہیں صلحاء ونیکوکار حضرات کو موجودگی میں دعا مانگنی مستحب ہے کیونکہ اہل اللہ کے صرف تذکرہ کرنے سے رحمت کا نزول ہوتا ہے چہ جائیکہ جب وہ حضرات بذات خود اس مجلس میں موجود ہوں۔ وفیہ استحباب الدعاء عند حضور الصالحین فان عند ذکرھم تنزل الرحمۃ فضلا عن وجود ھم وحضور ھم

سو افراد کا قاتل بخش دیا گیا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں

کان فی بنی اسرائیل رجل قتل تسعۃ وتسعین انسانا، ثم خرج یسأل فاتی راھبا فسألہ، فقال لہ: ھل من توبۃ؟ قال: لا، فقتلہ فجعل یسأل فقال لہ رجل: ائت قریۃ کذا وکذا، فادرکہ الموت فناء بصدرہ نحوھا فاختصمت فیہ ملائکۃ الرحمۃ وملائکۃ العذاب، فاوحی اللہ الی ھذہ ان تقربی واوحی اللہ الی ھذہ ان تباعدی وقال : قیسوا بینھما فوجد الی ھذا اقرب بشبر فغفرلہ ۔

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل سے ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیے تھے اور پھر مسئلہ پوچھنے نکلا تھا (کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں)۔ وہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: کیا (اس گناہ سے) توبہ کی کوئی صورت ممکن ہے؟ راہب نے جواب دیا: نہیں۔ اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر اس نے ایک اور شخص سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ تم فلاں بستی (میں جہاں نیک لوگ رہتے ہیں) جاؤ (ان کے ساتھ مل کر توبہ کرو۔) وہ اس بستی کی طرف روانہ ہوا لیکن ابھی نصف راستے میں بھی نہیں پہنچا تھا کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔ رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہونے لگا کہ کون اس کی روح لے جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کرنے کے لیے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش کے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے دور ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اب دونوں کا فاصلہ

دیکھو (جس طرف کا فاصلہ کم ہو اسے اس بستی کے رہنے والوں کے حساب میں ڈال دو) اور جب فاصلہ ناپا گیا تو اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کرنے جا رہا تھا) ایک بالشت نعش سے زیادہ قریب پایا اور اس کی مغفرت کردی گئی۔"

(بخاری شریف کتاب الانبیاء باب ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم ۳/۱۲۸۰، الرقم ۳۲۸۳، مسلم شریف کتاب التوبہ باب قبول توبہ القاتل وان کثر قتلہ ۴/۲۱۱۹، الرقم ۲۷۶۶)

میرے مولیٰ میری بگڑی بنا دے　　مجھے توحید کا ساغر پلا دے
خداوند میری یہ آرزو ہے　　میری تربت مدینے میں بنا دے
میرے ساقی میں ہوں قربان تجھ پر　　خیالات دوئی دل سے مٹا دے
نہیں اس کے سوا کوئی تمنا　　نبی کے عشق میں مجھ کو مٹا دے

اگر کوئی سمجھے کہ میری توبہ قبول نہ ہوگی تو......

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار ص ۳۱۵ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ علی خواص سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی شخص کو یہ بدگمان ہو کر اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو بداعمالیوں کی وجہ سے قبول نہ فرمائے گا تو اس کو چاہیے کہ کسی دوسرے شخص سے دعا کرنے کی درخواست کرے۔

قد سمعت عليا الخواص رحمة الله عليه اذا ظن احدكم ان الله لا يستجيب دعاؤه لكثرة عصيانه فليسئل غيره ان يدعوله .

اور مجمع الزوائد میں ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستقل باب **طلب الدعا من الصلحين** کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے:

عن بريدة رضى الله عنه قال بينهما النبى صلى الله عليه وسلم فى مسير له اذاتى على رجل يتقلب فى الرمضاء ظهرًا لبطن يقول يا نفس نوم بالليل وباطل بالنهار و ترجين الجنة فلما قضىٰ داب نفسه اقبل الينا فقال دونكم اخوكم قلنا ادع الله لنا يرحمك الله قال اللهم اجمع على الهدىٰ امرهم قلنا زدنا قال اللهم اجعل الجنة مآبهم قلنا زدنا قال اللهم اجعل التقوىٰ زادهم (مجمع الزوائد ص ۱۸۵، ج ۱۰)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اپنے کسی سفر پر تھے، آپ کا گذر ایک ایسے آدمی پر ہوا جو گرم ریت پر پیٹھ اور پیٹ کے بل لیٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے نفس! رات کو سونا اور دن کو خرافات میں مبتلا ہونا اور پھر بھی جنت کی تو امید کرنا! جب وہ شخص اپنے کام سے فارغ ہو گیا ہماری طرف متوجہ ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا، تم اپنے بھائی کو لو۔ ہم نے کہا اللہ سے ہمارے لیے دُعاء کر تجھ پر اللہ رحم کرے تو اس شخص نے کہا **اللهم اجمع على الهدى امرهم** ہم نے کہا اور زیادہ کر۔ اس نے کہا **اللهم اجعل التقوىٰ زادهم** ہم نے کہا اور زیادہ کر، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ان کے لیے اور زیادہ کرو اور آپ نے یہ بھی فرمایا اے میرے اللہ! اور اس کو توفیق دے تو اس شخص نے کہا

اللھم اجعل الجنۃ مآ بھم

نکلتی ہے دل سے صدا اللہ اللہ مزہ دے رہی ہے یہ کیا اللہ اللہ
حرم میں کلیسا میں مندر میں ہر سو ہر اک چیز کہتی ہے یا اللہ اللہ
جھلک دے رہی ہے ہر ایک شیء میں کیسی تیری پیاری پیاری۔ ادا اللہ اللہ
خدا کی خدائی میں بے ڈر ہے کتنا ۔ محمد کے در کا گدا اللہ اللہ
مزا زندگانی کا جب آئے مجھ کو زبان پر ہو صبح و مسا اللہ اللہ
حقیقت میں دیکھو نہیں غیر کوئی یہ کیا پھیر ہے آنکھ کا اللہ اللہ
مجھے یاد آتا ہے مشتاق ہر دم دیارِ حبیب خدا اللہ اللہ

(سید غلام معین الدین۔ گولڑہ شریف)

مظلوم کی بد دعا سے بچا جائے

یہ دعا کا چوبیسواں ادب ہے (ویتقی دعا المظلوم)
بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جب یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تھا تو آپ نے ان کو جو ہدایات دی تھیں ان میں سب سے آخری نصیحت آپ نے یہ فرمائی کہ دیکھو مظلوم کی بد دعا سے بچنا' کیونکہ مظلوم کی دُعاء اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہے وہ قبول ہو کر رہتی ہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۲۷ ج ۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں
اتق دعوۃ المظلوم ای لا تظلم احدًا بان تاخذ منه شيئاً ظلماً او تمنع احدًا حقه تعديا . او تتكلم في عرضه افتراء . حتىٰ لا يدعوا عليك فانه ليس بينها وبين الله حجاب اى اذا دعا على ظالمه يقرب من الاجابة
مظلوم کی بد دعا سے ڈر یعنی کسی کی چیز زبردستی لے کر، یا تعدی سے کسی کے حق کو روک کر' یا کسی پر بہتان لگا کر ظلم نہ کر، تا کہ تیرے خلاف بد دعا نہ کر ڈالے' کیونکہ مظلوم کی دُعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا یعنی مظلوم کی دعا ظالم کے خلاف قبول کی جاتی ہے۔

آتش سوزاں نہ کند با سپند آنچہ کند دُودِ دِل دردمند

(سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

دردمند دل کا دھواں وہ کچھ کرتا ہے جو جلانے والی آگ اسپند (کالا دانہ) کے ساتھ نہیں کر سکتی۔
لہٰذا اے مظلوم! مایوس نہ ہو اگر تیری سننے والا اور کوئی نہیں تو تیرا خالق و مالک تو ہے جو تیری سنتا بھی ہے اور قبول بھی کرتا ہے

اس سے مانگ تو سہی۔

تو رب کا بندہ ہے پھر مانگ پھر مانگ
رب تیرا داتا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
اس در سے مانگا ہے کل انبیاء نے
اصحاب واولادِ خیر الوریٰ نے
شاہ وگدا اور سب اولیاء نے
تو سوچتا کیا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
محدود ہیں گرچہ تیرے وسائل
لا تقنطوا کا اگر ہے تو قائل
مایوس مت بیٹھ گھبرا نہ سائل
یہ در ہمارا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
غیرت بڑی شے ہے اے عبد رسوا
در در پہ مت جا مرے در کا ہو جا
غیروں کے احسان کب تک گوارا
کیوں مجھ کو بھولا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
ہر آن دیتی ہے رحمت صدائیں
میں تیرا مالک ہوں کر التجائیں
ہم نے تو کیں غیر پر بھی عطائیں
تو پھر بھی اپنا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
ہیں سب کے سب جن وانسان بندے
وہ میزبان اس کے مہمان بندے
کچھ اپنی اوقات پہچان بندے
تو اس کا منگتا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
ہے اس کی تخلیق ساری خدائی
زیبا اسی کو ہے حاجت روائی
شایاں اسی کے ہے مشکل کشائی
وہ سب کو دیتا ہے پھر مانگ پھر مانگ

(نصیر الدین نصیر، گولڑا شریف)

مظلوم اگر چہ بدکار و کافر ہی کیوں نہ ہو

مسند احمد وطیالسی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔

دعوة المظلوم مستجابة وان كان كافرا ففجوره على نفسه

مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اگر چہ وہ بدکار ہی کیوں نہ ہو اور اس کی بدکاری کا وبال اس کی ذات پر ہے۔

اور مسند احمد اور ابو یعلیٰ، اور ضیاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے مروی ہے۔

اتقوا دعوة المظلوم وان كان كافرًا فانه ليس دونها حجاب

مظلوم کی بددعا سے بچو اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کے لیے کوئی روک نہیں ہے (زین الحلم ص ۱۰۸ ج ۱)

اور یہ دونوں حدیثیں فتح الباری وعمدۃ القاری میں بھی نقل کی گئی ہیں، اور مظلوم کی بددعا کی قبولیت کی وجہ بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات ص ۴۴ ج ۵ میں لکھتے ہیں:

و انما بولغ في حقها لا نه لما رهته نار الظلم واحترقت احشاوه خرج منه الدعا بالتضرع والانكسار وحصل له حالة الاضطرار فيقبل دعاؤه كما قال الله تعالىٰ امن يجيب

المضطر اذا دعاه ویکشف السوء

اور مظلوم کی دعا کو اس لیے زیادہ قابل توجہ قرار دیا گیا ہے کہ جب ظلم کی آگ اس کے اندرونی اعضاء یعنی قلب وغیرہ کو جلاتی ہے تو نہایت عاجزی اور لجاجت کے ساتھ مظلوم کی زبان سے کلمات دعائیہ نکلتے ہیں اور اس پر اضطراری کیفیت طاری ہوتی ہے پاس اُس کی دعا کو اجابت سے نوازا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھلا کون ہے وہ جو بے قرار کی التجاء قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دُعا کرتا ہے۔

امام قرطبی اپنی تفسیر سورۃ نمل ص ۲۲۴ ج ۱۳ میں بیان فرماتے ہیں کہ مظلوم کی دعا کی قبولیت میں اس کا فسق، کفر مانع نہیں ہوتا' کیونکہ یہ فسق وکفر مالک الملک کی مملکت علیہ پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔

ففجور الفاجر وکفرا لکافر لا یعود منه نقص ولاھن علیٰ مملکة سیده یمنعه ما قضیٰ من اجابته

دنیائے دوں کا کہاں تک یہ دھندا ‌ ‌ کب تک گلے میں یہ لالچ کا پھندا
بن جا بس اپنے ہی مالک کا بندہ ‌ ‌ وہ تیرا مولیٰ ہے، پھر مانگ پھر مانگ
جس نے کیا ساری دنیا کو پیدا ‌ ‌ ہے ذات جس کی دو عالم میں یکتا
باگریہ وآہ سجدے میں گر جا ‌ ‌ وہ سب کی سنتا ہے، پھر مانگ پھر مانگ
لا کہہ کے اب توڑ بت ماسوا کے ‌ ‌ ایمان بچا رمز الا کو پا کے
اب دیکھتا کیا ہے بندے خدا کے ‌ ‌ دینے پہ آیا ہے پھر مانگ پھر مانگ
دامن کو پھیلا کے بن التجائی ‌ ‌ کب تک یہ خاموشی یہ بے صدائی
کچھ تو نصیر آج کر لب کشائی ‌ ‌ گم کھڑا کیا ہے، پھر مانگ پھر مانگ

(نصیر الدین نصیر)

مظلوم کی دعا کیوں جلد قبول ہوتی ہے؟

مظلوم کی دعا کی قبولیت کی تین صورتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں یا تو اللہ تعالیٰ اس ظالم کو مظلوم کے آگے مقہور ومغلوب کر دے گا، یا اس ظالم سے ظلم کا پورا پورا بدلہ لیا جائے گا، یا اس ظالم پر کسی دوسرے جابر ظالم کو مسلط فرما دے گا جو اس کو ذلیل کرے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض کے ساتھ ملا دیں گے۔"

و فسر اجابة دعوة المظلوم بالنصرة علی ظالمه بما شاء من قهر له او اقتصاص منه او تسلیط ظالم اخر علیه یقهره کما قال عزوجل وکذلك نولی بعض الظالمین بعضاً (انعام آیت ۱۲۹)

اور کتاب الشہاب میں مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتقوا دعوة المظلوم فانها تحمل علی الغمام ۔ فیقول الله تبارك وتعالیٰ وعزتی وجلالی لا نصرنك ولو بعد حین وهو صحیح ایضاً ۔

مظلوم کی بددعا سے بچو اس لیے کہ وہ بادل پر اُٹھائی جاتی ہے اور جناب باری سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی کیوں نہ ہو اور یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص ملائکہ کو مظلوم کی دعا کے استقبال کے لیے بھیجتا جو اس دُعا کو بادل پر اٹھا کر آسمانوں پر پہنچاتے ہیں (اور آسمان دعا کا قبلہ ہے) تاکہ تمام فرشتے اس کو دیکھ کر بارگاہِ الٰہی میں مظلوم کی نُصرت اور قبولیت دعا کے لیے سفارش پیش کریں اور اس حدیث میں ظلم سے پورے طور پر بچنے کی تاکید پائی جاتی ہے' کیونکہ ظلم میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور نافرمانی اور اس کے حکم کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے:

یا عبادی انی حرمت الظلم علیٰ نفسی و جعلته بینکم محرما فلا تظالموا (قرطبی ص۲۴۴' ج ۱۳)

اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور ایک دوسرے پر ظلم کرنے کو تمہارے درمیان بھی حرام کردیا ہے لٰہذا تم آپس میں ظلم نہ کرو۔

خدایا تہی دست و دور ماندہ ام — دریں بے نوائی تُرا خواندہ ام
گنہ بیش از حدّ و عدّ کردہ ام — جرایم مدہ بد چو بد کردہ ام
ہمہ عمر من فکر تن کردہ ام — نکرد است کس آنچہ من کردہ ام
زحسنِ عمل دور بس ماندہ ام — بقید ہو او ہوس ماندہ ام
زدل محو کردم مراعات تو — فراموش کردم عنایات تو

ظلم کے مفاسد

ظلم کا لفظ قرآن پاک میں کئی معنوں میں آیا ہے یہاں تک کہ کفر، شرک اور عصیان کے معنوں میں بھی بکثرت آیا ہے۔ مگر یہاں اس حدیث میں ظلم سے مراد وہ ظلم ہے جو بندے بندوں پر کرتے ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح اربعین نوویہ ص ۱۳۲ میں فرماتے ہیں:

و الشرك وان كان اعظم الظلم و كذا سائرا لمعاصي يسمى ظلماً الا ان المراد ههنا ظلم العباد بعضهم لبعض كما يدلّ عليه قوله فلا تظالموا .

و المعنى لا يظلم بعضكم بعضاً . فان الظلم ظلمات يوم القيمة كما رواه الشيخان . بخاری ومسلم کی روایت ہے کہ تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو' کیونکہ ظلم قیامت کے دن ظلمات بن جائے گا۔

وروى البخارى من كانت منه مظلمة لا خيه فليستحلله منها فانه ليس ثم دينار ولادرهم من قبل ان يوخذ لاخيه حسناته فان لم يكن لا خيه حسنات اخذ من سيآت اخيه وطرحت عليه ثم اعلم ان من اعان ظالما ولو بالدعا بطول بقائه او مال اليه بالوقوف عليه والتردد اليه من غير ضرورة ملجئة فهو من الظلمة قال تعالىٰ ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار .

''بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہو تو اس کو چاہیے کہ آج ہی اس سے پاک ہولے اس دن سے پہلے کہ اس کے پاس دینے کو نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ ظلم کے بدلہ ظلم کے برابر مظلوم کو ظالم کی نیکیاں دلوائی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کی بدیاں ظالم پر لادی جائیں گی اور تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ جس نے ظالم کی اعانت کی خواہ اس کی درازئ عمر کے لیے دعا کے طور پر ہو یا اس کی خبر گیری کا میلان ہو یا اس کے پاس بغیر ضرورت شدیدہ کے بار بار آمد و رفت کے طور پر ہو تو یہ اعانت کرنے والا شخص بھی ظالم شمار کیا جائے گا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''تم اُن لوگوں کی طرف ذرا بھی مائل نہ ہونا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو دوزخ کی آگ چمٹ جائے۔''

پئے نفس امارہ فتنہ جو دویدم بسے در جہاں چار سو
کشیدم بسے ناز اہل جہاں کشو دم بسے در ستائش زباں
بہ پیش سلاطین گردن فراز نہا دم بخواری جبین نیاز
کہ شاہد کسے دستیاری دھد روادم بلا رستگاری دھد
ولے راندھر کس ز درگاہِ ناز کنوں آمدم، اے کمینہ نواز

تصریحات علماءِ اعلام

و قد سئل ابن المبارك عن خياط يخيط للظلمة هل هو من اعوانهم فقال لا بل هو من الظلمة وانما هو من الاعوان من يبيع له الخيط والابرة

اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اُس درزی کے متعلق دریافت کیا گیا جو ظالم لوگوں کے کپڑے سلائی کرتا ہو۔ کیا یہ بھی ظالم لوگوں کے مددگاروں میں سے شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ تو خود ظالموں میں شمار ہوگا۔ ظالموں کے معاونین تو وہ لوگ ہیں جو ان کے ہاتھ سوئی دھاگہ فروخت کرتے ہیں۔

و قد سئل سفيان الثورى عن ظالم اشرف على الهلاك في برية هل يسقى شربة من الماء . قال لا قيل له يموت قال دعه يموت .

اور حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا ہے کہ اگر کسی جنگل میں پیاس کی وجہ سے ظالم شخص قریب الموت ہو تو کیا اس کو پانی کا گھونٹ پلانا چاہیے تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اس سائل نے کہا تو پھر وہ مر جائے گا تو آپ نے فرمایا چھوڑ دو مرنے دو۔

و ذكر البيهقي عن مجاهد عن ابن عباس رضى الله عنهما قال اوحىٰ الله تعالىٰ الىٰ داؤد عليه السلام يا داؤد قل للظلمة لا تذكروني فان حقا على ان من ذكرني اذكره وان ذكرى اياهم ان العنهم ۔ (شرح اربعين لملا على قارى ص ۱۳۲)

اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی

کہ ان ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد نہ کریں کیونکہ یہ بات میں نے خود اپنے ذمہ لازم کررکھی ہے کہ جو کوئی مجھے یاد کرے گا تو میں اس کو یاد کروں گا اور میرا ان ظالموں کو یاد کرنا لعنت بھیجنے کی صورت میں ہوگا۔

حضرت امام شعرانی لواقح الانوار ص ۷۹۶ میں فرماتے ہیں:

ان لا نوذی احدًا من خلق اللہ بضرب او ھجراو کلام او نحوذلك الا بامر شرعی وقد عدوا الاضرار بالناس من الامور التی تقارب الکفر

ہم بدوں اجازت شرعی کے مخلوق میں سے کسی ایک کو بھی مار پیٹ اور فحش گوئی اور بدکلامی سے ایذا نہ پہنچائیں اور لوگوں کو ایذا دینا ان امور سے ہے جو کفر کے قریب کر دیتے ہے۔

کن کیف شئت فان اللہ ذو کرم و ما علیك اذاما اذنبت من باس

تو جیسا چاہے ہو جا، اللہ تعالیٰ بڑے کرم والا ہے اور جب تو گناہ کرے تو تجھے کوئی باک نہیں

الا اثنتین فلا تقربھما ابدًا الشرك باللہ والاضرار بالناس

مگر دو چیزوں کے قریب ہمیشہ کے لیے نہ جانا ایک تو اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے اور دوسرے لوگوں کی ضرر رسانی کے۔

کیونکہ بجز شرک کے تمام صغائر و کبائر کے معاف ہو جانے کی امید کی جا سکتی ہے اور شرک پر وعدہ معافی نہیں اور لوگوں کی ضرر رسانی اور حقوق تلفی بھی اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائے گا جب تک کہ صاحبِ حقوق بندے خود نہ معاف کریں۔

مباش در پے آزار خلق ہر چہ خواہی کن کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گنا ہے نیست

بہر حال شریعتِ اسلام میں ظلم حرام ہے ظالم اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت مبغوض و مطرود اور مظلوم خدا کے ہاں مرحوم و مستغاث ہوتا ہے۔

خطا کار بودم بسے زشت کار بلطف خود از من خطا در گذار
تو داری مرا رزق اندر جہاں ز شکر تو عاجز زباں وبیاں
خدایا مکن بر گناھم نظر تو الطاف واکرام خود رانگر
بدرگاہِ تو ایں فرو مایۂ ندا رو بجز عجز سرمایۂ
ببیں سوئے ایں بے زبانئ من ز شرمندگی خونفشانئ من
کہ لطف ترا از تو جوئندہ ام مکن شرمسارم کہ شرمندہ ام

(کلام نصیر)

کفر کے ساتھ تو حکومت چل سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں

کہا گیا ہے: **الملك لا یبقی مع الظلم ویبقی مع الکفر** ۔

"سلطنت کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔"

ظالم ہاتھ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت وضیع ہے اور مظلوم ہاتھ نہایت رفیع و وقیع ہے۔

چنانچہ علامہ ابن القیم اعلام الموقعین میں نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ ظلماً کاٹ دے تو اس کی دیت پانچ صد دینار ہے اور اگر کوئی شخص دینار کی چوتھائی کے اندازہ کی قیمتی چیز چوری کرے گا تو اس چور کا ہاتھ قطع کرنے کا حکم ہے۔ آخر اس کا فلسفہ کیا ہے؟ اسی بات کو سوالاً جواباً عربی اشعار میں یوں بیان کیا گیا:

يد بخمس مئى من عسجد وديت ما بالها قطعت فى ربع دينار

هناك مظلومة غالت بقيمتها وههنا ظلمت هانت على البارى

اس جگہ ہاتھ چونکہ مظلوم ہے اس لیے اس کی قیمت گراں ہے اور اس جگہ ہاتھ چونکہ ظالم ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بے وقعت ہے۔ اور شمس الدین کروی فرماتے ہیں:

فقيمة اليد نصف الالف من ذهب فان تعدت فلا تسوى بدينار

ہاتھ کی قیمت پانچ صد دینار ہے، پس جب یہ ظلم کرے گا تو ایک دینار کے برابر نہ رہے گا۔

اور علامہ فشنی شرح اربعین نوویہ ص ۱۰۶ پر فرماتے ہیں:

لا تظلمن اذا ما كنت مقتدرًا فالظلم ترجع عقباه الى الندم

قدرت حاصل ہونے کے باوجود تو کسی پر ظلم نہ کر ظلم کا انجام بجز ندامت کے کچھ نہیں۔

تنام عيناك والمظلوم منتبه يدعوا عليك وعين الله لم تنم

تیری آنکھیں تو سو جاتی ہیں اور تیرا مخالف بیدار ہے بد دعا کرنے والا تیرے خلاف اور اللہ تعالیٰ پر بھی نیند طاری نہیں ہوتی۔

الٰہی میں سفر میں تھی تو تو موجود تھا

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ روض الریاحین میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک اسرائیلی عورت کا مکان شاہی محل کے قرب و جوار میں تھا۔ جس سے شاہی محل بدنما نظر آتا تھا۔ چنانچہ اس سے بارہا بادشاہ نے خریدنا چاہا، مگر اس نے بیچنے سے انکار کر دیا۔ ایک بار وہ عورت سفر پر گئی تو بادشاہ نے اس کے مکان کو منہدم کر دینے کا حکم دیا' عورت جب سفر سے واپس آئی تو اس نے اپنا مکان منہدم پایا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ میرا مکان کس نے گرایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بادشاہ کے حکم پر ایسا ہوا ہے، اس وقت اس عورت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور عرض کیا الٰہی میں سفر پر تھی تو تو حاضر تھا تو ہی مظلوموں کا مددگار اور ضعیفوں کا مُعاون ہے یہ کہہ کر بیٹھ گئی جب بادشاہ کی سواری نکلی۔ تو بادشاہ نے کہا کہ یہاں کیوں بیٹھی ہے کس کی انتظار ہے؟ کہنے لگی تیرے محل کے ویران ہونے کی انتظار ہے۔ اس پر اس کا مذاق اڑایا گیا لیکن جب رات ہوئی تو وہ محل بادشاہ اور اس کے متعلقین سمیت زمین میں دھنس گیا اور ایک دیوار پر یہ ابیات لکھے ہوئے پائے گئے۔

اتھــزأ بــالــدعــاء وتــزدریــه
کیا دُعاء پر تو مذاق اُڑاتا ہے اور اس کو حقیر سمجھتا ہے

و مـــا یـدرك مـا صـنـع الـدعـــاء
کیا اُسے نہیں معلوم کہ دُعاء نے رات کو کیا کیا

سھـــام الـلـیـل لا تــخــطــی ولٰـکـنَ
رات کے تیر کبھی خطاء نہیں کرتے لیکن اس کے لیے

لھـــا امـــد ولـــلامــد الـقــضـــاء
ایک مدت ہوتی ہے اور مدت کا اختتام بھی ہے

قـــدشــــاء الالـــــه بـمــــا تــــراه
اللہ تعالیٰ نے وہی کیا جو تو نے دیکھا

فـمـــا لـلـمـلـك عـنـد کـم بـقـاء
پس یہ ملک تمہارے پاس رہ نہیں جائے گا۔

(نزہتہ المباتین ترجمہ روض الریاحین ص ۱۹۱ ج ۴)

کسی نے کیا خوب کہا ہے

ذھـبـت لـذة الـصـبـا فـی الـمـعـاصـی و بـقـی بـعـد ذلك اخـذ الـنـواصـی

و مـضـی الـحـسـن والـجـمـال ومـالـی عـمـل ارتـجـیـه یـوم الـخـلاص

غیـر ظـنـی بـالله وھـو جـمـیـل فـیـه اخـلـصـت غـایة الاخلاص

(۱)......بچپن کی لذت گناہوں میں ختم ہوگئی اور اس کے بعد صرف افسوس سے پیشانی پکڑنا باقی رہ گیا ہے۔

(۲)......سب حسن و جمال چلا گیا اور میرے پاس کوئی ایسا عمل بھی نہیں جس کی وجہ سے بروزِ قیامت نجات کی امید کرسکوں۔

(۳)......البتہ! اللہ عزوجل سے حسنِ ظن کی دولت ہے اور اس میں میری نیت بالکل خالص ہے۔ (الروض الفائق)

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ و دعا

منقول ہے، جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے ممنوعہ درخت سے کھایا اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ربّ عزوجل سے کیا ہوا وعدہ بھلا دیا گیا تو جنتی لباس علیحدہ ہوگیا۔ وہاں کی ہر چیز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نامانوس ہوگئی۔ چنانچہ، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جلدی سے بھاگتے ہوئے جنتی درخت کے پتوں میں چھپ گئے۔ اللہ عزوجل نے پوچھا: ''اے آدم علیہ السلام! کیا تم مجھ سے بھاگتے ہو؟'' عرض کی: ''نہیں، اے میرے رب عزوجل! بلکہ مجھے تجھ سے حیاء آتی ہے۔'' تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں نے تجھے اپنے دستِ قدرت سے پیدا نہیں کیا؟ کیا میں نے تیرے لیے ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم نہ دیا؟ کیا میں نے تجھ میں اپنی طرف کی خاص روح نہ پھونکی؟ کیا میں نے تجھے اپنے قرب میں جگہ عطا نہ فرمائی؟ کیا میں نے تیرے لیے اپنی جنت مباح نہ کی؟ پس یہاں سے الگ جا کیونکہ لغزش والا یہاں نہیں رہتا۔'' اس پر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام جس قدر اللہ عزوجل نے چاہا، روتے رہے۔ پھر عرض کی: ''اے میرے معبود! اگر تو مجھ پر رحم نہ کرے گا تو کون کرے گا؟'' تو اللہ عزوجل نے وحی فرمائی کہ یوں دعا کر:

''سبحنك اللھم وبحمدك لا الہ الا انت عملت سوءا وظلمت نفسی فتب علی انك انت التواب الرحیم ۔

اے اللہ عزوجل! تو ہر عیب سے پاک ہے اور تعریف کے لائق تیری ہی ذات ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، مجھ سے لغزش ہوئی اور میں نے اپنی جان پر زیادتی کی پس تو میری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا اور مہربان ہے۔''

(مذکورہ کلمات کے متعلق) حضرت سیدنا مجاہد علیہ الرحمۃ اور مفسرین کے ایک گروہ کا قول ہے کہ "یہ وہ کلمات ہیں جو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے سیکھے تو اللہ عزوجل نے آپ علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔"

عش غریبا ولا تذل لخلق　　واطلب الرزق فی بلاد الحبیب

ثم سر فی البلاد شرقا وغربا　　وتوکل علی القریب المجیب

فعسی ان تنال ما ترتجیه　　بید اللطف من مکان قریب

(۱)......دنیا میں اجنبی کی سی زندگی گزار، مخلوق کے سامنے کبھی نہ جھک اور اپنا رزق محبوب حقیقی عزوجل کی بارگاہ میں تلاش کر۔

(۲) پھر مشرق و مغرب کے ممالک میں سیر و سیاحت کر اور ہمیشہ شہ رگ سے زیادہ قریب اور دعا قبول کرنے والے پر ہی بھروسہ کر۔

(۳) قریب ہے کہ تو اپنے نزدیک سے ہی اللہ عزوجل کے دستِ فضل و احسان سے اس چیز کو پالے جس کی تجھے اُمید ہے۔ (الروض الفائق)

کسی کے خلاف دعا نہ کی جائے

یہ دعا کا پچیسواں ادب ہے کہ ولا یدعوا علی احد ۔ کسی کے بارے میں بد دعا نہ کرے (عین العلم) امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار ص ۲۹۷ پہ فرماتے ہیں۔

ان لا ندعوا علی انفسنا ولا علی ولدنا ولا علی خادمنا ولا علی مالنا ۔ فان ذلک من سوء الخلق ۔ وقد نهانا رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذلک وامرنا ان ننظر الی مجاری الاقدار الالهیة التی قدرت علی من دعونا علیه ۔ وقد فعل مادعونا من اجله مما لا یلائم طبائعنا ۔ وکثیرًا ما یدعوا الانسان علی من یحبه فیستجیب الله تعالیٰ فیه فلا یهون علیه ذلک ۔ فیرید ان یرد ذلک عنه فلا یجیبه الحق تعالیٰ وسمعت سیدی علیا الخواص رحمة الله علیه یقول اذا وجد احدکم فی نفسه اقبالاً علی الله تعالیٰ ورجاء الاجابة فلیقل اللهم لا تستجب لی قط دعاءً علی احد من المسلمین ۔ لا فی حق نفسی ولا غیری ولا فی حال غضب ولا فی حال رضا ۔ فان الله یفعل له ذلک

ہمیں چاہیے کہ اپنے حق میں اور اپنی اولاد خادم مال وغیرہ کے بارے میں کسی قسم کا بد دعائیہ کلمہ زبان سے نہ نکالیں کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی اخلاقی کمزوری ہے اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے بلکہ جس کے حق میں ہم بدُعا کرنا چاہتے ہیں اس کے متعلق نوشتہ تقدیر کے ردِ عمل کا انتظار کرنا چاہیے اور کبھی بد دعا کا نتیجہ ہماری مرضی کے خلاف بھی رونما ہو جاتا ہے بسا اوقات انسان اپنے خاص تعلق دار چہیتے بندہ کے حق میں بد دعا کر دیتا ہے تو جب اللہ

تعالیٰ بددعا کو قبول کر لیتا ہے تو بندہ پریشان ہو جاتا ہے۔ پھر بددعا ٹلنے کی خواہش کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس خواہش کو پورا نہیں کرتا، میں نے حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس وقت بندہ کا دھیان پور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور دعا قبول ہونے کی قوی اُمید ہو۔ تو پھر اس وقت اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگنی چاہیے کہ اے اللہ اگر میں غصہ کی حالت میں یا رضاء کی حالت میں کسی قسم کی بددعا اپنے متعلق یا کسی مسلمان بھائی کے متعلق کر دوں۔ تو آپ اسے ہر گز قبول نہ فرما' چنانچہ اللہ تعالیٰ پھر ایسا ہی کرتا ہے۔

اور مسلم ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان نے مرفوعاً آنحضرت ﷺ سے روایت نقل کی ہے:

لا تدعوا علی انفسکم ۔ ولا تدعوا علیٰ اولادکم ولا تدعوا علی خدمکم ولا تدعوا علی اموالکم لاتوا فقوا ساعۃ یسئل فیھا عطاء فیستجیب لکم ۔

تم لوگ نہ تو اپنے حق میں اور نہ اپنی اولاد کے حق میں اور نہ اپنے خدمت گذاروں کے حق میں اور نہ اپنے مالوں کے حق میں بددعا کیا کرو۔ کیا معلوم کہ کہیں خدا کے دینے کی گھڑی سے وہ تمہاری بددعا کی گھڑی موافق بیٹھ جائے، اور قبول ہو جائے۔

گرفتم کہ من زشت کارم قدیم ۔۔۔ وے ناز دا رم کہ ہستی کریم
اگر پرسی از کار ہائے بدم ۔۔۔ بہ میل گنہ من مثال خودم
زابر عطاء گرد ہی قطرۂ ۔۔۔ زدو زخ نباشد مرا خطرۂ
اگرچہ گنہگار وبد کارہ ام ۔۔۔ وے لطف فرما کہ بے چارہ ام
ہمہ عمر کر دم تباہ وخراب ۔۔۔ ندارم بروز قیامت جواب
بہ حالِ بدم کن نگاہِ کرم ۔۔۔ کہ ہستی کریم وعمیم النعم
بہ بخشا بہ حال نصیر حزیں ۔۔۔ بجاہِ محمد رسولِ امیں

چند ضروری مسائل

کسی کی دنیوی پریشانی، فقر و فاقہ یا جسمانی بیماری یا مال و اولاد کے مصیبت زدہ ہونے کی وجہ سے تنگ دل ہو کر اپنے حق میں بھی بددعا کرنے یا موت کی تمنا کرنے کی شرعاً اجازت نہیں چنانچہ بریقہ محمودیہ ص ۲۸۸ ج ۳ میں آفات زبان کی نوع ۴۸ میں فرماتے ہیں:

دعاء الانسان علیٰ نفسہ بالشر لا جل ضرر دنیوی من الفقر والمرض والمصیبۃ فی المال والاولاد والنفس وتمنی الموت ۔

اور حدیقۃ الندیہ ص ۲۲۱ ج میں بحوالہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں (دونوں عبارات کا مفہوم تقریباً یہ ہے کہ) کسی بیماری یا تنگ دستی یا دشمن کی جانب سے ایذا پہنچنے پر یا اور کسی قسم کی دنیوی مصیبت سے گھبرا کر موت کی آرزو کرنا شرعاً مکروہ

ہے۔
البتہ اگر کسی دینی فتنہ میں مبتلاء ہونے کا اندیشہ ہو تو اپنے دین و ایمان کے تحفظ کے پیش نظر موت کی تمنا کرنے میں کوئی کراہت نہیں چنانچہ سلف میں سے ایک جماعت نے دینی فتنہ کی وجہ سے موت کی دعائیں مانگی تھیں لیکن افضل بات یہ ہے کہ سکوت اختیار کرے اور اگر دعا مانگنا ہی چاہے تو حسب ارشاد آنحضرت ﷺ یوں دعا مانگے۔

اللھم احینی ما کانت الحیاۃ خیرا لی ۔ وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرًا لی ۔

اے اللہ مجھے زندگی دے جب تک کہ زندگی میرے لیے بہتر ہو اور مجھے موت دے جب کہ موت میرے لیے بہتر ہو۔

آنحضرت ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

☆ **ثلاث دعوات لا شک فی اجابتھن ۔ دعوۃ المظلوم ودعوۃ المسافر ودعوۃ الوالد علیٰ ولدہ**

تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ مظلوم کی دُعا۔ مسافر کی دُعا۔ والد کی بددُعاء (اولاد کے خلاف) (ترمذی شریف)

☆ **و عن انس رضی اللہ عنہ دعوتان لا حجاب لھما حتی تبلغ العرش الکریم دعوۃ الوالدین علی ولدھما ودعوۃ المظلوم علیٰ ظالمہ**

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرش عظیم تک پہنچنے میں دو دعاؤں کے لیے کوئی مانع نہیں ہوتا، ماں باپ کی بددعا اولاد کے حق میں اور مظلوم کی بددعا ظالم کے حق میں (بریقہ محمودیہ ص ۲۶۷، ج ۳)

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انی سئالت اللہ ان لا یقبل دعا حبیب علی حبیبہ

میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کسی پیارے کی پیارے پہ بددعا قبول نہ ہو۔ (المسند لاحمد بن حنبل ۲/۸۶)

شاہِ کونین ﷺ کی جس شے پہ نظر ہو جائے   سنگریزہ بھی اگر ہو تو گہر ہو جائے
حق نے بخشا ہے تصرّف کا شرف آقا ﷺ کو   وہ جو چاہیں تو شب تار سحر ہو جائے
ایک ہلکی سی توجہ ہو ادھر بھی آقا ﷺ!   جو ہیں جویائے کرم، اُن پہ نظر ہو جائے
اس سے پہلے کہ مری عرض وہاں تک پہنچے   میرے احوال کی آقا ﷺ کو خبر ہو جائے
یا نبی ﷺ! بختِ سیہ میرا فروزاں کر دے   صورتِ زیر جو ہے مثلِ زبر ہو جائے
لوٹ کر آئے بفرمانِ نبی ﷺ سورج بھی   اک اشارے سے ہی دو لخت قمر ہو جائے
زندگی شکر کے سجدوں میں گزر جائے معینؔ   ایک مصرع بھی قبول اُن کو اگر ہو جائے

(پیر سید غلام معین الحق گیلانی)

کسی وقت بھی بددعا سے نقصان ہوسکتا ہے

آج کل والدین بسا اوقات غصہ اور رنج میں اولاد وغیرہ کو بددعا دیتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ جل شانہٗ کے عالی دربار میں بعض اوقات ایسے خاص قبولیت کے ہوتے ہیں کہ جو مانگو مل جاتا ہے یہ عاقبت نااندیش اول تو اولاد کو کوستے ہیں اور جب وہ مر جاتی ہے یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاتی ہے اور تیر کمان سے نکل جاتا ہے جو واپس کرنے پر واپس نہیں ہوسکتا۔ تو پھر روتے پھرتے ہیں اور اس کا خیال بھی نہیں آتا کہ یہ مصیبت خود ہی اپنی بددعا سے مانگی ہے۔

ماں باپ کو جذبات کی رو میں بہہ کر اولاد کے حق میں بددعا نہ کرنی چاہیے اور اولاد کو بھی ماں باپ کے ادب واحترام اور ان کے حقوق کی پاسداری کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ بددعا یہ فائرنگ کی نوبت ہی نہ آئے۔

باقی کسی مسلمان کے حق میں محض دنیوی حسد، عناد، بغض، عداوت، شیطانی تاثرات کی وجہ سے بددعا کرنا جب کہ اس کی طرف سے کسی قسم کی زیادتی بھی نہ ہو شرعاً حرام ہے اور بددعا کرنے والا گنہگار ہوگا۔ البتہ اگر وہ شخص ظالم ہو تو اُس کے حق میں بددعا اس کے ظلم کے انداز کے مطابق جائز ہے۔ مقدار ظلم سے بڑھ کر بددعا کرنے کی اجازت نہیں اور اس صورت میں بھی درگزر کرنا اور معاملہ اس ذات پاک کے سپرد کر دینا جو منتقم حقیقی ہے زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ (چنانچہ حدیقۃ الندیہ کی مندرجہ ذیل عبارت کا یہی مفہوم ہے)

فان لم یکن ذلك المسلم ظالماً للداعی او لغیره فی حق من الحقوق الشرعیة فلا یجوز الدعا علیه بشی یسوئه اصلا . لا نه یکون حینئذ مجرد حسد وبغض وعداوة نفسانیة ووسواسات شیطانیة وذلك حرام یا ثم به فاعله وان کان ذلك المسلم ظالماً للداعی او غیره بمقتضٰی امر شرعی فیجوز الدعا علیه بقدر ظلمه ولا یجوز التعدی ای الزیادة فی الدعاء علی الظالم فوق مقدار ظلمه والاولٰی ان لایدعو علیه اصلاً ای لا مقدار ظلمه ولا انقص من ذلك ولا ازید منه ویتکل علی الله تعالیٰ فی ذلك ویفوض الامر الیه سبحانه . فانه یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید . (ص ۲۰۸ ج ۲)

ذات تیری ہے غنی، اقرار سے، انکار سے
تو ہے بے پروا میری تخلیق سے، اظہار سے

تیرے ہی پرتو سے روشن ہے یہ ساری کائنات
تو سراپا نور ہے، معمور ہے انوار سے

تو علیم وتو سمیع وتو بصیر و بے نظیر
جو ملا تجھ سے، جو پاؤں گا تیری سرکار سے

تیری بیرنگی میں ہیں سو رنگ کی نیرنگیاں
گرم بازاری ہے تیری گرمیٔ بازار سے

تیرے جلوے ہر گھڑی تازہ بتازہ نو بہ نو
آنکھ کو سیری نہیں ہوتی ترے دیدار سے

رازؔ کو عرفان دے، پہچان دے ایمان دے
وہ نہایت مضطرب ہے حسرت دیدار سے

(شاہ محمد تقی نیازی رازؔ)

ظالم سے بدلہ لینے کا ایک انداز

جامع الصغیر میں بحوالہ ترمذی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

من دعی علٰی من ظلمه فقد انتصر ۔جس شخص نے ظالم کے حق میں بددعا کی تو اس نے اپنا بدلہ لے لیا۔

علامہ عبدالرؤف مناوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ظالم کے حق میں بددعا کرنے سے ظالم کے گناہ میں تخفیف ہو جاتی ہے اور اس کے مطابق مظلوم کا ثواب بھی کم ہو جاتا ہے۔

وقیل ان بعض السلف ذکر عنده الحجاج بن یوسف والوقیعة فیه بالمذمة فقال ان الله تعالٰی ینتقم للحجاج کما ینتقم منه (حدیقه الندیه ص ۲۰۸، ج ۲)

''بیان کیا گیا ہے کہ بعض سلف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حجاج بن یوسف ثقفی کا تذکرہ ہوا اور لوگوں کی اس کے بارے میں عیب گوئی و مذمت کا بھی تذکرہ کیا گیا' تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حجاج کا بدلہ بھی ایسا ہی لے گا، جیسا کہ اس سے لیا جائے گا''۔

☆ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۴ ج ۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پہ فرماتے ہیں کہ اگر بتقاضائے بشریت کسی کے حق میں کچھ بددعائیہ کلمات زبان سے نکل ہی جائیں تو ان کی تلافی کے لیے اس کے حق میں دُعا خیر کرنا امر مسنون ہے۔ **فالسنة لمن دعا علٰی احد ان یدعو له جبرًا لفعله** ۔

☆ باقی کسی مسلمان کے سوءِ خاتمہ کی دعا مانگنا بعض علماء کے نزدیک تو مطلقاً کفر ہے اور بعض کے نزدیک اس وقت کفر ہوگا جب کہ وہ دعا کرنے والا کفر کو اچھا بھی سمجھے۔ چنانچہ طریقہ محمدیہ ص ۱۷۵ ج ۲ پر فرماتے ہیں،

الدعاء علی مسلم خصوصاً بالموت علی الکفر فانه کفر عند بعض مطلقاً وعند اخرین ان کان لا ستحسان الکفر ۔ (ھکذا فی روح المعانی ص ۱۴۰، ج ۷)

مسئلہ کی پوری تفصیل طریقہ محمدیہ کی شروح حدیقۃ الندیہ ص ۲۰۷، ۲۰۸، جلد ۲، بطریقۃ محمدیہ ص ۲۶۷، ۲۶۸ ج ۳، وسیلۃ الاحمدیہ ۲۶۷، ۲۶۸ ج ۲، اور مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

کیا حمد کر سکے گی میری زبان تیری ساری نشانیاں ہیں اے بے نشان تیری
عقل و شعور تک کی ہوتی نہیں رسائی کیا ذات پا سکیں گے وہم و گمان تیری
کون و مکان کی ہر شے لبیک کہہ رہی ہے ہر سمت گونجتی ہے پیہم اذان تیری
ہر شیء ہے صرف تیری اے خالق دو عالم ہر ایک جسم تیرا ہر ایک جان تیری

توسّل سے دعا کرنا

دعا کا چھبیسواں ادب یہ ہے کہ

وان یسئال الله تعالٰی اسمائه الحسنٰی وصفاته العلٰی ویتوسل الی الله تعالٰی بانبیاء ہ والصالحین

من عباده (حصن حصين)

چند احادیث ملاحظہ ہوں:

☆ عن انس رضی الله عنه : ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه : كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبد المطلب . فقال: اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا فتسقينا، وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا، قال فيسقون .

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط پڑ جاتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بارش کی دعا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے کرتے اور کہتے: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنی نبی مکرم ﷺ کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا جان کو وسیلہ بناتے ہیں کہ ہم پر بارش برسا۔ فرمایا: تو ان پر بارش برسا دی جاتی۔'' (اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب : الاستسقاء، باب: سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، ۱/۳۴۲، الرقم: ۹۶۴، وفی کتاب: فضائل الصحابة، باب: ذکر العباس بن عبد المطلب رضی الله عنه، ۳/۱۳۶۰، الرقم: ۳۵۰۷)

☆ عن عبد الله ابن دينار رضي الله عنه قال : سمعت ابن عمر يتمثل بشعر ابى طالب:

و ابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل

و قال عمر بن حمزة: حدثنا سالم، عن ابيه: ربما ذكرت قول الشاعر، وانا انظر الى وجه النبى صلى الله عليه وسلم يستسقى، فما ينزل حتى يجيش كل ميزاب . و هو قول ابى طالب:

و ابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامى عصمة للارامل

''حضرت عبداللہ بن دینار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جناب ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

''وہ گورے (مکھڑے والے ﷺ) جن کے چہرے کے صدقے بارش مانگی جاتی ہے، یتیموں کے والی، بیواؤں کے سہارا ہیں۔''

حضرت عمر بن حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سالم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی کہ کبھی میں شاعر کی اس بات کو یاد کرتا اور کبھی حضور نبی اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کو تکتا کہ اس (رخ زیبا) کے ذریعے بارش مانگی جاتی تو آپ ﷺ (منبر سے) اترنے بھی نہ پاتے کہ سارے پرنالے بہنے لگتے۔

(اخرجه البخاری فی الصحیح، کتاب : الاستسقاء، باب: سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، ۱/۳۴۲، الرقم: ۹۶۳، وابن ماجة فی السنن، کتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ماجاء فی الدعا فی الاستسقاء)

☆ عن ابن عمر رضي الله عنهما انه قال: استسقى عمر بن الخطاب رضى الله عنه عام الرمادة

بالعباس بن عبد المطلب فقال: اللهم هذا عم نبيك العباس نتوجه اليك به فاسقنا فما برحوا حتى سقاهم الله قال: فخطب عمر الناس فقال: ايها الناس، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرى للعباس مايرى الولد لو الده يعظمه ويفحمه ويبر قسمه فاقتدوا ايها الناس، برسول الله في عمه العباس واتخذوه وسيلة الى الله عزوجل فيما نزل بكم

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عام الرمادہ (قحط وہلاکت کے سال) میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا اور اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا مانگی پھر لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! حضور نبی اکرم ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ویسا ہی سمجھتے تھے جیسے بیٹا باپ کو سمجھتا ہے (یعنی حضور نبی اکرم ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بمنزل والد سمجھتے تھے) آپ ﷺ ان کی تعظیم وتوقیر کرتے اور ان کی قسموں کو پورا کرتے تھے۔ اے لوگو! تم بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی اقتداء کرو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناؤ تاکہ وہ تم پر (بارش) برسائے۔''

(اخرجه الحاكم في المستدرك، ۳/۳۷۷، الرقم: ۵۴۳۸، وابن عبد البر في الاستيعاب، ۳/۹۸، والسيوطي في الجامع الصغير، ۱/۳۰۵، الرقم: ۵۵۹، والذهبي في سير اعلام النبلاء، ۲/۹۲)

☆ عن مصعب ابن سعد رضي الله عنه قال: راى سعد رضي الله عنه ان له فضلا على من دونه، فقال النبي صلى الله عليه وسلم هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم۔

''حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ انہیں ان لوگوں پر فضیلت ہے جو مالی لحاظ سے کمزور ہیں۔ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یاد رکھو تمہارے کمزور اور ضعیف لوگوں کے سبب ہی تمہیں نصرت عطا کی جاتی ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔''

(اخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الجهاد باب. من استعان بالضعفاء والصالحين في الحرب، ۳/۱۰۶۱، الرقم: ۲۷۳۹، والترمذي في السنن كتاب: الجهاد، باب: ما جاء في الاستفتاح بصعاليك المسلمين، ۴/۲۰۶، الرقم: ۱۷۰۲، وابو داؤد في السنن، كتاب: الجهاد، باب: في الانتصار برزل الخيل والضعفة، ۳/۳۲، الرقم: ۲۵۹۴، والنسائي في السنن، كتاب: الجهاد، باب: الاستنصار بالضعيف، ۶/۴۵، الرقم: ۳۱۷۹)

کس کس شیء کے وسیلہ سے دعا کی جائے؟

اللہ تعالیٰ سے اس کے ذاتی وصفاتی نام کے ساتھ سوال (دعاء) کرے اور اللہ کی بارگاہ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور اس کے نیکو کار بندوں کے توسّل سے دعا مانگے۔ علامہ ابن عابدین شامی کے استاد شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ حدیقۃ الندیہ ج ۲ ص ۸۱ پہ لکھتے ہیں۔

اعلم ان التوسل الى الله تعالىٰ بالنبي صلى الله عليه وسلم وبا صحابه والتابعين رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين امر جائز مشروع۔ وهو نوع من الشفاعة وهي حق عند اهل السنة خلافاً للمعتزلة كما سبق تقريره

تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجدہٗ کی بارگاہِ عزت میں سرورِ کائنات ﷺ اور آپ کے اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے ساتھ توسل کرنا امر جائز اور مشروع ہے، اور یہ توسل شفاعت کی ایک قسم ہے جو کہ اہلِ سنت کے نزدیک حق ہے بخلاف معتزلہ کے اور علامہ شامی ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رد المحتار حاشیہ در مختار میں بحوالہ شرح نقایہ ملا علی قاری اور امام سبکی کے جائز اور مشروع لکھا ہے۔ (رد المحتار)

لہٰذا دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام وصلحاء واولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل ان کی حیات میں بھی اور بعد وفات بھی جائز ہے دعا مانگنے والا اس طرح کہے کہ یا اللہ میں تجھ سے فلاں بزرگ کے وسیلہ سے دعاء کی قبولیت اور حاجت بر آری چاہتا ہوں ایسے ہی اور کلمات بھی کہے۔

دعا میں اللہ تعالیٰ کے ناموں سے توسل کرنے کا مسئلہ باب اول میں گذر چکا، یہاں پہ توسل بالنبی ﷺ کا مسئلہ اختصار سے بیان کر دیا جاتا ہے اور نبی بھی وہ کہ جو امام الانبیاء ہیں؛ جن کے اوصاف حمیدہ امام اہل سنت نے اس طرح بیان فرمائے ہیں۔

سرور کہوں کہ مالک ومولیٰ کہوں تجھے — باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں — جانِ مراد وکانِ تمنا کہوں تجھے
گلزارِ قدس کا گلِ رنگین ادا کہوں — درمانِ دردِ بلبل شیدا کہوں تجھے
صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف — بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں — اے جانِ جاں میں جانِ تجلّی کہوں تجھے
بے داغ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں — بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے
مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا — یعنی شفیع روزِ جزا کا کہوں تجھے
اس مردہ کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں — تاب وتوانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری — حیران ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
کہہ لے گی سب کچھ اُن کے ثنا خواں کی خامشی — چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا — خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اقرب الوسائل الی اللہ

آنحضرت ﷺ سید الخلق امام الانبیاء والمرسلین اشرف الوسائل واقرب الوسائل الی اللہ ہیں۔ پس آپ کے وسیلہ سے بارگاہ ایزدی میں دعا کرنا موجب قبولیت ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار القدسیہ ص ۲۸۱ میں فرماتے ہیں:

وقد سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ تعالیٰ یقول اذا سالتم اللہ حاجۃ فاسالوہ بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وقولوا اللھم انا نسئلک بحق محمد ان تفعل لنا کذا وکذا ۔ فان للہ ملکا یبلغ ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقول لہ ۔ ان فلانا سال اللہ تعالیٰ بحقک فی حاجۃ

کذا و کذا فیسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ فی قضاء تلک الحاجۃ فیجاب ۔ لان دعاؤہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرد ۔
میں نے اپنے شیخ ومرشد علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کے متعلق دعا مانگو، تو آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے مانگو۔ایک فرشتہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر آپ کواس کی اطلاع دیتا ہے کہ فلاں شخص نے آپ کے توسل سے فلاں حاجت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے پس آنحضرت ﷺ اس شخص کی دعا کی قبولیت کے لیے سفارش فرماتے ہیں۔جو بارگاہ ایزدی میں منظور ہو جاتی ہے۔

جذب ایمان پیکر حُسن وفا بن جایئے تاج شاہی کے لیے دستِ گدا بن جایئے
بعد میں بن لیجئے گا آپ شیخِ محترم آیئے پہلے غلامِ مصطفےٰ بن جایئے

....

جہاں چاند خود جلوہ فرما ہو بیکل، وہاں چاندنی کی ضرورت نہیں ہے
ہو جس کی نظر میں رُخِ ماہِ طیبہ، اُسے روشنی کی ضرورت نہیں ہے
کہیں گردشِ وقت پھر چھیڑ کرنا، دیوانوں کے آگے نہ بنّا سنورنا
یہاں تذکرے حُسنِ محبوب کے ہیں، یہاں اب کسی کی ضرورت نہیں ہے

....

تھمتا نہیں دل جو ہاتھ دل پر رکھ لوں ہاتھ آئے تو دل پر کوئی پتھر رکھ لوں
اللہ رے ہرا ہرا وہ گنبد پیارا جی میں آتا ہے اُسے دل میں اُٹھا کر رکھ لوں

....

ہم تیرے اور تو ہمارا ہے مدینے والے دونوں عالم سے تُو پیارا ہے مدینے والے
عرش والے بھی تو محتاج ہیں واللہ تیرے انبیاء کا تُو سہارا ہے مدینے والے

....

الحمدللہ! ان سطور کی پروف ریڈنگ مدنی ٹائم کے مطابق دن کے تین بجے اور دن بھی پیر کا ۔ پیر دے دن جہاناں دا پیر آ گیا۔مدینے شریف میں بلکہ مسجد نبوی شریف میں بلکہ گنبد خضریٰ شریف نگاہوں کے سامنے ہے۔دوسری چھتریوں کے شروع میں بیٹھ کر ہو رہی ہے اور اس تمنا کے ساتھ ہو رہی ہے کہ ۔ گنبد خضریٰ خدا تجھ کوسلامت رکھے دیکھ لیتے ہیں تجھے پیاس بجھا لیتے ہیں۔ ثم الحمد للہ علٰی ذٰلک

ہمارے آقا علیہ السلام کا سکہ ہر دور میں چلتا ہے

اگر تیرے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیش نظر سختیاں نزع کی کیونکر میں سہوں گا یارب

نزع کے وقت مجھے جلوۂ محبوب دکھا تیرا کیا جائے گا میں شاد مرونگا یا رب

تفسیر درمنثور للسیوطی و تفسیر عزیزی میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بحوالہ حاکم، طبرانی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے یوں دعا کی: اے رب! اس حق کے طفیل جو محمد ﷺ کا تو نے رکھا ہے مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آدم! تم نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔ میں نے تو اُن کو اب تک پیدا بھی نہیں کیا، انہوں نے عرض کی، اے رب! جب تو نے مجھے اپنے دستِ قدرت سے بنایا اور اپنی جانب سے اس میں روح ڈالی تو میں نے جب سر اٹھایا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے پایوں پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں سمجھ گیا کہ جس نام کو تو نے اپنے اسم مبارک کے ساتھ جوڑ رکھا ہے یہ وہی ہو سکتا ہے جو تجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے آدم تم نے درست کہا، بیشک وہ مجھ کو تمام مخلوق میں سب سے پیارے ہیں اور جب تم نے ان کے حق کے وسیلہ سے مجھ سے سوال کیا۔ تو جاؤ میں نے تم کو بخش دیا، اگر یہ محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا (رواہ حاکم)

☆ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر ص ۳۲۴ ج ا میں فرماتے ہیں: **و قالت طائفة رای مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول الله فتشفع بذالك .**

مفسرین کی ایک جماعت نے یوں کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کے پایہ پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کے توسل سے دعا مانگی۔

بغية الوعاة فی طبقات اللغويين و النحاة للسيوطی رحمة الله عليه ص ۸۲ میں ہے:

جرمی عظيم يا عفو وانني بمحمد ارجوا لتسامح فيه

فبه توسل ادم من ذنبه وقد اهتدای من يقتدی بابيه

اے گناہوں کے معاف کرنے والے! میرا قصور تو بہت بڑا ہے لیکن میں حضرت سید دو عالم ﷺ کے توسل سے اس کی معافی و چشم پوشی کی اُمید رکھتا ہوں، آپ ہی کے ساتھ حضرت آدم نے اپنی لغزش کے سلسلہ میں وسیلہ پکڑا تھا اور وہی شخص ہدایت یافتہ ہوتا ہے جو اپنے باپ کی اقتداء کرے۔

و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا (بقرہ ع ۱۱) کے تحت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی ص ۳۲۰ ج ا میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود بنی قریظہ و بنی نضیر اپنے مقابل فریق اوس و خزرج پر فتح طلب کرنے میں بتوسل آنحضرت ﷺ دعا کیا کرتے تھے اور یوں کہا کرتے تھے۔

اللهم انا نسئلك بحق نبيك الذی وعدتنا ان تبعثه فی اخر الزمان ان تنصرنا اليوم على عدونا فينصرون (هكذا فی تفسير القرطبی ص ۲۷ ج ۲ وتفسير مدارك ص ۶۱ ج ۱)

اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، اُس آخر الزمان نبی کے طفیل جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے یہ کہ ہمارے دشمن پر آج ہمیں مدد عطا فرما پس وہ مدد دیئے جاتے تھے۔

مولانا بدرعالم صاحب میرٹھی ترجمان السنۃ ص ۳۷۷ ج ۱ میں لکھتے ہیں کہ حافظ سہیلی لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نبوت سے قبل بھی قریش میں مبارک سمجھے جاتے تھے' اسی لیے ایک مرتبہ قحط کے موقعہ پر حضرت عبدالمطلب نے قریش کے ساتھ جبل ابوقبیس پر چڑھ کر آنحضرت ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی اور وہ قبول ہوگئی تھی۔ جناب ابوطالب نے اسی قصہ کی طرف اپنے مشہور قصیدہ میں اشارہ کیا، جس کے کچھ اشعار صحیح بخاری میں بھی منقول ہیں۔ (ہکذا فی الطحاوی ص ۳۰۰)

کہتا ہوں میں نعت کہ ہوتی ہے مائل بہ کرم وہ ذات وفاؔ
ورنہ تو کہاں محبوبِ خدا اور کیا ہے میری اوقات وفاؔ
پھر شہرِ مدینہ جاؤں میں، گلیوں میں پھروں دن رات وفاؔ
ہر لحظہ ہو ذکرِ پاک اُن کا، ہر اک سے ہو اُن کی بات وفاؔ
جب گنبدِ خضریٰ آئے نظر، پُر نور ہوں قلب و دیدۂ تر
جس سمت چلوں میں جاؤں جدھر، انوار کی ہو برسات وفاؔ
ہر سانس میں ہو خوشبو اُن کی، دھڑکن میں صدائے پائے نبی
جو اُن کی گلی میں گزریں گے، وہ ہیں کتنے حسیں لمحات وفاؔ
جب عرض کروں رودادِ الم، دہراؤں میں اپنا قصۂ غم
آنکھوں سے برستی ہو پیہم پھر اشکوں کی برسات وفاؔ

(کلام: محمد یونس سیٹھی وفاؔ)

آنکھیں روشن ہوگئیں

حضرت عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک نابینا شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تیرے حق میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تُو چاہے تو صبر کر کیونکہ یہ صبر (رضا بالقضا کا مقام) تیرے لیے بہتر ہے۔ اس نے عرض کیا کہ خدا سے دعا فرمایئے۔ آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یوں دُعا کرنا۔

اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة يا محمد انی توجهت بك الیٰ ربی فی حاجتی هذه لتقضٰی لی . اللهم فشفعه فی

اے اللہ! تیری بارگاہ میں میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی نبی الرحمۃ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں، اے محمد ﷺ میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے اپنی ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو۔ یا اللہ تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور وفا الوفاء ص

۴۲۰ ج ۲ میں بروایت بیہقی اتنا اور ہے کہ اس نابینا نے ایسا ہی کیا تو بینا ہو گیا۔

(مزید توثیق کے لیے دیگر کتب علماء اہل سنت کے علاوہ نشر الطیب ص ۲۴۸ و ترجمان السنہ ص ۳۷۷ ج ا بھی ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہیں)۔

شرح مواہب میں ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں قحط پڑا تو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی چھت اس قدر کھول دو کہ آسمان نظر آنے لگے گویا یہ بھی ایک طور پر توسل تھا۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ بارش ہوئی اور اتنے زور سے آئی کہ ہر جگہ سبزہ اُگ آیا اور جانوروں کے جسم چربی کی وجہ سے پھٹ گئے اور وہ سال ''عالم الفتق'' کے نام سے مشہور ہو گیا (ماخوذ از ترجمان ص ۳۳۷ ج ا و ایضاً ص ۳۴۹ ج ۴)

غیر نبی کے توسّل سے دعا کرنا

فضل کر یا رب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
سید کونین شاہِ انبیاء کے واسطے

یا الٰہ العالمین یہ عرض میری ہو قبول
خاتمہ بالخیر کرنا مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

دور کر رنج دلی، ہے سخت مجھ کو بے کلی
اُس شاہ صدّیق اکبر با صفا کے واسطے

صبر کے ہاتھوں سے مجھ کو میوہ مقصد کھلا!
اُس عمر فاروق عادل بے ریاء کے واسطے

دو جہاں میں حضرت عثمان کے رُو سے مجھے
مَت خجل کیجیو صاحب حیاء کے واسطے

بارگاہِ عالی میں تیری، ہے میری یہ التجا
ہووے حل مشکل مری مشکل کُشا کے واسطے

بُلبلِ باغ مدینہ قُرّۃ العین رسول
یعنی بی بی فاطمہ خیر النساء کے واسطے

دے خوشی دل کو مرے سر سبز کر نخل مراد
اُس جگر خستہ حسن صاحب لواء کے واسطے

ہر طرف سے فوجِ غم نے آ کے گھیرا ہے مجھے
دے پناہ یا رب شہیدِ کربلا کے واسطے

میں بہت حیران ہوں کر رحم کی مجھ پر نظر
باقر و جعفر علی موسیٰ رضا کے واسطے

موسیٰ کاظم تقی، حضرت نقی و عسکری
اور امام مہدی پیر ہُدیٰ کے واسطے

یا الٰہی سب اُٹھا لے دردِ غم اندوہ کے بوجھ
غوثِ اعظم پیر و مرشد رہنما کے واسطے

پیچھے باحوالہ روایات گزر چکیں جن میں یہ بھی روایت مختصراً بیان ہوئی کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک سال جسے ''عام الرماد'' کہتے ہیں سخت قحط پڑا۔ چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آ کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے استسقاء کے لیے درخواست کی۔ تو آپ نے تمام اہلِ مدینہ کو شہر سے باہر نکلنے کی ہدایت کی، جس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے جب سارا شہر اکٹھا ہو گیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جو پیرانہ سالی کی وجہ سے بہت ضعیف ہو چکے تھے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کیا اور نہایت عاجزی وزاری والحاح وابتہال سے دعا مانگنی شروع کی۔

اللھم انا نتقرب الیك بعم نبیك وبقیة اٰبآئه وکبر رجاله فانك تقول وقولك الحق واما الجدار فکان لغلا مین یتیمین فی المدینة وکان تحته کنز لهما وکان ابوهما صالحاً فحفظتهما لصلاح

ابیھما فاحفظ ۔اللھم نبیك فی عمه فقد دنونا به الیك مستشفعین و مستغفرین ۔

خدایا قبولیت دعا کے لیے آج ہم نے ایسے شخص کو وسیلہ بنایا ہے جو تیرے سچے نبی ﷺ کا چچا، ان کے آباء واجداد کی یادگار، ان کے کنبہ کے تمام مردوں میں بڑا ہے۔ تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمانا سچا ہی ہوتا ہے ''اور وہ جو دیوار تھی سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی جو شہر میں رہتے تھے اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (مدفون تھا) اور ان کا باپ ایک نیک بخت آدمی تھا۔'' تو نے ان دونوں لڑکوں (کے خزانے) کی حفاظت صرف اس وجہ سے کی ہے کہ ان کا باپ نیک تھا۔ تو اے خداوند عالم تو اپنے نبی کی لاج بھی ان کے چچا کے تقرب کی وجہ سے رکھ لے' کیونکہ ہم آج ان کو لے کر تیرے دربار میں اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اس غرض سے حاضر ہوئے کہ وہ ہماری شفاعت کریں۔

یہ عاجزانہ الفاظ باری تعالیٰ کی جناب میں عرض کرتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام حاضرین سے خطاب فرمایا:

استغفروا ربکم انه کان غفارًا یرسل السماء علیکم مدرارًا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنات ویجعل لکم انھارًا

اپنے پروردگار سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے لگاتار مینہ برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور ان میں تمہارے لیے نہریں بہا دے گا۔

یہ وہ وقت تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی زیادہ ضعیف تھے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس دعا کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔

اللھم انت الراعی لا تھمل الضالة ولا تدع الکسیر بدار مضیعة ۔ فقد ضرع الصغیر ورق الکبیر وارتفعت الشکوی وانت تعلم السر واخفی ۔ اللھم فا غثھم بغیاثك فقد تقرب القوم لمکانی من نبیك علیه الصلوٰة والسلام

خدایا صرف تیری ذات ہی ان سب کی نگہبان ہے تو ہی گمشدہ کو راہ بتلاتا ہے خطرات کے مواقع میں تو ہی مجروحوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ اب تو بچے بوڑھے سب آفت زدہ ہو گئے ہیں سب کی زبانوں پر آہ و بکا جاری ہے، اور مخفی سے مخفی حال سے صرف تو ہی واقف ہے خدایا تو ان کی فریاد رسی کر چونکہ میرا تیرے نبی ﷺ سے ایک رشتہ (جسمانی بھی) ہے۔ اس لیے لوگ مجھ کو وسیلہ بنا کر لائے ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے الفاظ نے تو حاضرین کے دل پر جو اثر کیا وہ کیا لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ان عاجزانہ الفاظ نے سب کو رُلا دیا۔ چنانچہ بخاری شریف کے الفاظ فیسقوا یعنی اس توسل کی وجہ سے پھر خوب بارش ہوئی۔

رازقِ مُطلق ہے تُو رزاق تیری ذات ہے

رازقِ مُطلق ہے تو رزاق تیری ذات ہے　　خالق برحق ہے تو خلاق تیری ذات ہے
اے خطا پوش دو عالم تو ہے رحمٰن ورحیم　　ہم گنہگاروں کے حق میں تُو ہے غفار وکریم

تو عطا کرتا ہے دُنیا کے مریضوں کو شفا
تیری شان قہر کا ہے نام پیغام قضا

ہم نکمے، ہم برے، ہم بے سر وسامان ہیں
معصیت پیشہ سہی مولا۔ مگر انسان ہیں

سہو وعصیاں سے مرکب ذات ہے انسان کی
اس کی ہر مشکل الٰہی تُو نے خود آسان کی

تُو گنہگاروں کی فرماتا ہے یا رب مغفرت
بخش دیتا ہے خطا کاروں کا جُرم معصیت

بخش دے میرے گناہوں کو مرے پروردگار
لاج رکھنا میری اے ستارِ کُل روز شمار

اے خدائے دو جہاں صدقہ رسول پاک کا
واسطہ نام محمد ﷺ صاحب لولاک کا

حضرت صدیقِ اکبر کا تصدّق اے کریم
ملت برحق کی نصرت ہو براہِ مستقیم

واسطہ فاروقِ اعظم کا مرے پروردگار
اُمت خیر الورٰی کا رکھ زمانہ میں وقار

صدقہ یا رب عظمتِ عثمان ذوالنورین کا
ہر مسلماں کو عطا فرما شرف دارین کا

حضرت مشکل کشا مولیٰ علی کا واسطہ
فتح ونصرت کا دکھا مسلم کو یا رب راستہ

اہل بیت پاک وازواج نبی کا واسطہ
صنف نازک کو حقیقی شرم وغیرت کر عطا

واسطہ جملہ ائمہ اولیاء کا اے کریم
کر عطا فوجِ مجاہد کو سدا فتحِ عظیم

مصر وایران ومراکش میں خدائے ذوالجلال
دشمنانِ عزتِ اسلام کو کر پائمال

واسطہ غوثِ معظم خسرو بغداد کا
اے خدائے دو جہاں یہ وقت ہے امداد کا

ہیں مسلمانان عالم بی کس ومظلوم اب
زور وزر والے ہیں دشمن ہے تجھے معلوم سب

اُلفت اصحاب واہلِ بیت ہر مسلم کو دے
ہر مسلمان اولیاء کے عشق میں ڈوبا رہے

اپنی قدرت کا کرشمہ پھر ذرا دکھا بھی دے
مصطفیٰ کے آستانہ تک ہمیں پہنچا بھی دے

شاعر "آستانہ" دہلی

قال ابن الاثير في اسد الغابه استسقى عمر رضى الله عنه بن الخطاب بالعباس رضى الله عنه عام الرمادة لما اشتد القحط فاغاث الله به واخصب الارض فقال عمر رضى الله عنه هذا والله الوسيلة الى الله وقال حسان بن ثابت رضى الله عنه

سـئـل الامـام وقـد تـتـابـع جدبنا ۔۔۔ فسقى الغمام بغرة العباس

امام کے دعا مانگنے پر بھی خشک سالی بڑھتی گئی۔لیکن عباس رضی اللہ عنہ کے اقبال کے باعث ابر نے سیراب کر دیا۔

عم النبى وصنو والده الذى ۔۔۔ ورث النبى بذاك دون الناس

وہ آنحضرت ﷺ کے چچا اور آپ کے والد کے بھائی ہیں،انہوں نے تمام لوگوں کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کی وراثت پائی۔

احیا الالہ بہ البلاد فاصبحت مخضرۃ الاجناب بعد الیأس

ان کے طفیل خدا نے ملک کو زندہ کر دیا اور نا امیدی کے بعد پھر تمام میدان سرسبز ہو گئے۔ (استیعاب)

علماء اسلام اس حدیث کے حواشی و فوائد میں لکھتے ہیں۔

و یستفاد من قصۃ العباس استحباب الاستشفاع باھل الخیر والصلاح واھل بیت النبوۃ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اس قصے سے بزرگوں اور اہل بیت کی ذوات سے توسل کا استحباب مستفاد ہوتا ہے۔

(بحوالہ عمدۃ القاری ص ۴۳۷ ج ۳ و فتح الباری ص ۳۹۹ ج ۲)

اور حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کتب احبار سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اپنے نبی کے اہل بیت کے وسیلہ سے بارش مانگنا بنی اسرائیل میں بھی رائج تھا۔ (عمدۃ القاری ص ۴۳۶ ج ۳)

اے خدا صدقہ کبریائی کا صدقہ اُس نور مصطفائی کا
کینہ دھو مومنوں کے سینے سے سینے ہو جائیں پاک کینے سے
سب کو اک راہ دکھا یا رب دور ہوں اختلاف بے جا سب
دین ہو دین احمدی کُل کا ہو طریقہ محمدی کُل کا
ہے خدا تو برا سمیع و مجیب بے مرادوں کو کر مراد نصیب
کُل مریضوں کو تندرستی دے ناتوانوں کے تن میں چُستی دے
بے وطن کو وطن میں پہنچا دے قید سے قیدیوں کو چھڑوا دے
کر غریبوں سے تنگدستی دور تنگ دستوں سے فاقہ مستی دور
رکھتے کثرت سے ہیں جو اہل و عیال کر عطا اُن کو حسب حاجت مال
جو ہیں مظلوم اُن کی سُن فریاد اور کر غم زدوں کے دل کو شاد
تیرے بندے ہیں سب یتیم و اسیر تیرے محتاج کل غریب و امیر
لے خبر کون اب غریبوں کی مشکلیں کھول کم نصیبوں کی
نہ رہے کوئی خستہ و غمگین سب کی پوری مراد ہو آمین

شبہات کا ازالہ

اگر کسی کے دل میں یہ بات کھٹکتی ہو کہ اس موقعہ پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے توسل کو چھوڑ کر دوسرا وسیلہ کیوں اختیار کیا۔

تو اس کے متعلق علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب جوہر منظم ص ۷۷ پر فرماتے ہیں۔

و کان حکمۃ توسلہ بہ دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبرہ اظہار غایۃ التواضع لنفسہ

والرفعة لقرابة النبی وفی توسله به توسل بالنبی صلی اللہ علیه وسلم وزیادة

نبی علیہ السلام اور آپ کے روضہ اطہر کو چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کرنے میں یہ حکمت تھی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بمقابلہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اپنی تواضع اور قرابت نبوی کی رفعت کو ظاہر کرنا مقصود تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل گویا سرکار دو عالم ﷺ سے توسل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

سوال نمبر۲: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنانا مشیر بایں معنیٰ ہے کہ فوت شدگان کا وسیلہ جائز نہیں۔ پھر جواز کی کیا دلیل ہے؟

جواب یہ ہے کہ مشیر ہونا دلالت کے لیے کافی نہیں۔ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا ایک شخص کو خلافت عثمانیہ میں ایک دُعا سکھلانا جس میں بمحمد نبی الرحمۃ آیا ہے، نقل کیا ہے کذا فی انجاح الحاجۃ یہ صریح ہے جواز میں

(امداد الفتاویٰ ص ۳۰۴ ج ۵)

کرم مجھ پہ ہو مالک کائنات
ہوں آسان سب امتحان حیات

بروزِ قیامت اے ربِّ جہاں
ترا فضل ہو مجھ پہ سایہ کُناں

تو ہی بے کسوں کا مدد گار ہے
تو ہی غم کے ماروں کا غم خوار ہے

ہے مخلوق ساجد تو مسجود ہے
ہے انسان عابد تو معبود ہے

جو ہے راہ سیدھی دکھادے مجھے
اور اس راہ پر پھر چلا دے مجھے

جو ہے تیرے اخلاص مندوں کی راہ
کہ جو ہے تیرے نیک بندوں کی راہ

دکھا دے اُنہی کی رہِ مستقیم
خدایا تو ہی ہے غفور و رحیم

ہو تابشؔ کو یوں شادکامی عطا
کہ ہو دولت نیک نامی عطا

ہو پھر حج کعبہ کی دولت نصیب
مدینہ میں حضرت کی رؤیت نصیب

الٰہی بحق شہ انبیاء
ہو مقبول تابشؔ کی یہ التجاء

مولانا محمد منشاء تابش قصوری

دعا کرنے والا حرام خوری سے بچے

دعا کا ستائیسواں ادب بیان ہو رہا ہے وان یکون مجتنبا لا کل الحرام (قرطبی ج ۲ ص ۳۱۱)

دعا کی قبولیت کے لیے کچھ شرائط ہیں جن کے فوت ہونے سے اکثر و بیشتر دعا رد کر دی جاتی ہے منجملہ ان شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعا مانگنے والے کی خوراک، پوشاک سب مال حلال سے ہو۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح اربعین نوویہ ص ۸۶ پر فرماتے ہیں:

و قیل ان للدعاءِ جنا حین اکل الحلال وصدق المقال' یعنی دعا کے دو بازو ہیں ایک اکل حلال اور دوسرا صدق گفتار

اگر ہزار ہا الحاح وابتہال، تضرع وزاری، عجز وانکساری سے دعا مانگی جائے مگر جب تک اس کے یہ دو بازو نہ ہوں گے۔ اس میں طاقت پرواز پیدا نہ ہوگی یعنی وہ بارگاہِ ایزدی میں مستجاب نہ ہوگی۔

لیکن آج ہمارا معاشرہ بھی ہوئی وہوس کا شکار ہو کر دنیا پر اس قدر مفتون ہو چکا ہے کہ اس کے سامنے حلال وحرام کی تمیز ہی باقی نہیں رہی بس روپیہ ہو خواہ سینما کی آمدنی کا ہو یا شراب کی دکان سے حاصل ہو، رشوت اور سود سے کھینچا ہو یا سٹہ وقمار سے کمایا ہو۔ یعنی ''پیسہ ہو چاہے کیسا ہو'' دولت زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی غرض سے حلال وحرام میں کوئی تمیز نہیں کی جاتی اور اکتساب مال کے متعلق اللہ جل شانہٗ کے احکامات کو مدنظر نہیں رکھا جاتا، بلکہ کاروبار میں دھوکہ دہی کو ہنرمندی اور رشوت کو فضل ربّی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ فیا اسفی

علامہ فشنی شرح اربعین نوویہ ص ۳۵ میں اور امام یافعی درنظم میں لکھتے ہیں:

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے کسی کام کو جاتے ہوئے ایک شخص کے پاس سے گذرے جو کہ نہایت عجز وانکساری سے دعا مانگ رہا تھا اور واپسی پر بھی اس کو اسی حالت میں دیکھا تو آپ نے بارگاہِ الٰہی میں اس کی دعا کی قبولیت کے لیے درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اگر یہ شخص رو رو کر اپنی جان بھی تلف کر ڈالے اور دُعاء میں اپنے ہاتھوں کو اس قدر اونچا بھی کر ڈالے کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر بھی اس کی دعا قبول نہ کی جائے گی موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! یہ کیوں؟ تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی خوراک بھی حرام اور پوشاک بھی حرام اور گھر کا اندوختہ بھی مال حرام تو پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

اور تفسیر قرطبی سورۃ الفلق ص ۲۶۰ ج ۲۰ پر ایک حدیث اس طرح ہے:

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ثلاثۃ لا یستجاب لھم دعاؤھم اکل الحرام ومکثر الغیبۃ ومن کان فی قلبہ غل او حسد للمسلمین

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دُعاء مقبول نہیں ہوتی۔ (۱) حرام خور کی (۲) کثرت سے غیبت کرنے والے کی (۳) مسلمانوں کے حق میں کینہ اور حسد رکھنے والے کی۔ (انتہیٰ)

علماءِ کرام بیان فرماتے ہیں: مؤرخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی ایک جماعت تھی' جب ظالم حاکم ان پر مسلّط ہوتا تو اس کے لیے بددعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا حجاج بن یوسف ظالم کا جب وہاں تسلّط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی جس میں ان حضرات کو خاص طور پر شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بددُعاء سے محفوظ ہو گیا ہوں کیونکہ حرام روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی ہے۔

یا الٰہی! حشر میں خیر الوریٰ کا ساتھ ہو — رحمتِ عالم جناب مصطفیٰ ﷺ کا ساتھ ہو
یا الٰہی! ہے یہی دن رات میری التجا — روزِ محشر شافعِ روزِ جزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی! جب سوا نیزے پہ ''آئے'' آفتاب — اُس سزا وارِ خطاب والضحیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی! حشر میں بیچے لواء حمد کے سیّدِ سادات فخرِ انبیاء کا ساتھ ہو
یا الٰہی! پُل کے اُوپر بھی بہ ہنگام گذر دستگیر دو جہاں اس پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی! جب عمل میزان میں تلنے لگیں سیّدِ سادات فخرِ انبیاء کا ساتھ ہو
یا الٰہی! شغلِ نعت مصطفائی میں رہوں جسم وجان میں جب تلک میری وفا کا ساتھ ہو
بعد مرنے کے یہی کافی ہے یارب یہ دُعاء دفترِ اشعار نعتِ مصطفےٰ ﷺ کا ساتھ ہو

حرام کمائی دل کو پتھر بنا دیتی ہے

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح اربعین میں لکھتے ہیں کہ حرام کمائی دل کو پتھر بنا دیتی ہے اور باطن کو سیاہ اور باری تعالیٰ کی جناب سے بُعد اور دُوری پیدا کر دیتی ہے۔

اور رزق حلال کھانے سے باطن میں نور معرفت پیدا ہوتا ہے اور دل گداختہ ہوتا ہے اور اسی سے علم نافع اور عمل مقبول کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

اور یحییٰ بن معاذ الرازی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجی دُعا ہے اس کنجی کے دندانے رزق حلال ہے۔

(مرقات ص ۲۵۸ ج ۵)

اقبال کہتے ہیں:

علم وحکمت زائد از نان حلال عشق ورقت آید از نان حلال

اور اکل حلال سے دُعاء مستجاب ہوتی ہے۔ چنانچہ ترجمان القرآن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صحابی نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے۔ حضور علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ لقمہ حلال کا التزام کرو۔ خود بخود مستجاب الدعوات بن جاؤ گے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے" جس آدمی کے شکم میں ایک نوالہ بھی حرام جائے اس کی دعا چالیس روز تک قبول نہیں ہوتی اور جو گوشت حرام مال سے بنا ہے آگ اس کی زیادہ حق دار ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ دوسرے صحابہ کی نسبت آپ کی دعا (جلد) کیوں قبول ہو جاتی ہے تو آپ نے فرمایا: یہ اس لیے کہ میں منہ میں لقمہ ڈالنے سے پہلے یہ دیکھ لیتا ہوں کہ یہ لقمہ مجھے کہاں سے ملا ہے۔

(شرح اربعین ملا علی قاری ۸۶)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے غلام عبدالرحمٰن نامی بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ دونوں ایک رات نخلستان کو گئے ہمارے پاس نہ خورد ونوش کا سامان موجود تھا اور نہ ہی نخلستان کا مالک وہاں موجود تھا اور ہم بھوک سے بے تاب تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر تو سچا مسلمان ہے تو ایک کھجور کو بھی نہ چکھنا۔ چنانچہ ہم سواری باندھ کر وہاں بھوکے پڑے رہے۔ جب صبح ہوئی نخلستان کا مالک آیا تو ہم نے اس سے قیمتاً کچھ کھجوریں خریدیں اور اپنی بے تابی کو دُور کیا۔ (دُرالنظیم للیافعی رحمۃ اللہ علیہ)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حُسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار وگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشید حشر
سیّدِ بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جُرم سے
اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بیباکیاں
اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں
قُدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سَر اُٹھائے
دَولتِ بیدار عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مستجاب الدعوات ہونے کا واقعہ

بخاری و مسلم میں روایت ہے حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ والوں نے ایک بار (اپنے عامل، گورنر) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے) کی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مدینہ بلا لیا اور ان کی جگہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی وہاں کا عامل بنا کر بھیجا۔ ان مفسدہ پردازوں نے ان کی دربارِ خلافت میں یہ شکایت کی تھی یہ ٹھیک ٹھیک نماز نہیں پڑھاتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شکایت کی تحقیقات فرمائی اور ان کو بلا کر پوچھا کہ لوگوں کا یہ خیال کہ آپ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں اسی طرح نماز پڑھاتا ہوں جیسی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی اس کے خلاف سر مو بھی نہیں کرتا۔ عشاء کی نماز میں پہلی دو رکعتیں ذرا ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہوں اور بقیہ دو رکعتوں میں تخفیف کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو اسحاق مجھے بھی آپ سے ایسی ہی توقع تھی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ایک آدمی یا کئی آدمیوں کو کر دیا جو کہ کوفہ والوں سے خود تحقیق کریں۔ انہوں نے وہاں جا کر تحقیق کی اور ہر مسجد میں جا جا کر نمازیوں سے ان کے بارے میں سوالات کئے سب نے ان کی نیکی کی تعریف ہی کی۔ یہاں تک کہ وہ تحقیقاتی وفد محلّہ بنی عبس میں پہنچا تو وہاں ایک شخص اسامہ بن قتادہ جس کی کنیت ابوسعدہ تھی۔ وہ بولا جب آپ نے پوچھا ہی ہے تو سُنیے: حضرت سعد نہ تو کسی فوج کے ساتھ جاتے تھے اور نہ انصاف سے مال برابر تقسیم کرتے تھے اور مقدمات میں انصاف بھی نہیں کرتے تھے۔ یہ جھوٹے الزامات سُن کر حضرت سعد

رضی اللہ عنہ نے غصہ میں فرمایا اچھا تو میں بھی اب تین بد دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہے اور اس وقت میرے خلاف صرف دکھانے، سنانے، شہرت کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا ہے تو' اس کی عمر دراز کر دے' یعنی اس کی عمر بڑھا دے' اسے فتنوں میں پھنسا دے

پھر اس کا یہ حال ہوا کہ وہ کہتا پھرتا تھا میں ایک بوڑھا آدمی ہوں مصیبت اور فتنوں میں پھنس گیا ہوں۔ مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددُعا لگ گئی ہے۔ عبدالملک بن عمیر راوی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدتوں بعد میں نے اسے دیکھا کہ اس کے دونوں ابرو آنکھوں پر آ پڑے۔ یہ تھے اور وہ راستہ چلتی لڑکیوں کے سامنے آتا، انہیں گھورتا، اور انہیں آنکھیں مارتا تھا۔

سوا تیرے یا رب میرا کون ہے — گنہگار مجھ سا تیرا کون ہے
تو مالک ہے معبود کون ومکاں — اطاعت میں تیری ہیں دونوں جہاں
سوا تیرے میں عرض کس سے کروں — میں بندہ تیرا اک گنہگار ہوں
نہ در در پھرانا مجھے اے خدا — بحق رسُول اور آلِ عبا
اگر عُمر بھر اُن کی لکھوں میں شاں — قلم نے میرے پائی کب یہ زُباں
لقب جن کو بخشا ہے تو نے سدا — شفیع الوریٰ احمد مجتبےٰ
طفیل محمد (ﷺ) یہ روزِ جزا — گنہ بخشیو میرے رَبُّ العُلاء
تو بندوں پہ کرتا ہے بخشش عام — تیرا بخششوں کا ہے ہر وقت کام
مبادا جو ناراض ہو تو ذرا — کہاں ہم گنہگاروں کا پھر پتا
جو بحرِ مصیبت میں ہیں غوطہ زن — لگا دے کنارے میرے ذوالمنن
تیرے فضل کا ہوں میں اُمید وار — میرا خیر سے کر تُو انجام کار
مجھے ہے بھروسہ تری ذات کا — کوئی میرا حامی نہیں تجھ سوا
مرے واسطے کر تو وہ بہتری — کہ جس میں ہو تیری رضا وخوشی

دعا کا ایک اہم ادب

دعا کا اٹھائیسواں ادب وہ ہے جس کو قرطبی ج ۲ ص ۳۱۱ پہ ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

و من شرط الداعی ان یکون عالماً بان لا قادر علی حاجته الا الله ۔ وان الوسائط فی قبضته ومسخرة بتسخیره

اور دعا کرنے والے کے حق میں ایک شرط یہ ہے کہ وہ اس بات کا پختہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اس کی مراد پوری کرنے پر بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی قدرت نہیں رکھتا اور تمام وسائل واسباب اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور اس کے حکم کے تابع ہیں۔
قلب انسان کا کمال یہ ہے کہ اس میں خالق کی معرفت اور توحید راسخ ہو اور یہ پختہ عقیدہ ہو کہ عرش سے لے کر فرش تک کی

حکومت اور تدبیر اس واحد مالک کے قبضہ میں ہے ریگ کا ذرّہ، درخت کا پتہ، نوری، خاکی، حیوان بے جان سب پر اسی کا حکم جاری ہے اور ہر شے اس کے جلال کے سامنے سرفگندہ اور فرمانبردار ہے غرضیکہ اس ذات پاک کو ہر طرح کی قدرت ہے اور ہر بندہ کے لیے اس کے پاس سب کچھ ہے اس کے خزائن معمور ہیں اور رحمت، جود، عطا، احسان انعام اس کی خاص صفات ہیں کوئی ایسے کریم اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا وہ دے کر خوش ہوتا ہے اور اس کے آستانہ عالیہ کے ماسوا اور کوئی در نہیں اور اس جیسا کوئی رحیم وکریم نہیں پھر ایسے داتا کو چھوڑ کر ہاتھ کسی اور کے آگے پھیلانا، اور ایسے توانا کو چھوڑ کر مدد کسی اور (طاغوت وشیاطین ومعبودانِ باطلہ) سے مانگنا سفاہت نہیں تو اور کیا ہے؟

وہ خالقِ اسباب ومسببات ہے تمام اسباب ووسائل اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں وہ اسباب کا پابند نہیں بلکہ اسباب اس کے تابع فرمان ومحکوم ہیں۔

مگر انسان فطرۃً اتنا کمزور ہے کہ سوالِ ذلت اٹھائے بغیر اس کا پیٹ ہی نہیں بھرتا۔ وہ ایک محتاج مخلوق (دنیاداروں) کے سامنے ہاتھ پھیلائے بغیر باز نہیں آتا، اور ذرا سی مشکل میں جب کبھی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو اس کی نظریں اسباب ہی کی طرف اٹھتی ہیں اور خالقِ اسباب کو بھول جاتا ہے۔

رضا جوئی تیری ہی منظور ہے　　تو معبود خالق وغیور ہے
نہ کر تو مجھے قرض دار اے خدا　　طفیلِ نبی آلِ خیر النساء
بھلا میں کہوں کس سے تیرے سوا　　تو مالک ہے میرا میں بندہ ترا
دمِ نزع تکلیف مجھ کو نہ ہو　　کروں وردِ اُس دم ترے نام کو
لحد میں میرا جب ہو آخر گزر　　مددگار ہوں میرے خیر البشر
جب آئیں مرے پاس منکر نکیر　　ترا رحم ہووے مرا دستگیر
کہوں صاف اُس دم بہ فرطِ خوشی　　کہ ہوں بندۂ حق غلامِ نبی
گناہ میرے میزاں میں ہوں وزن جب　　کرم کرنا اُس وقت اے میرے رب
الٰہی! بحق جنابِ رسول　　مناجات یہ میری ہووے قبول

اک ذات ہے تیری لافانی دے اپنی محبت یا اللہ

حدیث شریف میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا کرو۔ وہ تمہارا نگہبان رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو تو اس کو اس طرح پاؤ گے جیسے وہ تمہارے سامنے موجود ہے جب مانگو تو خدا ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرو تو اسی سے طلب کرو۔ یاد رہے: اولیاء وانبیاء کی مدد در حقیقت خدا ہی کی مدد ہے۔

اور اس کا یقین رکھنا کہ اگر سارے لوگ مل کر بھی تم کو کچھ نفع پہنچانا چاہیں تو بس اتنا ہی پہنچا سکتے ہیں جتنا کہ وہ تمہاری تقدیر میں

پہلے سے لکھا جا چکا ہے۔ اور اگر ساری مخلوق اس مقصد کے لیے جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ ضرر (جانی، مالی) پہنچائے تو اس کے سوا تجھے کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا۔ پھر فرمایا کہ تقدیر کا قلم سب کچھ لکھ لکھا کر کاغذ سے اُٹھا لیا گیا ہے اور تقدیر کے کاغذات کی سیاہی خشک ہو چکی ہے۔ (ترمذی، احمد)

لازم ہے فنا جب ہر شے کو، پھر کس سے ہو امید یا اللہ
قربان ہوں تجھ پر جان و دل با شوقِ وارادت یا اللہ
عصیاں پہ مجھے اپنے بےحد، ہوتی ہے ندامت یا اللہ
ہے راہ جو سیدھی ایماں کی، تو اپنے کرم سے دکھلا دے
حائل ہیں جو پردے غفلت کے، اُٹھ جائیں دلوں سے لوگوں کے
تو چاہے اگر تو ہستی میں مجبور نہ ہوں مقہور نہ ہوں
ہے صدرِ حزیں کی دل سے دعاء، اربابِ وفا کی آس بندھا

اک ذات ہے تیری لا فانی، دے اپنی محبت یا اللہ
توفیق سے تیری رہ جائے، ایمان سلامت یا اللہ
ہے شان مگر یہ بخشش کی، ہوتی ہے جو رحمت یا اللہ
آسان ہو منزل عرفاں کی، کر ہم پہ عنایت یا اللہ
روشن ہو تجلّی سے تیری، ہر چشمِ بصیرت یا اللہ
پائیں نہ کسی سے عالم میں، ہم کوئی اذیّت یا اللہ
بھٹکے ہوئے جتنے رہرو ہیں، دے اُن کو ہدایت یا اللہ

(صدرالدین صدر)

اسباب ضروری سہی مگر موثرِ حقیقی ذاتِ باری ہے

یہ عالم اسباب ہے اور تمام کتب سماویہ سے بڑھ کر قرآن کریم نے اسباب کا اثبات کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے نظامِ عالم میں سلسلہ اسباب کے ساتھ مسببات کو مربوط فرمایا ہوا ہے۔ اسباب میں تاثیر اور اشیاء میں طبعی خواص کا انکار کرنا آیات واحادیث کے ظاہری الفاظ کے قطعاً خلاف ہے۔ لیکن موثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہے اور سبب کی اپنے مسبب میں تاثیر بھی اسی کی قدرت اور مشیت سے ہے اگر وہ چاہے تو سبب کی تاثیر باطل بھی کر سکتا ہے جیسا کہ اپنے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں آتشِ نمرود کی تاثیر باطل فرما دی اور اگر چاہے تو اسباب کی تاثیر کے لیے مانع ہو جائے لہٰذا موثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ہی سمجھتے ہوئے اسباب سے کام لینا عین مطلوب شریعت ہے۔

چنانچہ حدیقۃ الندیہ ص ۲۳۷ ج ا میں شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فانہ جرت عادتہ تعالیٰ علیٰ ربط المسببات بالاسباب ربطًا عاد یا بحیث یصح تارۃ ویتخلف اخری من غیر لزوم عقلی ۔ فالتشبث بالاسباب علیٰ ھذا الا عتقاد لا ینا قض ھذا التوکل

(ھکذا فی الوسیلہ الاحمدیہ شرح الطریقۃ المحمدیۃ ص۲۶۷ ج ا)

اسباب عالم میں یہ سنت الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسببات کو اسباب کے ساتھ مربوط فرما رکھا ہے اور اسباب ومسببات کے درمیان باہمی ربط عادی ہے کبھی متحقق ہوتا ہے یعنی اسباب کی مزاولت سے حصول مقاصد ہو جاتا ہے اور کبھی مختلف اور اسباب ومسببات کے درمیان لزوم عقلی نہیں (کہ تخلف نہ ہو سکے) پس اس عقیدہ کے ساتھ (کہ موثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے) اسباب کی مزاولت توکل کے منافی نہیں۔ اور علامہ محمد احمد العدوی اپنی کتاب دعوۃ الرسل الی اللہ ص ۱۶۵ پر رقمطراز ہیں۔

فمن يترك العمل بالاسباب فهو جاهل مغرور . لا متوكل منصور ولا ما جور فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لمن سأله ايترك ناقته سائبة ويتوكل على الله تعالىٰ (اعقلها وتوكل) (رواه الترمذی)

تارک اسباب جاہل فریب خوردہ ہے اور نہ ہی وہ نُصرت ... ہوا متوکل ہے اور نہ ہی وہ اجر یافتہ ہے۔ کسی شخص نے حضور علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا میں اونٹنی کو کھلا چھوڑ کر توکل کروں یا باندھ کر توکل کروں تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ باندھ دو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔

وقال تعالىٰ لرسوله بعد ان امره بمشاورة اصحبه فى غزوة احد (فاذا عزمت فتوكل على الله . ان الله يحب المتوكلين) وانما يكون العزم بعد الاخذ فى الاسباب

"اور جناب باری سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو غزوۂ احد کے بارے میں اپنے صحابہ کرام سے مشورہ کرنے کے بعد فرمایا جب آپ کسی بات کا عزم کرلیں تو اسے کر گزریئے اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اللہ تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور کسی کام کا عزم اسباب مہیا کرنے کے بعد ہی ہوتا ہے"۔

کہوں کیا خدا سے میں کیا مانگتا ہوں ہوں رحمت کا طالب، دعا مانگتا ہوں
نہیں کچھ میں اس کے سوا مانگتا ہوں خدا سے دلائے خدا مانگتا ہوں
محمد (ﷺ) کے در پر قضا مانگتا ہوں
مجھے عشق اپنا عطا یا خدا کر مجھے مرحمت الفت مصطفےٰ کر
عطا حب اصحاب خیر الوریٰ کر مجھے سر فروشی کا جذبہ عطا کر
ثباتِ شہ کربلا مانگتا ہوں
خیالِ غلامی دلوں سے مٹا دے مسلماں کو اسلاف کا ولولہ دے
ہر اک نوجواں کو مجاہد بنا دے مرے قلب میں زورِ شیر خدا دے
میں فاروق سا حوصلہ مانگتا ہوں

اسباب کو اختیار کرے اور نتائج خدا کے حوالے کرے

اسی کتاب کے ص ۱۳۹ پر علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ اسباب کو اختیار کرے اور نتائج کو خدا تعالیٰ کے سپرد کردے اور قرآن مجید کی متعدد آیات میں انسان کو اپنی عملی قوتیں کام میں لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً

فامشوا فى منا كبها وكلوا امن رزقه

تم اس کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو اور خدا کی دی ہوئی روزی سے کھاؤ۔

یایھا الذین امنوا خذوا حذرکم

اے ایمان والو! اپنے بچاؤ کا سامان لے لو۔

و اعدوا لھم ما استطعتم

اور اے مسلمانوں تم سے جس قدر ہو سکے کافروں کے مقابلے کے لیے تیاری کرتے رہو۔

آدمی کا اسباب ترک کر کے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جانا توکل نہیں بلکہ تعطل کہلاتا ہے اور نظام عالم میں یہ سنت اللہ کی خلاف ورزی ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی بھوکا سامنے رکھے ہوئے کھانے کو منہ میں نہ ڈالے اور یہ سوچے کہ یہ خود بخود حلق میں چلا جائے گا تو اس شخص کا یہ خیال حماقت اور سفاہت سے تعبیر کیا جائے گا بہر حال توکل عمل کے منافی نہیں ہے توکل کا تعلق قلب سے ہے اور عمل کا اعضاء و جوارح سے اور دونوں اپنی اپنی جگہ ضروری ہیں۔

ہو پھر کاش تنظیم قوم مسلماں بنے ہر رضا کار پھر مرد میداں
میں یارب ہوں یوں ملت حق پہ قرباں کروں نذر دیں مال میں مثل عثمان
وہ دولت وہ دست سخا مانگتا ہوں

ہوں مشتاق شہر نبی یا خدا میں کبھی ہوں نہ طیبہ سے دم بھر جدا میں
مدینہ کا شیدا ہوں خیر الوریٰ میں مدینہ بلا لو کہ یا مصطفیٰ میں
مدینہ کی آب وہوا مانگتا ہوں

ہوں آزاد یا رب مصائب سے مسلم کہاں تک سہے جائیں جور ومظالم
جہاں سے مٹا جلد دور جرائم خدا ہے شب وروز غربت میں ہاشم
رہیں شاد مسلم دعا مانگتا ہوں

ہاشم بدایونی

ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

المستطرف فی کل فن مستظرف ص ۲۳ ج ۲ میں ہے۔

علی المرء ان یسعی ویبذل جھدہ ویقضی الہ الخلق ما کان قاضیاً

آدمی کو لازم ہے کہ سعی کرے اور اپنی پوری طاقت کو صرف کرے اور ہوتا تو وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

تفسیر روح المعانی ص ۸۵ ج ۱۶ میں ہے۔

توکل علی الرحمن فی الامر کلہ ولا ترغبن فی العجز یوماً عن الطلب الم تران اللہ قال لمریم وھزی الیک الجذع یساقط الرطب فلو شاء ان تجنیہ من غیر ھزہ جنتہ ولکن کل شی لہ سبب

اپنے تمام امور میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور کسی وقت بھی سعی کرنے میں اپنے عجز کا مظاہرہ نہ کر کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے بی بی مریم سے فرمایا کہ کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی پس اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اُن کو درخت ہلائے بغیر بھی پھل مل جاتا مگر ہر چیز کے لیے ایک سبب ہوتا ہے۔

یعنی نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کر کے اسباب کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ رحمت القدوس ترجمہ بہجۃ النفوس شرح بخاری ص ۳۸۲ ج ۲ پہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ آپ (لوگ) تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ ہی رزق دیتا ہے اور وہی رزق کو بند کرتا ہے پھر آپ کی اس تدبیر اور محنت سے کیا فائدہ؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں بات تو وہی ہے جو لوگ کہتے ہیں یہ فرما کر پھر کام میں مشغول ہو گئے مطلب یہ تھا کہ ہماری تدبیر اور عمل کے بعد بھی وہی ملے گا جو مقدر میں ہے مگر جب تک تدبیر سے نفع کی امید ہو تدبیر کرنا چاہیے کیونکہ عادت اللہ کی یہی ہے کہ اسباب اور تدبیر کے پردہ میں تقدیر کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

اور نوشتہ تقدیر کو آزمانے کے لیے مہالک کی طرف کود پڑنے کی بھی اجازت نہیں۔ رحمت القدوس ص ۳۸۲ ج ۲ میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے تھے کہ شیطان ملعون آپ کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے عیسیٰ تمہارا قول یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تقدیر میں لکھ دیا ہے وہی سامنے آتا ہے تقدیر کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا تو اپنے آپ کو اس پہاڑ کی چوٹی سے گرا دو جو مقدر میں ہوگا وہی سامنے آئے گا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آقا کو تو غلاموں کے امتحان کا حق ہے مگر غلام کو آقا کے امتحان کا حق نہیں۔

یارب یہ ہمیں دولت بیدار عطا کر ۔۔۔ ہر دل کو غم احمد مختار عطا کر
جس سائے پہ جھکتی ہیں فرشتوں کی جبینیں ۔۔۔ ہم کو بھی وہی سایہ دیوار عطا کر
باغات ومحلات کے طالب تو ہزاروں ۔۔۔ انسان کی عظمت کے طلبگار عطا کر
ہم حق کے پرستار ہیں دنیا کو خبر ہے ۔۔۔ حکام ہمیں حق کے پرستار عطا کر
دولت کے پرستار ہیں خود پرور وخود بیں ۔۔۔ اس بخل کو قربانی وایثار عطا کر
کانٹوں کو کہاں تک کوئی تلووں کا لہو دے ۔۔۔ اس دشت کو شادابیٔ گلزار عطا کر
در پیش ہے ناموس محمد ﷺ کی حفاظت ۔۔۔ مردانِ جنوں مند خرد کار عطا کر
شق جس سے ہو کوہسار کا سینہ وہ نظر دے ۔۔۔ فولاد کٹے جس سے وہ تلوار عطا کر
مزدور کو محنت کے پسینے کا صلہ دے ۔۔۔ دہقان کو پیراہن زر کار عطا کر
پسماندہ وپامال غریبوں کو سکوں بخش ۔۔۔ یہ جھلسے ہوئے پھول ہیں مہکار عطا کر
کچھ اہل جنوں صاحب کردار ہیں درکار ۔۔۔ کچھ اہل دول صاحب ایثار عطا کر
میں دوزخ وجنت کے لیے تنگ ہوں دانش ۔۔۔ کس منہ سے کہوں دولت دیدار عطا کر

احسان دانش

اسباب کی اقسام اور ان کے احکام

اس سلسلہ میں طریقہ محمدیہ کی عبارت اور اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

اعلم ان الاسباب المزيلة للضرر تنقسم الى مقطوع به كالماء المزيل لضرر العطش والخبز المزيل لضرر الجوع والى مظنون كالفصد والحجامة وشرب المسهل وسائر اسباب الطب اعنى معالجة البرودة بالحرارة والحرارة بالبرودة وهى اسباب الظاهرة فى الطب والىٰ موهوم كالكى والرقية. اماالمقطوع فليس تركه من التوكل بل تركه حرام عند خوف الموت واما الموهوم فشرط التوكل تركه.

و اما الدرجة المتوسطة وهى المظنونة كالمداومة الاسباب الظاهرة عند الاطباء ففعله ليس مناقضا للتوكل بخلاف الموهوم وتركه ليس محذورًا بخلاف المقطوع به. بل قد يكون افضل من فعله فى بعض الاحوال وفى حق بعض الاشخاص فهو علىٰ درجه بين الدرجتين

(طریقہ محمدیہ ج۱)

خلاصہ کلام

میں یہ نہیں کہتا کہ دعا کچھ نہیں کرتی　　کہتا ہوں کہ بے حکم خدا کچھ نہیں کرتی

(اکبرالٰہ آبادی)

دنیوی اسباب کو جن کے ذریعے دنیا کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اب وہ فائدہ یا تو حلال ہے یا حرام۔ اگر حرام ہے تو ان اسباب کا ترک کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ فائدہ حلال ہے تو ان اسباب سے وہ فائدہ تین طریقوں پر حاصل ہو سکتا ہے یعنی اسباب کی تین قسمیں ہیں۔ قطعی۔ ظنی۔ وہمی۔

(۱) یعنی ان اسباب کے استعمال کرنے پر نتیجہ کا ترتب تجربتہ یقینی ہوتا ہے۔ جیسے کھانے کے بعد سیری اور پینے کے بعد رفع تشنگی وغیرہ تو ایسے تجربہ سے ثابت شدہ قطعی اسباب کو ترک کرنا جائز نہیں پس اگر کوئی شخص سامان خورد ونوش مہیا ہونے کے باوجود بھوک اور پیاس سے تڑپ کر جان دے دے تو وہ گنہگار ہوگا۔

(۲) یعنی وہ اسباب جن سے فائدہ کا حاصل ہونا ظنی ہوتا ہے عام طور پر وہ اسباب پر ہی مرتب ہوتا ہے۔ مگر بعض اوقات تخلف بھی ہو جاتا ہے جیسے امراض دمویہ میں فصد اور پچھنے لگوانا اور امراض بلغمیہ میں منضج و مسہل کا استعمال کرنا۔ غرضیکہ حار امراض میں بارد ادویہ اور بارد امراض میں حار ادویہ۔ یعنی ہر مرض کے مناسب ادویہ استعمال کرنا جو کتب طب میں مسطور ہیں یہ ازالہ مرض اور حصول شفاء کے لیے ظاہری اسباب ہیں جو اسباب ظنی کہلاتے ہیں علاج معالجہ سے اکثر و بیشتر حذاق اطباء کی تجویز سے شفاء حاصل ہو جاتی ہے اور کبھی مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کا بھی مظاہرہ ہو جاتا ہے تو ان اسباب طبیہ کا حکم یہ ہے کہ ضعیف النفس اور کمزور اعتقاد والے کو ان اسباب کا چھوڑنا جائز نہیں۔ ہاں قوی النفس اور مضبوط اعتقاد والے کے لیے ان

اسباب کا چھوڑنا جائز بلکہ محمود ہے۔

(۳) یعنی وہ اسباب جن سے فائدہ کا حاصل ہونا امر موہوم سا ہوتا ہے۔ یعنی اکثر و بیشتر تو فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ مگر بعض اوقات وقوع بھی ہو جاتا ہے تو ان اسباب وہمیہ کا حکم یہ ہے کہ ان کا ترک کرنا ہر حال میں محمود و پسندیدہ و مستحسن ہے۔ پوری تفصیل کے لیے حدیقۃ الندیہ و بریقۃ محمودیہ ص ۲۶۷ تا ۲۷۴ ج ا ملاحظہ فرمائی جائیں۔

یا الٰہی! دو جہاں میں مصطفےٰ کا ساتھ ہو — دین و دنیا میں حبیب کبریا کا ساتھ ہو
ظاہر و باطن ہے جس کا نام نامی اے خدا — اوّلین و آخریں کے پیشوا کا ساتھ ہو
سب سے اوّل جن کے نُور پاک کو پیدا کیا — اُس مہ بُرج رسالت با صفا کا ساتھ ہو
بھول جائیں قبر کی وحشت کو جن کی دید سے — اُس رؤف و رحیم محبوب خدا کا ساتھ ہو
وقت نزع وقت مرگ و وقت وحشت قبر میں — حشرت میں اُس شافع روز جزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی! جب عمل تلنے لگیں میزان میں — شافع محشر شہ ہر دو سرا کا ساتھ ہو
رب سلّم کی ندا جب انبیاء سے ہو بلند — پیشوائے مرسلین و انبیاء کا ساتھ ہو
سارا عالم ظلمت و بدعت سے ہے تاریک و تنگ — نور سنت ساتھ ہو نور الہدیٰ کا ساتھ ہو
رہزنی پر آئے جب شیطان وقت جاں کنی — ہادیٔ برحق احمد مجتبےٰ کا ساتھ ہو
دیو کے بندوں کے شر سے اے خدا ہم کو بچا — نجدیوں کے شر سے آگاہ رہنما کا ساتھ ہو
قبر کی ظلمت سے جب دل تنگ ہو دیدار کا — شمع نور کبریا بدر الدجےٰ کا ساتھ ہو

(سید دیدار علی شاہ انوری)

سب سے بڑا سبب خود دعا ہے

یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے بلکہ عمل اور محنت کا حکم دیا ہے۔ اس جہاں میں اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسباب اور ذرائع مہیا کرنے کا حکم فرمایا مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اسباب میں تاثیر اور قوت پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لیے اسباب پر اتنا بھروسہ نہ کرو کہ خالق و مالک کو بھول جاؤ بلکہ سب کو اختیار کرتے وقت بھی اعتماد اور بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کرو۔ قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ کہ ان کو اللہ تعالیٰ ہی نے اس خطرناک عالمگیر طوفان سے بچنے کے لیے کشتی بنانے کا حکم دیا۔ اس کا طریقہ بتایا لیکن ساتھ ہی یہ حکم بھی فرمایا کہ جب کشتی پر سوار ہونے لگا تو اس پر بوجھ رکھتے ہوئے یہ دعا مانگو: بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا ان ربی لغفور رحیم (ھود ۴۱)

اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا تحقیق میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اگر کسی وقت اسباب نہ بھی ہوں تب بھی خالق اسباب پر بھروسہ رکھو۔ قرآن مجید میں موجود ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ اس وقت کی جابر قوم (فرعونیوں) سے تھا جو سلطنت مصر کے بادشاہ اور سارے دنیاوی اسباب سے بہرہ ور تھے مگر موسیٰ علیہ

السلام نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا کہ تم اپنے مالک کے سامنے دستِ سوال پھیلاتے رہے ہو۔ یہی تمہارا سب سے بڑا ذریعہ اور سبب ہے۔ ارشاد قرآنی ہے۔

فقال موسی یقوم ان کنتم امنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین (یونس آیت ۸۴)

اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میری قوم اگر تم اللہ پر یقین لائے ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو اگر تم حکم بردار ہو۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہوئے یہ درخواست کی۔

ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمین ونجنابرحمتك من القوم الکفرین ۔

اے رب نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا اور چھڑا ہم کو اپنی رحمت سے اس منکر قوم سے

تاریخ گواہ ہے کہ اس بے سروسامان قوم کو فرعون پر فتح ہوئی اور فرعون غرقاب ہوا اس لیے فرمایا

الدعاء سلاح المومن دعا مومن کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ (المستدرک للحاکم۔۱/۶۶۹)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ امیر سبکتگین (محمود غزنوی کا باپ) نیشاپور میں مقیم تھا۔ ایک دن کسی عالم حدیث سے ایک حدیث سُنی جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"پیغمبر ﷺ نے فرمایا: خدا فرماتا ہے کہ دنیا سے دل نہ لگاؤ تجھے یہاں اس لیے نہیں لایا گیا اور بہشت سے لاپرواہی نہ کر کہ تجھے اس کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ رات کی نماز پابندی سے پڑھ مومنوں کی فتح اسی میں ہے اور مخلوق سے اُمید نہ رکھ کہ اُن کے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ امیر سبکتگین نے یہ حدیث سُنی تو اس کو اپنے تمام کاموں کی بنیاد قرار دیا۔ چنانچہ وہ ہمیشہ فتح کی دُعا رات کو مانگتا اور اپنی فتوحات کو اسی کا نتیجہ خیال کرتا۔ اس نے اپنے بیٹے محمود کو بھی اس عالم کے پاس بھیجا کہ وہ محمود کو وہی حدیث سُنائیں۔ محمود نے حدیث سنی اور باپ کی طرح اس پر عمل شروع کر دیا۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ محمود کا لشکر بلخ کے دروازے پر پڑا تھا اور صبح کو ترکستان کے حکمران سے مقابلہ تھا۔ محمود آدھی رات کو اُٹھا اور غسل کے لیے گرم پانی منگوایا مگر نہ ملا۔ اس رات برفباری ہو رہی تھی۔ برفانی ہوا کے طوفان آ رہے تھے، اس کے باوجود اس نے ٹھنڈے پانی سے غسل کیا۔ مصلی بچھا کر عبادت کرنے لگا۔ مصاحبوں نے کہا بھی کہ صبح کو معرکہ درپیش ہے آج کی رات تو آپ کو آرام کرنا چاہیے۔ محمود نے کہا میرا کام آج ہی رات کا ہے۔ کل کا کام خدا کا ہے میرا نہیں چنانچہ صبح تک عبادت میں مصروف رہا۔ فجر ہوئی تو اُٹھا نماز پڑھی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی ہم دو فریقوں میں سے جو تیرے بندوں کے حق میں بہتر ثابت ہو اسے فتح عنایت کر۔ یہ دُعا مانگ کر گھوڑے پر سوار ہوا اور سیدھا لڑائی کے میدان میں آیا۔ اس روز اس کو جو فتح حاصل ہوئی وہ بہت حیرت انگیز تھی۔

(جوامع الحکایات ولوامع الروایات' ماخوذ از سچی کہانیاں کیے از مطبوعات ندوہ ص ۸،۷)

الٰہی تجھی سے دعا مانگتے ہیں

عن ابی العباس عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال: "کنت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال: یا غلام انی اعلمك کلمات، احفظ اللہ یحفظك ، احفظ اللہ تجدہ تجاھك، اذا سالت

فاسال الله، واذا استعنت فاستعن بالله، واعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشيءٍ لم ينفعوك الا بشيءٍ قد كتبه الله لك وان اجتمعوا على ان يضروك بشيءٍ لم يضروك الا بشيءٍ قد كتبه الله عليك، رفعت الاقلام وجفت الصحف" رواه الترمذی وقال: حديث حسن صحيح

وفی رواية غير الترمذی:

احفظ الله تجده امامك، وتعرف الى الله فی الرخاء يعرفك فی الشدة واعلم ان ما اخطاك لم يكن ليصيبك، وما اصابك لم يكن ليخطئك، واعلم ان النصر مع الصبر، وان الفرج مع الكرب، وان مع العسر يسرًا .

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! میں تجھ کو کچھ باتیں (بطور نصیحت) بتارہا ہوں کہ تم اللہ عزوجل کے احکام کی حفاظت کرنا اللہ عزوجل تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ تم اللہ عزوجل کی طرف توجہ رکھنا تم اللہ عزوجل کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ تم نے جب بھی کچھ مانگنا ہو تو اللہ عزوجل سے مانگنا اور جب بھی تمہیں مدد درکار ہو تو اللہ عزوجل سے مانگنا۔ یہ بات ذہن نشین کرلو کہ ساری دنیا کے لوگ اگر تمہیں کسی چیز کا نفع پہنچانے کے لیے اکٹھے ہوجائیں تو وہ تمہیں اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں جو اللہ عزوجل نے تمہارے مقدر میں لکھا ہے اور اگر وہ تمہیں کسی چیز کا نقصان پہنچانے کے لیے اکٹھے ہوجائیں وہ تمہیں اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جو اللہ عزوجل نے تمہارے مقدر میں لکھا ہے، قلم اٹھالئے گئے اور صحیفے خشک ہوچکے ہیں۔ شافع محشر ﷺ نے اس حدیث میں بڑی جامع نصیحتوں سے ہمیں نوازا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کے حقوق کی پاسداری کرنا ہے۔ اس سے مراد اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر کچھ فرائض مقرر کیے ہیں۔ ان کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں برباد نہ کرنا اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے، ان کا ارتکاب نہ کرنا اور کچھ حد بندیاں ہیں۔ انہیں پھلانگ کر آگے نہ بڑھنا اور بعض چیزوں سے متعلق اس نے سکوت رکھا۔ تم ان کی چھان بین میں نہ پڑنا۔ بس اللہ عزوجل کے حقوق کو پورا کرنا ان میں توحید، حج، زکوۃ، نماز، روزہ وغیرہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

(۲) صرف اللہ عزوجل سے مانگنا۔ اس میں فرمایا کہ جب بھی تجھے کسی چیز کی حاجت ہو تو اللہ عزوجل سے مانگو جو سب کا پالنے والا۔

(۳) اللہ عزوجل کے سوا کسی کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا اور اگر پہنچا سکتا ہے تو صرف اتنا کہ جتنا تیرے مقدر میں لکھا جاچکا ہے۔

(۴) ہر حال میں اللہ عزوجل سے ہی مانگا جائے اس کے سوا کسی سے نہ مانگا جائے۔

(۵) نفع ونقصان جو تیرے مقدر میں ہے۔ تجھے ضرور ملے گا۔

(۶) صبر کرو اللہ عزوجل تمہاری مدد کرے گا۔

(۷) ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ اس مفہوم کی ایک اور حدیث ملاحظہ ہو۔

عن ابی عمرو (وقیل ابی عمرۃ) سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لی فی الاسلام قولا لا اسالی عنہ احدًا غیرک، قال: قل امنت باللہ ثم استقم۔ رواہ مسلم۔

حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض گزار ہوا: اسلام کے متعلق مجھے کوئی ایسا ارشاد فرمایئے کہ پھر میں آپ کے بعد کسی اور سے سوال نہ کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو میں اللہ عزوجل پر ایمان لایا اور پھر اسی پر مستقیم رہو۔

یہ ایک ایسی نصیحت ہے جو کہ تمام نصیحتوں کی جامع ہے وہ اس طرح کہ اللہ عزوجل پر ایمان لایا اور اس پر ثابت قدم رہا اور ایک حدیث میں ہے کہ ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ توحید کی گواہی نماز کو ٹھیک طریقے سے پڑھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا (مشکوٰۃ شریف) اور اسی پر ثابت قدمی کامیابی کی اصل ہے۔

صرف مباح امور کی دعا مانگی جائے

قرطبی ج ۲ ص ۳۱۱ پہ دعا کا یہ ادب اس طرح بیان فرمایا گیا ہے ومن شرط المدعو فیہ ان یکون من الامور الجائزہ الطلب والفعل شرعا اور یہ بھی ضروری ہے کہ جائز امور کی دعا مانگی جائے یعنی جو چیز عادتاً مانگی جاتی ہوں اور شرعاً مباح ہوں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ مومن کی دعا اسی وقت قبول ہوتی ہے جب وہ نہ تو گناہ کی کوئی چیز طلب کرے اور نہ رشتہ توڑے یعنی قطع رحم کی دعا کرے اور نہ جلد بازی سے کام لے اور گناہ کی کوئی چیز مانگنے کا مطلب یہ ہے۔

مثل ان یقول اللھم قدرنی عنی قتل فلان وھو مسلم او اللھم ارزقنی الخمر۔ او اللھم اغفر لفلان وھو مات کافرا یقینا۔ او خلد فلانا المومن فی النار۔ (مرقات ص ۳۵، ج۵)

مثلاً کوئی شخص یوں دعا مانگنے لگے۔ اے اللہ مجھے فلاں شخص کو جو مسلمان ہے قتل کرنے کی طاقت عطا فرما، یا یوں کہے اے اللہ! مجھے شراب عطا کر، یا یوں کہے اے اللہ! فلاں شخص کو بخش دے حالانکہ اس کی موت یقینی طور پر کفر پر واقع ہوئی ہے یا یوں کہے اے اللہ فلاں مومن کو ہمیشہ عذاب جہنم میں مبتلا رکھ۔

اور اسی طرح محال عقلی، عادی، شرعی اور غیر ممکن الوقوع چیزوں کی دعا مانگنا اور پھر ان کی قبولیت کی امید رکھنا بھی انتہائی حماقت اور بے وقوفی کی بات ہے مثلاً کوئی عقل کا اندھا یہ دعا مانگے کہ اے اللہ تو مجھے دنیا ہی میں بحالت بیداری اپنا دیدار عطا فرما۔ یا یوں کہے اے اللہ مجھے نبوت عطا فرما یا یوں کہے اے اللہ مجھ پر آسمان سے مائدہ نازل فرما، یا یوں کہے اے اللہ آسمان نیچے اور زمین اوپر کر دے یا بوڑھا جوان بننے کی دُعا کرے۔ (قرطبی ص ۲۲۶، ج ۷، طحطاوی ص ۱۴۹ تا ۱۷۳)

اور روح المعانی میں ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین سورۂ اعراف آیت ۵۰ کے تحت علامہ آلوسی قدس سرہٗ رقمطراز ہیں:

ھو طلب ما لا یلیق بالداعی کرتبۃ الانبیاء علیھم السلام والصعود الی السماء وان منہ ما ذھب

جمع الی انه کفر کطلب دخول ابلیس وابی جهل واضرابهما الجنة . وطلب نزول الوحی والتنبی ونحو ذلك من المستحیلات لما فیه من طلب اکذاب الله نفسه

(روح المعانی ص ۱۳۹، ۱۴۰ ج۷)

اور دعا میں حد سے تجاوز کرنے میں یہ بھی داخل ہے کہ ایسی چیز کو طلب کرنا جو دعا کرنے والے کی شان کے لائق نہ ہو۔ مثلاً انبیاء علیہم السلام کے رتبہ کا سوال کرنا یا آسمان کی طرف چڑھنے کی دعا مانگنا اور اسی قبیل سے یہ بھی ہے کہ ایسی چیزوں کی دعا مانگنا جو علماء کی جماعت کے نزدیک سراسر کفر ہے مثلاً ابلیس اور ابوجہل اور ان جیسے کفار کے لیے جنت میں داخل ہونے کی دُعاء مانگنا اور اپنے نبی بننے اور نزول وحی کی دُعاء مانگنا جو محالات میں سے ہے کیونکہ ان کی دُعاء مانگنا خود ذات باری کی تکذیب کو مستلزم ہے۔ قطع رحم کی دعا کا مطلب یہ ہے۔

کہ کوئی ناسپاس یوں دُعا کرنے لگے کہ اے اللہ! مجھ میں اور میرے والد میں جدائی وتفریق پیدا کر دے۔

(مرقات ص ۳۵ ج ۵)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رحم قیامت کے دن بارگاہِ رب العزت میں عرض کرے گا۔ اے اللہ جس نے دنیا میں مجھے ملایا تھا آج تو بھی اسے ملالے اور جس نے مجھے کاٹا آج تو بھی اسے جُدا کر دے (ظفر جلیل شرح حصن)

غالباً اسی بناء پر حضور ﷺ نے اس بارے میں رشتہ منقطع کے اثراتِ بد سے پناہ چاہی ہے دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اللهم انی اسئلك غنی الاهل والموالی واعوذ بك ان یدعوا علی رحم قطعتها

(حزب الاعظم ص ۹۹ منزل ششم)

اے اللہ میں تجھ سے اپنے گھر والوں اور اپنے غمخواروں کی مالداری مانگتا ہوں اور تیری پناہ لیتا ہوں رشتے کی بد دعا سے جس کو میں نے کاٹ دیا ہو۔ حدیث کے مفہوم کے مطابق مومن کی ایسی غیر ایمانی دُعاء مژدہ اجابت نہیں لا سکتی۔

یا الٰہی! یوم محشر مصطفٰے کا ساتھ ہو — شافع روز جزا صل علیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی! جب کہ ہو درپیش راہ پل ہمیں — عاجزوں کے دستگیر وپیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی! ہم سبھوں کا خاتمہ بالخیر ہو — جب چلیں دنیا سے محبوب خدا کا ساتھ ہو
یا الٰہی! جب ترازو میں تلے فردِ عمل — اُس مدد گار دو عالم رہنما کا ساتھ ہو
یا الٰہی! مصطفٰے کے ہیں جو یار وجانشین — یعنی صدیق دو عالم پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی! عدل جن کا خلق میں مشہور ہے — حضرت فاروق اعظم بے ریا کا ساتھ ہو
یا الٰہی! ہیں جو ذوالنورین دامادِ نبی — یعنی عثمان غنی ذوالحیاء کا ساتھ ہو
یا الٰہی! حوضِ کوثر پر بوقت تشنگی! — ساقی کوثر علی المرتضیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی! کر عطا رتبہ شہادت کا مجھے — سیّد بے کس شہید کربلا کا ساتھ ہو

یا الٰہی! لے چلیں جب دفن کرنے قبر میں — غوثِ پاکِ پیشوائے اولیاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی! وقتِ مشکل حافظِ ناکام کو — اپنے پیرو مرشدانِ رہنما کا ساتھ ہو

(قاضی خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی)

آدابِ دعا کے بارے میں احادیث

مزید چند آداب اختصار کے ساتھ احادیث کی صورت میں ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا دعا احدکم فلیؤمن علی دعاء نفسہ

(کنز العمال للمتقی، ۳۲۶۹، ۸۲/۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۵۳/۳، فتح الباری للعسقلانی ۱۴۱/۱۱)

جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنی دعا پہ آمین کہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اکثروا الدعا بالعافیہ۔

دعائے عافیت کی کثرت کیا کرو (کنز العمال للمتقی ۳۲۳۴، ۸۰/۲، اتحاف السادۃ للزبیدی ۱۸۹/۹)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اذا سال احدکم فلیکثر الدعاء۔

جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو کثرت کرے (کیونکہ اپنے رب سے ہی مانگ رہا ہے)۔ (الجامع الصغیر للسیوطی ۸۶/۱)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ حدیث سوال مسئول دونوں میں تکثیر کی طرف ارشاد فرماتی ہے، مسئول میں یہ کہ بہت کچھ مانگے، بڑی چیز مانگے کہ آخر رب قدیر سے سوال کرتا ہے اور سوال میں یوں کہ بار بار مانگے، بکثرت مانگے کہ آخر کریم سے مانگ رہا ہے وہ تکثیر سوال سے خوش ہوتا ہے بخلاف ابن آدم کے کہ بار بار مانگنے سے جھنجھلاتا ہے۔ فللہ الحمد وحدہ

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لیکثر من الدعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا کی کثرت رکھنا چاہیے۔ (الجامع للترمذی باب ماجاء ان دعوۃ المسلم مستجابۃ، ۱۷۴/۲)

☆ عن ام المومنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ تعالیٰ یحب محلین فی الدعاء۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت و بار بار دعا (اور دعا میں الحاح) کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، ۱۱۶/۱)

وقت کی قدر کرو

کاش کہ فضولیات میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرنے والے دعا کی اہمت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے نبی علیہ السلام کے اس فرمان پہ غور کریں۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حسن اسلام المرء تركه مالا يعنيه .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ جو بات کام کی نہ ہو اسے چھوڑ دے۔ (ابن ماجہ شریف جلد ۲ صفحہ ۴۸۲ کتاب الفتن رقم ۱۷۷۴)

اس حدیث میں حضور فخر بنی آدم ﷺ نے اپنے امتیوں کو ان کاموں اور باتوں سے بچنے کی تاکید فرمائی جن کا کوئی مقصود اور معنی نہ ہو اس لیے تو فرمایا:

(اے مومنو!) تم فحش یعنی گندی گفتگو سے بچو کہ اللہ عزوجل فحش اور تفحش کو پسند نہیں کرتا۔ (مستدرک حاکم) اس لیے ہمیں بے معنی باتوں سے بچنا چاہیے اور خاموش رہنا چاہیے کیوں کہ اس کی بڑی فضیلت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (ترمذی شریف)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لقد بارك الله لرجل فی جاجة اكثر الدعا فيها اعطاها او منعها

بے شک اللہ تعالیٰ نے برکت دی بندے کی اس حاجت میں جس میں وہ بکثرت دعا کرے خواہ اس کی مانگی ہوئی چیز اسے ملے یا نہ ملے۔ (الصحیح المسلم باب حدیث جابر الطویل ۲/۴۱۶، مشکوۃ المصابیح للتبریزی ۲۲۲۹)

☆ حضرت ابونعامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو یہ دعا کرتے ہوئے سُنا: اللهم انی اسئلك القصرا لا بيض من يمين الجنة

اے اللہ میں تجھ سے جنت کی دائیں جانب سفید محل (وائٹ ہاؤس) مانگتا ہوں۔

یہ سُن کر حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يكون فی هذه الامة قوم يعتدون فی الدعاء والطهور .

میں نے حضور ﷺ سے سُنا ہے کہ اس امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو دعا اور طہارت میں حد سے تجاوز کریں گے۔ (جامع الاحادیث ج ۴ ص ۲۸۵)

کھانا پینا، پہننا حرام، دعا کیسے قبول ہو؟

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ان الله تعالیٰ طيب لا يقبل

الا طیبا، وان اللہ امر المومنین بما امر بہ المرسلین فقال تعالیٰ: یایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا وقال تعالیٰ: یایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقنا کم ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمدیدیہ الیٰ السماء: یا رب، یا رب، ومطعمہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام وغذی بالحرام، فانی یستجاب لہ؟ رواہ مسلم

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک ہے، اور پاک کو پسند کرتا ہے معلوم ہوا کہ نجس، پلید اور خبیث کو پسند نہیں کرتا ہے اسی وجہ سے ہمیں ان اشیاء سے بچنا چاہیے لیکن آج کے دور میں بھی بعض لوگ اللہ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں ممنوع اشیاء سے نہیں بچتے یہاں تک کہ کوے جیسی خبیث و فاسق چیز کو حلال کہتے ہیں۔ (تذکرہ الرشید جلد ۱ صفحہ ۱۷۸) حالانکہ اس کی ممانعت حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور فاسق (گندے خبیث) ہیں، سانپ اور عذاب ابقع (یعنی کوا) (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۳۸۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوا (کون کھاسکتا ہے) کیونکہ یہ فاسق ہے خدا کی قسم یہ پاکیزہ چیزوں سے نہیں ہے۔ (ابن ماجہ شریف) صاحب ہدایہ نے لکھا کوا مردار کھاتا ہے اور مخلوط چیزیں بھی کھاتا ہے۔ (ہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۶۲)

اس لیے کوا حلال نہیں حرام ہے مگر پسند اپنی اپنی ہے اور ویسے بھی یہ مثال مشہور ہے کہ "جنس جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔"

اصل میں بحث چل رہی تھی کہ اللہ عزوجل پاک ہے اور پاک کو پسند کرتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مال حرام سے صدقہ کرنا ناجائز ہے اور جس مال کی حرمت قطعی ہو جیسے سود یا مال غیر اس کے ساتھ صدقہ کرنا کفر ہے ہمارے فقہائے کرام رحمھم اللہ نے یہ لکھا ہے کہ اگر فقیر کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ مال حرام ہے اس کے باوجود فقیر اس مال کو لے کر دینے والے کے حق میں دعا کرے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ شامی) اسی طرح بینک سے سود لینا بھی ناجائز ہے اور اس سود کو فقراء پر خرچ کرنا بھی ناجائز ہے اور یہ بات یہ بھی اس حدیث سے ثابت ہوئی کہ حرام مال کھانا دعا کے قبول نہ ہونے کا سبب بھی ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں حرام سے بچنے اور حلال کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے دین میں تو مشکوک چیزوں سے بھی بچنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ حدیث ملاحظہ ہو۔

عن ابی محمد الحسن بن علی بن ابی طالب سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وریحانتہ رضی اللہ عنہ قال: حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دع ما یریبک الی مالا یریبک (رواہ الترمذی والنسائی وقال الترمذی: حدیث حسن صحیح)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نواسہ رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بات کو یاد رکھا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور جس میں شک نہ ہو اسے سرانجام دے۔

آپ نے غور فرمایا کہ حضور ﷺ نے شک والی چیزوں سے منع فرمایا اور شک میں ڈالنے والی اشیاء میں وہ چیزیں ہیں کہ جن کو حلال و حرام کے درمیان شمار کیا جاتا ہے کیونکہ یہ وہ اشیاء ہیں کہ جن کے متعلق قرآن و حدیث سے صاف اور صریح الفاظ میں حکم نہیں

ملتا اور قیاس کے ذریعے سے اگر اس کا حکم دیکھیں تو قیاس اس کے جائز ہونے کا بھی فتویٰ دیتا ہے اور دوسرے رخ سے غور کریں تو ممانعت کا پہلو بھی نکلتا ہے اس کے کرنے میں لذت اور مزا ہو یا دنیاوی نفع ہو تو انسان اس کے کرنے کی طرف جھکتا ہے لیکن جب اپنے دل سے سوال کرتا ہے اور اس کو کرنا چاہتا ہے تو دل مطمئن نہیں ہوتا' لہٰذا ایسے حالات میں اس کام یا عمل کے کرنے سے بچ جانا چاہیے اللہ عزوجل مومن کے دل کو منور کر دیتا ہے اور اگر شک والے کام کو انسان کر لے تو گناہ میں پڑ جانے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

اس بحث کے آخر میں خلاصہ کے طور پہ دعا کے آداب لکھے جا رہے ہیں تا کہ جو اتنی زیادہ ورق گردانی نہیں کر سکتا وہ ایک صفحہ پہ اجمالی طور پر تمام آداب کا مطالعہ کرے۔ ہر ادب کے شروع میں سٹار کا نشان ہے اور ادب بیان کر کے ساتھ ہی اس کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے ہو سکتا ہے جو آداب بیان ہوئے ہیں ان میں سے کوئی اس عنوان کے تحت درج نہ کیا جا سکا ہو یا کوئی ایسا ادب اس جگہ بیان ہو گیا ہو جو ماقبل میں نہ بیان ہو سکا ہو اس سے آدابِ دعا کی کثرت کا پتہ چلتا ہے۔

ترا نام نامی ہے حرزِ جاں تیری شان جل جلالہ ۔۔۔ تو ہے بے نشاں، تو ہے بانشاں تیری شان جل جلالہ
تو علیم ہے، تو حکیم ہے، تو رؤف ہے، تو رحیم ہے ۔۔۔ تو ہے خالق ہر ایک انس وجاں تیری شان جل جلالہ
ترے نور ہی کا ظہور ہے، جو قریب ہے یا وہ دور ہے ۔۔۔ ترے نور ہی سے ہیں دو جہاں تری شان جل جلالہ
ہیں تجھی سے ارض وسماء ملک، ہے تیری زمیں، ہے ترا فلک ۔۔۔ ہیں تجھی سے دونوں جہاں عیاں، تیری شان جل جلالہ
تو وہ بے نشان ہے کہ بانشان ہوئے تجھ سے جتنے تھے بے نشان ۔۔۔ ہے تو ہی عیاں، ہے تو ہی نہاں، تیری شان جل جلالہ
تیرے بندے ہیں سبھی انبیاء، ترے بندے ہیں سبھی اولیاء ۔۔۔ تو ہے سب کا حافظ ونگہبان، تری شان جل جلالہ
تو نے جس کو چاہا نبی کیا، کیا اُن میں آخر انبیاء ۔۔۔ جنہیں بھیجا خاتم مرسلاں تیری شان جل جلالہ
پس مرگ یا کہ حیات میں، جو مدد کسی کی کوئی کرے ۔۔۔ ہے سبھی سے جلوہ ترا عیاں، تیری شان جل جلالہ
ترا بندۂ دیدار علی جو ظلوم ہے، جو جہول ہے ۔۔۔ ترے لطف کا ہے یہ "مدح" خواں تری شان جل جلالہ

(حضرت مولانا سیّد دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ علیہ بانی دار العلوم حزب الاحناف لاہور)

آداب دعا کا خلاصہ

(☆) دُعا باوضو کرنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۴۴)، (☆) اسم اعظم کے وسیلہ سے دُعاء کرنا (شرح السنۃ جلد ۳ ص ۷۸، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۸۵)، (☆) دُعاء سے پہلے ذکرِ الٰہی اور درود شریف پڑھنا (ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۱۵، نسائی جلد ۱ ص ۱۸۹، جلاء الافہام ص ۲۹، شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۷۹)، (☆) دُعاء سے پہلے اللھم یا اللھم ربنا کہنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۴۵، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۱)، (☆) دُعا سے پہلے ربنا کہنا (الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۸۸، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۵۹)، (☆) دُعاء میں تکلف کرنا منع ہے (ابن ماجہ ص ۲۸۳، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۸۰)، (☆) رزق حلال کھانا (الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۵۴۵، مسلم جلد ۱ ص ۳۲۶)، (☆) روبقبلہ ہو کر دُعاء کرنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۹)، (☆) لوگوں کی طرف منہ کر کے دُعا کرنا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۹، ابن ماجہ ص ۹۱)، (☆) یقین قبولیت اور حضورِ قلب سے دُعاء کرنا (الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۹۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۵)، (☆) دُعا کے وقت عزم بالجزم ہونا (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸، مسلم جلد ۲ ص ۳۹۲)، (☆) دُعا کرنے میں جلد بازی نہ کرنا

(بخاری جلد۲ص ۹۳۸، مسلم جلد۲ص ۳۵۲، ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۲، ترمذی جلد۲ص ۱۷۶، ابن ماجہ ص ۲۸۲)، (☆) بزرگوں سے دُعاء سیکھنا (ترمذی حدیث نمبر ۳۴۹۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۹۸۰، مسند احمد جلد۱ص ۳۴۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۴۰)، (☆) بزرگوں سے دُعاء کروانا (ترمذی حدیث نمبر ۳۸۲۹، مسلم جلد۲ ص ۲۹۸، بخاری جلد۱ص ۲۶۶)، (☆) نیک لوگوں سے دُعا کروانا (مسلم جلد۲ص ۳۱۱)، (☆) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دُعاء کروائی (مسلم جلد۲ص ۳۱۱، مستدرک حاکم جلد۳ص ۴۵۶)، (☆) دُعاء اپنی ذات سے شروع کرنا (ابن ماجہ ص ۲۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ص ۳۳)، (☆) کبھی کبھی چھوٹوں سے اپنے لیے دُعا کروانا (ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۷، ابن ماجہ ص ۲۱۳)، (☆) کسی کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دُعاء کرنا (مسلم جلد۲ص ۳۵۲، ابن ماجہ ص ۲۱۳، ترمذی جلد۲ص ۱۹۵، ابوداؤد جلد۲ص ۱۹۵، مشکوٰۃ ص ۱۹۵)، (☆) ایسی دُعا کرنا جو اللہ (جل جلالہ) کے محبوب بندوں نے کی ہو (ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۵، مسند احمد جلد۱ص ۱۷۰)، (☆) اپنے، اپنی اولاد اور مال کے لیے بددعا نہ کرنا (مسلم جلد۲ص ۴۱۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۵۳۲)، (☆) عذاب کے لیے دُعاء نہ کرنا (مسند احمد جلد۳ص ۱۰۷، مسلم جلد۲ص ۳۴۳)، (☆) دُعاء میں عافیت مانگنا (ترمذی حدیث نمبر ۳۵۴۸)، (☆) دوسروں کی عدم موجودگی میں نام لے کر دُعاء کرنا (بخاری جلد۲ص ۹۳۷)، (☆) خوش حالی میں دُعا کرنا (ترمذی جلد۲ص ۱۷۵)، (☆) جامع دُعاء کرنا (ابوداؤد جلد۲ص ۲۱۵)، (☆) قطع رحمی کی دعا نہ کرنا (ترمذی جلد۲ص ۱۷۵)، (☆) درمیانی آواز سے دُعاء کرنا (بخاری جلد۲ ص ۹۳۶، مسلم جلد۲ ص ۳۴۶، ابوداؤد جلد۱ص ۲۲۰)، (☆) دُعا میں گڑگڑانا (تضرع) (الاعراف:۲۵)، (☆) تین بار دُعاء اور استغفار کرنا (ابوداؤد جلد۱ص ۲۲۰)، (☆) دُعاء میں سجع قافیے سے پرہیز کرنا (بخاری جلد۲ص ۹۳۸، ترمذی جلد۲ص ۱۷۹، مسلم حدیث نمبر ۲۰۸۸)، (☆) جذبہ معافی اور درگزر رکھنا (النور:۲۲)، (☆) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا (آل عمران:۱۱۰)، (☆) دُعاء میں ہاتھ اٹھانا (بخاری جلد۲ص ۹۳۸، ۹۴۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۳۹۷۶، مسلم جلد۲ص ۳۰۷، ابوداؤد جلد۱ص ۱۶، ابن ماجہ ص ۲۸۴)، (☆) ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں (ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۶)، (☆) دونوں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں (ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۶)، (☆) دُعاء کرنے کے بعد چہرے پر ہاتھ پھیرنا (ترمذی جلد۲ص ۱۷۶، ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۶، مسند احمد جلد۴ص ۲۲۱)، (☆) آمین کہنا (بخاری جلد ۲ص ۹۴۷، مسند احمد جلد۲ص ۲۳۸)، (☆) مجلس سے اٹھتے ہوئے دوستوں کے لیے دُعا کرنا (مشکوٰۃ ص ۲۱۹، ترمذی حدیث نمبر ۳۵۰۲)، (☆) وصال شدہ کے لیے ہاتھ اٹھا کر دُعاء کرنا (آداب دعا ص ۱۰۱)، (☆) دُعاء کے وقت بے کسی و بے قرار کا اظہار کرنے (النمل:۶۲)۔

جن لوگوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں

(☆) روزہ دار کی افطاری کے وقت، (☆) عدل و انصاف کرنے والے امام و حاکم کی دعا، (☆) مظلوم کی دُعاء، (☆) والدین کی دُعاء، (☆) مسافر کی دُعاء، (☆) حاجی کی دُعاء، (☆) مجاہد کی دُعاء، (☆) بیمار کی دُعاء، (☆) دُعاء کے لیے اچھی جگہ اور مقام اولیاء کا ہونا (آل عمران:۳۸)، (☆) دُعاء میں نیک اعمال کو وسیلہ بنانا (بخاری جلد ۲ صد ۸۸۳، جلد۱ص ۲۹۴، ۳۱۳، ۴۹۳، مسند احمد جلد۲ص ۱۱۶)، (☆) دُعاء میں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ لینا (ابن ماجہ ص ۱۰۰، مسند احمد جلد۴ص ۱۳۸، "۴ سندیں")، رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ ﷺ کے مبارک وسیلہ سے دُعائیں ہوتی تھیں (دلائل النبوۃ جلد۵ص ۴۸۹-۱۱، البدایہ والنہایہ جلد۱ص ۸۱، جلد۲ص ۳۲۲)، (☆) نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلہ سے دُعاء (مواہب الرحمٰن جلد۱ص ۲۸۱) وکانوا من

قبل یستفتحون علی الذین کفروا (البقرۃ:۸۹)(تفسیر النسفی جلد ۱ ص ۶۷ تفسیر البیضاوی جلد ۱ ص ۵۷، تفسیر ابو سعود جلد ۱ ص ۱۶۳، فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۴۵)، (☆) رسول کریم ﷺ کے چہرہ انور کے وسیلہ سے دُعاء (بخاری جلد ۱ ص ۱۳۷، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۸۴)، (☆) اولیاء اور صلحائے اُمت کے وسیلہ سے دُعاء کرنا (بخاری جلد ۱ ص ۱۳۷)، (☆) وسیلے سے دُعاء کرنے والے کے لیے ستر ہزار ملائکہ بخشش کی دُعاء کرتے ہیں (ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۷۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۵۸)

جن خاص اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے

دُعاء اگرچہ ہر وقت مانگنی چاہیے مگر ایسے اوقات میں خصوصیت کے ساتھ دعا مانگی جائے جن میں احادیث نبویہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے کیونکہ ان اوقات مبارکہ میں قبولیت دُعاء کا زیادہ امکان ہوتا ہے چنانچہ عین العلم میں ہے کہ آداب دعا سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ اوقات مبارکہ کا خاص خیال رکھے۔ وحقه ان یترصد شرائف الاوقات

جن خاص اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے

عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : من تعار من اللیل فقال : لا اله الا اللہ وحده لا شریك له، له الملك وله الحمد وهو علیٰ كل شیء قدیر، وسبحان اللہ والحمد للہ ولا اله الا اللہ واللہ اكبر ولا حول ولا قوة الا باللہ، ثم قال: اللهم اغفرلی، اوقال: ثم دعا استجیب له ،فان عزم توضاثم صلی قبلت صلوته . (بخاری ، ۱/۱۵۵)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے شب بیدار رہ کر پڑھا، لا اله الا اللہ وحده لا شریك له، له الملك وله الحمد وهو علیٰ كل شیء قدیر، اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا اله الا اللہ واللہ اكبر ولا حول ولاقوة الا باللہ، اور پھر بطور دعا پڑھا، اللهم اغفرلی، یا فرمایا: پھر اس نے دعا کی تو اس کی دعا قبول ہے۔ پھر اس نے ارادۂ نماز کیا اور وضو کر کے نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول ہے۔

☆ عن ابی امامه الباهلی رضی اللہ عنه قالؓ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم : خمس لیال لا ترد فیحصن الدعوة، اول لیلة من رجب، ولیلة النصف من شعبان، ولیلة الجمعة، ولیلة الفطر، ولیلة النحر . (الجامع الصغیر للسیوطی ۲/۲۴۱)

"حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ رجب کی پہلی رات، شب برات، جمعرات، شب عید الفطر یعنی چاند رات اور عید الاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دسویں رات۔

☆ عن ام المؤمنین عائشة الصدیقة رضی اللہ عنه قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم :

ثلاث ساعات للمرء المسلم ما دعا فيهن الا استجيب له مالم يسئل قطيعة رحم او مأثما، حين يوذن المؤذن بالصلوة حتى يسكت، وحين يلتقى الصفان حتى يحكم الله تعالىٰ بينهما، وحين ينزل المطر حتى يسكن . (كنزالعمال ۳۳۳۵، ۳/ ۱۰۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے لیے تین اوقات ایسے ہیں کہ ان میں دعا قبول ہوتی ہے اگر کسی گناہ یا رشتہ کاٹنے کی دعا نہ کرے، اذان کے وقت، جہاد کے وقت، اور بارش ہوتے وقت۔

☆ عن سهل بن سعد الساعدى رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ثنتان لا تردان، الدعاء عند النداء، عند الباس حين يلحم بعضهم بعضا .

(السنن لابى داؤد باب الدعا عند اللقاء ۱/ ۳۴۴)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو وقتوں میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ اذان کے وقت اور جہاد کے وقت جب مجاہدین اسلام کفار اشرار سے بھڑے ہوئے ہوں۔

☆ عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اسرع الدعاء اجابة دعوة غائب لغائب . (ابو داؤد، ۱/ ۲۱۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے دعا کرے تو جلد قبول ہوتی ہے۔

☆ عن ابى امامة الباهلى رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اذا نادى المنادى فتحت ابواب السماء واستجيب الدعاء . (المستدرک للحاکم، ۱/ ۷۳۱، الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/ ۵۹)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اذان ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

تصریحات علماء وعرفاء کرام

اور حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقح الانوار القدسیہ ص ۲۸۱ پر فرماتے ہیں۔

ان نؤخر الدعاء بحوائجنا المهمة الى الاوقات التى اخبر الحق تعالىٰ ان لا يرد فيها الدعاءُ كحال السجود . وبين الاذان والاقامة . واقات التجلى الالهى فى الثلث الاخير من الليل لاستدعائه تعالىٰ منا الدعآء فيها . وما طلب ذلك منا الا وقد ارادا جابتنا وقضاء حوائجنا فله الفضل وله الثناء الحسن الجميل ولكن يحتاج الداعى ان يكون متلبسا باداب الدعاء

ہمیں چاہیے کہ خاص اہم مقاصد کے لیے دُعاء کو اُن مبارک اوقات تک موخر کر دیں۔ جن کے متعلق ہمیں اللہ تعالیٰ

نے (بذریعہ اپنے نبی کے بتلادیا کہ) ان میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ مثلاً سجدہ کی حالت میں اور اذان و تکبیر کے درمیان اور رات کی پچھلی تہائی میں جب کہ تجلیات الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے اور اس مبارک وقت (سحر) میں ہم سے خود اللہ تعالیٰ دعا کرنے کا (بذریعہ منادی) مطالبہ کرتا ہے اور یہ مطالبہ قبولیت دعا اور قضاء حاجات ہی کے لیے تو کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحبِ فضلِ عظیم اور مستحق ثناء جمیل ہے۔

لیکن ان اوقات میمونہ میں دعا کرنے والے کو چاہیے کہ آداب دُعاء کو ملحوظ رکھ کر دُعا مانگے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب کے دوسرے مقام ص ۶۵۲ پر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عنایات خاصہ کا نزول عام طور پر رات کی پچھلی تہائی میں ہوتا ہے اور کبھی کبھی آدھی رات سے بھی شروع ہوجاتا ہے البتہ جمعہ کی مبارک رات اور لیلۃ القدر میں پوری پوری رات شام سے لے کر صبح تک نزولِ رحمت ہوتا رہتا ہے۔ پس خیر و برکت کے طلب گار کو ان اوقاتِ مبارکہ میں اپنے رب سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ اور صفحہ ۴۹ پر اذان و اقامت کے درمیان قبولیت دعا کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

وذلك لان الحجب ترفع فی ذلك الوقت بین الداعی وبین ربه .

اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے اور بندے کے درمیان اس وقت پردے اُٹھا دیئے جاتے ہیں۔

زین الحکم شرح عین العلم ص ۹۹ ج ۱ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لما ورد فیه من فضیلة من یوم کیوم عرفة ویوم الجمعة ولیلة کلیلة الجمعة ولیلة القدر .

ایک حمد کے بعد ان میں سے بعض کا تفصیلی ذکر کرنے سے پہلے اجمالاً ان اوقات و مقامات کی نشاندہی کی جارہی ہے۔

تجھے ڈھونڈتا تھا میں چار سو تری شان جل جلالہ
تو ملا قریب رگ گلو تری شان جل جلالہ
تری یاد میں ہے کلی کلی، ہے چمن چمن میں ھو العلی
تُو بسا ہے پھول میں ہوبہو تری شان جل جلالہ
تری جستجو میں ہے فاختہ کہ کہاں تو جلوہ دکھائے گا
اسے ورد کوکو ہے کوبکو تری شان جل جلالہ
گرے قطرہ ابر سے خاک پر تو یہ بولا سبزہ اُٹھا کے سر
دیا غیب سے مجھے آب جو، تری شان جل جلالہ
ترا رنگ لعل و گہر میں ہے ترا نور شمس و قمر میں ہے
تری شان عم نوالہ، تری شان جل جلالہ
ترے حکم سے جو ہوا چلی تو چٹک کے بولی کلی کلی
ہے کریم تو، ہے رحیم تو، تری شان جل جلالہ
ترا ڈالی ڈالی میں وصف ہے تری پتے پتے میں حمد ہے
ترا غنچے غنچے میں رنگ وبو، تری شان جل جلالہ
ترا جلوہ دونوں جہاں میں ہے، ترا نور کون و مکاں میں ہے
یہاں تو ہی تو، وہاں تو ہی تو تری شان جل جلالہ
ہے دُعائے اکبر ناتواں نہ تھکے قلم نہ رُکے زباں
میں لکھوں پڑھوں یہی با وضو تری شان جل جلالہ

اکبر وارثی

اوقات و مقاماتِ قبولیتِ دعا

(☆) ہر رات میں ایک گھڑی میں قبولیت دُعاء (مسلم جلد ا ص ۲۵۸)، (☆) آدھی رات کے بعد کی دُعاء (مسلم جلد ا ص ۲۵۸،

بخاری جلد ۲ ص ۹۳۶، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۳۳، مسلم جلد ۱ ص ۲۵۸)، (☆) مسجد کی طرف جاتے وقت کی جانے والی دُعاء قبول ہوتی ہے (مسند احمد جلد ۱ ص ۳۴۳)، (☆) اذان اور تکبیر کے درمیان کی جانے والی دُعاء رد نہیں ہوتی (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۵۴-۱۵۵، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۳۴، ترمذی جلد ۱ ص ۵۱)، (☆) اذانِ حالتِ جنگ اور بارش کے وقت کی جانے والی دُعاء (ابوداؤد حدیث نمبر ۲۵۴۰)، (☆) صبح کی نماز کے بعد دُعاء (ابن ماجہ ص ۶۶ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۴)، (☆) ظہر اور عصر کے درمیان دُعا قبول ہوتی ہے (تفسیر قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۲۰۹)، (☆) سجدہ کی حالت میں قبولیت دُعاء (مسلم جلد ۱ ص ۱۹۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۸۷۵)، (☆) سجدے میں دُعاء کرنے سے شیطان کو تکلیف (مسلم جلد ۱ ص ۶۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۵۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۲۰)، (☆) سجدہ میں دعا کا طریقہ (مشکوٰۃ ص ۸۴، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۶۷۲)، (☆) نماز کے بعد دُعاء (بخاری جلد ۲ ص ۹۳۷، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۰)، (☆) ہر نماز کے بعد کی گئی دُعاء (مسند احمد جلد ۵ ص ۴۴، ۴۲، ۳۹، ۳۶)، (☆) نماز کا سلام پھیرنے کے بعد دُعاء (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۱۸، ترمذی جلد ۱ ص ۶۶، ابن ماجہ ص ۶۷-۶۶)، (☆) کوئی ایک ساعتِ جمعۃ المبارک اور قبولیت دُعاء (مسلم جلد ۱ ص ۲۸۱، نسائی جلد ۱ ص ۲۰۶، ابن ماجہ ص ۸۰)، (☆) امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز پوری کرنے کی ساعت، مقبولیت دُعاء کی گھڑی (ترمذی حدیث نمبر ۳۳۳۹، مسلم جلد ۱ ص ۲۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۴۹)، (☆) جمعۃ المبارک کی آخرت تین گھڑیاں، مقبولیت کی گھڑیاں (مسند احمد جلد ۲ ص ۳۱۱)، (☆) عصر اور مغرب کے درمیان دُعاء کی قبولیت کی گھڑی (ترمذی جلد ۱ ص ۱۱۱، نسائی جلد ۱ ص ۲۰۶)، (☆) اذانِ مغرب کے وقت دعا قبول ہوتی ہے (معنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۳۷۲)، (☆) دو موقعوں پر یعنی اذان کے وقت اور جنگ کے لیے صفوں کی ترتیب کے وقت دُعاء بہت کم رد ہوتی ہے (معنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۵)، (☆) حج و عمرہ کرنے والے کی دُعاء (ابن ماجہ ص ۲۱۳)، (☆) حاجی کی دُعاء گھر میں داخل ہونے سے پہلے (مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹)، (☆) لیلۃ القدر، قبولیت دُعاء کا وقت (روح البیان جلد ۱۰ ص ۴۸۱، ابن کثیر جلد ۴ ص ۵۳۵-۵۳۴، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۰۸، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۷۱)، (☆) بیماری کی دُعاء قبول ہوتی ہے (ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۴۱، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۸۸)، (☆) آنکھوں میں آنسو آنا قبولیت دُعاء کا لمحہ (تفسیر قرطبی جلد ۱ ص ۲۰۹)، (☆) مرغ کی اذان کے وقت خصوصی قبولیت (مسلم جلد ۲ ص ۳۵۱، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۵۹)، (☆) متبرک مقامات پر قبولیت دُعاء کی مثلاً تمام مقدس مقامات، (☆) مطاف میں، (☆) ملتزم کے پاس، (☆) میزاب رحمت کے نیچے، (☆) بیت اللہ شریف کے اندر، (☆) چاہ زمزم کے پاس، (☆) صفا اور (☆) مروہ کی پہاڑیوں پر، (☆) مسعیٰ (صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کی جگہ میں)، (☆) مقام ابراہیم کے پیچھے، (☆) میدانِ عرفات میں اور (☆) منیٰ میں (حصن حصین ص ۶ عربی 'چھاپہ تاج کمپنی لاہور')، (☆) دربار رسالت مآب ﷺ میں:

حضرت امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سب سے زیادہ دُعاء کی مقبولیت کا مقام رسول کریم ﷺ کا روضہ اقدس ہے، فرماتے ہیں:

و ان لم یجب الدعآء عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم ففی ای موضع یستجاب (حصن حصین ص ۶)

''اور اگر نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کے پاس دعا قبول نہیں ہوگی تو پھر کس جگہ قبول ہوگی؟ رسول کریم ﷺ کا روضہ اقدس دُعاؤں کی قبولیت کا وہ مقام ہے جو مقاماتِ قبولیت دُعا میں سرفہرست ہے۔''

یوم عرفہ کی دعا

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: خیر

الدعا دعا یوم عرفة ۔ (الجامع للترمذی باب جامع الدعوات ۲/۱۹۸)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے بطریق عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہتر دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے۔

☆ عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنهما ما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : خیر الدعاء دعاء یوم عرفة وخیر ماقلت انا والنبیون من قبلی لا اله الا الله وحده لا شریك له، له الملك وله الحمد، وهو علی كل شیء قدیر ۔ (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور بہترین وظیفہ وہ ہے جو میرا اور انبیائے سابقین کا رہا ہے یعنی لا الـه لا الـه الله وحـده لا شریك له، له الملك وله الحمد وهو علی كل شیء قدیر۔

یہ بھی قبولیت دعا کے لیے نہایت مبارک اور مخصوص دن ہے اور ردالمحتار جلد دوم میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ سارے سال میں افضل ترین دن یوم عرفہ ہے اور فتح الملہم ص ۳۹۶ ج ۲ میں ہے۔

و الا صح ان یوم عرفة افضل وجمع بانه افضل ایام السنة ویوم الجمعة افضل ایام السبوع

زین الحلم ص ۱۰۱ ج ۱ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فورد خیر الدعاء دعاء یوم عرفة رواه الترمذی عن عمرو بن شعیب رضی الله عنه عن ابیه عن جده

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ بہترین دعا عرفہ کے دن کی ہے۔ ترمذی وعمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

یوم الجمعۃ کی دعا

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ذكر یوم الجمعة فقال: فیه ساعة لا یوافقها عبد مسلم وهو یصلی یسال الله شیئا الا اعطاه ایاه

(الصحیح المسلم، كتاب الجمعه، ۱/۲۸۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں کوئی بھی مسلمان بندہ بحالت نماز دعا کرے تو اس کی مراد ضرور پوری ہوتی ہے۔

☆ عن ابی بردة بن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه قال: قال لی عبدالله بن عمر رضی الله عنهما : اسمعت اباك یحدث عن رسول الله فی شان ساعةالجمعة؟ قال: قلت: نعم سمعته یقول: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: هی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی

الصلوۃ ۔ (ایضاً)

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ آپ نے اپنے والد گرامی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حضور کی حدیث جمعہ کے دن کی اس خاص ساعت کے بارے میں سنی جس میں دعا قبول ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ساعت امام کے خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھنے سے لیکر نماز ادا ہونے تک ہے۔

☆ عن انس بن مالك رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم التمسوا الساعة التی ترجی فی یوم الجمعة بعد العصر الی غیبوبة الشمس ۔ (الجامع للترمذی، ابواب الجمعه، ۱/۶۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن جس ساعت میں قبولیت دعا کی غالب امید ہے اس کو تم عصر سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔

☆ عن عمرو بن عوف رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم : ان فی الجمعة ساعة لا یسأل الله العبد فیها شیئا الا اتاه الله ایاه، قالوا: یا رسول الله! اية ساعة هی، قال: حین تقام الصلوة الی انصراف عنها (ایضاً)

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں جو مانگتا ہے پاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کونسی ساعت ہے؟ فرمایا: جب نماز قائم ہو اس وقت سے فارغ ہونے تک۔

☆ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال : خرجت الی الطور فلقیت کعب الاحبار فجلست ، فحدثنی عن التورات وحدثته عن النبی صلی الله علیه وسلم فکان فیما حدثته ان قلت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم، وفیه اهبط ، وفیه تیب علیه، وفیه مات، وفیه تقوم الساعة، وما من دابة الاو هی مصبحة یوم الجمعة من حین تصبح حتی تطلع الشمس شفقا من الساعة الا الجن والانس، وفیه ساعة لا یصادفها عبد مسلم وهو یصلی فیسأل الله شیئا الا اعطاه ایاه، قال کعب: ذلك فی کل سنة، فقلت: بل فی کل جمعة، فقرا کعب التوراة فقال: صدق رسول الله صلی الله علیه وسلم ۔

(المؤطا لمالك باب ماجاء فی الساعة ۔ ۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں طور کی جانب سفر کر کے گیا تو وہاں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، میں ان کی مجلس میں بیٹھا تو انہوں نے تورات سے کچھ سنایا اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام ایام میں بہتر و افضل یوم جمعہ ہے کہ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق

ہوئی، اسی دن زمین پر اتارے گئے، اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اسی دن ان کا وصال ہوا، اسی دن قیامت قائم ہوگی زمین پر چلنے والا ہر جانور جمعہ کے دن صبح ہی سے قیامت آنے سے خوفزدہ رہتا ہے مگر جن وانس اور اسی دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ بحالت نماز جب دعا کرتا ہے تو قبول ہوتی ہے۔ حضرت کعب نے فرمایا: یہ ہر سال میں فقط ایک دن ہے میں نے کہا: بلکہ ہر جمعہ میں ایک ساعت ہے۔ حضرت کعب نے جب دوبارہ تورات پڑھی تو بولے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔

☆ **عن ابی هريرة رضـى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : فى الجمعه ساعة لا يوافقها عبد يستغفر الله الاغفر له .** (الجامع الصغير للسيوطی ۳۶۶/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں کوئی بندہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

امام اہلِ سنت کی تحقیق انیق

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہے کہ قبولیت دعا کی ساعت روز جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔

ساعت جمعہ کے بارے میں اگرچہ اقوال علماء چالیس سے متجاوز ہوئے مگر قوی وراجح ومختار اکابر محققین وجماعت کثیرہ ائمہ دین دو قول ہیں۔

ایک وہ جس کی طرف حضرت والد ماجد قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا: یعنی ساعت اخیرہ روز جمعہ غروب آفتاب سے کچھ ہی پہلے ایک لطیف وقت۔ اشباہ میں فرمایا: ہمارا یہی مذہب ہے عامۂ مشائخ حنیفہ اسی طرف گئے۔

یونہی تاتارخانیہ میں اسے ہمارے مشائخ کرام کا مسلک ٹھہرایا اور یہ ہی مذہب ہے عالم الکتابین سیدنا حضرت عبد اللہ بن سلام، سیدنا حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہما کا اور اسی طرف رجوع فرمایا سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت بتول زہراء صلوات اللہ وسلامہ علی ابیہا وعلیہا سے اور یہ ہی مذہب ہے امام شافعی، امام محمد رضی اللہ عنہ کا اور امام اسحاق بن راہو یہ وابن الزملکائی، اوران کے تلمیذ علائی وغیرہم علماء کا۔ امام ابو عمرو بن عبد البر نے فرمایا: اس باب میں اس سے ثابت تر کوئی قول نہیں۔ فاضل علی قاری نے کہا: یہ تمام اقوال سے زیادہ لائق اعتبار ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: اکثر احادیث اسی پر ہیں ولہٰذا حضرت والد ماجد قدس سرہٗ نے اسی کو اختیار فرمایا۔

دوسرا قول جب امام منبر پر بیٹھے۔ اس وقت سے فرض جمعہ کے سلام تک ساعت موعودہ ہے۔ یہ حدیث مرفوع ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ میں منصوص ہوا۔ امام مسلم نے فرمایا: یہ سب اقوال سے اصح اور احسن ہے۔ اسی کو امام بیہقی وامام ابن العربی وامام قرطبی نے اختیار کیا۔ امام نووی نے فرمایا: یہ ہی صحیح بلکہ صواب ہے اور اسی طرح روضہ ودرمختار میں اس کی تصحیح کی۔

دلائل طرفین فتح الباری وغیرہ میں مبسوط اور انصاف یہ ہے کہ دونوں جانب کافی قوتیں ہیں، طالب خیر کو چاہیے کہ دونوں وقت

دعا میں کوشش کرے۔ یہ طریقہ جمع کا امام احمد وغیرہ اکابر سے منقول اور بے شک اس میں امید اقوی واتم، اور مصادفت مطلوب کی توقع اعظم، واللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

میں کہتا ہوں: اس دوسرے قول پر اس مابین میں دعا دل سے ہوگی یا زبان سے دعا کا موقع بعد التحیات و درود کے ملے گا۔ خواہ جلسہ بین السجدتین میں جبکہ امام بھی وہاں قدرے توقف کرے۔ فافہم (ذیل المدعا ۴۷)

حاصل کلام یہ کہ جمعہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: اور علامہ ابن القیم جوزی نے زاد المعاد میں اس مبارک دن کی بتیس خصوصیات لکھی ہیں اور امام سیوطی نے رسالہ نور اللمعہ فی خصائص الجمعۃ میں جمعہ کی ایک سو ایک خصوصیات لکھی ہیں۔

شبِ جمعہ بھی نہایت مبارک اور مقبولیت دعا کے لیے مخصوص ہے، حدیث شریف میں وارد ہے:

لیلۃ الجمعۃ لیلۃ اغر ویوم الجمعۃ یوم ازھر جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے۔ (بیہقی)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ص ۵۷۷ ج ا میں فرماتے ہیں کہ اس رات کی خاص فضیلت یہ ہے کہ سید دو عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں اسی رات کو منتقل ہوئے تھے۔

یوم جمعہ کی طرح لیلۃ القدر بھی قبولیت دعا کی رات ہے: قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو کونسی دعا مانگوں تو آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھنا۔

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، تو معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھ کو معاف کردے (احمد)

افطاری وسحری کی وقت دعا قبول ہوتی ہے

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ ماترد ۔ (السنن لابن ماجہ باب فی الصائم لاترد دعوتہ، ۱/۱۲۶)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک روزہ دار کے لیے وقت افطار بالیقین ایک دعا ہے کہ رد نہ ہوگی۔

☆ **عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما: قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لکل عبد صائم دعوۃ مستجابۃ عند افطارہ اعطیھا فی الدنیا، او ادخرت لہ فی الآخرۃ** ۔

(کنز العمال للمتقی، ۲۳۶۱۳، ۸/۴۵۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر روزہ دار بندے کے لیے وقت افطار ایک دعا مقبول ہے خواہ دنیا میں دیدی جائے یا آخرت کے لیے ذخیرہ کردی جائے۔ وقت سحر کے بارے میں تحقیق یہ

ہے کہ

وھو قبیل الصبح علیٰ ما ذکرہ الجوھری والسدس الاخیر علی ما قالہ الزمخشری والثلث الاخیر علیٰ ما یفھم من کلام الغزالی (زین الحلم ص ۹۹ ج ۱)

اور قبولیت دعا کے لیے وقت سحر بھی خاص وقت ہے اور وقت سحر جوہری کی تحقیق کے مطابق صبح سے کچھ پہلے وقت کو کہتے ہیں اور زمخشری کے نزدیک وہ رات کا آخری چھٹا حصہ ہے اور کلام غزالی سے جو مفہوم ہو رہا ہے وہ رات کی آخری تہائی ہے۔

اور امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سحر نام ہے اس وقت کا جب رات کی تاریکی صبح کی روشنی سے مل رہی ہو۔

(مفردات)

یہ مبارک وقت دلجمعی اور روحانی قوئ کی بیداری و بالیدگی اور اجابتِ دعا کا خاص وقت ہے۔

☆ بخاری و مسلم میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ینزل اللہ کل لیلۃ الی سماء الدنیا حین یبقیٰ ثلث الیل الاخیر فیقول من یدعو نی فاستجیب لہ من یسئا لنی فاعطیہ من یستغفر نی فاغفرلہ ۔

ہر رات آسمانِ دنیا پر اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق نزول اجلال فرماتا ہے اور رات کا پچھلا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دُعاء قبول کروں۔ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں عطا کروں کون مجھ سے مغفرت چاہتا ہے کہ میں اس کو معاف کر دوں۔

(رواہ الترمذی ایضاً عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہا بتغیر یسرا ابواب الدعوات ۲/ ۱۸۸)

☆ **و قیل ان یعقوب علیہ السلام انما قال لبنیہ سوف استغفر لکم ربی لیدعو فی وقت السحر ۔ فقیل انہ قام فی وقت السحر یدعوا و لادہ یؤمنون خلفہ فاوحیٰ اللہ عزوجل الیہ انی قد غفرت لھم** (زین الحلم شرح عین العلم ص ۹۹ ج ۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا **سوف استغفر لکم ربی** (میں عنقریب تمہارے لیے اپنے پروردگار سے دعا مغفرت کروں گا) تا کہ آپ بوقتِ سحر ان کے لیے دعا کریں۔ چنانچہ آپ وقتِ سحر دعا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ کی اولاد اس پر آمین کہتی رہی۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے ان کو بخش دیا اور معاف کر دیا۔

قبولیت دعا کا افضل وارجیٰ وقت

وجوف اللیل ای وسطہ واثنائہ کلہ او نصفہ ۔ (زین الحلم ص ۹۹ ج ۱)

یعنی قبولیت دعا کے لیے ہر رات میں درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ۔ پوری رات یا آدھی رات مخصوص اوقات ہیں۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ای الدعا اسمع؟ کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ فرمایا جوف اللیل و دبر الصلوات المکتوبہ ۔ رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد (الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، ۲/۱۸۸، المسند لاحمد بن حنبل، ۴/۱۱۲)

☆ عن عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفتح ابواب السماء نصف اللیل، فینادی منادا! ہل من داع فیستجاب لہ؟ ہل من سائل فیعطی؟ ہل من مکروب فیفرج عنہ ۔ فلا یبقی مسلم یدعوا اللہ بدعوۃ الا استجاب اللہ عزوجل لہ الازانیۃ تسعی بفرجہا او عشار ۔ (کنزالعمال، ۳۳۵۷، ۲/۱۰۵)

حضرت عثمان بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: آدمی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے؟ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول فرمائی جائے؟ ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے عطا کیا جائے؟ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اس کی مشکل کشائی ہو؟ اس وقت جو مسلمان اللہ عزوجل سے کوئی دعا کرتا ہے مولی سبحانہ وتعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ مگر زانیہ کہ اپنی فرج کی کمائی کھاتی ہے، یا لوگوں سے بے جا محاصل (ٹیکس) لینے والا۔

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جوف اللیل الآخر الدعا فیہ افضل وارجی ۔ (ترمذی، ۲/۱۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: نصف رات میں دعا افضل ہے اور قبولیت کی اس میں زیادہ امید ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : مع کل ختمۃ دعوۃ مستجابۃ ۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، ۲/۵۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: ہر ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوگی ہے۔

☆ عن العرباض بن الساریۃ رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : ومن صلی صلوۃ فریضۃ فلہ دعوۃ مستجابۃ، ومن ختم القرآن فلہ دعوۃ مستجابۃ ۔ (ایضاً، ۲/۵۳۳)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: جس نے فرض نماز کے بعد دعا کی اس کی دعا مقبول ہے اور جس نے ختم قرآن کے بعد دعا کی اس کی دعا مقبول ہوتی ہے۔

☆ عن امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قال: من ادی فریضۃ فلہ عند اللہ دعوۃ مستجابۃ ۔ (السنن لابن ماجہ، ۱/۱۲۶)

امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جس نے فرض نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ کے

یہاں اس کی دعا قبول ہے۔

مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر رات میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے اگر کوئی بندہ اس ساعت میں خدا سے کچھ دعا مانگتا ہے تو وہ دعا قبول کر لی جاتی ہے۔

و عند الزوال ای الاستواء فانه بمنزلة نصف اليل ولا نهما غالب وقت الغفله او بعد الزوال الاخير لما ورد فيه من فتح ابواب السمآء

اور زوال کے وقت کیونکہ یہ وقت بھی دن میں بمنزلہ آدمی رات کے ہے اور عموماً یہ وقت (زوال کا اور نصف شب کا) غفلت کے اوقات ہوتے ہیں یا زوال کے بعد کا وقت اور اس کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

تو ہی بے کسوں کا ہے آسرا — تیری شان جل جلالہ
تو ہی ہر بشر کا ہے مدّعا — تیری شان جل جلالہ
ہے عیاں بھی تو ہے نہاں بھی تو — ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو
کہ ہے تو ہی تو، "سب کچھ ترا" — تیری شان جل جلالہ
تو ہی رب ہے، تو ہی کریم ہے — تو قدیر ہے، تو رحیم ہے
تو ہی ہے خدا، تو ہی کبریا — تیری شان جل جلالہ
تیری حمد ہو سکے کیا بیاں — کہ ہے تو ہی خالق این و آں
تیرے ہاتھ میں ہے فنا وبقا — تیری شان جل جلالہ

اذان واقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے

☆ **عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الدعاء بین الاذان والاقامة مستجابة فادعوا۔** (الجامع للترمذی ابواب الدعوات ۲ / ۱۹۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذان واقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے لہٰذا اس وقت دعا کرو۔

عین العلم میں قبولیت دعا کے اوقات میں یہ بھی ایک وقت بیان کیا گیا ہے **و بین الاذان والاقامة**

اذان اور اقامت کا درمیانی وقت بھی قبولیت دعا کے لیے خاص وقت ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے: **الدعآء بین الأذان والاقامة لا یرد**

اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی ہے: **وزاد الترمذی قالوا فما نقول یا رسول اللہ قال سلوا اللہ العافیة فی الدنیا والاخرة** (زین العلم شرح عین العلم ص ۱۰۰، ج ۱)

اور ترمذی کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ اس وقت ہمیں کیا دعا کرنی چاہیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کیا کرو۔

قبولیت دعا کا ایک اور وقت

و بین الظهر والعصر یوم الاربعاء (عین العلم)

اور بدھ کے روز بھی ظہر اور عصر کی درمیان قبولیت دعا کا مخصوص وقت ہے

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ زین الحلم ص ۱۰۰ ج ۱ پر فرماتے ہیں۔

لم اجده مجھے اس کا ثبوت نہیں مل سکا۔

لیکن امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ قبولیت دعا کے خاص اوقات، حالات ص ۱۶۵ کے سلسلہ میں بیان لکھتے ہیں:

و ما بین الظهر والعصر فی یوم الاربعاء

کہ اکثر و بیشتر جن اوقات میں دعا قبول ہوتی ہے اُن میں سے ایک وقت بدھ کے دن ظہر اور عصر کا درمیانی وقت بھی ہے۔

قال جابر بن عبد الله رضی الله عنهما دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مسجد الفتح ثلاثا یوم الاثنین ویوم الثلاثاء فاستجیب له یوم الاربعاء بین الصلوتین فعرفت السرور فی وجهه . قال جابر رضی الله عنه ما نزل بی امر مهم غلیظ الا توخیت تلك الساعة فادعوا فیها فاعرف الاجابة .

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد فتح میں تین بار دعا کی پیر اور منگل کو پس بدھ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان آپ کی دعا قبول ہوئی اور خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ انور پر نظر آنے لگے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی مجھ پر کوئی سخت سے سخت مصیبت نازل ہوتی ہے تو میں اس ساعت کا انتظار کرتا ہوں۔ پس جب اس ساعت میں دعا کرتا ہوں تو وہ مقبول ہو جاتی ہے۔

اور شیخ زادہ محشی بیضاوی نے بھی ص ۴۹۵ ج ۱ میں اس کو بیان کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ زین الحلم ص ۱۰۰ ج ۱ میں اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

و کان حقه ان یذکر رمضان فی اوقات الاجابة فروی الطبرانی عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یوما وحضر رمضان . اتاکم رمضان شهر برکة یغشاکم الله فیه فینزل الرحمة ویحط الخطایا ویستجیب الدعا (الحدیث)

مصنف علام رحمۃ اللہ علیہ کو حق تھا کہ اوقات اجابتِ دعا میں ماہ رمضان کا بھی ذکر کرتے چنانچہ بزار اور طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رمضان کے آمد کے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کا بابرکت ماہ آچکا ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتا ہے

اور خطاؤں کو معاف کرتا ہے اور دعائیں قبول کرتا ہے۔

آبِ شبنم سے ہر صبح کر کے وضو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو
پڑھتے ہیں گل چمن میں سبھی چار سُو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو
تجھ کو ڈھونڈا، کہیں بھی نہ آیا نظر، ٹھوکریں کھاتے برسوں پھرے در بدر
دل میں دیکھا تو پایا تجھے ہُو بہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو
حسنِ لیلیٰ کی ساری یہ چنگاریاں، قیس کے دل کی پر سوز بیتابیاں
کچھ نہ ہوتیں نہ ہوتا جو تُو رُو برُو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو
گلشنِ دہر میں جس قدر بھی ہیں گل، جن کی رنگینیوں کا جہاں میں ہے غل،
سب میں ہے اِک تری بھینی بھینی سی بُو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

سید حبیب احمد

قبولیت دعا کے خاص مقامات

تمام مقامات متبرکہ میں مقبولیت دعا کی زیادہ امید ہے مگر مندرجہ ذیل مقاماتِ متبرکہ کو قبولیت دعا میں زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

☆ عن عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا لا مته عشية عرفة بالمغفرة فاجيب انی قد غفرت لهم ما خلاالظالم، فانی اخذ للمظلوم منه، قال: ای رب! ان شئت اعطيت المظلوم الجنة وغفرت للظالم، فلم يجب عشية، فلما اصبح بالمزدلفة اعاد الدعا فاجيب الی ماسأل قال: فضحك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قال تبسم فقال ابوبكر الصديق وعمر الفاروق رضی اللہ عنهما: بابی انت وامی، ان هذه لساعة ما كنت تضحك فيها، فما الذی اضحكك؟ اضحك اللہ سنك، قال: ان عدواللہ ابليس لما علم ان اللہ تعالیٰ عزوجل قد استجاب دعائی وغفر لا متی اخذ التراب فجعل يحثوه علی رأسه ويدعو بالويل والثبور فضحكنی مار ایت من جزعه۔ (السنن لابن ماجه، باب الدعاء بعرفة، ۲/۲۲۲)

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام اپنی امت کے لیے دعائے مغفرت کی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے ظالم کے علاوہ سب کی مغفرت فرمادی کہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔ بارگاہ رب العزت میں عرض کیا: اے میرے رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا فرمائے اور ظالم کو بخش دے، لیکن شام تک یہ دعا قبول نہ ہوئی، جب مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آپ نے پھر یہی دعا کی تو قبول ہوگئی، راوی کہتے ہیں: حضرت سید عالم ﷺ ہنسے یا تبسم فرمایا: سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے

بارگاہ رسالت میں عرض کیا: ہمارے ماں باپ حضور پر قربان، اس وقت تبسم فرمانے کی وجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ حضور کو ہمیشہ شاداں وفرحاں رکھے۔ حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس شیطان مردود کو جب یہ علم ہوا کہ میری دعا قبول ہوگئی ہے اور میری امت بخش دی گئی ہے تو اس نے خاک لیکر سر پر اڑانا شروع کی اور واویلا شروع کیا تو اس کی اس جزع فزع سے مجھے ہنسی آ گئی۔

پسندیدہ ترین دعاء

☆ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ما من دعاء احب الی الله تعالیٰ من ان یقول العبد: اللهم اغفر لا مة محمد رحمة عامة ۔

(الجامع الصغیر للسیوطی: ۴۹۰/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کو کوئی دعا اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ آدمی عرض کرے۔ الٰہی! امت محمد ﷺ پر عام رحمت فرما۔

ماراچوں ظلومی جہولی خوانی ۔ خود برّو رحم وراحم ورحمانی
ماخود کر دیم آنچہ اھلش بودیم تو نیز بکن ھر آنچہ اھل وآنی

قال الحسن البصری رحمة الله علیه فی رسالة الیٰ اهل مكة ان الدعاء یستجاب هناك فی خمسة عشر موضعًا ۔ فی الطواف وعند الملتزم وتحت المیزاب وفی البیت وعند زمزم وعلی الصفاء والمروة وفی السعی وخلف المقام وفی العرفات وفی المزدلفة وفی منیٰ وعند الجمرٰت الثلاثة كذافی الحصن الحصین

(اور حصن حصین میں بیان کیا گیا ہے کہ) حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مکہ کو ایک خط لکھا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ مقامات ایسے ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ طواف میں، ملتزم کے پاس (بیت اللہ شریف کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے اس کو مقام ملتزم کہتے ہیں۔) میزاب رحمت (یعنی بیت اللہ شریف کے پرنالہ کے نیچے جو حطیم کی جانب واقع ہے) بیت اللہ شریف کے اندر۔ چاہ زمزم کے پاس۔ صفا پر۔ مروہ پر۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کے مقام پر۔ مقام ابراہیم کے پیچھے۔ عرفات میں۔ مزدلفہ میں۔ منیٰ میں اور تینوں جمرات کے پاس (جمرات وہ تین پتھر ہیں جو منیٰ میں نصب کیے ہوئے ہیں اور حجاج کرام انکو کنکریاں مارتے ہیں)۔

جن خاص حالات میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے

جس طرح مخصوص اوقات قبولیت دعا میں اثر رکھتے ہیں اسی طرح انسان کے بعض حالات کو بھی حق تعالیٰ نے مقبولیت دعا کے لیے مخصوص فرمایا ہے جن میں دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

☆ عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اغتنموا الدعاء عند الرقة فانھا رحمة ۔ (جامع الاحادیث ج ۴ ص ۳۰)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رقت قلب کے وقت دعا غنیمت جانو کہ وہ رحمت ہے۔

☆ عن امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا زالت الافیاء وراحت الا رواح فاطلبوا الی اللہ حوائجکم، فانھا ساعة الاوابین وانہ کان للاوابین غفورا ۔ (کنز العمال للمتقی، ۳۳۴۸، ۲/۱۰۳)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سائے پلٹیں اور ہوائیں چلیں تو اپنی حاجت طلب کرو کہ وہ ساعت اوابین کی ہے اور اللہ تعالیٰ اوابین (رجوع لانیوالوں) کی مغفرت فرماتا ہے۔

☆ عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا سمعتم صیاح الدیکة فاسئلوا اللہ من فضلہ فانھا رات ملکا، واذا سمعتم نھیق الحمار فتعوذ باللہ من الشیطان فانہ رای شیطانا ۔ (الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، ۲/۱۸۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کا فضل مانگو کہ اس نے فرشتہ دیکھا، اور جب گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہو شیطان سے، کہ اس نے شیطان دیکھ کر آواز نکالی۔

خرد کو شکوہ بجا اپنی نا رسائی کا — کوئی کنارا ہے یا رب تری خدائی کا
پڑی ہوئی ہے ابھی تک مقام حیرت میں — قلق نظر کو بھی ہے اپنی نا رسائی کا
ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا — جدا جدا ہے ہر انداز دلربائی کا
خیال ووہم وقیاس وگماں سے دور ہے تو — کسی کو دعویٰ نہیں تیری آشنائی کا
یہ شرق وغرب یہ کون ومکاں یہ ارض وسما — یہ اک حقیر کرشمہ ہے کبریائی کا
وہ بے حجاب نہیں ہے تو بے نشاں بھی نہیں — مجھے بنایا ہے آئینہ خود نمائی کا
تعینات کے پردے اٹھا کے دیکھ اعظم — بہت دراز ہے یہ سلسلہ خدائی کا

(اعظم چشتی)

شرح عین العلم ص ۱۰۰ ج ۱ میں فرماتے ہیں:

و ان یتوصد شرائف الاحوال کالغزو و نزول المطرواذا الفرآئض ۔

اور یہ کہ جہاد فی سبیل اللہ، بارش کے برسنے اور فرائض کی ادائیگی جیسے عمدہ اور خاص حالات کا بھی خیال رکھے۔ (کیونکہ ان حالات میں اجابتِ دعا کے امکانات زیادہ قوی ہیں)

قال ابوهريرة رضى الله عنه ان ابواب السماء تفتح عند زحف الصفوف فى سبيل الله وعند نزول الغيث وعند اقامة الصلوٰة المكتوبة

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جہاد میں گھمسان کی لڑائی اور بارش برسنے اور اقامت فرض نماز کی تکبیر کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

وروى ابوداؤد والحاكم عن سهل بن السعد الساعدى رضى الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثنتان لا تردان او قلما تردان الدعاء عند النداء وعند البأس حين يلتحم بعضهم بعضا وفى رواية عنه ايضاً مرفوعا قال وقت المطر او تحت المطر (زین الحلم ص ۱۰۰ ج ۱)

اور ابوداؤد اور حاکم نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دو چیزیں بہت کم ردّ کی جاتی ہیں ایک دعا اذان کے وقت اور دوسری دعا جہاد کے وقت جبکہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہو اور اسی طرح حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ بارش کے وقت بھی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

و روى الامام الشافعى فى الام مرسلا وقال قد حفظت عن غير واحد جرب الاجابة عنده (زين الحلم ص ۱۰۰ ج ۱)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الام میں مرسلاً روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ متعدد حضرات سے یہ بات مجھ تک پہنچی ہے کہ نزول بارش کے وقت قبولیت دعا مجرب ہے۔

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو اللہ میرا ہے بس تو مولا میرا ہے بگ تو
تیری حمد میں کرتا ہوں لائق حمد فقط ہے تو خالق تو رحمٰن تو مالک تو سبحان ہے تو
قریہ قریہ کو بہ کو مجھ کو تیری جستجو ڈھونڈوں نہ میں اور خدا میری نظروں میں ہے تو
یہ میرا ایمان ہے روزی دینے والا تو پھیلاؤں نہ ہاتھ کہیں جھولی میری بھر دے تو
ناؤ میری پار لگا میرا ناؤ کھویا تو چاہوں میں بس تیری رضا ہو کرم ہر دم قبلہ رُو
رحمت کے سب در کھلیں بخشے خطائیں میری تو چھوڑ کے جاؤں اور کہاں جائے پنہ ہے میری تو
نور سے ہو معمور یہ دل نور کا دے دے توڑا تو نور محمد نور ترا مجھ کو نظر آئے ہر سو
تیرا مظفر کہتا ہے
داتا میرا صرف ہے تو

ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے

و ختم القرآن خصوصاً من القاری

قرآن مجید تلاوت کرنے والے کی خصوصاً ختم قرآن کے وقت بھی دُعاء قبول ہوتی ہے۔

طبرانی کبیر میں حضرت عرباض رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

من صلی صلوٰۃ فریضۃ فلہ دعوۃ مستجابۃ و من ختم القران فلہ دعوۃ مستجابۃ

جوشخص فرض نماز پڑھے گا تو اس کی دعا بھی مقبول ہوتی ہے اور جوشخص قرآن مجید ختم کرے گا تو اس کی دعا بھی مستجاب ہوتی ہے۔

اور ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مصنف میں اور ابوبکر بن داؤد نے اپنی کتاب المصاحف میں بسندِ صحیح روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے اعزا و اقرباء واحباب کو ختم قرآن مجید کے وقت جمع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ قبولیتِ دعا کا وقت ہے۔

(زین الحلم ص ۱۰۰ ج ۱)

مسجد کی حاضری کے وقت

و المشی الی المسجد

اور مسجد کی طرف چلتے ہوئے بھی اگر دعا کی جائے تو مقبول ہوتی ہے۔

اور سرکار دو عالم ﷺ کا بھی یہ معمول تھا کہ جب مسجد شریف کی طرف تشریف لے جاتے تو دعا پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مسجد شریف کی طرف تشریف لے جاتے تھے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللھم اجعل فی قلبی نورًا وفی بصری نورًا وفی سمعی نورًا وعن یمینی نورًا وعن شمالی نورًا وخلفی نورًا (زین الحلم ص ۱۰۱ ج ۱)

اے اللہ میرے دل میں نور کر دے اور میری بینائی اور میری شنوائی میں نور کر دے اور میری دائیں جانب اور بائیں جانب نور کر دے اور میرے پیچھے نور کر دے۔

مرے مولیٰ یہ ہے میری طلب مجھ اپنے پانے کا راز دے
مری جاں سراپا ہو وجد میں مجھے نور ایسا نواز دے
جو جئے تو اپنے لئے جئے نہیں کام کی ہے یہ زندگی
جو کسی کے کام نہ آ سکے نہیں ایسی عمرِ دراز دے
تری کائنات میں اے خدا نہ رہوں کسی سے پرے پرے
جو کسی کے غم میں شریک ہو میرے دل کو ایسا گداز دے
میری نظم میں تیرا نظم ہو مری بزم میں میرا عزم ہو
کہ بجاؤں تری ہی بانسری مجھے ایسا تو کوئی ساز دے
یہ ترا مظفر خوش نصیب جو ہے محو مدحِ حبیب میں
رہے دو جہاں میں وہ سُرخرو اسے ان عطاؤں پہ ناز دے

(حاجی مظفر الدین خواجہ مظفر سعیدی)

ایک اور روایت میں دعائیہ کلمات اس طرح وارد ہوئے ہیں:

اللهم انی اسئلك بحق السائلين عليك وبحق ممشای اليك فانی لم اخرج اشرًا ولا بطرًا ولا رياءً وانی خرجت ابتغاء مرضاتك واتقاء سخطك ان تدخلنی فی الجنة مع الابرار

(زین الحلم ص ۱۰۱ ج ۱)

اے اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے اس حق کے ذریعہ سے جو سائلوں کو تجھ پر حاصل ہے اور تیری جانب چلنے کے حق سے میں تکبر اور غرور اور ریا کاری کی غرض سے نہیں نکلا ہوں میں تو صرف تیری رضا جوئی اور تیری ناراضگی سے بچنے کے لیے نکلا ہوں تو مجھے نیکوکار لوگوں کے ساتھ جنّت میں داخل فرما۔

صائم وساجد کی دعا

والصوم ای حالہ فورد الصائم لا ترد دعوته (زین الحلم ص ۱۰۱ ج ۱)

بحالت روزہ بھی دعا مقبول ہوتی ہے چنانچہ ترمذی، ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا ردّ نہیں کی جاتی ہے۔

والافطار ای وقته فوردان للصائم عند فطره لدعوة ماترد (زین الحلم)

افطار کے وقت بھی دعا مقبول ہوتی ہے چنانچہ ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دعا ردّ نہیں کی جاتی ہے۔

و السجدة ای حالت السجود فورد اقرب ما يكون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا من الدعا

(زین الحلم)

نیز سجدہ کی حالت میں بھی دعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب سے بہت ہی قریب ہوجاتا ہے تو ایسی حالت میں خوب دعا مانگا کرو۔

و فی الصحيح وغيره ايضاً من حديث ثوبان مرفوعًا . عليك بكثرة السجود فانه لا تسجد لله سجدة الا رفعك الله تعالٰى بها درجة وحط عنك بها خطيئة ولهذه الاخبار ونحوها ذهب غيروا حد الٰى ان السجود افضل اركان الصلوٰة

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ کثرتِ سجود کا التزام کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ کرنے پر ایک درجہ بلند ملتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ان احادیث کی روشنی میں اکثر علماء فرماتے ہیں کہ نماز کے تمام ارکان میں سجدہ افضل ہے (روح المعانی ص ۱۸۸ ج ۳۰ سورۃ العلق)

علامہ اسمٰعیل حقی آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان ص ۴۳۶ سورۃ العلق میں سجدہ کے اقسام مفصل بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سجدہ کی ایک قسم سجدۂ مناجات بھی ہے۔ اور یہاں بھی سجدہ سے مراد یہ ہے۔

مریض ومسافر کی دعا

و المرض فقد ورد اذا مرض العبد ثلاثة ایام خرج من ذخوبه کیوم ولدته اماه ۔ رواه الشیخ عن انس رضی اللہ عنہ (زین العلم)

اور بیماری کی حالت میں بھی دعا قبول ہوتی ہے چنانچہ ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ بندہ جب تین دن بیمار ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوتا ہے گویا ماں نے آج ہی اس کو جنم دیا ہے۔

و عن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا اذا دخلت علی مریض فمره یدعولك فان دعاؤه کدعاءِ الملئكة (کذافی المشکوٰۃ)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب تو بیمار کے پاس جائے تو اس سے اپنے لیے دعا کی درخواست کر بیمار کی دعا ایسی ہے جیسے ملائکہ کی دعا۔

والرقة ای رقة القلب ودمعة العین بذکر الرب والتیقظ لجلاله تعالیٰ (زین الحلم)

اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے جلال کے تصور سے دل کے گداختہ ہونے اور آنکھوں کے اشک بار ہونے کی حالت میں بھی دعا مقبول ہوتی ہے اور دل کی رقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول کی علامت ہے۔

اور تفسیر قرطبی ص ۳۱۳ ج ۲ میں ہے۔

وروی شهر بن حوشب رضی اللہ عنه ان ام الدرداء رضی اللہ عنها قالت له یا شهر الا تجد القشعریرة؟ قلت نعم قالت فادع اللہ فان الدعا مستجاب عند ذلك

حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امّ درداء رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ اے شہر! کیا تو کپکپی محسوس نہیں کرتا؟ میں نے کہا ہاں، تو امّ درداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس وقت دعا مانگ کیونکہ اس وقت کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

و الغربة فقد روی البزار عن ابی هریرة رضی اللہ عنه ثلاث حق علیٰ اللہ ان لا یرد لهم ۔ دعوة الصائم حتیٰ یفطر والمظلوم حتی ینتصر والمسافر حتی یرجع

اور بحالت سفر بھی دعا مقبول ہوتی ہے چنانچہ بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین شخصوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرلیا ہے کہ ان کی دعا ردّ نہ کرے۔ (۱) روزہ دار جب روزہ افطار کرے۔ (۲) مظلوم جب تک اس کی امداد نہ ہو۔ (۳) مسافر جب تک اپنے گھر واپس نہ آجائے۔

اس کی امداد نہ ہو۔ مسافر جب تک اپنے گھر واپس نہ آجائے۔

''انفرادی'' و ''اجتماعی'' دعا

و الکون فی الجماعة تبلغ مائة ذکر فی الحصن الحصین فی احوال الاجابة اجتماع المسلمین وقال رواه الجماعة عن اُمّ عطیة الانصاریة ۔

اور دعا کی قبولیت ایسے اجتماع میں بھی حاصل ہوتی ہے جس کی تعداد سو تک پہنچتی ہو۔علامہ جزری نے حصن حصین میں جمعہ، عیدین، بیت اللہ، عرفات میں مسلمانوں کے دینی اجتماع کو بھی قبولیتِ دعا کے احوال میں ذکر کیا ہے۔

☆ عن ربيعة بن وقاص رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ثلثة مواطن لا ترد فيها دعوة عبد ، رجل يكون في برية حيث لا يراه احد الا الله فيقوم فيصلي، ورجل يكون معه فئة فيفر عنه اصحابه فيثبت، ورجل يقوم اخر الليل . (الجامع الصغير، ٢١٢/١)

حضرت ربیعہ بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین مواقع پر کسی بندے کی دعا ردّ نہیں ہوتی۔ایک وہ شخص جو خشکی کے کسی ایسے مقام پر ہو جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اسے نہ دیکھ رہا ہو وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔دوسرا وہ شخص جو اس کے ساتھ کوئی جماعت مصروف جہاد ہو لیکن سب اس کو چھوڑ کر چلے جائیں اور وہ ثابت قدم رہے، تیسرا وہ شخص کہ آدھی رات کے بعد عبادت میں مصروف ہو۔

مزارات پہ جا کر دعا کرنا

☆ عن مالك الدار رضى الله عنه قال : اصاب الناس قحط في زمن عمر بن الخطاب رضى الله عنه فجاء رجل "هو البلال بن الحارث المزني الصحابي" رضى الله عنه الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! استسق الله لا متك فانهم قد هلكوا، فاتاه رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام فقال: ائت عمر فاقرأه السلام واخبر هم انهم سيسقون .

(كنز العمال ٤٣١/٨، مصنف ابن ابي شيبه، ٣٢/١٢)

حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عہد معدلت عہد فاروقی میں ایک بار قحط پڑا، ایک صاحب یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی صحابی رضی اللہ عنہ نے مزار اقدس حضور ملجائے بے کساں ﷺ پر حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگیے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں۔رحمت عالم ﷺ ان صحابی کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: عمر کے پاس جا کر اسے سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے، اب پانی آیا چاہتا ہے۔

☆ عن مالك الدار رضى الله عنه قال : اصاب الناس قحط في زمن عمر رضى الله عنه ، فجاء رجل الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! استسق لا متك فانهم قد هلكوا، فاتى الرجل في المنام فقيل له: ائت عمر فاقرئه السلام ، واخبره انكم مسقيون وقل له: عليك الكيس! عليك الكيس! فاتى عمر فاخبره فبكى عمر ثم قال: يا رب لا آلو الا ما عجزت عنه .

"حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے پھر ایک صحابی حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر اطہر پر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ (اللہ تعالیٰ سے) اپنی امت کے لیے سیرابی مانگیں کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہو رہی ہے پھر خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ اس صحابی کے پاس

تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جا کر اسے میرا اسلام کہو اور اسے بتاؤ کہ تم سیراب کئے جاؤ گے اور عمر سے (یہ بھی) کہہ دو (دین کے دشمن (سامراجی) تمہاری جان لینے کے درپے ہیں) عقلمندی اختیار کرو، عقلمندی اختیار کرو پھر وہ صحابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: اے اللہ! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہو جاؤں۔'' (اخرجه ابن ابی شيبة في المصنف، ۳۵۶/۲، الرقم: ۳۲۰۰۲، وابن تيمية : في اقتضاء الصراط المستقيم، ۳۷۳/۱، والبيهقي في دلائل النبوة، ۴۷/۷، وابن عبد البر في الاستيعاب، ۱۱۴۹/۳، والسبكي في شفاء السقام، ۱۳۰/۱، والهندي في كنز العمال، ۴۳۱/۸، الرقم: ۲۳۵۳۵، وابن كثير في البداية والنهاية، ۵/ ۱۶۷، وقال: اسناده صحيح، والعسقلاني في الاصابة، ۴۸۴/۳ وقال: رواه ابن ابی شيبة باسناد صحيح)

گنبدِ خضریٰ خدا تجھ کو سلامت رکھے

عن ابی الجوزاء اوس بن عبد الله رضی الله عنه قال: قحط اهل المدينة قحطا شديدا فشكوا الى عائشة فقالت: انظروا قبر النبی صلی الله عليه وسلم فاجعلوا منه كوى الى السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء سقف، قال ففعلوا فمطرنا مطرا حتى نبت العشب وسمنت الابل حتى تفتقت من الشحم فسمي عام الفتق .

''حضرت ابو جوزاء اوس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی ناگفتہ بہ حالت کی) شکایت کی۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور (یعنی روضہ اقدس) کے پاس جاؤ اور اس سے ایک کھڑکی (سوراخ) آسمان کی طرف اس طرح کھولو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو بہت زیادہ بارش ہوئی یہاں تک کہ خوب سبزہ اگ آیا اور اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے لہٰذا اس سال کا نام ہی ''عام الفتق'' (پیٹ) پھٹنے کا سال رکھ دیا گیا۔'' (اخرجه الدارمي في السنن، باب: (۱۵): ما اكرم الله تعالى نبيه صلى الله عليه وسلم بعد موته، ۵۶/۱، الرقم: ۹۲، والخطيب التبريزي في مشكاة المصابيح، كتاب: احوال القيامة وبدء الخلق، باب: الكرامات، الفصل الثاني، ۴۰۰/۴، الرقم: ۵۹۵، وابن الجوزي في الوفاء باحوال المصطفى صلى الله عليه وسلم ۸۰۱/۲، وتقي الدين السبكي في شفاء السقام، ۱۲۸/۱، والقسطلاني في المواهب اللدنية، ۲۷۶/۴، وفي شرح الزرقاني، ۱۵۰/۱۱)

اول حمد خدا کی ہو جو ہم پر انعام کرے ۔ اپنے اور پرائے پر بے حد لطف و اکرام کرے
جو بھی کام ہمیں کرنا ہو لے کر رب کا نام کریں ۔ پھر ہم عرش کے سائے پر جائیں اور آرام کریں
اس کے کرم سے لمحے طے صبح کریں ہم شام کریں ۔ اللہ اللہ کر کے ہم اس کا ذکر ہی کام کریں

یاد رہے تفسیر بیضاوی کے حاشیہ شیخ زادہ ص ۴۹۵ ج ۱ میں اجابت دعا کے اوقات وحالات پوری تفصیل کے ساتھ درج

ہیں۔ چند اوقات و مقامات کی نشاندہی حصن حصین میں کی گئی ہے جو کہ ایک حمد کے بعد بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ

مولیٰ کی درگاہ میں ہم پیش سدا ہر نام کریں
ذکر خدا کی ارزانی ھودہ ہزار عوام کریں
ہو نہیں سکتی پوری حمد خواہ شجر اقلام کریں
الا اللہ کی ضربوں سے نفس کو اپنے رام کریں
ڈالی ڈالی یاد خدا چمن میں مرغ بام کریں
کر کے ذکر اللہ ہو ذکر خیر کو عام کریں
تف اللہ سے دوری پر رام کریں ہاں رام کریں
صدق بناں ملتا نہیں رب گو ابلق ایام کریں
راضی خالق مالک ہو ہم ہر لمحے سدام کریں
لو اللہ سے خوب لگے قائم ایسا نظام کریں
حکم خدا پر چل کر ہم اپنا عمل خوش کام کریں

(میاں مظفر الدین مظفر)

حصن حصین کے حوالے سے

(☆) نماز کے لیے اذان ہونے کے وقت (یعنی اذان سننے، اذان کا جواب دینے اور اذان کی دعاء پڑھنے کے بعد)۔ (ابو داؤد، مستدرک حاکم)، (☆) جو شخص کسی مصیبت یا سختی میں گرفتار ہو، وہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے بعد دعا کرے، (☆) اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں صفیں باندھنے کی حالت میں دعاء۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ابن حبان)، (☆) آب زم زم پینے کی حالت میں (یعنی چاہ زم زم پر کھڑے ہو کر پانی پیئے اور دعاء کرے)، (☆) مسلمان کے دینی اجتماعات میں اجتماعی یا انفرادی دعاء، (☆) ذکر کی محفلوں میں (اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کا حلقہ ہو، خواہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ یا وعظ و نصیحت کا حلقہ ہو۔) (بخاری، مسلم، ترمذی)، (☆) میت کی آنکھیں بند کرتے وقت، (☆) بارش برسنے کے وقت (امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''الام'' میں اس حدیث کو مرسلاً روایت کیا ہے اور فرمایا ہے میں نے بہت سے علماء حدیث سے بارش برسنے کے وقت دعاء قبول ہونے کی حدیث شریف کو سنا ہے اور حفظ کیا) (ابن مردویہ)، (☆) کعبۃ اللہ کو دیکھنے کے وقت (پہلی مرتبہ یا جب بھی خانہ کعبہ پر نظر پڑے دعاء کرنی چاہیے)۔ (ترمذی، المعجم الکبیر للطبرانی)، (☆) سورۃ الانعام میں ایک جگہ ایک ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسم مبارک دو مرتبہ آتا ہے۔ اس موقع پر دعاء کرنا قبولیت کا ذریعہ ہے آیت یہ ہے: مثل ما اوتی رسل اللہ ط اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الانعام: ۱۲۴) امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے بہت سے علماء سے اس آیت میں اسم جلالت کے درمیان دعاء کی قبولیت کا آزمودہ ہونا سنا ہے اور یاد کیا ہے اور حافظ حدیث عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی تفسیر میں شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ سے اسی مقام پر دعاء کی

قبولیت کی تصریح نقل کی ہے۔ (ماخوذ از حصن حصین)

مستجاب الدعوات کون لوگ ہیں؟

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ثلثلة لا ترد دعوتهم ، الصائم حين افطر، والامام العادل، ودعوة المظلوم يرفعها الله دون الغمام وتفتح لها ابواب السماء ويقول بعزتي لا نصرك ولو بعد حين ۔ (ترمذی، ۱۹۹/۲ ، ابن ماجه ، ۱۲۶/۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی ، روزہ دار جب روزہ افطار کرے، منصف بادشاہ اور مظلوم کی دعا کو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر لے جاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت کی قسم، میں تیری ضرور مدد کرونگا۔ خواہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد۔

☆ عن واثلة بن الا سقع رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اربع دعوتهم مستجبة، الامام العادل، والرجل يدعو لا خيه بظهر الغيب، ودعوة المظلوم، ورجل يدعو لو الديه ۔ (كنز العمال، ۹۷/۲)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار لوگوں کی دعا مقبول ہے، منصف بادشاہ، مومن کے لیے پیٹھ پیچھے دعائے خیر کرنے والا، مظلوم کی دعا اور آدمی کی دعا والدین کے لیے۔ (ایضاً)

☆ عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اربع دعوات لا يرد ، دعوة الحاج حتى يرجع، ودعوة الغازی حتى يصدر، ودعوة المريض حتى يبرأ، ودعوة الاخ لاخيه بظهر الغيب، اسرع هذه الدعوات اجابة دعوة الاخ لاخيه بظهر الغيب ۔ (ایضاً)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار لوگوں کی دعا قبول ہوتی ہے، حاجی کی دعا قبول ہے یہاں تک کہ واپس آئے، مجاہد کی دعا یہاں تک کہ فارغ ہو، مریض کی دعا یہاں تک کہ صحت مند ہو، اور کسی مسلمان کی اپنے بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا اور ان تمام دعاؤں میں جلدی مقبول ہونے والی یہی دعا ہے:

☆ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : الحاج والعمار وفد الله، ان دعوه اجابهم، وان استغفروه غفر لهم ۔ (ابن ماجه، ۲۱۳/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے یہاں لوگوں کے نمائندے ہیں۔ اگر دعا کریں تو دعا قبول ہوتی ہے اور مغفرت چاہیں تو مغفرت کی جاتی ہے۔

☆ عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال : قال النبی صلى الله عليه وسلم : الغازی فی

سبیل الله، والحاج والمعتمر وفد الله دعاهم فاجابوه سالوه فاعطاهم ۔ (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والا اور حاجی وعمرہ والے اللہ تعالیٰ کے قاصد اور نمائندے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں بلایا تو حاضر ہوئے۔ تو اب اس سے یہ دعا کریں تو قبول ہوگی۔

☆ عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اذا لقیت الحاج فسلم علیه وصافحه ومره ان یستغفر لك قبل ان یدخل بیته فانه مغفور ۔

(المسند لابن حنبل، ۲/۶۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور درخواست کر کہ وہ تیرے لئے استغفار کرے قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کیونکہ وہ مغفور ہے۔

☆ عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: دعا المحسن الیه للمحسن لا یرد ۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، ۲/۲۵۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: احسان مند کی دعا محسن کے حق میں مقبول ہے۔

☆ عن حبیب بن مسلمة فهری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یجتمع ملأ فیدعو بعضهم ویؤمن بعضهم الا اجابهم الله تعالیٰ ۔

(المستدرك للحاکم، ۳/۳۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی، ۴/۲۶)

حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک جگہ جمع ہو کر لوگ دعا کریں کہ کوئی دعا کرے اور سب آمین کہیں تو سب کی دعا قبول ہوتی ہے۔

اسمِ اعظم جس کے ذریعے دعا قبول ہوتی ہے

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سُنا کہ آپ نے فرمایا:

هل ادلکم علی اسم الله الاعظم الذی اذا دعی به اجاب، واذا سئل به اعطی؟ الدعوة التی دعا بها یونس علیه الصلوٰة والسلام حیث ناداه فی الظلمات الثلاث، لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین، فقال رجل: یا رسول الله! هل کانت لیونس خاصة ام للمومنین عامة؟ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الا تسمع قول الله عزوجل: ونجیناه من الغم وکذلك ننجی المومنین ۔

کیا میں تمہیں وہ اسم اعظم نہ بتادوں جس کے ذریعہ دعائیں قبول ہوں، اور مرادیں پوری ہوں؟ وہ دعا جو حضرت یونس

علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تین اندھیریوں میں کی، یعنی، لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین، ایک صاحب بولے: یارسول اللہ! کیا یہ حضرت یونس علیہ السلام کے لیے خاص تھی یا تمام مومنین کے لیے عام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ فرمان نہ سنا؟ اور ہم نے یونس کو غم اور پریشانی سے نجات دی اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات عطا فرماتے ہیں۔ تو اس آیت سے تمام مومنین کے لیے بشارت ثابت ہوئی۔ (الجامع للترمذی باب ماجاء فی الدعوات ۲/ ۱۸۸، السنن لابن ماجہ باب اسم اللہ الاعظم ۲/ ۲۸۲، المسند لاحمد بن حنبل ۶/ ۲۶۱، المستدرک للحاکم ۱/ ۶۸۵)

☆ عن بریدة رضی اللہ عنہ قال: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلا یقول: اللھم! انی اسئلك فانك احد صمد، لم یلد ولم یولد، ولم یکن له کفوا احد، فقال: لقد سئال اللہ باسمه الاعظم الاکبر الذی اذا دعی به اجاب، واذا سئل به اعطی.

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا۔ اللھم انی اسئلك انك احد صمد، لم یلد ولم یولد ۔ ولم یکن له کفوا احد ۔ تو آپ نے فرمایا: اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم واکبر کے ساتھ دعا کی کہ جب بھی اس کے ساتھ دعا کرے قبول ہو اور جب مانگے عطا ہو۔

(الجامع للترمذی، باب ماجاء فی جامع الدعوات، ۲/ ۱۸۵، باب الدعا ۱/ ۲۰۹، السنن لابن ماجہ، باب اسم اللہ الاعظم، ۲/ ۲۸۲، المسند لاحمد بن حنبل، ۴/ ۳۳۸، المستدرک للحاکم، ۱/ ۶۸۳)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل المدعا کے ص ۶۱ پہ اس حدیث کے بارے میں امام ابوالحسن علی مقدسی، امام عبدالعظیم منذری اور امام ابن حجر عسقلانی وغیرہم علیہم الرحمۃ کے حوالے سے فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں کوئی طعن نہیں اور اسم اعظم کے بارے میں یہ سب احادیث سے جید وصحیح تر ہے۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللہ عنه قال: سمع النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم رجلا یقول: اللھم! انی اسئلك بان لك الحمد، لا الٰه الا انت وحدك لا شریك لك، المنان بدیع السموات والارض ذو الجلال والاکرام، فقال: لقد سال اللہ باسمه الاعظم الذی اذا سئل به اعطی، واذادعی به اجاب .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو اس طرح دعا کرتے سنا: اللھم! انی اسئلك بان لك الحمد، لا الٰه الا انت وحدك لا شریك لك ۔ المنان بدیع السموات والارض ذو الجلال والاکرام ۔ تو ارشاد فرمایا: اس نے اس اسم اعظم کے ذریعہ سوال کیا ہے کہ جب اس کے ذریعہ سوال ہو تو مراد پوری ہوتی ہے اور جب دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔ (السنن لابی داؤد، باب الدعاء، ۱/ ۲۱۰، السنن لابن ماجہ، باب اسم اللہ الاعظم، ۲/ ۲۸۳، المسند لاحمد بن حنبل، ۵/ ۳۴۹، مجمع الزوائد للھیثمی، ۱۰/ ۱۵۶، المستدرک للحاکم، ۱/ ۵۰۴، تاریخ بغداد

للخطیب، ۸/۴۴۳، تاریخ جریان للسهمی، ۱۴۵)

اللہ نبی سے ناطہ جوڑیں ہم جنت میں قیام کریں
اللہ نبی پر ایماں ہو ایمان پر فرجام کریں
اللہ اور رسول کی باتیں جنت کو دو گام کریں
شرک کا امکاں ہی نہ رہے یوں توحید کو عام کریں
اللہ نبی سے کر کے عشق اعلیٰ ہم انجام کریں
مانیں دیں کے شعائر کو رب کے قبول احکام کریں
حکم الٰہی کی تکمیل آقا اور غلام کریں
اعلائے حق کا اعلان ہم چڑھ کر پر بام کریں
اپنی جاں اور اپنا مال سب اللہ کے نام کریں
اللہ خوش ہو جائے ہم سے زرّیں ہم اقدام کریں

اسم اعظم انہی اسماء میں ہے

☆ عن ام المومنين عائشه الصديقة رضى الله عنها قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: اللهم! انى اسئلك باسمك الطاهر الطيب المبارك الاحب اليك الذى اذا دعيت به اجبت، واذا سئلت به اعطيت، واذا استرحمت به رحمت، واذا استفرجت به فرجت، قالت: وقال: ذات يوم، يا عائشة! هل علمت ان الله قد دلنى على الاسم الذى اذا دعى به اجاب، قالت: فقلت: يا رسول الله! بابى انت وامى فعلمنيه، قال: انه لا ينبغى لك يا عائشة! قالت: فنحيت وجلست ساعة، ثم قمت فقبلت راسه ثم قلت: يا رسول الله! علمنيه قال: انه لا ينبغى لك يا عائشة! ان اعلمك انه لا ينبغى لك ان تسألين به شيئا من الدنيا، قالت فتوضأت ثم صليت ركعتين ثم قلت: اللهم! انى ادعوك الله، وادعوك الرحمن، وادعوك البر الرحيم وادعوك باسمائك الحسنى كلها ما علمت منها وما لم اعلم ان تغفرلى وترحمنى، قالت: فاستضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال: انه لفى الاسماء التى دعوت بها .

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا: یعنی اس طرح دعا کی۔ اللهم انى اسئلك با سمك الطاهر الطيب المبارك الاحب الذى اذا دعيت به اجبت ، واذا سئلت به اعطيت، واذا استرحمت به رحمت ، واذا استفرجت به فرجت، ام المومنین فرماتی ہیں: حضور سید عالم ﷺ نے ایک دن ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تم جانتی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا وہ اسم اعظم سکھایا

ہے کہ جب اس کے ذریعہ سوال ودعا کی جائے تو قبول ہو۔ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے وہ اسم سکھا دیں۔ فرمایا: اے عائشہ وہ تمہیں بتانے کا نہیں۔ فرماتی ہیں: یہ سن کر میں ایک دم علیحدہ ہوگئی اور کچھ دیر خاموش رہی، پھر میں کھڑی ہوئی اور میں نے حضور ﷺ کے سر مبارک کو بوسہ دیکر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے سکھا دیجئے۔ فرمایا: وہ تمہیں بتانے کا نہیں۔ اگر میں تمہیں سکھا بھی دوں تو تم کو یہ جائز نہیں کہ تم اس کے ذریعہ محض دنیا کی چیز مانگو۔ فرماتی ہیں۔ پھر میں نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد یوں دعا کی۔ اللھم انی ادعوك الله وادعوك الرحمن، وادعوك البر الرحیم، وادعوك باسمائك الحسنی کلھاما علمت منھا ومالم اعلم ان تغفرلی وترحمنی ۔

ام المومنین فرماتی ہیں کہ میری دعا کو سن کر حضور مسکرائے اور فرمایا: وہ اسم اعظم انہیں اسماء میں ہے۔ (السنن لا بن ماجه، باب اسم الله الاعظم، ۲/۲۸۳، الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۹۴)

☆ عن اسماء بنت یزید رضی الله عنها قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اسم الله الاعظم فی هاتین الآیتین والهکم اله واحد، لا اله الا هو الرحمن الرحیم ۔ الم، الله لا اله الا هو الحی القیوم ۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ والھکم اله واحد، لا اله الا هو الرحمن الرحیم اور الم الله لا اله هو الحی القیوم ۔ (السنن لابی داؤد، باب الدعا ۱/۲۱۰ – الجامع للترمذی، باب ما جاء فی جامع الدعوات، ۲/۱۸۶ – السنن لابن ماجه، باب اسم الله الاعظم، ۲/۲۸۲ – الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۶۸ – الدرالمنثور للسیوطی، ۱/۲۱۳ – الترغیب والترهیب للمنذری، ۲/۴۸۶ – الامالی للمنذری، ۱/۱۱۳)

تین اشخاص کی دعا قبول نہیں

عن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ثلثة یدعون الله فلا یستجاب لهم، رجل کانت تحته امراة سیئة فلم یطلقها، ورجل کان له مال فلم یشهد علیه، ورجل اتی سفیها ماله، وقد قال الله عزوجل "و لا تؤتو السفهاء اموالکم ۔"

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اوران کی دعا قبول نہیں ہوتی ایک وہ جس کے نکاح میں کوئی بدخلق عورت ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے۔ دوسرا وہ جس کا کسی پر مالی حق تھا اور اس کے گواہ نہ کرلے، تیسرا وہ جس نے سفیہ بے عقل کو مال سپرد کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سفیہ کو اپنا مال نہ دو۔ (المستدرك للحاکم، ۲/۳۳۱ – الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۲۱۶ – کنز العمال للمتقی، ۴۳۸۲۵، ۱۶/۳۵ – السنن الکبری للبیهقی، ۱۰/۱۴۶)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اس حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

اقول: وباللہ التوفیق: ظاہراس سے مراد یہ ہے کہ اس خاص بارے میں ان کی دعا نہ سنی جائے گی نہ یہ کہ جو ایسا کرے مطلقا اس کی کوئی دعا کسی امر میں قبول نہ ہو اور ان امور میں عدم قبول کا سبب ظاہر کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں کئے ہیں۔

عورت کی نسبت صحیح حدیث سے ثابت کہ ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے، اس کی کجی ہرگز نہ جائے گی، سیدھا کرنا چاہو تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا ٹوٹنا یہ ہے کہ طلاق دے دی جائے۔ پس یا تو آدمی اس کی کجی پر صبر کرے یا طلاق دے دے کہ نہ طلاق دیتا ہے، اور نہ صبر کرتا ہے بلکہ بددعا دیتا ہے تو قابل قبول نہیں۔

یونہی جب گواہ نہ کئے خود اپنا مال مہلکہ میں ڈالا اور سفیہ کو دینا بربادی کے لیے پیش کرنا ہے۔ پھر دانستہ مواقع مضرت میں پڑ کر یہ خلاصی مانگنا حماقت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خویشتن کردہ را علاجے نیست۔ فقیر کے خیال میں ظاہر امعنی حدیث یہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم فقیر نے اس تحریر کے چند روز بعد الاشباہ والنظائر میں دیکھا، کہ فوائد شتی میں محیط کی کتاب الحجر سے یہ تین شخص نقل کئے کہ ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

علامہ حموی نے غمز العیون والبصائر میں احکام القرآن امام ابوبکر جصاص سے نقل کیا: کہ ضحاک نے اپنے دین پر گواہ نہ کرنے والے کی نسبت کہا: **ان ذهب حقه لم يؤجر، وان دعا عليه لم يجب، لا نه ترك حق الله تعالىٰ وامره۔**

یعنی اگر اس کا حق مارا گیا تو کچھ اجر نہ پائے گا اور اگر مدیون پر بددعا کرے تو قبول نہ ہوگی کہ اس نے اللہ عزوجل کا حق چھوڑا اور اس کے امر کا خلاف کیا۔ یعنی قولہ تعالیٰ **واشهدوا اذا تبايعتم** اور خرید و فروخت پر گواہ بنالو۔ یہ تعلیم بحمدہ تعالیٰ اس معنی کی موید ہے جو فقیر نے سمجھے یعنی ان کی دعا قبول نہ ہونا خاص اسی بارے میں ہے۔

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا　　تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت تدبیر　　لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

فضائل دعا احادیث کی روشنی میں

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

ان الله تعالىٰ يقول انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا دعاني

بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے۔ (الصحیح لمسلم باب فضل الذکر والدعا ۲/۳۴۳، الجامع الصحیح للبخاری، باب ویحذرکم اللہ نفسہ۔ ۲/۱۱۰۱)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں ”اللہ تعالیٰ کا علم وقدرت سے ساتھ ہونا تو ہر شی کے لیے ہے یہ خاص معیت کرم ورحمت ہے جو دعا کرنے والے کو ملتی ہے، اس سے زیادہ کیا دولت ونعمت ہوگی کہ بندہ اپنے مولیٰ کی معیت سے مشرف ہو۔ ہزار حاجت روائیاں اس پر نثار اور لاکھ مقصد ومراد اس کے تصدق“ (ذیل المدعا ص ۵)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لیس شیء اکرم علی اللہ من الدعا (الجامع للترمذی باب فی فضل الدعاء، ۱۷۳/۲)

اللہ کی نزدیک کوئی بھی چیز دعا سے زیادہ برگزیدہ نہیں ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا تعجزوا فی الدعاء، فانہ لن یھلك مع الدعاء احد۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا میں فرمایا: دعا میں کسل وکمی نہ کرو کیوں کہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہ ہوگا۔ (المستدرک للحاکم ۱/۴۹۴)

☆ عن محمد بن مسلمۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان لربکم فی ایام دھر کم نفحات فتعر ضوالھا، لعل ان یصیبکم نفحۃ منھا فلا تشقون بعدھا ابدا ۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطاؤ بخشش وتجلی وکرم وجود کے ہیں تو انہیں پانے کی تدبیر کرو، شاید ان میں سے کوئی وقت تمہیں مل جائے تو پھر بھی بدبختی تمہارے پاس نہ آئے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۹/۲۳۴، کنزالعمال ۲۱۳۲۴، ۷/۷۶۹)

جو اس کے فرمان سے نکل کر رہِ بغاوت پہ گامزن ہیں ۔۔۔ وہ مثل گو سالہ پرستان ہلاک جادوئے سامری ہیں
رہِ خدا میں جو مٹ گئے وہ شہید ہیں ماورا فنا سے ۔۔۔ حیات جاوید ہے انہی کی زندہ تا ابد وہی ہیں
کتابِ آخر کلامِ ربی یعنی وہ نسخہ ہدایت ۔۔۔ بیاں ہوئے اس میں جو فرامیں وہ سربہ سرحق وراستی ہیں
خاتم الانبیاء ہے حق نے اپنے محبوب کو بنایا ۔۔۔ سوادِ اعظم کا ہے عقیدہ کہ آپ ہی آخری نبی ہیں
خدا کا فرماں کہ مقصدِ تخلیق ہے سر بہ سر عبادت ۔۔۔ پیدا کیے جس کی خاطر اس نے ملائکہ جن وآدمی ہیں
ہے ننھے سے کیڑے سے ڈائینوسار تک کا وہ رازق ۔۔۔ وہ سب کا پالنہار، روزی اس سے ہی پاتے سبھی ہیں
خدایا! ہم کو بچائے رکھنا غضب سے اپنے زراہِ احساں ۔۔۔ شمار اپنا ہو ان میں نیرؔ جن پہ انعامِ ایزدی ہیں

دعا کیا ہے؟

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : تدعون اللہ تعالیٰ فی لیلکم ونھارکم فان الدعاء سلاح المؤمن ۔

(المستدرك للحاکم ۱/۶۶۹، الجامع الصغیر للسیوطی ۲/۲۵۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو کیونکہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔

☆ عن امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الدعا سلاح المومن وعماد الدین ونور السموات والارض ۔ (ایضاً)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور زمین و آسمان کا نور ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الدعا مخ العبادۃ۔

(الجامع للترمذی باب ماجاء فی فضل الدعاء ۲/۱۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا مغزِ عبادت ہے۔

☆ عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ تعالیٰ یقول: یا ابن آدم انك ما دعوتنی ورجوتنی غفرت لك علی ما كان منك ولا ابالی۔

(ایضاً ابواب الدعوات، ۲/۱۹۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ابن آدم! تو جب تک مجھ سے دعا کرنے والا اور میرا امید وار رہے گا میں تیرے گناہ کیسے ہی ہوں (اور کتنے ہی ہوں) معاف فرماتا رہوں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

☆ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: علیكم عباد اللہ بالدعاء۔ (ایضاً)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! تم پر دعا کرنا لازم ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اكثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم۔ (المسند لاحمد بن حنبل ۵/۲۷۷، الجامع الصغیر للسیوطی، ۱/۸۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا کی کثرت کرو کہ دعا قضاءِ مبرم کو رد کرتی ہے۔

وہ خالق یکتا سب کا خدا — وہ سب کا حقیقی ہے داتا
پاتے ہیں اسی سے رزق سبھی — سبحان اللہ وبحمدہ
وہ رازق ومالک سب کا ہے — جو کچھ بھی ہے اس کا "سب" ہے
ہے جان کی ڈوری اس سے بندھی — سبحان اللہ وبحمدہ
سنتا ہے وہی ہر وقت دعاء — ہے اُس پہ کھلا ہر حال میرا
نزدیک مری شاہ رگ سے بھی — سبحان اللہ وبحمدہ
میری رگ رگ میں وہ جیسے لہو — پُر بادۂ "ہو" سے دل کا سبو
اک نشہ سا جاں پر طاری — سبحان اللہ وبحمدہ

ظلمت میں نور سویرا وہ کرتا ہی دور اندھیرا وہ
وہی دُور کرے مری بے بصری سبحان اللہ وبحمدہ
نیرؔ کا اُسی سے ہے ناطہ وہ بندۂ مسکیں ہے اُس کا
ہر آن ہے اس کی شان نئی سبحان اللہ وبحمدہ
(ضیاءنیرؔ)

برکاتِ دعا

عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا یرد القضاء الاالدعاء ۔ (الجامع للترمذی باب ما جاء لا یرد القضاء الا الدعاء ۲/۳۶)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تقدیر کسی چیز سے نہیں ٹلتی مگر دعا سے یعنی قضاء معلق۔

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنهما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد اللہ بالدعاء ۔

(ترمذی، ابواب الدعوات، ۲/۱۹۳، کنزل العمال ۳۱۵۶، ۲/۶۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بلا اتر چکی اور جو ابھی نہ اتری دعا سب سے نفع دیتی ہے تو دعا اختیار کرو، اے خدا کے بندو!۔

☆ عن ام المومن عائشة الصدیقه رضی اللہ عنها قالت : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان البلاء لینزل فیتلقاہ الدعاء، فیعتلجان الی یوم القیامة ۔

(المستدرك للحاکم، ۱/۶۶۹، الدر المنثور للسیوطی، ۱/۱۹۵)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک بلا اترتی ہے پھر دعا اس سے جاملتی ہے تو دونوں کشتی لڑتی رہتی ہیں قیامت تک۔ یعنی دعا اس بلا کو اترنے نہیں دیتی۔

☆ عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من فتحت له ابواب الدعا فتحت له ابواب الرحمة ۔ (ترمذی، ۲/۱۹۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے لیے دعا کے دروازے کھلے اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے۔

☆ عن عباد بن الصامت رضی اللہ عنه قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من استغفر للمومنین والمومنات کتب اللہ له لکل مؤمن ومؤمنة حسنة ۔

(التاریخ الکبیر للبخاری، ۴/۲۱۹، کنز العمال ۲۵۶۷، ۱/۴۷۵)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو سب مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر مسلمان مرد و مسلمان عورت کے بدلے ایک نیکی لکھے گا۔

استغفار کی ضرورت وفضیلت

حضور ﷺ نے فرمایا: ہر شخص خطا کار ہے اور بہترین خطا کار وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

☆ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا: قسم ہے تیری عزت و جلال کی میں ہمیشہ بنی آدم کو گمراہ کرتا رہوں گا' جب تک ان کی ارواح ان کے اندر رہیں گی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے بھی اپنی عزت و جلال کی قسم! میں انہیں بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے۔ (مسند احمد)

☆ جو شخص استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادے گا۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

☆ کتاب الزہد میں حضرت لقمان سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اپنی زبان کو اللهم اغفرلي کا عادی بنالے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کچھ ایسی ساعتیں ہیں' جس میں وہ سائل کو محروم نہیں فرماتا۔ پس استغفار دن رات میں زیادہ سے زیادہ کرو۔

☆ حضور ﷺ مجلس میں تشریف فرما ہوتے' آپ کے صحابہ بھی حاضر ہوتے' بات چیت کا سلسلہ بھی جاری رہتا اور اس دوران آپ ﷺ ان کلمات سے استغفار کرتے رہتے۔ رب اغفرلي وتب علي انك انت التواب الرحيم (معارف الحدیث)

معاصی چھٹ گئے اور بڑھ گیا نیکی کا سرمایہ — مجھ عصیاں کار کے لب پر درودِ پاک جب آیا
خدا کی رحمتیں برکھا کی صورت ہو گئیں نازل — رُخِ بندۂ عاصی پر بھی ایمان کا نکھار آیا
اُسی کے فضل سے بگڑے ہوئے سب کام بنتے ہیں — کرم اُس ذات باری کا گنہگاروں کے کام آیا
وہی داتا عطا کرتا ہے سب کو رزق بے پایاں — اُسی ذاتِ کریمی سے ہی پایا جس نے جو پایا
ترنم ریز اس کے ذکر میں مشغول ہیں سارے — سحر دم طائروں نے حمد کے نغمات کو گایا
خدا سے دوری و مجبوری ہے وجہ پریشانی — بہت اس دوری ومجبوری نے ہے دل کو تڑپایا
تڑپ کرتی ہے پیدا بندۂ مومن میں یاد اُس کی — اُسی کے ذکر نے ہی اُس کی جان ودل کو گرمایا
اسی اُمید پر نیّر کٹے جاتے ہیں روز وشب — قضا طیبہ میں آئے گر وہاں مجھ کو خدا لایا!

(ضیاء نیّر)

مستغفرین کی برکت سے مخلوق کو روزی ملتی ہے

☆ عن ابي الدرداء رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من استغفر للمومنين والمومنات كل يوم سبعا عشرين مرة كان من الذين يستجاب لهم ويرزق بهم اهل الارض. (الجامع الصغير للسيوطي ۲/۵۱۳)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ہر روز مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کے

لیے ستائیس بار استغفار کرے وہ ان لوگوں میں ہوگا جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور جن کی برکت سے خلق کو روزی ملتی ہے۔

☆ عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من استغفر للمؤمنین والمؤمنات استغفر کل مولود من بنی آدم حتّٰی مات ۔ (جامع الاحادیث ج ۴ ص ۲۷۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو تمام مسلمان مرد اور عورتوں کے لیے استغفار کرے بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں سب اس کے لیے استغفار کریں یہاں تک کہ وفات پائے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:
فقیر نے اس بارے میں اس لیے بکثرت احادیث نقل کیں کہ مسلمانوں کو رغبت ہو، بعض طبائع دعا میں بخل کرتی ہیں اور نہیں جانتیں کہ یہ خود ان کا ہی نقصان ہے۔ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی دعائے خیر میں ملائکہ آسمان مشغول ہیں۔ ویستغفرون لمن فی الارض (القرآن) اور ملائکہ اہل زمین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (ذیل المدعا ۲۸)

☆ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا دعا الغائب لغائب قال لہ الملک ولک مثل ذلک ۔ (الجامع الصغیر للسیوطی ۱/۴۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: اور تیرے لیے بھی اسی کے مثل بھلائی ہے۔

☆ عن ہلال بن یساف رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اذا دعا لعبد بدعوۃ فلم یستجب لہ کتبت لہ حسنۃ ۔ (ایضاً)

حضرت ہلال بن یسارف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی بندہ کی دعا قبول نہ ہو تو اسے ثواب ضرور ملتا ہے۔

کسے حاصل ہوا ادراک خالق کی حقیقت کا
کرے آغاز حرفِ ''کُن'' سے جو ہر ایک خلقت کا
جبین سجدہ جھکتی ہے بس اِک معبود کے آگے
وہی معبود جو حقدار ٹھہرا ہے عبادت کا
خدا اور پیغمبر ﷺ کی اطاعت ہم پر لازم ہے
یہی ہے حکم قرآں کا، یہی فرمان سنت کا
فلاحِ دنیا و عقبیٰ کا ضامن دینِ پیغمبر ﷺ
قیام امن عالم راستہ ہے دین فطرت کا
خدا کی ذات کا عرفاں اِسی زینے سے ملتا ہے
بلاشبہ یہ قرآن ہی ہے زینہ علم و حکمت کا
ہم اُس کے نام سے ہر کام کا آغاز کرتے ہیں
ہے جس کی باء بسم اللہ سے وارد خیر و برکت کا
ہے نیّر بے نشاں ہو کر بھی ہر جانب نشاں اُس کے
ہوا بے صورتی سے جلوہ پیدا اُس کی صورت کا
(ضیاء نیّر)

دعا قضائے معلق شبیہ بہ مبرم کو ٹال دیتی ہے

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الدعاء یرد القضاء، وان البر یزید فی الرزق، وان العبد لیحرم الرزق بذنب یصیبہ ۔

(کنز العمال ۲/۶۲، ۳۱۱۸، الجامع الصغیر للسیوطی ۲/۲۵۹)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا قضا کو ٹال دیتی ہے، اور بیشک نیکی رزق کشادہ کرتی ہے، اور بندہ کسی گناہ کے سبب رزق سے محروم ہوتا ہے۔

☆ عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : الدعا جند من اجناد اللہ تعالیٰ مجند یرد القضاء بعد ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے کہ قضاء مبرم کو بھی ٹال دیتی ہے۔ (کنز العمال ۳۱۱۹، ۲/۶۳، تاریخ دمشق لابن عساکر ۶/۲۴۱)

اعلیٰ حضرت اور صدر شریعت علیہما الرحمۃ

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت اس مقام پہ لکھتے ہیں:

تحقیق اس مقام پر یہ ہے کہ قضائے معلق دو قسم ہے معلق محض جس کی تعلیق کا ذکر لوح محو و اثبات یا صحف ملائکہ میں بھی ہے، عام اولیاء جن کے علوم اس سے متجاوز نہیں ہوتے ۔ایسی قضاء کے دفع پر دعا کی ہمت فرماتے ہیں کہ انہیں بوجہ ذکر تعلیق اس کا قابل دفع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

دوسری معلق شبیہ بالمبرم کہ علم الٰہی میں تو معلوم ہے مگر لوح محو و اثبات و دفاتر ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں، وہ ان ملائکہ اور عام اولیاء کے علم میں مبرم ہوتی ہے۔ مگر خواص عباد اللہ جنہیں امتیاز خاص ہے بالہام ربانی بلکہ برویت مقام ارفع حضرت مخدع اس کی تعلیق باطنی پر مطلع ہوتے ہیں اور اس کے دفع میں دعا کا اذن پاتے ہیں اور یہ عام مومنین جنہیں الواح و صحائف پر اطلاع نہیں حسب عادت دعا کرتے ہیں اور وہ بوجہ اس تعلیق کے جو علم الٰہی میں تھی مندفع ہو جاتی ہے، یہ وہ قضائے مبرم ہے جو صلاح ردہے اور اسی کی نسبت حضور غوثیت کا ارشاد امجد، ولہٰذا فرماتے ہیں: تمام اولیاء مقام قدر پر پہنچ کر رک جاتے ہیں سوا میرے کہ جب میں وہاں پہنچا تو میرے لیے اس میں ایک روزن کھولا گیا جس میں داخل ہو کر نزعت اقدار الحق بالحق للحق تقدیرات حق سے حق کے ساتھ حق کے لیے منازعت کی۔ مرد وہ ہے جو متارعت کرے نہ وہ کہ تسلیم۔ (ذیل المدعا ص ۱۲۷)

یہاں تیسری قسم بھی ہے۔جس کی صراحت صدر الشریعہ نے یوں فرمائی ہے۔

تیسری مبرم حقیقی کہ علم الٰہی میں کسی شیء میں معلق نہیں، اس کی تبدیلی ناممکن ہے، اکابر محبوبان خدا اگر اتفاقا اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرمادیا جاتا ہے۔ (بہار شریعت اول)

نظیر اس کی احکام ظاہریہ شرعیہ ہیں۔ وہ بھی تین طرح آتے ہیں۔ ایک معلق ظاہر التعلیق کہ حکم کے ساتھ ہی بیان فرمادیا کہ

ہمیشہ کو نہیں ایک مدت خاص کے لیے ہے۔

کقولہ تعالیٰ: حتی یتوفھن الموت اویجعل اللہ لھن سبیلا ۔

دوسرے وہ کہ علم الٰہی میں تو ان کے لیے ایک مدت ہے مگر بیان نہ فرمائی گئی، جب وہ مدت ختم کو ہوئی اور دوسرا حکم آتا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حکم اول بدل گیا حالانکہ ہرگز نہ بدلا۔ لا تبدیل لکلمات اللہ' بلکہ اس کی مدت یہیں تک تھی گو ہمیں خبر نہ تھی والہٰذا ہمارے علماء فرماتے ہیں: نسخ تبدیل حکم نہیں بلکہ بیان مدت کا نام ہے۔

تیسرے وہ کہ علم الٰہی میں ہمیشہ کے لیے ہیں۔ جیسے نماز کی فرضیت زنا کی حرمت، یہ اصلا اصلاح نسخ نہیں۔ وہ قضائیں بھی بصورت امر ہوتی ہیں۔ مثلاً فلاں وقت فلاں کی روح قبض کرو، فلاں روز فلاں کو یہ دو، یہ چھین لو، نہ بصیغہ خبر کہ خبر الٰہی میں تخلف محال بالذات ہے وتمت کلمۃ ربک صدقاو عدلا، لا مبدل لکلماتہ ، وھو السمیع العلیم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ذیل المدعا ص ۱۲۹)

مشک ختن میں لعل وگہر میں توہی تو
کوہ ودمن میں بحر وبر میں تو ہی تو

گردش وقت کی ڈور ہے ترے ہاتھ میں
شام وسحر میں شمس وقمر میں تو ہی تو

تیرے ہی انوار سے روشن قلب ونظر
جلوہ فروزاں دیدۂ تر میں تو ہی تو

تیری سخاوت کے محتاج ہیں حرف وقلم
اہلِ ہنر کے طرزِ ہنر میں تو ہی تو

''کن فیکون'' ہے تیرے قبضہ قدرت میں
ہر ہونی انہونی خبر میں تو ہی تو

لالہ وگل میں تیرا ہی عکس حسن وجمال
گلشن گلشن برگ و ثمر میں تو ہی تو

تو نے ہی خورشید کو عزت وشہرت دی
اس کے اوجِ کمال ہنر میں تو ہی تو

(خورشید بیگ میلسوی)

دعا نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتا ہے

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :من لم یسال اللہ یغضب علیہ ۔ (السنن لابن ماجہ باب فضل الدعا ۲/ ۲۸۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے گا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :ان اللہ تعالیٰ یقول: من لا یدعو نی اغضب علیہ ۔ (کنز العمال للمتقی ۳۱۲۷، ۲/ ۶۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے: جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اس پر غضب فرماؤں گا۔

یا رب ز کرم بہ بخش تقصیر مرا — مقبول بکن نالہ شبگیر مرا
پیری و گناہ ماجرائت عجیب — لطف تو کند چارۂ تدبیر مرا

مشہور محدث علامہ نووی، ابن جماعۃ، ابن عساکر اور سہیلی و دیگر جلیل القدر علماء اسلام نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل سات اشعار کو اپنی دعا میں عاجزی اور محتاجی کے ساتھ پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرماتا ہے یہ بات علماء کرام کی مصدقہ و مجربہ ہے۔

يَا مَنْ يَّرٰى مَا فِي الضَّمِيْرِ وَيَسْمَعُ — اَنْتَ الْمُعِدُّ لِكُلِّ مَا يُتَوَقَّعُ
يَا مَنْ يُّرَجّٰى لِلشَّدَائِدِ كُلِّهَا — يَا مَنْ اِلَيْهِ الْمُشْتَكٰى وَالْمَفْزَعُ
يَا مَنْ خَزَائِنُ رِزْقِهٖ فِيْ قَوْلِ كُنْ — اُمْنُنْ فَاِنَّ الْخَيْرَ عِنْدَكَ اَجْمَعُ
مَالِيْ سِوٰى فَقْرِيْ اِلَيْكَ وَسِيْلَةٌ — فَبِالْاِفْتِقَارِ اِلَيْكَ فَقْرِيْ اَدْفَعُ
مَالِيْ سِوٰى قَرْعِيْ لِبَابِكَ حِيْلَةٌ — فَلَئِنْ رُدِدْتُّ فَاَيَّ بَابٍ اَقْرَعُ
وَمَنِ الَّذِيْ اَدْعُوْ وَاَهْتِفُ بِاِسْمِهٖ — اِنْ كَانَ فَضْلُكَ عَنْ فَقِيْرِكَ يُمْنَعُ
حَاشَا لِجُوْدِكَ اَنْ تُقَنِّطَ عَاصِيًا — اَلْفَضْلُ اَجْزَلُ وَالْمَوَاهِبُ اَوْسَعُ

(البدایہ والنہایہ ۳۱۸ ج ۱۲ و فیض القدیر شرح جامع الصغیر ص ۵۴۲ ج ۳)

شاہا ز کرم برمن درویش نگر — برحال من خستہ ودل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشائش تو — برمن منگر بر کرم خویش نگر

حضور ﷺ کی دعا کی برکت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا بیٹا ہے یہ آپ کا خادم ہے لہٰذا اس کے لیے دعا فرمادیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اللھم اکثر مالہ وولدہ وبارک لہ فیما اعطیتہ (ترمذی جلد دوم ص ۷۵۱، مشکوٰۃ شریف)

''یا اللہ جل جلالک اس کے مال میں برکت عطا کر، اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تو نے اس کو عطا فرمایا ہے اس میں برکت دے۔''

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں — دنیا تیری گلی میں عقبیٰ تیری گلی میں
سورج تجلیوں کا ہر دم چمک رہا ہے — دیکھا نہیں کسی دن سایہ تیری گلی میں
دیوانہ کر دیا ہے دیوانہ ہو گیا ہوں — دیکھا ہے میں نے ایسا جلوہ تیری گلی میں

ایک روایت میں یوں ہے یا اللہ جل جلالک اس کی عمر زیادہ کر اور اسے جنت میں میرا رفیق بنا تو یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ سیدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ کے باغ میں سال میں دو بار پھل لگتا اور اولاد میں ایسی برکت ہوئی کہ آپ کے ایک سو اٹھائیس بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اور پوتے اور پوتیاں تو بہت زیادہ تھے۔ آپ نے ننانوے سال عمر پائی۔ یہ سب برکتیں آمنہ کے لال پیکرِ حسن و جمال ﷺ کی دعا سے ہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ)

دنیا کو راہبر نہ کوئی ان سا مل سکا — منزل سے با خبر کوئی ان سا نہ مل سکا
گو بے شمار آئے نگاہوں کے سامنے — زخموں کا چارہ گر کوئی ان سا نہ مل سکا
تصویر خلق، پیکر رحمت، مثال انس — کونین میں بشر کوئی ان سا نہ مل سکا
میں کیوں کسی بھی غیر کی الفت کا دم بھروں — مجھ کو تو عمر بھر کوئی ان سا نہ مل سکا
آنکھیں بھریں تلاش میں از شرق تا غرب — دنیا میں دیدہ ور کوئی ان سا نہ مل سکا
اہل جہاں نے لاکھ کیا ہر طرف تلاش — آفاق میں مگر کوئی ان سا نہ مل سکا
بزمی! وہ ہر نظر میں ہیں وجہ صد افتخار — صاحب دل ونظر کوئی ان سا نہ مل سکا

(خالد بزمی)

صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

حضرت ابوقر صافہ صحابی رسول ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں میرے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ میں یتیم لڑکا تھا میں اپنی والدہ اور خالہ کی زیر کفالت تھا تاہم میرا زیادہ میلان خالہ کی طرف تھا میں اپنی چھوٹی چھوٹی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ اکثر مجھے کہتی پیارے بیٹے! اس آدمی یعنی نبی کریم ﷺ کے قریب نہ بھٹکنا وہ تمہیں راہ سے ہٹا دے گا اور گمراہ بنا دے گا تو میں گھر سے نکلتا چراگاہ میں جاتا بکریاں وہیں چھوڑتا اور آقا دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتا۔ آپ کے پاس بیٹھتا آپ کی باتیں سنتا رہتا اور رات کو کمزور اور خشک تھنوں والی بکریاں لے کر گھر واپس ہو جاتا۔ ایک دن میری خالہ نے مجھ سے اس بارے میں پوچھا تو میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر اگلے دن میں حضور ﷺ کے ہاں جا پہنچا۔ آپ کے معمولات پہلے ہی دن جیسے تھے البتہ آپ یہ فرما رہے تھے۔ اے لوگو! ہجرت کرو اور اسلام کو مضبوطی سے تھام لو کیونکہ جب تک جہاد ہوتا رہے گا ہجرت ختم نہیں ہوگی۔ پھر میں بکریاں لے کر گھر آ گیا اور تیسرے دن پھر آپ کے پاس جا بیٹھا وہاں بیٹھا رہا اور تب اٹھا جب اسلام لا چکا اور آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر چکا۔ پھر میں نے آپ سے اپنی خالہ کے معاملے اور بکریوں کے متعلق عرض کیا آپ نے مجھے فرمایا بکریاں میرے پاس لاؤ میں لے آیا آپ نے ان کی پشتوں اور تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی تو وہ چربی اور دودھ سے بھر گئے۔

جب میں اپنی خالہ کے پاس بکریاں لایا تو وہ کہنے لگیں میرے پیارے بیٹے بکریاں ایسے ہی چرایا کرو۔ میں نے کہا اے خالہ! میں نے آج بھی پہلے ہی کی طرح بکریاں چرائی ہیں مگر میں تمہیں اپنا قصہ بتلاتا ہوں پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے اور آپ کی سیرت وکلام کے متعلق آگاہ کر دیا تو میری والدہ اور خالہ کہنے لگیں ہمیں بھی آپ کے پاس لے چلو تو میں اپنی والدہ اور خالہ کو لے چلا۔ انھوں نے وہاں پہنچ کر اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی۔ (دلائل النبوۃ ۲۰۱)

مٹھے مٹھے سوہنے تیرے بول کملی والیا — کج لیندے عاصیاں دے پول کملی والیا
ٹھنڈیاں ہواواں نے مدینے وچوں چلیاں — زلفاں نوں دتا جدوں کھول کملی والیا
ترے ای سہارے مینوں جگ تے سنبھالیا — نہیں تے خورے جاناں سی میں ڈول کملی والیا

تیریاں عطاواں دا تے میریاں خطاواں دا وجیا زمانے وچ ڈھول کملی والیا

میاں بیوی میں شدید محبت ہوگئی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نورِ مجسم محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ طیبہ کے بازار نبط میں سے گزرے، آپ کے ساتھ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی تھے ایک عورت سامنے سے آ گئی اور عرض کرنے لگی، یارسول اللہ ﷺ میں اپنے گھر میں اپنے شوہر کے ساتھ ایک بیوی کی طرح رہتی ہوں اور میں ایک مسلمان عورت ہوں اور وہی کچھ چاہتی ہوں جو ایک مسلمان عورت چاہتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس بلاؤ تو وہ اسے لے آئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ تیری بیوی کیا کہتی ہے؟ اس آدمی نے نبی پاک ﷺ سے عرض کی اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ابھی تک اس عورت سے جماع کرنے کے سبب غسل کا پانی میرے سر سے سوکھا نہیں۔ نبی پاک ﷺ نے عورت سے فرمایا تم اس سے نفرت کرتی ہو؟ کہنے لگی ہاں اس رب کی قسم جس نے آپ کو نبوت سے سرفراز کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں اپنے آپ کو میرے قریب کرو تو انھوں نے اپنی پیشانیاں آپ کے (پیشانی) کے قریب کر دیں نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

اللھم الف بینھما وحبب احدھما الی الاخر

''اے اللہ! ان کے درمیان محبت پیدا فرما اور ان دونوں کو ایک دوسرے کا متوالہ کر دے۔''

پھر چند دن کے بعد نبی ﷺ کا ان پر گزر ہوا وہ مرد چمار تھا آپ نے دیکھا کہ اس کی عورت اپنی گردن پر چمڑہ اٹھائے شوہر کے پاس لا رہی تھی۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے عمر بن خطاب! کیا یہ وہی عورت نہیں جو چند روز قبل ہم سے یہ کچھ کہہ رہی تھی تو عورت کے کان میں آپ کی آواز مبارک پڑ گئی اس نے چمڑہ وہیں پھینکا اور دوڑ کر نبی پاک ﷺ کے قدم چوم لیے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا تمہارا اور تمہارے شوہر کا کیا حال ہے؟ کہنے لگی اس رب کی قسم جس نے آپ کو عزت عطا فرمائی دنیا میں کوئی بھی مجھے اس سے زیادہ محبوب نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اشھد انی رسول اللہ۔ اے عمر! گواہ ہو جا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ وانا اشھدانک رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (دلائل النبوۃ، ۴۰۸)

اس رہبرِ اعظم سے جو منقول نہ ہوگا وہ ضابطہ ہرگز کبھی معقول نہ ہوگا
وہ روس کا دستور ہو یا چین کا آئین اس پاک وطن میں کبھی مقبول نہ ہوگا
ملتا ہے مدینے سے جو پیغامِ محبت وہ اور کسی سمت سے موصول نہ ہوگا
اغیار کے حق میں بھی وہ الطاف و کرم ہیں ہرگز یہ کسی اور کا معمول نہ ہوگا
پیغمبرِ اسلام کی سیرتؐ کے علاوہ جو کچھ ہو اسلام پہ محمول نہ ہوگا
جو ختمِ نبوت کے عقیدے کو نہ مانے اس شخص سے بڑھ کر کوئی مجہول نہ ہوگا
جس دل میں محمد کی محبت رہے بڑھتی! وہ حرص و ہوس میں کبھی مشغول نہ ہوگا

آسیب زدہ شفایاب ہو گیا

حضرت اُمِ جندب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں میں نے آقائے دوعالم فخر بنی آدم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پیچھے بنوخشعم کی ایک عورت اپنا بچہ لیے چلی آ رہی ہے وہ کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا بچہ ہے اور میرے اہل و عیال میں سے صرف یہی بچا ہے اسے آسیب ہے یہ کلام نہیں کرتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس کچھ پانی لاؤ، پانی لایا گیا، آپ نے اپنے ہاتھ مبارک دھوئے پھر پانی میں کلی فرمائی اور اسے وہ پانی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اسے یہ پلاؤ اور کچھ اس کے اوپر بہاؤ اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں۔ اُمِ جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں اس عورت کے پاس گئی اور میں نے کہا اس پانی میں سے کچھ مجھے بھی دے دو، وہ کہنے لگی یہ تو اس بیمار کے لیے ہے۔ کہتی ہیں پھر میں ایک سال بعد اس عورت سے ملی اور بچے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا اسے شفاء ہو گئی اور دوسرے لوگوں سے کہیں زیادہ دانا و عقل مند ہے۔ (دلائل النبوۃ ص ۴۱۱)

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا ۔۔۔ بڑھی شان سے جو دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اجابت کا جوڑا انابت کا سہرا ۔۔۔ دلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جلا ہوا ہاتھ درست ہو گیا

محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ اپنی والدہ اُمِ جمیل رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں تجھے (محمد بن حاطب کو) لے کر حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئی۔ جب میں مدینہ طیبہ سے ایک یا دو رات کے فاصلہ پر تھی۔ میں نے ایک جگہ تمہارے لیے کھانا پکانا شروع کیا لکڑیاں ختم ہو گئیں۔ میں لکڑیاں چننے نکل گئی تم نے ابلتی ہوئی ہنڈیا اٹھالی جو تمہاری کلائی پر اُلٹ گئی اور ہاتھ جھلس گیا۔ میں تمہیں لے کر مدینہ طیبہ پہنچی۔ تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ محمد بن حاطب ہے یہ پہلا بچہ ہے جس کا نام آپ کے نام پر رکھا گیا ہے آپ نے تیرے سر پر دست شفقت پھیرا، برکت کے لیے دعا فرمائی اور تیرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے ہاتھوں پر تھتکارنے لگے اور ساتھ یہ فرما رہے تھے۔

اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفآء الا شفاء ك شفاءً لا یغادر سقماً

''اے لوگوں کے رب! اس کی تکلیف دُور کر دے اور اسے شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری ہی طرف سے شفاء ہے، ایسی شفاء عطا کر کہ کوئی تکلیف باقی نہ رہے۔''

میری والدہ کہتی ہیں میں تجھے لے کر ابھی آپ کی مجلس سے اٹھی بھی نہ تھی کہ تیرے ہاتھ بالکل درست ہو چکے تھے۔

(دلائل النبوۃ ص ۴۱۳)

اگر دل میں محمد کی محبت کا جنون ہو گا ۔۔۔ یہ وہ جذبہ ہے جو پھر کم نہیں ہو گا، فزوں ہو گا
ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر جس کے شیدا ہیں ۔۔۔ ذرا سوچو تو اس اخلاص میں کیسا فسوں ہو گا
جسے تم ڈھونڈتے ہو لندن و پیرس میں جا جا کر ۔۔۔ فقد ارضِ مدینہ ہی میں حاصل وہ سکوں ہو گا
ہمارا پاسباں ختم نبوت کا عقیدہ ہے ۔۔۔ یہی ہر دور ظلمت میں اجالے کا ستوں ہو گا

مسلماں کے لیے ختم نبوت جزو ایماں ہے
منافق ہی یہاں نیچے دروں، نیچے بروں ہو گا
وہ مرزا قادیانی ہو کہ اس کا کوئی ثانی ہو
محمد مصطفیٰ کا ہر عدو خوار و زبوں ہوں گا
یہ ہر باطل نبوت کے مقدر کا نوشتہ ہے
کہ ہر باطل نبوت کا پھریرا سرنگوں ہو گا
یہاں ختم نبوت کا علم لہرائے گا ہر سو
وہ منظر کتنا دل کش زیر چرغ نیلگوں ہو گا
کبھی تو روضہ اقدس کو ان آنکھوں سے دیکھوں گا
کبھی تو کامراں میرا یہ بخت واژگوں ہو گا
محمد مصطفیٰ کا ہر عدو مٹ جائے گا بزمی!
کوئی مانے نہ مانے میں یہ کہتا ہوں کہ یوں ہو گا

جن کے لب پر رہا امتی امتی

جن کے لب پر رہا امتی امتی
یاد ان کی نہ بھولو نیازی کبھی
وہ کہیں اُمتی تو بھی کہہ یا نبی
میں ہوں حاضر تیری چاکری کے لئے

جب غزوۂ احد میں آپ ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! یہ دانت مبارک ہم کو عنایت کیجئے تاکہ اس کی برکت سے غضب الٰہی سے محفوظ رہیں۔ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا کہ یہ شکستہ دانت میری اُمت کے شکستہ دلوں کے لیے موجب بخشش ہے۔ روزِ محشر جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری امت نے میری نافرمانی کی ہے تب میں کہوں گا کہ یاالٰہی تیرے بندوں نے میرا دانت شہید کیا۔ میں نے انہیں معاف کیا اور تیری شانِ رحیمی و کریمی ہے تو بھی میرے امتیوں کے گناہ معاف کردے تو خالقِ کائنات معاف کردے گا۔ (البرہان ص۶۲ انی خصائص حبیب الرحمٰن، قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص۴۳)

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر بُروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سُن کر دعائیں دیں

ہمارے آقا ومولیٰ نبی اکرم ﷺ ساری ساری رات امت کی بخشش وآرام کی خاطر کھڑے رہتے، گریہ وزاری فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک متورم ہوجاتے (شمائل ترمذی)

حضرت عارف باللہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت کے لیے مسجد میں حاضر ہوئے وہاں آپ کو نہ دیکھا، تو بے تاب ہوکر شوقِ دیدار میں باہر نکلے۔ دریافت کیا، کسی نے پہاڑ کی طرف اشارہ کردیا فوراً پہاڑ کی طرف دوڑے وہاں جاکر ایک گلہ بان کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تو نے میرے آقا دوعالم ﷺ کو دیکھا ہے۔ چرواہے نے جواباً عرض کیا کہ:

گفت چوپاں مر مرا معلوم نیست
من نمی دانم محمد نام کیست

میں نہیں جانتا محمد رسول اللہ ﷺ کس کا نام ہے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچھ پتہ بھی ہے یہاں کوئی شخص نورانی چہرے والے .... واللیل کی پیاری زلفوں والے .... والفجر کی پیاری پیشانی والی .... یٰسین کے پیارے دانتوں والے .... الم نشرح کے پیارے سینے والے .... وما ینطق عن الھوٰی کی پیاری زبان والے .... والعصر کے

پیارے زمانہ والے..........لعمرک کی پیاری جان والے..........آمنہ کے لال کو..........عبداللہ کے دُرِیتیم کو ....اُمت کے غمخوار کو..........اُمت کی خاطر غاروں میں رونے والے کو تو نہیں دیکھا، تو چرواہے نے جواب دیا۔

ایں قدر دانم کہ اندر تیرہ غار زاری نالد کسے لیل ونہار

اتنا تو میں جانتا ہوں کہ اس اندھیری غار میں کوئی شخص گریہ وزاری کر رہا ہے اس کے رونے میں اتنا درد اور سوز ہے۔

جانور از نالۂ او خستہ اند وزچرا کردن دہن ہابستہ اند

میرے جانور اس کے رونے سے متاثر ہو رہے ہیں اور گھاس چرنا چھوڑے ہوئے نہایت خستگی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ وہ پیارے اور دلکش الفاظ کون سے ہیں جو رونے میں معلوم ہوتے ہیں، وہ کہتا ہے

می کند باگریۂ ہر ساعتی نالۂ یا امتی، یا امتی!

ہر گھڑی ہر وقت اس تاریک غار میں وہ اپنے رب کے کے سامنے رو رو کر اپنی امت کی بخشش کے لیے یا امتی یا امتی کہہ رہے ہیں۔

جس کو امت کا غم ہی ستاتا رہا اشک غاروں میں جا کر بہاتا رہا
جو مقدر ہمارے بناتا رہا اس کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ اس ظاہری حیات میں ہر وقت ہر مقام پر اپنے نام لیواؤں کی بخشش کو پیشِ نظر رکھا اور اپنے خالق و مالک ارحم الراحمین کی بارگاہ میں دعائیں کیں اور قیامت کے دن بھی تمام لوگ دیکھیں گے کہ ان پیارے پیارے لبوں کی جنبش ہی سب کی رہائی اور مصیبتوں سے نجات کا باعث بنے گی اور ہم گنہگاروں، سیہ کاروں کا حضور کی شفاعت سے ہی بیڑا پار ہوگا۔

اللھم ارزقنا شفاعت حبیبك صلی اللہ علیه وسلم

محمد کا رتبہ جہانوں سے بالا کوئی اور ان سا نہ دیکھا نہ بھالا
انہوں نے کیا رسم الفت کو زندہ عداوت کو پیروں تلے روند ڈالا
ہوا کس کے باعث فلک نور افشاں زمیں کو اندھیروں سے کس نے نکالا
وہ کس نے مراتب کی تفریق اڑا دی برابر کیا ہر سفید اور کالا
وہ آئے تو تاریکیاں دور بھاگئیں وہ آئے تو ہر سمت چھایا اجالا
وہ اور ان کے اصحاب یوں ضوفشاں تھے کہ ہو جس طرح چاند کے گرد ہالا
کوئی خواہ کتنا انوکھا ہو بزمی وہ ماہِ عرب دو جہاں سے نرالا

اللہ! کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آقائے دو عالم شفیع امت ﷺ کو قبرِ انور میں رکھا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی زیارت کی۔

اذا رايت شفتيه يتحرك فادنيت اذني عندها فسمعت وهو يقول اللهم اغفر لامتى فاخبرتهم بهذا فعجبوا بشفقته علٰى امته (حجة الله على العالمين)

''جب میں نے دیکھا تو آپ کے لب مبارک حرکت کر رہے تھے میں نے اپنے کانوں کو نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ میں نے یہ بات سب حاضرین کو سنائی تو اس شفقت پر سب دنگ رہ گئے۔'' (مدارج النبوۃ)

بخشش اُمت کی خاطر لبہائے مبارکہ نے صرف یہاں ہی حرکت نہیں فرمائی بلکہ اس دنیا میں جلوہ گر ہوتے وقت بھی رب ھب لی امتی کہہ کر ہم گناہ گاروں، سیہ کاروں کو اطمینان وسکون بخشا اور جب تک ظاہری دنیا میں جلوہ گری فرمائی ہر آن وہر لحظہ امت کا سکون واطمینان مدنظر رہا۔

تمہارے ہی لیے تھا اے گنہ گارو، سیہ کارو! وہ شب بھر جاگنا اور رات بھر رونا محمد ﷺ کا

یہ سلسلہ تو نہ ختم ہونے والا ہے اختصار کے ساتھ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو مُردہ زندہ ہو جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو بیمار شفا پا جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو ڈوبا ہوا سورج واپس نکل آئے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو پتھر بھی کلمہ پڑھنا شروع کر دیں۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو پہاڑ چلنا شروع کر دے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو انگلیوں سے چشمے جاری ہو جائیں۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو سرکش اونٹ فرمانبردار ہو جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو کنکریاں تسبیح پڑھنی شروع کر دیں۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو کھانے میں برکت آ جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو اندھی آنکھوں کی بینائی واپس آ جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو کٹا ہوا بازو اسی وقت جڑ جائے۔

حضور ﷺ دعا فرمائیں تو سڑی کھجوریں ہری ہو جائیں۔

تیرے کرم کے احاطے میں دونوں عالم ہیں کوئی کہیں بھی ہو بے شک تیری نگاہ میں ہے

تیری پناہ کا جس بے نوا پہ سایہ ہے وہ دو جہاں میں سب سے بڑی پناہ میں ہے

(ماخوذ)

مسنون دعائیں

عن امیر المؤمنین ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : من دعا بھذا الدعاء بعد کل صلوۃ اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ الرحمن الرحیم انی اعھد الیک فی ھذہ الحیاۃ الدنیا بانک انت اللہ لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی من السوء وتباعدنی فی الخیر، وانی لا اعلق الا برحمتک فاجعل رحمتک لی عھدا عندک تؤدیہ الی یوم القیامۃ انک لا تخلف المعیاد ۔(الجامع للترمذی، ابواب الدعوات ۲/ ۱۸۷)

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھی ۔ اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشھادۃ الرحمن الرحیم انی اعھد الیک فی ھذہ الحیاۃ الدنیا بانک انت اللہ لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی من السوء وتباعدنی فی الخیر، وانی لا اعلق الا برحمتک فاجعل رحمتک لی عھدا عندک تؤدیہ الی یوم القیامۃ انک لا تخلف المعیاد ۔ فرشتہ اس دعا کو لکھ کر مہر لگا کر قیامت کے لیے اٹھا رکھے، جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو قبر سے اٹھائے، فرشتہ ساتھ لائے اور ندا کی جائے عہد والے کہاں ہیں ۔ انہیں وہ عہد نامہ دیدیا جائے ۔

☆ عن عبد اللہ بن یزید الخطمی الانصاری رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : اللھم ان ما رزقتنی مما احب فاجعلہ قوۃ لی فیما تحب، اللھم! وما زویت عنی مما احب فاجعلہ فراغالی فیما تحب ۔ (ایضاً)

حضرت عبد اللہ بن یزید خطمی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اس طرح دعا کی ۔ اللھم اِما رزقتنی مما احب فاجعلہ قوۃ لی فیما تحب، اللھم! وما زویت عنی مما احب فاجعلہ فراغالی فیما تحب ۔

☆ عن ام المومنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ عنھا قالت : کنت نائمۃ الی جنب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففقدتہ من اللیل فلمستہ فوقع یدی قدمیہ وھو ساجد وھو یقول: اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک ، لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ۔ (ایضاً)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سو رہی تھی، میری آنکھ کھلی تو میں نے حضور ﷺ کو نہ پایا لہٰذا میں نے ٹٹولنا شروع کیا تو میرے ہاتھ آپکے مبارک قدموں پر پڑے جبکہ حضور ﷺ

سجدہ میں تھے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے۔ اعوذ برضاك من سخطك وبمعافاتك من عقوبتك ، لا احصی ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك۔

☆ عن امير المومنين على المرتضى كرم الله تعالىٰ وجهه الكريم قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم لك الحمد كالذى تقوى، وخيرا مما نقول ۔ (الجامع الصغير ١/٩٣)

امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح دعا کی۔ اللهم لك الحمد كالذى تقوى، وخيرا مما نقول۔

وسیلے سے دعا کرنا

عن عثمان بن حنيف رضى الله عنه قال: ان رجلا اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ادع الله لى ان يعافينى فقال: ان شئت اخرت لك وهو خير، وأن شئت دعوت، فقال: ادعه ، فامره ان يتوضأ فيحسن وضوء ه ويصلى ركعتين ويدعو بهذا الدعاء، اللهم انى اسألك واتوجه اليك بمحمد نبى الرحمة يا رسول الله! انى قد توجهت بك الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى اللهم فشفعه فى ۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نابینا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پریشانی سے نجات عطا فرمائے۔ فرمایا: اگر چاہو تو اس مصیبت کا اجر و ثواب آخرت کے لیے اٹھا رکھو اور اگر چاہو تو میں دعا کیے دیتا ہوں۔ بولے: حضور دعا فرما دیں۔ حضور ﷺ نے ان کو اچھی طرح وضو کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ دو رکعت نماز ادا کریں اور یہ دعا پڑھیں: اللهم انى اسالك واتوجه اليك بمحمد نبى الرحمة يا رسول الله! انى قد توجهت بك الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى اللهم فشفعه فى ۔

(اخرجه الترمذى فى السنن ، كتاب : الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم باب: فى دعا الضعيف، ٥/٥٦٩، الرقم: ٣٥٧٨، والنسائى فى السنن الكبرى، ٦/١٦٨ ، الرقم :١٠٤٩٤، ١٠٤٩٥ ، وابن ماجة فى السنن، كتاب: اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ماجاء فى صلاة الحاجة ، ١/٤٤١، الرقم: ١٣٨٥ ، وابن خزيمة فى الصحيح، ٢/٢٢٥ ، الرقم: ١٢١٩ ، واحمد بن حنبل فى المسند، ٤/١٣٨ ، الرقم: ١٧٢٤٠ - ١٧٢٤٢ ، والحاكم فى المستدرك، ١/٤٥٨، ٧٠٠، ٧٠٧، الرقم: ١١٨٠، ١٩٠٩، ١٩٢٩ ، والطبرانى فى المعجم الصغير، ١/٣٠٦، الرقم: ٥٠٨ ، وفى المعجم الكبير، ٩/٣٠، الرقم: ٨٣١١، والبخارى فى التاريخ الكبير ، ٦/٢٠٩، الرقم: ٢١٩٢)

☆ عن ابى الدرداء رضى الله عنه : قال سمعت النبى صلى الله تعالىٰ عليه سلم فيقول: ابغونى فى ضعفائكم، فانما ترزقون وتنصرون بضعفائكم ۔

''حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں: مجھے اپنے کمزور لوگوں میں تلاش کرو تمہیں اپنے کمزور لوگوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے اور ان کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے۔'' (بخاری، ٣/١٠٦١، الرقم ٢٧٣٩)

☆ عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فليناد يا عباد الله! احبسوا علي، يا عباد الله! احبسوا علي، فان لله في الارض حاضرًا سيحبسه عليكم .

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی سواری جنگل بیاباں میں چھوٹ جائے تو اس (شخص) کو (یہ) پکارنا چاہیے: اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا دو، اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے (ایسے) بندے اس زمین میں ہوتے ہیں، وہ تم کو (تمہاری سواری) پکڑا دیں گے۔'' (اخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ۱۰/۲۱۷، الرقم: ۱۰۵۱۸، ۱۷/۱۱۷، الرقم: ۲۹۰، وابعلي في المسند، ۹/۱۷۷، الرقم: ۵۲۶۹، والديلمي في الفردوس بماثور الخطاب، ۱/۳۳۰، الرقم: ۱۳۱۱، والهيثمي في مجمع الزوائد، ۱۰/۱۳۲)

☆ عن عتبة بن غزوان عن نبي الله صلى الله عليه وسلم قال: اذا اضل احدكم شيا او اراد احدكم عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله اغيثوني ياعباد الله اغيثوني فان لله عبادًا لا نراهم وقد جرب ذلك .

''حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی شے گم ہو جائے اور تم میں سے کوئی مدد چاہے اور وہ ایسی جگہ ہو کہ جہاں اس کا کوئی مددگار بھی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہیں جنہیں ہم دیکھ تو نہیں سکتے (لیکن وہ لوگوں کی مدد کرنے پر مامور ہیں) اور یہ آزمودہ بات ہے۔'' (ایضاً)

☆ عن ام المومنين عائشه الصديقه رضي الله عنهاقالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا قال العبد: يا رب! يا رب! قال الله تبارك وتعالىٰ: لبيك، عبدي سل تعط . (كنز العمال ۳۱۳۲، ۲/۶۴)

ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ یا رب! یا رب! کہتا ہے تو اللہ عزوجل لبیک فرماتا ہے، اور فرماتا ہے: اے میرے بندے مانگ تجھے دیا جائے۔

☆ عن هشام بن ابي رقية رضي الله عنها ان ابا الدرداء وعبد الله بن عباس رضي الله تعالىٰ عنهم قال: ان اسم الله الاكبر رب، رب . (المستدرك للحاكم ۱/۶۸۴)

حضرت ہشام بن ابی رقیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابودرداء اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اسم اعظم رب، رب ہے۔

دعائے حاجت

عن انس بن مالك رضي الله عنه قال: ان ام سليم غدت على النبي صلى الله عليه وسلم فقالت:

علمنی کلمات اقولهن فی صلوتی فقال: کبری الله عشرا، وسبحی الله عشرا، واحمدیه عشرا، ثم سلی ما شئت یقول: نعم، نعم۔ (ترمذی، ماجاء فی صلوۃ التسبیح، ۶۳/۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا صبح کے وقت حاضر ہوئیں اور عرض کی حضور مجھے کچھ ایسے کلمات تعلیم فرمائیں کہ میں اپنی نماز میں کہا کروں۔ ارشاد فرمایا: دس بار اللہ اکبر دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ کہہ لیا کرو، پھر جو چاہو مانگو اللہ تعالیٰ خیر فرمائے گا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''اس کا طریقہ یوں ہو کہ دو رکعت نفل باوضوئے تازہ وحضور قلب پڑھے، اور قعدے میں بعد درود شریف اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ، دس دس بار کہہ کر دعائے مقصود ایسے لفظوں سے کرے جو مخل نماز نہ ہوں۔ مثلاً ''اسئلك ان تقضی لی حاجتی کلها فی الدنیا والآخرة ما کان منها لی خیرا ولك رضا یا ارحم الراحمین۔ آمین'' (ذیل المدعا ص ۱۷۴)

حاکم، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا، اور امام ترمذی نے حسن قرار دیا۔

☆ عن عبد الله بن اوفی رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من کانت له الی الله حاجة او الی احد من بنی آدمی فلیتوضأ ولیحسن الوضوء ثم یصل رکعتین، ثم لیثن علی الله ولیصل علی النبی صلی الله علیه وسلم لا اله الا الله الحلیم الکبیر سبحان الله رب العرش العظیم، الحمد لله رب العالمین، اسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنیمة من کل بر والسلامة من کل اثم، لا تدع لی ذنبا الا غفرته ولا هما الافرجته، ولا حاجة هی لك رضاً الا قضیتها یا ارحم الراحمین۔ (الجامع للترمذی باب ما جاء فی صلوۃ الحاجة، ۶۳/۱)

حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو یا کسی انسان سے تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے۔ لا اله الا الله الحلیم الکبیر سبحان الله رب العرش العظیم، الحمد لله رب العالمین، اسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنیمة من کل بر والسلامة من کل اثم، لا تدع لی ذنبا الا غفرته ولا هما الافرجته، ولا حاجة هی لك رضاً الا قضیتها یا ارحم الراحمین۔

☆ عن انس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: یا علی ! الا اعلمك دعا اذا اصابك غم او هم تدعو به ربك فیستجاب لك باذن الله ویفرج عنك۔ توضأ وصل رکعتین، واحمد الله، واثن علیه، وصل علی نبیك، واستغفر لنفسك وللمؤمنین والمؤمنات، ثم قال: اللهم انت تحکم بین عبادك فیما کانوا فیه یختلفون لا اله الا الله العلی العظیم، لا اله الا الله الحکیم الکبیر، سبحان الله رب السموت السبع ورب العرش العظیم، الحمد لله رب العالمین،

اللهم ! كاشف الغم، مفرج الهم مجيب دعوة المضطرين اذا دعوك، رحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما ، فارحمني في حاجتي هذه بقضائها ونجاحها رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا: اے علی! کیا میں تمہیں وہ دعا نہ بتادوں کہ جب تمہیں کوئی غم یا پریشانی ہو تو اسے عمل میں لاؤ، باذن اللہ تمہاری دعا قبول ہو اور غم دور ہو۔ وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھو، اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور اپنے نبی علیہ السلام پر درود خوانی، اور اپنے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے استغفار کرو۔ پھر کہو۔ اللهم! انت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون لا اله الا الله العلى العظيم، لا اله الا الله الحكيم الكبير، سبحان الله رب السموت السبع ورب العرش العظيم، الحمد لله رب العالمين، اللهم! كاشف الغم، مفرج الهم مجيب دعوة المضطرين اذا دعوك، رحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما ، فارحمني في حاجتي هذه بقضائها ونجاحها رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك ۔

☆ عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اثنى عشرة ركعة تصليهن من ليل اونهار، وتشهد بين كل ركعتين، فاذا تشهدت في اخر صلوتك فاثن على الله عزوجل ، وصل على النبي صلى الله عليه وسلم ، واقرا وانت ساجد افاتحة الكتاب، سبع مرات، وآية الكرسي سبع مرات، وقل : لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كلى شيء قدير عشر مرات ثم قل : اللهم! انى اسئلك بمعاقد الغرمن عرشك، ومنتهى الرحمة من كتابك، واسمك الاعظم وجدك الاعلى وكلماتك التامة ، ثم سل حاجتك، ثم ارفع راسك، وسلم يمينا وشمالا، ولا تعلموها السفهاء فانهم يدعون بها فيستجابون ۔ (ايضاً)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رات یا دن میں بارہ رکعتیں، اور دو رکعت پر التحیات پڑھ، پچھلی التحیات کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود بجالا، پھر سجدہ میں فاتحہ سات بار، آیۃ الکرسی سات بار، لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كلى شيء قدير، دس بار پڑھ، پھر کہہ "اللهم! انى اسئلك بمعاقد الغرمن عرشك، ومنتهى الرحمة من كتابك، واسمك الاعظم وجدك الاعلى وكلماتك التامة " پھر اپنی حاجت مانگ، پھر سر اٹھا کر دائیں بائیں سلام پھیر اور اسے بے وقوفوں کو نہ سکھانا کیونکہ وہ اس کے ذریعہ دعا کریں گے تو قبول ہوگی۔ (ذیل المدعا ص ۱۷۶)

یہ ہے وہ تیر جو سیدھا نشانے پر لگتا ہے

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں:

احمد بن حرب و ابراہیم بن علی، اور ابوزکریا و حاکم نے کہا: ہم نے اس کا تجربہ کیا تو حق پایا، فقیر کہتا ہے: غفر اللہ تعالیٰ لہ، فقیر نے

بھی چند بار تجربہ کیا، تیر بے خطا پایا۔ یہاں تک کہ بعض اعزہ کے مرض کو امیداد شدید واشتد اد مدید ہوا حتی کہ ایک روز بالکل نزع کے آثار طاری ہو گئے۔ سب اقارب رونے لگے۔ فقیر ان سب کو روتا چھوڑ کر دروازہ کریم پر حاضر ہوا، یہ نماز پڑھی اس کے بعد مریض کی طرف چلا اور وسوسہ تھا کہ شاید خبر نوع دگر سننے میں آئے، وہاں گیا تو بحمد اللہ تعالیٰ مریض کو بیٹھا باتیں کرتا پایا۔ مرض جاتا رہا اور چند روز میں قوت بھی آ گئی۔ وللہ الحمد۔

فائدہ: یہ حدیث ابن عساکر نے بہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کی، مگر اتنا فرق ہے کہ اس میں اس نماز کا وقت بعد مغرب معین کیا، اور فاتحہ وآیۃ الکرسی وکلمہ مذکور پڑھنے کے لیے بارہویں رکعت کا پہلا سجدہ اور دعا "اللھم انی اسئلك" پڑھنے کو اس کا دوسرا سجدہ رکھا، نہ یہ کہ بعد "التحیات" کے سلام سے پہلے ایک سجدہ جداگانہ میں پڑھی جائیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

اقول: مگر ہمارے جمہور ائمہ لفظ اسئلك بمعاقد الغرمن عرشك، کو منع فرماتے ہیں۔ ہدایہ، وقایہ وتنویر الابصار ودر مختار شرح جامع صغیر امام قاضی خان وتمرتاشی ومحبوبی وغیرہا کتب فقیہ میں اس کی ممانعت مصرح،

علامہ ابن امیر الحج نے حلیہ میں تصریح فرمائی کہ، یوں کہنا مکروہ تحریمی قریب بحرام قطعی ہے اور یہ حدیث بشدت ضعیف ہے کہ اس باب میں ہرگز قابل استناد نہیں ہوسکتی۔ تو ان ترکیبوں سے یہ لفظ کم کر دینا ضروری ہے۔

ثم اقول: سجدے بلکہ قیام کے سوا نماز کے کسی فعل میں قرآن عظیم کی تلاوت حدیث وفقہ دونوں سے منع ہے یہاں تک کہ سہواً پڑھے تو سجدہ لازم، اور عمداً پڑھے تو اعادہ واجب تو ضرور ہے کہ فاتحہ، آیۃ الکرسی جو سجدے میں پڑھی جائیں گی ان سے ثنائے الٰہی کی نیت ہے، تو جتنی رکعات ایک نیت سے پڑھی جائیں ہر قعدہ میں التحیات کے بعد درود ودعا سب کچھ ہو، اور ہر تیسری کے اغاز میں سبحانك اللھم واعوذ بھی ہو۔

ثم اقول: ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک ایک نیت میں دن کو چار رکعت سے زیادہ مکروہ ہے، اور رات کو آٹھ سے زائد، وظاہر اطلاق الکراھۃ کراھۃ التحریم، وقد نص فی رد المحتار علی انہ لا یحل فعلہ، مگر دن کی کراہت متفق علیہ اور رات کی کراہت میں اختلاف ہے۔ امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا: رات کو آٹھ سے زیادہ بھی مکروہ نہیں۔ فتاوی خلاصہ میں اسی کو صحیح کہا، وعامتھم علی الکراھیۃ وصححھا فی البدائع۔ تو یہ نماز اگر ہر شب میں ہو کہ ایک تصحیح پر کراہت سے محفوظ رہے۔ (ذیل المدعا ص ۱۷۹)

ادعیۂ ماثورہ

ادعیہ ماثورہ میں سے آخر میں چند ماثورہ دعائیں اعراب کے ساتھ مختلف کتب سے بغیر ترجمہ وتشریح کے لکھی جارہی ہیں تاکہ یاد کرنے میں آسانی رہے۔

○ اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ○

○ اَللّٰھُمَّ اعْفُ عَنِّیْ فَاِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ وَاَنْتَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ○

○ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّۃَ وَالْعِفَّۃَ وَالْاَمَانَۃَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضٰی بِالْقَدْرِ○

○ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِنِي السَّبِيْلَ الْاَقْوَمَ

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْمُعَافَاةَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَ دُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ ۔ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَتِيْ وَاٰمِنْ رَوْعَتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفِظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ○

○ اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ○

○ اَللّٰهُمَّ يَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ يَا زَيْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ يَا جَبَّارَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ يَا عِمَادَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ يَا قَيَّامَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ وَمُنْتَهَى الْعَائِذِيْنَ وَالْمُفَرِّجُ عَنِ الْمَكْرُوْبِيْنَ وَالْمُرَوِّحُ عَنِ الْمَغْمُوْمِيْنَ وَمُجِيْبُ دُعَاءِ الْمُضْطَرِّيْنَ وَيَا كَاشِفَ الْمَكْرُوْبِ يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ وَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ مَنْزُوْلٌ بِكَ كُلُّ حَاجَةٍ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِمَا سَأَلَكَ مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَنَسْتَعِيْذُ بِمَا اسْتَعَاذَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ○

○ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا○

○ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمْرِيْ○

○ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِيْ لِذِكْرِكَ وَارْزُقْنِيْ طَاعَتَكَ وَطَاعَةَ رَسُوْلِكَ وَعَمَلًا بِكِتَابِكَ○

○ اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِيْ فِيْ تَيْسِيْرِ كُلِّ عَسِيْرٍ فَاِنَّ تَيْسِيْرَ كُلِّ عَسِيْرٍ عَلَيْكَ يَسِيْرٌ وَّاَسْئَلُكَ الْيُسْرَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اَنْ تَجْعَلَنِيْ فِيْ حِرْزِكَ وَحِفْظِكَ وَجِوَارِكَ وَتَحْتَ كَنَفِكَ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ وَالْاَدْوَاءِ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْقَضَاءِ وَنُزُلَ الشُّهَدَآءِ وَعَيْشَ السُّعَدَآءِ، وَالنَّصْرَ عَلَى الْاَعْدَآءِ○

○ اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا تَنْزِعْ مِنِّيْ صَالِحَ مَا اَعْطَيْتَنِيْ○

○ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا، وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوًّا وَلَا حَاسِدًا○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ

مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَالْقَسْوَةِ، وَالْغَفْلَةِ وَالذِّلَّةِ، اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكُفْرِ، والْفُسُوْقِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ وَسَيِّیءِ الْاَسْقَامِ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهٖ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ ، وَاَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهٗ لِیْ خَيْرًا○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعِفَافَ وَالْغِنٰی○

○ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَاءِ اِلَیَّ، وَاجْعَلْ خَشْيَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْيَاءِ عِنْدِیْ ، وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِكَ، وَاِذَا اَقْرَرْتَ اَعْيُنَ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ فَاَقْرِرْ عَيْنِیْ مِنْ عِبَادَتِكَ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ○

○ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْكَذِبِ، وَعَيْنِیْ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَالْهَدْمِ وَالْغَرْقِ وَالْحَرَقِ، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَتَخَبَّطَنِی الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا○

○ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ○

○ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ○

○ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ○

○ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ كُلَّ مُهِمٍّ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ وَمِنْ اَيْنَ شِئْتَ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِدِيْنِیْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِدُنْيَایَ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِیْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰی عَلَیَّ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِیْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِیْ بِسُوْءٍ حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَسْبِیَ اللّٰهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ○

○ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ قُدْرَتِكَ ، وَاقْضِ اَجَلِیْ فِیْ طَاعَتِكَ ، وَاخْتِمْ لِیْ بِخَيْرِ عَمَلِیْ، وَاجْعَلْ ثَوَابَهُ الْجَنَّةَ○

(از ادعیہ ماثورہ)

یا رب منم دوست تہی چشم پُر آب جاں دادہ ودل سوختہ وسینہ کباب
نامہ سیہ وعمر تبہ، کار خراب از روئے کرم بفضلِ خویشم دریاب

ایک رقت انگیز دعاء

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غنیۃ الطالبین (ص ۳۳۶ پ) ایک شخص کی پر اثر دعا کا تذکرہ فرماتے ہیں جو کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور مولیٰ کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے خود اپنے آنکھوں دیکھے واقعہ پر مشتمل ہے اور وہ بھی حرم کعبہ میں۔ سبحان اللہ چنانچہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم طواف کعبہ میں مشغول تھے کہ اچانک ایک آواز سنائی دی کوئی شخص مندرجہ ذیل اشعار بڑے درد کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔

یا من یجیب دعا المضطر فی الظلم
اے وہ ذات جو تاریکیوں میں غمزدہ کی دعا قبول کرتا ہے

یا کاشف الکرب والبلویٰ مع السقم
اے وہ ذات جو بیماریوں کے ساتھ غم و بلا دور کرتا ہے

قد بات وفدك حول البیت والحرام
بے شک تیرے گروہ نے کعبہ اور حرم کے گرد رات گزاری

نحن ندعو وعین اللہ لم تنم
اور میں دعا کر رہا ہوں اور چشم الٰہی نہیں سوتی ہے

ھب لی بجودك ما اخطات من جرم
اپنے فضل و کرم کے صدقہ میں میرے گناہوں کو بخش دے

یا من اشار الیہ الخلق بالکرم
اے وہ جس کی بخشش کی طرف لوگ اشارہ کرتے ہیں

ان کان عفوك لم یسبق لمجرم
اگر تیری معافی گناہگاروں کی جانب سبقت نہ کرے۔

فمن یجود علی العاصین بالنعم
کون ہے جو گناہگاروں پر بخشش کرے گا

باپ کی ناراضگی میں رب کی ناراضگی

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا: اے حسین! تم سن رہے ہو کہ وہ اپنے گناہوں پر کس طرح رو رہا ہے اور اپنے ربّ کو کس طرح پکار رہا ہے۔ تم اُدھر جاؤ شاید وہ تم کو مل جائے، اُسے بلا لاؤ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اُس طرف گیا اور وہ مجھے مل گیا۔ میں نے اُسے دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت چھریرے بدن کا آدمی ہے اُس کے کپڑے صاف تھے اور خوشبو آ رہی تھی، مگر اُس کا داہنا بازو شل تھا، میں نے کہا کہ امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تم کو بلا رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص اُٹھا اور مفلوج حصہ کو کھینچتا ہوا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں پہنچا انہوں نے اُس کا حال دریافت کیا اور پوچھا تم کون ہو۔ اس نے کہا اے امیر المومنین، آپ اس کا حال کیا دریافت فرماتے ہیں جو عذاب میں گرفتار ہو اور اہل و عیال کے حقوق کی ادائیگی سے روک دیا گیا ہو (اپاہج ہو) آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کا نام دریافت فرمایا: اُس نے اپنا نام "منازل بن لاحق" بتایا، حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا قصہ کیا ہے؟ اُس نے کہا میں لہو ولعب اور عیش وطرب کے معاملہ میں سارے عرب میں مشہور تھا، میدانوں میں گھوڑے دوڑانے کے سوا کچھ کام نہ تھا، غفلت نے مدہوش کر رکھا تھا کہ نہ میری توبہ کا اعتبار تھا اور نہ معافی مانگنے کا (توبہ کرتا اور توبہ توڑ دیتا جس فعل سے معافی مانگتا دوبارہ اسی کو کرتا) میری یہ حالت تھی کہ رجب اور شعبان کے مہینے میں بھی

گناہوں کے ارتکاب سے باز نہ آتا (برابر گناہ کیے جاتا) میرا مہربان اور شفیق باپ مجھے جہنم کے عذاب سے ڈراتا تھا اور گناہوں کے ہولناک انجام سے برابر متنبہ کرتا تھا، وہ کہتا کہ بیٹے! اللہ کی گرفت اور اس کی سزا بڑی سخت ہے، اس خدا کی نافرمانی کیوں کرتا ہے، جو آگ کے عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے، تیرے مظالم سے بہت سے ہاتھ فریادی ہیں، عزت والے فرشتے حرمت والا مہینہ (رجب) اور بہت سی راتیں تجھ سے نالاں ہیں، ان نصیحتوں کے جواب میں اس کو میں مارتا پیٹتا، آخر ایک دن اس نے (میرے مظالم سے) تنگ آکر کہا کہ خدا کی قسم میں روزہ رکھوں گا اور کبھی نہیں کھولوں گا۔ برابر نماز پڑھوں گا (رات کو بھی نہیں سوؤں گا) چنانچہ ایک ہفتہ اپنی قسم کے بموجب انہوں نے کیا اور پھر اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ معظمہ میں حج اکبر کے دن پہنچ گئے اور کہنے لگے میں اب حرم میں جا کر تیرے خلاف اللہ سے مدد مانگوں گا (تیرے لیے بدعا کروں گا) چنانچہ حرم میں پہنچ کر انہوں نے کعبہ کے پردے پکڑ کر اس طرح فریاد کی:

یا من الیہ یاتی الحجاج من بعد ۔۔۔ یرجون لطف عزیز واحد صم
ھذا منازل لا یرتدعن عققی ۔۔۔ فخذ بحقی یا رحمن من ولدی
و شل منہ بجود منك جانبہ ۔۔۔ یا من تقدس لم یولد ولم یلد

ترجمہ: اے وہ کہ جس کی طرف دور دور سے حاجی آتے ہیں اور اس بے نیاز اور یکتا ذات کے لطف و کرم کی آس لگاتے ہیں۔ (اے اللہ!) میری فریاد سن! منازل (میرا بیٹا) میری نافرمانی سے باز نہیں آتا۔ اے رحمٰن! میرے بیٹے سے میرا حق لے لے، اے پاک ذات لم یلد ولم یولد: مجھ پر بخشش کر اور میری بددعا سے منازل کا ایک پہلو (بدن کا ایک رُخ) مفلوج کردے۔ منازل نے کہا کہ اُس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بلند کیا ہے اور پانی کو چشموں سے نکالا ہے کہ میرے والد ابھی یہیں تک کہنے پائے تھے کہ میرا دایاں حصہ (پہلو) مفلوج ہو گیا اور میں اُن تختوں کی طرح (بے حس و حرکت) ہو کر رہ گیا جو حرم کے کونوں میں پڑے رہتے ہیں۔ لوگ صبح و شام میرے پاس سے گزرتے تو کہتے یہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ کی بددعا قبول فرمائی۔

باپ کی رضا میں رب کی رضا

یہ سن کر حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تمہارے باپ نے کیا کیا۔ منازل نے کہا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ میں اپنے باپ کو راضی کر لیا جب وہ مجھ سے راضی ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ جس جگہ کھڑے ہو کر آپ نے میرے لیے بددعا کی تھی اسی جگہ کھڑے ہو کر آپ میرے لیے دعا کیجئے۔ اُنہوں نے میری درخواست قبول کر لی۔ ہم روانہ ہو گئے اثنائے سفر ایک اونٹنی مل گئی۔ میں نے والد کو اس پر سوار کرا لیا اور ان کو لے چلا وادیٔ اراک میں جب ہم پہنچے تو درخت سے ایک پرندہ (پر پھڑ پھڑا کر اس طرح) اُڑا کہ اس کی آواز سے اونٹنی بدک گئی، میرے والد اونٹنی سے گر کر ہلاک ہو گئے۔

یہ تمام قصہ سن کر حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے ایک دُعاء بتاتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایسا کوئی غم زدہ نہیں جس نے ان الفاظ سے دعا کی اور اللہ نے اس کے غم دور نہ کر دیے ہوں اور نہ

کوئی ایسا مضطرب ہے جس نے اللہ سے ان الفاظ میں دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اضطراب کو ختم نہ فرما دیا ہو۔ منازل نے کہا بہت بہتر (میں ضرور یہ دعا پڑھوں گا)۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے منازل کو یہ دعا سکھادی۔ منازل نے اللہ سے وہی دعا کی اور اس کو مرض سے نجات مل گئی۔ چنانچہ وہ ہمارے پاس صبح کو تندرست ہو کر آیا، میں نے اس سے پوچھا کہ منازل تو نے کیا عمل کیا منازل نے جواب دیا کہ جب تمام لوگ (رات کو) سو گئے تو میں نے وہی دعا تین مرتبہ پڑھی، غیب سے ندا آئی، تیرے لیے اللہ کافی ہے تو نے اسم اعظم کے ساتھ اللہ سے دعا کی۔ اللہ کو جب بھی اسم اعظم لے کر پکارا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمالیتا ہے اور جو چیز اس سے طلب کی جاتی ہے وہ اس کو مل جاتی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی، میں خواب میں سرورِ کائنات ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے وہ دعا عرض کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے ابن عم علی رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے، اسی دعا میں وہ اسم اعظم ہے کہ اگر اس کو لے کر اللہ سے دعا کی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی کچھ دیر بعد میں دوبارہ پھر سو گیا میں نے رسول اللہ ﷺ کی پھر زیارت کی۔ میں نے حضور ﷺ سے گزارش کی میں حضور والا سے اس دعا کے سننے کا مشتاق ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا اس طرح پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یَا عَالِمَ الْخَفِیَّۃِ وَیَا مَنِ السَّمَاءُ بِقُدْرَتِہٖ مَبْنِیَّۃٌ وَّیَامَنِ الْاَرْضُ بِعِزَّتِہٖ مَدْحِیَّۃٌ وَّیَامَن الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِنُوْرِ جَلَالِہٖ مُشْرِقَۃٌ مُضِیَّۃٌ وَّیَا مُقْبِلًا عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ مُّؤْمِنَۃٍ ذَکِیَّۃٍ وَیَا مُسَکِّنُ رُعْبَ الْخَائِفِیْنَ وَیَا اَھْلَ التَّقِیَّۃِ، یَا مَنْ حَوَائِجُ الْخَلْقِ عِنْدَہٗ مَقْضِیَّۃٌ یَامَنْ نَجّٰی یُوْسُفَ مِنْ رَقِّ الْعُبُوْدِیَّۃِ، یَا مَنْ لَیْسَ لَہٗ بَوَّابٌ یُّنَادِیْ وَلَا صَاحِبٌ یَغْشٰی، وَلَا وَزِیْرٌ یُعْطٰی وَلَا غَیْرُہٗ رَبٌّ یُدْعٰی وَلَا یَزْدَادُ عَلٰی کَثْرَۃِ الْحَوَائِجِ اِلَّا کَرَمًا وَجُوْدًا وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

ترجمہ: اے پوشیدہ چیزوں کے جاننے والے! اے وہ ذات جس کی قدرت سے آسمان بنائے گئے اور اے وہ ذات جس کی قدرت سے زمین بچھائی گئی۔ اے وہ ذات جس کے نور جلال سے سورج اور چاند روشن اور پرنور ہیں۔ اے وہ ذات جس کی توجہ ہر پاک نفس کی طرف ہوتی ہے۔ اے وہ ذات جو ہراساں ترساں لوگوں کو خوف سے تسکین دینے والی ہے۔ اے وہ ذات جس کے یہاں مخلوق کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ اے وہ ذات جس نے نجات بخشی یوسف علیہ السلام کو غلامی کی ذلت سے، اے وہ ذات جس کا کوئی دربان نہیں کہ جس کو پکارا جائے اور نہ کوئی مصاحب ہے جس کے پاس حاضری دی جائے اور نہ کوئی وزیر ہے کہ جس کو نذر پیش کی جائے اور نہ اس کے علاوہ کوئی رب (پروردگار) ہے کہ اس سے دعا کی جائے۔ اے وہ کہ جس کا کرم اور جود حاجتوں کی کثرت کے باوجود بڑھتا ہی جاتا ہے (اے اللہ) میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما اور مجھے میری مراد عطا کر بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

منازل نے کہا! یہ خواب دیکھ کر میں بیدار ہو گیا، جب میری آنکھ کھلی تو بازو کی طرف دیکھا جو بالکل تندرست تھا۔ سچ فرمایا نبی

اکرم علیہ السلام نے سخط الرب فی سخط الوالد و رضی الرب فی رضی الوالد اور کما قال ۔رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے اوررب کی رضاوالدین کی رضامیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس دعا کو مضبوطی کے ساتھ حاصل کرلو، یہ عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔حاصل کلام یہ کہ کسی ذی ہوش وخرد کے لیے زیبانہیں کہ وہ گناہوں کو مظالم کواور مظلوم کی بددعا کو حقیر سمجھے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن جائے گا۔

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب بندہ اپنے ہاتھ (سوال کے لیے) اللہ تعالیٰ کے آگے پھیلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو خالی پھیرنے سے حیافرماتا ہے۔اس لیے اس کو جلد یا بہ دیر دنیا ہی میں دے دیتا ہے یا آخرت میں قیامت کے دن کے لیے جمع کر دیتا ہے۔کسی نے خوب کہا:

السمع بالدعا فتزدریه — تبین فیك ما صنع الدعاء

کیا تو دعا کوسن کراسے حقیر سمجھتا ہے؟ دعا کی تاثیر تو تیرے اندر نمایاں اور ظاہر ہے۔

سهام الليل لا تخطی ولكن — لها امد وللامد القضاء

رات کے تیر (آہ وزاری) خطانہیں کرتے مگران کے لیے ایک وقت ہے اوروقت تو بہرحال گزرہی جاتا ہے۔

یا ربّ دلم از بارگنہ محزون است ۔ جاں زار و دل افگار وجگر پُر خون است

ہر چند گناہِ من زحد بیرون است — عفوت زگناہِ من بسے افزون است

اللهم لك الحمد علی اتمام هذا الباب واجعله لی ذخرانا فعا وخير ابا قيا مادام اختلاف الليالي والايام اللهم احرسنی بعينك التي لا تنام وبركنك الذی لا يرام وعافنی عن جميع الالام والاسقام واجعلنی ممن صلح قلبه وحسن حاله يا ذاالجلال والاكرام بحرمة سيد الانام صلوات الله تعالیٰ وسلامه عليه وعلی اله الكرام وصحبه العظام برحمتك يا ارحم الرحمين ويا اكرام الاكرمين امين بجاه النبی الكريم الامين۔ آمين يا رب العالمين

